#ناول : #شمس_الحیاۃ

وہ اپنا فون ہاسٹل میں ہی بھول گیا تھا---

جب وہ واپس لوٹا تو سیل پر 22 مس کالز لگی دیکھ---اس نے فورا ہی معظم کو کال بیک کی---

"ہیلو۔۔"

"کہاں ہو تم جانشیر؟؟ صبح سے تمہیں کالز کر رہا ہوں۔۔۔ اتنا بھی کیا لاپرواہ ہونا یار؟..." سلام دعا کیے بغیر ہی وہ اس پر برس پڑا تھا کال ریسیو ہوتے ہی۔۔۔

"اتنا غصہ کیوں ہو رہے ہیں آپ ؟ کچھ ہوا ہے کیا؟؟" وہ اپنی پیشانی کو مسلتے ہوئے۔۔۔ نہایت لاپرواہی کے ساتھ استفسار کرنے لگا۔

"چاچا کی طبیعت خراب ہو گئی ہے بہت زیادہ ۔۔وقت نہیں ہے ان کے پاس۔۔۔ تم آجاؤ نکاح کر لو۔۔۔ میں فلائٹ بک کر رہا ہوں تمہاری" معظم کی بات سنتے ہی نہایت اکتاہٹ کے ساتھ اس نے اپنی گردن کی پشت الٹے ہاتھ سے رگڑی۔۔

"میرے پیپرز ہیں۔ میں نہیں آسکتا" اس کا بے رخی سے دیا جواب سن۔۔۔ معظم دم بخود رہ گیا۔

اسے یقین نہیں آیا تھا اپنے کانوں پر۔۔۔

"یہ۔۔ یہ کیا بول رہے ہو؟؟ ... شاید ٹھیک سے سنا نہیں ہے تم نے۔۔۔ چاچا کی طبیعت خراب ہے ۔۔وہ اپنی آخری سانسیں لے رہے ہیں ۔۔ڈاکٹر نے کہا ہے زیادہ وقت نہیں ہے ان کے

پاس۔۔۔ ایسے میں اگر وہ اپنی بیٹی کا نکاح کر کے جانا چاہتے ہیں تو کیا تم ان کی آخری خواہش پوری نہیں کرو گے؟؟" معظم نہایت جذباتی و پریشان ہو کر کہہ رہا تھا۔

" میرے پیپرز ہیں بھائی۔۔۔ میں نہیں آسکتا۔۔۔ اور پھر ابھی نکاح جیسی بڑی ذمہ داری نہیں اٹھانا چاہتا میں" اپنی بات کہتے ہی مقابل کو بولنے کا موقع دیے بغیر۔۔۔ اس نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

پوری رات کالز پر کالز آتی رہیں ۔۔۔۔اس کے سارے کزنز کی

۔۔اس کے سارے رشتہ داروں کی۔۔ حتی کے اس کی دادی اور

والد کی بھی لیکن اس نے کال نہیں اٹھائی پھر۔۔۔

اس نے فون سائلنٹ پر لگا دیا اور آرام سے سو گیا۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

دوسری صبح --

وہ نہاء کر نکلا اور یونی جانے کے لیے تیار ہونے لگا۔

ڈارک گرین کلر کی شرٹ پر کرمی کلر کی پینٹ زیب تن کیے --

وہ خوبصورت لگ رہا تھا ---

اپنی دوھیائی کلائی پر ابھی وہ واچ پہننے ہی لگا تھا۔۔۔جب سیل
کی اسکرین پر نظر پڑی۔ اور وہ ٹھہر گیا۔

اسکرین ایک نمبر شو کررہی تھی۔۔ نام نہیں آرہا تھا اس
کا۔۔لیکن اس نمبر کو دیکھنے کے بعد وہ ہل نہیں سکا۔۔۔وہ جانتا
تھا کال کس کی ہے اور یہ پہلی بار تھا جب وہ زندگی میں اسے
کال کررہی تھی۔

بار بار میسجز آ رہے تھے۔۔ پلیز کال ریسیو کرو۔۔۔ پلیز کال ریسیو کرو۔۔۔یہاں تک کہ 200 میسجز ہو چکے تھے۔ رات سے اب تک۔۔۔

"ہیلو" شاید ترس ہی کھایا تھا جو کال ریسیو کی۔

"میں بریرہ بات کر رہی ہوں جانشیر۔۔" وہ روہانسہ اور زکام زدہ آواز تھی جو اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرائی کال ریسیو کرتے ہی۔۔۔

"او۔۔ تم ہو" ایسا تاثر دیا جیسے جانتا ہی نہ ہو۔۔۔۔کے یہ نمبر اس کا ہے

"ہاں---پاپا می--- میرا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔پل---پلیز آجاو---ورنہ یہ ل--لوگ میرا نکاح مع-- معظم بھائی سے پ--پڑھوا رہے ہیں--" وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے بتا رہی تھی۔

" میرے پیپرز ہو رہے ہیں۔ میں نہیں آسکتا۔ میں نے کل رات ہی معظم بھائی کو بتا دی تھی یہ بات---اگر انتظار کر سکتی ہو تو کر لو--ورنہ ---" اس نے اپنی بات سنجیدگی سے کہہ کر ادھوری چھوڑ دی--- مگر مطلب صاف تھا---مقابل سمجھ گئی تھی۔

"م۔۔میں تو انتظار کرنے کے ل۔۔لیے تیار ہوں لیکن پ۔۔۔پاپا نہیں ک۔۔۔کریں گے۔ وہ اپنی آنکھوں ک۔۔۔کے سامنے م۔۔میرا نکاح ہوتے دیکھنا چ۔۔۔۔چاہتے ہیں۔ پلیز آجاو ناں" وہ بچوں کی طرح روتے ہوئے منت کر رہی تھی کہ آ جاؤ۔۔۔

اور وہ صرف پندرہ سال کی ہی تو تھی۔۔۔

"افففف۔۔۔ تم باپ بیٹی کے ڈرامے ختم ہی نہیں ہوتے۔۔۔ دنیا کی ساری خوبصورت لڑکیوں کو چھوڑ کر کیا تم جیسی موٹی اور کالی ہی رہ گئی ہے میرے لیے۔۔۔ منگنی کے نام پر زندگی بھر پیسہ کھایا تم نے اور تمہارے باپ نے میرا۔۔ اب میری بچی کچی خوشیاں و خواب بھی کھا جانا چاہتی ہو۔ ابھی عمر ہی کیا ہے میری۔۔۔۔ تھوڑا تو جی لینے دو مجھے یار۔۔۔۔ میرا بھی حق ہے زندگی کی خوشیوں پر۔۔۔"

"جانشیر" اس لڑکی کو جیسے اپنے کانوں پہ یقین نہیں آیا۔

وہ سنگدل روح کو گہری ضرب لگانے والے الفاظ کتنے آرام سے
ادا کرگیا تھا۔۔۔

"کیا جانشیر جانشیر لگا رکھا ہے؟؟... اچھا ہے کرو کسی اور سے
نکاح اور جان چھوڑو میری۔ میں نہیں آنے والا تمہارے لیے۔۔۔
کبھی بھی نہیں۔۔۔ اگر بوڑھی ہونا چاہتی ہو میرے انتظار میں تو

بیٹھی رہو۔۔۔مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔ لیکن مجھ سے کسی چیز کی امید نہ رکھنا بریرہ۔۔۔اب کال یا میسج کیا تو بلاک کر دوں گا۔۔۔"اپنی بات سپاٹ و نروٹھے سے لہجے میں کہنے کے بعد اس نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔

اس نے یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی کہ مقابل پر کیا بیتی۔۔۔کیا گزری۔۔وہ کیسے روئی۔۔وہ کیسے تڑپی۔۔۔وہ کیسے بلکتی ہوئی خود کو سنبھالتی اپنے بیمار باپ کو دیکھنے لگی جن سے

بڑی منتیں کر کے آخری بار اس ستمگر سے خود بات کرنے کی اجازت لی تھی۔

بچپن کی منگنی تھی ان کی۔۔ اور اس سنگ دل نے ایک لمحہ نہیں لگایا تھا سب ختم کرنے میں۔۔۔

کال ڈس کنیکٹ کرنے کے بعد اب وہ گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔۔ اسے دشواری ہو رہی تھی سانس لینے میں۔

اس کا چہرہ و کان سرخ تھا انگارے کی مانند۔

سیل غصے میں بیڈ پر پٹکنے والے انداز میں پھینک کر۔۔۔ اب وہ آئینے میں خود کو دیکھنے لگا تھا۔۔۔

پہلے تو آئینے میں اس کا عکس نظر آرہا تھا لیکن پھر آہستہ آہستہ
جیسے اس پہ دھن چھاتی جا رہی ہو۔۔۔ سفید دھن۔۔۔اور پھر اسے
ایک رات کا منظر نظر آنے لگا

"میں کہہ رہی ہوں نا ہم مناہل سے کریں گے منگنی۔۔۔ وہ
خوبصورت تو ہے کم از کم۔۔۔" وہ صوفے پر اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔۔۔
ٹی وی پر چلنے والے کارٹون سے زیادہ تو کمرے سے آنے والی
آوازیں اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرا رہی تھیں۔۔ ہر روز
کی طرح لڑائی جاری تھی انھیں لڑنے کے لیے کسی خاص وجہ کی

ضرورت نہیں ہوتی تھی۔۔۔وہ بن بات کے بھی لڑ سکتے تھے۔۔۔یہ تو پھر ان کے اکلوتے بیٹے جانشیر کی بات تھی۔۔ان کے سات سالہ بیٹے کی منگنی کی بات۔۔

"ہم بریرہ سے کریں گے۔۔۔ میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ تمہاری بھانجی بھی تمہاری طرح زبان دراز ہوگی۔۔میں اپنے بیٹے کی زندگی جہنم نہیں بنانا چاہتا۔۔۔اس لیے اپنے بھائی کی بیٹی ہی لاؤں گا۔۔۔ خوبصورتی نہ ہو لیکن گھر میں کم از کم سکون ہوگا اس کے۔۔۔ جیسے

میرے بھائیوں کے گھر میں ہوتا ہے۔''تبریز صاحب چیخ کر بولے

ان کا تنفس تیز تھا۔۔۔ نسیں ابھری ہوئی۔۔ شاید ان کا بلڈ پریشر

ہائی ہو رہا تھا لیکن کسے پرواہ تھی۔۔۔

''میں لانے دوں گی تو لاؤ گے ناں'' حنا بیگم خاصہ چیلنجنگ لہجے

میں گویا ہوئیں۔۔۔

"میرا بھی اکلوتا بیٹا ہے ۔۔اس کے لیے میں خوبصورت سی لڑکی لانا
چاہتی ہوں ۔۔ تمہارے بھائی کی بدصورت موٹی بیٹی نہیں۔۔۔"

اس چھوٹے سے بچے نے اب ریموٹ سے ایل سی ڈی کا والیوم
بڑھا دیا تھا۔۔۔

وہ فل کر چکا تھا والیوم کو۔۔۔اس کے باوجود کمرے سے آنے والی آوازیں ٹی وی سے آنے والی آوازوں سے کہی زیادہ تھیں۔۔جس کے سبب وہ پریشان ہو کر اب اپنے دونوں ننھے ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ رہا تھا۔۔۔

اس کے کان سرخ پڑ گئے تھے۔۔۔جب بھی اسے غصہ آتا یا وہ چڑچڑا ہوتا یا شرماتا تو اس کے کان از خود سرخ ہو جایا کرتے ۔۔۔

"بریرہ میں کوئی برائی نہیں ہے۔۔وہ ابھی چھوٹی بچی ہے پانچ سال کی۔۔"تبریز صاحب ان کے رد میں تیزی سے بولے۔۔

"تو یہی تو میں سمجھانے کی کوشش کر رہی ہوں۔۔ کہ ابھی میرے بچہ بہت چھوٹا ہے۔۔جب بڑے ہو جائیں گے تو کر لیں گے منگنی اور شادیاں۔۔یہ اماں کو کیا ضرورت آن پڑی ہے خوامخواہ میرے بچے کی منگنی کرانے کی ابھی سے۔۔۔اور اگر اتنا ہی منگنیوں کا شوق آرہا ہے تو اپنے بڑے بیٹے سے کہیں نا۔۔ان

کے بھی تو دو بیٹے ہیں۔۔۔ میرے ہی بچے کے پیچھے کیوں پڑ گئی ہیں۔ "حنا بیگم خاصہ بگڑ کر بولیں۔۔۔

تبریز صاحب چار بہن بھائی ہیں۔۔۔۔ جن میں سے ان کا نمبر دوسرا تھا۔۔۔

بڑے بھائی کا نام اریب تھا۔۔۔ جن کے چار بچے ہیں۔۔۔ دو بیٹے (معظم ،رافع) اور دو بیٹیاں (عائشہ ، زمر) ۔۔۔

پھر تبریز صاحب ہیں جن کا اکلوتا بیٹا (جانشیر) ہے----

تیسرے نمبر پر بہن ہے--- جس کا نام ثومل ہے--- ان کی دو بیٹیاں (عتیقہ ، علشبہ) اور ایک بیٹا (زرم) ہے--

۔ سب سے چھوٹا بھائی حسن ہے۔۔۔ جن کی ایک ہی بیٹی ہے (بریرہ)۔۔۔ وہ ڈائلسز کے مریض ہیں اور زیادہ تر بیمار ہی رہتے ہیں۔۔۔

" پہلے تو میری ماں کے بارے میں تمیز سے بات کرو۔۔کیا مطلب ہے کہ پیچھے پڑ گئی ہیں ؟... میں ان کا بیٹا ہوں۔۔۔اریب بھائی صاحب سے زیادہ اچھے حالات ہیں ہمارے۔۔۔اسی لیے بڑے مان سے کہا انھوں نے مجھے اور میں ان کا مان نہیں توڑ سکتا۔۔۔ " حنا بیگم نے انہیں جزبز ہوکر کہتے سنا۔۔۔

"کون سہ مان؟؟..۔۔سب کو پتہ ہے تم ہی ہو جو اماں کی سنتے ہو صرف۔۔۔اسی لیے تم سے بولا۔۔۔ اگر اریب بھائی سے کہہ دیتیں تو طیبہ بھابھی لڑنے نہ پہنچ جاتیں۔۔۔۔"

"بس کر لڑاکا عورت۔۔۔بس کر۔۔۔ میں تھک گیا ہوں تجھ سے۔۔ خواہ مخواہ میری بھابھی کو گھسیٹ رہی ہو۔جبکہ وہ بیچاری تو اللہ تعالی کی گائے ہے۔۔ تبھی تو جوائنٹ فیملی میں آج تک رہ رہی ہیں۔۔ تم سے تو دو سال نہیں رہا گیا۔"تبریز صاحب اپنے

دونوں ہاتھ بے لبسی کے عالم میں ان کے سامنے جوڑتے ہوئے

--- ہار ماننے بولے انداز میں بولے---

" اللہ تعالی کی گائے ؟؟ -- دوغلی عورت ہے وہ ایک نمبر

کی---- مجھے اس کی طرح دو چہرے رکھنے نہیں آتے اس لیے آج

دنیا کی بری ہوں---- کبھی خود سامنے سے آکے نہیں لڑتی وہ

ہمیشہ بھائی صاحب کو بھیجتی ہے لڑنے کے لیے اور پھر بھائی

صاحب بھی تو کتنے اچھے ہیں ناں--- اس کی سنتے ہیں۔ تمہاری

طرح تھوڑی۔ جو مجھ سے ہی لڑنے کھڑے ہو جاتے ہو ہر بات
میں۔۔۔"حنا بیگم غصے سے پاگل ہوئے جا رہی تھیں۔۔

ان کا بیٹا ابھی صرف سات سال کا تھا جس کی ابھی سے منگنی
کرائی جا رہی تھی وہ بھی بغیر ان کی رضامندی و پسند کے۔۔۔

پہلے تو وہ منگنی کے ہی خلاف تھی لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ
ان کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی ان کا شوہر منگنی کرنے

سے باز نہیں آرہا تو پھر انہوں نے بیچ میں اپنی بھانجی کا ذکر کرنا شروع کر دیا۔۔۔ کہ اگر منگنی کرنی ہے تو میں اپنی بھانجی سے کروں گی جس پر لڑائی مزید طول پکڑ گئی۔۔۔

"تم اب بدتمیزی کر رہی ہو" تبریز صاحب اپنی شہادت کی انگلی ان کے سامنے کرتے ہوئے ایک ایک لفظ جتا کر دانت پیستے ہوئے بولے۔۔۔وہ ضبط کر رہے تھے اپنے غصے کو۔۔۔جو نظر بھی آرہا تھا۔۔۔

"اسے بدتمیزی کرنا نہیں حقیقت کا آئینہ دکھانا کہتے ہیں۔ میں الگ اسی لیے ہوئی تھی تاکہ میں آرام سے زندگی گزار سکوں لڑائی جھگڑے نہ ہوں لیکن تمہاری ماں وہاں بیٹھ کر بھی میرے گھر میں حکم چلا رہی ہیں۔۔۔انھی کے فیصلے چل رہے ہیں یہاں بھی۔۔ میری زندگی تک تو ٹھیک تھا لیکن اب وہ میرے بیٹے کی زندگی پر بھی اپنا حکم چلا رہی ہیں جو میں برداشت نہیں کر..." ابھی ان کا جملہ مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ تبریز صاحب نے ان کے بال پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے ان کا منہ بیڈ کے گدے سے لگایا۔۔۔اور ان کی کمر پر مکے ہی مکے مارنا شروع کر دیے۔۔۔

"آہ۔۔۔۔آہ۔۔۔۔بچاؤ۔۔۔ بچاؤ۔۔۔ کوئی ہے۔۔ تبریز چھوڑو مجھے۔۔۔" ان کی چیخوں کی آوازوں سے اب گھر گونج رہا تھا۔۔۔۔

وہ چھوٹا بچہ سہم کر بری طرح رونے لگا۔۔۔

اس کا ننھا سہ دل زور زور سے دھڑک رہا تھا

وہ چیخوں کی آوازیں کسی غیر کی نہیں تھیں۔۔۔اس کی اپنی سگی ماں کی تھیں۔۔۔

ایک دم وہ صوفے سے اتر کر اپنی ماں کے کمرے کی جانب بھاگا۔۔۔تاکہ انھیں بچائے۔۔۔

دروازے کا ہینڈل تھوڑا اونچا تھا اس کا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا

وہاں۔۔۔اسی لیے اپنے انگوٹھوں پر وزن دے کر وہ اونچا ہوا تھا

دروازہ کھولنے کے لیے۔۔

اور جب اس نے دروازہ کھولا۔۔۔تو جو منظر اس کی آنکھوں کے

سامنے تھا۔ وہ اس کا دل ہلا گیا تھا۔۔۔

وہ اس کی ماں تھی۔۔ جسے اس کا باپ جانوروں کی طرح مار رہا تھا۔

ہاں ۔۔۔ان دونوں کی لڑائی ہوا کرتی تھی۔۔۔ مگر مار پیٹ پہلی بار ہوتی دیکھ رہی تھیں اس کی ننھی آنکھیں۔۔۔

"ماما" وہ اتنا خوفزدہ ہو گیا تھا اس منظر سے۔۔ کہ بالکل سکتے کی کیفیت میں چلا گیا۔

ننھا سہ دل جیسے بند ہونے کو تھا۔

وہ رات جانشیر کی زندگی کی بھیانک ترین رات تھی۔۔۔

اس رات کے بعد اس کی ماں کا سایہ ہمیشہ کے لیے اس سے چھن گیا۔۔۔

جب دوسری صبح حنا بیگم کے گھر والے انھیں لینے آئے تو تبریز صاحب نے جانشیر کو ان کے ساتھ جانے نہیں دیا۔۔۔

ڈیورس کے بعد تبریز صاحب اپنے بیٹے کو لے کر اپنی ماں کے گھر ہی آگئے۔۔۔ کچھ وقت تک وہ وہیں رہے۔۔۔ لیکن پھر انھوں نے دوسری شادی کر لی اور جانشیر کو اس کی دادی کے پاس چھوڑ کر۔۔ خود اپنی نئی بیوی کے ساتھ الگ گھر میں شفٹ ہو گئے۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ لڑکا بن ماں باپ کا ہو گیا تھا۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

" حسن بیٹا میں بریرہ کا ہاتھ اپنے جانشیر کے لیے چاہتی ہوں ---
تجھے کوئی مسئلہ تو نہیں ہے نا" وہ اب اٹھ سال کا تھا --- جب
دوبارہ اس منگنی کی بات کو چھیڑا گیا ---

"اماں تمہاری ہی پوتی ہے۔۔ تم غلط فیصلہ تھوڑی کرو گی" حسن صاحب بخوشی رضامند ہوئے تھے۔۔۔

"تو پھر آج سے بریرہ میرے جانشیر کی ہوئی۔۔۔ "انھوں نے بریرہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے برابر میں بٹھاتے ہوئے بڑے پیار سے کہا۔۔ جبکہ سامنے بیٹھا وہ اٹھ سالہ پتلا دبلا و گورا سہ بچہ۔۔۔ اس چھ سالہ بریرہ کو خار کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔

وہ گول مٹول سی تھی۔۔ سانولی رنگت کی مالک۔۔۔ بال بڑے گھنے تھے اسے کے۔۔۔چوٹیاں کمر تک آتی تھیں چھ سال کی عمر میں ہی۔۔۔

دکھنے میں بڑی پیاری سی لگتی تھی وہ۔۔۔۔ پرکشش سی۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"جانشیر۔۔۔ تم بھی چل کے کھیلو ناں۔۔۔" ثومل پھوپھو گھر آئی ہوئی تھیں اپنے بچوں کے ساتھ رہنے کے لیے۔۔۔

اور جب جب وہ گرمیوں کی چھٹیوں میں رہنے آیا کرتی تھیں تب تب گھر کے شریف بچے بھی ڈبل شرارتی ہو جایا کرتے تھے۔آج صبح سے بھی یہی حال تھا کبھی پکڑم پکڑائی تو کبھی برف پانی۔۔۔ کبھی اونچ نیچ کا پہاڑ۔۔۔تو کبھی گلی ڈنڈا۔۔۔ کبھی کرکٹ۔۔۔تو انکھ مچولی۔۔۔ کبھی گوگو۔۔۔ کبھی فٹبال جیسے کھیل کھیلے جا رہے تھے۔۔۔۔ انھیں تو اپنے کھانے تک کا ہوش نہیں

تھا۔۔۔ مگر وہ ان سب سے بالکل الگ تھلگ بیٹھا ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بریرہ اسے بلانے آئی تھی۔

"تم کھیل رہی ہو؟؟" اس نے ایک ابرو اچکا کر۔۔۔ تجسس سے سوال کیا۔۔۔

"ہاں" وہ تیزی سے باخوشی بولی۔

"تو پھر میں نہیں کھیل رہا" مقابل منہ بسور کر کہتا۔۔۔۔

جھولے سے اٹھ کر چل دیا۔۔۔

"یہ کیا بات ہوئی بھلا؟" وہ اپنا سہ منہ لے کر رہ گئی تھی۔

♡*Husny Kanwal*♡

"بریرہ تم بہت اچھی جمپنگ کر رہی ہو"

"بہت زبردست"

"واؤ"

"تم تو ماسٹر ہو یار اس میں"

وہ رسی کود رہی تھی اور اتنی پھرتی کے ساتھ کود رہی تھی کہ دیکھنے والوں کے لیے مشکل ہو رہا تھا رسی کو دیکھ پانا---

وہ وزن میں زیادہ تھی لیکن اس کے باوجود اس کی پھرتی میں کوئی کمی نہیں تھی---

سب ہی تعریف کر رہے تھے اس کی۔۔۔ سوائے جانشیر کے۔۔۔ بس وہی سنگ دل تھا جس کی نگاہیں اس پر نہیں تھیں۔۔ وہ تو اس کے برابر میں کھڑی عتیقہ کو دیکھ رہا تھا

عائشہ کے علاوہ خاندان کی باقی ساری ہی لڑکیاں جانشیر سے ایک دو سال چھوٹی تھیں لیکن عتیقہ بالکل ساتھ کی تھی۔۔ جس دن جانشیر پیدا تھا اسی رات کو صرف پانچ گھنٹے کے فرق سے عتیقہ پیدا ہوئی تھی۔۔۔ اور وہ تھی بھی بڑی خوبصورت۔۔ پتلی دبلی۔۔ بی بی بال رکھنے والی۔۔۔ گوری رنگت کی مالک پیاری سی لڑکی۔۔۔

وہ اسے نہیں دیکھتا۔۔۔ ٹھیک ہے لیکن وہ عتیقہ کو کیوں دیکھتا ہے؟؟؟.... اور یہی وہ سوال تھا جو اس کے ننھے سے ذہن کو جھنجھوڑنے لگا اور اسے پتہ ہی نہیں چلا کب اس کی سپیڈ اور رسی میں ڈس بیلنس ہوگیا اور وہ رسی اس کے پاؤں سے لپٹ گئی۔۔

اگلے پل وہ دھڑام کر کے منہ کے بل گارڈن میں گری۔۔۔

" چاچی بریرہ گر گئی ہے اس کے خون نکل رہا ہے۔ " یہ عائشہ کی آواز تھی جو اس نے فوراہی بھاگتے ہوئے جا کر گھر کے اندر لگائی۔۔

" ارے خون تو کتنا زیادہ نکل رہا ہے " رافع اس کے ہونٹوں اور گھٹنوں سے نکلنے والا خون دیکھتے ہوئے پریشان ہو کر بولا

" اب ہم کیا کریں ؟ ؟ " علیشبہ رونے کو ہوئی۔۔

"ہٹو میں اسے ہاسپٹل لے جاتا ہوں۔۔"معظم جو ان میں سب سے بڑا تھا فورا ہی بریرہ کا ہاتھ پکڑ کر فکر مندی سے بولا

بریرہ اٹھ سال کی ہو گئی تھی۔۔۔جانشیر دس کا۔۔۔اور معظم 14 کا۔۔۔

کہنے کو بریرہ خاندان کی سب سے چھوٹی بیٹی تھی لیکن وہ اتنی

ہیلدی تھی کہ باقی سب سے بڑی معلوم ہوتی یہاں تک کہ اگر وہ

عائشہ کے برابر میں کھڑی ہوتی۔۔۔تو دیکھنے والے کو ایسا ہی

معلوم ہوتا جیسے وہ دونوں برابر کی ہوں۔۔۔

سب کچھ نہ کچھ بول رہے تھے ۔۔ فکر مند دکھائی دے رہے تھے

اس کے لیے۔۔۔ لیکن جس کی وہ چاہت رکھتی تھی۔۔۔ کے وہ

بولے۔۔۔ ایک لفظ ہی سہی۔۔۔ وہ خاموشی سے کھڑا رہا۔۔۔ اور

جیسے ہی گھر کے بڑے آگئے وہ چپ چاپ وہاں سے چلا گیا۔

اس کے پاؤں سے خون نکل رہا تھا۔۔۔تکلیف کی شدت سے اب اس کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔۔

گھر میں صرف اریب صاحب موجود تھے ۔۔۔ وہ اسے ڈاکٹر کے لے کر جانے لگے۔۔۔تو معظم بیچ میں اڑ گیا۔۔۔کہ وہ بھی ساتھ جائے گا۔

اس طرح وہ دونوں باپ بیٹے بریرہ کو ڈاکٹر کے لے کر پہنچے---

"پلیز آرام سے کریں--- پلیز آرام سے--- اہ تکلیف ہورہی ہے"

وہ مسلسل کراہ رہی تھی جب اس کے پٹی باندھی جا رہی تھی---

اس دوران اس کی آنکھوں سے آنسو بھی بہنا جاری تھے---اور

اسی لمحے کسی کی اس پر نظر پڑی---

ڈاکٹر کا کیبن اس طرح ڈیزائن کیا گیا تھا کہ دو کمرے تھے اور پارٹیشن کے لیے بیچ میں شیشے کا دروازہ لگایا ہوا تھا۔۔۔ وہ لڑکا ڈاکٹر کی کرسی (اپنے والد کی) پر بیٹھا ابھی پرچیوں پر پین چلاتے ہوئے فائنڈ دا مسنگ ورڈ کھیل ہی رہا تھا جب چیخوں کی آواز نے اسے متوجہ کیا۔۔اور اس نے نگاہ اٹھا کر سامنے کی جانب دیکھا ۔۔۔

شیشے کے اس پار وہ دیکھ سکتا تھا جبکہ دوسری سائیڈ والے لوگ اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔۔

اس نے ایک روتی ہوئی لڑکی دیکھی۔۔۔۔۔ وائٹ اندرونی ٹی شرٹ پر لڑکوں کی طرح کھلی ریڈ چیک والی شرٹ اور بلیک جینز پہنے۔۔۔ وہ لڑکوں جیسی ہی لگی اسے۔۔۔

"اتنا تو لگی بھی نہیں جتنا شور مچا رہی ہے۔" تابش اپنا سر جھٹکتے ہوئے بولا۔

اس کی موٹی موٹی سیاہ آنکھوں سے ابھی بھی آنسو جاری تھے جبکہ پٹی بن چکی تھی--

لمبی لمبی پلکیں بھیگی ہوئی تھیں--

وہ نہیں جانتا کیوں لیکن اب وہ پہلے کی طرح کھیل نہیں پا رہا تھا --- مسلسل لکھ نہیں پا رہا تھا --- وہ ہر تھوڑی دیر بعد اسے

دیکھتا اور پھر مذاق اڑاتے ہوئے ہنستا۔۔۔ کہ دیکھنے میں کتنی بہادر سی لگ رہی ہے مگر رو کیسے رہی ہے بچوں کی طرح۔۔۔

اور وہ بچی ہی تو تھی نو سال کی۔۔۔

تابش چودہ سال کا تھا مگر موٹاپے کے سبب بریرہ اپنی عمر سے بڑی معلوم ہو رہی تھی۔ جس کے سبب تابش اسے اپنی ہم عمر سمجھ بیٹھا۔۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"بابا اس کے لگ گئ ہے۔۔۔ ہم اسے آئس کریم کھلا دیتے ہیں۔ وہ تھوڑا خوش ہو جائے گی" بریرہ بالکل سست سی گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگائے کھڑکی سے باہر کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔جب معظم نے اسے دیکھتے ہوئے اپنے والد سے کہا۔۔۔

معظم فرنٹ پیسنجر سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ بریرہ بیک پیسنجر سیٹ پر بالکل اکیلے بیٹھی ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ ابھی آگے آئس کریم پارلر آئے گا تو وہاں روک دوں گا۔۔۔ تم جا کر لے آنا دونوں کے لیے" اریب صاحب مسکراتے ہوئے گویا ہوئے۔۔۔

حسن صاحب ڈائلسز کے لیے جایا کرتے تھے تو ان کی

زوجہ (یاسمین) ان کے ساتھ ہی جایا کرتیں۔۔۔ گھر میں اکیلی

بریرہ رہ جاتی تو وہ اپنے تایا کے بچوں کے ساتھ ہی رہتی پورے دن

۔۔۔اسی لیے معظم اس کا بالکل ویسے ہی خیال رکھتا جیسے اپنے

بہن بھائیوں کا رکھتا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"ماما۔۔۔ کیا میں خوبصورت نہیں ہوں ؟؟" یاسمین بیگم اس کے بال بنا رہی تھیں۔۔۔ جب اچانک انہوں نے اپنی بیٹی کو یہ کہتے سنا۔۔

"ایسا کس نے کہا تم سے ؟؟" وہ فورا ہی اس کا بازو نرمی سے پکڑ کر اپنی جانب مڑتے ہوئے۔۔۔ فکر مندی سے پوچھنے لگیں۔

" جانشیر۔۔۔ وہ صرف عتیقہ کو دیکھتا ہے ماما۔۔۔ وہ مجھے نہیں دیکھتا۔۔۔ میں خوبصورت نہیں ہوں ناں۔۔۔ میں عتیقہ کی طرح گوری اور پتلی نہیں ہوں نا" اس کی ننھی ننھی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے یہ جملے ادا کرتے وقت۔۔۔

وہ صرف جانشیر کی بے رخی و ستم گری کے سبب احساس کمتری کا شکار ہوتی جا رہی تھی دن بہ دن۔۔۔

اپنی بیٹی کے بولے دل خراش جملے سن۔۔۔ ان کا دل بھاری ہو گیا۔۔۔آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔۔۔وہ تو ابھی بہت چھوٹی تھی ان امتیازات کے لیے۔۔۔

"ایسی بات نہیں ہے بیٹا۔۔ تمہیں ایسا فیل ہو رہا ہوگا۔۔۔ عتیقہ اور وہ ایک ہی کلاس میں ہے ناں۔۔ اس لیے ان کی بات چیت زیادہ ہوتی ہوگی۔۔۔ تم تو چھوٹی ہو نا ان سے۔۔۔" وہ کیا بولتیں۔۔ جب علم تھا کے سچ وہ ہی ہے جو بریرہ نے کہا۔۔

یہ تو سب نے دیکھ رکھا تھا گھر میں کہ جانشیر بریرہ کے ساتھ اچھا بیہیو نہیں کرتا۔۔۔ ہمیشہ ہی اس سے چڑچڑا سہ رہتا ہے۔۔۔ کبھی اس سے سیدھے منہ بات تک نہیں کرتا۔۔۔۔لیکن وہ خاموش تھیں۔۔۔ منگنی توڑنے کا ایک بار بھی نہیں سوچا۔۔۔کیونکہ جانشیر کے والد (تبریز صاحب) خاندان کے سب سے امیر آدمی تھے۔اپنے بیٹے کی جیب خرچی کے طور پر وہ ہر ماہ کافی بڑی رقم بھیجتے تھے اماں کو۔۔۔ جن میں سے آدھی سے بھی کم اماں جانشیر پہ لگاتیں۔۔ اور باقی حسن صاحب کو دیتیں۔۔۔کہ بریرہ کی فیس وغیرہ بھر دیں اسکول ،ٹوشن و مدرسے کی۔۔۔

وہ سب سے یہی کہتی تھیں۔۔کے وہ جانشیر کی منگیتر ہے اس کا پورا حق ہے اپنے سسر کی کمائی پر۔۔۔

حسن صاحب بیمار ہی رہتے تھے ان کی ساری جمع پونجی دوائیوں میں ہی لگ گئ تھی ۔۔۔وہ لوگ دن بدن بہت پستی کی جانب جاتے جا رہے تھے۔۔۔کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ پورے خاندان میں سب سے غریب فیملی انھی کی تھی ۔

پیسہ پانی کی طرح جاتا تھا حسن صاحب کی دوائیوں میں۔۔۔ حالت تو یہ ہو گئی تھی کہ وہ بریرہ کے اسکول کی فیس تک نہیں بھر سکتے تھے۔

اگر اماں بریرہ کے نام پر انھیں اچھی خاصی رقم نہ دیا کرتیں ہر مہینے۔۔۔ تو ان کے لیے گزر بسر کرنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔

ایک طرح سے جانشیر کے پیسوں سے حسن صاحب کا گھر چل رہا تھا۔ایسے میں جانشیر کا رشتہ بریرہ کے لیے بہت اچھا تھا۔۔۔وہ اسے کھونا نہیں چاہتی تھیں۔۔۔انہیں لگا وقت کے ساتھ ساتھ سب صحیح ہو جائے گا۔ اسی لیے اپنی بیٹی کو بہلانے و سمجھانے لگیں۔

ساتھ ساتھ اب انہوں نے اسے پتلے ہونے اور ڈائٹنگ کرنے کے مشورے دینا شروع کر دیا تھا۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

شیشے میں وہ اپنا عکس کتنی دیر دیکھتا رہا ---کوئی اندازہ نہیں

روز معمول کی طرح تیار ہو کر وہ 17 سالہ لڑکا یونیورسٹی پہنچ گیا

تھا---

ایک طوفان تھا جو خاموش لبوں کے پیچھے بند باندھے ہوئے تھا

نہیں جانتا کیوں لیکن بار بار اب اپنا سیل نکال کر اس کی اسکرین دیکھ رہا تھا۔ اب کوئی میسج نہیں آیا تھا کوئی کال نہیں --۔ شاید وہ آخری کال تھی اس لڑکی کی جانب سے اور آخری میسج---

"کہاں گم ہو جانشیر؟؟.. ٹیچر تمہارا نام کب سے کال کر رہے ہیں"

کہنے کو دو دن گزر گئے تھے اس کی پہلی و آخری کال کو لیکن دماغ ابھی بھی نارملٹی کی طرف نہیں آ رہا تھا

بارہا یہی خیال آتا کہ اب تک تو اس کا نکاح ہو چکا ہوگا۔۔۔اب تک تو وہ معظم کی بیوی بن چکی ہوگی۔

وہ ابھی بھی یہی سوچ رہا تھا بیٹھ کر۔۔ جب برابر میں بیٹھی لڑکی نے اپنا پین اس کے دودھیائی ہاتھ پر ہلکے سے مارتے ہوئے اسے متوجہ کیا۔۔

"اپس۔۔۔ سوری۔۔۔" ہلکا سہ مسکرا گویا ہوا۔۔۔ جس پر اس لڑکی کے چہرے پر بڑی شرمیلی سی مسکراہٹ بکھرئی۔۔۔

وہ 17 سالہ لڑکا خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا۔۔۔ بہت کم ہی وہ کسی سے بات کیا کرتا تھا لیکن اس کے باوجود بھی صرف اس کے برابر میں بیٹھنے کے لیے کلاس کی لڑکیوں کی اکثر لڑائی ہو جایا کرتی تھی۔۔۔

اتنے خوبصورت لڑکے کی ابھی تک کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے اس بات پہ لوگوں کو اعتبار نہیں آتا تھا۔۔۔زیادہ تر کا یہی کہنا تھا کہ اس کی گرل فرینڈ ہے لیکن لانگ ڈسٹنس ریلیشن شپ والا معاملہ ہے۔

جتنے منہ اتنی باتیں۔۔۔ مگر ایک چیز تو سب نے دیکھ رکھی تھی کہ یونیورسٹی کی کہیں خوبصورت لڑکیاں اس پہ ٹرائی مار چکی تھیں مگر وہ سنگ دل ذرا بھاؤ نہیں دیتا تھا۔

"جی سر؟؟"اب اس نے سامنے ٹیچر کی جانب دیکھا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

وقت کو جیسے پنکھ لگے ہوں ۔۔۔ ایک سال دیکھتے ہی دیکھتے گزر گیا۔

اس سال کے دوران میں کسی کزن نے اسے کبھی کال نہیں کی۔۔ ہاں ایک دو بار شروع میں دادی نے کی تھی لیکن اس نے ریسیو نہ کی تو انھوں نے بھی کرنا چھوڑ دی

باپ کو تو دوسری شادی کے بعد وہ کبھی یاد ہی نہیں آتا تھا۔ وہ تو بس اس کے اکاؤنٹ میں پیسے ٹرانسفر کروا دینے کو اپنا فرض ادا کر دینا سمجھتے تھے۔

اسے یونیورسٹی سے چھٹیاں ملی تھیں---

اس نے سوچا کیوں نہ اب گھر جا کر سب کو منا لے--- علم تھا اسے کہ سب بہت ناراض ہیں اس سے---

بریرہ نام کا کانٹا تو ویسے بھی نہیں رہا ہے اب اس کی زندگی میں۔۔۔ اس لیے واپس جانے میں کیسی ہچکچاہٹ۔۔۔

سب کو سرپرائز دینے کی نیت سے وہ بغیر بتائے پاکستان واپسی کی ٹکٹ بک کرا چکا تھا۔

اس بار جب وہ کپڑے پیکنگ کر رہا تھا تو بہت خوش تھا کے اب کوئی بھی اسے اس موٹی و کالی لڑکی کے نام سے منسوب نہیں کرئے گا۔۔۔کوئی اس کے نام سے اسے نہیں چھیڑئے گا ۔۔کوئی نہیں کہے گا کہ اس کا خیال رکھو یہ تمہاری منگیتر ہے۔

اب وہ آزاد ہوگا۔۔ جسے چاہے پسند کرئے جس سے چاہے شادی کرئے ۔۔کوئی روک ٹوک نہیں۔۔۔کوئی پابندی لگانے والا نہیں۔۔۔

اب صرف اس کی مرضی چلے گی اس کی زندگی پر۔۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

وہ ائیرپورٹ پر ویٹنگ ایریا میں بیٹھا ہوا تھا۔

ڈارک مہرون کلر کی ٹی شرٹ پر بلیک جیکٹ اور بلیک پینٹ پہنے وہ کافی خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔ نہایت جاذب نظر کہ ہر گزرتا شخص اسے دیکھتا ہوا جارہا تھا خاص طور پر لڑکیاں۔۔۔۔

حالت تو یہ تھی کہ ریسپشن پر کھڑی دو لڑکیاں اسے دیکھ دیکھ کر ایک دوسرے کے کان میں پھسپھسا کر ہنس رہی تھی۔۔۔ اور جب بھی وہ نظر اٹھا کر دیکھتا تو شرمیلی سی مسکراہٹ پاس کرتیں۔۔

وہ بہت من موجی سہ بندہ تھا۔۔۔بہت کم لوگوں پر ہی وہ نظر بھر کر دیکھنے کا کرم کرتا تھا۔۔۔اس لمحے بھی وہ ارد گرد کی ستائشی نگاہوں سے بے نیاز ہو کر اپنے موبائل میں پرانے میسجز ڈیلیٹ کرنے میں لگا ہوا تھا۔۔۔جب ایک میسج پر آ کر اس کا ہاتھ رکا۔۔

"ائی لو یو جانشیر۔۔۔میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے صرف تم سے محبت کی ہے۔پلیز آجاو۔۔۔میں جانتی ہوں میں عتیقہ کی طرح خوبصورت نہیں ہوں نہ ہی باقی اور لڑکیوں کی طرح دبلی پتلی ہوں لیکن میں ڈائٹنگ کر رہی ہوں۔۔۔اب تو میں نے الو بھی

کھانا چھوڑ دیے ہیں -- فرینچ فرائز، برگر کچھ نہیں کھایا کافی وقت
سے یقین کرو میں نے سب کھانا چھوڑ دیا صرف تمہارے خاطر
---میرا وزن جلدی کم ہو جائے گا تمہیں میری وجہ سے شرمندہ
ہونے کی ضرورت نہیں پڑے گی لوگوں کے سامنے---پلیز
واپس آجاو" یہ میسج پہلی بار اس کی نظروں کے آگے آیا تھا

شاید یہ اس رات کیے گے دو سو میسجز میں سے ایک تھا---
جنھیں اس نے کبھی پڑھنے کی بھی زحمت نہیں کی تھی---

وہ اس میسج کو کچھ لمحے یوں ہی دیکھتا رہا۔۔۔

"ہونہہ۔۔۔۔ اسے واقعی لگتا ہے۔۔یہ پتلی ہو سکتی ہے۔۔اور چاچا تو مرنے والے تھے نا۔۔ان کا کیا؟؟...ڈرامے باز کہیں کے۔۔۔ دونوں باپ بیٹی کے ڈرامے ختم ہی نہیں ہوتے۔۔۔ میں پہنچ جاتا جذباتی ہوکر تو اپنی موٹی و کالی بیٹی میرے سر پہ لات دیتے زندگی بھر کے لیے۔۔۔ بیچارے معظم بھائی۔۔۔ ان باپ بیٹی کے ہاتھوں بلی کا بکرا بن گئے۔۔۔ اب زندگی بھر ان ہی کا

بوجھ اٹھا کر پھرتے رہیں گے۔۔۔" وہ زیر لب جل ککڑے انداز میں بڑبڑا رہا تھا۔

نہیں جانتا کیوں۔۔۔ لیکن اس میسج کو ڈیلیٹ نہیں کیا۔۔۔

کچھ چیزیں اور کچھ عمل بے وجہ ہی ہوتے ہیں شاید۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

پاکستان پہنچ گیا تھا۔۔ ایئرپورٹ سے ناظمہ آباد کا سفر اتنا دور تو نہیں تھا لیکن ٹریفک کی وجہ سے ایک گھنٹہ خوار ہو چکا تھا۔

گاڑیوں کا دھواں۔۔۔۔ٹریفک کا شور۔۔۔آگ برساتا سورج ۔۔۔شدید گرمی۔۔۔پسینوں سے شرابور حالت۔۔۔آتے جاتے بچے جو بھیک مانگ رہے تھے۔۔۔ہر چیز اس کا سر بھاری کر رہی تھی۔۔۔ ایک سال باہر رہنے کی وجہ سے اسے کہاں عادت رہی تھی اس شور شرابے اور ٹریفک جام کی۔۔۔

گاڑی روڈ پر چل نہیں رہی تھی صرف گھسیٹ رہی تھی۔۔۔ ایک لمحے کے لیے چلتی اور پھر 15 منٹ کے لیے رک جاتی۔۔۔۔

اس کے سر میں اب درد ہونے لگا تھا۔۔۔

"ابھی گاڑی ٹھک جاتی۔۔۔پاگل ہے کیا؟؟؟" گاڑی اللہ اللہ کر کے چلی ہی تھی کے اچانک ڈرائیور نے زور سے بریک لگایا۔

اچانک بریک لگنے پر اس نوجوان کا چہرہ آگے والی سیٹ سے ٹکرایا۔۔۔

ناک بری طرح پھوٹی تھی۔۔۔۔ ایک لمحے کے لیے اس کا سر چکرا گیا تھا۔

ابھی وہ اپنی ناک مسلتے ہوئے سیدھا ہو کر بیٹھا بھی نہیں تھا کہ اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو زور سے چیختے و گالیاں دیتے ہوئے سنا۔۔۔

ساتھ ہی اس نے کھڑکی سے ایک بائیک والے کو گزرتا ہوا دیکھا۔۔۔شاید اسی پر ٹیکسی ڈرائیور چیخ رہا تھا۔۔۔لیکن اس لڑکے سے زیادہ اس کے پیچھے بیٹھی لڑکی اس کی توجہ کا مرکز بن گئی تھی۔۔

وہ کاہی رنگ کی ٹی شرٹ پر وائٹ کلر کی اوپن شرٹ اور بلو جینز پہنے ہوئی تھی۔۔۔ کانوں میں نہ تو جھمکیاں تھیں نہ ہاتھوں میں چوڑیاں نہ پاؤں میں پازیب تھی نہ آنکھوں میں کاجل۔۔۔ نہ بالوں میں چوٹی تھی نہ چہرے پہ شرمیلی سی مسکراہٹ۔۔۔

وہ بہت الگ نظر آرہی تھی آج۔۔۔ بہت منفرد سی۔۔۔

جب ٹیکسی ڈرائیور انھیں گالیاں دے رہا تھا تو وہ کھلکھلا کر ہنس
رہی تھی ---

اور یوں اسے زندہ دل لوگوں کی طرح ہنستے ہوئے پہلی بار دیکھ رہا
تھا وہ---

اس کے بال اب پہلے کی طرح کمر کو مکمل ڈھانکے ہوئے نہیں
تھے---وہ صرف کندھے سے ہلکا سہ نیچے تھے--اور اس ظالمہ

نے انھیں تباہی مچانے کے لیے کھلا چھوڑ رکھا تھا۔۔۔ وہ اپنی ہی مستی میں مگن۔۔۔ ہوا میں سرسراتے ہوئے۔۔۔اس کے چہرے پر بار بار آرہے تھے۔

وہ بائیک والا لڑکا ٹیکسی ڈرائیور سے بچنے کے لیے بڑی اسپیڈ میں گاڑی نکال گیا تھا۔

جانشیر نے اب فورا ہی کھڑکی سے منہ نکال کر پیچھے کی جانب دیکھا تھا۔۔ جہاں وہ بائیک والا گیا تھا۔۔۔

وہ بائیک والا لڑکی ساتھ ہونے کے باوجود فٹ پاتھ پہ گاڑی چلا کر ۔۔۔۔ اس رش کے ایریا میں سے نکال رہا تھا۔ جس پر جانشیر کا اس کی عقل پہ ماتم کرنے کا دل کیا۔ اور اس سے کہیں زیادہ اس لڑکی پر جو اس کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی بڑی شان سے۔۔۔۔

مانا پورے ایک سال بعد دیکھا تھا وہ بھی صرف ایک جھلک لیکن اپنی ریت برقرار رکھتے ہوئے خون جلا گئی تھی وہ لڑکی بری طرح اس کا---

صبح کے دس بجے کا ٹائم تھا---وہ یوں کس کے ساتھ گھومتی پھر رہی تھی روڈوں پر؟؟؟--

وہ بھی پاکستان سے رہ کر گیا تھا۔ اچھے سے جانتا تھا کہ صبح کی ٹائمنگ میں اسکول کالجز کی لڑکیاں والدین کی آنکھوں میں دھول جھونک کر۔۔۔ اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ ڈیٹ مارنے نکلتی ہیں۔۔ خاص طور پر نو، دس، گیارہ کی ٹائمنگ کے دورانیہ میں۔۔۔

اور حلیہ کیا بنا رکھا تھا اس لڑکی نے اپنا؟؟

نہ سر پہ دوپٹہ تھا۔۔۔نہ خود کو چادر میں لپٹا تھا۔۔۔نہ ہاتھوں میں چوڑیاں تھی نہ آنکھوں میں کاجل تھا۔۔۔بال بھی کٹوا دیے تھے۔۔۔ وہ تو جیسے بالکل بدل گئی ہو۔۔۔

چلو اب reverse کرتے ہیں۔۔۔۔ تیزی سے ہر چیز اب

واپس پیچھے کی جانب جا رہی ہے۔۔۔ اس کی ٹیکسی واپس

ایئرپورٹ پر پہنچی۔۔ وہ ٹیکسی سے اتر کر الٹے پاؤں لیتا ائیرو پلین

میں اڑ کر کوریا backward میں پہنچا۔۔۔ائیروپلین

پہنچا۔۔۔ وہ الٹا چلتا ہوا واپس ویٹنگ روم میں پہنچا۔۔۔ ویٹنگ روم

سے اٹھ کر الٹا چلتا ہوا اپنی گاڑی میں بیٹھا۔۔ پھر وہاں سے الٹا

چلتا ہوا ہوسٹل کے روم میں پہنچا۔۔۔۔یہاں تک کہ وہ واپس

اپنے بیڈ پر لیٹ گیا۔۔۔۔

اوراب چلتے ہیں دوسری جانب ----

"ٹین ڈبے والا، بھوسی ٹکڑے والا، ردّی پیپر والا، ٹین ڈبے والا---" صبح اٹھنے کے لیے الارم لگانے کی ضرورت نہیں تھی اسے --- ٹین ڈبے والا کافی ہوتا تھا اس کام کے لیے--- اگر پھر بھی وہ ڈھیٹ بن کر سوتی رہتی----

تو ایک کے بعد ایک الارم بجتا تھا اسے اٹھانے کے لیے۔۔۔

"تازہ تازہ سبزی والا۔۔ بھنڈی ہے۔۔۔الو ہے۔۔۔۔ گوبی ہے۔۔ ٹماٹر ہے۔۔۔پیاز ہے۔۔۔۔ گاجر ہے۔۔۔ اجاؤ باجی آجاؤ تازہ تازہ سبزی لے لو۔۔۔"

"کان چھیدنے والا۔۔۔"

"100 روپے کلو بال---100 روپے کلو بال"

"چٹپٹی چاٹ والا---"

"گول گپے والا ایا---گول گپے لایا---ٹوٹوڈوڈوٹوٹوٹو---"

"یہ گول گپے والا صبح ہی صبح کہاں سے آگیا؟؟" باقی سارے الارم تو ٹھیک تھے لیکن یہ گول گپے و چٹپٹی چاٹ والا۔۔۔ صبح اٹھ بجے کہاں سے آ گئے؟؟؟۔۔۔

اور بس اس کا دماغ کھٹکا اور وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھی۔۔۔

ٹائم پر نظر ڈالی تو پونے دس ہو رہے تھے۔۔۔

آنکھیں پھٹنے کو ہوئیں۔۔ دل زور سے دھڑکا۔۔۔

نو بجے پیپر سٹارٹ ہونا تھا اس کا۔۔۔

اس کے میٹرک کے ایگزمز چل رہے تھے۔۔ کل پوری رات پڑھائی کرنے کی وجہ سے صبح اس کی آنکھ ہی نہیں کھلی۔۔۔

کتنے وقت سے وہ دعا کر رہی تھی کہ پیپرز ہو جائیں پیپرز ہو جائیں تاکہ وہ عائشہ کی شادی انجوائے کر سکے۔۔مگر کم بخت پیپرز کی تاریخ ڈیلے ہوتے ہوتے انہی دنوں میں آن پڑی جب عائشہ کے ولیمے کا دن تھا۔

عائشہ شادی ہو کر حیدرآباد گئی تھی۔۔ سب ولیمے کے لیے کل دوپہر سے حیدرآباد کے لیے نکل گئے تھے۔

صرف وہ اور اس کی والدہ رکے تھے گھر میں۔۔۔

پیپرز کی وجہ سے وہ کہاں شرکت کر سکی تھی عائشہ کے ولیمے میں

۔۔۔

وہ برق کی تیزی اٹھی۔۔۔نہ کپڑے چینج کیے۔۔۔

نہ منہ دھویا نہ ناشتہ کیا نہ اپنی والدہ کو اٹھانے کی زحمت کی۔۔۔

بس تیزی سے اپنا سامان لے کر باہر نکلی۔۔۔

بال بنانے کا وقت نہیں تھا۔۔تو انہیں کھلا ہی چھوڑ دیا۔۔۔ ورنہ پیچھے کے بالوں میں چھوٹی پونی بن جایا کرتی تھی۔۔۔

اس کے butterfly cutting بالوں ہوۓ وی تھی میں۔۔۔ان کا رنگ بھی بالکل سیاہ تھا کالی گھٹا کی مانند۔۔۔۔کے جس پر چھائے پھر وہ ان کی چھایا سے نکلنا نہ چاہے۔۔۔نہایت گھنے وریشمی بال تھے اس کے۔۔۔

سارے پیپرز دینے وہ معظم کے ساتھ ہی گئی تھی۔۔۔ وہ بیچارہ تو

اپنی بہن کے ولیمے میں جاتے وقت بھی پریشان تھا اس کے لیے

۔۔کہ وہ اکیلے پیپر دینے کیسے جائے گی لیکن اس نے بھروسہ

دلایا تھا کہ وہ مینج کر لے گی۔۔۔اور یہ مینج کیا تھا اس

نے۔۔۔کہ 10 بج رہے تھے اور وہ روڈ پر پریشان حال کھڑی تھی

کسی ٹیکسی کے انتظار میں۔۔۔

ایک گھنٹہ ہو چکا تھا پیپر سٹارٹ ہوئے

ہر لمحہ جیسے اس کی جان پہ بھاری تھا۔۔۔

پورے سال محنت کی تھی اس نے ۔۔۔

"ہیلو۔۔۔ تمہارا پیپر نہیں تھا آج پھر یہاں کیا کر رہی ہو؟؟"

ٹیکسی والا تو نہیں آیا لیکن معظم کا سب سے اچھا دوست اور ان کا پڑوسی تابش بائیک پر وہاں آن پہنچا تھا۔۔

"مجھے اسکول چھوڑ دے گا یار۔۔۔۔ ویسے ہی بہت لیٹ ہو گئی ہوں۔ "آج سورج کیا مشرق کی جگہ مغرب سے نکل آیا تھا۔۔۔جو بریرہ حسن اس سے مدد مانگ رہی تھی۔ وہ بھی نہایت منتی لہجے میں۔۔

"صرف پانچ منٹ میں چھوڑ دوں گا جلدی بیٹھ۔" مقابل کے پراعتماد انداز میں کہتے ہی وہ بغیر ایک لمحے سوچے تیزی سے اس

کے پیچھے بیٹھی وہ بھی بالکل لڑکوں والے انداز میں دونوں پاؤں بائیک کی الگ الگ سائیڈ پر رکھ کر۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ وہ ایسے ہی بیٹھتی ہے۔ معظم کے ساتھ بہت بار آتے جاتے دیکھا تھا اسے۔۔۔

"مضبوطی سے پکڑ لو کیونکہ ہمارا یہ راکٹ اب تمہارے بورڈ جا کر ہی رکے گا۔۔" اس کے کہتے ہی بریرہ نے تیزی سے اس کے

دونوں کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے۔۔۔ اور پھر اس کی گھڑی سٹارٹ ہوئی

اور اس نے اتنی خطرناک بائیک چلانا شروع کی کہ نہ وہ فٹ پاتھ دیکھ رہا تھا نہ ہی وہ ٹریفک دیکھ رہا تھا۔۔ نہ کوئی سگنل دیکھ رہا تھا نہ ہی سامنے سے آتی کسی گاڑی کو۔۔۔اس کی بائیک ہوا کے گھوڑے پہ سوار تھی یہاں تک کہ اس نے آدھے گھنٹے کے سفر کو صرف پندرہ منٹ میں طے کر دیا تھا اتنی رش ڈرائیونگ کر کے لایا تھا اسے۔۔۔

اسکول پہنچتے ہی (جہاں اس کا بورڈ پڑا تھا) فورا اتری اور تیزی سے بھاگتے ہوئے اندر بڑھی کیونکہ سیکنڈ لاسٹ پیپر تھا اس لیے اسے پتہ تھا کہ اس کا کلاس روم کون سہ ہے---

پورے اسکول میں سناٹا طاری تھا--پیپر شروع ہوئے ایک گھنٹے سے زیادہ ہو چکا تھا اور وہ بھاگتی ہوئی آرہی تھی---فرش پر اس کے جوتوں کے پڑنے پر دھمک پیدا ہو رہی تھی--وہ ایسے بھاگ رہی تھی جیسے دل والے دلہنیا میں سمرن راج کے لیے بھاگتی ہے

۔۔بس فرق اتنا تھا کہ وہ ہیرو سے سہارا لینے کے لیے بھاگنے کے بجائے خود ہیرو بننے کے لیے بھاگ رہی تھی۔۔۔اپنے فیوچر کے کے لیے۔۔۔اپنی زندگی کی goals لیے۔۔۔اپنی لائف کے اصل کامیابی کے لیے۔۔۔

وہ کوئی پتلی دبلی لڑکی نہیں تھی ۔۔وہ تھوڑی ہیلدی تھی۔۔اس لیے جب وہ بھاگ رہی تھی تو اس کا سانس بھی زیادہ پھول رہا تھا۔۔۔

لیکن یہ پیپر اس کے لیے زندگی اور موت کی جنگ سے زیادہ اہم تھا

--اس لیے وہ ایک لمحے کے لیے بھی رک نہیں رہی تھی --- وہ

تیزی سے سڑھیوں کی جانب بھاگی ---اس کا روم تھرڈ فلور پر

تھا--

تھرڈ فلور پہنچنے کے بعد اس کی کلاس سب سے کونے پر تھی اس

لیے وہ بھاگتے ہوئے بڑا سے کوریڈور پار کر رہی تھی اور جب وہ

اس کوریڈور کو پار کر رہی تھی اس دوران جتنی بھی کلاسیں بیچ

میں تھیں۔۔۔ ان میں موجود لڑکیاں اسے بھاگتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔۔۔

وہ بھاگتی ہوئی لڑکی پورے ہی فلور کی توجہ کا مرکز بن گئی تھی

بھاگتے بھاگتے اس کی حالت خراب ہو گئی تھی۔۔ جب وہ کلاس روم کے دروازے پر پہنچی تو وہ گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔

" جلدی اندر آئیں پیپر شروع ہو چکا ہے کب کا۔۔" ٹیچر نے اسے دیکھتے ہی تیزی سے اندر آنے کا کہا۔۔

وہ اپنا چہرہ جو پسینوں سے بھیگ رہا تھا اپنے بازو کی آستین سے رگڑ کر صاف کرتی فوراً ہی اپنی جگہ پر جا کر بیٹھی۔۔۔وہ ہانپتی کانپتی اب پیپر شروع کر رہی تھی لیکن یہ اس کے پورے سال کی محنت تھی۔ اور وہ سوا گھنٹہ لیٹ ہو چکی تھی پہلے ہی۔۔۔ اس لیے اب اس کا ہاتھ پیپر پر ایسے چل رہا تھا۔۔ کے اک لمحے کے

لیے بھی رکنے کے لیے تیار نہیں تھا۔۔۔ پورے پیپر کے دوران اس کا دل بھاری ہی رہا۔۔۔ یہی ڈر اس پر حاوی رہا۔۔۔ کے پیپر کی ٹائمنگ ختم ہو گئی اور وہ کمپلیٹ نہ کر سکی تو۔۔۔

اسی خوف سے اس کا ہاتھ ڈبل سپیڈ سے چلتا رہا۔۔۔ یہ تو شکر تھا کہ انگلش کا پیپر تھا۔۔۔ اور اس نے خود بھی ذہانت کے ساتھ وہ سوالات پہلے کیے جو اسے رٹے ہوئے تھے۔۔۔

"میم صرف پانچ منٹ" بیل رنگ ہو گئی تھی بہت سی لڑکیاں تو پہلے ہی جا چکی تھیں آدھی کلاس تو خالی تھی--- بس وہی تھی جس کا پین ابھی تک چلتا چلا جا رہا تھا---

ٹیچر سے پانچ منٹ لینے کے بعد اس نے اپنا کام جاری رکھا---

ٹیچر نے بھی دے دیا تھا کیونکہ وہ دیکھ چکی تھی وہ لڑکی چیٹنگ کے آسرے میں نہیں بیٹھی ہوئی ۔۔۔وہ اپنی محنت سے کر رہی ہے۔۔

اسکول یونیفارم تک پہن کر نہیں آئی تھی وہ۔۔۔

آخری ورڈ لکھنے کے بعد جب اس نے اپنے ارد گرد دیکھا تو پوری کلاس خالی تھی سامنے ٹیچر بیٹھی ہوئی پیپرز کی ارینجمنٹ کرتی نظر

آرہی تھیں۔۔۔وہ اکیلی تھی پوری کلاس میں لیکن وہ مطمئین تھی اور خوش بھی کیونکہ اس کا پیپر کافی اچھا ہوا تھا لیٹ آنے کے باوجود بھی۔۔۔

ٹیچر کو پیپر دینے کے بعد اب وہ اپنی اک اک کر کے انگلیاں چٹکا رہی تھی۔۔۔پھر اپنی گردن کو اڑا تیڑا کیا۔۔۔تو اس میں سے بھی چٹک کی ہلکی سی آواز محسوس ہوئی تھی۔

"تو ابھی تک یہیں ہے؟" وہ اسکول سے باہر یہی سوچتے ہوئے نکلی تھی کہ چنچی رکشہ لے لے گی مین روڈ سے۔۔۔ مگر دروازے کے باہر ہی تابش کو کھڑا پا کر چونکی۔۔۔

"ہاں۔ سوچا دو گھنٹے ہی تو ہیں ویٹ کر لیتا ہوں ۔۔۔ مجھے کون سہ کہیں جانا ہے۔" وہ اسے دیکھ کر۔۔ فورا ہی اپنی بائیک سے ٹیک ہٹا کر کہہ رہا تھا۔۔۔

"دو گھنٹے سے گرمی میں میرا انتظار کر رہے ہو---پاگل تو نہیں ہو؟؟"مقابل بے یقینی سے مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی---ساتھ ساتھ اس کے لہجے میں تھوڑی ڈپٹ بھی تھی۔

"تمھیں آج پتہ چلا ہے"وہ ہنستے ہوئے کہتا اب گاڑی سٹارٹ کر رہا تھا۔

"نہیں پتہ تو پہلی ملاقات میں ہی چل گیا تھا۔۔۔ بس کنفرم آج ہوا ہے" مقابل بھی ہنستے ہوئے کہتی اب اس کے پیچھے بیٹھ گئی تھی۔

بیٹھتے وقت وہ ہی لڑکوں والا انداز۔۔۔

"پیپر کیسا ہوا؟؟" تھوڑی دیر تک سفر خاموشی سے جاری رہا۔۔۔

پھر اس وجاہت سے مالا مال نوجوان نے اس اجنبی سی خاموشی کو

خود آگے بڑھ کر توڑا۔۔۔

سوال کرنے پر بجائے جواب آنے کے۔۔۔ الٹا اسے اپنے

کندھے پر بریرہ کا سر ٹکتا محسوس ہوا۔

ایک لمحے کے لیے اسے جھٹکا لگا۔۔۔کرنٹ سہ جو اس کے پورے جسم میں سرایت کر گیا تھا لمحہ بھر میں۔۔۔

وہ بری طرح تھکی ہوئی تھی۔۔ بائیک پر بیٹھتے ہی جیسے ہی ٹھنڈی ہوا اس کے چہرے پر لگی۔۔۔اسے نیند آنے لگی اور پتہ ہی نہیں چلا کب جھونکے لیتے ہوئے۔ اس نے تابش کے کندھے پہ سر رکھ دیا۔۔

اس نوجوان کی بائیک اب از خود ہی آہستہ چلنے لگی تھی۔

اتنی آہستہ۔۔۔ اتنی آہستہ کہ برابر سے گدھا گاڑی والا بھی اس سے آگے نکل جائے۔۔۔

آدھے گھنٹے کا سفر 50 منٹ میں طے کر کے وہ گھر پہنچ ہی گیا تھا اسے لے کر۔۔۔

"اوے ے ے شیطان کی نانی۔۔۔اٹھو گھر آ گیا ہے" اس نوجوان نے ہلکا سہ اپنا کندھا اچکاتے ہوئے آہستگی کے ساتھ کہا۔۔ جس پر بریرہ کی آنکھ کھلی۔

"گھر آ بھی گیا۔۔۔ واہ یار کتنی تیز گاڑی چلاتے ہو تم۔۔۔پتہ ہے میں بھی بہت جلد ریسنگ سیکھنے والی ہوں" تابش نے اسے بائیک سے اترتے وقت کہتے سنا۔

وہ اپنی بات کہتی ۔۔اس کا کندھا تھپتھپاتی ہوئی اندر کی جانب چل دی۔۔۔ اس بات سے بے خبر کے اندر ایک پردیسی آیا ہوا ہے۔

بڑی امی کو اس کے لیے بار بار دروازہ کھولنے آنے میں ہمیشہ چڑ ہوتی تھی۔۔۔نہ وہ خود آتی تھی نہ وہ اپنی بچیوں کو آنے دیتی تھی ۔۔کہ وہ اس کی نوکر نہیں ہیں جو اس کے لیے آکر دروازہ کھولیں۔۔ پھر دادی بوڑھی تھی وہ کہاں اتنی دور چل کر آئیں گی اس کے لیے دروازہ کھولنے۔۔۔اور ماں کا بھی یہی حال تھا۔۔

شوہر کی بیماری کے سبب بہت کم عمری میں ہی ان پر بڑھاپہ آگیا تھا۔ سچ ہے عورت کی جوانی مرد کی دی ہوئی آسائش و محبت کا دین ہوتی ہے۔۔۔ اگر مرد اسے یہ نہ دے پائے تو بہت جلد وہ بوڑھی ہو جاتی ہے۔۔۔

کہنے کو ایک دروازہ کھولنے آنا کوئی بڑی بات نہیں ہے اور جوان لڑکیوں کے لیے تو بالکل نہیں لیکن جب آپ جوائنٹ فیملی میں رہ رہے ہوں۔۔۔ تو بڑی چوپا چاپی چلتی ہے۔۔۔ کہ میری بچے کیوں

تیرے لیے دروازہ کھولنے آئیں؟؟؟-- کیا ہم نوکر لگے ہیں؟؟...

ایک بار اس دروازہ کھولنے کی لڑائی پر اسے اسکول سے آنے کے بعد باہر ہی کھڑا رہنا پڑ گیا تھا پورے دن---جس کے سبب معظم نے اس کے لیے الگ سے دروازے کی چابی بنوا دی تھی۔

وہ چابی سے دروازہ کھول کر اندر آئی اور بہت آہستگی کے ساتھ اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا---

اسے پیاس لگ رہی تھی تو وہ ڈائریکٹ کچن کی جانب آئی پانی پینے کے لیے---

پانی کا کولر کل دوپہر کا بھرا ہوا تھا تو اسے پتہ تھا اس میں ٹھنڈا پانی نہیں ملے گا۔۔۔اس لیے اس نے فریج کھولنا چاہا لیکن اگلے ہی لمحے چونکی۔۔۔ جب دیکھا کہ فریج تو لاک ہے۔۔

"اہ۔۔۔ یہ چنڈالن عورت ایک دن مجھے پاگل کر دے گی" وہ فریج کا دروازہ نہایت غصے سے چھوڑ کر۔۔ اپنے بالوں میں دونوں ہاتھ لے جا کر۔۔۔ انہیں جڑ سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے۔۔۔ نہایت چڑچڑے سے لہجے میں بول رہی تھی۔۔۔

شدید گرمی میں فریج کو لاک کون لگا کر جاتا ہے ؟؟.... سوائے اس کی چالاک تائی کے۔۔۔

کیونکہ اب گھر ان کے شوہر اور بیٹے کی کمائی سے چلتا تھا اسی لیے ہر چیز پر وہ اسی طرح حق جتاتی تھیں۔ بریرہ کی لینگویج میں کہا جائے۔۔۔ تو غنڈا راج تھا ان کا۔۔ دادی بھی اب ان کے سامنے بھیگی بلی بن کر ہی رہتی تھیں۔

"ٹھیک ہے بچو اور کرو لاک--" وہ بھی بریرہ حسن تھی شاید بھول گئی تھیں طیبہ بیگم--

اس نے بھی پھر نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ دیکھا اور ہاون دستہ کا اسٹیل کا ڈنڈا اٹھا کر لائی اور لاک پر دھڑا دھڑ مارنا شروع کر دیا---

اسے فرق نہیں پڑتا تھا فریج ٹوٹے یا بچے---

"عقل سے پیدل لڑکی یہ کیا کر رہی ہو تم ؟؟" اور اچانک پیچھے سے آنے والی برہم آواز پر اس کا ہاتھ رکا---

وہ بالکل منجمد سی ہو گئی تھی--

یہ وہ آواز تھی جسے وہ کروڑوں لوگوں میں بھی پہچان سکتی تھی--

"ہاں---پاپا می--- میرا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔پل---پلیز آجاو--- ورنہ یہ ل--لوگ میرا نکاح مع-- معظم بھائی سے پ--پڑھوا رہے ہیں--"

افففف--- تم باپ بیٹی کے ڈرامے ختم ہی نہیں ہوتے---دنیا کی ساری خوبصورت لڑکیوں کو چھوڑ کر کیا تم جیسی موٹی اور کالی ہی رہ گئی ہے میرے لیے--- منگنی کے نام پر زندگی بھر پیسہ کھایا تم نے اور تمہارے باپ نے میرا--اب میری بچی کچی خوشیاں و خواب بھی کھا جانا چاہتی ہو۔ ابھی عمر ہی کیا ہے

میری۔۔۔۔ تھوڑا تو جی لینے دو مجھے یار۔۔۔۔ میرا بھی حق ہے زندگی کی خوشیوں پر۔۔۔"

"کیا جانشیر جانشیر لگا رکھا ہے؟؟... اچھا ہے کرو کسی اور سے نکاح اور جان چھوڑو میری۔ میں نہیں آنے والا تمہارے لیے۔۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔ اگر بوڑھی ہونا چاہتی ہو میرے انتظار میں تو بیٹھی رہو۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔ لیکن مجھ سے کسی چیز کی امید نہ رکھنا بریرہ۔۔۔ اب کال یا میسج کیا تو بلاک کر دوں گا۔۔۔"

وہ روح کو چھلنی کر دینے والے جملے۔۔ایک سال گزرنے کے باوجود بھی اس کے کانوں میں گونج رہے تھے آج بھی۔۔۔

بریرہ ہل نہیں سکی تھی کتنی دیر۔۔۔ پلٹ کر دیکھنا تو بہت دور کی بات ٹھہرا۔۔۔

تو ایک سال بعد وہ سنگدل اور بے رحم شخص لوٹ آیا تھا۔

وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ اس پورے سال میں اس نے خود کو بہت مضبوط کر لیا تھا لیکن جیسے ہی اس ہرجائی کی آواز سنی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔

"مجھے دو اسے" وہ کہتا ہوا ابھی ایک قدم ہی آگے بڑھا تھا اس کے قریب آکر ڈنڈا لینے کے لیے۔۔کہ باہر سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

"ہم واپس آ گئے۔۔" وہ معظم کی اعلانیہ آواز تھی جو اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرائی۔۔۔

وہ اسٹیل کا ڈنڈا وہیں فرش پر پھینک کر تیزی سے باہر کی جانب بھاگی۔۔۔

اس کے اچانک بھاگنے پر جانشیر حیران ہوا۔۔۔

"امی بے فکر ہو جائیں میرے ہاتھ میں ہی ہے ساما۔۔۔" وہ سامان سے بھرا بیگ کندھے پر ٹنگائے گھر میں داخل ہوا تھا۔۔ اس کی توجہ پیچھے کی جانب تھی۔ ابھی وہ بول ہی رہا تھا جب سامنے سے اسے کوئی اپنی جانب بھاگتے ہوئے آتا محسوس ہوا۔۔

اس کے آگے کے الفاظ منہ میں ہی کہیں کھو گئے جب وہ اچانک سے آکر۔۔۔اسکے سینے سے لگی۔

دل زور سے دھڑکا اتنا زور سے کہ لگا باہر نکل آئے گا۔۔۔

اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں مضبوطی سے بھینچ لیں۔۔ جبکہ اس پرکشش سی لڑکی نے اس کی کمر کے گرد اپنے ہاتھوں سے حصار باندھا۔۔۔

اس نے مکمل جکڑ لیا تھا اسے۔۔۔ اور اس سے کہیں زیادہ اس کے دماغ اور روح کو۔۔۔

وقت جیسے تھم گیا تھا۔۔۔

یا پتہ نہیں اسے لگا۔۔۔

وہ پتلا دبلا جاذب نظر حسین سہ لڑکا تھا۔۔۔

آنکھوں پر گول چشمہ -- کھڑے نقوش--- بال جیل سے پیچھے سیٹ کیے ہوئے--- لائٹ پنک رنگ کے کرتا شلوار میں ملبوس---

وہ زیادہ تر قمیض شلوار ہی پہنا کرتا تھا۔

وہ خاندان کا سب سے بڑا پوتا تھا اس لیے اس کا رعب و دبدبہ ہی الگ تھا سب پر---

اریب صاحب کے مقابلے اس کی کمائی ڈبل تھی تو دیکھا جائے تو پورا گھر اسی کی کمائی سے چلتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ طیبہ بیگم نے اب خود کو گھر کی مہارانی سمجھنا شروع کر دیا تھا۔

"ایسے کیوں چپک رہی ہو جیسے سالوں بعد ملی ہو؟؟.." طیبہ بیگم منہ بسور کر بولیں۔۔

ان کی آواز پر معظم حواسوں میں لوٹا۔۔۔

"کیا ہوا بچہ؟؟" اور بس اس کا بریرہ سے سوال کرنا تھا کہ سامنے سے جواب خود چلتا ہوا اس کی نظروں کے سامنے آیا۔

"جانشیر" جانشیر کو اچانک گھر میں دیکھتے ہی سب کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔

سب اسے دیکھ رہے تھے لیکن وہ صرف بریرہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔جو اس لمحے معظم کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔

معظم نے جانشیر کو دیکھا۔۔۔جانشیر نے بریرہ کو دیکھا پھر اگلی کاٹدار نگاہ معظم پر ڈالی۔۔

ہاں علم تھا کہ جب واپس لوٹے گا تو اب وہ معظم کے نکاح میں ہوگی۔۔۔پھر بھی اتنی آگ کیوں لگ رہی تھی سینے میں؟؟...

وہ اسے پسند نہیں کرتا تھا ۔۔۔وہ تو اسے اِیک آنکھ نہیں بھاتی تھی ۔۔۔ موٹی اور کالی کہیں کی ۔۔۔

پھر وہ کیا تھا جو دل میں آگ لگا رہا تھا ؟؟؟جو اسے اپنی مٹھیاں بھینچنے پر مجبور کر رہا تھا ۔۔جو اس کی آنکھوں میں پہلی بار معظم کے لیے خار لا رہا تھا ۔۔

کیسے رو رہی تھی موبائل پر۔۔۔کیسے منتیں کر رہی تھی۔۔۔کیسے میسجز کیے تھے کہ پیار کرتی ہے ۔۔اور آج صرف ایک سال بعد کیسے دھڑلے سے اسی کے سامنے دوسرے مرد کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔اس میں تو بڑوں کا شرم و لحاظ تک باقی نہ رہا تھا۔ ۔۔ کڑتے ہوئے یہی سوچتا ۔۔ مڑ کر جانے لگا تھا اندر کی جانب ۔۔۔کہ اگلے ہی پل اس کے کانوں کی سماعت سے بڑی امی کے الفاظ ٹکرائے" اللہ اللہ چھوڑ بھی دو اپنے بھائی کو اب۔۔۔ اور بھی کام کرنے ہیں اس نے۔۔۔سارا سامان گاڑی میں پڑا ہے"

"بھائی؟؟" اس نے بڑی امی کے پورے جملے میں موجود ایک لفظ کو بے یقینی سے دوہرایا۔۔

اور پھر تیزی سے پلٹ کر دوبارہ معظم اور بریرہ کی جانب دیکھا۔۔۔

" رافع تم سنبھالو یہاں پر۔۔۔۔ میں ذرا بریرہ کو کمرے میں چھوڑ کر آتا ہوں۔۔" معظم نے اپنے بھائی کی جانب دیکھ۔۔ حاکمانہ انداز میں کہا۔۔

"جی بھائی۔۔" رافع اپنی مدد کے لیے زمر کا ہاتھ کھینچتے ہوئے باہر لے گیا تھا۔ جبکہ معظم نے بہت آہستگی کے ساتھ اسے اپنے سینے سے ہٹایا۔۔۔۔

پھر اس کا ہاتھ جانشیر کے سامنے ہی اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ کر۔۔اس کے برابر سے گزرتا ہوا۔۔۔ بریرہ کو وہاں سے لے کر چلا گیا۔۔۔

" جانشیر بیٹا اچانک کیسے آ گئے تم ؟؟" طیبہ بیگم فورا ہی جانشیر کی خوشامد کرنے لگیں۔۔۔ کیونکہ وہی واحد ذریعہ تھا بریرہ نامی بلا سے ان کے بیٹے کی جان چھڑانے کا۔۔۔

ورنہ انھیں ڈر تھا کہ اگر یہ چھپکلی کی طرح ایسے ہی چپکی رہی ان کے بیٹے سے۔۔ تو کہیں آخر میں ان کا کماو بیٹا ہی نہ لے اڑے۔۔۔

ان کے علاوہ کسی نے بھی بات نہیں کی تھی جانشیر سے---

بات کرنا تو دور ٹھرا---اسے ایسے اگنور کیا جیسے دیکھا تک نہ ہو----

جب وہ آیا تھا تو دروازہ کھولنے یاسمین صاحبہ آئی تھیں---مگر انہوں نے جھوٹے منہ اسے پانی تک نہ پوچھا----

بس اس کے لیے دروازہ کھولا اور پھر اندر چلی گئیں۔۔۔ فی الحال اسے کون سہ فرق پڑتا تھا جو وہ اتنی توجہ دیتا ان کی ناراضگی کو۔۔۔۔ ویسے بھی وہ بریرہ کی ماں تھی اور ان کا پورا گھر ہمیشہ اسی کے پیسوں پہ پلا تھا۔۔وہ بہت حقارت اور کمتری کی نگاہ سے دیکھتا تھا ان کی فیملی کو۔۔۔۔

اس کے نزدیک ان لوگوں کا منہ تو ویسے بھی بننا تھا کیونکہ اس نے اپنے والد سے پیسے دادی کو بھیجنے کے بجائے اپنا بینک

اکاؤنٹ بنوا کر اس میں ٹرانسفر کروانا شروع کر دیے تھے دو سالوں سے۔۔۔

یہ جاننے کے بعد کہ معظم اور بریرہ کا نکاح نہیں ہوا۔۔وہ مزید اپنے دماغ میں چلنے والے اس خیال پر پختہ ہو گیا تھا۔۔۔کہ ایک سال پہلے جو نکاح جلد بازی میں کروایا جا رہا تھا وہ دراصل اس سے پیسے لوٹنے کا ایک طریقہ تھا۔۔۔۔

یقیناً نکاح ہو جانے کے بعد بریرہ کی ذمہ داری اس کے سر آ جاتی۔۔۔اور پھر بریرہ بیوی ہونے کے ناطے اس سے ہر تھوڑے دن بعد پیسے مانگنے لگتی کبھی اپنے باپ کی بیماری کا رونا رو کر۔۔۔تو کبھی اسکول کی فیس بھرنے کا کہہ کر۔۔۔۔

کراچی شہر کے علاقے ناظمہ آباد میں ان کا تین منزلہ گھر بنا ہوا تھا۔۔۔ وہ لوگ مڈل کلاس طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔۔۔ جبکہ جانشیر کے والد تبریز صاحب ڈیفنس کے علاقے میں رہتے تھے اپنی دوسری بیوی اور بچوں کے ساتھ۔۔ دوسری بیوی سے ان

کے دو بچے تھے۔ ایک بیٹا (صدام) سات سال کا اور

بیٹی (نازنین) چار سال کی۔۔۔

کیونکہ صدام اور نازنین اے سی میں رہنے والے بچے تھے اس لیے

وہ بہت کم ہی اپنی دادی کے گھر آتے۔۔۔

نازنین کو رونا لگ جاتا تھا دادی کے گھر آتے ہی۔۔۔ اسی بہانے سے بھرپور فائدہ اٹھا کر تبریز صاحب کی دوسری بیگم نے اماں کے گھر عید پر بھی آکر جھانکنا چھوڑ دیا تھا۔

جب اس کی والدہ تھی۔۔۔ تو تبریز صاحب کی ماں ماں ہی ختم نہیں ہوتی تھی ہر معاملے میں۔۔اور جب سے دوسری بیگم لائے تھے ماں کو پوچھنا ہی بھول بیٹھے تھے۔۔اب تو جیسے منہ سے چوں بھی نہ نکلتی ہو کسی بات پر اور یہی وجہ تھی کہ جانشیر کے دل سے ان کی محبت بالکل ختم ہو گئی تھی۔۔۔

کہ اگر اسی طرح اس کی ماں کے ساتھ رہ لیتے۔۔۔ تو آج وہ بن

ماں کا نہ ہوتا۔۔۔ تو آج اس کے دل میں سب کے لیے اتنی

نفرت بھی نہ ہوتی۔۔۔وہ جب ایک سال بعد چھٹیوں میں لوٹتا تو

بڑی امی کے کالر سے بھر کر دیے ہوئے گرم پانی کی جگہ اس

کی ماں کھانوں سے ٹیبل سجا رہی ہوتی۔۔۔اور وہ مزے سے بیٹھ

کر ان کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے کھاتا۔

"دادی جان کہاں ہیں؟؟" وہ پانی ایک سانس میں پیتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

" دوسری ٹیکسی میں ساتھ ہی آرہے تھے ہمارے۔۔۔ پھر ثومل کو چھوڑنے کے لیے نکل گئے۔۔۔آتے ہوں گے ماں بیٹے ثومل کی فیملی کو چھوڑ کر۔۔۔"

ان کے بیٹے سے مراد اریب صاحب تھے۔

اپنی بڑی امی کی بات سن۔۔۔اس نے پانی کا گلاس ٹیبل پر رکھ دیا۔ ساتھ ہی اس کی نگاہ سیڑھیوں کی جانب گئی۔۔۔

معظم ابھی تک لوٹا کیوں نہیں؟؟...اچانک اس کے دل میں یہ خیال آیا تھا۔

"اچھا بڑی امی میں ذرا تھک گیا ہوں تھوڑا اپنے کمرے میں جا کے آرام کر لیتا ہوں۔۔دادی جان آجائیں۔۔تو مجھے بلوا لیجیے گا کسی سے" بڑی امی کی باتیں تو جاری تھیں مگر اسے کب انٹرسٹ تھا سننے میں۔۔۔کے کیسے عائشہ کی شادی و ولیمہ ہوا ہے۔۔کیسے وہ اسے بلانا چاہتی تھیں لیکن بچوں نے اور اریب صاحب نے بلانے نہیں دیا۔۔۔۔

اسے کوئی ناراضگی نہیں تھی۔۔۔نہ ہی وہ کوئی انٹرسٹڈ تھا۔ اس کا سارا دماغ تو صرف اوپر کی جانب لگا ہوا تھا۔۔۔ کہ معظم ابھی تک لوٹا کیوں نہیں۔۔۔

طیبہ بیگم ابھی باتیں کر ہی رہی تھیں۔۔کہ وہ اچانک کھڑا ہوا اور آہستگی سے اپنی بات کہتا۔۔بغیر ان کا کوئی جواب سننے کی زحمت کیے۔۔ تیزی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔

گراؤنڈ فلور پر اماں کا کمرہ -- کچن --- بڑا سہ لاؤنج ایریا اور دو گیسٹ روم تھے --

سیڑھیوں سے چڑھتے ہی پہلے ٹیرس پڑتا --- پھر سیدھے ہاتھ پر ایک کمرہ --- پھر دوسرا کمرہ --- اور پھر سامنے کی جانب تیسرا کمرا ---

اور بیچ کا بڑا سے ایریا خالی تھا --- جسے صوفے اور ایل سی ڈی لگا کر خوبصورت سہ لاؤنج بنا دیا تھا ---

جبکہ الٹے ہاتھ پر سیڑھیاں تھیں---

فرسٹ و سیکنڈ فلور ایک جیسے ہی بنے ہوئے تھے--

تھرڈ فلور پر چھت تھی---

فرسٹ فلور پر ٹیرس کے برابر والا کمرہ لڑکوں کا تھا(معظم و رافع)

۔۔۔اس کے برابر والا اریب صاحب اور ان کی بیگم کا۔۔۔اور جو

سامنے کی جانب نظر آتا وہ عائشہ اور زمر کا تھا۔۔

جب کہ سیکنڈ فلور پر ٹیرس کے بعد جو پہلا کمرہ پڑتا تھا وہ حسن

صاحب اور ان کی بیوی کا تھا۔ دوسرا اسی لائن میں جو آگے جا کر

تھا۔۔۔ وہ بریرہ کا تھا۔

اور جو بالکل سامنے کی جانب پڑتا تھا۔۔وہ ویسے تو تبریز صاحب کا کمرہ ہوا کرتا تھا لیکن وہ تو یہاں سے کب کے چلے گئے تھے۔۔

لیکن باپ کے گھر میں قبضے کے لیے اپنا کچھ سامان وہ اسی کمرے میں چھوڑ کر گئے تھے۔۔۔ جب جانشیر چھوٹا تھا تو وہ دادی کے ساتھ رہتا لیکن جیسے ہی اس نے ہوش سنبھالا اپنے والد کا کمرہ لے لیا۔

وہ تیزی سے سڑھیاں پھیلانگتا ہوا سیکنڈ فلور پر پہنچا تھا۔۔۔

دانستہ طور پر وہاں پہنچ کر وہ ٹیرس کے آگے رکا۔۔۔اور گہری سانس لی۔۔۔اور پھر خود کو نارمل کر کے آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے گزرنے لگا اپنے کمرے کی جانب۔۔۔اور اس کا انداز بالکل یوں تھا جیسے وہ بس گزر رہا ہو لیکن نگاہ اس کی تیار تھی بریرہ کے کمرے میں جھانکنے کے لیے۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ؟؟" ارادہ تو یہی تھا کہ بس دیکھتے ہوئے گزر جائے گا۔

لیکن جو منظر اس کی آنکھوں نے دیکھا اس کے بعد وہ گزر نہ سکا آگے---

اس کے اک تپ چڑھ رہی تھی تو دوسری اتر رہی تھی---

غصے سے مٹھیاں بھینچتا---وہ بریرہ کے کمرے میں گھس گیا تھا۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

"یہ کیا ہو رہا ہے ؟؟"

اس کے اک تپ چڑھ رہی تھی تو دوسری اتر رہی تھی۔۔۔

غصے سے مٹھیاں بھینچتا۔۔۔وہ بریرہ کے کمرے میں گھس گیا تھا۔

اس کے اچانک یوں آنے پر معظم نے اس کی جانب گھور کر ترچھی نگاہ سے دیکھا۔۔۔

"آہ۔۔۔ مجھے تکلیف ہو رہی ہے" بریرہ روندی سی آواز میں بولی۔۔

"ویٹ۔۔۔ میں دیکھ رہا ہوں" بریرہ بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی اور معظم اس کے برابر میں۔۔

اس کی آنکھوں میں کچھ چلا گیا تھا جس کی وجہ سے اس کی آنکھ تکلیف کر رہی تھی اور بالکل نہیں کھل پا رہی تھی۔

اسی لیے معظم اس کے کھلے بال کان کے پیچھے کر۔۔اس کی تکلیف کرنے والی آنکھ کو اپنی انگلیوں سے زبردستی کھولتے ہوئے۔۔۔ان میں جھانک کر بغور دیکھنے لگا۔۔۔کہ وہ تکلیف دینے والی چیز نظر آجائے تاکہ وہ نکال سکے۔۔

تکلیف کی شدت سے وہ مسلسل آہ ایسی کی آوازیں نکال رہی تھی۔۔۔جو باہر سے گزرنے والے کو یقینا غلط تاثر دیتیں۔۔

جانشیر کو مکمل اگنور کر۔۔۔ وہ دوبارہ اب اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا تھا۔

اور یوں آنکھیں دیکھنے کے چکر میں وہ بریرہ کے کتنا قریب بیٹھا ہوا تھا اس بات کا شاید اسے بھی اندازہ نہیں تھا لیکن جانشیر کو بخوبی ہو رہا تھا۔

"مجھے کچھ نظر نہیں آرہا ہے۔" وہ پریشان ہو کر کہتے ہوئے۔۔۔اس کے چہرے سے ذرا دور ہوا۔

"امی۔۔۔۔ بہت تکلیف ہو رہی ہے" وہ لڑکی آنکھیں مسلتے ہوئے پھر بولی۔۔

اس کی آنکھیں لال ہو چکی تھیں۔۔ پھر وہ مسلسل مسئلے بھی جا رہی تھی جس کی وجہ سے تکلیف مزید بڑھتی معلوم ہوئی۔

"اچھا۔ میں دوبارہ دیکھتا ہوں" معظم پریشان لہجے میں کہتا ۔۔۔دوبارہ اس کی آنکھوں کو دیکھنے کے چکر میں قریب آیا ہی تھا

کہ جانشیر سے مزید برداشت نہ ہوا اور وہ تیزی سے بولا" جا کے منہ دھولونا۔۔۔خود ہی ٹھیک ہو جائے گی۔"

اگر یہی جملہ وہ نرمی سے کہتا تو لگتا وہ فکر کر رہا ہے مگر وہ اتنے جل تڑے لہجے میں کہہ رہا تھا کہ لگا جیسے مقابل کی تکلیف کو بھی اہمیت نہیں دے رہا۔

"ہاں---تم ایک کام کرو جا کے آنکھیں دھو کر آؤ--جو بھی چیز ہوگی وہ نکل جائے گی---جاؤ---مسلوں مت--تکلیف بڑھے گی ورنہ---اگر پھر بھی ٹھیک نہیں ہوا تو میں ڈاکٹر کے لے جاؤں گا"

اتنی سی بات پر ڈاکٹر کے کون لے کر جاتا ہے؟؟پہلے تو یہی سوچ کر جانشیر کا خون کھولا---

کیا معظم بھائی کچھ زیادہ ہی پوزیسو نہیں ہو رہے تھے بریرہ کو لے؟؟---

شاید ترس کھا رہے ہوں چونکہ اگر محبت کرتے تو شادی نہ کر لیتے اس موٹی اور کالی سے---یہی سوچ کر اس نے اپنا سر کڑتے ہوئے جھٹکا۔

"اوکے" معظم کی بات مانتے ہوئے ۔۔ عجلت سے اٹھ کر بریرہ واش روم کی جانب بڑھی۔

وہ کون سہ اس کی فکر میں گھل رہا ہے جو اس کے واش روم سے واپسی کے انتظار میں کھڑا ہو ۔۔۔ لیکن وہ کھڑا تھا ۔۔۔ نہیں جانتا کیوں ۔۔ ان دونوں کو اکیلے کمرے میں چھوڑ کر جانے کا اس کا ذرا دل نہ کیا۔

"ٹھیک ہوا؟؟" وہ آنکھیں مسلتی ہوئی لوٹی تھی ---

اس نے معظم کی فکر مند آواز سنی ---

"بہتر ہے --- " بریرہ نرمی سے بولی -- شاید جو چبھن کرنے والی چیز تھی -- وہ دھونے کے سبب آنکھوں سے نکل گئی تھی لیکن تکلیف ابھی بھی ہو رہی تھی ہلکی ہلکی سی --

"اوو۔۔۔میں تو بھول گیا۔۔۔ معظم بھائی آپ کو نیچے بڑی امی بلا رہی ہیں"

اس کے پاس وہاں مزید کھڑے رہنے کا کوئی بہانہ نہیں تھا۔۔ اس لیے اسے تو جانا ہی تھا۔ لیکن ان دونوں کو کمرے میں اکیلا چھوڑ کر جائے ۔۔۔ ہرگز نہیں ۔۔۔ اس لیے معظم کو پہلے نکالنے کا بندوبست کیا۔

" دیکھ لو۔۔۔تکلیف ہورہی ہو تو فورا نیچے آجانا۔ میں نیچے ہی بیٹھا ہوں ۔۔۔ڈاکٹر کے لے چلوں گا۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔میں دیکھ کر آتا ہوں امی کیا بول رہی ہیں۔ " معظم بریرہ کی جانب دیکھ۔۔ نرمی سے کہتا۔۔۔اگلی ترچھی نگاہ جانشیر پر ڈال کر۔۔۔کمرے سے خاموشی سے نکل گیا۔

"آہ۔۔۔ "اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو آرہے تھے جس کے سبب وہ ٹیشو لینے کے لیے سنگھاردان کی جانب بڑھنے لگی

مقابل سمجھ گیا تھا وہ کیا لینے جانا چاہتی ہے۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتی۔۔تیزی سے ٹشو پیپر لا کر اس کی جانب بڑھایا۔

مانا چھوٹی سی سہی لیکن یہ زندگی میں پہلی بار تھا کہ اس کی جانب سے کوئی مدد آئی تھی۔ وہ بھی بغیر کسی پریشرائز اور زبردستی کے۔۔۔یہاں تک کہ بن مانگے۔

ٹیشو پیپر تو آگے بڑھا دیا تھا لیکن منہ اس قدر بسور رہا تھا جیسے احسان کر رہا ہو کوئی۔۔۔

مگر اس احسان کرنے والے ایٹیٹیوڈ کو تو جھٹکا تب لگا جب وہ لڑکی یوں برابر سے گزر گئی جیسے وہ وہاں موجود ہی نہ ہو۔۔۔ جیسے وہ نظر ہی نہ آ رہا ہو۔۔

اس نے خود جا کر سنگھاردان پر رکھے ٹیشو باکس سے ٹیشو نکالے۔

اور اپنی آنکھوں سے بہنے والا پانی صاف کرنے لگی۔

لگلے ہی پل جانشیر نے ٹیشو کو اپنی مٹھی میں بھینچ لیا وہ بھی دانت

پیستے ہوئے۔۔آخر وہ اتنی اکڑ کس بات کی دکھا رہی تھی

اسے؟؟؟...

"ہونہہ ---انسانیت کی خاطر مدد کر رہا تھا لیکن وہ کہتے ہیں نا
--- کچھ لوگوں کو عزت راز نہیں آتی "دل ہی دل کڑتے
بنا کر سنگھاردان پہ ball ہوئے--اس ٹیشو کا بال
مارتا---وہاں سے چل دیا۔

وہ بال بالکل بریرہ کے فیس سے برابر سے گزر کر سنگھاردان پہ لگا
تھا--- اور مقابل نے اتنی فورس کے ساتھ مارا تھا جیسے سارا غصہ
اس بے جان ٹیشو پر ہی نکال دیا ہو لیکن اس کے باوجود اس لڑکی

نے۔۔۔۔ نہ تو اسے پلٹ کر دیکھا۔۔اور نہ ہی اس سے کچھ کہا

۔۔یہاں تک کہ وہ کمرے سے نکل گیا۔

ہاں یہ بھی ایک سچ ہے کہ اس کے کمرے سے نکلتے ہی اس

لڑکی کی آنکھوں میں شدید رنج ابھرا۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"ماما کیا ہم کہیں اور چلیں؟؟" وہ کچن میں کھڑی برتن دھو رہی تھی۔

کام بٹے ہوئے تھے ان کے۔۔تینوں کزنز مل بانٹ کر کیا کرتیں (عائشہ زمر اور بریرہ) چونکہ عائشہ کی شادی ہو گئی تھی تو اب سے زمر اور بریرہ ہی بچے تھے۔۔ ہر کام اب باری باری ان کے حصے میں آرہا تھا۔۔ ویسے تو آج زمر کی باری بنتی تھی لیکن وہ لوگ صبح ہی لوٹے تھے اور کافی تھکے ہوئے تھے اس لیے بریرہ اس کی جگہ برتن دھونے کھڑی ہو گئی تھی۔

اس کی والدہ اپنے لیے چینی نمک کا پانی بنا رہی تھیں جب بریرہ نے ان سے گھر شفٹ کرنے کی بات کہی۔

یاسمین صاحبہ بہت بیمار رہنے لگی تھیں۔۔۔اس میں بھی انھیں روز کی بنیاد پر دو وقت روٹی پکانی پڑتی تھی۔ اتنی گرمی میں ان کے لیے روٹی بنانا بہت مشکل ہوتا جا رہا تھا دن بہ دن۔۔۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ صبح روٹی بڑی امی بنا لیں اور شام میں اس

کی والدہ یا پھر صبح اس کی والدہ بنا لیں اور شام میں بڑی امی لیکن

وہ بہت چالاک عورت تھیں اگر یہ ترکیب والی بات کہو بھی تو وہ

لڑنے کھڑی ہو جاتی تھیں۔۔۔ انھوں نے دونوں وقت کی روٹی

اس کی والدہ کو پکڑا دی تھی اب چاہے گرمی ہو یا سردی ہو روٹی

اس کی والدہ ہی بنائیں گی۔۔۔ اور سالن اپنے حصے میں لے لیا

تھا۔ سالن کا کیا ہے وہ تو بس چڑھایا اور ایک دو گھنٹے کے لیے

بندہ چلا گیا کچن سے باہر۔۔۔ ہاں بار بار آ کے دیکھنا پڑتا ہے۔

اجزاء وغیرہ ڈالنے پڑتے ہیں مگر روٹی کی طرح آپ کو مسلسل چولہے کے پاس کھڑا ہونا نہیں پڑتا۔۔

گرمی کی وجہ سے اس کی والدہ کی اب طبیعت مزید خراب ہو رہی تھی۔۔۔اور پھر گھر کے افراد بھی بڑھ گئے تھے۔۔اگر وہ الگ گھر میں جا کر رہیں گے تو اس کی والدہ کو صرف دو بندوں کا کام کرنا پڑے گا۔۔یہاں تو پوری فیملی کا کرنا پڑتا ہے۔۔۔ جتنی ان بیچاری میں ہمت بھی نہیں ہے۔

وہ اپنی والدہ کی مدد کرنا چاہتی تھی کاموں میں لیکن وہ کرنے نہیں دیتی تھیں--یہ کہہ کر کہ ابھی اپنی پڑھائی پر توجہ دو---یہ پڑھنے کا وقت ہے اگر تم ایک بار کچن میں گھسو گی تو تمہاری تائی پھر تمہیں گھساتی ہی چلی جائے گی--یہاں تک کہ مجھے ڈر ہے کہ وہ تمہارے ہاتھ سے قلم لے کر بیلن نہ پکڑا دے---

بریرہ 16 سال کی ہو گئی تھی لیکن انہوں نے ابھی تک اسے نہ تو کھانا پکانا سکھایا تھا اور نہ ہی روٹی بنانا اور نہ ہی وہ سکھانا چاہتی تھیں-

ان کے پاس اپنی بیٹی کو دینے کے لیے کوئی زیور نہیں تھا سوائے تعلیم کے اور وہ اسی زیور سے اسے اتنا آراستہ کر دینا چاہتی تھیں کہ آگے جا کر وہ سر اٹھا کر چل سکے باقی اپنے سارے کزنز کے ساتھ۔۔۔۔ کوئی اسے حقارت سے نہ دیکھے۔۔۔کوئی اسے ذلیل نہ کرے۔۔۔کوئی اس کا مذاق نہ اڑا سکے۔

"تم جانشیر کی وجہ سے بول رہی ہو؟" انہیں شدید احساس تھا کہ جانشیر کا یوں اچانک چلے آنا بریرہ کے دل کو کتنا بھاری کر گیا

ہوگا۔۔یقیناوہ اپنے جذبات کو بڑی مشکل سے سنبھال رہی ہوگی۔۔

وہ تکلیف میں ہے بہت۔۔۔ مگر دکھا نہیں رہی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ میں نے تبریز تایا سے بات کی تھی۔ انہوں نے کہا ہے میں آجاؤں وہ اپنے چینل میں مجھے کوئی نہ کوئی نوکری دے ہی دیں گے۔ مگر مسئلہ یہ ہے کے کام پہ جانا بہت دور پڑتے

گا یہاں سے۔۔آنے جانے کے کرائے میں ہی میری ساری تنخواہ

چلی جائے گی۔۔ویسے بھی ابھی وہ مجھے زیادہ پیسے نہیں دیں گے تو

پتہ چلا جیب سے ہی پیسے دینے پڑ جائیں۔۔۔فائدے کی جگہ

نقصان ہو جائے گا۔۔۔اس لیے وہیں قریب میں گھر لے لیتے

ہیں میرے آنے جانے میں بھی آسانی رہے گی اور آپ کو اتنا

کام بھی نہیں کرنا پڑے گا۔"

اس کی والدہ کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔

"ٹھیک ہے بیٹا جیسا تمہیں ٹھیک لگے۔" اس کی والدہ اتنی جلدی مان جائیں گی اسے اندازہ نہیں تھا۔۔ وہ تھوڑا حیران ہوئی تھی مگر پھر سوچا کہ شاید وہ بھی تھک گئی ہیں ان روز کی لڑائی جھگڑوں سے جو بڑی امی کرتی ہیں ان کے ساتھ۔۔وہ بھی بات بے بات بلاوجہ کے۔۔۔انھیں آرام کی ضرورت ہے جو انھیں اس گھر میں بالکل نہیں مل پا رہا۔

"ٹھیک ہے تو پھر میں اپنی دوست صبغہ سے کہ دیتی ہوں۔۔ میں نے اس سے بات کر رکھی ہے۔۔۔اس کا بھائی ڈاکٹر بن رہا

ہے تابش وہ معظم کا دوست۔۔۔اس کے تعلقات بہت اچھے

ہیں ماما۔وہ بروکرز کو بھی جانتا ہے۔۔۔ وہ ہمیں وہیں قریب میں

دو کمروں کا اپارٹمنٹ دلوا دے گا کرایے پر۔۔۔ وہ بھی بہت

مناسب قیمت پر۔۔۔" وہ دونوں ماں بیٹی ابھی بات کر ہی رہے

تھے جب انھیں پیچھے سے فریج کھلنے کی آواز آئی۔۔

دونوں نے ایک ساتھ مڑ کر پیچھے دیکھا۔

کانوں میں ایئر پوڈز لگائے ---ہلکی ہلکی گردن کو ہلاتا --فریج سے پانی کی بوتل نکالتا ہوا انھیں جانشیر نظر آیا ---

اس کے کان میں ایئر پوڈز لگے ہوئے تھے --یقیناً اس نے کچھ نہیں سنا تھا۔ اور اگر سن بھی لیا --- تو کس کو پرواہ تھی ؟؟

اور جہاں تک جانشیر کا سوال ہے تو وہ تو خود بھی یہی چاہتا ہوگا کہ جلد سے جلد ان ماں بیٹی کی شکل گم ہو اس کے سامنے سے ---

وہ اپنی دھن میں مگن۔۔۔پانی کی بوتل لے کر۔۔۔ ان ماں بیٹی کو مکمل اگنور کرتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا" اس کی والدہ بڑی محبت سے گویا ہوئیں۔۔دلاسہ دینے والے انداز میں۔۔۔

"مجھے فرق بھی نہیں پڑتا ماما۔۔۔" نہایت بے نیازی سے جواب دیا۔۔۔

ہاں اس کی آواز سنتے ہی بہت سی تلخ یادوں نے گھیر لیا تھا لیکن اب خود کو سنبھال چکی تھی وہ۔ اب فرق نہیں پڑ رہا تھا اس کے سامنے آجانے سے بھی۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

وہ صبح اٹھ کر ورزش کرنے کا عادی تھا۔۔۔ عادت کے مطابق وہ اٹھ کر ورزش کرنے کے لیے ٹیرس کی جانب آگیا۔۔۔

باقی سب سو رہے تھے۔ آج اتوار کا دن تھا تو اسے علم تھا کہ سب لیٹ ہی اٹھیں گے۔

وہ ٹیرس کی جانب آکر ابھی کھلی فضاء میں گہرے سانس لے رہا
تھا جب اسے اچانک محسوس ہوا جیسے کوئی جھاڑو دے رہا ہو

بھلا اتنی صبح کون جھاڑو دے گا۔۔ وہ بھی تب ۔۔۔جب سب سو
رہے ہوں اور سب کے کمروں کے دروازے تک بند ہوں۔

وہ جھاڑو کی آواز پر سیڑھیوں کی جانب آیا ۔۔۔اگلے ہی پل ۔۔۔اس
کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں ۔۔۔ ساتھ ہی وہ الجھا بھی کہ معظم

بھائی صبح ہی صبح اٹھ کر سڑھیوں کی جھاڑو کیوں لگا رہے ہیں؟؟؟--- یہ تو گھر کی لڑکیوں کے کام ہیں۔

اس نے کچھ کہا نہیں وہ خاموشی سے اپنی ایکسرسائز کرنے لگا---

ایکسرسائز کرنے کے دوران جب اس نے دوبارہ سڑھیوں کی جانب جھانک کر دیکھا تو اسے اب معظم پونچا لگاتا ہوا نظر آیا--

اس کے چہرے پہ ہنسی آئی۔۔یہ سب کیا کر رہے تھے معظم بھائی اور کیوں؟؟....

اگر آج ان کی چھٹی ہے تو آرام کر لیتے یا کوئی اور کام یا ایکسرسائز وغیرہ۔۔۔یہ جھاڑو پونچا؟؟۔۔۔

"مگر ان کی دکان کی چھٹی تو جمعہ کی ہوتی ہے ---آج تو اتوار ہے"

ابھی جانشیر انھیں پونچا لگاتے ہوئے دیکھ کر سوچ ہی رہا تھا-- کہ اسے اچانک یاد آیا کہ معظم کی چھٹی تو جمعہ کے دن کی ہوتی ہے- پھر یہ اتوار کے دن صبح سویرے اٹھ کر جھاڑو پونچا کیوں کر رہے ہیں؟؟---

وہ یہی سوچ کر الجھ رہا تھا اب---

♡*Husny Kanwal*♡

"ارے میرا بیٹا--پھوپھو کی جان---کیسے ہو؟؟" وہ ثومل پھوپھو تھیں جو اس کے کمرے میں خود چل کر آئی تھیں ملنے کے لیے---وہ بھی نہایت محبت سے---

ان کے پیچھے عتیقہ کھڑی تھی۔

سارے کزنز میں وہ واحد تھی جس کی آنکھوں میں کوئی ناراضگی یا خفگی نہیں تھی بلکہ وہ بہت محبت سے اسے دیکھ رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی اس کی واپسی پر۔۔۔

" کیسے ہو جانشیر؟؟ "ثومل پھوپھو کے گلے لگ کر ملنے کے

بعد۔۔۔ عتیقہ نے فورا ہی اپنا نازک سہ ہاتھ اس کی جانب بڑھایا

مصافحہ کے لیے۔۔۔

اس کا انداز سوال کرتے وقت خاصہ دوستانہ تھا۔۔۔اور وہ

دوست ہی تو تھے ہمیشہ سے۔۔۔ بلکہ عتیقہ کو تو یقین تھا کہ

جانشیر دل ہی دل اسے پسند کرتا ہے۔۔۔ بس بڑوں کی کرائی

بچپن کی منگنی کی وجہ سے اظہار نہیں کرپاتا تھا لفظوں میں مگر

اپنے عمل کے ذریعے تو اس نے ہمیشہ یہی ظاہر کیا تھا۔۔۔ ورنہ

کون سہ لڑکا ہوگا جو آدھا گھنٹہ پیدل چلنے کے بعد ایک ٹیوشن پہنچے

صرف اس کے ساتھ پڑھنے کے لیے لیکن وہ آتا تھا۔۔۔

اور یہ تو ممکن ہی نہیں تھا کہ جانشیر کہیں جائے اور دادی اس

کے ساتھ بریرہ کو نہ چپکائیں۔۔۔اسی لیے وہ تینوں اسکول بھی

ایک ساتھ پڑھے تھے اور ٹیوشن بھی۔۔۔

چونکہ وہ دونوں ہم عمر تھے تو کلاس میں بھی زیادہ ساتھ وہی رہتے تھے اور ٹیوشن میں بھی---

"میں ٹھیک--- تم اپنی سناؤ" مسکراتے ہوئے اس لڑکی کا نازک ہاتھ تھام کر اس نے اپنا حال احوال مختصر سے انداز میں بتایا اور ساتھ اس کا بھی پوچھ ڈالا---

کیونکہ پھوپھو بالکل اس وقت آء تھیں جب وہ کمرے سے نکل رہا تھا۔۔تو تینوں لاؤنج ایریا میں کھڑے تھے ۔۔۔اور سامنے ہی بریرہ کا کمرہ تھا۔

جیسے ہی جانشیر نے عقیقہ کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ویسے ہی بریرہ کے کمرے کا دروازہ کھلا۔۔

اور دروازہ کھلنے کی آواز آتے ہی۔۔۔ جانشیر نے اپنی چہرے کی مسکراہٹ کو مزید گہرا کیا۔۔۔ ہاتھ پر بھی پکڑ اور مضبوط کی۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا اس لڑکی کو۔۔وہ جل جاتی تھی عتیقہ کو اس کے ساتھ دیکھ کر ہمیشہ۔۔۔

وہ صرف بریرہ کے چہرے کا ری ایکشن دیکھنے کے لیے کھڑا تھا۔

"پھوپھو--آپ صبح ہی صبح کیسے ؟؟"اس نے ان ملے ہوئے ہاتھوں کو نہیں دیکھا--- ایک لمحے کے لیے بھی نہیں ---اس نے صرف اپنی پھوپھو کی جانب دیکھا جو ان دونوں کے پیچھے کھڑی تھیں---

اس کے لہجے میں حیرت تھی اور کیونکر نہ ہوتی وہ اتنی صبح جو آن دھمکی تھیں---

کل اس کا پیپر تھا۔۔ اب پورے دن گھر میں شور رہے گا۔۔وہ

پڑھائی کیسے کرئے گی؟؟--یہ سارے فنکشنز اور مہمانوں کو ان

پیپرز کے دنوں میں ہی آکر ٹپکنا ہے؟؟؟... بریرہ یہی

سوچ---دل ہی دل کڑ رہی تھی--- لیکن چہرے پر صرف

حیرت کے تاثرات کو ظاہر کیا--- ورنہ پھوپھو نے خواہ مخواہ اس

پہ بھی باتیں بنانا شروع کر دینا تھا اور اس کا ابھی کوئی دل نہیں

تھا صبح سویرے ان کے راگ سننے کا۔

"ہاں--- جانشیر سے ملنے آئے تھے-- کل رات ہی اماں نے بتایا

فون پر تو بھئی مجھ سے تو رہا ہی نہیں گیا کہ میرا بچہ آیا ہوا ہے-

بس اس لیے صبح ہی آ گئی---پتہ ہے جانشیر میں نے ناشتہ تک

نہیں کیا ہے تبھی نیچے معظم کو کہہ کر آئی ہوں ناشتے کے لیے

---کہ حلوہ پوری لے آئے اور یاسمین بھابھی سے چائے کا کہہ

دیا-- چائے پیے بغیر گھر سے نکل جاؤ تو سر بھاری ہو جاتا ہے

لیکن اپنے بیٹے کے آنے کا سن کر مجھ سے رہا ہی نہیں گیا اور

میں بغیر ناشتے کے چلی آئی---"ثومل پھوپھو کی ساری باتوں میں

توجہ طلب بات اسے صرف حلوہ پوری لگی تھی---

"معظم حلوہ پوری لینے جا رہا ہے۔ میں اس سے بول دیتی ہوں مجھے پراٹھا کھانا ہے۔۔۔" اسے اچھے سے علم تھا اگر وہ ثومل پھوپھو کے سامنے کھڑی رہی تو وہ اسے یہ سنا سنا کر پکاتی رہیں گی کہ وہ جانشیر کے لیے کیسے جنگ میں جانے والے کسی سپاہی کی طرح خوب قربانیاں دینے کے بعد گھر سے نکلی ہیں۔ اور قربانی بھی کیا تھی صرف ایک چائے کا کپ چھوڑ کے آنا وہ بھی پانی والی چائے کا یہاں آ کے جو دودھ والی چائے کے مزے اڑائیں گی اس کا کوئی حساب نہیں اوپر سے حلوہ پوری کا ناشتہ الگ۔۔۔

وہ اپنی بات کہتے ہوئے تیزی سے وہاں سے بھاگی۔

"اور کوئی کہہ رہا تھا وہ ڈائٹنگ کرئے گا میرے لیے----

ہونہہ---۔ ڈائٹنگ کے میدان میں اترتے ہی تو اس کا ٹنڈا

پھوٹ جاتا ہے---یہ کرئے گی ڈائٹنگ" اس لڑکی نے تو نظر

کرم کیا ہی نہیں ان ملے ہوئے ہاتھوں پر جلنا تو بہت دور کی بات

ٹھہرا---اوپر سے کیسے بھاگ کر گئ حلوہ پوری کا نام سنتے

ہی-- جیسے وہ زیادہ ضروری ہے اس سے--

نظر نہیں آرہا اسے؟؟..وہ عتیقہ کا ہاتھ پکڑے کھڑا ہے۔

عجیب بے وقوف لڑکی تھی۔ دوغلی کہیں کی۔۔ کیسے فون پر کہہ رہی تھی تمہارے لیے ڈائٹنگ کروں گی برگر فرنچ فرائز نہیں کھاؤں گی۔ کچھ نہیں ہو سکتا تھا اس کا۔ اس نے ہمیشہ ایسے ہی رہنا ہے۔۔۔ موٹی کہیں کی۔۔۔۔

جانشیر کے نزدیک وہ صرف ناراض تھی شادی نہ ہونے کی وجہ سے۔۔۔ورنہ منگیتر اسی کی ہے ابھی بھی۔

یہی وجہ تھی کہ وہ جل رہا تھا بری طرح۔۔۔کہ ذرا خیال نہیں کر رہی ہے ابھی بھی اپنے وزن کا۔۔۔یہ نہیں کہ اپنی بات پر قائم رہ کر وزن کم کرنے کی کوشش کرے۔۔۔ الٹا (پراٹھا کھاؤں گی) کھنے چل پڑی ہے۔

یوں ہی جلتے کڑتے اور اپنا سہ منہ لے کر اب وہ عتیقہ کا ہاتھ

چھوڑ چکا تھا۔

♡*Husny Kanwal*♡

" معظم ۔۔۔ حلوہ پوری لینے جا رہے ہو ؟؟ " وہ بائیک سٹارٹ کر

رہا تھا جب وہ دروازے سے

تیزی سے نکل کر آئی ۔۔۔

"ہاں--- کچھ اور کھاؤ گی تو بتاؤ وہ بھی لے آؤں گا" وہ بائیک پر کک مارتے ہوئے---اس کی جانب دیکھ--- نرمی سے پوچھنے لگا--

اس کی بائک سٹارٹ ہو چکی تھی--- وہ جانے کے لیے بالکل تیار کھڑا تھا۔

"ہاں۔۔ پراٹھا و ہوا۔۔۔" اپنی بات کہتے ہی اس نے ذرا انتظار نہ کیا اور تیزی سے اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔ جس پر وہ مسکرایا۔

"رات بھر پڑھائی کچھ زیادہ کرلی کیا؟"

"بہت زیادہ۔۔۔ اوپر سے سر بھی بالکل سن سہ ہو رہا ہے۔ اس لیے ہوا کھلا دو تھوڑی" کسی معصوم بچے کی طرح کہتے ہوئے اس نے معظم کے کندھے پر سر رکھ دیا تھا۔۔

" چلو میں ہوا کھلا لاتا ہوں لیکن پہلے اسکارف یا دوپٹہ پہن کر آو۔۔

"اس نے یہ جملہ ذرا سختی سے ادا کیا۔۔۔ مقابل جانتی تھی بحث کرنا بیکار ہے۔ معظم نے ایک بار کہہ دیا تو کہہ دیا۔ اب وہ لے کر تب ہی جائے گا جب وہ اسکارف یا دوپٹہ پہنے گی۔۔

اور یہ ہر بار کا ہوتا تھا۔ اس لیے بحث کرنے میں وقت ضائع کیا بھی نہیں۔۔ فورا اترئی اور جلدی سے اندر کی جانب بھاگی۔

صرف چار منٹ بعد۔۔ وہ اسے بھاگتی ہوئی دروازے سے دوبارا باہر آتے نظر آئی۔۔۔

اب اس کا سر لائٹ بلو رنگ کی شال سے کور تھا۔جو اس کی ماں کی تھی۔

"اب ٹھیک ؟" نہایت کوفت بھرے لہجے میں پوچھ رہی تھی وہ۔۔ جس پر مقابل نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔۔

"ہونہہ۔۔۔ جیسے پوری دنیا مجھے ہی دیکھنے بیٹھی تھی نا۔۔۔ عجیب" ذرا جھنجھلا کر کہتی ۔۔۔ منہ بسور کر۔۔۔اب وہ واپس اس کے پیچھے بیٹھی۔۔۔ مقابل نے کوئی جوابی کاروائی نہیں کی۔۔۔وہ صرف مسکراتا رہا اور بائیک چلا دی۔

*****

وہ بائیک کے ساتھ کھڑی ہو گئی تھی جبکہ معظم اندر گیا تھا حلوہ پوری لینے---

کچھ دیر بعد وہ لوٹا تو اس کے ہاتھ میں دو شاپرز تھیں۔

" یہ لو اور دیکھو کچھ اور تو نہیں چاہیے " حلوہ پوری والی شاپر کو اس نے بائیک پر ٹانگا تھا جبکہ دوسری بریرہ کے حوالے کی---

" نمک پارے ، پیسٹری ، بسکٹس --- اگر میں یہی سب کھاتی رہی نا تو کبھی پتلی نہیں ہونگی " وہ شاپر کے اندر موجود سامان کا ایک نگاہ جائزہ لینے کے بعد -- معظم کی جانب دیکھ --- شکوۃ کہہ رہی تھی -

" ہونے کی ضرورت ہے بھی نہیں ۔ ٹھیک ہو تم بالکل۔۔بندے کو ایسے ہی جاندار ہونا چاہیے آج کے دور میں خاص طور پر لڑکیوں کو۔۔۔ " اس کی بات سن ۔۔۔وہ بے اختیار ہنس دی۔۔۔

" ہاں۔۔۔میں تو ریسلنگ لڑنے جا رہی ہوں ۔۔ جاندار ہونا چاہیے" اس پیارے سے لڑکے کا کہا جملہ نہایت طنزیہ انداز میں دوہرا رہی تھی وہ ۔۔۔

" جانا ہے تو چلی جاؤ۔۔۔ میری طرف سے کوئی روک ٹوک نہیں لیکن پانچ بجے سے پہلے واپس لوٹنا ہوگا۔ ساتھ ہی سر پر اسکارف اور فل آستینیں شرط ہیں۔۔۔" اپنی بات کہتے ہوئے وہ بائیک پہ بیٹھ رہا تھا۔

" ہاں ہاں۔۔۔آپ کا تو بس نہ چلے عبایا پہنا کر کشتیاں کروائیں مجھ سے" وہ منہ بسور کر کہتی اس کے پیچھے بیٹھی۔۔۔

اس کے جل تڑے سے جوابات سن۔۔۔ وہ مسکرائے جارہا تھا۔

" ہاں سوچو ناں۔۔۔ کتنا مزیدار ہوگا فل عبایا پہن کر لڑکی کشتی لڑتے ہوئے۔۔ پھر ہم جیسے شریف لڑکے بھی کشتیاں دیکھنے لگ جائیں گے" اس کی بات سنتے ہی بریرہ زور سے ہنسی تھی۔

" مجھے اب آپ کا ٹیسٹ پتہ چل گیا ہے میں بڑی امی سے کہوں گی ادھر ادھر نازک سی لڑکیوں کو دیکھنے میں وقت ضائع نہ کریں

کسی ریسلر کو ڈھونڈ لیں" چلتی ہوئی گاڑی میں اس کی آواز ہوا کے دباؤ کے سبب تھوڑی ہلکی آرہی تھی لیکن پوری بات سننے کے بعد معظم سر جھٹکتے ہوئے زور سے ہنسا تھا۔

"ریسلر کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے بس اپنی جیسی ایک ڈھونڈ دو۔۔۔

"

مقابل کی بات سنتے ہی بریرہ کو لگا شاید بائیک پر ہونے کے سبب وہ ٹھیک طرح سن نہیں پائی ہے۔۔اسی لیے تیزی سے اس کے کندھے پر اپنی ٹھوڑی جما کر تھوڑا اچک کر بیٹھی۔۔۔

"آپ کو واقعی مجھ جیسی لڑکی چاہیے؟؟..." جہاں سب کو پتلی دبلی خوبصورت سی لڑکی چاہیے ہوتی ہے وہیں معظم کی فرمائش بالکل الٹ تھی۔ بریرہ نے تو حیرت کرنی ہی تھی۔۔

"بالکل تاکہ جب وہ میرے پیچھے بیٹھے تو مجھے پتہ تو چلے کہ کوئی میرے پیچھے بیٹھا ہوا ہے۔ تھوڑا وزن ہونا چاہیے۔"

"اوو۔۔۔ ٹھیک ہے میں بڑی امی سے بول دوں گی۔ تھوڑی وزن والی بندی لاؤ معظم کے لیے۔۔۔ اس نے حلال کشتی دیکھنی ہے فل کپڑوں میں" بریرہ شرارتی سے انداز میں خوب ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"یہاں کی لسی پسند ہے نا تمھیں۔۔۔ لوں؟؟" اس نے شاپ کے آگے بائیک روکتے ہوئے۔۔ پیچھے مڑ کر بریرہ کی جانب دیکھ استفسار کیا۔۔

" کیوں مجھے بم کا گولہ بنانے پر تلے رہتے ہو؟۔۔۔ چلو یہاں سے ۔۔ میں زیادہ دیر اسے نہیں دیکھ سکتی ۔۔۔ میرا صبر ٹوٹ جائے گا۔" وہ بچوں کی طرح اپنی آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھ۔۔۔ روتو سے چہرہ بنا کر معصومیت سے میں بولی۔۔۔

اور وہ نہیں جانتی۔۔۔اس کا بچوں کی طرح دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھ لینا۔۔مقابل کو کتنا کیوٹ لگا تھا۔

" سوچ لو۔۔پتہ نہیں پھر دوبارہ کب اس راستے سے آنا ہو۔ " وہ اسے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کی دعوت دے رہا تھا۔

" ہاں ہاں سوچ لیا۔۔ اب جلدی چلاؤ ناں۔۔۔ میں نہیں دیکھ سکتی۔۔۔" کہتے ہیں ناں کسی کی ہڈی ہی چوڑی ہوتی ہے اس

کے ساتھ وہی معاملہ تھا۔۔ وہ کھانے پینے کی وجہ سے موٹی نہیں

ہوئی تھی وہ بچپن سے ہی ہیلدی تھی۔

اس نے جانشیر کے چکر میں بہت ڈائٹنگ کی تھی لیکن کوئی خاص

فائدہ نہیں ہوا اسے۔۔۔ الٹا اتنی کمزوری بڑھی کہ ایک بار ٹیوشن

میں ہی بے ہوش ہو گئی۔۔۔اسے ہسپتال لے کر بھاگے تو ڈاکٹر

کو تو بکرا چاہیے ہوتا ہے خاص طور پہ کراچی کے ڈاکٹرز کو۔۔۔کہ اگر

کوئی بندہ آیا ہے تو کوئی بیماری ہوگی ہی ہوگی ورنہ کیوں آتا۔۔۔ اس

کی کمزوری کو ہائی لائٹ کر کے انھوں نے پورے دن اسے ڈرپس

لگائیں۔۔ جس کے سبب پورے پانچ ہزار کا بل بن گیا تھا۔ جو معظم نے ادا کیا۔

پھر گھر آنے کے بعد ان پانچ ہزار روپے کے چکر میں بڑی امی نے جو اس کی کلاس لگائی تھی ۔۔۔الامان والحفیظ۔۔۔ سب اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھ رہے تھے۔ جبکہ وہ بیچاری بالکل ان کے سامنے ہونے کے سبب کان پر ہاتھ رکھنے سے بھی قاصر تھی اس لیے پوری قوالی سنی۔۔۔ کیونکہ بڑی امی کی عادت ہے غصے میں ایک جملے کو بار بار دہرانا اس لیے اسے تو وہ قوالی آخر تک آتے

آتے پوری حفظ بھی ہو گئی تھی۔ وہ قوالی ہی سبب بنی تھی

ڈائٹنگ چھوڑنے کا۔۔۔ کہ خدانخواستہ پھر ہسپتال نہ پہنچ

جائے۔۔۔ مگر کھانے پینے پر کافی کنٹرول رکھتی تھی اب۔۔ کے

وزن کم نہیں ہو رہا کوئی بات نہیں ۔۔مگر مزید بڑھے بھی

نہ۔۔۔۔۔۔

ہاں کبھی کبھار کسی ویڈیو یا کلپ کو دیکھ کر اچانک سے بھوت

چڑھتا تھا اسے وزن کم کرنے کے لیے کوئی ٹوٹکا کرنے کا۔۔

جیسے گرم پانی میں شہد ملا کر پینا یا پورے دن نیم گرم پانی پینا یا

پھر ادرک کھانا صبح اٹھتے ہی نہار منہ یا پھر بن گوبھی کو پکا کر اس کا پانی پینا لیکن پھر وہ بھوت تیزی سے اتر بھی جاتا۔۔۔ مستقل مزاجی نہیں تھی اس بھوت میں۔۔۔

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔۔۔ پھر نہ کہنا کہ معظم کے ساتھ گئی اور اس نے لسی نہیں پلائی" وہ ابھی بھی موقع دے رہا تھا کہ چاہے تو فیصلہ بدل لو۔۔۔ آرام سے بیٹھ کے لسی پیتے ہیں۔

"نہیں کروں گی شکوہ ۔۔ بس اب چلو۔۔۔" لسی کی شاپ پر وہ

جو ہلکی ہلکی سی میٹھے میٹھے دہی کی خوشبو آرہی ہوتی ہے اس لمحے وہ

اس کی ناک کو جکڑ رہی تھی ۔۔اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا اپنی

من پسند چیز کو چھوڑنا لیکن وَج وہ حلوہ پوری کھانے والی تھی ساتھ

ہی معظم نے بیکری کا سامان بھی دلا دیا تھا ایسے میں لسی بھی پینا

اوور ہو جائے گا۔۔۔اس لیے سوچا بعد میں پیے گی۔۔۔

ابھی تک اس نے اپنی آنکھوں پر سے ہاتھ نہیں ہٹایا تھا۔ مگر ناک مکمل جکڑی جا چکی تھی۔۔ڈر تھا کسی وقت بھی نیت نہ بدل جائے اس لیے جلد بازی مچانے لگی۔۔

معظم نے مسکراتے ہوئے ایک بار بغور اس کے چہرے کو دیکھا ۔۔۔اور پھر آگے مڑ کر گاڑی سٹارٹ کی۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"یہ پراٹھے کس کے ہیں؟" وہ سب نیچے فرش پر دسترخوان بچھا کر عادت کے مطابق ناشتہ کر رہے تھے۔ بس آج فرق اتنا تھا کہ ثومل پھوپھو کی فیملی و جانشیر ساتھ تھے۔۔۔

پوری سے بھری شاپر بڑی امی کے ہاتھ میں تھی۔۔۔وہی سب کو حصے بنا کر دے رہی تھیں۔۔۔جب ان کے ہاتھ میں پراٹھا آیا تو وہ معظم کی جانب دیکھتے ہوئے ابرو اچکا کر۔۔۔الجھ کر پوچھنے لگیں۔۔

"بریرہ کا ہے اور بھلا کس کا ہوگا۔۔۔ وہی واحد ہے جسے پوری سے زیادہ پراٹھے پسند ہیں چھولے کے ساگ کے ساتھ۔۔۔" معظم کو بولنے کا موقع دیے بغیر زمر تیزی سے بولی۔۔۔

"تو دو لانے کی کیا ضرورت تھی؟۔۔ایک ہی لا دیتے۔۔۔دیکھ نہیں رہے پہلے ہی کتنی موٹی ہو رہی ہے۔۔ایسے ہی رہی۔۔تو کہاں سے آئے گا اس کا کوئی اچھا رشتہ۔۔۔ ابھی سے ہی اس موٹاپے کی وجہ سے اپنی عمر سے دگنی لگنے لگی ہے۔ بارات میں

بھی سب اسے عائشہ سے بڑی سمجھ رہے تھے " بڑی امی کو فورا ہی اعتراض ہو گیا تھا اس کے دو پراٹھے آنے پر۔۔۔ جس کے وجہ سے وہ سب کے سامنے ہی اس کے موٹاپے کو موضوع بنا کر شروع ہو گئیں۔

جانشیر خاموشی سے ناشتہ کرتا رہا۔۔اس نے ایک بار بھی نگاہ اٹھا کر بڑی امی کی جانب نہیں دیکھا نہ بریرہ کی لیکن اسے اندازہ تھا جتنی وہ نازک دل ہے وہ اب تک رونا شروع کر چکی ہوگی۔

وہ یہیں سے رہ کر گیا تھا۔۔ اس لیے اچھے سے جانتا تھا یہ کوئی نئی بات نہیں ہے کہ بڑی امی نے اس کے موٹاپے کو موضوع بنا کر سب کے سامنے ذلیل کرنا شروع کر دیا ہو۔

اس نے کوئی اہمیت نہیں دی اس بات کو۔۔ اور دے بھی کیوں ؟؟ ..اس لڑکی کی زبان کہاں رکتی ہے کھانے سے ؟؟؟--- یہ نہیں کہ اپنا خوبصورت منگیتر دیکھ کر تھوڑا سہ خود بھی خوبصورت ہونے کی کوشش کر لے---- ہونہہ--- ہر وقت بھوکوں کی طرح کھاتی رہتی ہے ۔

مانا وہ اسے دیکھ نہیں رہا تھا لیکن اسے یقین تھا کہ اب تک تو بریرہ

کہ موٹے موٹے آنسو ٹپکنا شروع ہو چکے ہوں گے۔

"او بی بی ۔۔۔ہوگیا ؟؟۔۔۔اب پراٹھے دو ادھر۔۔۔"

وہ بریرہ کی نہایت بیزاریت و کوفت بھری آواز تھی جو اس کی

کانوں کی سماعت سے ٹکرائی۔۔جسے سنتے ہی اس نے حیرت سے

نگاہ اٹھا کر اب اس لڑکی کی جانب دیکھا جو نہایت ایٹیٹیوڈ کے
ساتھ اپنے کان میں انگلی مسلتے ہوئے بڑی امی کی جانب دیکھ
---دو ٹوک انداز میں کہہ رہی تھی۔

" دیکھ رہے ہو--- کیسے تمھارا کھا کر تمھاری ہی ماں کو غرا رہی ہے
یہ --- کچھ بولو گے نہیں تم؟؟" طیبہ بیگم فورا ہی جزبز ہو کر---
دانت پیستے ہوئے معظم سے شکایتی لہجے میں بولیں

"تم بھی تو بچی کو سنانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتیں۔۔"اریب صاحب بریرہ کی حمایت میں بول پڑے تھے۔

"کوئی دشمن نہیں ہوں اس کی۔۔۔اس کے اچھے کے لیے ہی بولتی ہوں۔۔۔ کل کو اس کی شادی بھی ہمیں ہی کرنی ہے۔ کون کرئے گا اس سے شادی پھر" طیبہ بیگم بھی فوراً ہی اپنی صفائی میں۔۔۔ جتاتے ہوئے بولیں۔

جانشیر کے کانوں کو کوئی چیز آج تک اتنی زہر نہیں لگی۔۔۔ جتنا اپنی تائی کا یہ جملہ لگ رہا تھا۔۔۔کہ کون کرئے گا اس سے شادی پھر۔۔۔

کیا وہ بھول گئ تھیں بریرہ اس کی منگیتر ہے۔۔ وہ کیوں بار بار اس طرح کے جملے بولے جا رہی تھیں؟؟....

"یہاں تو ناشتہ بھی نہیں کر سکتا انسان سکون سے" ہاتھ میں پکڑا چمچہ زور سے دسترخوان پہ مارتا۔۔۔وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

اور سب کی باتیں وہیں رک گئی۔۔۔

"اس عورت کا نام طیبہ نہیں کلیشنی ہونا چاہیے تھا۔۔۔سکون سے ناشتہ بھی نہیں کرنے دیتی۔۔۔" وہ جانشیر کی طرح ناشتہ چھوڑ کے نہیں اٹھی تھی۔۔۔البتہ اپنی پلیٹ اور پراٹھے لے کر

اپنے کمرے کی جانب چل دی تھی تاکہ آرام سے بیٹھ کے وہاں کھائے۔۔۔

ان کے ساتھ کھانا تو ہرگز ممکن نہ رہا تھا۔۔اسے پتہ تھا اب ان کا ٹیپ ریکارڈر بند نہیں ہونا۔۔۔ وہ گندا لود کیسٹ کچر کچر چلتی ہی رہے گی جب تک وہ ان کے سامنے بیٹھی رہے گی۔۔

جانشیر اور بریرہ دونوں ہی ناشتہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔۔۔۔باقی سب خاموشی سے ناشتہ کرنے لگے لیکن واحد معظم تھا جس کے حلق سے اب ایک لقمہ نہیں اتر رہا تھا۔۔۔اور نگاہ سیڑھیوں کی جانب جا رہی تھی۔۔۔اس لیے وہ بھی اٹھ کر چل دیا.

♡*Husny Kanwal*♡

سب اس سے شدید ناراض تھے سوائے عتیقہ کے کوئی اس سے بات بھی نہیں کر رہا تھا۔

مڈل کلاس فیملیوں میں مافیا نہیں مانگی جاتیں۔۔۔بس خود ہی بات چیت شروع کر دیتے ہیں یا پھر ایسے ذرائعے پیدا کرتے ہیں جس کی وجہ سے سامنے والا مجبور ہو جائے بات چیت شروع کر دینے پر۔۔ تو اس نے بھی ایسا ہی کیا اپنے کمرے میں اے سی لگوانے والے کو بلا کر۔۔۔تاکہ سب خود ہی مجبور ہو جائیں اس سے بات کرنے پر۔۔۔

چونکہ پہلی بار ان کے گھر میں اے سی لگنے جا رہا تھا وہ بھی شدید

گرمیوں میں تو سب کی ناراضگی از خود ہی ختم ہو گئی تھی۔ رافع تو

اے سی والے کے ساتھ ساتھ ہی لگا رہا پورے کاموں میں---

اور اتنا ہی نہیں بس اے سی والا کمرے سے نکلا ہے-- کہ

سارے کزنز زرم ،زمر، علشبہ ، رافع اور عتیقہ ---اس کے

کمرے میں ہی قبضہ جما بیٹھے---

حالت تو یہ تھی کہ بڑی امی ڈھیر سارا پالک لے کر لے جانشیر
کے کمرے میں پہنچ گئی تھیں تاکہ اے سی کے مزے بھی لیتی
رہیں اور لڑکیوں سے پالک بھی کٹوا لیں۔۔۔

بڑے ابو اور معظم تو اپنے اپنے کام پر چلے گئے تھے۔۔گھر کی
ساری عورتیں اس کے کمرے میں آن پہنچی تھیں حتی کہ دادی
بھی۔۔۔اگر کوئی نہیں تھا تو صرف بریرہ و اس کی والدہ۔۔۔

اس کے کمرے میں ایک ٹن کا اے سی لگنا تھا لیکن اس نے دو ٹن کا لگوایا۔۔۔اتنا بڑا کہ اگر ٹیرس کا پردہ ڈھک دیا جائے اور وہ دروازہ کھلا چھوڑ دے اپنے کمرے کا تو اس کے برابر والا کمرہ اور بیچ کا صحن اتنا ٹھنڈا ہو جائے گا جیسے ان میں بھی اے سی چل رہا ہو

جانشیر نے لڑکیوں کی فرمائش پر اپنی ایل سی ڈی پر فروزن ٹو لگا دی تھی ۔۔۔ جسے لڑکیاں پالک کاٹتی جا رہی تھیں اور دیکھتی جا رہی تھیں

جبکہ رافع زرم اور وہ اپنے اپنے موبائل میں مگن ہو گئے تھے۔

کھنے کو بڑا مزہ آرہا تھا چلچلاتی دھوپ میں ٹھنڈا سہ کمرہ۔۔ پرسکون ماحول۔۔۔ لڑکیاں خاموشی سے کارٹون دیکھنے میں مگن۔۔۔ خواتین باتوں میں۔۔۔اور لڑکے اپنے اپنے کانوں میں ہینڈ فری لگا کر موبائل پر آنے والی ریلز دیکھ کر انجوائے کرنے میں۔۔ لیکن پتہ نہیں کیوں ۔۔۔ جانشیر کی نگاہ بار بار دروازے پر جا رہی تھی۔

اسے اچانک ہی یاد آیا تھا کہ وہ جب سے واپس آیا ہے۔۔۔ اس نے ایک بار بھی حسن چاچا کو نہیں دیکھا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

وہ کمرے سے نکل کر ٹیرس کی جانب آیا تھا بریرہ کے کمرے کا دروازہ بند تھا اور حسن چاچا کا بھی۔۔۔۔

شام کی چائے کا وقت ہو چکا تھا۔۔ اس لیے نہ چاہتے ہوئے بھی عتیقہ اور زمر چائے بنانے کے لیے اے سی والے کمرے سے نکلیں۔۔۔ بس کمرے سے نکلنا تھا کہ انھیں سوئیاں چبھنا شروع ہو گئی تھیں ۔۔ کہنے کو جانشیر بھی ٹھنڈے کمرے سے نکلا تھا لیکن اسے وہ سوئیاں نہیں چبھ رہی تھیں۔۔اس کی سوئیاں الگ تھیں۔ بلکہ سوئیاں نہیں سوئی ۔۔۔ بریرہ نامی سوئی۔۔۔ اور وہ اتنی تیزی سے چبھ رہی تھی کہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ

تیزی سے نیچے جا کر۔۔۔اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کار سے واپس نکالے۔۔۔

اس لمحے جانشیر ٹیرس پر کھڑا۔۔۔تابش کو بریرہ کے لیے کار کی فرنٹ پیسنجر سیٹ کا ڈور کھولتا دیکھ رہا تھا۔

تابش کو پہلی نگاہ دیکھتے ہی جانشیر پہچان گیا تھا کہ وہ بائیک والا لڑکا ہے۔۔۔

یہ وہ کہاں جا رہی تھی اس کے ساتھ شام کے وقت ؟؟---اور

کوئی اسے روک کیوں نہیں رہا تھا؟؟؟...

وہ تھوڑا وقت باہر کیا رہا اس لڑکی کے تو پر نکل آئے تھے...

کبھی بائیک پہ جا رہی ہے تو کبھی کار میں---

وہ جزبز ہو کر فوراً ہی سڑھیوں کی جانب بڑھا۔۔۔اس کے نزدیک

بریرہ کو یاد دلانے کی سخت ضرورت تھی کہ وہ ابھی بھی اس کی

منگیتر ہے۔۔۔

♡♡♡♡♡

گھر میں مہمان آئے ہوئے تھے اسے لگا پورے دن شور ہوگا پھر

جانشیر نے اے سی لگانے والے کو بھی بلوا لیا تھا۔۔۔تو ان کا

بھی آنا جانا لگا ہوا تھا۔۔۔ایسے میں وہ پڑھ نہیں پا رہی تھی

---اسی لیے اس نے صبغہ سے کہا کہ وہ اس کے گھر آرہی ہے

---وہ دونوں ساتھ اسٹڈی کر لیں گے---

جوابا صبغہ نے اسے بتایا--- کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ ائس کریم کھانے جانے والی ہے--- کیونکہ صبح سے پڑھ پڑھ کر اس کا دماغ بری طرح تھک چکا ہے اسے تھوڑا بریک کی ضرورت ہے۔ وہ تیار ہو کر بیٹھے اسے بھی ساتھ لے جائے گی---

صبغہ تابش کی چھوٹی بہن تھی---

وہ اچھے کھاتے پیتے لوگ تھے ---والد ڈاکٹر تھے اور والدہ سوشل ورکر---

بریرہ کو لگا 10 ،15 منٹ میں وہ ائس کریم کھا کے فارغ ہو جائے گی پھر وہ آرام سے سٹڈی کر لیں گے ---اس لیے وہ راضی ہو گئی

♡*Husny Kanwal*♡

وہ تیزی سے نیچے کی جانب بھاگا۔

"بریرہ۔۔۔ بریرہ" وہ چیخا تھا مگر گاڑی جا چکی تھی۔۔چونکہ وہ دو منزلہ بھاگتے ہوئے نیچے اترا تھا اور پھر دروازے تک آیا اس لیے

اس کا سانس بری طرح پھول رہا تھا۔۔۔اب اس نے اپنی کمر کے مقام پر ہاتھ رکھتے ہوئے گہرا سانس لیا۔۔

"جانشیر۔۔۔ بریرہ جانشیر" جانشیر کے بریرہ کا نام لے کر حلق کے بل چیخنے پر کار میں پیچھے بیٹھی صبغہ نے اس کی آواز سن لی۔۔ اس نے فورا پلٹ کر دیکھا۔۔۔ جانشیر کو اچانک دیکھ۔۔۔ ایک دم ایکسائٹڈ ہوئی۔۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔۔۔

اگلے ہی پل پھرتی سے آگے بیٹھی بریرہ کا بازو ہلاتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔۔۔

"ہاں تو؟؟۔۔۔" جبکہ بریرہ نے کوئی خاص ری ایکشن نہیں دیا بلکہ نہایت اکتاہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"مجھے لگتا ہے وہ تم سے کوئی بات کرنا چاہتا ہے۔"

"گاڑی روکنی ہے کیا؟؟" اپنی بہن کی بات سنتے ہی تابش نے بریرہ سے استفسار کیا---

"نہیں--" اس نے سپاٹ سے لہجے میں صاف انکار کردیا

"مگر وہ آواز دے رہا تھا میں نے خود سنی ہے اگر اسے کوئی کام ہوا تو--" صبغہ جانشیر کے لیے فکر مند ہو کر تیزی سے بولی-

تابش نے بھی اپنی گاڑی کے مڑ کر دیکھا۔ اسے جانشیر نظر آیا ---وہ کمر پر ہاتھ ٹکائے کھڑا ہانپ رہا تھا لیکن اس کی نظریں اس کی کار پر ہی ٹکی تھی--

جانشیر کا انداز ہی بتا رہا تھا کہ وہ کچھ بولنا چاہتا ہے۔

"تم اسے اگنور کرو" تابش کی نگاہیں بریرہ کے چہرے پر آنے والے تاثرات کو بغور پڑھ رہی تھی اب۔ اس نے دیکھا وہ کتنی لاپرواہی کے ساتھ یہ جملہ ادا کر رہی ہے۔

"مگر۔۔۔" صبغہ بولنے ہی لگی تھی کے تابش رعب دار آواز میں

"چھوڑ دو۔۔۔وہ کہہ رہی ہے نا"

"چڑیل کہیں کی۔ دیکھ لیا ہوگا پھر بھی اگنور کر کے چلی گئی۔۔۔"

" گاڑی کو دور جاتا دیکھ وہ ابھی منہ ہی منہ بڑبڑا رہا تھا جب پیچھے سے کسی نے پوچھا: "تم یہاں ننگے پاؤں دروازے پہ کیا کر رہے ہو؟؟"

"کچھ نہیں" معظم کو دیکھتے ہی اس کا موڈ مزید اف ہوا۔۔۔ وہ اب تیزی سے اندر کی جانب چل دیا تھا۔

باقی سب کی ناراضگی سے مانا اسے فرق پڑ رہا تھا لیکن معظم واحد تھا جس کی ناراضگی کو دور کرنے کی اس کے دل میں کوئی خواہش نہیں تھی۔۔۔بلکہ اسے ایک عجیب سی چڑچڑاہٹ ہو رہی تھی اس سے۔۔۔

اس کا منہ بگاڑنا اور کڑوا سہ لہجہ معظم نے دونوں محسوس کیے لیکن منہ سے ایک لفظ نہ کہا۔۔۔

جانشیر کے جانے کے بعد اس نے مین دروازہ کھولا اور اپنی بائیک اندر کھڑی کرنے لگا۔۔۔

سب اس کے اے سی والے کمرے میں بیٹھے ہوئے۔۔۔ چائے بسکٹ کے مزے لیتے۔۔۔ خوب باتیں کر رہے تھے اور وہ جس کا کمرہ تھا۔۔ وہ نوجوان دادی کے کمرے کے سامنے جو لاؤنج ہے وہاں صوفے پر گرمی میں بیٹھا دروازے کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے تو فین تک اون کرنے کی زحمت نہیں کی تھی۔ اور نہ ہی اسے کوئی

گرمی کا احساس ہو رہا تھا۔ ہوتا بھی کیسے ۔۔۔ سینے میں آگ جو لگی ہوئی تھی۔

"مجھے پتہ ہے آپ جان کے اگنور کر کے گئی ہے۔ اس دن بھی اسی کے ساتھ تھی۔۔ آخر یہ کمینہ ہے کون" وہ بیٹھ کر بس کڑے چلا جا رہا تھا۔

"سب گھر والے کہاں ہیں ؟؟" معظم اپنی بائیک کھڑی کر کے اندر آیا تو مکمل خاموشی چھائی دیکھ کافی حیران ہوا۔۔۔یہ تو پہلی بار ہو رہا تھا زندگی میں کہ پھوپھو گھر آئی ہوئی ہیں اور پھر بھی اتنی خاموشی ہے۔۔۔اوپر سے کوئی بندہ نظر نہیں آرہا۔۔۔آخر سب کہاں غائب ہو گئے تھے۔

"اوپر میرے کمرے میں۔۔۔" وہ جھنجھلا کر جواب دہ ہوا اور پھر خود بھی اٹھ کر چل دیا تاکہ معظم سے زیادہ بات نہ کرنی پڑے۔۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"تمہارے لیے کون سہ فلیور لاؤں آئس کریم کا؟؟"تابش بڑی نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

چہرے پر پیاری سی مسکان سجی تھی۔

دیکھنے سے ہی معلوم ہو رہا تھا کافی خوش ہے وہ۔

"میں نے صبح ہی حلوہ پراٹھا کھایا ہے ---اب میں آئس کریم نہیں کھا سکتی---" کہاں تو پورا ہفتہ دال روٹی کھانے کو ملتی ہے کوئی چانس ہی نہیں ہوتا باہر کا کھانے کا----اور کہاں ایک ہی دن میں سارے ایسے اتفاق ہو جاتے ہیں--کے پورا دن اچھے اچھے اور باہر کے کھانے کا موقع مل جاتا ہے--اور یہ اتفاق تب اور زیادہ ہوتا ہے جب آپ ڈائٹنگ کا سوچ لو---اٹس ناٹ فیئر یار---

دل پر منو بوجھ رکھ۔۔۔اس نے منع کیا۔۔ جیسے صبح لسی کا کیا تھا۔

"ایک آئس کریم سے کیا ہوتا ہے "تابش فورا احتجاجا بول اٹھا۔۔۔

"یہ بات تم جیسے پتلے دبلے لوگ ہی بول سکتے ہو۔۔۔ سمجھتے ہی نہیں ہو ہم موٹوں کا غم ۔۔۔" وہ اپنے نہ دکھنے والے آنسو صاف کرتے ہوئے بیچارگی والا چہرہ بنائے بولی۔۔

بریرہ بہت شرارتی سی لگتی تھی اسے شروع سے ۔۔۔ اوور ایکٹر کہی کی۔۔۔ اس کی ایکٹنگ دیکھ۔۔۔ چہرے کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔

"میں نے تو سوچ لیا ہے شادی کروں گی تو کسی اپنے جیسے موٹے سے ہی کروں گی کم از کم وہ میرا غم تو سمجھے گا---" بریرہ کے مضحکہ خیز انداز میں کہتے ہی صبغہ زور سے ہنسی تھی جبکہ تابش کے چہرہ مکمل فق پڑ گیا--

بریرہ کا یہ مذاق اسے بالکل پسند نہیں آیا تھا۔

صبغہ نے اپنے بھائی کے چہرے کے رنگ بدلتے دیکھے تو اس کی ہنسی رک گئی۔۔

"ایک تو غریب ہونے کا سب سے بڑا نقصان پتا ہے کیا ہے ؟۔۔۔ کہ آپ جم والے چونچلے نہیں پال سکتے۔۔ جیسے ہی گھر والوں کے سامنے کہو کہ مجھے وزن کم کرنا ہے مجھے جم لگا دو انہوں نے سب سے پہلے آپ کو واک لگانے کا مشورہ دینا ہوتا ہے کہ واک کرو۔۔۔ بس واک کرو۔۔۔ جاؤ واک کرو۔۔ بس یہی تمہاری سب سے بڑی ایکسرسائز ہے۔ نہ کوئی جم ٹرینر نہ کوئی ٹپس نہ

کوئی پروپر ایکسرسائز نالج نہ کوئی انرجی ڈرنک۔۔۔ اوپر سے ایک مہینہ واک کرنے کے بعد سالی ہمت ہی ٹوٹ جاتی ہے کوئی موٹیویشنل سپیکر بھی نہیں ملتا جو جھوٹے منہ ہی موٹیویٹ کردے۔۔۔کہ ہاں بھئی تھوڑاپتلی ہو رہی ہو۔۔تو سستی مار کر ذرا ہمت کرلوں ۔۔ایسے میں ہم غریبوں کے لیے صرف ایک ہی اپشن رہ جاتا ہے اپنی اس زبان کو روکنا۔۔۔ اور یقین کرو یہ بھی کسی جہاد سے کم نہیں ہے ہم جیسے فوڈیوں کے لیے۔۔" وہ اپنا غم سنا رہی تھی۔ جس پر صبغہ تو مسکرانے لگی لیکن تابش کے چہرے کے رنگ ابھی بھی نہیں بدلے تھے۔۔۔

"چلو تو پھر میں وہ موٹیویشنل سپیکر بن جاتا ہوں۔۔ کل پیپر ہے

اس لیے بریک دے رہا ہوں لیکن پرسو سے تیار رہنا صبح۔۔۔"

تابش اپنی بات کہہ کر کاؤنٹر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔ اس نے

اتنی سنجیدگی سے جملے ادا کیے کہ بریرہ کو تھوڑا عجیب لگا۔۔اس

نے صبغہ کی جانب دیکھا تو وہ لاعملی میں کندھے اچکانے لگی۔۔

"کیا اوپر کی منزل خالی ہے تیرے بھائی کی؟ایک آئس کریم نہ

کھانے پہ کون اتنا غصہ ہوتا ہے؟؟۔۔ اسے تو خوش ہونا چاہیے

کہ اس کے پیسے بچا رہی ہوں میں۔"صبغہ اس کی معصومیت پر مسکرانے لگی۔۔

کیا وہ واقعی دیکھ نہیں پاتی تھی ؟؟ یا وہ دیکھنا نہیں چاہتی ؟؟؟ ..

تابش صرف صبغہ کے لیے آئس کریم لے کر آیا تھا ۔۔

"اوئے۔۔ میں نے کچھ غلط کہا تھا کیا؟؟"تابش اپنے لیے آئس کریم لے کر نہیں آیا تو بریرہ کو گلٹی فیل ہونے لگا۔۔۔اسے لگا شاید اس نے کوئی مذاق میں غلط بات کہہ دی ہے جو اسے بری لگ گئی ہے۔۔اس لیے تابش کے سامنے والی چیئر پر بیٹھتے ہی فوراً ہی معصومیت سے استفسار کرنے لگی۔۔۔

"دفع کرو۔۔۔ لیمن جوس تو پی لو گی نا یا اس کے لیے بھی پہلے کسی موٹے آدمی سے شادی کرنے کی خواہش ہے؟؟"تابش

نے اتنا جل تڑے لہجے میں کہا۔۔۔کہ بریرہ اس کا چہرہ دیکھ کے رہ گئی۔۔

اس کا انداز چوٹ کرنے والا تھا۔۔۔ مگر سامنے بیٹھی لڑکی ان معاملات میں اتنی ڈم تھی کہ اسے پھر بھی محسوس نہ ہوا۔۔کہ وہ بیچارا غصے سے کہیں زیادہ چوٹ کر رہا ہے اسے۔۔۔

" پی لوں گی ۔۔۔ غصہ کیوں ہو رہے ہو" وہ لاپرواہی سے کہہ کر اپنا سیل دیکھنے لگی۔

لیکن تابش کی گہری نگاہوں کی تپش کو وہ مسلسل اپنے وجود پر محسوس کررہی تھی۔

ہمارے معاشرے میں خوبصورتی کا معیار پتلی دبلی لڑکی کو بنا دیا گیا ہے ۔۔ایسی کے پھونک مارو اڑ جائے۔۔۔ہڈیوں کا ڈھانچہ۔۔۔ ایسے میں موٹی لڑکیوں کی زندگی تو پتلے ہونے کی خواہش اور کوششوں میں ہی گزر جاتی ہے۔۔۔ انہیں ستائشی نظروں کی

عادت نہیں ہوتی کیونکہ کوئی دیکھتا ہی نہیں۔۔۔ اور اگر کوئی دیکھ بھی لے تو ان کے خود کے اندر جو احساس کمتری بیٹھ جاتا ہے وہ انھیں یہ قبول نہیں کرنے دیتا کہ کوئی انھیں اس طرح بھی پسند کر سکتا ہے جیسے یہ ہیں۔۔۔ جبکہ دلی خواہش ہر لڑکی کی یہی ہے چاہے وہ موٹی ہو یا پتلی کہ جیسی وہ ہے اسے ویسا ہی پسند کیا جائے۔۔ مگر ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم خود کو خود پسند نہیں کرتے اور چاہتے ہیں دوسرا پسند کر لے۔۔۔

ہاں ایک وقت تھا جب بریرہ شدت سے چاہتی تھی کہ جانشیر جیسی وہ ہے ویسا ہی اسے پسند کر لے۔۔ نہیں کر رہا تو اس نے خود کو بدلنے کی بھی کوشش کی لیکن نہیں بدل سکی۔۔۔مگر اب وہ اس اسٹیج سے نکل چکی تھی۔۔اس من پسند شخص کے ایک ریجیکشن نے اس کی دماغ سے ان پسندیدگی و محبت والی چیزوں کو دور نکال پھینکا تھا۔ اس نے قبول کر لیا تھا دماغی اور دلی دونوں طور پر کہ اسے پسند نہیں کیا جائے گا۔ وہ کچھ بھی کر لے نہیں کیا جائے گا۔۔۔اور یہ ایک چیز جو اس کے دماغ میں بیٹھ گئی تھی اس کی

وجہ سے اپنی جانب راغب ہوتی نظریں اسے نظر آنا بند ہو چکی تھیں۔

اسے اپنے کل کے پیپر کی اتنی ٹینشن تھی کہ وہ موبائل میں بنائی ہوئی نوٹس کی تصویریں وہیں بیٹھ کر رٹنا شروع ہو گئی تھی اسے کوئی پرواہ نہیں تھی کہ تابش اسے کس قدر گھور رہا ہے ---کتنا غصے سے دیکھ رہا ہے ---اور کیوں دیکھ رہا ہے؟؟.....

آئس کریم پارلر سے نکلنے کے بعد جیسے ہی بریرہ نے بیک پسنجر سیٹ کا ڈور کھولا بیٹھنے کے لیے ویسے ہی صبغہ نے اس کا ہاتھ روک دیا۔

"کیا؟؟" بریرہ نا سمجھی سے۔۔۔

"آگے بیٹھ جاناں یار۔۔میں آرام سے پیچھے پھیل کے لیٹنا چاہتی ہوں"

" مجھ پر سر ٹکا لینا۔۔۔آگے عجیب لگ رہا ہے یار تیرے بھائی کے ساتھ بیٹھنا"

" کیوں کپل کپل والی فیلنگس آرہی ہیں؟؟"صبغہ نے چھیڑتے ہوئے اس کے کندھے سے اپنا کندھا ٹکرایا۔۔ جس پر وہ گھوری سے نوازنے لگی۔۔۔

"پھر عجیب کیوں لگ رہا ہے؟؟.. بائیک پر بھی تو بیٹھی تھی نا ان کے ساتھ" مقابل کی آنکھوں سے ڈر کراب وہ سنجیدگی سے بولی۔

"اس دن ایمرجنسی تھی" بریرہ نے خاصہ جتایا۔۔

" سمجھ۔۔آج بھی ایمرجنسی ہے۔۔۔ میں پیچھے پھیل کر لیٹنا چاہتی ہوں۔۔۔ جا جا آگے بیٹھ"تیزی سے کہتی وہ گاڑی کا ڈور کھول کر بیٹھ گئی تھی۔۔

ابھی بریرہ کچھ کہہ پاتی اس سے پہلے ہی اس نے گاڑی کا ڈور بند بھی کر لیا تھا۔

"اہھہ۔۔۔۔۔ عجیب پاگل بہن بھائی ہیں دونوں"

مانا صبغہ نے مذاق میں چھیڑا تھا لیکن سچ یہی تھا کہ اسے واقعی عجیب سی فیلنگس آرہی تھیں۔تابش کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے پر۔۔۔

کہیں نہ کہیں اسے ڈر بھی لگ رہا تھا کہ کہیں تابش کی گرل فرینڈ نے دیکھ لیا تو۔۔۔

مانا اسے نہیں پتہ تھا کہ تابش کی کوئی گرل فرینڈ ہے یا نہیں

لیکن جتنا وہ خوبصورت تھا ممکن نہیں تھا کہ اس کی نہ ہو۔۔۔

اتنے خوبصورت بندے آج کل کہاں سنگل رہتے ہیں اوپر سے

الگ۔۔۔ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ سنگل SWAGڈاکٹری کا

ہو۔۔۔

"یہ لو----" وہ ابھی گاڑی کا فرنٹ پیسنجر سیٹ کا ڈور کھولنے ہی لگی تھی جب تابش نے اس سے پہلے ہاتھ لگا کر کھولا ساتھ ہی ڈور کھولنے کے بعد اس کے آگے ایک چھوٹی سی بلی بڑھائی ---جو 🎈 بیلون سے بنی ہوئی تھی--- چھوٹی مگر کیوٹ سی-- جس میں ڈسکو (چمک) ڈالی گئی تھی اور دھاگوں سے باندھ کر بنایا گیا تھا--- چہرے کی بناوٹ نمایاں کرنے کے لیے اس پر مارکر سے آنکھیں، ناک اور مونچھیں بنائی ہوئی تھیں---

"یہ تو بہت پیاری سی ہے۔۔۔ تھینک یو" بریرہ کو اس چھوٹی سی بلی پہ اتنا پیار آیا۔۔۔کہ وہ فورا ہی خوش ہو کر تابش کی جانب دیکھ۔۔ مسکراتے ہوئے شکریہ ادا کرنے لگی۔۔

"تمہارے لیے نہیں ہے گاڑی میں رکھو تم اپنے موٹے ہسبینڈ سے کہنا وہ لاکر دے گے تمہیں" دنیا جہاں کا جل ککڑاپن اپنے لہجے میں سموئے۔۔۔نہایت طنزیہ انداز میں کہتا وہ کار کی دوسری جانب چل دیا تھا۔۔۔

"اب یہ کیا تھا؟؟"وہ نادان سی لڑکی لاجواب ہو کر اسے دیکھنے لگی--

"میں بھی ناپاگل ہوں ظاہر سی بات ہے اس کی گرل فرینڈ کے لیے ہوگا میرے لیے کیوں لائے گا وہ---

اہہہہہ---بریرہ---جب دیکھو اپنے آپ کو ذلیل کرواتی رہتی ہو-"اپنے سر پر خود ہی غصے سے دھب لگاتی اور خود ہی کو ڈپٹتی ہوئی وہ گاڑی میں بیٹھی---

صبغہ کا کار میں ہونا نہ ہونا برابر تھا۔۔وہ آتے وقت بھی لیٹ کر آئی تھی آنکھیں بند کر کے۔۔۔اور جاتے وقت بھی ایسے ہی جا رہی تھی۔۔

ان کی کار تھوڑا سہ اور دور جا کر ریسٹورنٹ کے آگے رکی۔۔

"آجاو۔۔۔"تابش یہ کہتے ہوئے کار سے اتر گیا تھا۔

"صبغہ اٹھو۔۔۔"تابش کے کہنے کے باوجود جب صبغہ نہ ہلی تو بریرہ نے پیچھے مڑ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر ہلایا لیکن اس نے بجائے آنکھ کھولنے کے خراٹے لینا شروع کر دیے۔۔۔

"بیٹا ناٹک نہ کر۔۔۔اٹھ جا۔۔"

"یار تو چلی جا میرا بالکل دل نہیں چاہ رہا۔۔۔میں نے آئس کریم بہت زیادہ کھالی ہے"

"ہاں ہاں تو نے تو پوری دکان کھالی نا۔۔۔زیادہ ناٹک نہ کر۔۔۔اٹھ۔۔ بڑا اچھا لگے گا تیرے بھائی کے ساتھ اکیلے جاؤں گی تو۔۔۔"

"ہاں تو آج میں تجھے موقع فراہم کر رہی ہوں۔۔ کل تو مجھے کرنا۔۔۔" اس نے ایک آنکھ ونگ کرتے ہوئے شرارت سے کہا۔۔

"رافع؟؟؟" بریرہ نے اندازہ لگایا----

"نہ---- بچوں کو نہیں دیکھتی میں--- میرا لیول نہیں ہے---

"چونکہ ٹاپک اب پسند کا چھڑ گیا تھا---اس لیے پھرتی سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے---وہ ایک ہاتھ ہوا میں اوپر نیچے کر---(جیسے اتار چڑھاؤ بیان کر رہی ہو) بڑے سویگ swag والے انداز میں بولی--

"تو پھر معظم؟؟" بریرہ نے خاصہ آنکھیں پھیلا کر سوال کیا جیسے اسے خود بھی یقین نہ آرہا ہو کہ ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔

"ہائے ئے ئے ئے ئے۔۔۔۔ نام نہ لو ظالم کا۔۔۔ شرم آ جاتی ہے مجھے۔۔۔" وہ ایک ہاتھ اپنے چہرے پہ رکھ کر نہایت شرمانے کی اداکاری کرتے ہوئے۔۔ شرارت سے گویا ہوئی۔۔۔

"چل چل تجھے نہیں دوں گی اپنا سیدھا سچا معظم---تیرا تو ہر دو دن بعد کرش بدلتا ہے--" بریرہ فورا ہی رد میں منہ بسور کر بولی تھی--

"ہائے ئے---دل توڑ دیا میرا---وہ کیا گانا تھا" اچانک وہ گانا یاد کرنے لگی--"یاد آیا---

دل میرا توڑ دیا اس نے---برا کیوں مانوں---اس کو حق ہے وہ مجھے پیار کرے یا نہ کرے" اب وہ اپنا ایک ہاتھ پیشانی پر رکھ کر چہرہ تھوڑا اوپر کی جانب اٹھا کر----جیسے اس پر ہزاروں ستم

ڈھائے گے ہوں ایسا مظلومانہ چہرہ بنائے۔۔۔ روہانسہ سی آواز نکال کے۔۔۔یہ گانا گا رہی تھی جس پر بریرہ کے لیے اپنی ہنسی روکنا مشکل ہو گیا۔۔۔

"بس کر دے ڈرامے باز۔۔۔ باہر تیرا بھائی انتظار کر رہا ہے ۔۔۔اتر۔۔۔ورنہ وہ پھر سے غصہ ہو جائے گا۔۔" وہ اس کے سر پر دھپ لگاتے ہوئے اس کی ڈرامے بازی سے پناہ مانگ رہی تھی۔۔۔

صبغہ بہت ہی کیوٹ سی تھی۔۔اور سب سے اچھی بات اس کے یہی تھی کہ وہ جتنی خوبصورت تھی اتنا ہی اس کا دل بھی خوبصورت تھا۔۔۔ بس برائی اس میں یہی تھی کہ دل پھینک عاشقہ تھی ایک نمبر کی۔۔۔ مگر مزے کی بات یہ تھی کہ لوگوں کے سامنے وہ بڑی سیدھی سادھی سی بچی بنی رہتی ۔۔۔ جتنی بھی ٹھرک تھی جتنی بھی ڈرامے بازیاں تھیں وہ سب بریرہ کے لیے تھیں۔۔۔اس کا اصل روپ صرف اپنی دوست کے سامنے کھلتا تھا۔

"تو جاناں۔۔۔ میرا بالکل دل نہیں کر رہا میں سو رہی ہوں اور اب اٹھانا نہیں پلیز۔۔۔" وہ کہتی ہوئی دوبارہ بے سست سی ہو کر لیٹ گئی اور ایک ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ لیا۔۔

"بڑا اچھا لگے گا تیرے بھائی کے ساتھ بیٹھ کر لیمن جوس پیوں گی۔۔۔لوگ سمجھیں گے ہم ڈیٹ مارنے آئے ہیں۔۔۔"

"جانا یار تنگ مت کر۔۔"وہ شدید جھنجھلا کر گویا ہوئی

"صبغہ---تیرا قتل میرے ہاتھوں سے ہو جائے گا--- میں بتا رہی ہوں ---اٹھ--- یار پیپر کی تیاری بھی کرنی ہے سارا وقت یہاں ضائع ہو رہا ہے --اٹھ جا نا"

"میں نہیں اٹھنے والی --- جا جا--- اس سے پہلے میرے بھائی کا میٹر مزید شارٹ ہو--" وہ ڈھیٹ بن چکی تھی بریرہ کے اتنا کہنے کے باوجود بھی ہلنا تو دور کی بات وہ آنکھ کھولنے تک کے لیے تیار

نہیں تھی۔۔۔اس لیے مجبوراً بریرہ کو اسے چھوڑ کر ہی گاڑی سے اترنا پڑا۔

♡*Husny Kanwal*♡

"صبغہ کہاں ہے؟؟" بریرہ ابھی اس کے سامنے آکر بیٹھی ہی تھی جب وہ اس کے پیچھے کی جانب دیکھتے ہوئے فکر مندی سے پوچھنے لگا۔

"وہ نہیں آرہی۔۔۔ کہہ رہی ہے تھوڑی دیر سونا چاہتی ہے۔"

بریرہ کو کافی عجیب فیل ہو رہا تھا۔۔۔ایک لڑکے کے ساتھ بیٹھ کر ریسٹورنٹ میں لیمن جوس پینے میں۔۔۔

یقینا کوئی دیکھے گا تو غلط مطلب ہی اخذ کرئے گا۔

"اوئے ...یہ تو بریرہ ہے ناں" ابھی ان کا لیمن جوس ویٹر سرو کر کے ہٹا ہی تھا کہ پیچھے سے ایک جانی پہچانی آواز کانوں کی

سماعت سے ٹکرائی۔۔۔ جس پر بریرہ نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا اور اگلے پل اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔اس کے سارے کزنز سامنے کھڑے تھے بالکل۔۔۔ جن میں جانشیر بھی موجود تھا اور سب سے آگے کھڑا اسے ہی کھا جانے والی نگاہ سے گھور رہا تھا۔

"شٹ۔۔۔ کراچی کے سارے ریسٹورنٹ چھوڑ کر انھیں بھی یہیں آکر ٹپکنا تھا۔۔ صبغہ کی بچی تو نے مروا دیا مجھے۔۔۔"اس نے آنکھیں میچتے ہوئے۔۔۔اپنی پیشانی مسلی۔۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ؟؟" جانشیر آگ بگولا ہو کر اس کی جانب آیا---

ایک ابرو اچکا کر اب وہ نہایت غراتے ہوئے استفسار کر رہا تھا اس لڑکی سے---

وہ ایسا تاثر دے رہا تھا اردگرد کے لوگوں کو۔۔ جیسے اس کی بیوی چیٹ کر رہی ہے اور اس نے ننگے ہاتھوں اسے پکڑ لیا ہے۔

آواز بھی تو اتنی بلند اور کڑک رکھی تھی اس نے سوال کرتے وقت ۔۔۔کہ کوئی نہ بھی دیکھتا ہو تو دیکھے ۔۔۔

"پہلے تو آہستہ بات کرو اور دوسرا۔۔" تابش کو شدید زہر لگا تھا جانشیر کا تفتیشی انداز۔۔

ابھی تابش دانت پیستے ہوئے آنکھیں دکھا کر بول ہی رہا تھا ۔۔ کہ جانشیر نے نہ آو دیکھا نہ تاؤ اور اس کا کالر پکڑ لیا۔۔۔

لڑائی شروع ہونے کو ہے۔۔ اس خوف سے سارے کزنز تیزی سے بھاگتے ہوئے آئے تھے ۔۔ جن میں سب سے پہلے رافع نے آ کر تابش کا کالر چرانے کی کوشش کی۔۔دوسری جانب تابش بھی جوالا مکھی کی طرح سرخ پڑ چکا تھا۔ کہ اگر درمیان میں رافع زمر عتیقہ نہ آتے ۔۔تو تابش ہاتھ اٹھا دیتا۔۔۔

" چھوڑو اسے ۔۔۔اور حد میں رہو اپنی " بریرہ نے نہایت غصے میں آکر۔۔ جانشیر کا بازو پکڑ کر پوری فورس کے ساتھ اپنی جانب موڑتے ہوئے ۔۔۔آنکھوں میں آنکھیں ڈال دو ٹوک انداز میں کہا۔۔۔

وہ کیوں فالتو میں سب کے سامنے تماشہ بنا رہا تھا۔

"تم یہاں گل چھرے اڑا رہی ہو اور چاہتی ہوں میں حد میں رہوں۔۔" جانشیر زور سے دھاڑا۔۔۔

جسے سن۔۔۔ لوگ بریرہ کو بڑی عجیب نگاہوں سے دیکھنے لگے۔۔۔ جیسے وہ کوئی بد کردار عورت ہو۔

"پہلے تو اپنی آواز آہستہ کرو۔۔" بریرہ جزبز ہو کر۔۔ دانت پیستے ہوئے آہستگی سے بولی۔۔۔

وہ نہیں چاہتی تھی مزید اس کا تماشہ بنے۔۔

" تم یہاں کر کیا رہی تھی اس کے ساتھ۔۔پہلے تو مجھے یہ بتاؤ؟؟

" جانشیر غصے سے پاگل ہو چکا تھا۔۔۔اس کے نزدیک اس نے

بریرہ کو ننگے ہاتھوں پکڑا تھا۔۔۔

اور کیونکہ وہ اس کی منگیتر تھی اس لیے پورا حق تھا اس کے پاس

سوال کرنے کا۔۔۔

مقابل کا سراپہ موٹا تھا تو جانشیر کو لگا کہ وہ آہستگی سے پکڑے گا

تو اسے محسوس بھی نہیں ہوگا۔۔اس لیے اس نے زیادہ جان لگا

کر اس کا بازو پکڑ کر بری طرح جھنجھوڑتے ہوئے نہایت غصیلے

لہجے میں استفسار کیا۔

"زیادہ میرے باپ نہ بنو تم---" لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے

کہ ہیلدی لوگ بڑے مضبوط ہوتے ہیں -- لوہا لاٹ قسم کے

---اصل میں تو یہ لوگ بہت کمزور سے اور بہت نازک جلد کے

مالک ہوتے ہیں---ان کا جسم صرف دیکھنے دیکھنے کا ہوتا ہے۔

مانا وہ ہیلدی تھی--- لیکن جانشیر کے اس کا بازو جھنجھوڑتے ہی

اسے بہت تکلیف ہونے لگی---

اسے محسوس ہوا کہ جانشیر اس کا ہاتھ ہی جیسے توڑ دینا چاہتا ہو۔

جس کے سبب اس کا غصہ آسمانوں سے باتیں کرنے لگا۔

اس نے اگلے ہی پل نہایت غصے کے ساتھ اس کا ہاتھ اپنے بازو سے چھٹکتے ہوئے ۔۔۔آنکھوں میں آنکھیں ڈال ۔۔۔دانت پیس کر۔۔ ایک ایک لفظ جتاتے ہوئے کہا۔۔

جہاں بریرہ اور جانشیر کی بڑی دھواں دھار لڑائی چل رہی تھی وہیں ان سارے کزنز کے پسینے چھوٹ رہے تھے

"میں نے تم لوگوں کو کہا تھا ۔۔ان کے کان لال ہو رہے ہیں ۔

یہ ضرور غصے میں ہیں۔ ہمیں ان کے ساتھ نہیں چلنا چاہیے مگر

تم لوگ نہیں مانے اب بھگتو ۔۔سب کے سامنے تماشہ بن رہے

ہیں ہم "زرم غصہ ہوتے ہوئے اب زمر کے کان میں کہہ رہا

تھا۔۔۔

یہ بات تو سبھی کو پتہ تھی کہ جانشیر کے کان لال ہو جاتے ہیں

جب وہ غصے میں ہوتا ہے۔

" انھوں نے خود کہا آکر۔۔کے چلو تم سب کو گھما لاتا

ہوں۔۔۔اگر غصے میں ہیں تو کیوں گھمانے لے کے جائیں

گے۔۔۔۔یہی سوچ کر میں نے ہاں کر دی تھی"زمر جواب میں

نہایت معصومیت سے گویا ہوئی۔۔

"میں بھی صرف اسی لیے آئی کیونکہ جانشیر نے خود کہا آنے کے

لیے" عتیقہ بھی فورا زمر کا ساتھ دیتے ہوئے بولی۔۔۔

سارے کزنز نے دیکھا تھا جانشیر کے کان لال تھے جو ہائی الرٹ الارم کی مانند تھا۔۔۔لیکن وہ سامنے سے آ کے دعوت دے رہا تھا کہ آؤ چلو میرے ساتھ گھومنے ۔۔کوئی پاگل ہی ہوگا جو اے سی والی کار میں ٹھاٹ سے بیٹھ کر فری میں گھومنے نہ جانا چاہے۔۔۔اس لیے وہ سارے ہی چلے آئے تھے۔۔۔

"یار ہمیں بھائی کو لے کر آنا چاہیے تھا۔ اب ان دونوں کی ورلڈ وار کیسے روکیں ہم" رافع ان دونوں کو لڑتا دیکھ بے بسی سے کہنے لگا۔۔

جانشیر نے جھوٹے منہ بھی معظم کو نہیں پوچھا تھا آنے کا--- یہ بات سارے کزنز کو بری بھی لگی لیکن وہ چھوٹے ہونے کے سبب خاموش رہے---

وہ باہر ملک جانے سے پہلے تک تو معظم سے بڑی عزت سے بات کیا کرتا تھا جیسے سب کرتے --گھر کا بڑا بیٹا سمجھ کر-- لیکن پتہ نہیں کیوں جب سے واپس آیا تھا اس کے مزاج ہی نہیں مل

رہے تھے۔۔وہ معظم سے دوستی کرنے کی خود بھی کوئی کوشش

نہیں کر رہا تھا اور یہ بات سب دیکھ چکے تھے۔۔

"اوئی اوئی۔۔۔میرے تو پیٹ میں درد شروع ہو گیا ہے ٹینشن

کے مارے۔۔۔۔"علشبہ اپنے پیٹ کے مقام پر ہاتھ رکھ۔۔۔

برے برے منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔

"تم لوگ میرا ہاتھ چھوڑو گے؟؟... مجھے بات کرنی ہے اس سے۔

۔" وہ سارے کزنز تابش کو گھیر کر کھڑے ہو گئے تھے۔۔

رافع نے ایک طرف سے اس کا بازو پکڑا ہوا تھا۔۔اور دوسری

طرف سے زرم نے۔۔۔

تابش جانشیر سے بات کرنے جانا چاہتا تھا پوچھنا چاہتا تھا خواہمخواہ

کا سین کیوں کریٹ کر رہا ہے وہ؟؟۔۔سب کے سامنے کیوں

بیچاری ایک لڑکی کی عزت خراب کر رہا ہے لیکن وہ کزنز چھوڑ ہی نہیں رہے تھے ۔۔۔اور وہ چھوڑ بھی کیسے دیتے۔۔۔ انھیں علم تھا کہ بات فورا ہی ہاتھا پائی پر آجائے گی۔۔۔

صرف جانشیر ہی تھا جو تابش کو نہیں جانتا تھا۔۔باقی تو سب کو ہی پتہ تھا کہ وہ معظم بھائی کا بہت اچھا دوست ہے اور ان کا پڑوسی بھی۔۔۔

کبھی دادی کی طبیعت خراب ہو۔۔۔ان کا بلڈ پریشر چیک کروانا ہو یا پھر کسی اور کی گھر میں طبیعت خراب ہو جائے انجیکشن یا ڈرپ لگوانی ہو تو تابش کو بلا لیا کرتے تھے ۔۔۔اور وہ اتنا اچھا تھا کہ پہلی ہی کال پہ چلا آتا۔۔۔

تابش نے زیادہ زور آزمائی کی ان دونوں لڑکوں سے ہاتھ چھڑانے کی تو عتیقہ زمر علشبہ یہ بھی اسے پکڑ کے کھڑی ہو گئیں۔۔۔ کہ بس کسی صورت اسے جانشیر کے قریب نہیں جانے دینا۔۔۔

سب کو پتہ تھا بریرہ کوئی سیدھی سچی سی، چھوٹی چھوٹی باتوں پر آنسو بہانے والی بے بی گل نہیں ہے --- وہ تو توپ ہے توپ --- اور اگر جانشیر نے اس کے دہانوں کو اپنی جانب موڑا ہے تو بھگتے کا بھی خود ہی ---

" تم لوگ مجھے چھوڑو -- میں بات کروں گا --وہ تکلیف پہنچا رہا ہے اسے " کہنے کو تابش اور بریرہ کے درمیان کافی فاصلہ آگیا تھا -- بیچ میں جانشیر بھی کھڑا تھا لیکن اس کے باوجود وہ محسوس کر سکتا تھا اس لڑکی کے چہرے کے ایکسپریشن سے --- کہ وہ تکلیف

میں ہے جس کے سبب اس کے لیے اب خود پر کنٹرول کرنا ناممکن ہوتا جا رہا تھا۔ وہ کسی طرح خود کو چھڑا کر جانشیر کا منہ توڑ دینا چاہتا تھا لیکن وہ سارے کزنز اسے گھیرے ہوئے تھے ۔۔اور وہ سب اس کے لیے چھوٹے بہن بھائی جیسے تھے ۔۔۔وہ انھیں تکلیف نہیں پہنچا سکتا تھا

"علشبہ بھائی کو کال کرو۔۔وہی سنبھالیں گے آکے یہ سب ۔۔۔ہم سے تو نہیں سنبھلنے والے یہ بڑے لوگ۔۔۔ "تابش کو جکڑے ہوئے۔۔۔ رافع نے تیزی سے علشبہ سے کہا۔۔

"میں کرتی ہوں فون۔۔ کس کے پکڑو۔۔۔چھوڑنا نہیں

انھیں۔۔۔" علشبہ تابش کو چھوڑتے وقت ایسے ظاہر کر رہی تھی

جیسے ساری طاقت اسی نے لگا کے روک رکھا ہے۔۔۔

ورنہ وہ سب تو لنجو پنجو کھڑے ہیں۔۔۔وہ کہاں روک سکتے ہیں

اسے۔

"پکڑا ہوا ہے---تم کال کرو" زمر جھنجھلا کر چیخی---

"""زیادہ میرے پاپ نہ بنو تم---"اس کا یہ جملہ سنتے ہی جانشیر مزید بھڑکا---

"ایک تو چوری اوپر سے سینہ زوری--چلو تم میرے ساتھ گھر--میں چاچا کو تمہاری ساری کرتوتیں بتاتا ہوں اور تمہارا دماغ

ٹھیک کرواتا ہوں۔" جانشیر اس کی کلائی پکڑ کر اب کھینچنے لگا تھا۔۔۔

"تم میرے بابا کو میری شکایت کرو گے۔۔۔

ہونہہ joke of the year" ابھی وہ ایک قدم بھی۔۔۔۔

نہیں چلا تھا کہ بریرہ نے پوری فورس کے ساتھ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑایا جس پر وہ جزبز ہو کر مڑا

مڑتے ہی اس نے مقابل کو اچانک سے ہنستے ہوئے پایا۔۔۔۔اور وہ ہنسی نہایت مفاہمانہ تھی۔۔۔۔ نہایت طنز بھری۔۔۔

وہ ہنسی ہی اسے بتانے کے لیے کافی تھی کہ معاملات ٹھیک نہیں ہیں۔۔۔

اسے یاد آیا کہ جب سے واپس آیا ہے اس نے حسن چاچا کو نہیں دیکھا۔۔۔دماغ تیزی سے کلک کر گیا تھا لیکن وہ ماننے کے لیے

تیار نہیں ہوا۔۔۔وہ خود کو یہی کہہ کر اس وقت بھی تسلی دے رہا

تھا کے یہ لوگ تو صرف پیسہ لوٹنے کے لیے وہ نکاح کروا رہے

تھے۔اصل میں کوئی اتنی خراب سچوئیشن نہیں ہوگی چاچا کی۔۔۔۔

اتنے سالوں سے بیمار تھے پھر بھی جی رہے تھے نا۔۔۔

"تو مسٹر جانشیر آپ مجھے بتانا پسند کریں گے۔۔۔کیسے کریں گے

آپ میرے بابا سے میری شکایت۔؟؟؟"اب وہ دونوں ہاتھ بھرم

سے فولڈ کرتے ہوئے ۔۔اس کی جانب دیکھ۔۔ ایک ابرو

اچکا کر۔۔۔ بڑے اطمینان سے تحمل کے ساتھ۔۔۔ چیلنجنگ لہجے میں مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

وہ مسکراہٹ بہت دل جلی سی تھی۔۔۔ خون کے آنسوؤں میں لپٹی ہوئی۔۔۔۔ ساتھ ہی اس لڑکی کی آنکھیں لہو رنگ ہو چکی تھیں۔۔۔

جانشیر نے اس کی بات سنتے ہی اب اپنے کزنز کی جانب دیکھا۔۔۔ان سب نے اسے اشارتاً نفی میں سر ہلا کر دیکھایا۔۔۔

اسے سمجھ آگیا کہ حسن چاچا اب دنیا میں نہیں رہے۔۔۔

اور یہ انکشاف اس کے جیسے پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچ گیا تھا۔

حسن چاچا کا واقعی انتقال ہو گیا اور وہ ان کے جنازے تک میں شرکت نہ کر سکا۔۔۔۔

"چاچا کی طبیعت خراب ہو گئی ہے بہت زیادہ ۔۔وقت نہیں ہے ان کے پاس۔۔۔ تم آجاؤ نکاح کر لو۔۔۔ میں فلائٹ بک کر رہا ہوں تمہاری "

" میرے پیپرز ہیں۔ میں نہیں آسکتا"

"یہ-- یہ کیا بول رہے ہو؟؟ ... شاید ٹھیک سے سنا نہیں ہے تم نے---چاچا کی طبیعت خراب ہے --وہ اپنی آخری سانسیں لے رہے ہیں --ڈاکٹر نے کہا ہے زیادہ وقت نہیں ہے ان کے پاس --- ایسے میں اگر وہ اپنی بیٹی کا نکاح کر کے جانا چاہتے ہیں تو کیا تم ان کی آخری خواہش پوری نہیں کرو گے؟؟"

" میرے پیپرز ہیں بھائی--- میں نہیں آسکتا--- اور پھر ابھی نکاح جیسی بڑی ذمہ داری نہیں اٹھانا چاہتا میں "

اسے معظم کے ساتھ کی ہوئی اپنی بے رخی سے بھری گفتگو یاد آئی۔۔ جس میں وہ بیچارہ بار بار اسے کہہ رہا تھا کہ چاچا کی طبیعت خراب ہے آجاؤ اور وہ کتنی بے مروتی کے ساتھ سپاٹ سے لہجے میں انکار کر چکا تھا۔

"م۔۔ میں تو انتظار کرنے کے ل۔۔ لیے تیار ہوں لیکن پ۔۔۔ پاپا نہیں ک۔۔۔ کریں گے۔ وہ اپنی آنکھوں ک۔۔۔ کے سامنے م۔۔ میرا نکاح ہوتے دیکھنا چ۔۔۔۔ چاہتے ہیں۔ پلیز آجاو

ناں" وہ بچوں کی طرح روتے ہوئے منت کر رہی تھی کہ آ جاؤ---

"اففففف--- تم باپ بیٹی کے ڈرامے ختم ہی نہیں ہوتے---دنیا کی ساری خوبصورت لڑکیوں کو چھوڑ کر کیا تم جیسی موٹی اور کالی ہی رہ گئی ہے میرے لیے--- منگنی کے نام پر زندگی بھر پیسہ کھایا تم نے اور تمہارے باپ نے میرا-- اب میری بچی کچی خوشیاں و خواب بھی کھا جانا چاہتی ہو۔ ابھی عمر ہی کیا

ہے میری۔۔۔۔ تھوڑا تو جی لینے دو مجھے یار۔۔۔۔ میرا بھی حق ہے زندگی کی خوشیوں پر۔۔۔"

شدت سے دل چاہا اس پل کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔کیا کچھ نہیں سنایا تھا اس نے بریرہ کو اس دن ۔۔وہ بھی کب ۔۔جب اس لڑکی پر سب سے مشکل وقت تھا۔ جب اس کا باپ مر رہا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے۔۔جب اس کے باپ کی آخری خواہش تھی کہ وہ نکاح کر کے جائے اپنی بیٹی کا۔۔۔کسی کے سپرد کر کے جائے اپنی بیٹی کو۔۔۔اپنی ذمہ داری

کو۔۔تاکہ اس کی جوان بیٹی در بدر کی ٹھوکریں کھاتی نہ پھرے۔۔۔اور اس وقت اس نے کیا کیا۔۔۔اس نے بے دردی کے ساتھ اسے ٹھکرا دیا۔۔

"چاچا۔۔ چاچا نہیں رہے" دنیا میں کچھ جملے بہت سادے سے ہوتے ہیں لیکن انھیں ادا کرنا دنیا کا سب سے مشکل کام ہوتا ہے کیونکہ ان سے جڑے جذبات بہت تکلیف دہ ہوتے ہیں کچھ ایسا ہی حال تھا جانشیر کا ان جملوں کو ادا کرتے وقت۔۔اسے لگا

اس کا دل شدید بھاری ہے۔۔زبان جیسے کسی لمحے بھی لڑکھڑا جائے گی۔۔۔وہ نہیں ادا کر پائے گا یہ جملہ۔۔۔

"اب پلیز یہ ڈرامہ مت کرنا کہ تمہیں تکلیف ہو رہی ہے یا تمھیں دکھ ہے ورنہ مجھ سے میری ہنسی کنٹرول نہیں ہوگی۔۔اور اپنے باپ کی موت کا ذکر کرتے ہوئے ہنسنا بہت عجیب لگے گا۔" آنکھوں میں اس قدر کدورت تھی اس لڑکی کے یہ جملے ادا کرتے وقت کے جانشیر کو اپنا دل کٹتا محسوس ہوا۔۔۔

کچھ لمحوں کے لیے وہ مکمل ششدر ہو کے رہ گیا تھا۔۔۔ سمجھ ہی نہیں آیا کیا بولے ؟؟..کیا کرے ؟؟... کیسے ایکسپریس کرے ؟؟...کہ وہ یہ سب نہیں چاہتا تھا۔ کس طرح بتائے کہ اس نے یہ سب کبھی نہیں سوچا تھا۔ اسے تو بس یہی لگتا رہا کہ وہ لوگ پیسہ لوٹنا چاہتے ہیں اس سے ۔۔اور اسی کے لیے یہ سب ڈرامہ کر رہے ہیں۔

ایک دو ثانیوں بعد وہ اپنے بالوں کو پیچھے کی جانب کرتے

ہوئے۔۔گہرا سانس لے رہا تھا۔اسے سانس آنے میں اب جیسے

مشکل ہونے لگی ہو۔۔۔

"تم۔۔ مجھ سے نفرت کرنے لگی ہو؟؟"

نفرت کی بات تو تب آتی ہے جب پہلے پسندیدگی ہو ان کے درمیان۔۔۔ جانشیر نے تو خود کبھی اس لڑکی کو پسند نہیں کیا تھا۔۔۔ پھر یہ سوال کیوں؟؟...

اس لمحے وہ کتنے ہی اور سوالات کر سکتا تھا۔۔۔ لیکن اس نے صرف وہ سوال کیا جو اس لڑکی کی فیلنگس سے وابستہ تھا۔ ایسا کیوں؟؟؟۔۔۔ اس کے لیے کب سے اس لڑکی کے جذبات و احساسات اہمیت کے حامل ہو گئے۔۔۔

اس لڑکے کی آواز بھرائی ہوئی تھی یہ سوال کرتے وقت۔۔۔

چونکہ ان کی لڑائی اب مکمل تھم چکی تھی ۔۔ اس لیے سارے کزنز نے اب تابش کے ہاتھ چھوڑ دیے تھے۔

اور بس ان کا ہاتھ چھوڑنا تھا کہ تابش فورا ہی بریرہ کی جانب تیزی سے بڑھا۔

"نہیں۔۔۔ میں تم سے نفرت نہیں کرتی۔۔۔" وہ قریب آکر اس کی آنکھوں میں جھانک کر۔۔۔ ایک ایک لفظ جتاتے ہوئے بولی" پتہ ہے کیوں۔۔۔ اب وہ کسی راز بتانے والے انداز میں سرگوشی کر رہی تھی ۔۔ "چونکہ نفرت کرنے میں میری انرجی ضائع ہوتی ہے۔۔اور میں اپنی انرجی تم جیسے بیکار شخص پہ ضائع نہیں کرنا چاہتی۔۔۔اس لیے میں نے مان لیا۔۔۔کے تم مر گئے "آخری جملہ ادا کرنے کے بعد وہ ہنسی۔۔۔ اور وہ ہنسی جانشیر کی روح تک کو تڑپا گئی تھی۔۔۔

اور اس کے بعد خود ہی دور ہونے لگی۔۔

ابھی وہ الٹا چل کر دو قدم ہی اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔ کہ پیچھے سے تابش نے آکر اس کی کلائی تھامی ۔۔۔اور جانشیر کو کھا جانے والی نگاہ سے گھورتا ہوا اسے اپنے ساتھ لے کر جانے لگا۔۔۔

وہ بھی خاموشی سے جانے لگی۔۔ کے اچانک اس کے الٹے ہاتھ
کی کلائی کسی گرفت میں محسوس ہوئی۔۔۔

اس نے پلٹ کر دیکھا تو جانشیر تھا۔۔جو اس کی کلائی تھامے ہوا
تھا مضبوطی سے۔۔

"نظر میں مرے ہوئے لوگوں کو۔۔۔اصل میں بھی مر ہی جانا چاہیے "آنکھوں میں کدورت کا سرخ سرمہ لگائے ۔۔ وہ ایک ایک لفظ جتا کر۔۔ دانت پیستے ہوئے بولی۔۔

اور لگلے ہی پل اس کے ہاتھ سے اپنی کلائی جھٹک کے آزاد کروائی۔۔۔

جانشیر کی آنکھیں سرخ ڈوروں سے سجی تھیں عتیقہ کیسے نہ دیکھتی۔۔۔پہلی بار اس کا بھرم ٹوٹا تھا کہ وہ اسے چاہتا ہے۔

اور یہ منظر اس کی آنکھوں میں آنسو لے آئے تھے۔ جسے کسی کی نظروں میں آنے سے پہلے پہلے اس نے فورا صاف کیے۔۔۔

"شکر ہے لڑائی ختم ہوئی چلو اب ہم بھی گھر چلتے ہیں۔" بریرہ کو تابش لے کے جا چکا تھا۔۔۔

کسی جنگ میں ہارے ہوئے سپاہی کی طرح جانشیر بت بنے کھڑا تھا۔ جب رافع یہ کہتا آگے بڑھا۔۔۔

"مگر ہم تو جوس پینے آئے تھے نا" علشبہ بچوں کی طرح روتے ہوئے کہتی پیچھے آئی تھی اس کے۔۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے کون کہہ رہا تھا۔۔کے اوئی اوئی۔۔۔پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔۔۔"رافع نے اوئی اوئی کر کے جو اس کی نقل اتاری۔۔۔اس پہ زمر و زرم ہنستے ہوئے پیچھے آئے۔۔

ہم مڈل کلاس لوگوں کو سنجیدہ سے سنجیدہ سچویشن میں بھی ہنسنے کے مواقع چرا لینا آتا ہے۔۔۔ ہمیں لڑائیوں اور غموں کی اتنی عادت ہو چکی ہوتی ہے کہ اگر کوئی ہائی کلاس کا بندہ ہمارے ساتھ آ کر رہے تو وہ ڈپریشن ڈپریشن چیخ کر ہی مر جائے۔۔۔ وہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہو یا گیس کی لوڈ شیڈنگ یا پانی کا نہ آنا۔۔ہم

وہ ڈھیٹ قوم ہیں کہ ہمیں فرق ہی نہیں پڑتا۔۔۔ہم سب برداشت کرلیتے ہیں اور پھر بھی ہنستے مسکراتے اور خوشیاں بانٹتے ہیں۔

ہم وہ ہیں کہ گھر میں صرف دال روٹی ہے کھانے کے لیے لیکن پھر بھی جمعرات کے دن گوشت کے چاول بنا کر گلی میں ضرور بانٹیں گے۔۔۔ہم وہ ہیں کہ گھر میں پانی نہیں ہے لیکن مہمان کے آنے پر اسے ٹھنڈا شربت ضرور پلائیں گے۔۔ہم وہ ہیں گھر

میں شدید لڑائی ہو کر چکی ہے اس کے باوجود باہر سے آنے والے
کو اپنی اپسی لڑائی بھول کر مسکرا کر ویلکم ضرور کریں گے ---

ہمارے یہاں ڈپریشن اور پرائیویسی جیسے لفظوں کا کوئی تصور ہی
نہیں ہے---

حالت تو یہ ہے کہ سائیکالوجسٹ کے جو 10 سوالات کیے جاتے
ہیں سامنے والے کی دماغی حالت جاننے کے لیے کہ اسے ڈپریشن

ہے یا نہیں ---ان دس سوالوں کو اگر آپ مڈل کلاس کی فیملیز میں جا کر پوچھیں گے تو ہر دوسرا بندہ گارنٹی کے ساتھ 10 میں سے اٹھ میں ہاں کہے گا--- جس کا مطلب صاف ہے کہ ہمارا تو ہر دوسرا بندہ ڈپریشن کا شکار ہے۔

"ویسے تم نے سنا ہے جنگ ہونے کی ہو رہی ہے" زمر تھوڑا سنجیدہ ہو کر بولی---

وہ سب اب ریسٹورنٹ سے نکل رہے تھے۔۔

"ان سے کہہ دو۔۔ ہم سے جنگ نہ لڑیں۔۔ ورنہ ہم تمہارا وہ حال کریں گے جو ہم نے اپنا کیا ہوا ہے" رافع کے وارننگ آمیز لہجے میں سنجیدگی سے کہتے ہی باقی تینوں زور سے قہقہہ لگانے پر مجبور ہوئے تھے۔۔۔

"اوئی اوئی۔۔۔اگر واقعی جنگ ہو گئی تو۔۔۔مجھے تو ٹینشن ہو رہی ہے" وہ لوگ اب گاڑی کے پاس پہنچ چکے تھے۔۔۔چونکہ گاڑی کی چابی جانشیر کے پاس تھی اس لیے سب انتظار میں سکون سے کھڑے ہو کر باتیں کرنے لگے۔

علشبہ نہایت پریشان ہو کر بولی۔۔۔

"تو اس میں اتنا ٹینشن والی کیا بات ہے---کہہ دینا ہم کاسٹ سے باہر جنگ نہیں کرتے" رافع نے پھر چٹکلہ چھوڑا تھا جس پر سب ہنسنے لگے---

جہاں وہ لوگ ہنسی ٹھٹھا کر رہے تھے وہیں

عتیقہ بھاری دل لیے جانشیر کے ساتھ آہستہ قدم لیتی ہوئی سب سے پیچھے آ رہی تھی۔

♡♡♡♡♡♡

"اچھا چلو میں گھر چلتی ہوں.. ویسے بھی کافی لیٹ ہو گیا ہے ماما کی بھی دو بار کال آچکی ہے" وہ پڑھائی ختم کرنے کے بعد اپنا سامان سمیٹتے ہوئے بولی۔

"ارے رکو۔۔میں تابش بھائی سے کہہ دیتی ہوں ۔۔وہ تمھیں چھوڑ آئیں گے" صبغہ اسے روکتے ہوئے تیزی سے گویا ہوئی۔

"نہیں یار۔۔۔ میں پہلے ہی اس سے بہت شرمندہ ہوں۔۔" وہ سامان سمیٹ کر اب کھڑی ہو چکی تھی۔

"تجھے شرمندہ ہونے کی کیا ضرورت ہے ڈارلنگ۔۔۔ سارا رائتہ تو جانشیر نے پلایا ہے"

"پھر بھی یار۔۔ ہوا تو میری وجہ سے ہی۔۔۔ کالر تک پکڑ لیا تھا اس کا" بریرہ شرمندہ سی ہو کر گویا ہوئی۔

" میرے بھائی کا کالر تک پکڑ لیا۔۔۔کمینہ کہیں کا۔۔۔اب ملے مجھے کہیں۔۔۔ٹکا کے لگاؤں گی ایک اس کے منہ پر" صبغہ کا خون کھول گیا تھا یہ جاننے کے بعد کے اس کے جان سے پیارے بھائی کا کالر پکڑا ہے اس جانشیر نے۔۔۔

"کس معصوم کو مارنے کا پلان بنا رہے ہو تم دونوں ؟"

تابش کو یونی جانا ہوتا تھا اس لیے وہ جلدی اٹھتا تو رات کو سونے کی روٹین بھی پھر جلدی کی تھی۔۔۔رات کے گیارہ بج رہے تھے صبغہ کو تو لگا تھا وہ اب تک سو چکا ہوگا۔۔اسے اٹھانے جانا پڑے گا۔۔۔لیکن وہ خود ہی چلتا ہوا آگیا تھا اس کے کمرے میں۔۔اس کی آنکھوں میں اس لمحے دور دور تک کوئی نیند کے اثار نہیں تھے۔۔

کہیں نہ کہیں صبغہ کو سمجھ آگیا تھا کہ وہ انتظار میں بیٹھا ہوا ہے۔۔۔کہ کب ان کی پڑھائی مکمل ہو اور کب وہ بریرہ کو گھر چھوڑنے جائے۔۔۔۔

"آپ سوئے نہیں ابھی تک؟" اچھے سے پتہ تھا کہ کیا چل رہا ہے لیکن اس کے باوجود اپنے بھائی کو ننگے ہاتھوں پکڑنے کا مزہ ہی کچھ اور تھا۔۔۔ اور وہ کیسے اس موقع کو جانے دیتی۔۔ اس لیے بڑی سنجیدگی کے ساتھ استفسار کیا۔

"سو گیا تھا میں" کیسے بتائے۔۔۔نیند کہاں آنی ہے؟؟...جب تھوڑا سہ ہی صحیح لیکن موقع ہے اس کے ساتھ وقت گزارنے کا۔۔

وہ تو کب سے بیٹھا گھڑی دیکھ رہا تھا کہ کب بریرہ کی آواز آئے کہ وہ جا رہی ہے اور کب وہ اسے چھوڑنے کے بہانے تھوڑا سہ ٹائم اس کے ساتھ گزارے---

ویسے تو سامنے ہی گھر تھا---مگر جو دو تین منٹ ساتھ چلنے کے ملنے والے تھے ناں---وہ بھی بہت خاص تھے اس کے لیے---

"تو پھر جاگے کیسے ؟"صبغہ نے معصومانہ سوال کیا۔

اس کی آنکھیں ہی بتا رہی تھیں وہ سویا نہیں ہے پھر بھی دھڑلے سے جھوٹ بول رہا تھا ۔۔ جس پر صبغہ کے لیے اپنی مسکراہٹ روکنا مشکل تھا ۔۔

"پانی پینے کے لیے۔۔ اب اتنے سوال مت کرو۔۔۔آو بریرہ چلو۔۔۔میں تمہیں چھوڑ کر آتا ہوں۔۔۔ویسے ہی بہت رات ہو گئی ہے" صبغہ کو اس نے نہایت جھنجھلا کر جواب دیا۔۔اور پھر بریرہ کی جانب مخاطب ہو کر اسے اپنے ساتھ چلنے کا کہا۔۔وہ تیار ہی کھڑی تھی فورا ہی اثبات میں سر ہلا کر اس کے ساتھ چل دی۔

تابش اور بریرہ کے کمرے سے نکلتے ہی صبغہ خوب ہنسنے لگی تھی۔۔۔ایک عجیب سی خوشی ہو رہی تھی اسے اپنے بھائی کو بریرہ میں انٹرسٹڈ ہوتا دیکھ۔۔۔

"ایک منٹ" وہ گھر سے نکلنے لگے تو تابش کو کچھ یاد آیا وہ فوراً ہی اسے ایک منٹ انتظار کا کہہ کر اندر کی جانب گیا اور جب واپس لوٹا تو اس کے ہاتھ میں کیٹ تھی وہ بیلون والی۔۔۔

بریرہ کو لگا وہ اسے گھر چھوڑنے کے بعد اپنی گرل فرینڈ کو دینے جانے والا ہے--- اور یہی سوچ --- وہ مسکرانے لگی۔

" گھر سے نکلتے ہی--- کچھ دور چلتے ہی---رستے میں ہے اس کا گھر--- "پتہ نہیں کیا دل میں سمائی جب وہ دونوں ہاتھ پیچھے کی جانب باندھ کر-- اس کے ساتھ آہستہ آہستہ قدم چلتا ہوا--یہ گانا گنگنانے لگا تھا---

وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھتی رہی یہاں تک کہ وہ دونوں اس کے دروازے تک پہنچ گئے۔

بریرہ کے پاس چابی موجود تھی اس نے دروازہ کھولا۔۔۔

" اللہ حافظ" وہ دروازہ کلوز کرنے لگی تھی جب تابش نے آہستگی سے کہا۔۔ " یہ تو لے جاؤ"

"کیا؟؟"

"یہ کیٹ" اس نے بیلون والی کیٹ اس کے آگے کی۔

"مگر یہ تو کسی اور کے لیے تھی نا" وہ فوراً الجھ کر بولی۔۔۔

"میں ایسے ہی بول رہا تھا۔۔ تمہارے لیے ہی لی تھی"مقابل بھولا سہ چہرہ بنا کر۔۔۔ الٹے ہاتھ سے اپنی گردن کے پچھلے حصے کو مسلتے ہوئے۔۔۔آہستگی سے گویا ہوا۔۔۔

اس کی جانب سے کسی لڑکی کو دیا جانے والا زندگی کا پہلا تحفہ تھا یہ۔۔۔اس لیے اچانک ہی وہ کافی نروس فیل کرنے لگا۔۔ جبکہ بریرہ اس کے گالوں پر آئی ہلکی ہلکی سی لالی دیکھ۔۔۔ مسکرانے لگی۔

وہ کافی کیوٹ لگ رہا تھا اس کیٹ والے بیلون کو پکڑے ہوئے--- بالکل پوکی بچہ---

اور وہ نہیں جانتا جس طرح اس کے لیے زندگی کا پہلا تحفہ تھا جو وہ کسی لڑکی کو دے رہا تھا--اسی طرح-- بریرہ کے لیے بھی یہ زندگی کا پہلا تحفہ تھا جو کوئی لڑکا اسے دے رہا تھا-

"اووو۔۔۔۔" نہیں سمجھ آیا اور کیا کہے ۔۔اس لیے بس اوووو کہتے ہوئے ۔۔اس کے ہاتھ سے وہ کیٹ والا بیلون لے لیا۔۔

"اللہ حافظ" اس کے تحفہ قبول کرتے ہی نروسنس تھوڑی کمی کی جانب آئی۔۔ اب وہ مسکراتے ہوئے الوداع کر رہا تھا۔۔

"پوری رات دروازے پہ ہی کھڑے رہنے کا ارادہ ہے" اندر سے اچانک آنے والی بھرم دار آواز پر وہ چونک کر مڑی۔۔۔

"نہیں تو۔۔۔ میں اندر ہی آرہی تھی" وہ جھم کر بولی۔۔

"ٹائم دیکھا ہے تم نے؟؟.. یہ کوئی وقت ہے کسی کے گھر سے آنے کا؟؟..." معظم برہم ہوا تو وہ بھیگی بلی جیسا چہرہ بنانے لگی۔۔۔

"پیپر کی تیاری کر رہی تھی۔ نوٹس بنانے میں اور یاد کرنے میں

تھوڑا ٹائم تو لگتا ہی ہے ناں" خاصہ لچکدار لہجے میں جواب دیا۔۔وہ

خود بھی جانتی تھی کہ رات کے گیارہ بج رہے ہیں۔۔سامنے

والے کا غصہ بالکل جائز ہے۔

"تو گھر پر کر لیتیں"

"گھر پر بہت شور ہو رہا تھا صبح سے"

"چلو اندر۔۔۔اس سے پہلے مجھے مزید غصہ آئے تم پر۔۔۔" بریرہ دیکھ سکتی تھی وہ غصے سے آگ بگولا ہو رہا تھا۔ اس نے اپنی مٹھیاں بھینچی ہوئی تھیں جو یہ بتانے کے لیے کافی تھیں کہ وہ کافی برہم ہے اس وقت ۔۔۔اور بڑی مشکل سے اپنے غصے کو ضبط کر رہا ہے۔

جب اس نے کہا کہ اندر جاؤ اس سے پہلے مزید غصہ آئے مجھے۔۔۔ تو بریرہ نے دل ہی دل شکر ادا کیا خدا کا۔۔اور تیزی سے

اندر جانے لگی۔۔۔ لیکن کمبخت اس نے نوٹ کر ہی لیا تھا کہ وہ دوپٹہ نہیں اوڑی ہوئی۔۔۔ جس پر بیچ راستے میں ہی اس کی کلائی پکڑ کر وہ سوال کر اٹھا۔۔

"دوپٹہ کہاں ہے تمہارا؟؟"

اس سوال پر اس نے آنکھیں زور سے میچیں۔۔

"یار کیوں ہر وقت دوپٹہ دوپٹہ کرتے رہتے ہو؟؟ مجھے کون دیکھتا ہے بھلا" اس کے دماغ میں یہ بات رچ بس گئی تھی کہ وہ بہت بصورت ہے --اسے کون دیکھتا ہے۔ اس وجہ سے وہ اپنے لک کو لے کر لاپرواہ سی ہو گئی تھی۔ نہیں ہے خوبصورت--ہو گئی بات ختم---اب جس چیز میں اچھی ہے اس پر کام کرئے گی---اور وہ تھا ہنر---اپنا برائٹ فیوچر بنانا---

اس کی ساری توجہ اب اسی جانب تھی---

جیسے اور لڑکیاں باہر جاتے وقت کپڑے ائرن کرتی ہیں بناؤ سنگھار

کرتی ہیں لائٹ میک اپ کرتی ہیں ---اور پھر بڑا بن ٹھن کر

نکلتی ہیں-- وہیں بریرہ حسن کا حال یہ تھا کے

وہ pair کبھی بھی کا پورا سوٹ نہیں پہنتی تھی---پینٹ کسی

کی شرٹ کسی کی --- میک اپ کس بلا کا نام ہے اس لڑکی کو

کچھ نہیں پتا- جیولری پہننا کب چھوڑا اب تو یہ بھی یاد نہیں---

کبھی موڈ ہوا تو بال بنا لیے ورنہ بن بنائے ہی چل پڑتی تھی

باہر----

"یہ کیا بات ہوئی کہ کون دیکھتا ہے۔۔لڑکیوں کو دوپٹہ پہننا چاہیے" وہ برہمی سے کہہ رہا تھا۔۔

"اف۔۔۔دیکھیں۔۔ابھی شروع مت ہوں۔۔۔ میرے دماغ میں الریڈی بہت کچھ بھرا ہوا ہے جسے کل پیپر میں اتار کر آنا بہت ضروری ہے اگر آپ نے اس وقت کچھ کہا تو اپنا رٹا رٹایا سب بھول جاؤں گی۔۔۔اس لیے پلیز ابھی مجھے بخش دیں۔۔وَپ کو جتنا سنانا ہے کل واپسی پر سنائیے گا ٹھیک ہے۔۔جب تک میں اپنا یہ رٹا ہوا سبق خالی کر کے آچکی ہوں گی پیپر پر۔۔۔ابھی میں

کچھ نہیں سن سکتی۔۔۔اوکے اوکے اوکے۔۔۔۔ بائے بائے بائے بائے بائے۔۔۔۔ گڈنائٹ گڈنائٹ گڈنائٹ" اپنی شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں میں گھساتے ہوئے۔ نان سٹاپ ٹرین کی طرح تیز تیز بولتی۔۔اپنی بات کہہ کر۔۔۔وہ اندر کی جانب بھاگ گئی تھی۔۔

مقابل کو کچھ سمجھ آیا یا نہیں آیا اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔۔۔وہ اپنی جان اس ٹاپک سے چھڑا کر بھاگ آنے میں کامیاب ہوگئی تھی۔۔ بس اسی بات کی خوشی تھی اسے۔۔۔

چونکہ وہ بھاگتی ہوئی آئی تھی اس لیے ارادہ ڈائریکٹ کمرے میں گھس جانے کا تھا اس سے پہلے کوئی اور دیکھے اور ڈانٹنا شروع ہو۔۔۔

وہ اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر ابھی اندر داخل ہی ہوئی تھی جب اسے خود پر کسی کی نگاہوں کی تپش محسوس ہوئی۔۔ اور اس نے پلٹ کر تیزی سے دیکھا۔۔ سامنے ہی صوفے پر جانشیر بیٹھا ہوا تھا۔۔

وہ اپنا اے سی والا کمرہ چھوڑ کر یہاں کیوں بیٹھا ہے؟؟--سب سے پہلے یہی خیال بریرہ کے ذہن میں آیا---

پھر اس نے نوٹ کیا مقابل کے ہاتھ میں موبائل نہیں ہے--پھر دیکھا لاؤنج کا فین تک ان نہیں کیا ہے اس نے--وہ گرمی میں بیٹھا ہوا تھا بالکل---مگر کیوں؟؟...

چلو بغیر موبائل کے گرمی میں بیٹھا ہوا ہے وہ بھی اتنی رات کو یہ اس کی اپنی مرضی ہے ---مگر اسے کیوں گھور رہا ہے؟؟... جیسے بھینس چرا کر بھاگی ہو وہ اس کی----

اس کے گھورنے کو مکمل نظر انداز کر---اس نے دروازہ بند کر لیا تھا---

اس نے سوچا تھا فریش ہو کر آنے کے بعد ایک بار دوبارہ ریوائز کرئے گی اور سو جائے گی پھر صبح اٹھتے ڈائریکٹ پیپر دینے چل پڑے گی۔۔۔۔ مگر سارا پلان خراب ہو گیا جب باہر زوردار آواز میں روتے ہوئے گانے چلنے لگے۔۔۔

وہ اچھے سے جانتی تھی یہ جانشیر کی حرکت ہے۔۔۔ اس سے لڑ کر اپنا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے کانوں میں انگلیاں ڈال کر ریوائز کرنے لگی۔۔ مگر میوزک اتنا لاؤڈ تھا کہ وہ کر نہیں پا رہی تھی۔۔۔

کچھ لمحے سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔ شدید غصہ آرہا تھا اس سر پھرے پر۔۔دل چاہ رہا تھا جا کے اس کا منہ توڑ دے لیکن پھر خود پر قابو کیا۔۔۔کہ اسے اگنور کرنا ہی بیسٹ ہے۔

بریرہ کا کمرہ چونکہ لاؤنج کے بالکل سامنے تھا اس لیے سب سے زیادہ وہی ڈسٹرب ہو رہی تھی میوزک کی آواز سے ورنہ یاسمین صاحبہ تو دوائیاں کھانے کی وجہ سے بے ہوشی کی نیند سوتی تھیں۔۔۔ انھیں تو پتہ تک نہیں چل رہا تھا۔ باقی سب چونکہ نیچے

والے فلور پر تھے۔۔۔ اور سب کے کمروں کے دروازے بند ہو چکے تھے ۔۔اس لیے میوزک کی آواز انھیں تنگ کرنے میں ناکام تھی۔۔۔

اس نوجوان کا مقصود کسی کو تنگ کرنا تھا بھی نہیں سوائے بریرہ کے۔۔۔وہ چاہتا تھا کہ وہ لڑنے کے لیے ہی سہی مگر کمرے سے باہر نکل کر آئے۔۔۔تاکہ وہ بات کر سکے ۔۔اپنے اندر جو یہ گلٹ بھرا ہے اس سے لڑ کر اس سے بات کر کے باہر نکال سکے ۔۔۔

کہہ سکے اس کی غلطی نہیں ہے---انہی لوگوں نے اسے اتنا

پریشان کر کے رکھا تھا پیسے کے معاملے میں ---کے جب اصل

میں صحیح وقت آیا مدد کا تو وہ کر ہی نہ سکا-- بالکل ویسے ہی جیسے

شیر آیا شیر آیا-- مجھے بچاؤ مجھے بچاؤ---والے کہانی میں ہوتا ہے-

تو غلطی گاؤں والوں کی نہیں ہوتی جنہوں نے اعتبار نہیں کیا

اس لڑکے پر-- غلطی اس لڑکے کی ہوتی ہے--- کہ وہ بار بار

مدد مانگتا تھا وہ بھی جھوٹی پکار لگا کر---

جب ہم اپنی نفرت میں ہوتے ہے نا۔۔تو ہمیں سامنے والے کی مجبوریاں ڈرامہ لگنے لگتی ہیں ۔۔ہم نہیں ماننا چاہتے کہ وہ واقعی ضرورت مند ہے۔ اور اگر وہ ضرورت مند ہے بھی تو کیا ہم نے ہی ٹھیکہ لے رکھا ہے اس کی ساری ضرورتیں پوری کرنے کا۔۔۔

ایسا نہیں ہے کہ نظر نہیں آرہا ہوتا کہ وہ واقعی ضرورت مند ہے۔۔۔ایسا ہے کہ ہم نہیں دیکھنا چاہتے کہ وہ ضرورت مند ہے۔۔۔ اور جب ہم نہیں دیکھنا چاہتے تو ہمیں نظر آنا بھی بند ہو جاتا ہے۔۔۔

وہ کون سہ بریرہ کی محبت میں دیوانا ہو رہا تھا جو اس کے گھر والوں کی اگر اس کے پیسوں سے مدد کی جا رہی ہے تو خوش ہوتا۔۔۔ الٹا اس نے تو ہمیشہ یہی نوٹ کیا کہ حسن چاچا کا بس نہیں چلتا تھا کہ اس کے حصے کے جو تھوڑے بہت پیسے اماں رکھتی تھیں انھیں بھی اپنی کوئی نہ کوئی مجبوری بتا کر اڑا لے جائیں۔۔۔

جتنا پیسہ اس کے والد بھیجتے تھے وہ ناظم آباد میں بھی رہ کر ڈیفنس کے بچوں کی طرح زندگی گزار سکتا تھا۔۔ جیسے برانڈڈ کپڑے

برانڈڈ شوز برانڈڈ کھڑیاں برانڈڈ پرفیوم ۔۔اسکول اور ٹیوشن آنے جانے کے لیے اپنا پرسنل ڈرائیور لیکن وہ خاندان کی سب سے غریب لڑکی سے بھی بدتر زندگی گزارتا رہا۔۔۔کیونکہ اس کے باپ کی بھیجی رقم تو حسن چاچا ہی لے اڑتے تھے مجبوریوں کے نام پر ۔۔۔اور یہ کوئی ایک دو بار کا نہیں تھا۔۔۔اس نے ہمیشہ ایسے ہی پایا۔۔۔

کس نے حق دیا دادی کو اس کے باپ کو بغیر بتائے اس کے پیسوں کو بریرہ پہ اڑانے کا؟؟؟اس کے باپ پر اڑانے کا؟؟ان کی فیملی پر اڑانے کا؟؟؟--- کس نے؟؟...

وہ کیوں نہ نفرت کرتے ان لوگوں سے ---ان کی وجہ سے اس کے ماں باپ میں لڑائی ہوئی اور اس کی ماں کو طلاق ہوئی---وہ کیوں نہ نفرت کرتے ان لوگوں سے جن کی وجہ سے بن ماں باپ کا ہو کر دادی کے پاس پلا---وہ کیوں نہ نفرت کرتے ان لوگوں سے جن کی وجہ سے وہ پھٹی ہوئی پینٹ پہن کر اسکول جاتا تھا اور

بچے اس کا مذاق اڑاتے تھے ---وہ کیوں نہ نفرت کرتے ان لوگوں سے جن کی وجہ وہ کبھی زندگی میں اپنی ماں کے ہاتھ کا بنا لنچ باکس لے کر نہیں جا سکا--- ماں کے ہاتھ کا تو دور کی بات وہ تو لنچ باکس ہی لے کر نہیں جا سکا---اس کے پاس کوئی لنچ نہیں ہوتا تھا--- وہ پورے پورے دن بھوکا رہتا تھا بریرہ کے ساتھ--

اس کی نفرت بجا ہے اپنی جگہ--- مگر جب یہ نفرت بالکل درست ہے-- تو پھر دل میں یہ گلٹ کیوں ؟؟؟....

کیوں اسے سکون نہیں آرہا ہے ؟؟؟---

♡*Husny Kanwal*♡

آج اس کا لاسٹ پیپر تھا وہ بڑا خوشی خوشی کمرہ امتحان سے نکل کر باہر آئی--

اسے یقین تھا معظم روز کی طرح پہلے سے ہی انتظار میں کھڑا ملے گا لیکن اس کی جگہ جانشیر کو کھڑا دیکھ۔۔۔وہ چونکی۔۔۔

وہ جو بڑا مسکراتے ہوئے آرہی تھی اسے دیکھ کر کڑوا سہ منہ بنانے لگی۔۔۔ جیسے گلاب جامن کھاتے ہوئے اچانک کریلا اس کے منہ میں آگیا ہو۔۔۔

اس سرپھرے کو مکمل اگنور کر کے وہ چنچی لینے کے لیے روڈ کی جانب بڑھ گئی تھی---

"کیا میں نظر نہیں آرہا تمہیں ؟؟" پہلے کہاں اسے دیکھتے ہی کھل اٹھتی تھی گلاب کی طرح اور اب اسے ایسے اگنور کر کے جا رہی تھی جیسے وہ مسٹر انڈیا ہو---

وہ جزبز ہو کر تیزی سے اس کے پیچھے آیا تھا---

"ہیلو۔۔۔تم سے بات کر رہا ہوں" بریرہ آگے آگے چل رہی تھی۔۔۔اور وہ پیچھے بولتا ہوا آرہا تھا۔۔۔

"بریرہ۔۔۔" وہ روڈ پر پہنچ گئی تھی۔۔ اس سے پہلے کہ چنچی میں بیٹھتی ۔۔۔جانشیر کا ضبط جواب دے گیا اور اس نے کس کے اس کی کلائی پکڑ کر فورس کے ساتھ اپنی جانب موڑی۔۔۔

"تماشہ مت کرو روڈ پر" وہ دانت پیستے ہوئے آہستگی سے بولی---

ساتھ ہی اپنی کلائی چھڑانے کی کوشش کی۔

جانشیر کی پکڑ کافی مضبوط تھی-- وہ چاہ کر بھی چھڑا نہیں پا رہی

تھی--

کیونکہ پیپر ابھی ختم ہو کر چکا تھا تو کافی ساری لڑکیاں اسکول کی ہی چنچی کے انتظار میں روڈ پر کھڑی تھیں-- وہ نہیں چاہتی تھی ریسٹورنٹ کی طرح یہاں بھی تماشہ بنے---

" معظم کی گاڑی کا ٹائر پنچر ہو گیا تھا اینڈ وقت پر--- بڑی امی نے اس لیے مجھے بھیج دیا لینے--- ورنہ مرا نہیں جا رہا تمہیں لینے آنے کے لیے میں خود بھی--- اب زیادہ نخرے مت کرو چلو-- "

وہ اس کی کلائی پکڑ کر کھینچتا ہوا واپس بائیک کی جانب لے جانے لگا--

" لڑکوں کا دل بھی کیسی کیسی لڑکیوں پہ آجاتا ہے ناں ---کتنا ہینڈسم ہے اور پسند دیکھو اس کی ---" اسکول یونیفارم میں ملبوس لڑکی بریرہ اور جانشیر کو دیکھ کمنٹ پاس کرنے لگی ---

" بات تو صحیح کہہ رہی ہو -- اوپر سے دیکھو ---کتنے نخرے دکھا رہی ہے --" دوسری لڑکی نے فوراً ہی اس کی بات سے اتفاق ظاہر کیا

"یار ہمیں نہیں ملتے ایسے نخرے اٹھانے والے"

اب تیسری اش بھرے لہجے میں بولی تھی---

ایسا نہیں ہے کہ بریرہ و جانشیر کے کانوں میں ان کے کمنٹس نہیں پڑے تھے لیکن دونوں نے ہی ایسا ظاہر کیا جیسے سنا نہ ہو---

نہ تو یہ بریرہ کے لیے نئے تھے اور نہ ہی جانشیر کے لیے

دونوں بچپن سے ایسے جملے سنتے ہوئے ہی بڑے ہوئے تھے---

بریرہ جانتی تھی لوگ اسے حقارت سے ہی دیکھتے ہیں--اور جب وہ

جانشیر کے ساتھ ہو--تو یہ حقارت مزید بڑھ جاتی ہے---

لڑکیاں تو کالے رنگ کو روتی ہیں اس کے پاس تو موٹاپا بھی تھا یعنی سونے پر سہاگہ ---یہی وجہ تھی کہ لوگ اس کے بارے میں برا بولتے وقت یہ سوچتے ہی نہیں تھے کہ وہ بھی انسان ہے---اسے بھی تکلیف ہو سکتی ہے۔

وہ اپنی انسکیورٹی سے لڑتے یا ان باہر کے لوگوں سے---جو منہ پھاڑ کے کمنٹ پاس کر دیتے ہیں مگر بریرہ کے کیس میں مزیدار بات یہ تھی کے لڑنا چاہتا کون تھا؟؟ اسے تو کچھ فرق نہیں پڑتا

تھا۔۔۔یہ فرق پڑتا تو کب کا بند ہو چکا تھا بلکہ اب وہ ڈھیٹ اعلی ڈھیٹ تھی۔۔کانوں میں جوں تک نہیں رینگی تھی اس کے۔۔۔۔

فرق پڑتا تو وہیں کھڑے ہو کے منہ توڑ کر آتی ان کا۔۔۔نہیں پڑا تھا تبھی تو چپ چاپ جا رہی تھی۔۔۔

"اگر اپنی تعریفیں سن لی ہوں تو ہاتھ چھوڑ دو گے میرا" وہ دانت پیستے ہوئے کہہ رہی تھی ۔۔۔

غصہ اسے صرف جانشیر پر تھا ان لڑکیوں پہ نہیں۔۔۔

اس کے ہاتھ میں اپنی کلائی لمحہ بھر کے لیے برداشت نہیں تھی۔۔۔مگر مقابل نے اتنی جان لگا کر پکڑا ہوا تھا۔۔کہ وہ چھڑا بھی نہیں پا رہی تھی۔۔

"نہیں ---تم بھاگ جاؤ گی" جانشیر نے وہی جواب دیا جو اس

کے دماغ میں تھا کہ بس ہاتھ چھوڑا نہیں ---اور وہ بھاگی نہیں

---یہی وجہ تھی کہ وہ کافی مضبوطی سے اس کی کلائی پکڑ کر چل

رہا تھا---

بریرہ کے ایک تپ چڑھ رہی تھی دوسری اتر رہی تھی ---اسے

سمجھ نہیں آرہا تھا بڑی امی کو اتنی محبت کہاں سے جاگ گئی آج

---ویسے تو کبھی اس کی فکر نہیں کرتیں---

خواہ مخواں جانشیر کو بھیج دیا---وہ چینخی میں آجاتی----

فلحال مرتا کیا نہ کرتا اگر بڑی امی نے فکر دکھائی دی تھی

اتنی۔۔۔تو بہتر یہی تھا کہ قبول کر لے۔۔۔ کھٹے دل سے ہی سہی

۔۔ ورنہ گھر جا کر ٹھیک ٹھاک سننی پڑ جائے گی۔۔۔ کہ تمہیں تو

لال لگ گئے ہیں۔۔۔پیٹرول کے پیسے تمہارا باپ دے گا وغیرہ

وغیرہ۔۔۔

وہ ہمیشہ معظم کے ساتھ بائیک پہ بیٹھ کے جاتی تھی۔۔ایک بار

تابش کے ساتھ بھی گئی تھی لیکن اس دوران اسے کبھی بھی اپنا

ٹچ ہونا فیل نہیں ہوتا تھا۔۔اور نہ ہی برا لگتا تھا لیکن جانشیر سے ٹچ ہونا لگ رہا تھا۔۔وہ جتنا ممکن ہو رہا تھا اس سے خود کو دور کرنے کی کوشش کررہی تھی۔۔۔لیکن وہ ہیلدی تھی اس لیے فاصلہ قائم نہیں ہو پارہا تھا زیادہ۔۔۔

ہوا چہرے پر لگنے پر اس کی آنکھیں بند ہونے لگی تھیں۔۔۔اسے یاد تھا وہ جانشیر کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے۔۔۔ وہ سو نہیں سکتی لیکن پوری رات کی جاگی ہوئی تھی وہ۔۔۔اور یہ بھی مقابل کی ہی کرم نوازی تھی پوری رات گانے سنا سنا کر پکایا جو تھا۔۔۔

اس نے جانشیر کو نہیں پکڑا تھا ۔۔ اس نے بائیک کی سیٹ کو پکڑا ہوا تھا لیکن نیند آنے کے سبب اب وہ جھونکے لینے لگی ۔۔۔

کافی دیر تک تو خود پر ضبط کر کے جاگنے کی کوشش کرتی رہی۔۔۔ مگر عشق اور نیند پر زور نہیں چلتا غالب ۔۔۔

جھونکے لیتے لیتے کب سر اس کی کمر سے ٹکا۔۔۔کب آنکھیں بند ہوئیں۔۔۔ کچھ خبر نہیں۔۔ جانشیر کو محسوس ہو گیا تھا کہ وہ سو رہی ہے۔۔۔اس کی بہت سی عادات سے شروع سے واقف تھا۔۔۔اس لیے بائیک روک کر اس کے دونوں ہاتھ خود ہی اپنے پیٹ کے مقام پہ باندھے اور انھیں ایک ہاتھ سے پکڑ کر اب بائیک آہستہ آہستہ چلانے لگا۔۔۔

"اٹھو۔ "اس نے اپنی کمر کو ہلکا سہ جھٹکا دیا تھا جس پر بریرہ کی آنکھ کھلی۔۔۔اور وہ فورا سیدھی ہوئی۔۔

وہ بغیر کچھ کہے بائیک سے اتر کر فوراً ہی گھر میں چلی گئی تھی۔۔

"دروازہ تو کھولو۔۔۔ میری بائیک بھی اندر کھڑی ہوگی۔۔۔" اس

نوجوان نے پیچھے سے

آواز لگائی مگر بریرہ نے کب سنا تھا۔۔۔ وہ تو دروازہ بند کر کے جا

چکی تھی۔

" کمینی موٹی کہیں کی ۔۔۔ سننے کے باوجود بھی دروازہ بند کر کے چلی گئی ۔۔۔ اب بجاتے رہو کھڑے ہو کر پاگلوں کی طرح۔۔۔ "

وہ جزبز ہو کر کہتا ۔۔ بائیک سے اتر کر۔۔۔ دروازہ بجانے پر مجبور تھا۔۔۔ اور ساتھ ساتھ دل ہی دل بریرہ کو کوسے چلا جارہا تھا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

وہ کمرے میں آکر پاکٹ سے والٹ، موبائل چابیاں نکال کر بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھنے لگا۔۔

یہ دیکھنے کے لیے کہ مزید جیب میں کچھ ہے تو نہیں----جب اس نے دوبارہ ہاتھ ڈالا تو اس کی انگلی پر زور سے سوئی چبھی ---

" گاڑی کے ٹائر اتنے نازک نہیں بنانے چاہیے کمپنی والوں کو" جتنا وہ جھنجھلاہٹ اور غصے والا تھا اسے تو سوئی کو نکالتے ہی پھینک دینا چاہیے تھا لیکن بجائے پھینکنے کے اس نے بڑے پیار سے اسے اپنے سامان کے ساتھ رکھ دی اور معنی خیزی سے مسکراتے ہوئے بولا---

♡*Husny Kanwal*♡

وہ روزانہ ورزش کرنے کے لیے اٹھتا تھا جلدی۔۔آج بھی جب وہ ورزش کرنے کے لیے اٹھا تو معظم کو سڑھیوں کا جھاڑو پونچھا کرتا ہوا پایا۔۔۔

کچھ لمحے خاموشی سے دیکھتا رہا اور پھر اپنی ورزش میں مصروف ہو گیا---

♡*Husny Kanwal*♡

"کہاں جا رہی ہو؟؟" وہ فائل ہاتھ میں لیے باہر کی جانب جا رہی تھی جب بڑی امی نے اسے دیکھ کر پوچھا---

"میں کام سے۔۔۔" وہ سرسری سے انداز میں کہہ کر جانے لگی

"ہاں ہاں تو تو بڑی کوئی بزنس وومین لگی ہے ناں۔۔۔ چپ چاپ
بیٹھ جا گھر میں۔۔۔ آج رشتے والی کو بلایا ہے۔۔۔ تجھے دکھاؤں گی
اسے۔۔۔"

یہ آج کل بڑی امی اس پہ کچھ زیادہ مہربان نہیں ہو رہیں؟؟...

یہی سوچ کر۔۔۔پلٹ کر انھیں بغور چھوٹی آنکھیں کر کے دیکھنے لگی۔۔۔

"اچھا۔۔۔ واقعی؟؟" اس نے دوبارہ تصدیق کے لیے پوچھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔ بلکہ میں زمر سے کہہ دیتی ہوں تھوڑا تیرا میک اپ کر دے تیرا۔۔۔تو اچھی لگے گی ناں۔۔۔تو وہ بڑھیا رشتے بھی اچھے

ڈھونڈے گی تیرے لیے۔۔" بڑی امی خاصہ خوشگوار وایکسائیٹڈ لہجے میں اسے بتانے لگیں۔

"زمر سے مجھے تیار کروانے کی بجائے زمر کو ہی تیار کروا دو ۔۔۔کیونکہ ابھی میرا کوئی ارادہ نہیں ہے شادی کا۔۔۔لیکن بی بی تم نے میرے لیے اتنا سوچا اس کے لیے شکریہ۔۔۔ ویسے سچ بتانا کیا کھچڑی چل رہی ہے تمہارے دماغ میں مجھے لے کر؟؟؟۔۔۔ وہ کیا ہے ناں تمہارا اتنا میٹھا ہونا مجھ سے ہضم نہیں ہورہا" بریرہ بڑے دوستانہ انداز میں ان کے قریب آکر۔۔۔ جیسے

بچپن کی جگری یار ہوں اپنی باہیں ان کے کندھے پہ ڈالتے ہوئے۔۔۔ مسکرا کر رازدارانہ انداز میں پوچھنے لگی

"تو رک میں تجھے بتاتی ہوں۔۔" بریرہ کے آخری جملے سنتے ہی بڑی امی کے چہرے کا رنگ سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔وہ فورا ہی جھک کر چپل اتارنے لگیں۔۔

"آہہہہ۔۔۔" صرف دو لمحے تھے اس کے پاس سوچنے کے لیے

کے باہر دروازے کی جانب بھاگنا ہے یا اندر کی جانب۔۔۔ ڈیسائڈ

تو باہر کی طرف بھاگنے کا ہی کیا تھا لیکن باہر کا راستہ بالکل

سیدھا تھا اس لیے یقین تھا کہ چپل تیزی سے لگ جائے گی۔۔۔

آخر بڑی امی کا سالوں کا ایکسپیرینس تھا اس معاملے میں۔ انھیں

ہلکے میں لینے کی غلطی نہیں کر سکتی تھی۔۔اس لیے اینڈ موقع پر

فیصلہ بدل کر اندر کی جانب بھاگی۔۔۔

کہنے کو وہ ہیلدی تھی اس کے باوجود اس قدر پھرتیلی کہ بڑی امی کی چپل سے بچنے کا شرف آج تک صرف اسی کو حاصل تھا اور اپنے اس عظیم ریکارڈ کو قائم رکھتے ہوئے وہ اس بار بھی ان کی دونوں چپلوں سے بچ کر کے اندر سیفلی پہنچنے میں کامیاب ہو گئی تھی---

اندر کی جانب بھاگتے وقت وہ دانستہ طور پر اتنی زور سے چیخی تھی

۔

وہ چیخ دراصل ایک الرٹ الارم تھی باقی سب کے لیے تاکہ سب کو خبر ہو جائے کہ بڑی امی کو غصہ چڑھا ہوا ہے---کوئی سامنے نہ آئے ورنہ اپنی ذلالت کا خود ذمہ دار ہوگا---

"لڑکی تو سانولی اور موٹی ہے تمہاری---مگر تم فکر نہ کرو میں اچھا رشتہ ڈھونڈ لاوں گی اگر تم اسے تھوڑا پتلا کر دو تو----" رشتے والی شکورا انٹی نے گلاس میں بچی بوتل ایک گھونٹ میں ہی ساری چڑھاتے ہوئے کہا---"اصل میں ناں لڑکے پتلی لڑکیاں مانگتے ہیں--رنگ کا کیا ہے وہ تو ویسے بھی آج کل کرموں سے لڑکیاں

گوری ہو ہی رہی ہیں--- یہ بھی ہو جائے گی--- مگر تھوڑا وزن کم کرنا بہت ضروری ہے--- ورنہ پھر ایجڈ لڑکوں کے رشتے ہی لا سکوں گی میں---" شکورا انٹی کے کہتے ہی--- بریرہ اپنی ماں کی جانب دیکھنے لگی جو کافی پریشان نظر آئیں اسے---

ایک تو اسے سمجھ نہیں آرہا تھا اچھا خاصہ اس کی والدہ گھر شفٹنگ کے لیے مان گئی تھی-- پھر یہ اچانک رشتے کی بات کہاں سے بیچ میں آگئی؟؟..

بڑی امی جیسی عورت جو کسی کو اپنا بلغم نہ دے انہوں نے رشتے والی کو اس کی خاطر دو ہزار روپے پکڑا دیے تھے۔۔۔اسے تو جھٹکا لگنا ہی تھا۔ آخر بڑی امی اتنی اچھی کیوں ہو رہی ہیں اس کے لیے اچانک سے؟؟؟...

اس چنڈالن عورت کے دماغ میں کوئی نہ کوئی کھچڑی تو چل رہی ہے۔ اتنا تو سمجھ چکی تھی وہ۔۔

"دیکھ لو۔۔ یہ بھی وہی بول رہی ہیں جو میں سمجھاتی ہوں۔۔ مگر مجھے تو دشمن ہی سمجھ لیا ہے تو نے۔۔۔ ابھی بھی وقت ہے کر لے وزن کم۔۔۔ ورنہ ایجڈ لڑکے ملیں گے۔۔تیرے باپ کی عمر کے۔۔۔" بڑی امی نصیحت کم اور ڈرانے والے انداز میں زیادہ بولیں۔۔

"اگر ایسی ہی بات ہے کہ مجھے ایجڈ لڑکا ہی ملے گا تو پھر انھیں دو ہزار روپے دے کر ضائع کیوں کر رہی ہیں؟؟۔۔۔ بڑی امی ایک

کام کریں" کیونکہ وہ بہت سنجیدگی سے اپنی بات کہہ رہی تھی اس لیے بڑی امی اور باقی سب بڑی توجہ سے سننے لگے --

" دو ہزار روپے مجھے پکڑا دیں میں ابھی کچھ سالوں میں یونیورسٹی جانے والی ہوں وہاں چلا لوں گی دو تین پروفیسر سے چکر---"

اس نے ایک آنکھ شرارت سے ونگ کرتے ہوئے کہا --

جس پر بڑی امی کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا جبکہ رشتے والی انٹی کان پکڑتے ہوئے اللہ توبہ اللہ توبہ کی صدا لگانے لگیں--

"اس میں توبہ توبہ کی کیا بات ہے سچ بتا رہی ہوں---وہ لڑکوں سے زیادہ ہینڈسم ہوتے ہیں----"پھر بڑی امی سے مخاطب ہوکر--"آپ خوامخواہ اپنے 2000 روپے ضائع کر رہی ہیں---یہ مجھے دے دیں میں رشتہ اپنے لیے خود ڈھونڈ لوں گی۔" وہ خاصہ مضحکہ خیز انداز میں بول رہی تھی---

" اللہ توبہ اللہ توبہ اس کی تو زبان ہی گز بھر کی ہے۔۔۔ اور باتیں استغفر اللہ استغفر اللہ۔۔۔ یاسمین سنبھال لے اپنی بیٹی کو۔۔۔ تیرا منہ کالا کرا کے نہ بھاگ جائے تو بولنا۔۔۔ " رشتے والی انٹی یاسمین خاتون سے مخاطب ہو کر بڑے سخت لہجے میں گویا ہوئیں۔۔

ان کی باتیں سن۔۔۔ بریرہ کو بڑا مزہ آرہا تھا۔۔۔

شادی کرنے کا ابھی اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا اس لیے وہ ان جھنجھٹو میں نہیں پڑنا چاہتی تھی دوسرا رہی وزن کم کرنے کی بات تو اگر یہ اتنا ہی آسان ہوتا تو کیا ہی بات تھی۔۔۔وہ کب کا کر چکی ہوتی۔۔۔تو جو وہ کر ہی نہیں سکتی۔۔اس کے لیے خود کو پریشرائز کیوں کرئے۔۔۔

"تم چلو میرے ساتھ اوپر۔۔"یاسمین خاتون جزبز ہوکر اسے اپنے ساتھ اوپر لے گئی تھیں۔

"کیا بکواس کر رہی تھی تم نیچے ؟؟" یاسمین خاتون نے جب کمرے میں آکر غصیلی نگاہ اس پر ڈالتے ہوئے پوچھا۔۔۔تو وہ اب تھوڑا سنجیدہ ہوئی۔۔۔

"میں تو بس فن کر رہی تھی"

"فن ؟؟۔۔۔ بریرہ وہ چار گھروں میں جانے والی عورت ہے۔۔ تمہیں بدنام کر دے گی سب جگہ۔۔ کوئی رشتہ نہیں آئے گا

تمہارا۔۔۔پھر میں کیا کروں گی؟؟" بریرہ کو ان کے ڈانٹنے نے احساس دلایا تھا کہ اس وقت وہ بہت سنجیدہ ہیں اس کے رشتے کو لے کر۔۔۔

"ماما میں ابھی صرف 16 سال کی ہوں میں اپنا فیوچر بنانا چاہتی ہوں میں اپنے پاؤں پہ کھڑا ہونا چاہتی ہوں۔۔آپ کو ایک اچھی زندگی دینا چاہتی ہوں ۔۔۔یہ شادی وادی کرنے میں مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔۔نہیں لیا جاتا مجھ سے دوپٹہ سر پر۔۔نہیں

کی جاتی مجھ سے جی حضوری -- نہیں کر سکتی میں لوگوں کے گھر جا کر جھاڑو پونچھا فل ٹائم ماسی والا کام----"

" بریرہ خوش نصیبوں کو کام ملتا ہے---اور عورت کا نصیب ہی یہی ہے تم اس سے لڑ نہیں سکتیں"

"جی نہیں اگر آپ لوگوں نے اپنے ارد گرد ایک تنگ نظری کی دنیا بنالی ہے تو اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ میرا نصیب بھی

یہی ہو گیا۔۔۔میں کھلے آسمان میں جینا چاہتی ہوں۔۔میں آگے

بڑھنا چاہتی ہوں اور کام خوش نصیبوں کو ملتا ہے تو گھر کی کام

والی انٹیاں سب سے زیادہ خوش نصیب ہونی چاہیے پھر تو

۔۔۔لیکن سب سے زیادہ غم وہی دیکھتی ہیں ۔۔۔ان کا

معاشرے میں کیا مقام و عزت ہوتی ہے۔۔۔یہ مجھے آپ کو

بتانے کی صرورت نہیں۔۔۔یہ دلی بہلاوے والی باتیں ہیں فقط

۔۔۔جو چالاک عورتیں گھر کا کام نوکروں کی جگہ بہوؤں سے

کرانے کے لیے کرتی ہیں۔۔۔میں شادی کروں گی لیکن پڑھ لکھنے

اور کچھ بننے کے بعد ایک عہدے پر پہنچنے کے بعد۔۔۔تاکہ

میرے لیے رشتے بھی پھر ویسے ہی آئیں۔۔مجھے دوسرے کے گھر جا کے جھاڑو پونچھے نہ کرنے پڑیں بلکہ پڑھ لکھ کر میں کرسی پہ جا کے بیٹھوں۔۔۔اور میرے گھر ملازم آکے کام کریں۔۔۔میرے گھر میں بھی اور میری سسرال میں بھی۔۔۔"

کیوں وہ موٹی اور کالی کا ٹائٹل لے کر ایک ایجڈ آدمی سے شادی کر کے اس کے گھر کا جھاڑو پونچھا کرتی پھرے۔۔۔اس کی ناپسندیدگی بھی سہی۔۔۔اوراس کے ماں باپ کے طعنے بھی برداشت کرے۔۔جب کہ وہ پڑھ لکھ کر کسی منصب کو پا کر

اپنی برابری کے بندے سے شادی کر سکتی ہے۔۔۔اور اس کے گھر میں جا کر باوقار شخصیت اور منصب کی وجہ سے عزت کے ساتھ رہ سکتی ہے۔۔۔

تعلیم اور منصب ایک لڑکی کی شخصیت میں جو رعب و دبدبہ اور پروقاریت لاتے ہیں وہ گھر کے یہ جھاڑو پونچھے نہیں لا سکتے یہ بات آپ کو ماننی پڑئے گی۔۔۔اس لیے بیٹیوں کو کچن میں گول روٹیاں سکھانے سے زیادہ بہتر ہے کہ انھیں پڑھائیں۔۔۔چونکہ گول روٹیاں بنانے والی اکثر پٹ رہی ہوتی ہیں اور بعد میں گھروں

میں بھی آکے بیٹھتی ہیں ماں بھائیوں کے طعنے بھی کھاتی ہیں

بھابھیوں کے جوتے بھی برداشت کرتی ہیں لیکن پڑھی لکھی لڑکی

وہ سسرال میں بھی ٹھاٹ سے رہتی ہے اور گھر اگر واپس آ بھی

جاتی ہے کسی کی محتاج نہیں ہوتی۔۔۔۔ خود کما کر عزت سے

کھاتی ہے۔

"تو کیا یہ پڑھائی وڑائی کے چکر میں سالوں تک کنواری بیٹھی رہو

گی۔۔۔ عمر نکال دو گی اپنی؟؟۔۔۔ ایک عمر کے بعد لڑکی کے

اچھے رشتے آنا بند ہو جاتے ہیں کیا پتہ نہیں ہے تمہیں." وہ اسے اپنے نظریے کے مطابق سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

" شادی جلدی ہو یا دیر سے یہ معنی نہیں رکھتا۔۔۔ اصل مقصود خوشی ہے۔۔۔۔ مگر آپ ابھی یہ بات نہیں سمجھیں گی کیونکہ میں کامیاب ہو کر آپ سے یہ بات نہیں کر رہی میرے لفظوں میں ابھی وہ تاثیر و وزن نہیں ہے۔۔۔ جب یہ آ جائے گا نا تب میں آپ سے یہ بات کروں گی تو آپ کو سمجھ بھی آئے گی اور آپ میری بات سے اتفاق بھی کریں گی۔" وہ مزید اس موضوع کو

کنٹینیو نہیں رکھنا چاہتی تھی چونکہ اسے پتہ تھا بحث بیکار ہے اس کی والدہ نے وہی بولنا ہے جو پورا معاشرہ بولتا ہے۔

♡*Husny Kanwal*♡

جانشیر صبح سے گھومنے پھرنے نکلا ہوا تھا رات کو جب گھر لوٹا تو رافع اور زمر کے ذریعے اس کے کانوں تک بریرہ کے رشتے کی بات پہنچی۔۔۔

"تو کیا کہا رشتے والی نے اسے دیکھ کر" وہ اپنے ہاتھوں میں بندھی واچ اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے لاپرواہی سے پوچھ رہا تھا۔

مانا بظاہر لاپرواہی ظاہر کر رہا تھا لیکن دلی اور دماغی طور پر بالکل لاپرواہ نہیں تھا وہ اس معاملے میں۔۔۔

"یہی کہ تھوڑا وزن کم کر لیں جو امی کہتی ہیں ان سے---ورنہ
ایجڈ رشتے ہی ملیں گے" زمر کی بات سنتے ہی اس سے رہا نہ گیا
اور تیزی سے طنزیہ مسکرا کر بولا"کر ہی نہ لے وہ موٹی وزن کم---
پراٹھے لسی آئس کریم کھائے بغیر تو اس کا گزارا نہیں ہے۔"

" صحیح کہا آپ نے بالکل--" زمر اس کی بات سے فوری متفق
ہوئی تھی۔" وہ ڈھیٹ کچھ نہیں کرنے والی بلکہ الٹا رشتے والی
سے کہہ رہی تھی کہ اپنے کسی پروفیسر کو پٹا کر اس سے شادی
کر لے گی"

"بے شرم کہی کی" وہ کڑکڑاتے ہوئے کہتا سامنے صوفے پر بیٹھ گیا تھا چونکہ پورا بیڈ تو ان دونوں بہن بھائیوں نے گھیر رکھا تھا۔

"بے شرم کی کیا بات ہے وہ انٹی بھی تو کتنی غلط بات کر رہی تھیں۔۔۔انھوں نے بریرہ سے کہا کہ وزن کم کر لے۔۔ورنہ اس کے لیے ایجڈ لڑکوں کے رشتے ہی لائیں گی۔۔۔" خاموش بیٹھا رافع اب فورا بریرہ کی حمایت میں بولا۔۔

"انٹی اپنی جانب سے بالکل صحیح بات کر رہی تھیں۔۔۔ لڑکے
آج کل پتلی لڑکیاں ہی مانگ رہے ہیں بریرہ کو اتنی سی بات سمجھ
کیوں نہیں آتی"زمر کے نزدیک بریرہ کا کیا جاتا ہے تھوڑی سی
ڈائٹنگ کر لے۔۔ روک لے اپنی زبان کو کچھ دنوں کے لیے۔۔
مگر نہیں۔۔ ڈھیٹ بن کر لوگوں سے بدتمیزی کرتی رہتی ہے۔

وہ رشتے والی چار گھر میں جانے والی عورت تھی اگر بریرہ نے ان
سے بدتمیزی کی ہے تو یقیناً وہ تو یہی سمجھیں گی کہ باقی گھر کی

لڑکیاں بھی ایسی ہی ہوں گی۔ پھر وہ سب سے منہ بھر بھر کے برائیاں کرتے گی اس گھر کی لڑکیوں کی۔۔ بریرہ کی وجہ سے وہ بھی رگڑے میں آئے گی۔

آج کل رشتے کرانے والیوں کے نخرے نہیں ملتے ایسے میں اگر وہ بوڑھی انٹی 10 ہزار روپے میں اچھا رشتہ کرا دیتی ہیں تو یہ ان کی کرم نوازی ہی ہے۔۔۔ مگر نہیں ۔۔۔ بریرہ صاحبہ نے کہاں ان کی کرم نوازیوں کو ماننا ہے بلکہ الٹا زبان چلانی ہے۔

اس کی ماں کے دو ہزار روپے چلے گئے تھے اور اس کے باوجود رشتے والی اللہ توبہ اللہ توبہ کر کے کان پکڑتی ہوئی گھر سے نکلی تھی ---اس نے تو جلنا و کڑھنا ہی تھا۔

" ہر لڑکا نہیں مانگتا---" رافع زمر کے رد میں دوبدو بولا--

" سب مانگتے ہیں-- کیوں تمہارا بھائی شادی کر سکتا تھا ناں اس سے ---مگر کی؟؟... نہیں ناں--- ہونہہ--- چاچا مر رہے

تھے تو مر نے دیا۔۔۔مگر نکاح نہیں کیا تمہارے بھائی نے اس

کالی موٹی سے" جانشیر عجلت سے نہایت طنزیہ انداز میں گویا ہوا۔۔

اس کا انداز بڑا مغرورانہ تھا۔۔ جیسے سامنے والے کو سچائی کا آئینہ

دکھا رہا ہو۔۔۔

اس لمحے وہ بس خود کو ٹھیک ثابت کرنا چاہتا تھا۔۔۔ثابت کرنا

چاہتا تھا کے سب ایسے ہی ہوتے ہیں اگر میں چاہتا ہوں کہ بریرہ

خوبصورت ہو تو اس میں کوئی غلط بات نہیں۔۔ ہر لڑکا ایسا ہی چاہتا ہے خود اس کا بھائی بھی۔۔۔

"یہاں آپ غلط ہیں۔۔ ہر لڑکا ایک جیسا نہیں ہوتا۔۔۔ میرا بھائی بالکل راضی تھا۔۔۔" جانشیر خود کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اس کے بے لوث محبت کرنے والے بھائی کو خود سے ملا رہا تھا۔۔۔اور یہ بات رافع برداشت نہ کر سکا۔۔

وہ لاکھ اچھا بن لے اب لیکن رافع کے نزدیک وہ ایک خودغرض لڑکا تھا جس نے وقت آنے پر ان کے چاچا کی مدد نہیں کی۔۔۔

"آپ کو کیا لگتا ہے۔۔۔ امی اتنی جلدی کیوں مچا رہی ہیں بریرہ کی شادی کی۔۔۔ میں بتاؤں۔۔۔ کیونکہ انھیں پتہ ہے معظم بھائی بریرہ میں انٹرسٹڈ ہیں۔۔۔" رافع نے صرف اسے جواب نہیں دیا تھا بلکے اسے ایک قرار دار طمانچہ مارا تھا ایسا طمانچہ جس کی تپش وہ اپنے چہرے پر کافی دیر گزر جانے کے بعد بھی محسوس کرتا رہا۔۔۔

ایک آگ لگی ہوئی تھی سینے میں اس کے۔۔۔اس لیے نہیں کیونکہ وہ آرگیومنٹ میں ہار گیا یا اپنی بات کو صحیح ثابت نہیں کر سکا۔۔۔۔ خود کو صحیح ثابت نہیں کر سکا بلکہ اس لیے کیونکہ وہ اچھے سے جانتا تھا کے رافع سچ بول کر گیا ہے۔۔۔ معظم واقعی بریرہ میں انٹرسٹڈ ہے۔

اتنا تو وہ بھی جان گیا تھا گھر میں رہتے ہوئے کے دو منزلہ سڑھیوں کی جھاڑو پونچھے کی باری ایک دن زمر کی ہوتی ہے اور ایک

دن بریرہ کی۔۔۔جس دن بریرہ کی ہوتی ہے اس دن اسے صبح ہی صبح معظم جھاڑو پونچھا کرتا مل جاتا ہے۔۔۔

کسی کے لیے کوئی یوں ہی اپنی میٹھی سی نیند قربان کر کے۔۔نرم بستر چھوڑ کر۔۔۔ صبح صبح اٹھ کر جھاڑو پونچھے نہیں کرنے کھڑا ہو جاتا۔۔۔یقینا فیلنگس رکھتا ہے تبھی بریرہ کے بدلے کے کام کر دیتا ہے سب سے چھپ کر۔۔۔تاکے پیپرز میں اسے یہ سب کرنے میں اپنا وقت ضائع نہ کرنا پڑئے۔۔۔

"معظم اچھے سے جانتا ہے وہ بچپن سے میری منگیتر ہے پھر بھی اپنی گندی نظر رکھ کے بیٹھا ہوا ہے---" زمر اور رافع تو کب کے جا چکے تھے لیکن وہ بس بیٹھے بیٹھے کڑے چلا جا رہا تھا---

اس کے نزدیک بریرہ اس کی تھی بچپن سے--- معظم کو حق کس نے دیا اسے پسند کرنے کا؟؟---

♡*Husny Kanwal*♡

"السلام علیکم بڑے ابو۔" وہ جاب کے لیے اپنے تبریز تایا کہ آفس پہنچ گئی تھی آج۔۔۔

"وعلیکم السلام بیٹا آؤ بیٹھو۔۔۔" انھوں نے بڑی محبت اور شفقت سے کہا تو وہ فوراً ان کے سامنے والی چیئر پر آکر بیٹھی۔۔۔

رسمی بات چیت اور کھانے کا پوچھنے کے بعد وہ اصل موضوع کی جانب آئے --

"بیٹا ابھی میرے آفس میں تو کوئی خاص جاب نہیں ہے تمہارے لیے لیکن میرا ایک بہت اچھا فرینڈ ہے اس کا بیٹا اپنے لیے سیکرٹری ڈھونڈ رہا ہے-- تمہارے پاس ابھی کوئی ڈگری بھی نہیں ہے یہاں تک کہ میٹرک کا سرٹیفیکیٹ تک نہیں ایسے میں جاب ملنا بہت مشکل ہے --- ویسے تو مجھے تمہارے لیے یہ سیکرٹری کی جاب بالکل ٹھیک لگی لیکن--" جب اس کے تایا نے بڑے

لچکدار انداز میں (لیکن) کا لفظ ادا کیا بریرہ کا دماغ وہیں کھٹک گیا

"لیکن جب میں نے ان سے بات کی اور انہوں نے مجھے بتایا کے ان کا بیٹا بہت ہائی ٹیمپر ہے --اگر تم برداشت کر لیتی ہو تو وہ یہ جاب تمھیں دینے کے لیے تیار ہیں---" اب وہ بریرہ کے چہرے کے تاثرات پڑھنے کے لیے کچھ لمحے کے لیے بولتے ہوئے

رکے--

"وہ غصے والا ہے۔۔ہے بھی ایک اسٹار کڈ۔۔۔۔ تم نے دیکھ رکھا ہوگا اسے ڈراموں فلموں میں۔۔ مگر تھوڑا بدتمیز ہے تم برداشت کر سکتی ہو تو مجھے بتاؤ میں ان سے بات کر لیتا ہوں۔۔۔ ورنہ کوئی اور جاب ڈھونڈوں گا تمہارے لیے۔۔۔ کچھ وقت دینا پھر مجھے۔۔ ویسے بھی تمہارے پاس نہ تو ڈگری ہے نہ کوئی ایکسپیرینس۔۔۔۔"

انہوں نے دانستہ طور پر آخری جملہ ادا کیا تاکہ مقابل پر پریشر پڑئے۔۔۔

بریرہ نے سوچا بچہ ہی تو ہے کتنا بدتمیز ہو جائے گا زیادہ سے

زیادہ۔۔۔

نہ اس کے پاس ڈگری تھی نہ ہی کوئی ایکسپیرینس ایسے میں کوئی

بھی جاب ملنا ویسے بھی بہت مشکل تھا۔۔۔اس لیے یہ جاب

اسے آسان لگی۔

"چلیں میں کر لیتی ہوں مگر اس دوران میرے لیے کوئی دوسری اچھی جاب ضرور ڈھونڈ لیجئے گا بڑے ابو" اس نے ذرا ملتجی لہجے میں کہا۔

"دوسری جاب کیوں ڈھونڈنی ہے اگر تم اس بچے کو سدھار میرا مطلب سنبھال پاتی ہو۔۔۔تو اس کی ماں ہی تمہیں ہینڈسم اماؤنٹ پے کر دے گی۔۔"

انہوں نے پہلے سدھار کا لفظ استعمال کیا بعد میں اپنے لفظ کو درست کیا اسی بات سے بریرہ کو اپنی جانب آتے ہوئے طوفان کا اندازہ لگا لینا چاہیے تھا لیکن وہ ایک مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھنے والی بندی تھی زیادہ سے زیادہ کیا ہی دیکھ لیا ہوگا اس نے 16 سال کی چھوٹی عمر میں ۔۔۔ ٹھیک سے پورا ناظمہ آباد ہی گھوم لیا ہو یہی بہت بڑی بات ہے ایسے میں وہ کیا جانے ۔۔امیروں کے ٹھاٹ باٹھ۔۔۔ ان کے بگڑے بچے ۔ ان کی گندی عادتیں ۔۔۔وہ تو کچھ بھی نہیں جانتی تھی ابھی۔۔۔۔

"تو اگر تم راضی ہو تو میں ان سے تمہاری بات کر لوں؟؟.." وہ دیکھ چکے تھے وہ راضی ہے اس لیے بڑی پر اعتمادی کے ساتھ پوچھا۔۔اب ان کے لہجے میں وہ پہلی والی لچک کہیں نظر نہیں آ رہی تھی جو اس جاب کی آفر کی ابتدا کرتے وقت تھی۔۔

"جی بڑے ابو۔۔۔آپ ہاں کردیں۔۔۔"اس کی ہاں کرتے ہی تبریز صاحب مسکرانے لگے۔۔۔

وہ گھر آکر آئینے کے سامنے کھڑی ہو گئی تھی کتنی ہی دیر خود کو دیکھتی رہی --بڑے ابو کے بولے ہوئے جملے پتہ نہیں کیوں تکلیف دے رہے تھے---"انھیں میں کہاں سے 23 سال کی لگتی ہوں ؟؟"

وہ صرف 16 سال کی کم بچی تھی لیکن تبریز صاحب نے اسے جاب 23 سال کی کہہ کر دلائی تھی--اور اس سے بھی کہا تھا کہ وہ جھوٹ ہی کہے وہاں جا کر---

بریرہ کو اچانک اس کی عمر سے سات سال بڑا کر دیا گیا تھا جبکہ وہ ایک لڑکی تھی۔۔۔ لڑکیاں تو اپنی عمر چھپاتی ہیں۔۔ خود کو جتنا ہو سکے کم عمر ظاہر کرتی ہیں اور اسے 16 سال کی بالی عمر میں 23 سال کی میچور لڑکی بنا دیا گیا تھا۔ یہ بات اس پر کیسے افیکٹ نہ کرتی۔۔۔ کہ جب 16 سال کی عمر میں لوگ اسے 23 سالہ میچور لڑکی بنا رہے ہیں تو پھر جب وہ واقعی 23 سال کی ہوگی تو لوگ تو اسے انٹی کہنے لگ جائیں گے۔۔اس کی ماں کا ڈر۔۔کہ کیا وہ کنواری ہی بیٹھی رہے گی کہیں سامنے نہ آجائے۔۔۔

کیونکہ ہمارے معاشرے میں لڑکی کی شادی کی عمر 23، 24 اور 25 کے درمیان ہی ہوتی ہے --

آج کل ہم جس سوسائٹی میں رہ رہے ہیں وہاں ہر لڑکے کو بچی چاہیے---ذرا سی لڑکی کی عمر نے 24 کو کراس کیا نہیں کہ لڑکے اسے انٹی کہنا شروع کر دیتے ہیں---

اسے جاب چاہیے تھی اس لیے جھوٹ میں تبریز تایا کا ساتھ تو دینا ہی تھا مگر دلی طور پر اسے رنج پہنچا تھا۔

ابھی وہ مرر میں اپنا عکس ہی دیکھ رہی تھی جب اچانک اسے اپنے عکس کے ساتھ جانشیر کا عکس دکھائی دیا۔۔۔

"میری بول آئی تھی۔۔وہ لینے آیا ہوں۔۔۔" اس نے کوئی سوال نہیں کیا۔۔۔بس وہ خاموشی سے اس کے سراپے سے اپنے سراپے کا تقابل کرنے لگی۔۔۔

مہرون کلر کی شرٹ پر کریمی کلر کی پینٹ زیب تن کیے وہ کوئی ہیرو ہی تو لگ رہا تھا اس وقت۔۔۔

جانشیر نے اس کی آنکھیں دیکھیں۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا بس ابھی رو دے گی۔۔۔

علم تھا اسے کہ وہ آج اس کے والد کے پاس گئی تھی جاب کے لیے۔۔۔ اور ابھی پانچ منٹ پہلے ہی لوٹی ہے۔۔۔ مگر یہ روتو سہ چہرہ کیوں؟؟

اس لڑکی کے کچھ نہ پوچھنے کے باوجود بھی جانشیر نے اپنے آنے کی وجہ خود بتائی۔۔۔تاکہ وہ اس خوشگمانی میں مبتلا نہ ہو کہ وہ اس کے پیچھے چلا آیا ہے۔۔۔

وہ کھڑکی کے پاس سے بول اٹھا کر۔۔۔اسے دکھاتا ہوا۔۔۔وہاں سے باہر چل دیا تھا۔۔۔

"کچھ کہا ہے کیا کسی نے اسے؟" کمرے سے باہر آنے کے بعد وہ ابھی ایک قدم ہی چلا تھا کہ نہ جانے دل میں کیا سمائی کہ دوبارہ مڑ کر اس کے کمرے میں جھانکا۔۔۔ وہ ابھی بھی اپنی جگہ کھڑے آئینے میں اپنا عکس تک رہی تھی۔۔۔

ستائشی نگاہوں اور سوگوار نظروں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔۔۔ وہ جس طرح آئینے میں خود کو دیکھ رہی تھی وہ یہ بتانے کے لیے کافی تھا۔۔۔کہ اس لمحے وہ خود کو اپنی نظروں سے نہیں دیکھ رہی۔۔۔ لوگوں کے پوائنٹ اف ویو سے دیکھ رہی ہے۔۔۔

اب تک لوگ اسے موٹی اور کالی کا ٹائٹل دے رہے تھے۔۔۔

ایک دم اسے ایجڈ بھی بنا دیا۔۔۔اسے تو تکلیف ہوگی نا۔۔

جب جانشیر اور وہ ایک ساتھ آئینے کے عکس میں نظر آئے تو بریرہ

کے نزدیک جانشیر اب بچہ لگ رہا تھا اس کے آگے۔۔۔

وہ لوگوں کو جانتی ہے لوگ کبھی بھی اچھائی کو پوائنٹ آوٹ نہیں کرتے مگر برائی کو منہ پھٹ ہو کر کہنا پسند کرتے ہیں --اب لوگ جانشیر اور اسے ساتھ دیکھ کر یہ نہیں کہیں گے کہ جانشیر اتنا پتلا دبلا ہے--کے کم عمر بچہ و لڑکا سہ لگ رہا ہے----بلکے لوگ کہیں گے بریرہ جانشیر کی اماں لگ رہی ہے----اور یہ صرف جانشیر کے ساتھ نہیں اس کی عمر کے جتنے بھی لڑکے ہوں گے ان سب پر ایک ہی قاعدہ کلیہ اپلائی ہوگا یعنی وہ سب اس کے آگے بچے لگیں گے۔

" دفع کرواں پتلے دبلے کیلے کے چھلکوں کو۔۔ میں کسی اپنے جیسے جاندار انسان سے شادی کروں گی۔۔ پھر نہ موٹا ہونے کا غم ۔۔۔نہ سانولے ہونے کا دکھ اور نہ ایجڑ دکھنے کی فکر" تھوڑی دیر لگی اپنے بکھرتے جذبات کو سنبھالنے میں ۔۔۔ مگر اب جذبات کے ساتھ ساتھ دماغ بھی تیار کر لیا تھا کہ اپنے جیسا ہی چاہیے ۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"تم بریرہ ہو؟؟" رومان کو بتایا گیا تھا کہ اس کے لیے نئی سیکرٹری رکھ دی گئی ہے۔۔ جس پر اس نے کچھ خاص رسپانس نہیں دیا تھا اپنے والدہ کو مگر ذہنی طور پر اسے یہی لگا تھا کہ کوئی خوبصورت سی لڑکی ہوگی۔۔پتلی دبلی نازک سی۔۔۔ مگر اس کی توقع کے بالکل برعکس سامنے تو ایک کالی و موٹی لڑکی کھڑی تھی۔۔۔ پنک کلر کی اسکرٹ و بلو جینز میں ملبوس۔۔۔ جسے دیکھ۔۔۔ وہ منہ بسورے بغیر نہ رہ سکا تھا۔۔۔

وہ کام کرنے آئی تھی شادی کے لیے رشتہ لے کر نہیں ---جو

وہ ایسے منہ بسور رہا تھا --

مقابل کا چہرہ بگاڑنا بریرہ کو زہر لگا لیکن پھر بھی مٹھیاں بھینچ کر

بورڈ ہاتھ میں لیے اثبات میں سر ہلانے لگی ---

"مام کو بھی تم ہی ملی تھی میری سیکرٹری بنانے کے لیے---"

کڑوا سہ منہ بنا کر کہتا وہ اس کے برابر سے گزر کر آگے بڑھ گیا تھا--

وہ بھی کہاں سے بچہ تھا دیکھنے سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ اس کا ہم عمر ہے اور پھر خود کو نہیں دیکھا کیا اس نے آئینے میں--- بس رنگ ہی تو گورا تھا ورنہ ہیلدی تو اسی کی طرح تھا--- مگر اس نے تو دیکھ کر منہ نہیں بسورا----

"ایک منٹ --- تم سیکرٹری ہو نا میری --- چلو یہ پکڑو" وہ دونوں

اب ایئرپورٹ سے باہر نکل رہے تھے-- بریرہ اس کے پیچھے چل

رہی تھی جب اچانک اس نے مڑ کر اپنے بھاری بھرکم دو بیگ اس

کے ہاتھ میں تھمائے--

"کیا پتھر بھر کے لایا ہے اس میں ؟؟... اور اتنی بھی تمیز نہیں

ہے کہ اپنا سامان خود اٹھائے--- ایک لڑکی سے اٹھوا رہا ہے

اتنے بھاری بیگس وہ بھی اتنی گرمی میں ---" وہ دانت پیستے

ہوئے دل ہی دل کڑکڑاتی --- بھاری بھرکم بیگس کو دونوں

کندھوں پر ٹانگ کر اب اس کے پیچھے آ رہی تھی۔۔۔دھوپ کافی تیز تھی اس لیے کمر پر پسینے کی بوندیں ڈھلتی وہ محسوس کر سکتی تھی۔۔۔

ڈرائیور نے بھی شاید اس سے کوئی بدلہ ہی لیا تھا جو گاڑی اتنی دور پارک کی تھی کہ چلتے چلتے اس کے پاؤں دکھ گئے تھے۔۔

" کتنی لیزی ہو تم --- تھوڑا تو جلدی چلو" رومان گاڑی کے پاس پہنچ کر---گاڑی کی پیسنجر سیٹ کا ڈور کھولے---اس کی جانب جھنجھلا کر دیکھتے ہوئے --کہہ رہا تھا

"اگر یہ بھاری بیگس خود کو لے کر چلنا پڑے ناں---تو آدھے راستے میں ہی بیہوش پڑا ہوگا یہ ---- بڑا آیا مجھے لیزی کہنے والا---" بریرہ کو وہ رومان نامی امیر زادہ ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا اب---

"بدتمیز" بریرہ جیسے تیسے کر کے اس گرمی میں دونوں کندھوں پر بیگس ٹانگے۔۔ہانپتی ہوئی پہنچ گئی تھی گاڑی کے پاس۔۔۔

اس کا چہرہ دھوپ سے لال پڑ رہا تھا۔۔۔

چونکہ رومان گاڑی کا ڈور کھولے کھڑا تھا اس لیے بریرہ کا یہی گمان تھا کہ وہ اس کے انتظار میں کھڑا ہے۔۔

جیسے ہی وہ گاڑی کے ڈور کے پاس پہنچی اندر بیٹھنے کی نیت سے۔۔۔اگلے ہی پل رومان نے تیزی سے گاڑی میں بیٹھ کر ڈور کلوز کر دیا۔۔۔وہ بھی اس کے ڈائریکٹ منہ پر۔۔ کیونکہ اس کا عمل اچانک اور ان ایکسپیکٹڈ تھا اس لیے بریرہ چونک کر ایک قدم پیچھے ہوئی۔۔۔

" بیگس پیچھے ڈگی میں رکھ کر تم ڈرائیور کے ساتھ آگے بیٹھو" کھڑکی کو نیچے کر کے۔۔ اب وہ نہایت مغرور انداز میں کہہ رہا تھا۔۔

"اوکے" رومان اس کا ہم عمر ہی تھا وہ چاہتا تو دوستانہ انداز میں بات کر سکتا تھا مگر پتہ نہیں کیا سمجھ رہا تھا خود کو۔۔اتنا مغرورانہ انداز و حاکمانہ لہجہ۔۔۔ کہ بریرہ کو وہ پہلی ملاقات میں ہی زہر معلوم ہوا۔۔۔

کیونکہ اسے پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ بچہ بہت بدتمیز ہے اور اس کے باوجود اس نے اس جاب کے لیے خود ہاں کہا تھا تو اب تو اسے برداشت کرنا ہی کرنا تھا۔۔

"اوکے سر بولو۔۔۔" ابھی بریرہ نے دانت پیستے ہوے۔۔۔(اوکے)کہا ہی تھا کہ مقابل ڈیمانڈنگ لہجے میں تیزی سے بولا۔۔۔

بریرہ نے گہرا سانس لیا۔۔۔ وہ دھوپ میں کھڑی تھی۔۔ بھاری بھرکم دو بیگس اٹھائے۔۔ بجائے اس کا احساس کرتا کہ وہ لڑکی ہے اور اپنے ڈرائیور سے کہتا کے بیگس رکھ دو ڈگی میں۔۔ الٹا اس سے کہہ رہا تھا۔۔۔ اوپر سے اوکے سر جیسی فالتو ڈیمانڈس الگ۔۔

"اوکے سر" خون کا کڑوا گھونٹ ہی تھا جو اس لمحے اس لڑکی نے پیا تھا---

"بلکہ نہیں -- سر تھوڑا اولڈ لگے گا--- تم مجھے ماسٹر بولو---"

دھوپ کا کالا چشمہ آنکھوں سے اتار کر اپنی شرٹ میں لگاتے ہوئے اب وہ بریرہ سے ایک نئی ڈیمانڈ کرنے لگا---

بریرہ جزبز ہوکر کچھ لمحے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کی گردن مڑوڑ ڈالے۔۔۔

گوری انڈے جیسی رنگت۔۔۔ سیاہ نشیلی آنکھیں۔۔۔ بھرے گال۔۔۔ تھوڑا ہیلدی تھا وہ مگر خوبصورت وے میں۔۔۔ ناک کھڑی لگتی اگر گال بھرے نہ ہوتے۔۔۔ ہونٹ اس قدر سرخ تھے جیسے ابھی تازہ تازہ خون پی کے آرہا ہو۔۔۔۔

"اوکے ماسٹر۔۔"چہرے پر مصنوعی مسکان سجائے۔۔۔سارا غصہ اپنے اندر اتارتے ہوئے۔۔۔نہایت تحمل سے گویا ہوئی۔۔۔

"جاؤ اب رکھو بھی۔۔۔دیر ہو رہی ہے۔۔" نہایت جھنجھلا کر کہتے۔۔۔اب وہ اپنا سیل نکال رہا تھا پاکٹ سے۔۔۔

بریرہ بیگس ڈگی میں رکھ کر آنے کے بعد۔۔ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ پیسنجر سیٹ پر بیٹھی۔۔۔

ابھی گاڑی اسٹارٹ بھی نہیں ہوئی تھی کہ پیچھے سے آنے والے سگریٹ کے دھوئیں نے بریرہ کی ناک کو ہٹ کیا۔۔۔

اس نے تیزی سے پلٹ کر پیچھے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جہاں رومان اسے سگریٹ جلا کر۔۔۔ کش لگاتا ہوا نظر آیا۔۔۔

اس کے گھر میں کوئی سگریٹ نہیں پیتا تھا۔۔ حتی کہ اس نے کبھی اپنے پورے خاندان میں کسی کو سگریٹ پیتے نہیں دیکھا۔۔۔ اس لیے رومان کا اتنی کم عمر میں سیگرٹ پینا اسے بہت برا لگا۔۔۔

مقابل کے سگریٹ پینے کی وجہ سے پوری گاڑی میں سگریٹ کی بدبو ہو گئی تھی جس کے سبب بریرہ کو دھانس لگنے لگی۔۔ جبکہ

ڈرائیور بالکل پرسکون ہو کے گاڑی چلا رہا تھا یقیناً وہ عادی تھا۔۔۔

رومان دیکھ چکا تھا کہ بریرہ کو دھانس لگ رہی ہے اس کے سگریٹ پینے سے اس کے باوجود اس نے مکمل اگنور کیا

بریرہ کی کیا مجال کہ وہ اسے کچھ کہہ سکتی۔۔۔اس لیے ناک پر ہاتھ رکھ کر باہر کی جانب دیکھنے لگی۔۔۔

-

جیسے تیسے کر کے وہ سفر گزرا۔۔۔

"فیٹی۔۔۔" بریرہ کو پہلی ذمہ داری رومان کو لانے کی سونپی گئی تھی۔۔۔ جو اسے عروج بیگم کی مینجر نے فون پر انفارم کر دیا تھا

گاڑی سے اتر کر ابھی وہ دو قدم ہی چلی تھی جب رومان کی آواز اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرائی۔۔۔

"فیٹی" وہ نہیں رکی یہ دیکھ رومان نے پھر آواز لگائی۔۔

"فیٹی۔۔۔ میں تم سے بات کر رہا ہوں" اسے نہ رکتے دیکھ۔۔۔

اس بار رومان کی آواز میں تھوڑا غصہ آگیا تھا۔۔۔

"موٹی بھینس" جب اس نے دو تین بار نہیں سنا تو چوتھی بار وہ

غصے سے چیخا۔۔۔ اور اس بار اس نے فیٹی کا لفظ استعمال نہیں

کیا اس بار اس نے وہ لفظ استعمال کیا جو مقابل کو تکلیف دینے کا سبب بنے---

بریرہ نے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں--- لیکن رکی پھر بھی نہیں--- جب تک وہ اس کا نام عزت سے نہیں لے گا تب تک وہ بھی مڑ کر دیکھے گی نہیں اس کی جانب--- پھر چاہے کچھ بھی بلاتا رہے---

" اکڑ کتنی ہے اس موٹی میں۔۔ " گارڈن میں کھڑا مالی ہو یا کار سے نکلنے والا ڈرائیور یا وہاں چلتے پھرتے دیگر ملازمین۔۔ سبھی یہ منظر بڑی حیرت سے دیکھ رہے تھے۔۔کس میں ہمت تھی رومان بابا کی آوازوں کو اگنور کرنے کی۔۔۔ جو وہ نئی آنے والی لڑکی پہلے دن ہی کررہی تھی۔

" تمھیں آوازیں دے رہا ہوں۔۔۔ سنائی نہیں دے رہا کیا؟؟؟ " پہلے ہی اسے شدید جھنجھلاہٹ ہو رہی تھی اس لڑکی کو دیکھ کر۔۔نہ شکل تھی نہ فیگر تھا نہ ہی ذرہ برابر بھی خوبصورت لگی تھی

اس کے دل کو۔۔۔اوپر سے اتنا ایٹیٹیوڈ۔۔۔کہ اس کی آواز کو اگنور کر کے جا رہی تھی۔۔وہ کیسے جزبز نہ ہوتا۔۔۔اس کا تو خون جل گیا تھا بری طرح۔۔۔

کار پر زور سے لات مارتا تیزی سے چل کر اس کی جانب آیا۔۔۔۔

بریرہ نے محسوس کر لیا تھا کہ وہ اس کی جانب آرہا ہے لیکن پھر بھی انجان بنی رہی یہاں تک کہ مقابل نے آکر اس کا بازو پکڑ کر اپنی جانب فورس کے ساتھ موڑا۔۔۔

"آپ نے مجھے آواز دی ؟؟ کب؟؟" نہایت خوبصورت وانجان سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے۔۔۔ معصومانہ انداز میں سوال کیا۔۔۔ جیسے اسے واقعی پتہ نہ ہو کہ مقابل نے کب آواز دی۔۔۔

"اور پلیز۔۔۔اپنے ہاتھ دور رکھ کر بات کریں مجھ سے "اگلے ہی پل نہایت کانفیڈنس کے ساتھ اپنے الٹے ہاتھ سے اس نے رومان کا ہاتھ اپنے بازو سے ہٹا کر نیچے کی جانب جھٹکا۔۔۔

"تم زیادہ ہوشیار نہ بنو میرے سامنے " وہ مزید اس کے قریب آکر۔۔۔نہایت غراتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

"میں ہوشیار نہیں بن رہی۔۔۔ میں نے واقعی اپنا نام نہیں سنا آپ کے منہ سے" جتنا قریب اس لمحے وہ بریرہ کے کھڑا تھا اگر اس کے علاوہ کسی اور ملازم کے ہوتا تو یقینا وہ تھر تھر کانپنے لگتا۔۔۔ لیکن وہ لڑکی۔۔۔وہ تو نڈر بن کے کھڑی تھی اس کے سامنے۔۔۔کوئی خوف نہیں تھا اس کی آنکھوں میں۔۔۔اوپر سے جرات انتہا کی۔۔ کہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال بات کر رہی تھی۔۔۔

وہ شدید جھنجھلا گیا تھا اس سے۔۔۔ بس نہیں چل رہا تھا اٹھا کر خود باہر پھینک کر آئے۔۔۔

بریرہ محسوس کر چکی تھی اس کی وہ جو اکتاہٹ اور حد سے زیادہ جھنجھلاہٹ ہے وہ اس کے موٹاپے اور سانولی رنگت کو لے کر ہے۔۔۔ ورنہ ملاقات کو ابھی وقت ہی کتنا ہوا ہے جو وہ اتنا بری طرح ٹریٹ کر رہا ہے اسے۔۔۔

"فیٹی۔۔۔ یہی تمہارا نام ہے آج سے ۔۔۔ میں تمہیں فیٹی بلایا کروں گا" اب وہ دانت پیس کر۔ جتاتے ہوئے اعلانیہ کہہ رہا تھا۔۔۔

"تمہیں مجھ سے شادی کرنی ہے ؟؟" بریرہ کے اچانک سوال پر مقابل کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔۔

"کیا؟؟" وہ نا سمجھی سے سٹپٹا کر۔۔۔

"تو پھر کیوں جاہل مردوں کی طرح باڈی شیمنگ کر رہے ہو؟؟"

وہ کام کرنے آئی تھی اس کے پاس ----- شادی کرنے تھوڑی جو وہ اس کی باڈی شیمنگ میں لگا ہوا تھا--- اس کی صورت و رنگت و قد و وزن کا کام سے کیا تعلق بھلا---

"تم مجھے جاہل بول رہی ہو؟؟"مقابل کا پارہ ہائی ہوا تھا---

"تم بھی تو مجھے فیٹی بول رہے ہو" وہ بھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال غرائی مگر چہرے پر مسکان کو سجائے رکھا۔۔۔

"کیونکہ تم فیٹی ہو" رومان خاصہ جتاتے ہوئے۔۔۔

"تو پھر تم بھی جاہل ہو جسے ایک لڑکی سے بات کرنے کی تمیز تک نہیں ہے۔۔" جہاں ہر جملے کے ساتھ رومان کا ٹمپریچر بڑھ رہا تھا

وہیں بریرہ بالکل ایسے بات کر رہی تھی جیسے موسم کا حال بتا رہی ہو۔۔۔اس کے لہجے میں کہیں سے بھی غصہ نہیں چھلک رہا تھا ۔۔وہ خاصہ مسکرا مسکرا کر جواب دے رہی تھی۔۔جس کے سبب رومان کی مزید تپ رہی تھی۔۔۔

" لڑکی ؟۔۔۔خوش فہمی تو دیکھو۔۔۔ چلتا پھرتا بلڈوزر ہو تم ۔۔۔انٹی کہیں کی۔۔ "ابھی تک تو بریرہ خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ لیکن یہ جو مقابل نے آخری لفظ کہا تھا ناں (انٹی)۔۔۔بس یہ لفظ اس کے غصے کے ٹریگر کو دبا گیا تھا۔۔

"تم کون سہ کہیں کے شہزادے لگتے ہو۔۔۔ سگریٹ کا دھواں اڑا کر خود کو کول سمجھ رہے ہو۔۔۔ موٹے انکل کہیں کے۔۔۔"

"تم نے مجھے انکل کہا؟؟؟...."ایک وقت (موٹا) کا لقب وہ پھر برداشت کر لے مگر (انکل)... یہ کچھ زیادہ نہیں ہو گیا تھا۔۔۔

رومان کے تو جیسے ایک تپ چڑھ رہی تھی اور دوسری اتر رہی تھی---

وہ نہایت غرا کر کہتا اس کے مزید قریب آیا---

"تو تم نے بھی تو مجھے انٹی کہا ناں" وہ شیرنی بھی کہاں پیچھے ہٹنے والی تھی وہ بھی غرا کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال ایک قدم اور قریب

آ کر بولی ۔۔۔اب وہ دونوں اتنے قریب کھڑے تھے۔۔۔ کہ ایک قدم اور آگے بڑھائیں تو ناک مس ہو جائے۔۔

"چونکہ تم انٹی ہو" وہ بے نیازی سے مسکرا کر جتاتے ہوئے بولا۔۔۔یقینا وہ مرچیں لگا رہا تھا۔۔۔

"تو تم بھی انکل ہو۔۔۔۔ تم تو۔۔۔"

"یہ کیا ہو رہا ہے یہاں ؟؟" ابھی بریرہ اسے ٹکا کے جواب دیتی اس سے قبل ہی رومان کی والدہ (عروج بیگم) آکر ان دونوں کو حیرت سے کتے بلی کی طرح لڑتے ہوئے دیکھ۔۔۔ڈپٹ والے لہجے میں استفسار کرنے لگیں۔۔۔

بریرہ کو خاص طور پر رومان کو سنبھالنے کے لیے بلایا گیا تھا مگر وہ تو ان کے بیٹے کے ساتھ بچوں کی طرح لڑ رہی تھی۔۔۔

"یہ فیٹی بدتمیزی کر رہی ہے مجھ سے --" رومان تیزی سے اپنی ماں سے شکایتی لہجے میں بولا---

بے شرم ہونے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے کتنی ڈھٹائی سے اپنی ماں کے سامنے اسے فیٹی کہہ رہا تھا---

"رومان تمیز سے بات کرو--- بڑی ہیں تم سے" عروج بیگم فورا ہی ڈپٹ بھرے لہجے میں بولیں---

"یہ مجھ سے بڑی ہے ؟؟"روما ن کو جیسے حیرت ہوئی۔۔۔ اسے تو وہ اپنی ہم عمر ہی لگی تھی۔۔۔

"جی ہاں۔۔ وہ بھی پورے سات سال۔۔۔ آپی بولو انھیں اور عزت سے بات کروان سے" عروج بیگم کے ڈیمانڈنگ لہجے میں کہتے ہی بریرہ تھوڑا اکڑ کے کھڑی ہوئی۔ کہ چلو بیٹا جھکنے کی باری آئی ہے تمھاری۔۔

"ہو ہی نہ جائے یہ فیٹ مجھ سے بڑی --ذرا شناختی کارڈ دکھانا"رومان کسی صورت ماننے کے لیے تیار نہیں تھا کہ وہ لڑکی اس سے عمر میں بڑی ہے---

یہ جاب تو اسے اپنے تایا کی وجہ سے ملی تھی ورنہ اگر واقعی اس کے ڈاکومنٹس وغیرہ جمع کروائے جاتے--- تو اس کا جھوٹ فورا پکڑا جاتا---

"رومان بیہیو یور سیلف۔۔۔ اور سوری بولو آپی کو" اب کے عروج بیگم نے کھا جانے والی نگاہ سے گھورتے ہوئے کہا تو وہ تھوڑا سیدھا ہوا۔۔۔

"آپی؟؟.... ہونہہ۔۔۔۔" اسے آپی بلائے۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔

ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہتا۔۔۔وہاں سے چل دیا تھا۔۔۔

"یہ لڑکا بھی نا" عروج بیگم کا انداز بہت تھکا ہارا سہ تھا۔ جیسے وہ اس لڑکے سے پہلے ہی عاجز ہوں۔۔۔

"اس کی طرف سے میں آپ سے معافی مانگتی ہوں بریرہ۔۔۔امید کرتی ہوں کہ آپ اس کی باتوں کو دل پر نہیں لیں گی۔ وہ بچہ

ہے ابھی۔۔۔" عروج بیگم اپنے بیٹے کی جانب سے نہایت معذرتی لہجے میں معافی مانگ رہی تھیں بریرہ کو تو یہی حیرت ہوئی کہ بڑے لوگ معافی بھی مانگتے ہیں۔۔ورنہ اس نے تو کبھی اپنے خاندان میں غلطی کرنے کے باوجود بڑوں کو معافی مانگتے نہیں دیکھا۔۔۔

اور امیر رشتہ داروں کی تو پوچھو ہی نہ۔۔۔وہ تو سیدھے منہ بات نہ کریں ۔۔۔معافی مانگنا تو بہت دور کی بات ٹھہرا۔۔۔

لیکن وہ اتنی امیر و کبیر خاتون ہو کر اس سے معافی مانگ رہی تھیں۔۔۔ تو یہ پھر ان کا بڑا پن ہی تھا۔۔۔

"اٹس او کے میں نے برا نہیں مانا۔۔۔ بچہ ہی تو ہے" جب اس نے آخری جملہ ادا کیا تو وہ کہاں جانتی تھی کہ پیچھے سڑھیوں سے گزرتا ہوا رومان رک کر اس کی جانب مڑا تھا اور اس نے بغور اس لڑکی کو سر تا پاؤں دیکھا۔۔۔

"بچہ" اس نے زیر لب دانت پیستے ہوئے دہرایا۔۔۔

"میں اپنی مینیجر سے کہتی ہوں۔۔۔ وہ آپ کو رومان کا ڈیلی روٹین کا شیڈیول دے دیں گی۔۔۔ اور ٹھیک طرح آپ کا کام بھی سمجھا دیں گی۔۔۔ ویسے میں آپ کو بتا دوں۔۔۔رومان بہت شرارتی ہے" آخری جملہ ادا کرتے وقت ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ان کے چہرے پر مسکراہٹ ہوتی ۔۔ جب ایک ماں اپنے بچے کی شرارتوں کا ذکر کرتی ہے تو وہ اکثر ہنستی ہے مسکراتی ہے لیکن ان

کے چہرے پہ ایسا کوئی تاثر نہیں تھا۔۔۔بلکہ لگا جیسے وہ صرف وارن کر رہی ہوں۔۔۔

عروج بیگم کی مینیجر اسے پورا کام سمجھانے کے بعد۔۔۔خود اسے لے کر اوپر والی منزل پر پہنچیں۔۔جہاں رومان کا روم تھا انہوں نے دروازہ آہستگی سے نوک کیا۔۔

"شاید رومان بابا نہار رہے ہیں-- میں تمہیں اندر لے چلتی ہوں"

بس اتنا کہہ کر اس نے دروازہ کھولا ہی تھا--- کہ پنچنگ بیگ ڈائریکٹ آکے ان کی ناک پر زور سے لگا--اور وہ اگلے ہی پل پیچھے کی جانب دھڑام کر کے گرئیں--یہ سب کچھ لمحوں میں ہوا تھا- بریرہ تو دیکھتی کی دیکھتی رہ گئ---

دو تین لمحے لگے اسے سمجھنے میں کہ ہوا کیا ہے--- اور پھر وہ تیزی سے انھیں اٹھانے کی جانب بھاگی---ان کی ناک سے خون نکل رہا تھا---

"یہ رومان بابا اوران کی شرارتیں"وہ 35 سالہ لیڈی اپنی ناک سے خون صاف کرتے ہوئے سر پکڑ کر اٹھیں---

بریرہ نے ان کی مدد کی تھی اٹھنے میں---

پہلا جھٹکا جہاں اسے اس جمپنگ بیگ سے لگا۔۔۔ وہیں دوسرا جھٹکا اس لیڈی کا جملہ سن کر لگا۔۔۔جو وہ بے بسی سے ادا کر رہی تھیں۔۔

"شرارت؟؟..." وہ اسے شرارت کہہ بھی کیسے سکتی تھیں؟؟...

وہ زخمی ہو گئی تھیں۔۔۔ان کے چوٹ آئی تھی۔۔۔

"اوو۔۔۔ تم تو بچ گئیں۔۔۔ مگر کوئی نہیں مزا پھر بھی بہت آیا" رومان اچانک وہاں آکر جب ہنستے ہوئے بولا۔۔۔ تو بریرہ اسے بے یقینی سے تکنے لگی۔۔۔

"تم پاگل واگل ہو گیا؟؟... تمہیں نظر نہیں آرہا۔۔۔ان کے خون نکل رہا ہے... تمہاری ماں کی عمر کی ہیں یہ" بریرہ مزید خود پر کنٹرول نہیں کر سکی تھی۔۔۔

اس کے روبرو کھڑے ہو کر۔۔۔اب وہ دانت پیستے و مٹھیاں بھینچے ۔۔۔ ایک ایک لفظ نہایت غصیلے لہجے میں ادا کر رہی تھی۔۔۔ مگر مقابل کب سن رہا تھا؟؟...اس نے خاصہ لاپرواہی کے ساتھ اپنے الٹے ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی کو کان میں ڈال کر مسلنا شروع کر دیا تھا۔۔ جو اسکی کوفت کو ظاہر کر رہا تھا۔۔۔

"پہلے تو تم خود بڑوں سے بات کرنا سیکھو" جیسے ہی بریرہ خاموش ہوئی۔۔لگلے ہی لمحے مقابل نے اس کا بازو پکڑ کر اپنی جانب جھٹکے سے کھینچا۔۔۔

اس جھٹکے کے نتیجے میں اب وہ اتنا قریب کھڑی ہو گئی تھی کہ دونوں کے شوز ایک دوسرے سے ٹچ ہو گئے تھے۔۔۔

اچانک رومان کے یوں قریب ہونے پر اس کی سانس لمحہ بھر کے لیے اٹکی----

" اس دنیا میں عمر میں بڑوں کی عزت نہیں ہوتی ---اسٹیٹس میں بڑوں کی ہوتی ہے---" وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر---جتاتے ہوئے ادا کر رہا تھا---" سمجھی فیٹی" اور لگلے پل اس کی آنکھوں میں چھایا ہوا غصہ غائب ہو گیا اور وہ مسکراتے ہوئے بریرہ کے سیدھے گال پہ الٹے ہاتھ سے تھپ تھپا کر---اس کا بازو چھوڑتے ہوئے--خود ہی ایک قدم پیچھے ہو گیا----

اس سیاہ آنکھوں والے نوجوان کے نزدیک وہ مقابل کو سمجھا چکا تھا کہ کن بڑوں کی عزت کرنی ہوتی ہے اگر عقلمند ہے تو دوبارہ اس کے سامنے آواز بلند کرنے کی غلطی نہیں کرئے گی۔۔

"اب کیا وہیں پتھر کی مورت بنی کھڑی رہو گئی ۔۔۔اندر آؤ اور میرے کپڑے نکال کر دو۔۔۔ مجھے چینج کرنا ہے۔" وہ دیکھ سکتا تھا اس لڑکی کے بھینچے ہوئے ہونٹوں کو۔۔۔۔

لیکن وہ اس کے غصے کو کب خاطر میں لا رہا تھا۔۔۔

اس کے کمرے میں جاتے ہی بریرہ نے ایک گہرا سانس لیا اور خود کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔۔۔وہ شخص جب سے ملا تھا صرف اس کا ٹمپریچر ہی بڑھا رہا تھا۔۔۔

اپنی ماں کی عمر کی عورت کو تکلیف پہنچانے کے باوجود اس نے معافی مانگنے تک کی زحمت نہیں کی تھی اتنا بے حس اور بدتمیز انسان تھا وہ۔۔۔

"میں ایک مشورہ دیتی ہوں اگر پیسوں کی زیادہ ضرورت نہیں ہے تو یہ کام چھوڑ دو اور کہیں اور ڈھونڈ لو۔۔۔" عروج بیگم کی مینیجر آہستگی سے اسے سمجھانے والے انداز میں کہتی۔۔۔ وہاں سے چلی گئی تھیں۔

وہ انھیں کیا بتاتی۔۔پیسے کی ہی تو سب سے زیادہ ضرورت ہے
اسے اس وقت۔۔۔

اس کے والد کے ڈائلیسس کی وجہ سے ان کے مالی حالات شروع
سے ہی بہت خراب تھے۔ پھر رہا سہا جانشیر نے اپنا بینک اکاؤنٹ
بنوا لیا۔۔جس کی وجہ سے جو دادی انھیں جانشیر کی پاکٹ منی میں
سے پیسے دیا کرتی تھیں وہ بھی بند ہو گئے۔۔۔ کچھ وقت تک تو
دادی نے سنبھال لیا لیکن جیسے ہی اس کے والد مرے۔۔دادی
نے یہ کہنا شروع کر دیا اس کی والدہ سے۔۔۔کہ وہ اپنے میکے

چلی جائیں۔۔وہ چلی جاتیں اگر پیچھے کوئی سہارا ہوتا۔۔۔ان کا ایک ہی بھائی تھا وہ بھی شادی شدہ۔۔۔ماں باپ تھے نہیں۔۔۔کس کے سہارے جا کر بیٹھیں؟؟..وہ بھی اپنی جوان بیٹی کو لے کر۔۔۔

جب پیسوں کی زیادہ ضرورت پڑنا شروع ہوئی تو یاسمین خاتون نے دادی سے پیسے مانگے۔۔ کے گزر بسر کرنے کے لیے کچھ تو دیں ایسے تو زندگی نہیں چلے گی۔۔۔ کیونکہ یاسمین خاتون ان کے لاکھ کہنے کے باوجود واپس اپنے میکے نہیں جا رہی تھی اس لیے وہ مجبور

ہوئیں اپنے بیٹوں سے ان کے لیے پیسوں کی بات کرنے پر جس
پر اریب تایا کی جگہ طیبہ تائی نے یہ جواب دے کر ہاتھ جھاڑ
لیے۔۔۔کہ ان کی بیٹی کی شادی ہونے والی ہے وہ اس کے لیے
جہیز جمع کرئے گی۔۔۔ جبکہ تبریز تایا نے انھیں پیسے بھیجنا شروع
کر دیے۔۔۔

تبریز تایا ان دونوں ماں بیٹی کے حساب سے اچھی رقم بھیج دیتے
تھے وہ بھی ہر مہینے ۔۔۔تو گزر بسر اچھا چل رہا تھا۔۔۔اور چلتا رہتا
اگر افطار پارٹی میں اسے یہ نہ پتہ چلتا ان کی بیگم سے۔۔۔کہ وہ

انھیں اپنی زکوۃ کے پیسے دیتے ہیں۔۔۔انہوں نے یہ بات سب کے سامنے کہی تھی جس کی وجہ سے اس کی اور اس کی والدہ کی پورے خاندان کے سامنے بوٹیاں کٹنے لگیں۔۔۔

اگر آپ کسی کو اپنی زکوۃ کے پیسے دے بھی رہے ہو تو کیا ضروری ہے پورے خاندان کے سامنے اس کا ڈھنڈورا پیٹنا۔۔۔

لوگوں کی حقارت والی نظریں-- گویا جو کہہ رہی ہوں (اہ--- یہ تو زکوۃ کے پیسے کھا رہی ہیں ماں بیٹیاں)---وہ بھولتی نہیں تھی یہی وجہ تھی کہ وہ جلد سے جلد اپنے پاؤں پر کھڑی ہونا چاہتی تھی---

وہ اسکول کی پڑھائی کے ساتھ ہی جاب کرنا سٹارٹ کر دیتی مگر یہ کہاں ممکن تھا اسکول میں ہمارے یہاں جو آج کل نظام چل رہا ڈالنے کے اور کچھ نہیں burden ہے وہ سوائے بچوں پر ہے - ٹیچرز بک کے اندر سے پورے پورے پیراگراف سوالوں کے

جوابات کے طور پر نشانات لگوا دیتی ہیں اور پھر گھر آ کر بچہ صرف

انھیں بک سے اپنی کاپی میں اتارنے کا کام کرتا ہے۔۔۔جس

میں تین تین چار چار گھنٹے لگ جاتے ہیں۔۔اور مزے کی بات

یہ ہے کے اسے پتہ تک نہیں ہوتا کہ وہ کیا کاپی کر رہا

ہے۔۔۔بس وہ لکھتا ہی چلا جاتا ہے اور یہ ایک سبجیکٹ کی بات

نہیں ہوتی سارے سبجیکٹس میں یہی حال ہے۔۔۔پوری پوری

بکس کاپی پر اتروائی جا رہی ہوتی ہیں۔۔۔ اور ہوم ورک کر کے نہ

لے جانے پر دوسرے دن پٹائی اور کلاس فیلوز کے سامنے ذلیل

کردیا جاتا ہے۔۔ ایسے میں بچوں کے پاس دو ہی آپشن بچے ہیں یا تو

وہ تعلیم چھوڑ دیں جو اکثر بچے کرتے ہیں جاب کرنے کے لیے۔ یا پھر اپنی جاب کو میٹرک کے بعد کے لیے رکھیں۔۔۔ کیونکہ انھیں اپنا گریڈ اچھا چاہیے ہوتا ہے تاکہ آگے کا فیوچر اچھا ہو۔۔۔

اکثر بچے سوچتے ہیں کہ جاب و تعلیم ایک ساتھ کنٹینیو کر ہی لیں گے کسی طرح مگر آہستہ آہستہ کام کا بوجھ اور دوسرے دن ہونے والی کلاس میں ذلت اتنی زیادہ ہو جاتی ہے کہ وہ مجبورا پڑھائی کو ہی خیرآباد کہہ دیتے ہیں یا پھر یہ سوچ لیتے ہیں کہ بعد میں پڑھ لیں گے اور وہ بعد کبھی آتی ہی نہیں ہے۔۔۔

اس لیے بہتر آپشن سیکنڈ والا ہے۔۔ کبھی کبھار بڑی کامیابیوں

کے لیے وقتی تکلیفیں سہنی پڑتی ہیں۔۔۔۔ میٹرک تک اپنے برے

حالات کو کسی بھی طرح برداشت کر لیں اور صرف تعلیم پر دھیان

دیں ۔۔۔کیونکہ اس کے بعد آپ کالج لائف میں داخل ہو جاتے

ہو جہاں آپ کو یہ بچوں کی طرح کاپی کرنے والا سسٹم نہیں ملتا

آپ اپنے نوٹس خود بنا سکتے ہو جو بکس میں نشان لگ کر ہی بن

جاتے ہیں ضرورت نہیں ہوتی انھیں کاپی کرنے کی اور پورے

چار پانچ گھنٹے اتارنے کی جس سے بہت ٹائم بچتا ہے۔۔۔

"اوو۔۔ فیٹی ۔۔۔ اپنے راج کمار اپسس سوری بلڈوزر کمار کے خواب بعد میں دیکھ لینا۔۔۔ اندر آکر مجھے کپڑے دو پہلے۔۔" وہ ابھی اپنی ہی سوچوں میں مگن کھڑی تھی۔۔۔ جب رومان نے دوبارہ آکر اس کی آنکھوں کے آگے چٹکی بجاتے ہوئے ۔۔۔ بیزاریت سے کہا۔

"تمہارے کپڑے نکالنا میری جاب کا حصہ نہیں ہے ۔۔۔ اس لیے خود کرو۔۔" ابھی وہ اندر کی جانب چلا ہی تھا جب اس کے

کانوں کی سماعت سے بریرہ کے کڑک لہجے میں کہے انکاریا الفاظ ٹکرائے---

"کیا کہا تم نے ؟؟" وہ تعجب خیر نظروں سے پلٹ کر اس کی جانب دیکھتے ہوئے استفسار کرنے لگا---

اس لڑکی نے اس کے کام کرنے سے صاف منع کیا تھا اگر وہ غلط نہیں سن رہا تو--- اسے تو حیرت ہونی ہی تھی---

"یہی کہ یہ میری جاب کا حصہ نہیں۔۔۔ میرا کام آپ کے
ڈائریکٹرز کی جانب سے آنے والے میسجز کو آپ تک پہنچانا
ہے۔۔۔آپ کا پورا ہفتے کا شیڈول مینج کرنا ہے۔۔۔آپ کا کک
آپکے لیے ہیلدی کھانے بنائے اور آپ اسے کھائیں اس بات کو
یقینی بنانا ہے۔۔۔آپ پر تقریبا 12 گھنٹے نظر رکھنی ہے اور آپ کی
منٹ منٹ کی خبر آپ کی والدہ تک پہنچانی ہے۔۔۔" ہونٹوں پر
مسکان سجائے وہ کسی مشینی آپریٹر کی طرح اسے اپنی ساری ڈیوٹیز
بتا رہی تھی۔۔۔

"فیبیٹی تم غلط فلائٹ پکڑ رہی ہو۔۔۔میرا مشورہ مانو تو میری سیکرٹری بنو۔۔۔مام کی جاسوس نہیں۔۔ورنہ زیادہ دن چل نہیں پاؤ گی یہاں" اس کے سیدھے گال کو ہلکا سہ پن کرتے ہوئے۔۔۔ دوستانہ مشورہ دینے والے انداز میں گویا ہوا۔۔

"مجھے مہینے کی پیمنٹ آپ کی مام کرنے والی ہیں۔۔۔نہ کے آپ۔۔"پہلے تو وہ اسی کی طرز میں دوستانہ انداز میں مسکرا کر بولی

اور پھر چہرہ مکمل سنجیدہ کر۔۔اس کے ہاتھ کو اپنے گال سے زور سے جھٹکا

"اور دوسری بات۔۔۔ہاتھ قابو میں رکھو اپنے۔۔۔"اس کا لہجہ اب وارننگ آمیز تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔میں تو جیسے مرا جا رہا ہوں تمہیں ٹچ کرنے کے لیے۔۔ ہونہہ۔۔۔"وہ مضحکہ خیز انداز میں کہتا۔۔اب واپس مڑ کر چل

دیا تھا۔۔۔" ویسے تمہارا کام ہے یا نہیں مجھے کوئی پرواہ نہیں

لیکن کپڑے اب تم ہی نکال کر دو گی مجھے۔۔ تو اندر آؤ اور

کپڑے نکال کر دو۔۔۔ فورا" ابھی وہ دو قدم ہی چلا تھا کے پھر

دوبارہ اس کی جانب مڑا اور اس بار اس کا لہجہ سنجیدہ و ضدی

مزاجیت سے بھرا معلوم ہوا۔۔۔

اس لمحے وہ کوئی اڑیل بچہ لگا بریرہ کو۔۔۔

ایک کپڑے ہی تو نکال کے دینے ہیں۔۔۔کیا جاتا ہے۔۔۔یہی سوچ کر گہرا سانس ہوا میں خارج کرتی۔۔وہ اندر کی جانب آئی ۔۔۔

اس کا کمرہ نہایت خوبصورت ، ویل فرنش اور وسیع تھا۔

گول بیڈ اتنا خوبصورت تھا کہ بریرہ کچھ لمحے تو صرف اس کا بیڈ دیکھتی رہی۔۔ اور پھر بیڈ کے پیچھے لگی بڑے سے فریم میں اس کی تصویر کو۔۔۔

خوبصورت تو ہے وہ۔۔۔ اس بات کا احساس بریرہ کو اس تصویر کو دیکھ کر ہوا تھا جس میں رومان بلیک کلر کے تھری پیس سوٹ میں۔۔۔۔ یلو کلر کی لیمبورگنی کار سے ٹیک لگائے کھڑا نظر آرہا تھا۔۔

"نظر نہ لگا دینا اب "اس کی ستائشی نظروں کو دیکھ۔۔۔رومان ٹوکتے ہوئے اترا کر بولا۔۔

"کیا کروں لیمبورگنی روز روز دیکھنے کو تھوڑی ملتی۔۔۔ویسے تم سامنے کھڑے نہ ہوتے تو اور اچھی تصویر آتی" وہ اس کی جانب دیکھ۔۔۔اسمارٹ مسکراہٹ ہونٹوں کے کناروں پر سجائے بولی۔۔۔

جس پر مقابل نے دانت پیسے۔۔۔

بریرہ نے جو جملہ ادا کیا۔۔وہ رومان کو اپنی ذلت محسوس ہوا۔۔۔
وہ کسی خوبصورت دکھنے والی لڑکی سے تو یہ جملے سن سکتا تھا ایک
وقت۔۔۔مگر بریرہ جیسی سے نہیں۔۔۔

"کپڑے نکال دو۔۔۔ میں نہانے جا رہا ہوں۔۔۔ " نہایت نروٹھے
سے لہجے میں کہہ کر۔۔۔اب وہ وہاں سے چل دیا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد---

وہ ٹاول کو لور پارٹ پر باندھے گیلے بالوں کے ساتھ جب واش روم سے نکلا تو اسے اپنے کپڑے بیڈ پر سجے نظر آئے جبکے بریرہ صوفے پر بیٹھی آرام سے موبائل چلا رہی تھی---

"ڈرائی مشین اسٹارٹ کرو" اس کے حاکمانہ انداز میں کہتے ہی--- بریرہ نے دانت پیسے----

وہ اسے سیکرٹری کم اور اپنی پرسنل ملازمہ زیادہ سمجھ رہا تھا---

اس سے بحث کر کے اپنا موڈ مزید اف کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اس کا - اس لیے موبائل صوفے پہ پٹکنے والے انداز میں رکھ کر--- اس کی جانب آئی--

"کہاں رکھی ہے؟"

"ڈریسنگ کے مرر باکس میں" اس کی ڈریسنگ بھی کافی خوبصورت تھی۔۔اور ڈریسنگ کے برابر میں ایک پوری مرر والی باکسز سے بنی الماری کھڑی تھی۔۔۔اسے کھول کر بریرہ نے ڈرائی مشین نکالی۔۔۔

"اسٹارٹ کر دی ہے--کر لو آکر" وہ ڈرائی مشین کا پلگ سوئچ

میں لگا کر سٹارٹ کرنے کے بعد اسے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر

---اعلانیہ کہتی صوفے کی جانب جانے لگی--

"اووو ہیلو---کیا مطلب کر لو آکر---تم کرو گی---جلدی آؤ"

اب جب وہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے حاکمانہ انداز میں گویا ہوا---تو بریرہ

اس کا چہرہ دیکھنے لگی---

اب یہ حد ہو رہی تھی ---

"میں تمہارے بال ٹرائی کروں ؟ ؟... تم چھوٹے بچے ہو کیا ؟ ؟ ... ہاتھ نہیں ہیں تمہارے پاس ؟ ؟" اب وہ دونوں ہاتھ بھرم سے فولڈ کرتی ---اس کی جانب دیکھ -- سختی سے بولی

" فیلیٹی انٹی۔۔ڈونڈ سے۔۔کہ تمہیں میرے قریب آنے سے نروس فیل ہو رہا ہے" رومان کو تو جیسے موقع چاہیے تھا اسے تنگ کرنے کا۔۔فورا ہی اٹھ کر اس کے نزدیک آیا۔۔۔

گوری رنگت۔۔۔ گیلے بال۔۔۔ سرخ ہونٹ۔۔۔۔ شرٹ لیس بندہ۔۔اوپر سے نہایت قریب آ کر۔۔ شرارت سے آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔

مقابل کھڑی جان نے تو نروس ہونا ہی تھا۔۔۔

وہ نروس ہو رہی ہے اگر یہ بات مقابل پہ ظاہر کر دے گی تو وہ جانتی تھی مقابل اسکی یہی کمزوری پکڑ کر تنگ کرنے لگے گا۔۔اس لیے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں منہ چڑھاکر۔۔۔ بھرم سے ڈرائی مشین کے پاس چلتی ہوئی گئی اور پھر ہاتھوں کے اشارے سے اسے بیڈ پر بیٹھنے کا کہا۔۔۔

" زندگی میں پہلی بار بال ڈرائی کر رہی ہو کیا کسی کے؟؟..."

صرف مشین کا منہ اس کے بالوں کی ڈائریکشن میں کر کے

۔۔ پرسکون انداز میں تین قدم کی دوری پر کھڑی ہو گئی تھی

وہ ۔۔۔۔ ایسے بال ڈرائی ہوں گے تو کیا خوب ہوں گے ۔۔۔ یہی

سوچ ۔۔۔ رومان اب جزبز ہو کر پوچھ رہا تھا ۔۔۔

"ایسے ہی تو کرتے ہیں ۔۔۔ اب زیادہ نخرے نہ کرو تم ۔۔۔

ویسے بھی یہ میرا کام نہیں ہے"

ایک تو ہر چیز میں اس لڑکی کا (میرا کام نہیں ہے) کا نعرہ پہلے آجاتا۔۔۔

مقابل نے سر جھٹکا۔۔۔ وہ کافی لمبی فلائٹ لے کر آیا تھا۔۔۔ تھکا ہوا تھا بہت۔۔۔ سونا چاہتا تھا۔۔۔۔ اسے لگا بریرہ دانستہ طور پر اسے تنگ کر رہی ہے۔۔۔ اس لیے لگلے ہی پل اس کے ہاتھ سے کھڑے ہو کر ڈرائی مشین چھینی۔۔۔اور آئینے کے سامنے جا کر خود ہی اپنے بال ڈرائی کرنے لگا۔۔۔

"تم آج کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔۔۔چونکہ آج کی تمہاری کوئی شوٹنگ اور میٹنگ وغیرہ نہیں ہے" وہ کافی چھوٹی عمر سے ڈراموں میں کام کر رہا تھا۔۔۔

وہ ہیلدی تھا اس کے باوجود ڈراموں میں چھوٹے بھائی کا کردار کرتے ہوئے وہ اچھا لگتا تھا۔۔

جب وہ چھوٹا تھا تو ہیلدی ہونے کی وجہ سے بہت کیوٹ لگتا تھا اس لیے زیادہ ڈرامے ملتے تھے لیکن جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا جا رہا تھا ویسے ویسے ڈرامے ملنا کم ہو گئے تھے۔۔۔ وہ خود بھی اب ڈراموں میں چائلڈ آرٹسٹ کے طور پہ نہیں آنا چاہتا تھا۔۔وہ اب مین لیڈ کے رول میں چھوٹے اور بڑے پردوں پر دکھنا چاہتا تھا۔ جس کے لیے وہ محنت کرنا شروع کرچکا تھا۔۔۔ لیکن وزن کم کرنا کسی کے لیے بھی کھیل نہیں ہوتا۔۔۔ خاص طور پر ان امیر بچوں کے لیے جو بچپن سے فاسٹ فوڈ کھا کر بڑے ہوئے ہوں۔۔۔

اسے اپنی خوبصورتی میں ایک ہی داغ لگتا تھا اور وہ تھا اپنا موٹاپا۔۔۔

"تم تو بڑی جلدی اپنا سبق بھول جاتی ہو۔۔ کیا کہا تھا گاڑی میں۔۔کیا بلانا مجھے۔۔" وہ اب اس کی جانب پلٹ کر رعبدار انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔۔

"ماسٹر "بریرہ نے اس کا سکھایا ہوا سبق طوطے کی طرح دوبارہ دہرایا۔۔۔وہ بھی نہایت دانت جزبز ہوکر۔۔

"گڈ۔۔۔ اب دوبارہ یاد نہ دلانا پڑے۔۔۔" وہ آنکھیں دکھاتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"جی ماسٹر۔۔۔ اب آپ بتانا پسند کریں گے کہ آپ کا کیا ارادہ ہے"

"کچھ بھی نہیں۔۔۔سونے والا ہوں میں تو۔۔۔"وہ لاپرواہی سے گویا ہوا

"اوکے ۔۔۔ جب آپ کچھ نہیں کرنے والے۔۔۔ توآپ آرام سے سوئیں۔۔۔میں اپنے گھر چلتی ہوں۔۔۔" بریرہ نے حتی الامکان اپنی آواز کو نرم رکھ کر اس شخص سے مہذب انداز میں بات کرنے کی کوشش کی۔۔۔جو بڑی مشکل سے کی جا رہی

تھی۔۔ کیونکہ اس کے نزدیک وہ اس قابل نہیں تھا کہ اس سے
اتنی تمیز سے بات کی جائے۔۔۔

"اوے کام چور۔۔۔ چپ چاپ نیچے جا کر لاونج میں بیٹھو اور میرا
اٹھنے کا انتظار کرو۔۔۔ جب میں اٹھ جاؤں گا تو تمہیں بتاؤں
گا۔۔۔ کے آگے کا کیا پلان ہے "

" ویسے ماسٹر سبق توآپ بھی بڑی جلدی بھول جاتے ہیں۔۔اگر آپ کو یاد ہو توآپ کی والدہ نے آپ کو بتایا تھا میں عمر میں آپ سے بڑی ہوں۔۔آپ کو مجھے آپی بولنا چاہیے۔۔۔" وہ جزبز ہو کر۔۔۔ خاصہ جتاتے ہوئے یاد دہانی کرانے لگی۔۔ جسے مقابل آنکھیں گھما کر۔۔کوفت بھرے انداز میں اگنور کرتا۔۔ واپس اپنے بال ڈرائی کرنے پر فوکس کرنے لگا۔۔۔

" کل اپنا برتھ سرٹیفیکیٹ لے کر آنا کیونکہ شناختی کارڈ تو تمہارے پاس ہوگا نہیں۔۔۔ میں بھی تو دیکھوں کتنی بڑی ہو تم مجھ

سے۔۔۔" وہ ابھی دروازے تک پہنچی تھی جب پیچھے سے رومان کی آواز اس کی کانوں کی سماعت سے ٹکرائی۔۔۔جسے ہوا میں اڑاتی۔۔۔وہ کمرے سے نکل گئی تھی۔۔

کمرے سے نکلنے کے بعد اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔ اور اپنی مٹھیاں کس کے بھینچیں۔۔۔ جیسے ڈھیرو غصہ اپنے اندر پیا ہو۔۔۔

جس کے ساتھ کچھ گھنٹے گزارنا مشکل ہو رہا ہے اس کے ساتھ مسلسل کام کیسے کرئے گی وہ؟؟---

"بدتمیز انکل کہیں کا---" منہ ہی منہ بڑبڑاتی اب وہ سیڑھیوں سے اتر رہی تھی--اس بات سے بے خبر کہ وہ پہلی لڑکی ہے جو رومان کے کمرے سے پہلی ملاقات کے بعد صحیح سلامت نکل کر آ رہی ہے---

عروج بیگم لاونج میں ہی بیٹھی ہوئی میگزین پڑھ رہی تھیں جب انہوں نے بریرہ کو نیچے آتے دیکھا۔۔

وہ مسکراتے ہوئے آکر ان کے سامنے بیٹھی۔۔۔ جس پر وہ حیرت سے بریرہ کو دیکھنے لگیں۔۔ اور کیونکر نہ دیکھتیں۔۔ رومان نے نہ تو اس لڑکی کی ناک چھوڑی تھی نہ اسے کرنٹ لگایا تھا۔۔۔نہ کھجلی کا پاوڈر ڈالا تھا۔نہ اپنی کسی نئی شرارت کا نشانہ بنایا۔۔۔

ایسا نہیں ہے کہ وہ بریرہ کی عمر بھاپ نہیں پائی تھیں۔۔ وہ پہلی نظر میں ہی جان گئی تھیں کہ وہ 23 سال کی لڑکی نہیں ہے چھوٹی ہے بہت ۔۔۔

مگر انہوں نے اسے رومان کے ساتھ لڑتے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔اور یہ پہلی بار تھا کہ کوئی جاب کے لیے آئی ہوئی لڑکی رومان سے ٹکر کا لڑ رہی ہو۔۔۔ مگر وہ اس بات کو بالکل نظر انداز نہیں کر رہی تھیں کہ ان کے بیٹے نے اس لڑکی کے ساتھ نرمی برتی ہے جو کسی نہ کسی بڑے طوفان کا اندیشہ ہو سکتی تھی۔

روماں اتنا سیدھا نہیں ہے۔۔ کہ وہ کسی لڑکی کو اس پر ہائر کریں گی اور وہ چپ چاپ اسے اپنے ساتھ رکھ لے گا۔۔۔ یقیناً اس کے دماغ میں کچھ چل رہا ہے۔۔۔

سیکرٹری کی جاب تو دراصل صرف ایک اوپری کور کا ٹائٹل تھا۔۔۔اصل میں تو وہ صرف اپنے بیٹے پر نظر رکھواتی تھیں۔۔۔اور یہ بات روماں اچھے سے جانتا تھا۔۔۔

دوسری جانب اس لڑکی کے کمرے سے جاتے ہی رومان نے نہایت کڑوا سہ منہ بنایا۔۔۔

"مام بھی ناں کس کس کو اٹھا کر جاب پہ رکھ لیتی ہیں۔" اس کے لہجے میں بڑی حقارت تھی یہ جملہ ادا کرتے وقت۔۔۔

"اور جاب کا پہلا دن کیسا گزرا؟؟"اس کے گھر میں داخل ہوتے ہی۔۔۔رافع نے مسکرا کر پوچھا۔۔۔

" کچھ مت پوچھو۔۔ نہایت ہی بگڑیل بچہ ہے وہ۔۔۔ہل کر پانی بھی نہیں پیتا خود سے۔۔۔ اوپر سے اتنا بدتمیز۔۔ کے حد ہے۔۔۔" بریرہ نے نہایت کڑوا سہ منہ بنا کر جواب دیا۔۔۔جس پر رافع مسکرانے لگا۔۔۔

"امیروں کے بچے بگڑتے ہوئے ہی ہوتے ہیں۔۔۔ تمہیں برداشت کرنا پڑے گا۔ صدام کو ہی دیکھ لو۔۔۔ لاسٹ ٹائم افطار پارٹی میں کتنی بدتمیزی کر رہا تھا وہ چاچی (تبریز صاحب کی بیوی) سے۔۔ لیکن مجال ہے وہ کچھ بول رہی ہوں۔۔ بس پاگلوں کی طرح ہنسے چلی جا رہی تھیں بچہ ہے بچہ ہے کر کے۔۔۔ جبکہ اگر ہماری اماں ہوتیں۔۔ تو انھوں نے تو چپل اتار کر دھائیں دھائیں مچا دینی تھی سب کے سامنے۔۔۔ اور اگر کوئی بلفرض ترس کھا کر یہ کہتے ہوئے بچانے آجاتا۔۔۔ کہ بچہ ہے تو اسے بھی ایک دو

چپلیں ٹکا دیتیں۔۔۔" بریرہ نے اس کی بات سے مکمل اتفاق کیا تھا۔۔

مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھنے والی ماؤں کو اپنے بچوں پر بڑے ہونے کے بعد نظر رکھنے یا رکھوانے کی ضرورت نہیں پڑتی چونکہ وہ بچپن سے اپنے بچوں کو صحیح غلط کی تمیز سیکھاتی ہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہے کہ ہمارے یہاں لاڈ پیار نہیں ہوتا لیکن ماما ماما کہہ کر ہر وقت گلے سے چکا نہیں جاتا۔۔۔ کیونکہ ہماری مائیں سکھاتی

ہیں کہ یہ گلے ملنا اور چپکنا محبت نہیں ہوتا۔۔۔ کہنا ماننا اور عزت کرنا محبت ہوتا ہے۔۔۔

"آگئی تم۔۔۔ کیسا رہا پہلا دن؟؟" وہ لاؤنج میں داخل ہوئی تو سب سے پہلے سوال کرنے والا معظم تھا۔۔۔ وہ الگ بات ہے کو نے میں بیٹھا جانشیر بھی انٹرسٹڈ تھا جاننے میں۔۔۔

ہاں اس نے سیل پر سے نظر نہیں ہٹائی تھی مگر کان بریرہ کی جانب ہی لگے ہوئے تھے۔۔۔

"بہت مشکل۔۔" وہ تھکے ہارے انداز میں کہتی ہوئی۔۔۔صوفے پر بے جان ہو کر گرئی تھی۔۔۔

" ہاں مفت خوروں کے لیے تو مشکل ہی ہوگا محنت سے کما کر کھانا۔۔۔" جانشیر نے بغیر چہرہ اٹھائے۔۔۔ طنز کا زہریلا تیر چلایا۔۔۔

جہاں باقی سب کو اس کی یہ بات بہت چبھی تھی وہیں معظم سمجھ گیا تھا کہ وہ صرف اپنی موجودگی ظاہر کر رہا ہے بریرہ کو۔۔

اور یہ اس کا طنزیہ جملہ ہی تھا جس نے بریرہ کو بتایا کہ وہ بھی یہیں بیٹھا ہوا ہے۔

پورے دن رومان کو برداشت کرنے کے بعد جانشیر کو سہنے کا حوصلہ نہیں بچا تھا اس میں۔۔ اس لیے فوراً ہی اٹھ کر اوپر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

جانشیر کا خون جل گیا تھا اس کے یوں اگنور کر کے جانے پر۔۔۔

وہ کتنا ہی اسے اکسا لے مگر وہ لڑتی ہی نہیں تھی۔۔۔ لڑنا تو دور ۔۔۔اس کی جانب دیکھتی تک نہیں تھی۔

"میرے ہی ڈیڈ کی مدد سے جاب لے کر۔۔ مجھے ہی اکڑ دکھا رہی ہے۔۔۔ احسان فراموش کہیں کی۔۔۔" باقی سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے جبکہ وہ بیٹھا دل ہی دل کڑتے چلے جا رہا تھا۔۔۔ اور کیونکر نہ کڑتا

---وہ کب سے بیٹھ کر انتظار کر رہا تھا کہ وہ آئے تو پھر وہ باتوں ہی باتوں میں پکنک جانے کا تذکرہ چھیڑئے چونکہ اس کے واپسی کے دن قریب آگئے تھے---

♡♡♡♡♡♡♡

"یہ دیکھو یہ بھی بڑی پیاری ہے---" وہ ایک کے بعد ایک اسے تصویریں دکھا رہی تھیں--

"امی مجھے دکھائیں" زمر تیزی سے بولی۔۔ اور اپنی بات کہتے ہی اس نے کسی کا انتظار نہیں کیا تھا فوراً ہی معظم کے ہاتھ سے تصویر چھین لی تھی۔۔۔

"لڑکی۔۔۔پہلے بھائی کو تو دیکھ لینے دے۔۔ تو بعد میں دیکھ لینا" طیبہ بیگم نے فوراً ہی زمر کے ہاتھ سے تصویر چھین کر دوبارہ معظم کے ہاتھ میں پکڑائی۔۔۔ ساتھ ہی اسے ڈپٹ بھرے لہجے میں بولیں۔۔

" وہ کون سہ دل سے دیکھ رہے ہیں۔ ایسے ہی پٹک رہے ہیں ہر تصویر کو" زمر فورا منہ بسور کر بولی ---

کہ جب وہ نہیں دیکھ رہے تو ہمیں ہی دیکھ لینے دو---

" ہاں تو کیا تمہارے لیے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھیں گے--" پیچھے سے آنے والی آواز پر وہ معظم جس کے چہرے پہ کوفت کے تاثرات چھائے ہوئے تھے لمحہ بھر میں خوشنودی دوڑ گئی

"تم آگئیں "معظم نے اسے دیکھتے ہی نرمی سے کہا۔۔۔جس پر وہ مسکراتے ہوئے آکر اسی کے صوفے کے کارنر پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔۔اور اپنا بازو اس کے کندھے پہ ٹکایا۔۔۔

"بالکل۔۔۔"اب وہ معظم کے ہاتھ سے تصویر لے کر بغور دیکھ رہی تھی۔۔

"اچھی لگ رہی ہے نا؟؟.. چار بھائیوں کی اکلوتی بہن ہے---کھاتے پیتے خاندان سے --اور تو اور باپ کی اپنی کپڑوں کی دکانیں ہیں حیدری پر---"

مڈل کلاس فیملی میں آج کل بیٹوں کی شادیاں نہیں کی جاتیں ان کے فیوچر سیکیور کیے جاتے ہیں---

لڑکا جوان ہوا تو اسے کرایے کی دکان دلائی اس میں مال بھروایا ---دو تین سال لڑکا ایسے ہی کام کرتا رہا---شادی کی عمر ہو گئی چلو بھئی شادی کرا دو باقی سارا لڑکی کے گھر والے سنبھالیں گے

پھر ایسی لڑکیاں دیکھی جاتی ہیں جو کافی زیادہ جہیز لے کر آئیں--- جس میں گاڑی بھی آجائے گھر بھی وہی لوگ دے دیں اور تو اور اگر ایک دکان بھی دلا دیں تو اس سے اچھی اور کوئی بات ہے ہی نہیں-یا پھر لڑکی کے پیچھے بیٹھے باپ بھائی اتنے

مضبوط ہوں کہ اگر بعد میں کبھی لڑکے کو ضرورت پڑتی ہے تو وہ پیچھے بیک سپورٹ کے لیے موجود ہوں --اور یہ رجحان اتنا بڑھتا جا رہا ہے دن بدن کہ غریب کی بیٹیوں کے رشتے تک نہیں آپا رہے---

نان نفقہ مرد کی ذمہ داری تھا لیکن اب ہمارے معاشرے نے پورا کا پورا نان نفقہ اٹھا کر لڑکی کے باپ اور بھائیوں پہ ڈال دیا ہے---اپنی بیٹی کا فیوچر سیکیور کرنے کے نام پر---دیکھا

جائے تو انگریزی زبان نے ہمارے معاشرے کے بھدے چہروں کو خوبصورت لفظوں میں ڈھک دیا ہے---

"اووو---مگر لڑکی تو بس صحیح ہے" بریرہ نے اپنی رائے دی --

اسے لڑکی معظم کے جوڑ کی نہیں لگی تھی

معظم کافی لمبا تھا اور وہ لڑکی تصویر میں ہی کافی چھوٹے قد کی محسوس ہوئی۔۔۔ ساتھ ہی وہ دبلی پتلی سی تھی اور بریرہ جانتی تھی کہ معظم کو ہیلدی لڑکیاں پسند ہیں۔۔۔ جاندار۔۔۔

"کوئی نہیں۔۔ ٹھیک ہے بالکل۔۔ ہیل والی سینڈل پہنا دیں گے" بڑی امی فوراً اس کے رد میں بولیں۔۔

جب انہوں نے اتنا ٹکا سہ جواب دیا تو بریرہ سمجھ گئی انھیں لڑکی پسند ہے معظم کو تصویر دکھا کے تو وہ صرف فارملٹی پوری کروا رہی ہیں جیسے اکثر مائیں کرتیں ہیں۔

وہ ہاں کرئے یا نہ۔۔۔ بیوی بن کے اب اس لڑکی نے ہی آنا ہے۔۔۔

"پھر تو ٹھیک ہے" بس اس کا یہ کہنا گناہ ہوا۔۔ معظم نے اگلے ہی لمحے اسے خاصہ ترچھی نگاہ سے گھورا۔۔۔

وہ بالکل چپ سی ہو گئی۔۔۔

"اس ڈریس میں زیادہ پیاری لگ رہی ہے۔۔ دیکھیں" زمر دوسری تصویر کو دکھاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

مگر اب بریرہ نے ایک لفظ منہ سے نہ نکالا۔۔۔ مجال ہی نہ ہوئی

اس کی ماں بہن مسلسل لڑکی کی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھیں مگر اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ اس نے صرف دو لفظ حامی میں کیا کہہ دیے وہ تو آگ بگولا ہو کر گھورنے لگا۔۔ یہ کیا بات ہوئی بھلا۔۔۔

"تمھیں بالکل سمجھ نہیں آرہی ہے یہ؟؟" طیبہ بیگم اب نہایت سنجیدگی سے استفسار کر رہی تھیں۔۔ کیونکہ وہ دیکھ سکتی تھی معظم کوئی انٹرسٹ شو نہیں کر رہا تھا۔۔۔

"آپ میرا جواب جانتی ہیں۔۔۔" وہ سنجیدگی سے کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔تو سب اسے دیکھنے لگے۔

معظم کے جانے کے بعد بریرہ نے بھی وہاں سے کھسک لینے میں ہی اپنی عافیت جانی کیونکہ وہ جانتی تھی بڑی امی بھری بیٹھی ہیں بس بہانہ ڈھونڈیں گی اس پہ غصہ اتارنے کا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"تمہارا کوئی بوائے فرینڈ ہے؟؟؟"

وہ لوگ رومان کے دوست کی پرائیویٹ پارٹی میں جا رہے تھے۔۔

بریرہ ڈرائیور کے ساتھ آگے بیٹھی ہوئی تھی جب اچانک رومان نے اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں۔۔۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" بریرہ نے اس کی جانب گردن موڑ کر جواب دیا۔۔ ساتھ ہی ایک ابرو اچکا کر۔۔۔ تجسس سے پوچھنے لگی۔۔۔

"تم 23 سال کی ہو اور تمہارا ابھی تک کوئی بوائے فرینڈ نہیں ہے؟؟--- میں یقین نہیں کر سکتا" اس نے بے یقینی ظاہر کی--

"یہاں زہر کھانے کے پیسے نہیں ہیں اور تمہیں لگتا ہے میں بوائے فرینڈ جیسے چونچلے پالتی پھروں گی---" بریرہ نے خاصہ منہ بسور کر جواب دیا--

" چلو تو میں دلا دیتا ہوں " وہ شیطانی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے۔۔ایک آنکھ ونگ کرتے ہوئے بولا۔۔۔تو بریرہ نے جزبز ہو کر اسے دیکھا۔۔۔

" اچھا ایکس تو ہو گا ؟؟ "

یہ اچانک آج کیوں وہ اتنا انٹرسٹ لے رہا ہے اس کی لو لائف میں۔۔۔

"نہیں کوئی ایکس بھی نہیں ہے" اس نے صاف انکار کیا۔۔۔

"ویسے سچ بتانا تم نے نہیں بنائے یا کوئی تمہیں گھاس ہی نہیں ڈالتا" آخری جملہ اس لڑکے نے استہزائیہ انداز میں ادا کیا۔۔۔

وہ محسوس کر چکی تھی وہ صرف مزے لے رہا ہے۔۔۔

"ہاں جانتا تھا میں۔۔۔۔ گھاس ہی نہیں ڈالی ہوگی کسی نے

۔۔۔ویسے بلڈوزر صاحبہ اپسس سوری ۔۔۔مطلب بریرہ صاحبہ آپ

کے لائف کے گولز کیا ہیں زہر کھانے کے علاوہ "آج کل کوئی

بھی چیز اسے اتنا مزہ نہیں دیتی تھی جتنا بریرہ سے لڑنا دیتا۔۔۔

اس نے جواب نہیں دیا تو خود ہی بول پڑا۔۔۔۔ بول بھی کیا رہا تھا

صرف تپانے کی کوشش جاری تھی۔۔۔

بریرہ جانتی تھی وہ جتنا اسے ری ایکشن دے گی مقابل اتنا ہی مزید اسے تنگ کرئے گا۔۔۔ اس لیے نو نوٹس کا بورڈ لگا کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

"اہ" وہ کوئی جواب نہیں دے رہی یہ دیکھ مقابل کی تھوڑی ہٹی۔۔۔۔

وہ اسے جب حد سے زیادہ میچورٹی دکھاتی تھی تو زہر لگنے لگتی تھی

اس نے جزبز ہوکر ڈرائیور کو آنکھوں آنکھوں میں اشارہ کیا---

اور اگلے ہی پل وہ جو سیٹ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی دھڑام کے

ساتھ پیچھے کی جانب سیٹ سمیت گری---

کیونکہ جھٹکا اچانک لگا تھا تو اس کی بے ساختہ چیخ نکلی---

ابھی وہ اسی جھٹکے کے شاکڈ میں تھی کہ رومان کا خوبصورت چہرہ

اس کے چہرے پہ چھایا---

وہ اتنا قریب اپنا چہرہ لے آیا تھا کے بریرہ کی سانسیں رکیں---

کیونکہ رومان کی گود میں بریرہ کی سیٹ آکر ٹکی تھی ---اس لیے بریرہ کا چہرہ بالکل ایسے رکھا ہوا نظر آرہا تھا جیسے وہ رومان کی گود میں ہو---

بریرہ کو جو چیز سب سے زیادہ نظر آرہی تھی---وہ تھے رومان کے ہونٹ-- سرخ یاقوتی-- جن پر جو ہلکا سہ گیلا پن نظر آرہا تھا وہ کسی شبنم کی طرح لگا اسے--

اور بالکل اسی طرح رومان کو جو چیز سب سے زیادہ نظر آ رہی تھی

اس کے چہرے پر جھکے ہوئے۔۔۔ وہ تھے بریرہ کے ہونٹ۔۔۔۔

اس کے ہونٹ کافی خوبصورت ،بڑے اور بھرے بھرے سے

Cupid Bow lips تھے۔۔۔ بہت کم لڑکیوں کے پرفیکٹ

ہوتے ہیں۔۔۔اور اس کے تھے۔۔۔اس چیز کا احساس رومان کو

پہلی بار ہو رہا تھا۔۔۔

"کس کرنے میں کتنا مزا آئے گا اسے" وہ یکدم ہی سوچنے لگا

تھا۔۔۔

اسے اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا۔۔

بریرہ اس کی اتنی نزدیکی کے سبب نروس ہو کر بے اختیار ہی اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبانے لگی۔۔۔ جس پر مقابل کو اے سی والی گاڑی میں ہونے کے باوجود شدید گرمی کا احساس ہونے لگا۔

کوئی بجلی سی تھی جو اس کے پورے جسم میں دوڑ گئی تھی---

اس کے ہونٹ سرخ و براؤن تھے--- لپ سٹک یا لپ گلو تک لگانے کی زحمت نہیں کی تھی اس لڑکی نے--- اس کے باوجود اسے وہ بہت اچھے لگے تھے---

"آئندہ میری بات کو اگنور کرنے کی غلطی مت کرنا"اس کا دل اتنی زور زور سے دھڑک رہا تھا جیسے باہر نکل آئے گا۔۔۔ اور اسی دھڑکتے دل کی آواز کے ساتھ اس نے رومان کو کہتے سنا۔۔۔

مگر وہ اس حالت میں نہیں تھی کہ اسے پلٹ جواب دیتی۔۔۔

اسے وارننگ دینے کے بعد وہ تیزی سے سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔اس کے ہٹتے ہی۔ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر وہ بھی سیدھے ہو کر بیٹھی۔۔۔۔

روماں نے ڈرائیور کو ہاتھ کا اشارہ کیا جس پر ڈرائیور نے اس کی سیٹ کو واپس سیدھی کر دیا لیکن اب بریرہ نے ٹیک لگانے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔۔

اس کے گال بری طرح جل رہے تھے کانوں سے جیسے دھواں نکل رہا ہو۔۔۔وہ اتنی شرمگی کی حالت میں تھی۔۔کہ اتنی بھی ہمت نہیں ہوئی۔۔۔۔ کے ڈرائیور سے سختی سے پوچھ سکے کہ اس نے سیٹ کیوں گرائی اس کی۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

وہ دونوں پارٹی میں پہنچے تو بریرہ کی آنکھیں جیسے باہر ابل آنے کو ہوئیں۔۔۔۔وہ اکثر ڈراموں فلموں میں اس طرح کی امیر زادوں کی پارٹیز کو دیکھا کرتی تھی مگر ریل لائف میں دیکھنے کا موقع آج اسے پہلی بار مل رہا تھا۔۔

ویسے تو وہ بہت شریف خاندان سے تعلق رکھتی تھی ناچنے والیوں کو کبھی اس نے قریب سے دیکھا تک نہیں تھا لیکن جب سے تبریز تایا امیر ہوئے تھے تب سے ان کے فنکشنز میں اکثر ناچنے والیاں آیا کرتیں اور اسٹیج پہ ناچتیں۔۔۔۔ کہنے کو وہ خود لڑکی تھی اس کے

باوجود ان لڑکیوں کا ڈانس دیکھنے کے لیے پوری پوری رات کرسیوں پر بیٹھی رہتی۔۔۔۔اور نہ صرف وہ۔۔۔ اس کی ساری کزنز کا بھی یہی حال تھا۔۔۔ وہ ناچنے والی لڑکیوں کو ایسے دیکھتی تھیں جیسے دنیا کا کوئی آٹھواں عجوبہ دیکھ رہی ہوں۔۔

جیسے کوئی بچہ روشنیوں کو دیکھ کر اٹریکٹ ہوتا ہے۔۔۔بالکل ویسے ہی بریرہ اس رنگین دنیا کو دیکھ کر اٹریکٹ ہو رہی تھی۔۔۔

پارٹی میں ہر لڑکی ہی اپر کلاس کی تھی۔ویسٹرن کپڑوں میں ملبوس ---کوئی ڈرنک ہاتھ میں لیے ہوئے ---تو کوئی ناچنے میں مگن-- تو کوئی کسی لڑکے کے ساتھ باتیں کرتی ہوئی---

سب کچھ بہت الگ تھا اس کی سادی سی دنیا سے---ایسے میں اسے کہاں دھیان رہنا تھا کہ وہ کس کے ساتھ آئی ہے اور کیوں آئی ہے---وہ تو بس ان لڑکیوں کو دیکھنے میں ہی مگن ہو گئی تھی---

اسے علم ہی نہیں ہوا کب رومان آگے نکل گیا۔۔۔۔

"بریرہ میرے ساتھ رہنا اوکے" اپنی بات کہتا وہ پیچھے مڑا۔۔۔تو بریرہ غائب تھی۔۔ یہ دیکھ۔۔۔ وہ تیزی سے ادھر ادھر نظر دوڑانے لگا۔۔۔

"یہ انٹی جی کہاں چلی گئی؟---" پہلے دل میں خیال آیا کہ واپس جا کر اسے لے آئے شاید وہ راستے میں کہیں رک گئی ہو--- مگر پھر سوچا بچی تھوڑی ہے--- خود ہی آجائے گی--

یہی سوچ کر--- وہ لاپرواہی سے اپنے دوستوں کے پاس چل دیا---

"ڈرنک ؟؟" ایک لڑکے نے آکر جب اسے ڈرنک آفر کی تو اس نے فورا نفی میں سر ہلایا---

وہ زندگی میں پہلی بار اتنے قریب سے شراب کو دیکھ رہی تھی---

اسے شدید کراہت آئی---

"اچھا نہیں... چلو اٹس او کے... کچھ اور پیو گی تو وہ بتا دو---"

اس لڑکے کی آنکھیں لال ہو رہی تھیں---

وہ کوئی بڑی عمر کا لڑکا نہیں تھا رومان اور اس کی طرح بچہ ہی تھا---

یہ کہتے ہوئے جب اس نے ہاتھ پکڑا تو وہ گھبرا گئی---

"نہیں شکریہ--- مجھے کچھ نہیں پینا" بریرہ نے فورا اپنا ہاتھ چھڑایا ---اور اب وہ رومان کو ڈھونڈنے لگی---

"یہ رومان کہاں چلا گیا؟؟" پہلے وہ صرف وہاں موجود لڑکیوں پر نظر رکھے ہوئے تھی۔۔۔ان کی ڈریسنگ۔۔۔ان کی جیولری۔۔۔ حتی کہ ان کی سینڈلز تک۔۔۔لیکن اب اسے لڑکے بھی نظر آنے لگے تھے۔۔۔اور نہ صرف لڑکے نظر آرہے تھے ان کے ہاتھوں میں جو ڈرنکس کے گلاس تھے وہ اسے اب خوفزدہ بھی کر رہے تھے۔۔

وہاں صوفوں پر باقاعدہ وہ لڑکے لڑکیوں کو غیر اخلاقی حرکات کرتا ہوا دیکھ رہی تھی۔۔۔ جس کے بعد اس کے لیے اب سانس لینا بھی مشکل ہونے لگا۔۔۔

وہ بہت پریشان نظروں سے اب رومان کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔

وہ نسوانی حسن سے مالا مال لڑکی تھی وہاں موجود پتلی سوکھی سی لڑکیوں کی طرح نہیں۔۔یہی وجہ تھی کہ بہت سے لڑکوں کی وہ نظر کا مرکز بن رہی تھی وہاں کھڑے ہو کر۔۔۔

ہر آتا جاتا لڑکا اسے گھور کر دیکھ رہا تھا۔۔۔ جیسے سر تا پاؤں ایکسرا کر رہا ہو اس کی باڈی کا۔۔۔

ان لڑکوں کی نظریں اتنی گندی تھیں کہ بریرہ کو اپنا چھپا ہوا جسم بھی مزید ڈھاپنے کا دل کیا۔۔۔

اس کی نظریں اب پاگلوں کی طرح رومان کو ڈھونڈنے لگی تھیں۔۔

اور پھر اسے رومان سیڑھیوں پر اوپر کی جانب تین چار لڑکوں کے ساتھ جاتا ہوا نظر آیا۔۔۔

وہ پہلے ہی گھبرائی ہوئی تھی فوراً ہی اس کے پیچھے بھاگی --۔ اس نے دو تین آوازیں بھی لگائی تھیں لیکن لاؤڈ میوزک کے سبب وہ رومان تک نہیں پہنچ سکیں---

میوزک کی بیس اس قدر لاؤڈ تھی کہ اس کی دھمک بریرہ کو اپنے دل پر لگتی محسوس ہو رہی تھی---

جنہیں لاؤڈ میوزک سننے کی عادت نہ ہو ان کے تو ویسے ہی سر میں درد ہو جاتا ہے اس کے بھی ہونے لگا تھا---

بھاری سر کے ساتھ وہ بھاگتے ہوئے سڑھیاں چڑھی تھی---

جب وہ اوپر فلور پر پہنچی تو وہاں کافی کمرے تھے---اور سب ہی کے دروازے بند تھے۔ وہ نہیں جانتی رومان کس کمرے میں گیا تھا اس لیے ایک ایک کر کے سب کو کھول کے دیکھنے

لگی۔۔۔جب اس نے تیسرا والا کمرہ کھولا۔۔۔۔ تو کھولتے کھولتے ہی اس کے ہاتھ رک گئے چونکہ اندر کا منظر اس کا دل ہلا گیا تھا۔

اس نے دیکھا کہ رومان کے پاس رکھی ٹیبل پر سفید پاؤڈر رکھا ہے اسے وہ pipe--۔۔۔ سے ناک کے اندر لگا کر کھینچ رہا ہے۔۔۔

اس نے اپنا سر ایک دو بار ہلایا۔۔ اور پھر پیچھے صوفے کے اوپر گرا لیا۔۔۔

اس پہ جیسے نشہ چڑھا ہو۔۔۔

کتنی ہی دیر تک وہ اسی حالت میں رہا۔۔

نہ صرف اس نے یہ عمل کیا۔۔بلکہ اس کے ساتھ جو تین چار لڑکے تھے انہوں نے بھی یہی عمل کیا۔۔۔

بریرہ کچھ لمحوں کے لیے مکمل شاکڈ میں چلی گئی تھی۔۔۔

وہ ڈرگس لے رہا تھا وہ بھی صرف 16 سال کی کم عمری میں۔۔۔
نہ صرف وہ بلکہ اس کے ہم عمر اور بھی لڑکے۔۔۔

"کون ہو تم اور ایسے کیوں جھانک رہی ہو اندر؟؟" اچانک پیچھے سے کڑک آواز کے آنے پر وہ فورا گھبرا کر مڑی---

یہ وہی لڑکا تھا جس نے اسے ابھی تھوڑی دیر پہلے ڈرنک آفر کی تھی----

"کس کے ساتھ ہو تم ؟؟" اب وہ نہایت مشکوک نگاہوں سے اسے تکتے ہوئے۔۔۔ کسی تفتیشی افسران کی طرح ایک ابرو اچکاکر پوچھنے لگا۔۔

"می۔۔ میں۔۔۔" وہ صرف 16 سال کی بچی تھی جو ٹھیک طرح کبھی اپنے گھر سے بھی نہیں نکلی اور اگر کبھی نکلی بھی تو کزنز کے حصار میں بندھ کر تحفظ کے ساتھ۔۔۔اسے کیا پتہ کہ امیرزادوں کی پارٹیاں کیا ہوتی ہیں۔۔۔ اسے کیا خبر کہ ڈرگس و منشیات لینے و شراب پینے والے لڑکوں کو کیسے ٹریٹ کرتے ہیں

---اس نے تو ہمیشہ اپنے کزنز کو دیکھا ہے صرف --جنہوں نے کبھی سگریٹ تک ہاتھ نہیں لگائی اس کے سامنے---

"تم کوئی جاسوس ہو کیا یا پولیس والی؟؟" اس لڑکے نے بریرہ کا خوفزدہ ہونا محسوس کر لیا تھا اس لیے دانستہ طور پر اس پر حاوی ہونے لگا---

"می۔۔ میں رومان کی سیکرٹری ہوں ۔۔" بمشکل وہ اپنے وجود میں ہمت جمع کر کے بولی۔۔۔

وہ اتنی خوفزدہ تھی اس لمحے۔۔۔کہ اس کا پورا وجود لرز رہا تھا

"اووو" اس نے ہونٹوں کو گول کر۔۔۔۔ سر تا پاؤں اس کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے۔۔۔اووو کے لفظ کو کافی لمبا کھینچ کر ادا کیا۔۔۔

"رومان میرا دوست ہے۔۔۔وہ ابھی تھوڑا بیزی ہے۔۔۔آجاؤ تم میرے ساتھ بیٹھ جاؤ۔۔۔ ویسے میرا نام دانش ہے" دوستانہ انداز میں کہتے ہوئے اس نے بریرہ کا بازو پکڑا اور اپنے ساتھ کھینچنے لگا۔

"نہیں۔۔۔ میں یہیں ٹھیک ہوں" وہ تیزی سے احتجاجاً بولی لیکن مقابل کب سن رہا تھا۔ وہ تو اسے کھینچتے ہوئے دوسرے کمرے کی جانب لے جانے لگا۔

"اتنا ڈر کیوں رہی ہو؟؟---میں کون سہ تمہیں کھا جاؤں گا---چلو کمرے میں چل کے بیٹھتے ہیں---آرام سے باتیں کریں گے---تب تک رومان بھی آجائے گا" وہ لڑکا کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے اب اسے اندر کی جانب کھینچ رہا تھا۔

"نہیں---مجھے نہیں جانا---ہاتھ چھوڑو میرا---رومان---رومان---"بریرہ سمجھ چکی تھی اس کے ارادے ٹھیک نہیں ہیں--

وہ پیچھے کی جانب دیکھتے ہوئے اب زور زور سے رومان کا نام لے کر چیخ رہی تھی مگر وہ ہوش میں کب تھا جو اس کی چیخیں سن پاتا ---

اوپر سے وہاں جتنا لاؤڈ میوزک تھا بہت مشکل تھا کہ بریرہ کی چیخیں رومان کے کانوں تک رسائی حاصل کرسکیں---

"رومان۔۔۔ رومان۔۔۔۔ کوئی ہے بچاؤ مجھے۔۔۔" وہ اب بری طرح چیخنے لگی تھی کیونکہ وہ دانش نامی لڑکا اسے کمرے میں کھینچ کر لانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔۔۔۔

وہ پوری فورس کے ساتھ اپنا ہاتھ کھینچ رہی تھی۔۔۔ تو مقابل نے اسے ایک دم چھوڑا۔۔اس کے یوں اچانک چھوڑنے پر۔۔۔۔وہ دھڑام کر کے پیچھے کی جانب گرئی۔۔۔

اور یہی وہ لمحہ تھا جب وہ بریرہ کے دونوں پاؤں پکڑ کر۔۔۔اسے کھینچتے ہوئے بیڈ تک لے آیا تھا۔۔۔

سب کچھ اتنی جلد بازی میں ہو رہا تھا کہ بریرہ کے سمجھ نہیں آیا کے وہ کیا کرئے۔۔۔

موٹے لوگ بظاہر آپ کو بڑے طاقتور لگیں گے لیکن وہ ہوتے نہیں ہیں خاص طور پہ لڑکیاں وہ اتنی ہی کمزور اور اتنی ہی نازک

ہوتی ہیں جتنی کوئی پتلی دبلی لڑکی ہوتی ہے---مانا دانش پتلا دبلا تھا لیکن اس کے باوجود اس کی طاقت اتنی زیادہ تھی کہ بریرہ اس سے مقابلہ نہیں کر پا رہی تھی---

اور یہ جو اچانک ہاتھ چھوڑ کر اس نے گرایا تھا اور اس کے بعد پاؤں پکڑ کے کھینچنے لگا تھا---یہ بالکل ان ایکسپیکٹڈ موو تھا جس کے سبب بریرہ کا دماغ مفلوج سہ ہو گیا---

وہ اب اسکے اوپر آکر بیٹھ گیا تھا۔۔۔جس پر بریرہ نے احتجاج کرنے کی کوشش کی تو اس نے ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے پہ مارا۔۔۔

اس لمحے وہ کوئی کم عمر لڑکا نہیں لگ رہا تھا بلکہ ہوس بھرا کتا معلوم ہو رہا تھا جو کسی بھی صورت اسے نوچ لینا چاہتا تھا بس۔۔۔

اس نے تھپڑ اتنا جاندار مارا تھا۔۔۔ کہ اس نازک جان کے ہونٹوں سے خون نکل آیا تھا اور دماغ گھوم کے رہ گیا۔۔۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنی پوری طاقت لگا رہی تھی احتجاج کرنے میں۔۔۔اسے روکنے میں۔۔۔اس کے ہاتھوں کو اپنے جسم کو چھونے دینے میں۔۔۔

"یا اللہ۔۔۔۔ یا اللہ۔۔"

"کوئی ہے کوئی ہے پلیز ہیلپ کرو۔۔۔۔"

دانش کسی طرح بریرہ کے کپڑے پھاڑنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ بریرہ اس کے ہاتھوں کو روکنے کی۔۔۔ اسی لڑائی میں اس نے ایک اور تھپڑ بریرہ کے چہرے پہ مارا" چڑیل کہیں کی۔۔۔ تجھے تو شکر گزار ہونا چاہیے میرا۔۔۔کہ میں تجھ جیسی کو منہ لگا رہا ہوں" وہ بڑا مغرور سے لہجے میں بولا۔۔

"کتوں کے منہ لگنے کا شاید شوق نہیں ہوگا اسے۔۔۔" اچانک آواز آنے پر اس نے فورا پلٹ کے دیکھا۔۔ اور بس اس کا پلٹنا تھا کہ ایک زوردار مکہ اس کے چہرے پہ لینڈ ہوا۔۔۔

ابھی وہ اس مکے کے ہی صدمے میں تھا کہ ایک زوردار لات کے ساتھ رومان نے اسے بریرہ کے اوپر سے ہٹایا۔۔۔

"اس معمولی سیکرٹری کے لیے تو مجھے مار رہا ہے ؟؟" روحان کی لات چونکہ اس کی پسلیوں پر لگی تھی اس لیے نہایت درد سے کراہتے ہوئے اٹھ کر۔۔۔بے یقینی کے ساتھ استفسار کرنے لگا۔

۔

"روحان کی چیز ہو اور معمولی ہو۔۔۔ ایسا ہو سکتا ہے؟؟...اس کے خاص ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ میں نے اسے اپنی سیکرٹری مان لیا ہے۔۔ تو آئندہ میری سیکرٹری کے قریب آنے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔۔ چل اب نکل۔۔۔" کوئی غصہ نہیں

تھا اس کے لہجے میں۔۔ کیونکہ اگر غصہ ہوتا تو یقینا خونم خون کر دیتا اسے ۔۔۔ نہ ہی ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ لڑ رہا ہو۔۔ وہ تو صرف اپنی چیز ہونے کے سبب اسے دوسرے کو چھونے نہیں دے رہا تھا۔۔۔

دانش کے کمرے سے جانے کے بعد اب اس نے بریرہ کی جانب دیکھا۔۔۔ جو اسی حالت میں لیٹے لیٹے بری طرح رو رہی تھی۔۔۔

"اٹھ جاؤ جانسی کی رانی--- کچھ نہیں ہوا ہے تمہیں---" اس کا بازو پکڑ کے اب اس نے کھینچ کر اٹھایا تھا---

رومان کا گمان تھا کہ وہ ہیلدی ہے تو تھوڑی زیادہ فورس لگانی پڑے گی اسے اٹھانے میں لیکن وہ خود حیران ہوا جب وہ اس کے ہلکے سے اٹھانے پر ہی کھینچی چلی آئی---

اسے جب سیدھا کھڑا کیا تو بھی وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔۔ وہ بہت ڈر گئی تھی اس کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو ڈر جاتا۔۔۔

اس لڑکے نے اتنی بے رحمی کے ساتھ دو تھپڑ مارے تھے بریرہ کے۔۔۔کہ اس کے سیدھے گال پر باقاعدہ انگلیوں کے نشان چھپ گئے تھے اور وہ سوجا ہوا محسوس ہو رہا تھا لیکن رومان یہ کب دیکھ رہا تھا۔۔۔رومان کی نظریں تو صرف اس کے ہونٹوں سے نکلنے والے خون پر ٹک گئیں تھیں۔۔۔

"لگتا ہے خون بڑا ہلکا ہے تمہارا۔۔۔ نظر جلدی لگتی ہے تمہیں"

اپنے انگوٹھے سے اس کے ہونٹوں کے کنارے کو رگڑتے ہوئے

خون صاف کر۔۔۔۔وہ مفاہیمانہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

وہ کس نظر کی بات کر رہا تھا مقابل نہیں سمجھ سکی۔۔ اور نہ ہی

وہ اس حالت میں تھی کہ وہ ان چیزوں کو سمجھ سکتی۔۔۔

" بی سٹرانگ۔۔ کچھ نہیں ہوا ہے تمہیں ۔۔۔ بچوں کی طرح رونا بند کرو۔۔۔ بلکہ غلطی تمہاری ہی ہے تمہیں کڑک لہجے میں بات کرنی چاہیے تھی اس سے۔۔۔اور جب وہ تمہیں کھینچ رہا تھا نا تو بجائے میرا نام چیخنے کے تمہیں تھپڑ لگانا چاہیے تھا اسے۔۔۔ یہ کتے تبھی حاوی ہوتے ہیں جب سامنے والی لڑکی کو ڈرتا ہوا دیکھتے ہیں۔۔تو اس لیے جیسے میرے سامنے جھانسی کی رانی بن کے رہتی ہو نا ویسے ہی ان کے سامنے بھی رہو۔۔ چلو اب۔۔۔ "اسے کوئی غصہ نہیں تھا نہ ہی اس کے لہجے میں کوئی ہمدردی تھی اور نہ ہی اسے بریرہ پہ ترس آیا تھا۔۔۔ بس جو ایک ہلکی سی کسک تھی ناں

دل کو۔۔۔وہ اس کے خوبصورت ہونٹوں کے زخمی ہونے کی تھی۔۔۔

رومان اپنے فرینڈ سرکل میں سب سے زیادہ امیرو کبیر و بگڑا ہوا لڑکا تھا۔۔۔ کسی کی مجال نہیں ہوتی تھی اسے ٹیڑھی آنکھ سے دیکھ بھی لے۔۔۔اس کے خلاف بولنا یا لڑنا تو بہت دور کی بات ٹھہرا۔۔۔

وہ کچھ بھی بولے مقابل کا رونا بند نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ اس لیے وہ چڑھ کر۔۔۔اس کا ہاتھ خود پکڑ کر اب باہر کی جانب لے جانے لگا۔۔۔

گاڑی میں بھی وہ پورے راستے روتی رہی۔۔۔ ایک وقت ڈرائیور کو بیچاری پہ ترس آگیا تھا لیکن رومان کو ذرہ برابر بھی نہیں۔۔۔

"گاڑی کسی ریسٹورنٹ پر روکنا---" وہ اسے روتا ہوا گھر لے کر نہیں جا سکتا تھا---

کچھ دیر بعد---

رو رو کر اب اس کا دل کافی ہلکا محسوس کرنے لگا

ان کی گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے باہر رکی ہوئی تھی--- ڈرائیور گاڑی سے اتر چکا تھا جبکہ رومان پیچھے سیٹ سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کیے سو رہا تھا۔

"پتھر دل کہیں کا" بریرہ نے جب اسے آرام سے سوتے ہوئے دیکھا تو چاہ کے بھی خود کو روک نہیں سکی اسے برا بھلا کہنے سے---

"آواز آ رہی ہے مجھے" وہ بغیر آنکھیں کھولے۔۔جتاتے ہوئے بولا۔۔۔

"ہاں تو سن لو۔۔۔ڈرتی تھوڑی ہوں تم جیسے جہازوں سے میں"

بریرہ کافی بہتر محسوس کر رہی تھی۔۔۔ اور نارمل ہونے کے بعد اب اسے شدید غصہ آ رہا تھا مقابل پر۔۔۔کہ وہ اسے وہاں لے کر ہی کیوں گیا۔۔۔۔

" جہازوں سے ؟ ؟ " ایک آنکھ کھول کر۔۔۔ وہ نا سمجھی سے
استفسار کرنے لگا۔۔

" او۔۔۔ برگر بچے کو نہیں پتہ ۔۔۔ جہاز کسے کہتے ہیں۔۔ "

اب مقابل اپنے ساتھ ہوئے حادثے کے صدمے سے نکل چکی
ہے۔ اس بات کا اندازہ اس کی لڑائی کے لیے تیار طشتری کی
طرح چلتی ہوئی زبان کو دیکھ کر لگا رہا تھا وہ۔۔۔

"نہیں ---تم بتا دو ---ویسے بھی انٹیوں کو کچھ نہ کچھ سکھاتے رہنا چاہیے ہم جیسے معصوم بچوں کو---" جب مقابل اسے تپانے کی کوشش کر رہی تھی تو یہ کہاں ممکن تھا کہ وہ میدان میں نہ اترتا---وہ بھی فورا ہی سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے بولا---

آخری جملہ اس نے آنکھیں ٹمٹماتے ہوئے--- دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پر سجائے--- نہایت بھولے پن کے ساتھ کہا---

"ہمارے یہاں تم جیسے نشئیوں کو جہاز، ساڑھے بارہ---- ہیروئینچی یا ٹوکن کہتے ہیں---" بریرہ بھی اسی کے انداز میں آنکھیں ٹمٹماتے ہوئے بتانے لگی---

مقابل اسے ڈرگس لیتے دیکھ چکی تھی لیکن اس کے باوجود وہ کوئی ڈرا نہیں تھا نہ ہی اس کی پیشانی پر کوئی بل نمودار ہوا تھا۔۔ پرسکون انداز میں کچھ لمحے اسے گھورتا رہا اور پھر ہلکا سہ طنزیہ مسکرا کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔۔۔

"ویسے تمھیں کیا لگتا ہے تم کول لگتے ہو یہ سب کرتے ہوئے؟؟"

"میں جیسا بھی لگتا ہوں---مام کے کانوں میں یہ آواز نہیں جانی چاہیے---" وہ بریرہ کی جانب دیکھ----نہایت غراتے ہوئے وارننگ آمیز لہجے میں گویا ہوا----

"او تو باہر کا کول بیڈ بوائے ---گھر میں ماماز بوائے ہے ---وہ ڈرتا ہے ماما سے---" وہ چھوٹی آنکھیں کر---ناک کو ہلکا سے ہلاتے ہوئے--ہونٹ سوکیڑ کر بڑا پیارا سہ منہ بنا کر اسے چھڑانے لگی--

"میرے ساتھ یہ ڈبل مائنڈڈ بچوں والی گیم کھیلنا بند کرو تم مجھے کتنا بھی چڑھا دو میں یہ نہیں بولنے والا کہ جاؤ بتا دو میری مام کو ---میں ڈرتا نہیں ہوں---"

بریرہ کو حیرانی ہوئی اس کا جملا سن--- وہ کیسے جانتا تھا کہ وہ کون سی ٹرک آزما رہی ہے اس پر---

اس نے واقعی یہی سوچ رکھا تھا کہ اسے چڑھائے گی جس پر وہ خود

کھے گا تاؤ میں آکر۔۔۔کہ جاؤ بتا دو میری مام کو میں ڈرتا نہیں ہوں

کسی سے ۔۔۔اور پھر اس کی مام کو بتا دے گی۔۔۔اس طرح وہ

رومان سے بعد میں معصوم بن کر کہہ سکتی ہے ۔۔۔کہ تم نے

ہی تو کہا تھا بتا دو۔۔۔ لیکن رومان جیسے اس کے دماغ کو پڑھ چکا

تھا۔

وہ صرف 16 سال کی لڑکی تھی-- گھر میں پلی بڑی---آخر کتنی چلاک ہو جائے گی وہ---جب کہ مقابل 16 سال کی عمر میں آدھی دنیا کو اپنی جیب میں لیے گھوم رہا تھا---

"یعنی مان لو تم ڈرتے ہو" وہ ابھی بھی باز نہیں آرہی تھی ---

اسے چیلنجنگ لہجے میں دیکھتے ہوئے کہنے لگی---

ایک دو لمحے اس نے بریرہ کو بغور دیکھا ۔۔وہ بالکل اسی کی جانب مڑی ہوئی تھی بات کرنے کے چکر میں۔۔۔ اور لگلے ہی پل۔۔۔کسی چیتے کی طرح جھپٹنے والے انداز میں اچانک اپنا ہاتھ اس کے بالوں کے پیچھے لے جاکر اس کی گردن کو لاک کیا ۔۔۔اور اپنے چہرہ اس کے چہرے کے قریب لے آیا۔۔۔

اتنا قریب کے اس کی گرم سانسیں بریرہ کے چہرے کو مس کرنے لگیں۔۔۔

اس کے مردانہ پرفیوم کی سٹرانگ خوشبو اور اس کے منہ سے آنے والی عجیب سی مہک دونوں مل کر بریرہ کو مکمل اپنے حصار میں جکڑ گئے تھے۔۔۔

"بریرہ حسن "اس نے پہلی بار اس کا پورا نام لیا وہ بھی نہایت بھرائی مگر رعب دار آواز میں۔۔۔

اس کا یوں بھرائی آواز میں نام لینا جہاں بریرہ کے پورے جسم میں بجلی دوڑا گیا تھا۔۔۔وہیں اسکی رعب دار آواز نے رواں رواں کھڑا کر دیا تھا اس نازک جان کا۔۔۔پتہ نہیں کیوں۔۔۔اسے اس سامنے موجود 16 سال کے لڑکے سے ڈر لگ رہا تھا اب

"23 سال کی عمر میں بھی تمہیں اتنی عقل نہیں ہے کہ تمہیں اپنی زبان کہاں کھولنی ہے اور کہاں نہیں۔۔مام کو بتا کر تم اپنا ہی نقصان کرو گی۔۔ ہم تو نہ سدھرے ہیں اور نہ سدھرنے کی قسم کھائی ہے مگر تمہارا کیا؟؟؟۔۔۔تمھاری جاب چلی جائے گی

--- تم سے پہلے آنے والیاں بھی یہ غلطی کر چکی ہیں--- سو--- سوچ لو--- 50 ہزار روپے ایک میٹرک کے امتحان دی ہوئی لڑکی کے لیے بہت ہوتے ہیں اور اگر تم نے خاموش رہنا سیکھ لیا تو بونس کے طور پر دس بیس ہزار روپے تو میں بھی دے دیا کروں گا تمھیں مہینے کے آخر میں---"

اپنی بات کہنے کے بعد اس لڑکی کی سوچ میں ڈوبی ہوئی آنکھیں دیکھنے لگا اور پھر نظر اس کے ہونٹوں پہ گئی--- اتنے خوبصورت ہونٹوں کا کیا حال کر کے رکھتی تھی وہ بے ڈھنگی----- کچھ لمحے

وہ انہیں دیکھتا رہا اور پھر بہت آہستگی کے ساتھ اس کی گردن چھوڑ کر واپس سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔

بالکل خاموش ہو گئی تھی وہ۔۔رومان جانتا تھا اس کا دیا لالچ بہت تھا اس بن باپ کی بیٹی کے لیے۔۔۔

50 ہزار ایک میٹرک کی بچی کو مل رہے ہیں تو یقینا یہ بہت بڑی بات ہے اور وہ خود بھی اس بات کا بہت احساس رکھتی

تھی۔۔۔اسی لیے تو چھوٹی عمر پہ بھی راضی ہو گئی تھی کہ کسی

صورت بھی ہاتھ سے یہ جاب نہ جائے۔۔۔ رومان کے ساتھ رہنا

بہت خطرناک ہے کسی بھی لڑکی کے لیے شاید یہی وجہ تھی کہ یہ

جاب اس کی جھولی میں آکر گری ہے۔۔۔اگر خطرناک نہ ہوتا تو یہ

جاب اسے شاید ملتی بھی نہیں۔۔۔

وہ لڑکی۔۔۔ جس کا گھر لوگوں کی خیرات اور زکوۃ سے چل رہا ہو

اس کے لیے 50 ہزار روپے مہینے کا بہت ہے اور اس پر اگر وہ

چپ رہتی ہے تم دس بیس ہزار روپے اور مل جائیں گے اس سے

اچھی کیا بات تھی۔۔۔جبکہ رومان کی شکایت کر کے کیا ہی مل جائے گا اسے ؟؟۔۔۔

وہ گھر کے دیگر ملازمین سے سن چکی تھی کہ رومان کی ایک بھی سیکرٹری 24 گھنٹے سے زیادہ نہیں ٹک پائی ہے۔۔۔وہ واحد ہے جس نے پورا ہفتہ کمپلیٹ کیا ہے۔اور یہ ہفتہ اس نے ایسے ہی کمپلیٹ نہیں کر لیا تھا۔۔۔ رومان کی ہر بدتمیزی کو برداشت کیا تھا اس نے وہ بھی بغیر اس کی ماں سے اک اف بھی کیے۔۔۔

"40 ہزار لوں گی۔۔۔" وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا جب اس نے بریرہ کو کہتے سنا۔۔۔

"صرف 20 ہزار روپے دوں گا" وہ اٹل لہجے میں۔۔۔

"38 ہزار" دوبدو بولی

"بیس ہزار سے ایک روپیہ زیادہ نہیں" نہایت قطعی لہجے میں۔۔۔

"35 ہزار۔۔۔ اس سے کم ایک روپیہ میں بھی نہیں لوں گی۔۔۔

"اب اس کے لہجے میں بھی ضدی پن اتر آیا تھا۔۔۔

"تمہیں شرم نہیں آرہی۔۔۔ ایک چھوٹی سی بات چھپانے کے تم 35 ہزار لوں گی۔۔ "اب وہ اسے تھوڑا شرمندہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اووو۔۔۔ رومان بابا آپ نے تو میری آنکھیں کھول دیں۔۔۔" وہ آنکھیں ٹمٹماتے ہوئے۔۔۔ دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پر سجائے۔۔۔دانت پیستے ہوئے بولی" مت بھولو میرے گال پر ابھی بھی نشان ہیں"اگلے ہی پل۔۔۔آنکھیں بڑی کر۔۔۔نہایت وارننگ آمیز لہجے میں اسے یاد دہانی کرانے لگی۔۔۔

"30 میں ڈن کرتے ہیں" وہ آخری آفر دینے والے انداز میں بولا۔۔۔

"اوکے۔۔۔" بریرہ ایک لمحے میں ہی مان گئی تھی۔۔۔

یہ پیٹ کی آگ کیا کیا کرواتی ہے انسان سے۔۔۔ابھی کچھ دیر پہلے جس حادثے میں اس کی عزت جاتے جاتے بچی تھی۔۔۔اب وہ اسی کا بیٹھ کر پیسے چارج کر رہی تھی۔۔۔

اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو یقیناً بہت خوفزدہ ہو چکی ہوتی اس حادثے کے بعد اور جاب بھی چھوڑ دیتی۔۔۔مگر بریرہ کے معاملات

کافی الگ تھے۔۔۔اسے ڈر صرف ایک بات کا تھا کہ رومان کی صحبتیں اچھی نہیں ہیں۔۔۔آج جو حادثہ ہوا وہ دوبارہ بھی متوقع تھا۔۔۔یہی وجہ تھی کہ اسے دو ہی خیالات باربار آرہے تھے۔۔یا تو جاب چھوڑ دے یا تو رومان کو سدھارنے پر لگ جائے۔۔۔جاب چھوڑنے کا آپشن اس کے نزدیک نہ ہونے کے برابر ہی تھا کیونکہ پیسوں کی سخت ضرورت تھی اسے۔۔۔۔اس لیے بہتر یہی تھا کہ رومان کو سدھارنے پر لگ جائے۔۔۔مگر سوال یہ تھا۔۔۔کہ کیسے ؟؟؟ اگر رومان کو سدھارنا اتنا ہی آسان ہوتا تو یہ کام اس کی ماں ہی کر چکی ہوتی ہے اب تک۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

وہ کافی لیٹ گھر لوٹی تھی۔۔بالوں سے سیدھے گال کو اچھی

طرح کور کر لیا تھا۔۔۔

نہیں چاہتی تھی کہ کوئی اسے دیکھے اس لیے تیزی سے اپنے

کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی جب فرسٹ فلور سے گزرتے وقت

اچانک اپنا نام سننے پر اس کے قدم رکے۔۔۔

بڑی امی کے کمرے سے آواز آرہی تھی۔۔۔ ان کی اور معظم کی باتوں کی۔۔۔

اپنا نام سن وہ کافی تجسس میں مبتلا ہوئی۔۔ پھر اس سے رہا نہ گیا۔۔۔اور وہ ان کے کمرے کے پاس آکر سائیڈ میں کھڑی ہو گئی۔۔۔

"میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں مجھے بریرہ پسند ہے اور میں اسی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ اس لیے اس رشتے کو یہیں روک دیں"

معظم کے جملے سن۔۔۔وہ جیسے پتھر کی بن گئی۔۔۔

اسے یقین نہیں آیا۔۔۔ معظم اتنا خوبصورت لڑکا ہوکر اسے پسند کر رہا ہے۔۔۔

جانشیر نے جس طرح اسے ریجیکٹ کیا تھا اس کے بعد تو اس کے دماغ کے کسی بھی حصے میں یہ بات باقی نہیں بچی تھی کہ کوئی اسے پسند بھی کر سکتا ہے کوئی اسے بھی چاہ سکتا ہے کوئی اس سے شادی کرنے کی بھی خواہش رکھ سکتا ہے---

"یہ کوئی محبت نہیں ہے---یہ ترس اور ہمدردی ہے--- مجھے پتا ہے تمہیں یہی دکھ ستا رہا ہے کہ اپنے چاچا کو تم بچا نہیں سکے لیکن میرے بچے--جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے وہ مل کے رہتا

ہے۔۔۔ تم اسے روک نہیں سکتے۔۔۔ تم پہلے ہی حسن اور اس
کی فیملی کے پیچھے اپنا فیوچر برباد کر چکے ہو۔۔۔"

"امی آہستہ بولیں کوئی سن لے گا۔۔۔" معظم فوراً ہی انھیں
آہستہ بولنے کی تلقین کرنے لگا تاکہ کوئی سن نہ لے۔۔۔

"کیوں نہ بولوں۔۔ انھیں بھی تو پتہ چلے کتنی قربانیاں دی ہیں
تم نے ان کے پیچھے۔۔اپنی پڑھائی کا سارا پیسہ اٹھا کر تم نے

حسن کے علاج پہ لگا دیا۔۔۔ اور اب اپنے باپ کی کریانے کی

دکان پر بیٹھ رہے ہو۔۔۔ کہاں ہم تمہارے ڈاکٹر بننے کے خواب

دیکھتے تھے کہاں تمھیں ایک کریانے کی دکان پہ بیٹھا دیکھتے

ہیں۔۔ کیا اتنی ہمدردیاں اور ترس کافی نہیں تھا جواب تم اس کی

بدصورت بیٹی سے شادی کرنے چلے ہو۔۔۔"

"امی ایسے مت بولیں۔۔۔وہ بدصورت نہیں ہے" معظم فوراً ہی

پرزور احتجاج اور اعتراض کے ساتھ گویا ہوا۔۔۔

"ہاں ہاں بڑی حور پری ہے نا وہ تو۔۔۔ ہمدردی اور ترس کی بھی

ایک حد ہوتی ہے معظم اس سے آگے بڑھنا بے وقوفی

ہے۔۔۔پوری زندگی کا سوال ہے تمہاری۔۔۔ کل کو جب اپنے

دوسرے کزنز کی خوبصورت بیویاں دیکھو گے نا تو پچھتاؤ گے۔۔اور

پھر وہ کیا دے سکتی ہے تمہیں ؟؟... نہ اس کا خود کا کوئی فیوچر

ہے اور نہ تمہیں کوئی بیک سپورٹ دے سکتی ہے۔۔۔۔ حالت تو

یہ ہے کہ جب ان کے گھر جاؤ گے ناں داماد بن کے۔۔۔ تو

خیرات و زکوۃ کا کھانا کھاؤ گے۔۔۔ ت۔۔۔ "ابھی وہ ان کے

دلخراش اور روح کو چھلنی کر دینے والے جملے سن ہی رہی تھی

جب اچانک اس کے کانوں پر کسی نے ہیڈ فون لگایا۔۔۔ جن

میں فل آواز میں گانا چل رہا تھا۔۔۔

اس گانے کی آواز اتنی لاوڈ تھی کہ پھر اسے بڑی امی کے آگے

کے کہے الفاظ سنائی نہ دیے۔۔۔

"بڑے اچھے لگتے ہیں

بڑے اچھے لگتے ہیں کیا

یہ دھرتی یہ ندیا یہ رینا

اور۔۔۔"

جب گانے میں (اور) کا لفظ آیا تو اس نے بھیگی پلکوں کے ساتھ پیچھے پلٹ کر دیکھا۔۔۔

اسے خود بھی پتہ نہیں چلا تھا وہ کب رونے لگی تھی۔۔۔ کب اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔

"اور تم---"

کانوں میں گانا چل رہا تھا اور آنکھوں کے آگے جانشیر کا خوبصورت چہرہ تھا جو اسی کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا اس لمحے---

♡♡♡♡♡♡♡♡

لگا جیسے وقت تھم گیا ہو---کانوں میں چلنے والا گانا بھی اب اسے سنائی نہیں دے رہا تھا ہوا بھی جیسے بہت آہستگی کے ساتھ انھیں چھو کر گزر رہی تھی--ہر چیز تھمی ہوئی سی تھی---رکی ہوئی سی---

وہ دونوں کتنی ہی دیر ایک دوسرے کو تکتے رہے---

اس کی پلکیں کسی اور کے نام پر بھیگیں---یہ دل کو گوارا نہیں---

دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانک رہے تھے ابھی---
کے اچانک اسے اپنے والد کی بے بسی بھری آنکھیں یاد آئیں---

وہ آنکھیں جن میں آنسو تھے۔ وہ آنکھیں جو منت کر رہی تھیں کہ

کسی طرح جانشیر کو بلا لو۔۔وہ آنکھیں جو بار بار اس سے کہہ رہی

تھیں کہ بیٹا معظم سے شادی کر لو اور وہ نہیں مان رہی تھی۔۔وہ

انتظار میں تھی کہ شاید اس سنگ دل کا دل بدل جائے۔۔۔

شاید وہ پگھل جائے۔۔۔شاید وہ واپس آجائے۔۔۔شاید اسے

احساس ہو جائے۔۔آخری مومنٹ میں ہی صحیح۔۔۔

اس نے آخری لمحے تک اس کا انتظار کیا تھا یہاں تک کہ اپنے

والد کی آنکھوں کو بند ہوتے دیکھا۔۔۔وہ نہیں آیا تھا۔۔۔اور جب

وہ اس دن نہیں آیا۔۔۔تو اس کا بعد میں آنا اب کوئی معنی نہیں رکھتا۔۔۔اور اسی خیال میں اس نے اپنے قدموں کو پیچھے کی جانب لیا۔۔

وہ آہستہ آہستہ اب قدم پیچھے لے رہی تھی جانشیر اسے خود سے دور جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔۔اس نے قریب آنا چاہا تو وہ تیزی سے پلٹ کر اوپر کی جانب بھاگی۔۔۔

اپنے فلور پر آنے کے بعد۔۔۔اس نے ہیڈ فون اتار کر لاؤنج کے صوفے پر رکھے اور اپنے کمرے کا دروازہ تیزی سے کھولنے لگی۔۔۔

"میں کل واپس جا رہا ہوں" وہ جانشیر کی آواز تھی۔۔۔ جسے سن۔۔ وہ ایک لمحے کے لیے رکی۔۔۔

پتہ نہیں کیوں اسے خوشگمانی تھی کہ وہ بتائے گا تو وہ پلٹ کر ضرور دیکھے گی اس کی جانب۔۔۔مگر بھرم ٹوٹ گیا۔۔۔اس نے پلٹ کے نہ دیکھا۔۔۔وہ ڈائریکٹ کمرے میں داخل ہو گئی جیسے اس کی بات سنی تک نہ ہو۔۔۔جب کہ وہ جانتا تھا اس نے سنی ہے۔۔۔اس کے ہاتھوں کی موومنٹ کو دروازے کے لاک پر آہستہ ہوتے دیکھ لیا تھا اس نے۔۔۔

اس کا پلٹ کر نہ دیکھنا بالکل ٹھکرائے جانے جیسا تھا۔۔۔

کتنی دیر اس کے بند دروازے کو تکتا رہا۔۔۔

کان لال نہیں ہو رہے تھے اس کا مطلب صاف تھا غصہ نہیں ہے مگر آنکھیں لال تھیں بالکل سرخ۔۔۔

وہ مٹھیاں بھینچتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

پنکھا آج بھی اون نہیں کیا اس نے --اور نہ ہی اپنے اے سی والے کمرے میں گیا تھا---

وہ جب سے آیا تھا زیادہ تر راتیں اس کی لاونج میں ہی گزر رہی تھیں---بالکل اس کے دروازے کے سامنے--

♡ *Husny Kanwal* ♡

وہ سو رہا تھا جب اس کا سیل رنگ ہوا۔۔۔

کال کاشف کی آرہی تھی اس کے دوست کی۔۔ جو اس کے ساتھ ہی پڑھ رہا تھا۔۔۔ تھرڈ ائیر میں۔۔۔

"یار۔۔۔۔ فیس کا ارینجمنٹ نہیں ہو پایا ہے تجھے تو پتہ ہے اگر کل تک فیس نہ بھروائی تو وہ لوگ مجھے اکزام سلپ نہیں دیں گے اور میں پیپر میں نہیں بیٹھ سکوں گا اور فیل ہو جاؤں گا۔۔۔ میں

بہت پریشانی کے عالم میں تجھے کال کر رہا ہوں ---مجھے پیسوں کی سخت ضرورت ہے ---کیا تو تھوڑی مدد کر سکتا ہے؟؟"

کاشف بہت ہی محنتی، خودار اور زندہ دل لڑکا تھا---

ڈاؤ یونیورسٹی میں ایڈمشن لینے کے لیے ---اس کی والدہ نے اپنی گولڈ کی جیولری بیچی تھی---

وہ پڑھائی کے ساتھ ساتھ پارٹ ٹائم جاب بھی کر رہا تھا۔۔۔ باقی اپنے کلاس فیلوز کے مقابلے اس کی زندگی بہت ہی مشکل دورائے سے گزر رہی تھی۔۔۔پیسوں کی کمی کے سبب وہ یونی کی فیس بھی وقت پہ ادا نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے اس کی اگزام سلپ رک جانے کا ڈر تھا۔۔۔

کاشف اس سے پہلے بھی تین چار بار تابش سے مدد مانگ چکا تھا۔۔یہی وجہ تھی کہ اب مانگنے میں اسے شدید شرمندگی کا سامنا تھا۔۔۔ لیکن کل پیپر تھا اور اسے پیپر میں نہیں بیٹھنے دیا جائے

گا۔۔۔ یہ خوف اسے پاگل کر رہا تھا۔۔۔اس لیے رات کے دو بجے قریب اس نے بڑی ہمت کر کے پیسے مانگنے کے لیے کال کی۔۔۔

اس کی اواز مدد مانگتے وقت روہانسہ تھی جو تابش نے نیند میں ہونے کے باوجود بھی محسوس کرلی تھی۔۔

وہ اس کی تکلیف و غم سمجھتا تھا۔۔۔

"کتنے چاہیے تقریبا؟؟"

"چوبیس لاکھ بھرنے ہیں۔۔ جن میں سے بیس کا انتظام میں نے کرلیا ہے۔۔۔تو بس چار لاکھ کی مدد کردے"

"میں ابھی تیرے اکاونٹ میں ٹرانسفر کرتا ہوں۔۔۔تو بے فکر ہو جا... اور آئندہ ایسا کوئی معاملہ ہو تو پہلے بتا دینا۔۔۔۔دوست کم

بھائی زیادہ ہیں ہم ----" اس نے نہایت دوستانہ انداز میں محبت سے کہا ---جس کی مقابل کو سخت ضرورت تھی---

تابش نے فورا کال ڈسکنیکٹ نہیں کی بلکہ کچھ دیر اس سے باتیں کرتا رہا تاکہ اس کا ڈپریشن دور ہو ---وہ اچھے سے جانتا تھا کاشف ان دنوں کافی ڈپریس رہ رہا ہے --جاب اور یونی کو ایک ساتھ مینج کرنا اس کے لیے بہت مشکل ہے --- پھر پیسوں کا مسئلہ الگ---

کاشف سے بات کرنے کے بعد اب اسے نیند نہیں آرہی تھی۔۔۔اس لیے بیڈ سے اتر کر وہ کھڑکی کی جانب آگیا۔۔۔

اس کی کھڑکی سے بریرہ کے کمرے کی کھڑکی صاف نظر آیا کرتی تھی۔۔۔ ان پر ہمیشہ پردہ ڈلا رہتا تھا۔۔۔ ابھی بھی ڈلا ہوا تھا۔۔۔

پہلے اسکول جاتے وقت وہ اکثر نظر آجایا کرتی تھی مگر جب سے اس نے جاب سٹارٹ کی ہے۔۔۔ ایک بار بھی نظر نہیں آئی۔۔۔

اور وہ علم رکھتا تھا کے یہ سلسلہ جب تک اس کا کالج اسٹارٹ نہیں ہو جاتا ایسے ہی چلنا ہے۔۔۔

"مجھ سے زیادہ خوش نصیب تو وہ بچہ ہے جس کے ساتھ وہ پورا پورا دن گزارتی ہے۔۔۔ مجھے تو صرف اک جھلک دیکھنے کے لیے ایک ایک گھنٹہ کھڑا رہنا پڑتا ہے اور پھر بھی وہ نظر نہیں آتی" وہ زیر لب کڑکڑاتے ہوئے۔۔۔واپس بیڈ پر آکر لیٹ گیا۔۔

اور اس نے نہیں دیکھا۔۔ کہ اس کے مڑتے ہی پردہ ہٹ گیا تھا۔۔۔اور کھڑکی کھلی تھی۔۔۔

وہ لڑکی جس کی ایک جھلک کے انتظار میں وہ اتنے دنوں سے ترس رہا ہے۔۔۔ وہ لڑکی اب کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے زارو قطار رو رہی تھی۔۔۔ اور اسے خبر تک نہیں تھی۔۔۔

دوسری جانب۔۔۔

معظم اپنے کمرے میں آ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا

اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔ وہ تھک چکا تھا اپنی ماں سے لڑ لڑ کر ایک ہی موضوع پر۔۔۔

وہ جیسے سمجھنا ہی نہیں چاہتی تھیں اس کی محبت کو۔۔۔

لیمپ کے بار بار کھل بند ہونے پر رافع کی آنکھ کھلی۔۔۔وہ پلٹتا اس سے پہلے ہی مرر کے عکس میں اسے اپنا بھائی روتے ہوئے نظر آگیا تھا جو لیمپ کا بٹن ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا۔۔۔۔

اس کا دل شدید بھاری ہو گیا اپنے بھائی کو یوں روتا دیکھ۔۔۔

اور یہ پہلی بار نہیں تھا جو وہ معظم کو یوں روتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ اکثر اپنی ماں سے لڑ کر آنے کے بعد ایسے ہی اکیلا بیٹھ کر روتا تھا۔۔۔

رافع نے کتنی ہی بار دیکھا تھا کہ اس کی ماں اور بہن ڈراموں میں محبت کرنے والوں کو بچھڑتا ہوا دیکھ کر روتی ہیں۔۔ کیا انھیں اپنا سگا بیٹا نظر نہیں آتا؟؟۔۔۔اس کی محبت نظر نہیں آتی ؟؟..اس کا تڑپنا نظر نہیں آتا؟؟ ۔۔

یہ حقیقت ہے ---کے ڈراموں فلموں اور ناولوں میں دو محبت

کرنے والوں کو جدا ہوتے دیکھ کر رونے والی یہ عورتیں اپنے سگے

بچوں کی محبتوں کو چھین کر پرسکون سوتی ہیں---

اور یہ رونا بھی انہی بچوں کی نصیب میں آتا ہے جو فرمانبردار ہوتے

ہیں ماں باپ کے-- جنہیں احساس ہوتا ہے اپنے ماں باپ کی

عزت کا----ورنہ باغیوں کو تو محبتیں مل جاتی ہیں---

اپنے بھائی کو روتا ہوا دیکھ کر بہت غم و غصے کی کیفیت میں تھا

وہ---

جتنا اس کا بھائی سب کا فرمانبردار ہے سب کی عزت کرتا ہے

سب کا خیال رکھتا ہے اتنا شاید ہی خاندان میں کوئی دوسرا لڑکا

کرتا ہو اور بدلے میں اسے ---اس کی ایک پسند کی عورت نہیں

دی جا رہی ---وہ بیچارا روز آ کے روتا ہے---

رافع اس لمحے بیٹھ کر بس یہی سوچ رہا تھا کہ جب اسے محبت ہوگی نا۔۔تو وہ اپنے بھائی کی طرح روز جا کر اپنی ماں کو منانے کی کوشش نہیں کرئے گا۔۔۔ اور یہ بغاوت کیوں آرہی تھی اس کے ذہن میں ؟؟... اس لیے کیونکہ وہ بڑے بھائی کو بغاوت کرتے دیکھ رہا تھا ؟؟... نہیں... اس لیے آرہی تھی کیونکہ وہ اپنے بھائی کو فرمانبردار ہونے کے باوجود روتے ہوئے دیکھ رہا تھا وہ بھی اپنی جائز خواہش کے پیچھے۔۔۔

اکثر دیکھا گیا ہے خاندان کے جو چھوٹے بچے ہوتے ہیں نا وہ بڑے باغی سے ہوتے ہیں۔۔۔اور یہ بغاوت ان میں اپنے بڑے بہن بھائیوں کی فرمانبرداری اور والدین کی اس کے باوجود ان کے ساتھ کی گئی ناانصافیاں دیکھ دیکھ کر ہی آتی ہے۔۔۔۔

ہمارے یہاں تو جیسے نسل در نسل یہ قسم کھائی ہے۔۔ کہ نہ ہمیں محبت ملی ۔۔۔نہ ہم تمہیں محبت ملنے دیں گے۔۔۔

لاکھ وہ خود نمازی و پرہیزگار بندہ ہو۔۔لاکھ اس نے احادیث و بیانات سنیں ہوں۔۔۔۔ لیکن شادی کرتے وقت انھیں بس ایک ہی بات یاد رہے گی دنیا اور دنیا داری۔۔۔

جتنی دیر اس کا بھائی بیٹھ کر برابر میں روتا رہا اتنی دیر وہ صرف کڑتا رہا۔۔۔

بس نہیں چل رہا تھا جا کے اپنی ماں سے خود لڑ لے۔۔اور پوچھے کس بات کی سزا دے رہی ہو بھائی کو؟؟... محبت اتنا بڑا گناہ تو نہیں ہے۔۔۔

تھوڑی دیر گزرنے کے بعد۔۔۔اس نے دیکھا کہ معظم کھڑا ہوکر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

کہیں خدانخواستہ وہ کچھ کر نہ لے خود کو۔۔۔یہی سوچ کر وہ بھی تیزی سے پیچھے آیا۔۔۔

بریرہ کے کمرے کے باہر ہی سامنے صوفے پر جانشیر لیٹا ہوا تھا اپنا بازو آنکھوں پر حائل کیے۔۔۔لیکن معظم نے اس کی جانب نہیں دیکھا۔۔۔

"بریرہ۔۔۔ دروازہ کھولو۔۔۔ مجھے بات کرنی ہے تم سے۔۔۔" اس نے دروازہ نوک کرتے ہوئے جب یہ جملہ ادا کیا تو پاس لیٹے جانشیر کے فورا کان کھڑے ہوئے۔۔۔

وہ سویا نہیں تھا اور سوتا بھی کیسے؟؟..اس کی آنکھوں سے تو بریرہ کی بھیگی پلکوں کا منظر نہیں جا رہا تھا۔۔۔وہ معظم کے لیے رو رہی تھی ۔۔۔کیا ایک سال میں اس کا دل بدل گیا تھا ؟؟۔۔۔کیسے؟؟...کیا صرف ایک سال کافی تھا اسے بھولا دینے کے لیے؟؟..اتنی کمزور محبت تھی اس لڑکی کی۔۔۔

بریرہ نے تو دروازہ بعد میں کھولا۔۔۔جانشیر پہلے اٹھ کے بیٹھ گیا تھا۔۔۔

" مجھ سے شادی کرو گی ؟؟ "اس نوجوان نے کوئی میٹھے لفظوں کا جال نہیں بونا۔۔۔ کوئی اس لمحے کو یادگار بنانے کی کوشش نہیں کی۔۔۔کوئی لمبی تقریر نہیں کی۔۔۔بس سادگی سے پوچھا۔۔۔ جس کی بعد اگر وہ ہاں کرتی ہے تو ہمیشگی کے ساتھ اس کی ہو جائے۔۔۔ پھر میٹھے لفظوں کے جال بھی بن لے گا محبت میں

شادی کو یادگار بھی بنائے گا اور لمبی لمبی اس کی تعریفوں میں تقریریں بھی کر لے گا۔۔ کیونکہ نکاح کے بعد ہی ان چیزوں کا حسن ہے ورنہ تو گناہ کے علاوہ کچھ نہیں۔۔۔

دروازہ کھولتے ہی معظم کا اتنا ڈائریکٹ سوال ۔۔۔ بریرہ کو کچھ لمحوں کے لیے ششدر کر گیا تھا۔۔۔ جب کے جانشیر نے منہ میں انگارے چبائے تھے۔۔۔

رافع چاہتا تھا کہ بریرہ ہاں کرے۔۔۔کیونکہ وہ جانتا تھا ایک بار بریرہ نے ہاں کر دی ۔۔۔تو معظم پھر سب کو خود دیکھ لے گا۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔"اس کا صاف انکار معظم کے جیسے پاؤں سے جان نکال گیا ہو۔۔۔وہ جس کانفیڈنس کے ساتھ آیا تھا وہ لمحہ بھر میں جیسے بکھر کر رہ گیا ہو۔۔۔

وہ بے یقینی کہ عالم میں سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھنے لگا۔۔

اس لڑکی کا اتنا ڈائریکٹ ریجیکٹ کرنا جانشیر تک کو ہلا گیا تھا۔۔۔

لیکن یہ بھی ایک سچ تھا کہ دل میں اس انکار کو سن کر یکدم

سکونیت اتر آئی تھی۔۔۔

رافع کو کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی بریرہ کے جواب سے ۔۔۔کیونکہ

جب اس کے والد کا انتقال ہو رہا تھا تب بھی سارے مرد

حضرات اسے فورس کر رہے تھے ہاسپٹل میں کہ نکاح کر لو۔۔۔اس نے تب بھی ہاں نہیں کہی تھی۔۔۔

"کیوں؟؟۔۔۔ کیا کمی ہے مجھ میں؟؟..." بہت بکھرے ہوئے لہجے کے ساتھ اب وہ یہ سوال کر رہا تھا۔۔۔

وہ جاننا چاہتا تھا آخر کیا کمی ہے اس میں۔۔ مانا وہ جانشیر کی طرح بہت امیر باپ کا بیٹا نہیں ہے لیکن پیٹ بھر کے عزت کی روٹی

کھلا سکتا ہے اسے۔۔۔ پھر وہ کیوں نہیں تھامتی اس کا ہاتھ

؟؟؟

"کس نے کہا آپ میں کمی ہے ؟؟... کمیاں تو مجھ میں ہیں

ساری ۔۔۔اور میں اپنی کمیوں کا بوجھ آپ پہ نہیں ڈالنا چاہتی

زندگی بھر کے لیے ۔۔۔ میں نہ تو اس وقت آپ کو سپورٹ کر سکتی

ہوں۔۔۔ نہ آپ کے ڈاکٹر بننے کے پیسے بھروا سکتی ہوں اپنے

باپ سے۔۔۔نہ ہی آپ کو داماد بن کر آنے پر عزت کے کھانے

کھلا سکتی ہوں۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں کر سکتی میں۔۔۔۔ اوپر سے

موٹی اور سانولی الگ۔۔۔کوئی جوڑ ہی نہیں ہے ہمارا۔۔۔ مانا بڑی امی کڑوا بولتی ہیں مگر کہتی سچ ہیں" اس سوال کا جواب اس کے دماغ میں مسلسل چل رہا تھا لیکن لب۔۔۔لب بھینچے ہوئے تھے ۔۔۔ہمت نہیں تھی اس میں ۔۔ خود کی کمیوں کو خود بیان کرنے کی۔۔۔

وہ پہلے ہی زندگی میں بہت قربانیاں دے چکا ہے اس کے پیچھے ۔۔۔ مزید قربانیاں نہیں لینا چاہتی اس سے۔۔۔

بریرہ کے نزدیک وہ ڈیزرو نہیں کرتا اس جیسی لڑکی کو۔۔۔اس کے

لیے تو کوئی خوبصورت سی امیر باپ کی پری ہی ٹھیک ہے۔۔۔

اس نے بہت قربانیاں دی ہیں اب وہ بھی ڈیزرو کرتا ہے کہ اسے

خوشیاں ملیں جو اس کے ساتھ رہتے ہوئے تو ناممکن سی بات

ہے۔۔۔

وہ یہ بھی اچھے سے جانتی تھی کہ اگر وہ ذرا سی بھی لچک دکھا کر

انکار کرئے گی ناتو معظم زندگی بھر اس کے لیے انتظار کرنے بیٹھ

جائے گا۔۔۔اور وہ ایسا نہیں چاہتی تھی اس لیے منہ پر سپارٹ

لہجے کے ساتھ انکار کیا تاکہ اسے کوئی امید باقی نہ بچے اور یہ اسی کے لیے اچھا تھا بار بار تکلیف ملنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے ایک ہی بار دل توڑ دو تاکہ وہ جوڑ کر کسی اور کی جانب بڑھ سکے۔۔۔

خود سے باندھ کے رکھنا خود غرضی کے سوا کچھ نہیں تھا۔۔۔

" جانشیر تم سے محبت نہیں کرتا اور نہ کبھی کرئے گا مگر میں کرتا ہوں اور تم جانتی ہو شروع سے اس بات کو۔۔۔تو کیوں میری

طرف قدم نہیں بڑھا رہیں-- کیوں اس شخص کے لیے مجھے ٹھکراتی ہو بار بار--- میں بھی انسان ہوں مجھے تکلیف ہوتی ہے بریرہ---" معظم کو یہی لگ رہا تھا ابھی تک ---کہ وہ جانشیر کی محبت میں اسے ٹھکرا رہی ہے---

" بھائی آپ یہاں سے چلیں---"رافع کو زہر لگ رہا تھا بریرہ کا سپارٹ انکار اور پھر بت بن کر کھڑے رہنا---وہ کیوں ابھی تک جانشیر کے پیچھے بھاگ رہی تھی ؟؟...کیوں اس پتھر دل لڑکی کو اس کے بھائی کی محبت نظر نہیں آرہی تھی ؟؟؟---

اپنے بھائی کو مزید اس لڑکی کے آگے محبت کی بھیک مانگتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا وہ۔۔۔اس لیے اسے لے جانے لگا۔۔۔

"ایک منٹ" وہ بڑی ہمت کر کے آیا تھا۔۔۔ ایسے کیسے چلا جائے۔۔۔

بس اس پتھر دل لڑکی کی ہاں کی دیر تھی اسے۔۔۔اور وہ ابھی اسی وقت نکاح کرنے کے لیے تیار کھڑا تھا۔

"بریرہ۔۔۔ تمھیں سوچنے کے لیے وقت چاہیے تو وقت لے لو لیکن یوں انکار نہ کرو۔۔۔میں واقعی تم سے محبت کرتا ہوں اور میں اسی وقت اسی لمحے تم سے نکاح کرنے کے لیے تیار ہوں۔۔۔مجھے پرواہ نہیں ہے کسی کی۔۔۔"

بریرہ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بھروسہ دلانے کی کوشش کرنے لگا کہ اگر وہ ڈر رہی ہے ---یا کسی اور وجہ سے پیچھے ہٹ رہی ہے تو نہ ڈرے ---وہ ساتھ کھڑا ہے ---وہ اسی وقت نکاح کرنے کے لیے تیار ہے---بس وہ ہاتھ تھام لے---وہ نہ چھوڑئے----

رافع و جانشیر کو اس لمحے وہ معظم نہیں لگا جو ہر وقت رعب اور دبدبے میں رہتا ہے ہر وقت بھرم کے ساتھ چلتا ہے بہت سنجیدگی سے باتیں کرتا ہے بہت تحمل سے دوسروں کی سنتا ہے

---اس لمحے تو وہ کوئی بچہ لگا---جو بضد تھا کہ بس میرا ہاتھ تھام لو---

رافع کے نزدیک وہ صرف شرمندہ کر رہا تھا خود کو یہ سب کہہ کر--- اس پتھر دل لڑکی نے نہیں بدلنا--- وہ لڑکی جو اپنے مرتے ہوئے باپ کی آخری خواہش پر نہ پگھلی---وہ اس کے آنسوؤں سے پگھل جائے گی یہ کیسے سوچ لیا اس نے----

اسے لگا تھا انکار ہی تو کرنا ہے ۔۔۔ وہ کر دے گی اور مقابل چلا جائے گا ۔۔ لیکن اسے یوں ٹوٹتا ہوا دیکھ کر ۔۔۔یوں بکھرتا ہوا دیکھ کر۔ اسے خود کتنی تکلیف ہورہی تھی اس بات کا اندازہ وہاں موجود ان تینوں لڑکوں میں سے کسی کو نہیں تھا۔۔۔

تابش ، کاشف اور معظم ایک ساتھ ہی پڑھتے تھے۔۔ پھر ایک سال پہلے اپنے والد کے انتقال پر اس نے معظم کو اچانک پڑھائی چھوڑ کر اپنے والد کے ساتھ کریانے کی دکان پہ جاتے دیکھا ۔۔۔ جب سب نے وجہ پوچھی تو اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ پاپا کی

طبیعت خراب رہتی ہے انھیں دکان پہ میری ضرورت ہے اور پھر مجھ سے ڈاکٹری نہیں پڑھی جارہی--- یہ تو کسی کو کانوں کان پتہ ہی نہیں چلنے دیا کہ بڑے ابو نے جو اس کے ڈاکٹر بننے کے لیے الگ سے جمع پونجی رکھی تھی وہ ساری تو اس نے اپنے چاچا کے علاج میں لگا دی---

ابھی بھی اسے پڑھائی چھوڑے صرف ایک سال ہی ہوا تھا اگر اس کی شادی امیر خاندان میں ہوتی ہے اور لڑکی والے اسے بیک سپورٹ دے دیتے ہیں تو وہ ڈاکٹر بن سکتا ہے جبکہ وہ اسے کچھ

نہیں دے سکتی سوائے خیرات و زکوۃ کے کھانوں کے۔۔۔۔ جیسا کہ اس کی ماں کہہ رہی تھی۔۔۔

"تم کچھ بول کیوں نہیں رہی ہو؟؟" اس کی خاموشی جیسے چابک کی طرح برس رہی تھی معظم پر۔۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔ بڑی ہمت جمع کی تھی اس نے معظم کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑانے کے لیے۔۔۔

"ایک بار اچھی طرح سوچ لو۔۔۔ دیکھو۔۔۔وہ جانشیر تمھیں کچھ نہیں دے گا۔۔۔ اس سے محبت کی امیدیں لگانا چھوڑ دو اور واقعی زندگی کی جانب آؤ۔۔۔ میری جانب آؤ۔۔ کیونکہ میں تمہیں زندگی کی ہر خوشی دینا چاہتا ہوں.. میں۔۔۔" وہ اس کا ہاتھ نہیں چھوڑ رہا تھا۔۔۔ ایسے میں جانشیر بیچ میں آکر اس کے ہاتھ سے بریرہ کا ہاتھ چھوڑا کر۔۔۔ خود تھام کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

اس کا یوں اچانک بیچ میں آنا نہ صرف معظم اور رافع کو برا لگا تھا بلکہ بریرہ کو بھی زہر معلوم ہوا۔۔۔

حالات کے اعتبار سے اس نے جانشیر کو اپنا ہاتھ پکڑے رہنے دیا تاکہ معظم چلا جائے۔۔۔وہ مزید نہ بکھرے ۔۔۔وہ مزید انتظار نہ کرے کیونکہ وہ اب اور انکار کرنے کی ہمت نہیں رکھتی ۔۔

کس منہ سے کرے بار بار انکار اپنے ہی محسن کو۔۔۔

"معظم وہ انکار کر چکی ہے۔۔کیوں بار بار کہہ کر خود کو شرمندہ کر رہے ہو۔۔۔"

معظم کا حد سے زیادہ اصرار کرنا۔۔۔اور ہاں کروانے پر بضد رہنا۔۔۔اسے ڈرا گیا تھا کہ کہیں وہ بریرہ کو جذباتی کر کے ہاں نہ کروا لے۔۔۔اسی لیے تیزی سے بیچ میں آیا۔۔۔

"میرے بھائی کا ہاتھ چھوڑ کر جس کا تم ہاتھ تھام رہی ہونا---

یقین کرو اپنے باپ کی طرح یہ بھی سور کا بال رکھتا ہے آنکھوں

میں ---- یہ تو تمہارے سگے باپ کے جنازے تک میں نہیں آیا

کہ کہیں اسے کفن دفن کے پیسے دینے نہ پڑ جائیں جیسے اس کا

باپ نہیں آیا تھا---" جب رافع اپنی ماں سے لڑنے کے لیے تیار

کھڑا تھا صرف اپنے بھائی کی محبت میں تو پھر جانشیر اور بریرہ کس

کھیت کی مولی تھے---وہ ان کے سامنے بھی ڈٹ کے اپنے

بھائی کی طرف سے وکالت کر رہا تھا اور بریرہ کو سمجھا رہا تھا کہ وہ

کتنے غلط انسان کا ہاتھ تھام رہی ہے---

وہ جانشیر جیسے شخص کے پیچھے۔۔۔اس کے بھائی کی سچی محبت کو ٹھکرانے پر ایک دن بہت پچھتائے گی۔۔۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے امیر کی شادی ہو تو ایرے غیرے بھی اپنی رشتہ داریاں نکال کر شرکت کر لیتے ہیں۔۔۔ غریب کا جنازہ ہو یا شادی اپنے بھی منہ موڑ کے بیٹھے ہوتے ہیں۔۔۔

اپنے ارد گرد آپ نے بھی ایسی بہت سی فیملیز دیکھی ہوں گی جو

صرف امیروں کے گھروں میں شادیوں میں نظر آتی ہیں اور یہی

فیملیز اپنے سگے بھائی کے گھر شادی میں (اگر وہ غریب ہے) تو

صرف ایک یا دو افراد شرکت کریں گے اور جب آپ ان سے وجہ

پوچھو تو زیادہ تر کا یہ جواب ہوتا ہے کہ سر میں درد تھا

---طبیعت خراب تھی---یا پھر ان کے گھر میں بچوں کے پیپرز

چل رہے ہیں---اور یہی حال ان کا جنازوں میں ہوتا ہے---

یہ کبھی بھی جنازے والے دن شرکت نہیں کریں گے---

دھوپ میں کہاں کھڑا ہوا جاتا ہے ان سے ---- قبرستان جائیں

گے اتنی دور چل کے نہ بابا نہ پاؤں دکھ جاتے ہیں ---- یہ ہمیشہ بعد میں تعزیت کرنے آتے ہیں تاکہ انھیں پروٹوکال ملے پھر یہ بریانی ٹھوستے ہوئے بڑے بھرم سے پوچھتے ہیں---کہ بھئی ہمارے لائق کوئی کام ہو تو بتا دو---

جانشیر کے لیے واقعی ایک دھچکا تھا کہ اس کے باپ نے اپنے سگے بھائی کے جنازے میں شرکت نہیں کی---

" رافع تمیز سے بات کرو۔۔۔" مانا اس کا باپ نہیں آیا جنازے پر لیکن پھر بھی رافع کو کوئی حق نہیں پہنچتا اس کے والد کے لیے اتنی بدتمیزی بھرے لہجے میں بات کرنے کا۔۔

" بریرہ میں تمہیں اپنی بہن مانتا ہوں میں تمہارا برا نہیں چاہوں گا کبھی۔۔۔یقین کرو یہ لڑکا صرف تمہیں خوار کرئے گا زندگی بھر کیونکہ اسے صرف تمہاری خامیاں نظر آتی ہیں یہ بھائی کی طرح تمہاری خوبیاں دیکھنے کا عادی نہیں ہے۔۔۔انسان کو شادی اس

سے کرنی چاہیے جو اس کی خوبیاں دیکھتا ہو چونکہ زندگی خامیاں گنوانے والے کے ساتھ نہیں گزاری جا سکتی۔۔۔"

رافع کی سمجھانے کے باوجود بھی جب بریرہ نے اپنا ہاتھ جانشیر سے نہیں چھڑایا تو معظم ٹوٹ گیا۔۔۔مزید وہاں کھڑا نہ رہ سکا۔۔۔وہ وہاں سے جانے لگا تو رافع بھی اس کے پیچھے بھاگا۔۔۔یہ کہتے ہوئے کہ تم ایک دن بہت پچھتاؤ گی بریرہ میرے بھائی کا دل توڑنے پر۔۔۔

ان کے جاتے ہی وہ لڑکی جو اتنی دیر سے پتھر کی مورت بنی کھڑی تھی فورا ہی نیچے کی جانب ڈھ گئی اور چیخ چیخ کر رونے لگی۔۔اس نے جانشیر سے اپنا ہاتھ بھی چھڑا لیا تھا۔۔

وہ جانشیر کا ہاتھ ویسے بھی تھامنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

معظم سے لڑائی سے لے کر۔۔۔ اس کے وہاں سے جانے تک جانشیر اسی خوشگمانی میں تھا کہ بریرہ اسے انکار صرف اس کی

محبت میں کر رہی ہے۔۔۔وہ آج بھی جذبات رکھتی ہے اس کے لیے۔۔۔وہ آج بھی محبت کرتی ہے لیکن اس کا یوں معظم کے لیے تڑپ تڑپ کر رونا بہت سی خوشگمانیوں کو خاک میں ملا گیا تھا۔۔۔

وہ بات جو رافع اور معظم نہیں سمجھ سکے تھے وہ جانشیر بھاپ گیا تھا کیونکہ اس نے بھی بڑی امی کی ساری تلخ باتیں سنی تھیں جو بریرہ سن کر آئی تھی ابھی تھوڑی دیر پہلے۔۔۔

مانا وہ معظم سے محبت نہیں کرتی لیکن اسے ایڈمائر کرتی

ہے۔۔۔اسے شروع سے اپنا مانتی ہے اور اب تو یہ جذبہ اتنا بڑھ

گیا تھا کہ اس نے اپنی دوستوں کے سامنے بھی" میرا معظم" کہنا

شروع کردیا تھا۔۔۔

اگر وہ بڑی امی کی تلخ باتیں سن کر نہ آئی ہوتی تھوڑی دیر پہلے

۔۔۔ تو یقینا اس وقت وہ معظم کو باخوشی ہاں کر دیتی۔۔۔

"اٹھو۔۔کب تک بیٹھ کر یوں روتی رہو گی جاؤ اندر جا کر فریش ہو اور سو جاؤ۔۔۔ صبح تمہیں جاب پہ بھی جانا ہے" کتنی ہی دیر تک وہ مٹھیاں بھینچے کھڑا۔۔۔اسے روتا دیکھتا رہا۔۔۔

پھر اس کا بازو پکڑ کر۔۔۔اسے اٹھاتے ہوئے جھنجھلاہٹ کے ساتھ گویا ہوا۔۔۔

"یقیناً تم بہت نفرت کرتے ہو گے مجھ سے۔۔۔ ورنہ میں تو ایک

(نہیں) کے بعد کچھ اور بول ہی نہیں پائی۔۔۔ اور تم

نے۔۔۔تم نے تو کتنا کچھ سنایا تھا" بہت گہرا طنز کا تیر مارا تھا

اس لڑکی نے ۔۔جس کی چبھن جانشیر کے دل نے محسوس کی

۔۔۔

آپ کسی محبت کرنے والے کے پرپوزل پر انکار ہی کر دو نا

۔۔۔بہت بڑی بات ہوتی ہے۔۔۔ بڑا جگرا چاہیے ہوتا

ہے۔۔۔بہت ہمت چاہیے ہوتی ہے ۔۔ بار بار احساس ہو رہا ہوتا

ہے کہ آپ اس کا دل توڑ رہے ہو جس میں آپ رہتے ہو لیکن جانشیر نے صرف انکار تو نہیں کیا تھا۔۔۔اس نے تو شدید تذلیل کی تھی جتنی وہ کر سکتا تھا۔۔۔اس کا مطلب صاف تھا ۔۔۔شدید نفرت و کدورت رکھتا ہے وہ اپنے دل میں اسے لے کر۔۔۔تب ہی تو نہ صرف ایک محبت کرنے والی کا دل توڑا بلکہ اسے ذلیل بھی کیا۔۔۔

وہ چوٹ کرنے والے انداز میں کہہ کر کمرے میں چلی گئی تھی۔۔۔

وہ تو چلی گئی لیکن اس کے کہے جملے جیسے جانشیر کے قدموں کو زنجیر کر گئے ہوں---

کیا واقعی وہ اس سے نفرت کرتا تھا؟؟...

اس نے سامنے کی جانب دیکھا فجر کا وقت ہو چکا تھا۔۔ آذانوں کی آوازیں اب گونجنے لگی تھیں اس کے کانوں میں ۔۔۔ ساتھ ہی اندھیرا چھٹ رہا تھا۔۔۔

وہ کتنی دیر اس منظر کو دیکھتا رہا۔۔۔

یہ صبح اس کی واپسی کی صبح تھی۔۔۔اسے جانا تھا۔۔۔مگر اس کا دل جانے کو بالکل نہیں تھا اب۔۔۔

بہت بھاری قدموں کے ساتھ وہ اپنے کمرے کی جانب لوٹا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

وہ اپنے ڈوگ کے ساتھ گارڈن میں کھیل رہا تھا جب سامنے سے لیمن رنگ کی فراک اور چوڑی دار پجامے میں ملبوس لڑکی اس کی جانب چلتی ہوئی آئی۔۔۔وہ آج بہت تمیز سے دوپٹہ اڑی ہوئی تھی

--کانوں میں بڑے بڑے جھمکے تھے---ہونٹوں پر لائٹ پنک رنگ کی لپ اسٹک چمک رہی تھی---

گھنی آبشار کو پونی میں قید کر رکھا تھا---

آج بہت مختلف اور خوبصورت لگ رہی تھی وہ--

کچھ لمحے اسے یوں ہی دیکھتا رہا اور پھر آہستگی سے اپنے شیفو کو چھو کیا۔۔۔

اور بس اس کا چھو کرنا تھا کہ وہ جرمن شافٹ بلیک و براؤن کلر کا۔۔۔تیزی سے بریرہ کے پیچھے بھو بھو کرتا ہوا بھاگا۔۔۔

"شو۔۔۔ شو۔۔۔۔ دور ہٹو مجھ سے۔۔۔۔ میرے پیچھے مت آؤ ۔۔۔ہٹو۔۔۔ شو۔۔ شو"

اس کا گارڈن حد نگاہ تک وسیع تھا۔۔۔ جس میں اب وہ لڑکی پاگلوں کی طرح بھاگتی ہوئی نظر آرہی تھی۔۔۔

شیفو جیسے اس کے پیچھے ہی پڑ گیا ہو۔۔

"پلیز ہٹو۔۔۔ ہٹ جاؤ۔۔۔ میں تمہیں مار دوں گی۔۔۔ ہٹو" وہ بس بھاگے چلی جا رہی تھی اور شیفو اک لمحے کے لیے بھی اسے رک کر سانس لینے نہیں دے رہا تھا۔۔۔

رومان کے چہرے پر ایک چلبلی سی مسکراہٹ تھی یہ منظر دیکھتے وقت۔۔۔ وہ نہیں جانتا یہ منظر صرف وہ نہیں دیکھ رہا تھا بلکے اوپر فرسٹ فلور کے ٹیرس پر ریلنگ پکڑے کھڑی اس کی والدہ بھی دیکھ رہی تھیں۔۔۔

" بہت بڑی بات ہے نا میم --- دو مہینے ہو گئے ہیں اس لڑکی کو یہاں جاب کرتے ہوئے --- " عروج بیگم کی سیکرٹری --- اپنی باس کی نظروں کا تعاقب کرتے ہوئے --- حیرت بھرے لہجے میں کہنے لگی --

"ہمم ---- میں بھی یہی سوچ رہی ہوں --- اور لڑکیاں جتنی بھی آئیں وہ سب عمر میں بڑی تھیں لیکن برداشت کا مادہ نہیں تھا اور یہ اتنی کم عمری میں جیسے کوٹ کوٹ کے اپنے اندر برداشت رکھے بیٹھی ہو --- " عروج بیگم کے نزدیک بریرہ کے یہاں ٹک کر

رہنے کی سب سے بڑی وجہ اس کا برداشت کرنے کا مادہ

تھا---

اور دوسری بڑی وجہ اس کا اپوزٹ سیکس ہونا تھا وہ بھی ہم

عمر--- وہ ہر بات میں رومان سے برابر کا لڑتی تھی بچوں کی

طرح--- اور یہ چیز ان کی نظروں سے اجھل نہیں تھی لیکن وہ

خاموش رہتیں کیونکہ

وہ اچھے سے جانتی تھیں کہ رومان واقف ہے کہ بریرہ کو اس پہ

نظر رکھنے کے لیے رکھا گیا ہے اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں

ہے اس لڑکی کا لیکن اس کے باوجود وہ اسے رکھتا ہے تو یہ واقعی بڑی بات تھی اور یقینا کہیں نہ کہیں اس کا تعلق اپوزٹ اٹریکشن سے تھا۔۔۔

" میرا دوپٹہ چھوڑو۔۔۔ میں نے کہا میرا دوپٹہ چھوڑو۔۔۔ پھٹ جائے گا۔۔۔" شیفو نے اس کا دوپٹہ اپنے دانتوں میں دبا کر کھینچنا شروع کر دیا تھا۔۔ جسے بریرہ کسی صورت دینے کے لیے تیار نہیں تھی۔۔ یہ اس کا نیا سوٹ تھا جو اس نے ابھی عید کے

لیے بنوایا تھا لیکن صرف اپنی ماں کی ضد پر اس نے معظم کی منگنی کے لیے پہن لیا تھا آج۔۔۔

جب بریرہ نے دیکھا کہ شیفو اس کا دوپٹہ نہیں چھوڑ رہا یہاں تک کہ وہ پھٹنا شروع ہو چکا ہے تو وہ پھرتی سے اپنا دوپٹہ چھوڑ کر مالی سے پانی کا پائپ چھین کر لے کر آئی۔۔تاکہ اس پہ پانی ڈال کر اسے بھگائے۔۔۔ابھی وہ پانی ڈالتی اس سے پہلے ہی رومان تیزی سے آکر اس کا پائپ پکڑنے لگا۔۔۔"او پاگل لڑکی۔۔۔یہ کرنے

کی غلطی بھی مت کرنا۔ شیفو کو پانی پسند نہیں ہے۔۔۔وہ چڑھ

جائے گا۔۔۔"

"مجھے کوئی پرواہ نہیں۔۔۔اس نے میرا نیا دوپٹہ پھاڑا

ہے۔۔۔میں اسے چھوڑوں گی نہیں اب" رومان نے پائپ کے

منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا تاکہ پانی باہر نہ نکلے لیکن بریرہ کے چھینے پر

اس کا ہاتھ ہٹا اور سارا پائپ کا رکا ہوا پانی بریرہ کو یکدم نہلا

گیا۔۔۔

جسے دیکھ ---رومان نے پائپ چھوڑا اور بمشکل اپنی آنکھیں میچ کر-- ہونٹوں کی ہنسی دبائی---

کیونکہ یکدم فوارہ چھوٹا تھا اس لیے ایک دو لمحے لگے اس کا دماغ کام کرنے میں اور پائپ پہ واپس ہاتھ رکھنے میں--- لیکن تب تک اس کا سارا میک اپ اور کپڑے گیلے ہو گئے تھے---

پہلے صرف دوپٹے کا غم تھا اب تو کپڑے ، میک اپ اور جیولری سب گیلے ہو چکے تھے۔

اس لڑکی کا ٹمپریچر اتنا ہائی ہو چکا تھا کہ جسم پر ٹھنڈا پانی پڑنے کے بعد۔۔۔ بھاپ کی طرح گرم گرم دھواں بن کے اڑتا ہوا رومان کو الگ ہی نظر آرہا تھا۔۔۔ جس پر اپنی دو انگلیوں کی پشت ہونٹوں پر رکھ کر مسکراہٹ چھپاتے ہوئے۔۔۔اپنا چہرہ تھوڑا نیچے جھکا لیا اس نے۔۔۔

"رومان کے بچے۔۔۔ اب میں تمہیں اور تمہارے اس ڈوگی کو چھوڑنے والی نہیں ہوں۔۔۔" دانت پیس کر کہتے ہوئے اس نے پائپ کا رخ اب رومان کی جانب کر دیا تھا۔۔۔

اب پورے گارڈن میں رومان آگے آگے بھاگتا ہوا نظر آرہا تھا اور وہ پائپ پکڑ کر پیچھے پیچھے۔۔۔

جب کہ دوسری جانب شیفو اس کے دوپٹے کو منہ میں دبا کر گھسیٹتا ہوا پورے گارڈن میں لے کر گھوم رہا تھا---

تھوڑی دیر میں رومان پورا تربتر ہو گیا تھا پانی سے--- اور اس کے باوجود وہ بھاگتا پھر رہا تھا--- مزہ جو آرہا تھا اس لڑکی کو جلانے اور اپنے پیچھے بھگانے میں----

وہ بھاگتے بھاگتے شیفو کے پاس ہی پہنچ گیا تھا اگر تھوڑا سہ اور آگے بڑھتا تو شیفو پہ پانی چلا جاتا۔۔۔اور اس کے بعد اس نے چڑھ جانا تھا۔۔۔ اور جب وہ چڑھ جاتا ہے تو پھر بڑی مشکل سے قابو آتا ہے۔۔۔یہی سوچ کر اس نے فورا بریک لگایا اور واپس مڑا۔۔۔

کیونکہ وہ اچانک موڑا تھا۔۔۔ اس لیے پیچھے سے تیزی سے بھاگتے ہوئے آتی بریرہ خود کو بروقت بریک نہ لگا سکی۔۔۔ نتیجہ۔۔۔وہ رومان پر گرئی اور رومان گھاس پر۔۔۔

"اہ---میں تو مر گیا"---وہ رومان کی بے بس اور کراہ بھری آواز تھی--جس پر وہ اس کی آنکھوں میں جزبز ہو کر جھانکنے لگی--

مگر مقابل اس کی آنکھیں کب دیکھ رہا تھا وہ تو اس کے ہونٹوں کو دیکھ رہا تھا ان ہونٹوں پر لگی لائٹ سی پنک لپسٹک کو دیکھ رہا تھا ان کے تر ہونے کو دیکھ رہا تھا---گلاب کی پنکھڑی پر جیسے شبنم کی بوندیں ہوں کچھ اتنا حسین منظر تھا وہ---

بریرہ کا غصہ اس وقت اپنی پیک پر تھا بس

نہیں چل رہا تھا اس کا منہ نوچ ڈالے ---ایسے میں وہ اس کی

نزدیکی کو اس کی قربت کو محسوس نہیں کر پائی---جبکہ مقابل

کر رہا تھا اور بڑی شدت سے کر رہا تھا---

"مجھے یہ ڈیتھ لک بعد میں دے لینا ابھی اٹھو بلڈوزر صاحبہ---

ورنہ بچے نے دب کے مر جانا ہے نیچے--" دنیا جہاں کی

معصومیت چہرے پر سجائے---- تھوڑی سی لہجے میں جھنجھلاہٹ لیے کہنے لگا---

"اور اگر رومان سر کو اس سے محبت ہو گئ تو---- کم عمری میں ہونے والی محبتیں بڑی گہری ہوتی ہیں---زندگی بھر اپنا رنگ نہیں چھوڑتیں---" مانا وہ ان کی باتیں نہیں سن سکتی تھیں دور کھڑے ہونے کے سبب--- لیکن جو منظر وہ دیکھ رہی تھیں--- اس کے بعد عروج بیگم کی سیکرٹری اپنا خدشہ ظاہر کرئے بغیر نہ رہ سکی--

"ابھی میرے بیٹے کا ٹیسٹ اتنا گرا ہوا نہیں ہوا کہ وہ اس جیسی سے محبت کرتے۔۔۔ ہاں ٹائم پاس و دل لگی کر سکتا ہے۔۔۔تو وہ تو لڑکے کرتے ہی ہیں ایڈونچر کے لیے۔۔۔" وہ ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہہ کر وہاں سے چلی گئی تھیں۔۔۔

ان کے نزدیک جو ممکن ہی نہیں اس کی کیا فکر کرنا۔۔۔ رومان کے ارد گرد ہزاروں حسین پریاں رہتی ہیں۔۔۔اس کی لاکھوں فین

فالونگ ہے۔۔۔ایسے میں وہ بریرہ جیسی لڑکی کو دل دے ہی نہیں سکتا۔۔۔

" تم نے اور تمہارے اس ڈوگ نے میرے سارے کپڑے خراب کر دیے اب میں کیا پہن کر جاؤں گی اپنی کزن کی منگنی میں رات کو" وہ وہی گارڈن میں بیٹھ کر رو رہی تھی اب جب کہ رومان شیفو کو پیار کرتے ہوئے اس کے منہ سے دوپٹہ نکال رہا تھا۔۔۔

وہ دوپٹہ ایک تو لائٹ کلر کا ہونے کی وجہ سے کافی گندا ہو چکا تھا۔۔۔ دوسرا وہ جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا اس لیے پہننے کے قابل نہیں بچا تھا۔۔۔

"تو کس نے کہا تھا چھمک چھلو بن کر یہاں آنے کے لیے" وہ چڑتے ہوئے کہنے لگا

" میرے کزن کی منگنی ہے ---یہاں سے جاتے ہوئے لیٹ ہو جاؤں گی---پھر تیار ہوں گی تو مزید لیٹ ---وقت پر نہیں پہنچ سکوں گی وہاں---اس لیے تیار ہو کر ہی آ گئی کہ ڈائریکٹ یہاں سے رکشہ پکڑوں گی اور پہنچ جاؤں گی---"

" تو کزن کی منگنی ہے تمہاری تھوڑی---اتنا تیار ہو کر جانے کیا ضرورت ہے" رومان کے لہجے میں خاصہ اعتراض تھا اس کی تیاری کو دیکھ کر---

"کیونکہ جس سے میرے کزن کی منگنی ہو رہی ہے اس کے دو تین بھائی بھی ہیں اور وہ بہت امیر ہیں۔۔۔ ان کی حیدری میں دو کانیں ہیں ۔۔اور اچھا کھاتے پیتے ہیں۔۔۔تو میری ماما چاہ رہی تھیں کہ میں خوب تیار ہو کر جاؤں تاکہ ان کے بھائیوں میں سے کسی ایک کو پسند آجاؤں ۔۔۔ اور وہ میرے عشق میں دیوانہ ہو کر دوسرے ہی دن میرا رشتہ لے کر میرے گھر چلا آئے اور کہے اب میں شادی کروں گا تو صرف بریرہ حسن تم سے ہی کروں گا۔۔۔ ورنہ کنوارا مر جاؤں گا۔۔۔کنوارا مر جاؤں گا۔۔۔ کنوارا مر جاؤں گا"آخری جملے پر اس نے اپنے ہاتھ کو ہلکا سہ موڑ کر

پیشانی پر ٹکایا۔۔۔ پھر چہرے کی ٹھوڑی کو تھوڑا اٹھا کر ۔۔۔ نہایت مظلومانہ لہجے میں یہ جملہ ادا کیا وہ بھی فلمی اداکاری کرتے ہوئے۔۔۔

کنوارا مر جاؤں گا کہتے وقت اس نے پہلے سیدھا ہاتھ لگایا پھر جب دوسری بار ادا کیا تو الٹا ہاتھ لگایا پھر جب تیسری بار کہا تو واپس اپنا سیدھا ہاتھ یوز کیا۔۔۔ اور ان تینوں بار اس نے اپنے چہرے کی سمت کو بھی دائیں بائیں جانب پھیرا تھا۔۔۔ وہ بھی جلدی جلدی نہایت جذباتی لہجے میں کہتے ہوئے۔۔۔

مالی پائپ لینے اسی وقت آ کر کھڑا ہوا تھا۔۔۔

رومان نے پہلے نہایت بیزاریت سے اس سے پوچھا(ہو گیا؟؟)۔۔۔ اور پھر مالی کی جانب دیکھ۔"پانچ ہزار کاٹو اس کی اوور ایکٹنگ کے"...

بریرہ نے اس کے طنزیہ جواب پر منہ پھولایا جبکہ مالی مسکراتے ہوئے پائپ لے کر چلا گیا تھا۔۔

اب وہ بینچ پر بیٹھ کر کپڑے سکھا رہی تھی دھوپ میں جب کے رومان شیفو کے ساتھ کھیلنے میں لگا پڑا تھا۔۔۔

وہ بار بار پیپسی (ایک پتلی سی پلاسٹک کی گول پلیٹ ۔۔۔ جو لال رنگ کی تھی) اچھالتا۔۔جو بہت دور جا کر گرتی اور شیفو اسے لینے

کے لیے بھاگتا پھر اسے منہ میں دبا کے لاتا اور دوبارہ اسے پکڑاتا۔۔۔ ان کا گیم اسی طرح چل رہا تھا جسے دیکھ دیکھ کر بھی بریرہ کو بوریت ہو رہی تھی۔۔۔

بڑا ہی عجیب بندہ لگتا تھا بریرہ کو وہ۔۔۔انسانوں سے اسے ذرا لگاؤ نہیں تھا۔۔۔ذرا عزت نہیں کرتا تھا وہ کسی کی۔۔۔ذرا محبت نہیں دکھاتا تھا۔۔۔ نروٹھا سہ بالکل۔۔۔ خشک مزاج مگر جانوروں پر بڑی محبت نچھاور pet پر جیسے جان وارتا ہو۔۔وہ اپنے ہر کرتا۔۔۔ چاہے وہ اس کے گھوڑے ہوں۔۔۔۔ یا ایکوریم کی

مچھلیاں ہوں۔۔۔ یا اس کے مکاؤ اور افریقی گرے طوطے ہوں۔۔۔ان سب کے ساتھ ہی وہ کافی وقت گزارتا۔۔۔انھیں بہت پیار سے رکھتا۔۔۔ شیفو تو نہاتا بھی صرف اسی کے ہاتھ سے تھا۔۔۔

"بریرہ" وہ ابھی دھوپ ہی لگا رہی تھی جب رومان نے اسے بلایا۔۔۔

"کیا؟؟" اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے---ہلکا سہ چڑھتے ہوئے استفسار کیا--

"ادھر اؤ جلدی "

"ایسے ہی بول دو نا"

"ارے کال آرہی ہے--- جلدی اؤ" اس کی بات سنتے ہی بریرہ نے دانت پیسے---ایک تو نہایت ہی کوئی ہڈ حرام قسم کا لڑکا تھا وہ---ہل کر پانی تک نہ پینے والا---

"بندہ بلوٹوتھ لگا لے---پر نہیں--اسے تو فری کا بریرہ ٹوتھ چاہیے ہر وقت" وہ کڑتی ہوئی اس کے پاس پہنچی---اسے پتہ تھا سیل نکالنے کا کام بھی اسے ہی کرنا ہے کیونکہ شہزادے صاحب تو پاکٹ میں ہاتھ ڈالنے کو بھی زحمت سمجھتے ہیں---

اس کی پاکٹ سے موبائل نکال کر کال اٹینڈ کر کے سیل اس کے کان سے لگایا۔۔۔

بس سر پہ تاج پہنانا باقی رہ گیا تھا ورنہ رومان بابا لیتے تو اس سے بالکل شہزادوں والا ٹریٹمنٹ تھے۔۔۔

وہ بات کر رہا تھا سیل پر۔۔۔اور وہ سیل پکڑ کر۔۔۔ جل ککڑے
لہجے میں دانت پیستے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔ جسے اس نے سن
بھی لیا تھا مگر مکمل اگنور کیا۔۔۔

وہ بالکل ٹھیک بات کر رہا تھا اور پھر اچانک پتہ نہیں دوسری
جانب سے ایسا کیا کہا گیا کہ بریرہ نے محسوس کیا کہ اس کے
رنگ بدلے ہیں۔۔۔

اس کا چہرہ مکمل سرخ پڑ گیا یک دم---

اس نے بریرہ کا ہاتھ ہٹا کے سیل خود پکڑا---اور دور چلا گیا بات کرنے کے لیے----

"اتنا سنجیدہ ہو کر یہ کس سے بات کر رہا ہے---" بریرہ کو خاصہ تجسس پیدا ہوا---- جبکہ شیفو پیپسی لے آیا تھا--چونکہ اس لڑکی کی ساری توجہ فون پر بات کرتے ہوئے رومان کی جانب تھی اس

لیے شیفو بھو بھو کر کے بریرہ کو اپنی جانب متوجہ کرنے لگا۔۔۔کہ وہ اس کے ساتھ کھیلے۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

"کس کا فون تھا؟؟" رومان واپس آیا تو بریرہ پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔۔

"تمہارے باپ کا ---کہہ رہے تھے اوپر دل نہیں لگ رہا ہے
--تمہیں بھی بھیج دوں---"-نہایت سنجیدگی سے کہا--

"ہوگیا؟؟... بالکل فنی نہیں تھا--" دونوں ہاتھ فولڈ کر
---ناگواری سے کہتی---وہ پلٹ کر چل دی--

"مجھے تو فنی لگا اور میرے شیفو کو بھی--ہے ناں شیفو--"اس
نے کہتے ہوئے شیفو کی جانب دیکھا لیکن بجائے اس کی بات سے

اتفاق کرنے کے شاید وہ احتجاج ہی کر رہا تھا اسی لیے اس کے پاؤں کے پاس آ کر زور زور سے بھونکنے لگا۔۔۔

"لے بھئی دو منٹ لڑکی کے ساتھ کیا چھوڑ دیا۔۔۔ تو نے تو پارٹی بدل لی۔۔۔ "اب وہ شیفو کے پاس بیٹھ کر۔۔۔اس کے اوپری حصے کو سہلاتے ہوئے شکوتا کہہ رہا تھا۔۔ جسے مقابل سن چکی تھی مگر پلٹ کے نہ دیکھا۔۔۔

"بیٹا تو کتنا بھی اس کی سائیڈ لے لے --- یہ عورت ذات ہے --- بے وفا ایک نمبر کی --- تو جو اسے پٹانے کے چکر میں مجھ پر بھونک رہا ہے ناں --- بتا دوں --ایک چمی بھی نہیں دے گی تجھے --- تو کتنا بھی اس کے لیے مجھ پر بھونک لے --- "

شیفو مسلسل اس پہ بھونک رہا تھا --- جسے وہ نہایت بھائی چارے کے ساتھ سمجھانے لگا ---

"شیفو یہ جھوٹ بول رہا ہے -- میں بالکل بھی بے وفا نہیں ہوں --- بلکہ اگر تم مجھ سے دوستی کرو گے نا --- تو میں اس سے

زیادہ بسکٹ کھلایا کروں گی۔۔۔ وہ بھی اپنے پیسوں کے۔۔۔"

رومان مسلسل اس کے خلاف شیفو کے کان بھر رہا تھا جو اس سے مزید برداشت نہ ہوا اور فوراً ہی وہ پلٹ کر واپس آئی اور شیفو کے برابر میں بیٹھتے ہوئے۔۔اس کا چہرہ اپنی جانب کر۔۔۔پیار سے سمجھانے لگی۔۔۔

"ہونہہ۔۔ شیفو اس کی میٹھی باتوں میں مت آنا۔۔۔ جب تم اسے مانوس ہونے لگو گے اس سے محبت کرنے لگو گے اس پہ اعتبار کرنے لگو گے تو یہ اچانک تمہیں چھوڑ کے بھاگ جائے گی۔۔۔یہ

عورت ذات ہوتی ہی ایسی ہے۔"۔ بریرہ کا ہاتھ شیفو کے چہرے سے ہٹا کر۔۔اب اس نے خود شیفو کا چہرہ اپنی جانب موڑا اور اسے جذباتی ہو کر سمجھانے لگا۔۔

" ہر عورت ایک جیسی نہیں ہوتی۔۔۔"بریرہ احتجاجا مقابل کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولی۔۔۔

" ہر عورت ایک جیسی ہی ہوتی ہے--- بے وفا--- مطلبی---

پیسوں کی لالچی--"وہ ایک ایک لفظ دانت پیس کر جتاتے ہوئے

بولا---

"تمہیں اگر ایسی عورتیں مل رہی ہیں تو اس میں میرا قصور نہیں

--- ورنہ اپنی جان تک قربان کر دیں اتنی وفادار عورتیں ہیں دنیا

میں -- جن میں سے ایک میری اپنی ماں ہے اس لیے میں یہ بات

کبھی مان ہی نہیں سکتی کہ عورت بے وفا ہوتی ہے---" وہ

کیسے مان لے کے عورت بے وفا ہوتی ہے کیا اس نے اپنی ماں کو نہیں دیکھا۔۔۔

اس کے والد کتنے برے برے حالات سے گزرے۔۔ لیکن اس کی والدہ ہمیشہ صبر کا دامن تھامے ان کا ساتھ کھڑی رہیں۔۔۔

ہسپتال میں پورے پورے دن وہ ان کے ساتھ گزارتیں۔۔۔ ان کے ساتھ ہی پرہیزی کھانا کھاتیں ۔۔وہ اتنی کم مرچیں اور شور بے

والا سالن کھانے کی عادی ہو گئی تھیں کہ اب ان سے مرچیں نہیں کھائی جاتی تھیں--- گھر کے عام سالن--- جو چٹ پٹے ہوتے ہیں وہ کھانے اب ان کے جلن مچا دیتے تھے--- اس لیے پلیٹ میں سالن نکال کر اس میں پانی ڈال کر الگ سے پکا کر کھاتی تھیں (پانی والا شوربہ)---

ایک سال سے زیادہ ہونے کو آرہا تھا اس کے والد کے انتقال کو لیکن اس کی والدہ آج بھی ایسے ہی کھانے کھاتی تھیں اس سے زیادہ اور کیا وہ وفاداری کی مثال دیکھے---

اور ان سب کے باوجود بریرہ نے کبھی نہیں دیکھا کہ اس کی والدہ نے شکوہ کیا ہو۔۔۔

"ان کے پاس کوئی دوسرا آپشن نہیں ہوگا" وہ خوبرو نوجوان دوبدو بولا۔۔۔

"اگر آپشن ہوتا بھی تو وہ میرے والد کو چھوڑ کر نہیں جاتیں---"

یہ ایک رائے ہی تھی جو اس نے اپنی والدہ کے لیے قائم کی تھی--

"یہ تمہیں لگتا ہے---" وہ اس کی جانب شہادت کی انگلی کر--- جتاتے ہوئے بولا---

"یہ مجھے لگتا نہیں ہے۔۔۔یہی سچ ہے" اس بار وہ بھی دوبدو ایک ایک لفظ پر جماؤں دے کر گویا ہوئی تھی۔۔۔

"ہونہہ۔۔۔ میں مر کے بھی نہ مانوں کہ عورت کے پاس آپ سے اچھا آپشن موجود ہو اور وہ پھر بھی آپ کو چوز کرتے۔۔۔ عورت سب سے بے وفا اور مطلبی مخلوق ہے دنیا کی۔۔۔" رومان کسی صورت ماننے کے لیے تیار نہیں تھا کہ عورت وفادار بھی ہو سکتی ہے۔۔۔

بیچ میں بیٹھا شیفواب خاموشی سے ان دونوں کو لڑتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔۔

" بریرہ کھانا تیار ہے ۔۔۔ تم کہو... تو میں رومان بابا کے لیے کھانا لگا دوں" ابھی ان دونوں کی بحث جاری تھی جب ملازمہ آکر دونوں ہاتھ باندھے۔۔۔ نہایت مہذب انداز میں بریرہ سے استفسار کرنے لگی۔۔۔

"مجھے بھوک نہیں ہے--- چلو شیفو---" بحث تو ایک معمولی سے ٹاپک پر ہو رہی تھی--پھر وہ اتنا کیوں بھڑک گیا تھا--کہ کھانے پہ غصہ اتار رہا تھا---

"رومان چپ چاپ کھانا کھا لو---میں تمہیں بازار سے کچھ آرڈر نہیں کرنے دوں گی----" رومان شیفو کو لے کر جا رہا تھا ---جب وہ تیزی سے اٹھ کر--اس کے آگے آکر کھڑی ہوئی---اور دو ٹوک انداز میں بولی--

ابھی وہ بول کر چپ بھی نہیں ہوئی تھی کے مقابل نے اپنے

الٹے ہاتھ سے اس کا منہ دبوچا۔۔۔وہ بھی اتنی سختی کے ساتھ

کے اسے تکلیف ہونے لگی۔۔۔

"میری ماں بننے کی کوشش مت کرو۔۔۔"بریرہ کے سیدھے

گال پر چار انگلیاں جبکہ الٹے پر انگوٹھا گڑھائے۔۔۔ وہ دانت

پیستے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

سرخ ڈوروں سے سجی تھی اس کی آنکھیں بریرہ کو لگا جیسے وہ لمحہ
بھر میں بدل گیا ہو۔۔۔وہ کچھ بول نہیں سکی یہاں تک کہ وہ خود
ہی اس کا منہ چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"امی میں نے کہا مجھے پیسے دیں میں ابھی بازار جا کے اپنا نیا سوٹ
لے کر آؤں گی۔۔میرے بھائی کی منگنی ہے مجھے سب سے

خوبصورت دکھنا ہے۔۔۔ شاید آپ نے دیکھا نہیں ہے صبح بریرہ بھی

کتنا تیار ہو کر نکلی ہے۔۔۔ سب نئے جوڑے پہن رہیں ہیں

سوائے میرے۔۔۔" زمر نے رو رو کر طیبہ بیگم کے صبح سے ناک

میں دم کر رکھا تھا۔۔۔

" دوسروں کی حسد مت کرو۔۔ جتنی چادر ہو اتنے ہی پاؤں

پھیلاتے ہیں۔۔۔اور بریرہ کون سہ روز روز نیا جوڑا پہنتی ہے

۔۔۔آج پورے سال بعد تو اس نے ایک نیا جوڑا پہنا ہے۔۔ تو

تمہیں اس کی حرص لگ گئی۔۔۔" طیبہ بیگم کمر پہ ہاتھ ٹکا کر۔۔۔اسے جتاتے ہوئے کہنے لگیں۔۔

" میرے بھائی کی منگنی ہے اور میں ہی نیا جوڑا نہیں پہن رہی۔ واہ۔۔" خاصہ جل ککڑے سے لہجے میں بولی۔۔

"تمہارا یہ سوٹ کون سہ پرانا ہے--تین چار بار بھی بمشکل پہنا ہوگا تم نے--" وہ بیڈ پر رکھے سوٹ کو ہاتھ میں اٹھا کر کہنے لگیں---

ان کے نزدیک اس سوٹ میں کوئی خرابی نہیں تھی--- وہ بالکل نیا جیسا ہی تھا--وہ خوامخواہ بریرہ کو نیا سوٹ پہنتے دیکھ رو لے ڈال رہی تھی---

اور سچ بھی یہی تھا کل رات تک ۔۔ جب اس نے سوٹ استری

کیا۔۔۔یہ سوٹ ہی اس کے لیے سب سے خوبصورت اور دعوت

میں پہنے جانے والے دیگر لڑکیوں کے ملبوسات کے مقابلے سب

سے مہنگا ترین سوٹ ہونے والا تھا۔۔۔ لیکن بریرہ کو جب سے

اس نے نیا سوٹ پہن کر گھر سے نکلتے دیکھا۔۔تب سے جیسے

اس کے اندر کوئی آگ سی لگ گئی تھی۔۔۔کہ وہ کزن ہو کر نیا

سوٹ پہن رہی ہے اور وہ سگی بہن ہوکر تین چار بار پہنا ہوا سوٹ

زیب تن کرنے والی ہے۔۔۔

اسے بھی اب نیا سوٹ چاہیے تھا کسی بھی حال میں۔۔۔ وہ بھی بریرہ سے زیادہ خوبصورت ۔۔۔

"مگر پہنا تو ہے نا ۔۔۔ سب نے دیکھا ہوا ہے۔۔۔میں نہیں پہنوں گی اب اسے۔۔۔ "اس لڑکی کے ضدی مزاجیت سے کہتے ہی طیبہ بیگم اپنا سر پکڑنے لگیں ۔۔۔

یہ سوٹ انہوں نے ابھی تو اس کی بہن کی شادی پر 33 ہزار کا بوتیک سے دلایا تھا۔۔۔

" خدا کا خوف کرو۔۔۔پیسے کیا پیڑ پر لگ رہے ہیں ؟؟...33 ہزار کا بوتیک سے لیا سوٹ ہے یہ۔۔ لوگوں نے دیکھ لیا ہے۔۔اس لیے پہنو گی نہیں دوبارہ۔۔۔ واہ۔۔۔ رونالڈو کی اولاد۔۔۔"آخری جملہ وہ تالی بجاتے ہوئے طنزیہ کہنے لگیں۔۔۔

"رونالڈو کی اولاد؟؟؟۔۔۔ امی دنیا کا امیر ترین آدمی رونالڈو نہیں ہے۔۔۔" وہ فوراً ہی ان کی تصحیح کرنے لگی۔۔

"بس بس اپنی ماں کو مت سیکھا۔۔۔ میں بھی اب لال لال والا چلاتی ہوں موبائل پر"

ان کے لال لال سے مراد یوٹیوب ہے یہ بات زمر اچھے سے جانتی تھی۔۔۔

ہم اس دور میں ہیں جہاں ہماری معصوم ماؤں کو apps کے نام لینا تک نہیں آتے مگر اب وہ انھیں چلانے لگی ہیں ---دنیا کی طرف تھوڑا آنے لگی ہیں---

طیبہ بیگم کسی بھی ایپ کو اس کے نام سے نہیں جانتی تھی--- بلکہ کلروں سے مخصوص کرتیں-- جیسے نیلی ہے تو فیس بک--پیلی ہے تو اسنیپ چیٹ--- اگر لال ہے تو یوٹیوب--- تھوڑی پنک پنک سی ہے تو انسٹاگرام--- لیکن ٹک ٹاک کی

پہچان الگ تھی اس کے لیے وہ کلروں کو مخصوص نہیں کرتی تھی۔۔۔فقط ایک جملہ ادا کرتیں۔۔۔جس میں لڑکا لڑکی ناچتے ہوئے آتے ہیں۔۔۔

"امی یوٹیوب والے تو کچھ بھی بولتے ہیں۔۔۔ ان کی باتوں پہ یقین مت کیا کرو۔۔۔۔" وہ جھنجھلا کر بولی۔۔۔

یوٹیوب پر جتنا مس گائیڈ کیا جاتا ہے الامان والحفیظ۔۔۔اس پر ستم اعلی ستم ہمارے معصوم پیرنٹس کا ان باتوں پہ یقین کر لینا ہے۔۔۔ان کے نزدیک رونالڈو دنیا کا امیر ترین آدمی ہے۔۔۔ولیم شیکسپیئر بس کا کنڈکٹر رہ چکا ہے کترینہ کیف گھروں میں جھاڑو پونچھے کا کام کرتی ہے۔۔۔ڈونلڈ ٹرمپ کی بیٹی کراچی میں رہ رہی ہے اور الحمدللہ مسلمان ہے۔۔۔

"اچھا بھئی رونالڈو ہی دنیا کا امیر ترین آدمی ہے۔۔۔بس۔۔۔آپ جیسے یوٹیوب کے معصوم چوچوؤں سے بحث کرنے سے کہیں بہتر

ہے بندہ اپنا سر دیوار سے پھوڑ لے---آپ یہ چھوڑیں ---مجھے نیا سوٹ دلا رہی ہیں یا نہیں یہ بتائیں" وہ واپس انھیں اصل موضوع کی جانب لائی تھی---

"نہیں---"انہوں نے صاف انکار کیا اور کمرے سے نکل کر چل دیں---

"امی --- ایسا نہ کریں --- کیا آپ نہیں چاہتی میرا اچھا رشتہ آئے" وہ روتے ہوئے کہتی ---ان کے پیچھے آئی تھی --

"توبہ توبہ کیا وقت آگیا ہے کنواری لڑکیاں خود اپنے منہ سے رشتوں کی باتیں کر رہی ہیں --- " وہ دونوں ماں بیٹی اب لاؤنج میں پہنچ گئے تھے --جہاں پہلے سے زمر کی دادی بیٹھی ہوئی تھیں-- جب انہوں نے زمر کا ادا کیا جملہ سنا ---تو کانوں پہ ہاتھ رکھ کر استغفار کی تسبیح شروع کر دی ---

" عائشہ کی شادی پر 33 ہزار کا جوڑا دلایا تھا اور پانچ ہزار پارلر کے میک اپ کے دیے تھے--- پھر بھی مجال ہے کوئی ایک رشتہ بھی آکے گھر میں جھانکا ہو---- رشتے والی کو دو ہزار روپے پکڑائے ہوئے ہیں میں نے ---اس لیے چپ ہو کر بیٹھ جاؤ---اور وٹا سٹا نہیں کرنے والی میں--دماغ بنا کر رکھنا---اس لیے ضرورت نہیں ہے وہاں کسی سے زیادہ فری ہونے کی---- " طیبہ بیگم وٹے سٹے کے سخت مخالف تھی--- اس لیے وہ پہلے ہی اپنی بیٹی کو سمجھا رہی تھی کہ ضرورت نہیں ہے معظم کی سسرال میں کسی سے دل لگانے کی---

"ضروری تو نہیں ہے وہاں صرف معظم بھائی کی سسرال والے ہوں---ان کے اور امیر رشتہ دار بھی تو ہوں گے---"

"زمر میرا دماغ کھانا بند کر--سر میں درد ہو رہا ہے میرے--ورنہ چپل پڑ جانی ہے تیرے---" جب دیسی ماؤں کو کوئی بحث ختم کرنی ہوتی ہے---تو ان کا آخری حربہ چپل کی دھمکی ہوتی ہے---

" ہاں تو مار لو۔۔دو کی جگہ 10 مارو۔۔۔لیکن نیا سوٹ دلاؤ۔۔۔ورنہ میں نہیں جاؤں گی" وہ ڈھیٹ بن کر اپنی دادی کے برابر میں بیٹھتے ہوئے ۔۔۔روتو سہ منہ بنا کر بولی۔۔۔

" اب میں پچھتا رہی ہوں ۔۔کاش میں نے معظم کی بات مان لی ہوتی اور دس دس ہزار کے تجھے تین جوڑے دلا دیے ہوتے ۔۔آج کم از کم یہ دن نہیں دیکھ رہی ہوتی۔۔۔" وہ اپنا سر پکڑ کر نہایت

جھنجھلاہٹ و بے بسی کے ساتھ کہتی کچن کی جانب بڑھ گئی تھی---

"ٹھیک ہے---میں جاؤں گی ہی نہیں اب---"وہ روہانسہ لہجے میں ---ایموشنلی بلیک میلنگ والا اپنا آخری کارڈ پھینک رہی تھی---

" ہاں ہاں مت جا۔۔۔ میں کہہ دوں گی اسے موشن لگے ہوئے تھے" فورا ہی کچن سے آواز آئی ۔۔۔۔

"امی۔۔۔ کم از کم بیماری تو اچھی بولو۔۔۔" وہ احتجاجا بے بسی سے چیخی۔۔۔

وہ کنواری لڑکی تھی۔۔۔ اور کنواری لڑکیاں بہت شرمیلی ہوتی ہیں ۔۔۔ موشن جیسی بیماری کا تو وہ کسی خوبصورت ڈاکٹر کو بھی خود سے بتانا پسند نہ کریں۔۔۔

پچھلی بار جب اسے موشن لگے تھے تو کلینک پر ڈاکٹر کے ساتھ ان کا خوبصورت بیٹا تابش بھی مل گیا تھا۔۔۔ جس وجہ سے وہ اتنا شرم سے پانی پانی ہوئی تھی کہ بس نہیں چل رہا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔

" دیکھ رہی ہو دادی---یہ لوگ میری پاکٹ منی بھی نہیں

بڑھاتے ---صرف پانچ سو روپے دیتے ہیں ---پانچ سو روپے

میں کیا آتا ہے آج کے دور میں-- ایک زنگر برگر اور دو سو ایم ایل

والی کولڈنگ منگاؤ ناں تو پانچ سو روپے یوں ---"وہ چٹکیاں بجا

کر دکھاتے ہوئے --"یوں چھو منتر ہو جاتے ہیں---ایسے میں

میں کہاں سے کچھ جمع کروں ؟؟...اگر میرے پاس پیسے ہوتے

تو میں اپنا نیا سوٹ خود ہی لے آتی---اتنی منتیں نہ کر رہی ہوتی

ان لوگوں کی---"اب وہ اپنی دادی کو دکھڑے سنانے بیٹھ گئی

تھی---کہ کتنی غربت میں جی رہی ہے وہ---

"اچھا بول کتنے پیسے چاہیے۔۔ کچھ تو میرے پاس بھی ہیں" اس کا رونا کام آگیا تھا۔۔۔دادی اپنی شلوار کی جیب میں سے پیسے نکال کر اسے دینے کے لیے تیار تھیں۔۔۔ جس پر اس کی آنکھیں چمکیں۔۔۔

"زیادہ نہیں بس پندرہ ہزار روپے دے دو میں مینج کر لوں گی۔۔۔" وہ ڈینٹونک کی طرح چمکتے دانتوں کی نمائش کر۔۔آنکھوں میں چمک لیے۔۔۔ معصومیت سے بولی۔۔۔

دادی کے پیسے دیتے ہی اب وہ رافع کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔۔۔کہ وہ اسے نیا سوٹ دلانے چلے۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"بریرہ" کیونکہ اس کا سوٹ خراب ہو گیا تھا اس لیے وہ کپڑے چینج کرنے دوبارہ گھر آئی تھی۔۔۔

سب جا چکے تھے صرف وہی گھر میں اکیلی تھی۔۔۔

اب اس کے پاس کوئی نیا سوٹ نہیں تھا پہننے کے لیے۔۔۔

سوائے عائشہ کی بارات میں بنائے گئے لہنگے کے ۔۔۔ وہ گولڈن

کلر کا لہنگہ تھا نیٹ کا جس پر مہرون کلر کے پھولوں کا بڑا نفیس

سہ کام ہوا وا تھا وہ دیکھنے میں سمپل تھا لیکن بہت

خوبصورت۔۔۔

یہ سوٹ اسے معظم نے دلایا تھا۔۔۔ اپنی بہن کی شادی کی خوشی میں تحفتا۔۔۔ پورے 10 ہزار کا تھا وہ لہنگا۔۔۔ جو اس کے باقی سارے کپڑوں میں سب سے مہنگا اور خوبصورت تھا۔۔۔

چھ مہینے بعد معظم کی شادی تھی۔۔اس نے سوچا تھا اسی میں پہن لے گی۔۔ شادیوں میں ویسے بھی بھاری جوڑے چاہیے ہوتے ہیں۔۔۔وہ اسی کے مطابق تھا۔۔۔ منگنی میں اتنا کون دیکھتا ہے لیکن اب کیونکہ کوئی سوٹ نہیں تھا پہننے کے لیے۔۔۔اور وہ

جانتی ہے اس کی والدہ نے اسے کس نیت سے اتنا تیار کروایا تھا

۔۔۔اگر اب وہ کوئی ایسا ویسا سوٹ پہن کر جائے گی تو ان کا منہ

اتر جائے گا اور وہ کافی غصہ کریں گی ۔۔۔اسی لیے اس لہنگے کو

زیب تن کر کے ۔۔۔ تھوڑا سہ میک اپ کر۔۔۔وہ باہر کی جانب

دوڑی ۔۔۔

اس کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ بال بناتی اس لیے انھیں کھلا

ہی چھوڑ دیا تھا۔۔۔

وہ جلدبازی میں ابھی گھر سے نکلی ہی تھی۔۔۔کہ پیچھے سے کسی نے اس کا نام پکارا۔۔۔پلٹ کر دیکھا تو تابش کو بائیک پر پایا۔۔۔

مہرون کلر کی سلک کی شرٹ پر بلیک پینٹ زیب تن کیے اس کی خوبصورت باڈی الگ ہی نمایاں ہو رہی تھی ۔۔۔۔ اوپر سے چاندنی رات میں چمکتا ہوا اس کا چاند سہ چہرہ۔۔۔

وہ کچھ زیادہ ہی وائٹ لگ رہا تھا۔۔۔پتہ نہیں کپڑوں کے گہرے رنگ کے شیڈ کی وجہ سے اس کا رنگ مزید کھل رہا تھا۔۔۔ یا اس نے فاؤنڈیشن وغیرہ لگایا ہوا تھا۔۔۔ جتنا وہ گورا تھا اسے ضرورت تھی نہیں۔۔۔

اس کی سلکی بالوں میں اڑی مانگ کا پف اس کے حسین چہرے پہ جچتا معلوم ہوا بریرہ کو۔

جیسے بریرہ اس کا سر تا پاؤں ایک منٹ میں پورا جائزہ لے چکی تھی۔۔۔وہی مقابل کا حال تھا۔۔۔ بس فرق اتنا تھا کہ اس کی آنکھوں میں ترسہ پن زیادہ تھا۔۔۔

"یار۔۔۔کیا ٹائمنگ ہے تمہاری ۔۔۔ دل جیت لیا۔۔۔۔ چلو چلو چلو چلو" اس نے نہیں پوچھا وہ اتنا تیار ہو کر کہاں جا رہا ہے۔۔۔اور نہ ہی وہ پوچھنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔ وقت ہی کہاں تھا یہ پوچھنے کا۔۔۔اسے جلد سے جلد بس دعوت میں پہنچنا تھا۔۔۔

اس نے تو یہ بھی پوچھنے کی زحمت نہیں کی۔۔کہ اس کے پاس

اتنا وقت ہے کہ اسے چھوڑ دے گا۔۔۔بس جلدی مچاتے ہوئے

اس کی گاڑی پر آ کر بیٹھنے لگی۔۔۔

کیونکہ بریرہ لہنگا پہنی ہوئی تھی اس لیے وہ بائیک کے دونوں سائیڈ

پاؤں نہیں رکھ سکتی تھی اس لیے بڑی تمیز وادب کے ساتھ

لڑکیوں والے انداز میں بیٹھی۔۔۔

لہنگا سمبھلنا مشکل ہو رہا تھا اس لیے بیٹھتے وقت تابش کا کندھا تھاما۔۔۔

کاش وہ دیکھتی۔۔۔ کہ جب اس کا کندھا تھام کر بیٹھ رہی تھی تو مقابل کیسے مسکرا رہا تھا۔۔۔

"ارے چلو نا۔۔۔رکے ہوئے کیوں ہو؟؟" وہ بجائے گاڑی چلانے کے۔۔۔پلٹ کر اسے دیکھنے لگا تو بریرہ پینک ہو کر کہنے

لگی۔۔۔ اور وہ کیا جانے کتنے انتظار کے بعد تو آج اسے دیکھنا نصیب ہوا تھا۔۔۔ پہلے سکون سے دیکھ تو لے۔۔۔ باقی کام تو ہوتے ہی رہیں گے۔۔۔

"تابش گھورنا بند کر یار۔۔۔۔" اب وہ دوستانہ انداز میں کہہ رہی تھی۔۔۔

"کیا آپ مجھ سے تھوڑی سی تمیز سے بات کر سکتی ہیں؟"

نہایت مہذب انداز کے ساتھ استفسار کیا۔۔۔

"تو ابھی بدتمیزی کر رہی ہوں کیا؟" خاصہ معصومیت سے پلٹ

سوال کیا۔۔۔

"میں نے یہ نہیں کہا۔۔۔ کہ بدتمیزی کر رہی ہو۔۔۔ میں بس چاہتا ہوں میڈم جی مجھ سے تھوڑی زیادہ تمیز سے بات کریں" وہ ڈیمانڈنگ ہو رہا تھا۔۔۔ تھوڑا اپنا حق جتا رہا تھا۔۔۔

یہ لڑکوں کی فطرت ہوتی ہے جسے وہ اپنا سمجھتے ہیں نا۔۔۔اس پہ اپنا حق بھی جتانا شروع کر دیتے ہیں۔۔

پہلی بار تھا جب کوئی اتنی تمیز سے اسے میڈم جی کہہ رہا تھا۔۔۔ وہ بے اختیار ہی مسکرا اٹھی تھی۔۔۔

"اوکے۔۔۔ اور کوئی حکم سرکار؟" وہ آنکھیں ٹمٹماتے ہوئے اب ذرا شرارت سے پوچھنے لگی۔۔

"ہاں۔۔۔آپ مجھ سے (آپ) کہہ کر بات کیا کرو" وہ پورا اسی کی جانب مڑا ہوا تھا۔۔۔دونوں کے چہرے بہت نزدیک تھے۔۔۔وہ

اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے جب نرمی سے گویا ہوا تو بریرہ کے پیٹ میں تتلیاں سی اڑنے لگیں۔۔۔

یہ بہت نیا احساس تھا جو وہ محسوس کر رہی تھی۔۔۔

چہرے پر کب مسکراہٹ بکھرئی۔۔۔آنکھیں حیا سے کب ہلکا سہ جھوکیں اسے خود بھی خبر نہیں۔۔۔

"پٹا رہے ہو مجھے ؟" کچھ دیر چہرہ جھکا کر مسکرانے کے بعد---

اب وہ ایک ائبرو اچکا کر---ذرا ترچھے سے لہجے میں پوچھ رہی تھی---

"بالکل---اریبنج میرج کا کوئی ارادہ نہیں ہے میرا---ورنہ میرے بچے کیا کہیں گے---پاپا سے ایک لڑکی نہیں پٹائی گئی" اس نے جتاتے ہوئے کہا تو بریرہ بلش کر اٹھی---

جب بھی وہ تابش کے نزدیک ہوتی تھی وہ اپنے اردگرد ایک پوزیٹو انرجی محسوس کرتی تھی جیسے کوئی جادو ہو---

اس وجیہہ نوجوان میں جیسے کوئی مقناطیسی طاقت ہو---جو اسے اپنی جانب کھینچتی ہو---

"اتنا سچ نہیں بولنا ہوتا" وہ پیچھے کی جانب دیکھتے ہوئے-- آہستگی سے بولی---

وہ ہر جگہ دیکھ رہی تھی اب۔۔۔ بس تابش کی جانب نہیں دیکھ پا رہی تھی۔۔۔

جبکہ مقابل اس کے چہرے سے نظر نہیں ہٹا رہا تھا۔۔۔ اس کا بلش کرتا چہرہ بہت خوبصورت تھا آنکھوں کو بھا جانے والا۔۔۔۔

"اب گاڑی چلاؤ تابش۔۔۔ لیٹ ہو رہا ہے مجھے" وہ نظریں جھکا کر آہستگی سے گویا ہوئی۔۔۔

پتہ نہیں آواز اچانک سے کہاں چلی گئی تھی نکل ہی نہیں رہی تھی حلق سے اب اس کے سامنے۔۔۔ اتنا ہی نہیں کانوں سے جیسے دھواں نکل رہا ہو۔۔۔ پورا جسم گرم پڑتا محسوس ہوا۔۔۔ اس کے نزدیکی قسم سے قیامت تھی۔۔۔

وہ نوجوان نہیں جانتا وہ جس ہاتھ سے لہنگا تھامی ہوئی تھی

نا۔۔۔اب اس میں پسینہ آرہا تھا۔۔۔ اس قدر اثر انداز ہو رہی تھی

اس کی قربت۔۔۔

"پہنچا دوں گا وقت پر۔۔۔ ٹینشن نہ لو۔۔۔" اسے خود بھی لیٹ

ہو رہا تھا مگر کب پرواہ تھی۔۔۔

دو مہینے بعد ملی تھی وہ ۔۔اب وقت کی کسے پرواہ ۔۔۔ کسی اور

کام کی کہاں فکر پڑی تھی ۔۔۔اس کے لیے بس یہی لمحات اہم

تھے جن میں وہ ساتھ تھی ۔۔۔ جن میں وہ پاس تھی ۔۔۔ورنہ وہی

جانتا ہے وہ کتنا ترسا ہے ۔۔۔ کیسے وہ دروازے پہ کھڑا رہا ہے

گھنٹوں گھنٹوں ۔۔۔ کہ شاید وہ آجائے اور ایک جھلک نصیب ہو

جائے ۔۔۔۔ کیسے اس کی دادی کا چیک اپ کرنے کے بہانے

بار بار گھر گیا ہے ۔۔۔کہ شاید وہ نظر آجائے ۔۔۔۔

"میں الریڈی لیٹ ہوں" اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا

۔۔اک عجیب سہ طلسم تھا جو اس پہ چھایا ہوا تھا۔۔۔وہ بس چاہتی

تھی جلدی سے اپنی منزل پر پہنچ جائے اور بھاگ جائے اس کے

پاس سے۔۔۔اور یہ کیوں خیال آرہا تھا بار بار۔۔۔ نہیں

جانتی۔۔۔شاید ہینڈل کرنا بہت مشکل تھا ان نئے جذباتوں

کو۔۔۔

اب وہ اپنے نچلے ہونٹ کو چباتے ہوئے معصومانہ نگاہوں سے

اس کی جانب دیکھتے۔۔ لچک دار لہجے میں کہہ رہی تھی۔۔۔

"میں کور کر لوں گا اسپیڈ سے-- "وہ مسکرا کر دو بدو بولا---

ساتھ ہی نہ چاہتے ہوئے بھی بائیک سٹارٹ کی---

"لہنگا اچھی طرح سنبھال لو میڈم جی---اور کس کے پکڑ کر بیٹھو

مجھے---"اس نے اعلانیہ کہا اور پھر اسپیڈ بڑھائی---

"پلیز آہستہ چلاؤ۔۔۔ لہنگا نہیں سنبھل رہا مجھ سے" اسے کہاں عادت تھی ان بھاری لہنگوں کی۔۔۔ بائیک کی سپیڈ کی وجہ سے اس کے ہاتھوں سے پھسل رہا تھا۔۔ اس لیے وہ تیزی سے بولی۔۔

"جو حکم میڈم جی" اس کا یوں میڈم جی کہہ کر مخاطب کرنا کانوں کو تھوڑا نیا نیا سہ لگ رہا تھا۔۔۔۔

اس حسین نوجوان نے اب بائیک آہستہ کرلی تھی۔۔۔

" صاحب جی گجرے لے لو۔۔۔" ان کی بائیک سگنل پر رکی۔۔ تو ایک چھوٹا سہ بچہ آکر گجروں کو ہاتھ میں لیے۔۔اس سے بڑے لچکدار لہجے میں کہنے لگا۔۔۔

بریرہ کو لگا تھا اسے انکار کر کے بھگا دے گا۔۔ جیسے عموما اس کے کزنز کرتے ہیں لیکن توقع کے بالکل برعکس۔۔ اسے کہتے

سنا۔۔۔ "ایک شرط پہ لوں گا۔۔۔ پہلے ان سے پوچھو میرے ہاتھ سے پہنیں گی"

اس کے لہجے میں جو چہک تھی جو خوشی کی کھنک تھی جو چلبلا پن تھا۔۔۔ مقابل سب محسوس کر رہی تھی۔

"باجی جی پہن لو ناں۔۔۔ بڑے اچھے ہیں۔۔ بالکل تازی تازی۔۔۔ دیکھو۔۔۔ خوشبو بھی اچھی آرہی ہے" اس چالاک

لڑکے نے اب گجرے والے بچے کو بریرہ کے پیچھے چھوڑ دیا تھا--

اسے اچھے سے علم تھا جب تک اب یہ سگنل نہیں چلے گا وہ بچہ

بریرہ کی جان نہیں چھوڑے گا---اور جتنا وہ معصوم منتیں کر رہا

ہے کوئی سنگدل ہی ہوگا جو انکار کر سکے---

"باجی لے لو--- صاحب اتنے پیار سے پہنانا چاہ رہا ہے --- لے

لوناں"

پیٹ پہ جیسے گدگدیا مچنا شروع ہو گئی تھیں۔۔۔اس نے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ۔۔منہ جھکا کر۔۔۔۔ اپنی پیشانی مسلی۔۔۔

"اپنے صاحب سے کہو۔۔۔ لے لیں" بہت دھیمی سی آواز تھی لیکن اس کے باوجود مقابل کے کانوں تک رسائی حاصل کر چکی تھی۔۔

کان جو وہیں لگے ہوئے تھے---

بچے کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی تھی پھر--- وہ بولتا اس سے پہلے ہی تابش نے جیب سے پیسے نکال کر اس کی جانب بڑھا دیے تھے---اور گجرے اس کے ہاتھ سے لے لیے--- اتنے میں سگنل کی لائٹ بھی ہری ہوئی--

"پہنچ گئے---" وہ دونوں ہونٹوں کو ایک دوسرے میں بھینچ کر بہت تھکے سے لہجے میں گویا ہوا--- جیسے نہ چاہتا ہو کہ کبھی یہ منزل آئے--- جیسے نہ چاہتا ہو کہ وہ گاڑی سے اترئے جیسے نہ چاہتا ہو کہ وہ دور جائے---

"شکریہ---" اپنا لہنگا سنبھالتی ہوئی ---بائیک سہ اتری---

پھر چہرے پر آنے والے بالوں کو کان کے پیچھے کر۔۔۔آہستگی سے شکریہ ادا کرتی۔۔۔نظر جھکا کر جانے لگی۔۔۔

"گجرے تو لے لو۔۔" پیچھے سے آنے والی آواز سنتے ہی اس کے گال جلنے لگے۔۔۔

آہستگی سے پلٹ کر اس کی جانب دو قدم چل کے واپس آئی۔۔۔

مقابل نے گجرے جو کاغذ میں لپٹے ہوئے تھے اس کی جانب مسکراتے ہوئے بڑھائے---

"شکریہ--" شکریہ ادا کر--- جیسے ہی اس نے گجرے لینے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا--- مقابل نے شرارت سے فوراً پیچھے کر لیا---

"میں پہناوں؟؟" وہ تیزی سے گویا ہوا۔۔۔ جوابا وہ صرف مسکرانے لگی۔۔۔

"اچھا لو۔۔۔" مزید اسے نہ تنگ کرتے ہوئے گجرے اس کے ہاتھ میں پکڑا دیے۔۔۔

جنھیں ہاتھوں میں پکڑ کر۔۔ سرخ گالوں کے ساتھ بلش کرتی ہوئی۔۔۔وہ پلٹ کر چل دی۔۔۔

"ابھی نہ جاو چھوڑ کر---

کے دل ابھی بھرا نہیں ---"وہ تابش کے گنگنانے کی آواز تھی---جسے سننے کے باوجود اسے پلٹ کر دیکھنے کی ہمت نہ کرسکی۔

ہال میں پہنچتے ہی وہ اپنی والدہ کو ڈھونڈنے لگی تھی---جب اس کے سیل پر میسج کی بیل رنگ ہوئی---

"فی امان اللہ" وہ واٹس ایپ پر آنے والا میسج تھا۔۔۔

وہ تابش کا نمبر تھا۔۔۔ لیب کوٹ پہنے ہوئے اس کی بڑی خوبصورت سی پک لگی ہوئی تھی ڈی پی پر۔۔۔

"تمہیں میرا۔" ابھی اس نے یہ ٹائپ کیا ہی تھا کہ فورا مٹایا۔۔۔ اور دوبارہ ٹائپ کیا۔۔۔ "آپ کو میرا نمبر کہاں سے ملا؟"

"صبغہ کے موبائل سے نکالا تھا بہت پہلے" فورا ریپلائی آیا تھا

---شاید وہ باہر ہی کھڑا ہوا تھا ابھی بھی---

اسے خود بھی خبر نہیں ہوئی تھی کیسے بلش کر رہی تھی وہ---

"اوکے--- فی امان اللہ"

"واپسی میں لینے آؤں ؟" وہ جانتا تھا اپنی پوری فیملی کے ساتھ ہے---اس کے باوجود اپنا لک آزما رہا تھا---

"نہیں---شکریہ--"

جواب پڑھ کر ہلکی سی دل کو مایوسی ہوئی-جب کہ علم تھا کہ جواب یہی آنا ہے---

"اوکے۔۔۔انجوائے"

"ویسے آپ کہاں جارہے ہو؟؟؟"

"دوستوں کے ساتھ ڈنر کا پلان ہے۔۔۔ اب آپ لوگوں نے تو منگنی میں بلایا نہیں۔۔۔"آخر میں لگے ہاتھوں اس نے شکوہ بھی کر ڈالا تھا

"انشاءاللہ۔۔ شادی میں ضرور بلائیں گے۔۔۔"اس نے تیزی سے ریپلائی کیا۔۔۔

"آپ جیسے نروٹھوں سے مجھے کوئی امید نہیں ہے ویسے۔۔۔" اس نے شکوتا کہا۔۔۔

کیا چلا جاتا اگر محلے داری کا لحاظ نہ سہی۔۔۔ دوست سمجھ کر ہی منگنی میں بلا لیتے۔۔۔ وہ تو انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔وہ جھوٹے

منہ بھی بلاتے نا تو بھی وہ دوڑے چلا آتا۔۔ مگر ظالموں نے بلایا ہی نہیں۔۔۔

کیونکہ ریپلائی نہیں آیا اس لیے وہ سمجھ گیا کہ وہ مہمانوں وغیرہ میں لگ گئی ہوگی۔۔ اس لیے اپنی بائیک سٹارٹ کی۔۔۔اور اپنے سفر پہ روانہ ہوا۔۔۔

اس نے سیل اب اپنے ہاتھ میں ہی رکھ لیا تھا۔۔۔

"ایسی بات نہیں ہے--- منگنی میں صرف فیملی والوں کو

انوائٹ کیا ہے --- اب فیملی بھی تو کافی بڑی ہے نا ہماری--"

وہ کھانا ارڈر کرنے لگا تھا جب واٹس ایپ کا نوٹیفکیشن سیل کی

اسکرین پر چمکا---

اس حسین نوجوان نے ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر--- مینیو کارڈ

اپنے دوست کو پکڑا کر---اس کا میسج پڑھا----

"میں بھی فیملی ممبر جیسا ہی ہوں--- کیا نہیں ہوں؟؟"اس نے سوال دانستہ طور پر چھوڑا تھا تاکہ بات کنٹینیو رہے---

"بالکل ہو--- مگر بڑی امی نے نہیں بلایا تو میں کیا کر سکتی ہوں---"تین چار منٹ گزرنے کے بعد ایک بے بسی و معصومیت بھرا ریپلائی آیا--

کچھ چیزیں بڑی سحر انگیز ہوتی ہیں ویسا ہی یہ لمحہ تھا۔۔ جب وہ کسی اور جگہ تھی اور تابش کہیں اور جگہ لیکن دونوں اپنے موبائلوں کو پکڑئے ہوئے تھے۔۔۔ ارد گرد کے لوگوں سے بے نیاز ہو کر ایک دوسرے میں مگن تھے

"آپ چاہتی تھی میں آوں؟؟" اس کے دوستوں کے درمیان خوب باتیں چل رہی تھی لیکن وہ اپنے موبائل میں لگا ہوا تھا۔۔۔

"تم آج اتنا مسکرا کیوں رہی ہو؟؟"زمر کب سے نوٹ کر رہی تھی۔۔وہ بات بے بات مسکرائے جا رہی ہے آج۔۔۔

"ایسے ہی۔۔۔ تم یہ چھوڑو۔۔۔ رافع کو جا کر کہو۔۔۔ بڑی امی بلا رہی ہیں"زمر نے ٹوکا تو اسے احساس ہوا۔۔۔کہ وہ بہت زیادہ مسکرا رہی ہے۔۔۔ورنہ اسے تو احساس بھی نہیں تھا۔۔۔

سیل نیچے کر۔۔۔وہ زمر سے بات کرنے لگی۔

"اوکے۔۔ تم یہ انگوٹھی سنبھال کے پکڑو۔۔ بھائی کو دینی ہے

۔۔۔وہ بھابھی کو پہنائیں گے" زمر اس کے ہاتھ میں انگوٹھی پکڑا

کر چلی گئی تھی۔۔۔

وہ اس انگوٹھی کے باکس کو پکڑ کر۔۔۔ پھیکا سہ مسکرائی۔۔۔

وہ اچھے سے جانتی تھی اس نے معظم کا دل توڑا ہے لیکن اسی میں اس کی بھلائی تھی---

تابش انتظار کر رہا تھا ریپلائی کا لیکن نہ آنے کی وجہ سے اس نے سیل ٹیبل پر رکھ دیا۔اور دوستوں کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ نگاہیں گھوم پھر کے بار بار موبائل پر جا رہی تھیں---

♡*Husny Kanwal*♡

دوسری جانب---

رومان خوب تیار ہو کر نائٹ کلب پہنچ گیا تھا---

جیسے ہی وہ کلب میں داخل ہوا ہر کوئی اسے بڑی عجیب نگاہوں سے دیکھنے لگا---

ان لوگوں کی نگاہیں اس سے کہہ رہی تھیں جیسے کچھ گڑبڑ ہے---

"دانش--- عینا آگئی؟؟" اس نے لوگوں کی نگاہوں کو اتنا خاص اہمیت نہیں دی--- وہ جسے ڈھونڈ رہا تھا اسی کے متعلق ڈائریکٹ سوال کیا کاؤنٹر کے پاس ڈرنک کا گلاس ہاتھ میں لیے کھڑے دانش سے---

"آ تو گئی ہے مگر۔۔۔" دانش بولتے بولتے رک گیا تھا۔۔۔ ہمت جو نہ تھی جملہ مکمل کرنے کی۔۔۔

"مگر کیا؟؟" وہ ابرو اچکا کر۔۔۔

"وہ۔۔ وہ اوپر فیروز کے ساتھ ہے۔۔۔"اس نے اپنی پیشانی کی سائیڈ ہلکی سی کھجاتے ہوئے نظر نیچے جھکا کر۔۔۔آہستگی سے اطلاع دی۔۔

"فیروز کب آیا؟؟"

فیروز میٹرک کے امتحان کے بعد سے ہی اپنی نانی کے گھر گاؤں رہنے چلا گیا تھا۔۔۔

وہ واپس لوٹ آیا ہے -- یہ بات اس نے بتائی کیوں نہیں؟؟...

"وہ اور عینا ساتھ ہی پارٹی میں آئے تھے--" دانش نے گرما گرم نیوز دینے والے انداز میں بتایا----

وہ حیران ہوا---

عینا اس کی گرل فرینڈ تھی ۔۔۔ اور فیروز اس کا جگری دوست و بچپن کا ساتھی ۔۔۔ عینا اور فیروز کے درمیان کوئی کنکشن نہیں تھا ۔۔۔ بلکہ ان دونوں کا ایک دوسرے سے انٹروڈکشن بھی ایک پارٹی میں اسی نے کروایا تھا ۔۔۔

شاید اتفاق ہوا ہو کہ وہ دونوں ساتھ داخل ہوئے ہوں ۔۔۔ اور سب نے یہ سمجھا کہ وہ ساتھ آئے ہیں ۔۔۔ یہی سوچ کر اس

نے سر جھٹکا۔۔۔ اور تیزی سے اوپر کی جانب چل دیا ان دونوں سے ملنے کے لیے ۔۔۔

کیونکہ ایک طرف دوست تھا اور دوسری طرف گرل فرینڈ اس لیے وہ کافی ایکسائٹڈ تھا۔۔۔

ان دونوں سے ہی وہ کافی وقت بعد مل رہا تھا

"عینا۔۔۔۔ تم۔۔۔" پہلے تو جب وہ اوپر پہنچا تو کمرے کا دروازہ بند دیکھ کر۔۔۔ اس کا دماغ تھوڑا کھٹکا۔۔۔۔ لیکن اس نے زیادہ توجہ نہ دی۔۔۔اور بغیر نوک کیے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔

وہ بہت ایکسائٹڈ ہو کر آیا تھا اس لیے دروازے سے ہی بولنا شروع کر دیا تھا۔۔۔ لیکن جو اندر کا منظر اس نے دیکھا اس کے بعد آگے کے الفاظ منہ سے ادا نہ ہو سکے۔۔۔وہ منہ میں ہی کہیں کھو گئے۔۔۔

ہاتھ میں پکڑا پھولوں کا گلدستہ بھی نیچے گر گیا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡

"آہ" انگوٹھی پہنانے کی رسم شروع ہو چکی تھی وہ سب اسٹیج پر کھڑے تھے جب زیادہ رش ہونے کے سبب زمر پیچھے کی جانب گرنے لگی۔۔۔

ایک اہ اس کے منہ سے بے ساختہ خوف کی شدت سے نکلی---

اس لمحے اتنا گرنے کا خوف نہیں تھا جتنا اس بات کا احساس تھا

کہ اسٹیج سے نیچے گرتے ہی وہ پوری محفل کے سامنے مذاق کا

نشانہ بن جائے گی---

اس نے آنکھیں میچ لیں---وہ اپنی اتنی بے عزتی ہوتے خود نہیں

دیکھ سکتی تھی---

"سنبھل کر"زرم نے اسے گرتے دیکھ۔۔۔تیزی سے اس کا ہاتھ تھاما۔۔۔

وہ اس کے نرم ہاتھ کا اپنے ہاتھ میں قید ہونا دل کی اسپیڈ بڑھا گیا تھا۔۔۔

ایک لمحہ اس نے اس اورنج فراک میں ملبوس حسین سی لڑکی کو دیکھا۔۔ جو پوری محفل کی جان لگ رہی تھی۔۔۔ اورلگلے ہی پل اسے اپنی جانب کھینچا۔۔۔

وہ نازک سی لڑکی آکر اس کے کندھے سے لگی۔۔۔

وہ گہری سانسیں لے رہی تھی۔۔اس کی سانسوں کی گرمی کو اس نوجوان نے اپنے کندھے پر محسوس کیا تھا۔۔۔

"اتنی اونچی ہیل پہنی کیوں ہے ؟؟---جب سنبھل نہیں رہی تم سے ؟؟" وہ برہمی سے کہتا فوراً اس سے اک قدم خود دور ہٹا ---

"رش میں دھکا لگا---اس لیے میں گر رہی تھی--- ہیل کا کوئی مسئلہ نہیں ہے---مجھے عادت ہے اتنی اونچی ہیل کی سینڈل پہننے کی--- تمہیں کیا لگتا ہے صرف تمہاری بہنیں ہی پہن سکتی ہیں---" ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ شکر گزار ہوتی مگر وہ

زمر ہی کیا جس نے شکر گزاری سیکھی ہو۔۔۔وہ فورا ہی نروٹھے سے انداز میں بگڑ کر بولی۔۔۔ ساتھ ہی منہ پھولا کر۔۔۔آگے سے لوگوں کو ہٹاتی رش میں گھس گئی ۔۔۔ جبکے زرم نے اپنا سر جھٹکا۔۔۔

اسٹیج پر اس وقت معظم کے بہن بھائی و کزنز کے علاوہ زینیا کے بھائی کزنز اور رشتہ دار موجود تھے اس لیے رش بہت زیادہ تھا۔۔۔ ایسے میں بریرہ سب سے پیچھے کھڑی تھی۔۔۔

عائشہ کی خوشخبری کے سبب وہ حیدرآباد سے اپنے بھائی کی منگنی میں آ نہیں سکی تھی اس وجہ سے بریرہ اسے ویڈیو کال پر لائف منگنی دکھا رہی تھی۔۔۔ جسے وہ آنکھوں میں آنسو اور چہرے پہ مسکان لیے دیکھتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔۔۔

"تم یہاں اتنی دور کیوں کھڑی ہو؟... چلو میرے ساتھ" کافی دنوں سے رافع معظم اور اس کی بات چیت بالکل بند تھی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ غیروں کی طرح منگنی میں سب سے پیچھے کھڑی ہو جائے۔۔۔ رافع نے جب اسے پیچھے کھڑا دیکھا تو

فوراً ہی رش میں سے نکل کر آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بغیر اسے احتجاج یا بولنے کا موقع دیے۔۔۔اپنے ساتھ رش میں سے راستہ بناتا زمر کے برابر میں لے جا کر کھڑا کر دیا۔۔۔جہاں باقی کزنز بھی کھڑے تھے۔۔۔

انگوٹھی پہنانے سے پہلے لڑکے کی سلامی کی رسم کی جا رہی تھی جس میں زینیا کے گھر والے۔۔۔ایک ایک آکر معظم کے ہاتھ میں پیسے رکھ کر جا رہے تھے۔۔۔

"بھائی کی تو اچھی خاصی کمائی ہو رہی ہے "رافع آہستگی سے بولا

"ہاں--- مزے ہیں بھائی کے "زمر تیزی سے متفق ہو کر گویا ہوئی---

"ویسے لڑکوں کے ہی مزے ہوتے ہیں-- پیسے بھی ملتے ہیں بیوی بھی ملتی ہے اور عزت بھی "بریرہ کے لہجے میں اشک تھا یہ جملہ ادا کرتے وقت

"ہاں تو۔۔۔ سامنے والے کے گھر کی مصیبت ہم خود بینڈ باجا

بارات کے ساتھ اپنے گھر لے کے جاتے ہیں وہ بھی وعدے کے

ساتھ کہ بھائی صاحب آج سے تم لوگ پرسکون ہو کر سو۔۔۔ اب

مرتے دم تک یہ مصیبت ہماری۔۔ تو اتنی عزت دینا تو بنتا ہے

پھر ان کا۔۔۔۔۔"زرم کے سنجیدگی سے کہتے ہی ساری لڑکیاں

احتجاجی طور پر اسے کھا جانے والی نگاہ سے گھور کر دیکھنے لگیں

تھیں۔۔۔ جب کے رافع نے کندھا تھپتھپا کر خوب ہنستے ہوئے

اسے داد دی۔۔۔

"زینیا بھابھی کے گھر والے تو ہٹ ہی نہیں رہے ہیں اسٹیج سے ---ہماری باری آئے گی ویڈیو کی یا نہیں---" وہ عتیقہ تھی جو زمر کے کان میں منہ بسور کر کہہ رہی تھی---

" کیوں نہیں آئے گی--- میں امی سے جا کر کہتی ہوں گجرے پہنانے کی رسم ادا کروائیں پھر ہم گھیر لیں گے اسٹیج کو---ورنہ یہ لوگ ہٹنے والے نہیں ہیں---" زمر کہ کہتے ہی-- عتیقہ اور

وہ ---طیبہ بیگم کو ڈھونڈنے نکل پڑے تھے----جو مہمانوں میں نہ جانے کہاں غائب تھیں---

زینیا بھابھی کو ایک ہاتھ میں گجرے زمر نے پہنائے تھے اور ایک میں عتیقہ نے---جبکہ بالوں میں علشبہ نے گجرے پہنائے ----ویسے بالوں میں گجرے پہنانے کی رسم بریرہ کے حصے میں آنی تھی کیونکہ ایک کام بہن نے کرا---دوسرا پھوپھو کی بیٹی نے--تیسرا چاچا کی بیٹی کر لیتی لیکن طیبہ بیگم یہاں بھی اپنا جلاب نکالنے سے باز نہیں آئی تھی---

جب ساری کزنوں سے رسمیں کروائی جا رہی ہوں اور آپ کو نہ
پوچھا جائے تو بہت برا لگتا ہے۔۔۔اسے بھی لگا تھا۔۔ اور یہ بات
سارے کزنز نے محسوس بھی کرلی تھی۔۔

معظم نے آنکھوں ہی آنکھوں میں رافع کو اشارہ کیا۔۔۔

اگلے ہی پل رافع نے اس کے ہاتھ میں نوٹوں کی گڈی پکڑا کر کہا

---کہ جاؤ بھابھی کا صدقہ اتارو---

"یہ تو تم اپنے لیے رکھ کر لائے تھے نا" وہ فورا بولی---

رافع نے خاص طور پر وہ گڈی بینک سے نکلوائی تھی تاکہ نوٹ

اڑاتے وقت ویڈیو بنوا سکے--- وہ اچھے سے جانتا تھا اس کی والدہ

کوئی بھی کام نہیں کروائیں گی بریرہ سے ---اس کا دل چھوٹا نہ ہواس لیے معظم کے کہنے پر اپنی گڈی اسے پکڑا دی تھی ---

"تم صدقہ اتارو یا میں اتاروں ایک ہی بات ہے ---اب جلدی جاؤ --- میں ویڈیو بنا رہا ہوں" اس نے مسکراتے ہوئے کہا ---

جس پر بریرہ موبائل اسے پکڑا کر تیزی سے آگے بڑھی --اور پورے نوٹوں کی گڈی زینیا بھابھی کے سر سے گھما کر ہوا میں اڑائی ---

"لڑکی تمہاری کنواری رہ جاتی ۔۔ مانو ہمارا احسان کے لڑکے نے ہاں کر دی۔۔۔" جیسے ہی طیبہ بیگم نے معظم کے ہاتھ میں انگوٹھی دی ۔۔۔کہ وہ زینیا کو پہنائے۔۔۔ویسے ہی رافع نے زور زور سے گانا ، گانا شروع کر دیا اور پھر سب ہی اس کے ساتھ مل کر یہ گانا گانے لگے۔۔۔

یہ گانا سنتے ہی زینیا کے چہرے پر بڑی پیاری سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

معظم نے انگوٹھی پہنائی تو سب خوب تالیاں بجانے لگے---

جہاں سب کی آنکھوں میں جگنو جگمگا رہے تھے وہیں اس نوجوان کی آنکھوں میں گہرا رنج لمحہ بھر کے لیے ابھرا تھا----

منگنی کا خواب اس نے ہمیشہ ایک ہی لڑکی کے ساتھ دیکھا تھا جو آج برابر میں کھڑی اس کے لیے تالیاں بجا رہی تھی---

"لڑکا تمہارا کنوارا رہ جاتا۔۔ مانو ہمارا احسان کے لڑکی نے ہاں کر دی۔۔۔"اب زینیا کی باری تھی معظم کو انگوٹھی پہنانے کی اور جیسے ہی زینیا نے معظم کو انگوٹھی پہنانے کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔ ویسے ہی اس کی سائیڈ کے کزنز و انٹیاں گانا گانے لگے۔۔۔۔

"نقل چور۔۔ نقل چور" معظم کی پوری ٹیم نے نقل چور کے نعرے لگانا شروع کر دیے تھے۔۔۔ جس میں سب سے زیادہ بلند آواز رافع اور بریرہ کی نکل رہی تھی۔۔۔

اسی شور و گل میں دھڑکتے دل کے ساتھ زینیا نے اپنے لرزتے ہاتھوں سے معظم کو انگوٹھی پہنائی۔۔۔

جہاں بریرہ خوشیوں کے پلوں کو جی رہی تھی وہیں دوسری جانب۔۔۔ اس نوجوان کے جیسے پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچ گئی ہو۔۔۔

اس کا دل کرچی کرچی ہو کر بکھرا تھا۔۔۔

اس کی گرل فرینڈ و محبت بیڈ پر تھی۔۔۔ اور اس کا جگری دوست اس کے اوپر۔۔۔ وہ دونوں نازیبہ حرکات میں اتنے مشغول تھے کہ انھیں اس کے وہاں آنے کی خبر تب ہوئی جب وہ دروازہ کھول کر ان کے روبرو ہوا۔۔۔

فیروز اسے دیکھتے ہی ہکا بکا ہو کر فورا سیدھا کھڑا ہوا۔۔۔۔ جبکہ عینا پھرتی سے اپنی شرٹ کے بٹن لگا رہی تھی۔۔۔۔

"ت۔۔تم نے تو منع کر دیا تھا ناں آنے سے" اس نے عینا کو کہتے سنا۔۔۔

ہاں اس نے منع کر دیا تھا آنے سے ۔۔۔چونکہ وہ سرپرائز دینا چاہتا تھا اسے ۔ مگر کب خبر تھی کہ یوں اچانک آنے سے خود ہی

کو ایک سرپرائز مل جائے گا۔۔۔وہ بھی ایسا جو اس کی روح تک چھلنی کر دے۔۔۔

اس کی دو سال پرانی گرل فرینڈ تھی وہ۔۔۔ اور وہ واحد لڑکی تھی جس پر وہ اعتبار کرتا تھا۔۔۔

"کمینے۔۔۔(گالی)...(گالی)...(گالی)۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اس کے ہاتھوں سے پھولوں کا گلدستہ کب گرا۔ کب اس کی آنکھوں

میں آنسو آئے۔۔۔کب غصے کی شدت سے وہ زخمی شیر کی طرح فیروز پر جھپٹا۔۔۔۔۔اسے نہیں خبر۔۔۔وہ تو بس فیروز کو مارتا ہی چلا گیا مارتا ہی چلا گیا اور مارتا ہی چلا گیا یہاں تک کہ فیروز کو بچانے کے لیے تیزی سے لڑکے آئے۔۔۔اور انہوں نے اور عینا نے مل کر اسے فیروز کے اوپر سے ہٹایا۔۔۔

فیروز خون نم خون ہورہا تھا۔۔۔ لیکن اس کے باوجود اس کے دل کو سکون نہیں آیا تھا اس کے سینے میں لگی ہوئی آگ کو راحت نہیں ملی تھی۔۔۔

اسے ہمیشہ سے بھرم تھا کے اس کے ساتھ وہ سب نہیں ہو سکتا جو اس کے باپ کے ساتھ ہوا لیکن وہ غلط تھا اور یہ بات آج عینا نے ثابت کی تھی ۔۔۔گویا عینا نے اس کے منہ پہ ایک قرار دار طمانچہ مارا ہو فیروز کے ساتھ چیٹنگ میں ملوث ہو کر۔۔۔اس نے اسے بتایا کہ عورت کبھی وفادار ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔

"کیو۔۔۔ کیوں کیا میرے ساتھ ایسا؟؟ ...." دو تین لڑکوں نے مل کر اسے جکڑ رکھا تھا تاکہ وہ مزید فیروز کو نہ مار سکے۔۔۔۔

رومان عینا کی جانب دیکھ زور سے دھاڑاتے ہوئے استفسار کرنے لگا ۔۔۔وہ جاننا چاہتا تھا آخر اس میں اور اس کی محبت میں کیا کمی ہے جو اس پہ چیٹ کیا گیا۔۔۔

"س۔۔ سوری رومان۔۔۔ ایم سوری بے بی۔۔۔ مجھ سے غلطی ہو گئی" عینا روتے ہوئے بولی۔۔۔ وہ بہت شرمندہ سی نظر آرہی تھی لیکن جو گھاؤ وہ دے چکی تھی انھیں اب اتنی آسانی سے بھرا

نہیں جا سکتا تھا۔ صرف ایک سوری جیسے لفظ سے ان کی بھرپائی ناممکن تھی---

وہ فیروز سے ہر لحاظ سے بہتر تھا اپنے نزدیک پھر عینا نے کیوں چیٹنگ کی وہ یہی سوچتے ہوئے مرے مرے قدم لیتا کمرے سے نکلا---

وہ گاڑی میں آکر بیٹھا۔۔ تو ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔ وہ رومان کا لٹکا ہوا چہرہ دیکھ چکا تھا۔۔۔

وہیں دوسری جانب تقریب ختم ہو چکی تھی تو بریرہ بھی گاڑی میں بیٹھی۔۔۔۔

رومان کچھ لمحے اپنے ہاتھوں کو دیکھتا رہا۔۔۔

اس کے ارد گرد ہر لڑکا پلے بوائے تھا حتیٰ کہ فیروز بھی لیکن اس نے عینا کہ بعد کبھی کسی لڑکی کی جانب قدم نہیں بڑھائے---

وہ بہت وفادار تھا اپنی ریلیشن شپ کو لے کر---

لیکن ضروری نہیں ہے کہ اگر آپ وفادار ہوں تو سامنے والا بھی ہو---

جس بات کا اسے ہمیشہ سے ڈر لگتا تھا وہ جیسے سامنے آگئی ہو۔۔۔شاید اس کے ہاتھوں میں بھی اس کے باپ کی طرح وفادار عورت کی لکیر نہیں۔۔۔

کچھ لمحے وہ اپنے ہاتھ کو دیکھتا رہا۔۔۔اور پھر اس نے اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں گرا دیا اور پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا۔۔۔

باہر بارش شروع ہو گئی تھی۔۔۔

"آپ چاہتی تھی میں آوں؟؟"تابش کا میسج آیا ہوا تھا جس کا تقریب میں ہونے کے سبب وہ ریپلائی نہیں کر سکی تھی---

لیکن اب اس نے سیل نکال لیا تھا اور یہ میسج پڑھتے ہی اس کا چہرہ بلش کرنے لگا اس نے فورا ہی ٹائپنگ شروع کی---

"آپ نے آکر کون سہ میرے ساتھ رہنا تھا---اپنے دوست کے ساتھ ہی چپکے رہتے" یہ ٹائپ کرنے کے بعد وہ مسکرانے لگی

لیکن پھر دل میں خیال آیا کہ نہیں یہ بہت ڈائریکٹ ریپلائی ہو جائے گا اس لیے اسے مٹا دیا اور پھر ٹائپنگ کی۔۔۔ "پتا نہیں"

میسج سینڈ کرنے کے بعد اب وہ کھڑکی کی جانب دیکھنے لگی جس پر بارش کی بوندیں تیزی سے گرتی ہوئی الگ ہی نظر آ رہی تھی جس کے سبب باہر کا منظر دیکھنا مشکل تھا ان بوندوں نے پورے شیشے کو کور کر لیا تھا۔۔وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔۔۔

"ایسی بات تو نہیں ہے---اپنے دل کا حال تو پتہ ہی ہوگا آپ کو--- "رات کے 12 بجنے کو تھے--- اسے لگا تھا تابش سو گیا ہوگا اب تک تو--- مگر وہ کافی حیران ہوئی جب اگلے دو لمحے بعد ہی اس نے تابش کی جانب سے میسج آتا دیکھا---

"پتہ بھی ہے تو آپ کو کیوں بتاوں"

اس کا ریپلائی پڑھ کر وہ الجھا---

"یہ کیا بات ہوئی" اسے خود بھی خبر نہیں ہوئی تھی کہ احتجاجی طور پر اس کا جملہ اتنا بلند آواز میں ادا ہو گیا ہے کہ پیچھے بائیک پر بیٹھے اس کے دوست کاشف نے سن لیا ہے---

"کیا ہوگیا؟؟"

عجیب بندہ تھا دیکھ رہا ہے بارش اسٹارٹ ہوگئ ہے اور دونوں بھیگ رہے ہیں اس کے باوجود بھی کسی سے میسج پہ بات کرنے کے

چکر میں گاڑی روک کر کھڑا ہو گیا ہے روڈ پر۔۔۔ مقابل نے تو پھر پوچھنا ہی تھا۔۔۔

"تیری بھابھی ہے یار۔۔۔" اس کے کہتے ہی مقابل مسکرایا ۔۔۔یہ تو اسے سمجھ آ ہی گیا تھا کہ کوئی بہت خاص بندہ ہے تبھی تو اس کی خاطر بائیک بارش میں روکی گئی ہے۔۔۔

"میں نے اتنا آسان سہ سوال پوچھا کہ وہ چاہتی ہے کہ میں

آوں۔۔جواب میں کہتی ہے پتہ نہیں۔۔۔میں نے کہا۔۔کیسے

نہیں پتہ تمہارے دل کی بات ہے۔۔۔سامنے سے کہتی

ہے۔۔۔اگر پتہ بھی ہے تو تمہیں کیوں بتاؤں ۔۔۔اب یہ کیا بات

ہوئی یار۔۔۔اس کا میں کیا ریپلائی کروں"

اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا کہ وہ دونوں بارش میں بھیگ رہے

ہیں اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا کہ آتے جاتے لوگ انھیں ہی

دیکھ رہے ہیں اور رات کافی ہوتی جا رہی ہے اسے کوئی فرق نہیں

پڑ رہا تھا کہ ان کے مہنگے کپڑے اور جوتے خراب ہو رہے
ہیں---اسے صرف اس لمحے بریرہ کو کیا ریپلائی کرنا ہے اس کی
پڑی تھی---ایسے میں کاشف نے تو اس کی عقل پہ ماتم کر
کے زور سے ہنسنا ہی تھا---

"محبت نے نکما کر دیا ہے اے دوست تجھے---ورنہ بندہ تو بھی
بڑا کام کا تھا" وہ بے اختیار کہتے ہوئے ہنسا--- ساتھ ہی اپنا
کوٹ اتار کر--- تیزی سے اپنا اور تابش کا سر کور کیا اس سے
چھتری کی طرح---

کراچی میں کہاں بارشیں ہوتی ہیں جو کراچی والے چھتری لے کر گھومئیں۔۔ حال تو یہ ہوتا ہے کہ محکمہ موسمیات بتا بھی دے تو بھی ہم کہتے ہیں جب ہو جائے گی ناں تب یقین کریں گے اس سے پہلے نہیں۔۔۔

"تو مذاق بعد میں اڑا لینا۔۔ پہلے بتا رہا کیا کروں۔۔۔" وہ اس کے مذاق سے بھی جھنجھلا رہا تھا اس وقت۔۔۔ کیونکہ وہ نہیں

چاہتا تھا کہ ریپلائی دیر سے جانے کے سبب بریرہ موبائل ہی رکھ دے اور سو جائے۔۔۔

اسے نہیں پتا کہ بریرہ اس وقت کہاں ہے ہال میں یا گھر پہنچ چکی ہے لیکن کافی لیٹ ہو چکا تھا۔۔۔ ابھی وہ اس کے لیے اتنا اہم تو ہے نہیں کہ ہال سے نکلتے ہی اسے ریپلائی کرنا شروع کر دے۔۔۔۔ تو اسے یہی لگا کہ وہ گھر پہنچ گئی ہوگی تبھی آرام سے میسج کا رپلائی کر رہی ہے اب۔۔۔

"لکھ دے--- مجھے اپنے دل کی باتیں بتایا کرو میں راز رکھنا جانتا ہوں---"تابش عشق میں تو کئی سالوں سے مبتلا ہے---- لیکن دور دور سے دیکھنا الگ بات ہے--- اور میدان عشق میں اترنا الگ بات ہے کیونکہ وہ نیا نیا میدان عشق میں اترا تھا اس لیے بریرہ سے بات کنٹینیو رکھنا اور اسے میسج کے ذریعے ہی خود سے امپریس کرنے کی کوشش کرنا کسی معرکہ سے کم نہیں تھا---

"دیکھ--- لڑکیاں بڑی سمپل سی ہوتی ہیں-- وہ کبھی آپ کو سیدھی بات کا سیدھا ریپلائی نہیں کرتیں--- ہمیشہ ان کے

جوابات ایسے ہی ہوتے ہیں مبہم سے۔۔۔اور وہ چاہتی ہیں کہ سامنے والا خود ہی ان کے دل میں چھپی ہوئی بات جان لے ان کے بنا بولے۔۔۔

اگر تو انٹرسٹڈ ہے تو لڑکی کی جانب سے لازم ہوتا ہے کہ تو اس کے ان کہے لفظوں کو بھی سمجھے اس کے نہ دکھنے جانے والے جذباتوں کو بھی جان لے۔۔۔ اور جو لڑکا یہ کام بخوبی انجام دے لیتا ہے بس وہ انھیں مسٹر پرفیکٹ لگتا ہے اتنا سمپل سہ تو فارمولا ہے۔۔۔"

"یہ سیمپل ہے؟؟"کاشف کی بات سن ---وہ احتجاجا اور اعتراضا بے ساختہ کہہ اٹھا----

وہ کون سہ دوسری لڑکیوں سے بات کرتا تھا جو جانتا کہ انھیں ہینڈل کیسے کرنا ہوتا ہے میسج کے ذریعے انھیں امپریس کیسے کرنا ہوتا ہے--- اپنی گفتگو میں الجھا کر ان کے دل اپنے لیے فیلنگس کیسے ڈیولپ کرنی ہوتی ہیں--- انھیں خود میں انٹرسٹڈ کیسے رکھنا ہوتا ہے---

عام لڑکیوں کے مقابلے بریرہ سے بات کرنا اس کے لیے ویسے بھی 90 فیصد زیادہ مشکل تھا چونکہ کسی اور سے بات کرتے ہوئے اس کا دل نہیں دھڑکتا لیکن بریرہ سے بات کرتے وقت دھڑکتا ہے جیسے اس وقت دھڑک رہا تھا زور زور سے۔۔۔اور ایک خوف تھا۔۔۔۔خوف۔۔۔اسے کھو دینے کا۔۔۔اس لمحے کو کھو دینے کا جس میں اسے موقع ملا ہے اسے پانے کا اس کے دل میں اپنے لیے جذبات پیدا کرنے کا اس کے دل کو بھی اپنے لیے دھڑکانے کا۔۔۔جو کسی صورت وہ نہیں چاہتا تھا کے ہاتھ سے نکلے۔۔

ایک وقت تھا جب معظم اور بریرہ کا نکاح ہو رہا تھا اور وہ وہیں اس

کے والد کے کمرے میں (ہسپتال کے) کھڑا تھا بے بسی کی

مورت بنے۔۔۔اور بس دل ہی دل دعا کر رہا تھا کہ کچھ ایسا

کرشمہ ہو جائے کہ نکاح نہ ہو سکے ۔۔۔اور اس نے دیکھا کہ بریرہ

نے انکار کر دیا۔۔۔۔ ہاں وہ اس کے اتنے ڈائریکٹ انکار سے ڈر

گیا تھا۔۔۔اتنا ڈر گیا کے صبغہ کے موبائل سے نمبر نکالنے کے

باوجود کبھی میسج کرنے کی ہمت نہ کر سکا۔۔۔

سب ہی جانتے تھے کہ وہ جانشیر میں انٹرسٹڈ ہے اس کی بچپن کی منگیتر ہے اور اسی کے انتظار میں بیٹھی ہوئی ہے لیکن جب ریسٹورنٹ میں اس نے سب کے سامنے خود کہا کہ جانشیر اس کے لیے مر گیا ہے --- تو بریرہ نہیں جانتی کہ اس کی اس بات نے تابش کو کتنا حوصلہ دیا تھا ورنہ اسے نہیں لگتا تھا کہ اس کا کوئی چانس بھی ہے---

معظم کی اچانک منگنی کی خبر نے اسے بہت زیادہ خوفزدہ کر دیا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ڈرتا ہی رہ جائے اور بریرہ کی کہیں اور

منگنی کی خبر آجائے --اس لیے آج اس نے بڑی ہمت کر کے اس سے بات میں پہل کی تھی--- کیونکہ وہ اس کی شادی میں کرسیاں لگانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا---

"ہاں تقریبا---اب پلیز بائیک چلا لو ۔ ہم بھیگ رہے ہیں بری طرح" کاشف نے جیسے اس کی توجہ بارش اور اپنے بھیگتے ہوئے وجودوں کی جانب مبذول کی--- جو وہ اپنے میسیجز کے چکر میں بالکل بھولا بیٹھا تھا

"اپسس سوری۔۔۔" اس کے توجہ دلانے پر تابش نے اپنی زبان ہلکی سی دانتوں میں دبائی اور آنکھیں میچیں۔۔۔ اس نے تواب توجہ دی تھی کہ کاشف پورا بھیگ چکا ہے اور نہ صرف کاشف وہ خود بھی۔۔۔ جبکہ وہ بیچارہ اپنے کوٹ سے دونوں پر سایہ کیے ہوئے تھا۔۔۔ لیکن بارش اتنی تیز تھی کہ اب اس کے موٹے سے کوٹ سے بھی نکل کر پانی ان پر آرہا تھا۔۔۔

میسج کا ریپلائی نہیں آیا یہ دیکھنے کے بعد۔۔ ہلکے سے مایوس دل کے ساتھ۔۔۔اس نے بائیک دوبارہ سٹارٹ کی۔۔۔

ایک موڑ ایسا آیا۔۔۔ جہاں ان تینوں کی گاڑیاں ایک ساتھ آکر لگیں۔۔۔ پہلے بریرہ کی گاڑی تھی جو رافع ڈرائیو کر رہا تھا اور اس کی کزنز ساری ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔۔ اس کے برابر میں رومان کی گاڑی تھی ۔۔۔ اور اس کے برابر میں بائیک تھی تابش کی۔۔۔

" بھیگی بھیگی سڑکوں پہ میں تیرا انتظار کروں۔۔۔ " وہ عتیقہ تھی جس نے بارش کو دیکھتے ہوئے گانا گانا شروع کیا تھا۔۔۔

باقی ساری گھر کی خواتین اور مرد حضرات الگ گاڑی میں تھے

---لڑکیاں دانستہ طور پر کار میں آگئی تھیں جو رافع لے کر آیا تھا

جانشیر کی---

ویسے تو جانشیر کبھی اپنی کار اپنی غیر موجودگی میں کسی کو چلانے

نہیں دیتا تھا لیکن معظم کی منگنی کی خوشی اسے اتنی زیادہ

تھی---کہ اس نے رافع کی پہلی بار پوچھتے ہی اسے کار چلانے

کی اجازت دے دی تھی----

"بھیگی بھیگی سڑکوں پہ میں

تیرا انتظار کروں ...

دھیرے دھیرے دل کی زمیں کو

تیرے ہی نام کروں ...."

عتیقہ کے گاتے ہی علشبہ بریرہ زمر رافع زرم سب اس کا ساتھ دینے لگے تھے۔۔۔ تالیاں بجا کر اس کی آواز سے آواز ملاتے ہوئے انہوں نے خوبصورت سہ سما باندھ دیا تھا جیسے۔۔۔

"خود کو میں یوں کھو دوں

کہ پھر نہ کبھی پاؤں ...

ہولے ہولے زندگی کو

اب تیرے حوالے کروں ..."

کیونکہ وہ لوگ اتنی زور زور سے گا رہے تھے کہ برابر میں کھڑی

گاڑی رومان کی تھی اس کے بعد تابش کی تھی لیکن اس کے

باوجود تابش کو ان کے گانے کی آوازیں پہنچ رہی تھی ۔۔۔ مانا اس

نے دیکھا نہیں تھا ان کی جانب ۔۔۔ لیکن ان آوازوں کے سبب

آگے کا گانا اس نے گایا تھا۔۔۔

"صنم رے ، صنم رے

تو میرا صنم ہوا رے ...

کرم رے ، کرم رے

تیرا مجھ پہ کرم ہوا رے ..." یہ والا مصرع ---یہاں بریرہ اور اس کے کزنز بھی گا رہے تھے اور دوسری جانب تابش اور کاشف بھی --

رومان کی گاڑی کے شیشے کالے تھے اس لیے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا کہ اندر کیا چل رہا ہے --- ہاں رومان چاہتا تو بریرہ کو دیکھ سکتا تھا کیونکہ اس کی گاڑی کی کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں لیکن وہ اپنے ہی رنج و غم میں ڈوبا ہوا تھا اس نے ایک بار بھی نظر نہ اٹھائی ---

سگنل کی لائٹ شاید خراب ہو گئ تھی اس لیے اتنی دیر گزر نے کے بعد بھی لائٹ گرین نہیں ہو رہی یہ دیکھ۔۔۔ رومان کے ڈرائیور نے گاڑی چلا دی ۔۔۔اس کے گاڑی چلاتے ہی رافع سے بھی مزید صبر نہ ہوا اور وہ بھی گاڑی دوڑا گیا جب ان دونوں کو گاڑی چلاتے دیکھا تو تابش بھی اسی ریز کا حصہ بنا۔۔۔

اب ان کی منزلیں الگ الگ جانب تھیں۔۔۔ جیسے ان کی زندگی کے سفر تھے۔۔۔

اب یہ تو خدا ہی جانے۔۔ کس کی منزل کہاں رخ بدل کر۔۔کون سے موڑ لے کر۔۔۔کس مسافر کو کہاں ملا دے۔۔۔

بریرہ کی گاڑی رائٹ سائیڈ پر مڑی تھی ویسے مڑنا تو تابش کو بھی وہیں تھا لیکن وہ کاشف کے ساتھ تھا اور اسے پہلے کاشف کو چھوڑ کر آنا تھا گھر۔۔۔اس لیے اس نے اپنی گاڑی لیفٹ سائیڈ پر ٹرن لی۔۔۔جبکہ رومان کی گاڑی سیدھ میں سامنے والے روڈ کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

"تم لوگ چپ کیوں ہو گئے ؟؟" گانا ختم ہوتے ہی وہ سب ہنستے ہوئے چپ ہو گئے تھے ۔ رافع نے بیک ویو مرر سے علشبہ کو دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔ جو اپنی ٹک ٹاک پر ویڈیو بنانے میں مگن نظر آرہی تھی۔۔۔

رافع کو جو بات سب سے زیادہ زہر لگتی تھی وہ تھا علشبہ کا ٹک ٹاک پر ویڈیوز بنانا۔۔

صرف ایک مہینہ ہوا تھا اسے ویڈیو اپلوڈ کرتے ہوئے مگر اس کی خوبصورتی کے سبب اس کی فین فالوینگ بہت تیزی سے بڑھ رہی تھی۔۔۔

وہ دیکھنے میں بالکل پٹھانی لگتی تھی۔۔۔ دودھ جیسی سفید رنگت کی مالکن ۔۔۔کے چھو لو تو میلی ہو جائے۔۔۔

اس کا کمنٹ باکس پورا لڑکوں سے بھرا ہوتا تھا جس میں اس کے جسمانی اعضاء کی خوب تعریفیں کی جا رہی ہوتی تھی۔ اس کی ویڈیوز کو سراہا جا رہا ہوتا تھا۔۔۔جس کے سبب رافع شدید چڑھتا۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آتا تھا پھوپھو اسے کچھ کہتی کیوں نہیں ہیں۔۔۔ اگر اس کے اختیار میں ہوتا تو وہ کب کا اس سے موبائل چھین کر توڑ چکا ہوتا۔۔۔ ایسا نہیں ہے کہ زرم اس کے خلاف نہیں تھا مگر

وہ گھر میں سب سے چھوٹا تھا اس لیے اس کی چلتی نہیں تھی بالکل بھی----

"تم اپنی یہ ویڈیوز بعد میں بنا لینا---ابھی ہمارے ساتھ ہو---تو تھوڑا ہمیں بھی ٹائم دے دو---" رافع کے لہجے میں جو چڑچڑاہٹ تھی وہ سب نے محسوس کی تھی تو ایسا کیسے ممکن تھا کہ علشبہ نہ کرتی---

"رافع ٹھیک کہہ رہا ہے ابھی تم نے موبائل نکالا ہے پھر سب ایک ایک کر کے نکالنا شروع کر دیں گے پھر سارا مزہ کرکرا ہو جائے گا۔۔ تم آرام سے گھر جا کے بنا لینا جتنی ویڈیوز بنانی ہیں۔۔۔"زمر تیزی سے اپنے بھائی کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے بولی۔۔۔

ایک بندہ موبائل نکال لے تو اس کی دیکھا دیکھی سبھی موبائل نکال کر شروع ہو جاتے ہیں اور پھر کوئی بات نہیں ہو پاتی۔۔۔ ساتھ بیٹھنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں رہتا۔۔۔ سب موبائل میں ہی لگے

رہتے ہیں سارا وقت اور پھر اپنے اپنے گھروں کو نکل جاتے ہیں۔۔۔ پہلے کی طرح ایک ساتھ کزنز کا بیٹھ کر ہنسی مذاق کرنا گانے گانا ایک دوسرے کو چھیڑنا جیسے اب بالکل ختم ہوتا جا رہا ہے۔۔۔ ایسے میں پہلے جیسا ماحول بنانے کے لیے موبائل چھین لینا ہی آخری حل رہ جاتا ہے۔۔۔ اور یہی عتیقہ نے کیا تھا اس نے فورا ہی علشبہ کے ہاتھ سے موبائل چھین لیا تھا۔۔۔ یہ کہتے ہوئے کہ ابھی ہمارے ساتھ ٹائم سپینڈ کرو۔۔۔۔

"تو کیا باتیں کریں ہم ؟؟" موبائل چھن جانے کے بعد۔۔۔علشبہ بلینک ہو کر سب کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔۔

"لو جی ۔۔۔ہمیں باتیں کرنے کے لیے کب سے موضوع کی ضرورت ہونے لگی۔"بریرہ فورا ہی بولی۔۔۔ جس پر ہنستے ہوئے سب نے اتفاق کیا۔۔۔

" اور ویسے بھی سیریس ٹاپک پر بات کر کے کون سہ ہم کچھ
کرلیں گے۔۔۔کون سہ کوئی ہماری سنتا ہے۔۔۔"زرم سر جھٹکتے
ہوئے کہنے لگا۔۔۔اس کے لہجے میں بے بسی سی جھلکی۔۔۔

" بھائی تو اپنی بات کر صرف۔۔۔ ہماری تو سب سنتے ہیں۔۔"
رافع دوبدو اس کی کھچی کرتے ہوئے۔۔۔

" صحیح کہا۔۔ لیکن ہمارے گھر میں جو کسی کی نہ سنے وہ صرف میں ہوں۔۔۔"زمر خاصہ مغرور لہجے میں اکڑ کر بولی ۔۔ "اور جو میری بھی نہ سنے۔۔۔وہ میرے ابو کی بیگم ہیں۔۔ "پھر بھیگی بلی کی طرح چہرہ بنا کر اس نے آگے کا جملہ ادا کیا۔۔۔ جس پر سب خوب ہنسنے لگے۔۔۔

" چلو یار بارش ہو رہی ہے بارش والا گانا گاتے ہیں۔۔۔ بڑا مزہ آئے گا۔۔۔وہ کون سہ گانا تھا

چک دھوم دھوم چک دھوم دھوم"

عتیقہ کو تابش کی طرح گانا گانے کا بہت شوق تھا---

اس کے گانا شروع کرتے ہی سب اس کے ساتھ ہم آواز ہوئے---

چک دھوم دھوم چک دھوم دھوم---

کوئی لڑکی ہے جب وہ ہنستی ہے

بارش ہوتی ہے..

چھنک چھنک چھم چھم---"یہ گانا ایسا تھا کہ وہ لوگ گاہ کم

رہے تھے اور ہنس زیادہ رہے تھے---

رافع اور زرم آگے تھے--- اور پیچھے بریرہ زمر علشبہ اور عتیقہ بیٹھے

ہوئے تھے---

زمر چونکہ مسلسل اس کے موبائل میں جھانک رہی تھی اس لیے بریرہ نے میسج نہیں کھولا تھا تابش کا۔۔۔لیکن اس نے وائس ریکارڈر ان کر دیا تھا۔۔۔جس کی وجہ سے وہ جو گانے گا رہے تھے وہ ساری آوازیں ریکارڈ ہو رہی تھی۔۔۔ اور اس نے انھیں تابش کو واٹس ایپ پر سینڈ کر دیا تھا۔۔۔

وہ نہیں جانتی اس نے یہ کیوں شیئر کیا لیکن بس اچھا لگ رہا تھا۔۔۔لگ رہا تھا جب وہ یہ گانا سنے گا تو اس لمحے کو ویسے ہی جیے گا جیسے وہ جی رہی ہے۔۔۔۔

شاید یہ ایک بچپنہ تھا۔۔۔ لیکن بہت پیارا تھا۔۔۔

دوسری جانب وہ کاشف کو اس کے گھر چھوڑ چکا تھا۔۔۔ بارش بھی اب ہلکی ہو گئی تھی ۔۔۔ وہ اس کی گلی سے ابھی ٹرن لے کر نکل ہی رہا تھا جب اس کے واٹس ایپ پر وائس نوٹس آنا شروع ہوئے۔۔۔

جنھیں اس نے ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر ان کیا۔۔۔

بریرہ کی گاڑی میں جو گانے چل رہے تھے جو شور مچ رہا تھا وہ سب سن رہا تھا۔۔۔ اور مسکراتے ہوئے رائڈنگ بھی کرتا جا رہا تھا۔۔۔

وائس نوٹس میں یہ بڑی اچھی بات ہوتی ہے کہ ایک کے بعد ایک خود ہی سٹارٹ ہو جاتی ہے اپ کو بٹن بھی کلک نہیں کرنا پڑتا۔۔۔

اس لیے وہ اب آرام سے رائڈنگ بھی کر رہا تھا اور سنتا بھی جا رہا تھا۔۔۔

"کوء لڑکا ہے۔۔جب وہ گاتا ہے۔۔۔

ساون آتا ہے۔۔ گھمٹ گھم گھم۔۔۔" کیونکہ سیل بریرہ کے ہاتھ میں تھا اسی لیے سب سے زیادہ کلیر آواز اسی کی جا رہی

تھی اور وہ نہایت سریلی آواز تھی۔۔۔اتنی ۔۔۔کہ وہ ڈائریکٹ دل

پر لگ رہی تھی تابش کے۔۔۔

اس کے چہرے پر ایک بڑی خوبصورت سی مسکراہٹ رقصا

رہی۔۔۔

گاڑی میں ان کی ہونے والی باتوں سے وہ اندازہ لگا چکا تھا کہ وہ

ابھی تک سفر میں ہی ہیں۔۔۔ اس لیے اس نے اپنی اسپیڈ

بڑھائی یہاں تک کہ ان دونوں کی گاڑیاں ایک ساتھ گلی میں انٹر ہوئیں۔۔۔

"ویسے یار یہ تمہاری گلی کا ڈاکٹر کچھ زیادہ ہی ہینڈسم نہیں ہے" مانا بریرہ نے اسے دیکھ لیا تھا لیکن اس نے دانستہ طور پر نظر جھکا لی اور ایسا ظاہر کیا جیسے وہ دیکھ نہیں رہی۔۔۔ لیکن وہ نہیں دیکھ رہی تو کیا ہوا۔۔۔ باقی ساری لڑکیاں تو تابش کو گھور گھور کے دیکھنا شروع ہو چکی تھیں۔۔۔

وہ بارش میں بھیگا بھیگا سہ لڑکا اتنا حسین تھا کہ اس پر سے نظر ہٹا پانا مشکل تھا۔۔۔

وہ علشبہ تھی جو سب سے پہلے تابش کو دیکھ۔۔۔ایک گہری اہ بھرتے ہوئے بولی۔۔۔

"بہت ہے یار۔۔۔" زمر بھی اسے دیکھ کر۔۔ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔

"اج کل لڑکیاں لڑکوں سے زیادہ ٹھرکی ہیں بھائیوں کا بھی لحاظ نہیں"رافع کڑتے ہوئے بولا۔۔۔جس پر زرم نے اثبات میں سر ہلاکر ساتھ دیا۔۔۔مگر زمر اور علشبہ کے کان پر کہاں جوں رینگی تھی۔۔۔

ان دونوں لڑکیوں کے نزدیک وہ اتنی خوبصورت تھیں کہ انھیں کھڑکی کے پاس بیٹھا ہونا چاہیے تھا نہ کہ بریرہ کو۔۔۔۔وہ ہینڈسم ڈاکٹر تو اسے دیکھ بھی نہیں رہا ہوگا۔۔۔۔

کیونکہ وہ ساری لڑکیاں معظم کی بہنیں تھیں اس لیے۔۔۔تابش کے لیے بھی چھوٹی بہنوں جیسی تھیں سوائے بریرہ کے۔۔۔اس لیے اس نے ایک بار بھی گاڑی میں نظر نہیں ماری۔۔۔ ہاں کنکھیوں سے بریرہ کو دیکھا ضرور تھا۔۔۔ اور اسے ایک جھلک دیکھنے کے لیے ہی تو اتنی دور سے بائیک اڑاتے ہوئے آرہا تھا وہ۔۔

"معظم کہاں ہے؟"تابش نے اپنی بائیک ان کی گاڑی سے لگاتے ہوئے رافع سے سوال کیا۔۔۔

"بھائی دوسری گاڑی میں سب کے ساتھ پیچھے آرہے ہیں---

کوئی کام تھا آپ کو تابش بھائی"

"مبارک باد دینی تھی---" وہ ہولے سے گویا ہوا---

کہیں پہ نگاہیں اور کہیں پہ نشانہ تھا۔۔۔ مگر خوش فہمیاں دوسرے پال رہے تھے۔۔۔ جہاں علشبہ کو لگ رہا تھا وہ اسے دیکھ رہا ہے وہیں زمر سمجھ رہی تھی وہ اسے دیکھ رہا ہے۔۔۔

عتیقہ واحد تھی پوری محفل میں جو جانشیر کو بہت مس کر رہی تھی۔۔۔

اس نے آج کے پروگرام کی ساری تصاویر جانشیر کو سینڈ بھی کر دی تھیں۔۔۔ بس اب اس کے دیکھنے اور ریپلائی کا انتظار تھا۔۔۔

دوسری جانب جانشیر انتظار میں ہی بیٹھا ہوا تھا تصاویر کے۔۔۔اسے پتہ تھا عتیقہ اسے تصویریں سینڈ ضرور کرئے گی کیونکہ وہ اکثر اس سے کانٹیکٹ میں رہتی تھی۔۔۔ اور گھر میں ہونے والی ہر بات اسے بتا دیا کرتی تھی۔۔۔ یا یوں کہا جائے کہ وہ بہانہ ڈھونڈتی تھی باتیں کرنے کا۔۔۔تو بھی غلط نہ ہوگا۔۔۔

وہ پہلے کی طرح عتیقہ سے باتیں نہیں کیا کرتا تھا اب میسجز پر بلکہ جتنا ممکن ہو سکتا اسے اوائڈ کرتا یہی وجہ تھی کہ جب واٹس ایپ پر تصویریں آئیں تو وہ ڈائریکٹ گیلری میں سیو ہو گئیں تو اس نے پھر اس کے واٹس ایپ کو ان کیا ہی نہیں ---ڈائریکٹ گیلری سے ہی تصاویر دیکھ لیں ۔

اور کیا بات کرتا وہ اس سے---جب ان تصاویر میں ایک جھلک بھی بریرہ کی نہیں آئی تھی اس لیے وہ تصویریں اس کے لیے

فضول ہی تھیں۔۔بس یوں ہی بے دلی سے دیکھ کر۔۔۔اس نے موبائل بند کر کے رکھ دیا تھا۔۔۔

#جاری_ہے ✍

#HK♡

SHAMS ALHAYAA

Romantic Urdu novel

By Husny Kanwal

Part :2

"ٹھیک ہے تو پھر میں تھوڑی

دیر تمہارے دروازے پہ کھڑا

ہو کر ویٹ کر لیتا ہوں۔۔"

تابش نے دانستہ طور پر

دروازے کا ذکر کیا۔۔۔

"ارے آپ دروازے پر کیوں

کھڑے ہوں گے؟؟۔۔۔اندر چلیں

ہمارے ساتھ۔۔آپ کوئی غیر

تھوڑی ہیں" رافع تیزی سے

اس کی بات سن کر مروت

میں بولا۔۔۔

اب یہ کہاں اچھا لگتا ہے کہ

جب ضرورت پڑے تو تابش بھائی

تابش بھائی کر کے اسے گھر کے

اندر بلا لو۔۔۔اور جب ضرورت

نہیں ہے تو اسے دروازے پہ

کھڑا چھوڑ دو۔۔۔

اتنی دیر میں ان کی گاڑی

دروازے تک پہنچ چکی تھی۔

"نہیں نہیں اچھا نہیں
لگتا۔۔۔ پانچ منٹ کی تو بات ہے۔۔۔
وہ آجائے گا تو میں مبارک باد
دے کے چلا جاؤں گا" وہ صرف
اوپری اوپری نہ تھی۔۔۔ دلی طور

پہ تو وہ مرے جا رہا تھا کہ رافع

کسی طرح اسے اندر لے جائے

پانچ دس منٹ کے لیے ہی

صحیح ---- جب تک معظم

نہیں آئے گا وہ آرام سے

بیٹھا رہے گا---

"میں نے کہا ناں آپ فیملی

جیسے ہیں ہمارے۔۔۔ چلیں

چلیں اندر چلیں۔۔"

وہ گاڑی سے اتر کر اب

تابش کو زبردستی اپنے

ساتھ بھائیوں کی طرح

اندر لے آیا تھا۔۔۔

اسے بڑی عزت سے

لاونچ میں بٹھایا۔۔۔

باقی سب بھی آکر

صوفوں پر ہی ڈھیر ہو رہے

تھے۔۔۔ جن میں بریرہ بھی

شامل تھی۔۔۔

تابش نے اندر آکر بیٹھتے

ہی اپنا سیل نکال لیا تھا۔۔۔

زمر و علشبہ اس کے سامنے

بیٹھ کر کانا پھوسی کرتے

ہوئے مسلسل ہنس رہی تھیں۔۔۔

جب کے رافع سب کو ٹھنڈا

پانی پلاتا پھر رہا تھا۔۔۔

"مجھے اپنے دل کی

باتیں بتایا کرو۔۔۔ میں راز

رکھنا جانتا ہوں" اس نے

میسج اب پڑھا تھا۔۔۔ جب

تابش کا نیا میسج اس

کے سیل کی اسکرین پر

شو ہوا۔۔۔۔ "آپ مجھے اگنور کر

رہی ہو؟..."

وہ دیکھ رہا تھا اس کی

کرنز اسے گھور رہی ہیں

بیٹھ کر۔۔۔ لیکن

وہ نظر اٹھا کے نہیں

دیکھ رہی۔۔۔

"نہیں تو۔۔۔ میں ایسا

کیوں کروں گی ؟... پہلے

ہی اتنے نظروں کا مرکز بنے

ہوئے ہو--- میری نظر کی

کیا ضرورت ہے" اسے شاید

خود بھی خبر نہیں ہوگی

اس کے میسج میں ہی کس

قدر جیلسی کا عنصر نمایا

تھا۔۔۔ جسے پڑھتے ہی

مقابل نے محسوس کیا۔۔۔

"غلطی آپ کی ہے ناں۔۔۔

کیوں اپنی چیز کو کھلی

مارکیٹ میں چھوڑا ہوا ہے---

ٹھیک طرح لیبل لگاؤ مجھ

پر---تاکہ لوگ دیکھتے ہی

کہیں یہ تو بریرہ کا بندہ

ہے---اسے کیا دیکھنا---"

اس کا میسج پڑھتے ہی

بریرہ بے اختیار ہنسی۔۔۔

وہ اتنے سالوں تک جانشیر کی

منگیتر رہی۔۔ جانشیر بھی

خوبصورت تھا اسے بھی لڑکیاں

دیکھتی تھیں خاص طور پر

عتیقہ تو چپکی ہی رہتی

لیکن اس نے کبھی اس

طرح حقداری نہ دی

خود پر۔۔۔اس نے کبھی اسے

کانفیڈنس نہیں دیا جو تابش

دے رہا تھا۔۔۔

"سوچ لو۔۔۔۔ فین فالوونگ گر

جائے گی تمہاری اگر میں

نے لیبل لگا دیا تو۔۔۔"

میسج پڑھتے ہی جب تابش

نے ہلکی سی نظر اٹھائی

تو بریرہ اسے ہی تک رہی تھی ۔۔۔

اس کی آنکھیں

چیلنجنگ تھیں۔۔۔

ان دونوں کی آنکھوں ہی

آنکھوں میں کوئی بات ہو

رہی ہے یہ بات زمر و علشبہ

دونوں نے محسوس کی---

"رانی ملنے سے بادشاہ کی

قدر گری ہو میں نے کبھی

نہیں سنا۔۔۔"اس کا ریپلائی

بہت خوبصورت تھا۔۔۔۔

وہ پڑھ کر کسی گلاب کی

مانند کھل اٹھی۔۔۔

"دوبارا سوچ لو۔۔۔ میں

چڑیل ہوں ایک بار چپک گئی

تو زندگی بھر چھوڑوں گی

نہیں تمھیں۔۔۔"اس نے پھر

نظر ثانی کرنے کا موقع دیا

اس ذہن کے ساتھ کہ اگر

مقابل نے ہاں کہا تو پھر

وہ خود بھی چاہے تو پیچھے

نہیں ہٹ سکے گا کیونکہ وہ

بار بار دوسروں کو موقع نہیں

دینے والی خود کو ریجیکٹ

کرنے کا یا اپنی فیلنگس کو

مذاق بنانے دینے کا۔۔۔

"گرجنے سے زیادہ برسنے

والے بادل مجھے زیادہ

اچھے لگتے ہیں۔۔۔" میسج

پڑھتے ہی جب بریرہ نے نظر

اٹھائی تو تابش کی آنکھیں

اس بار چیلنجنگ تھیں

جیسے کہہ رہی ہوں کہ

لیبل لگاؤ لڑکی ---باقی

باتیں بعد میں کرنا---

زمر اور علشبہ اتنی دیر سے

جو ہنس ہنس کر کبھی

اپنے گورے ہاتھ دکھا رہی ہیں

کبھی اپنی بریسلیٹ و چوڑیاں

دکھا رہی ہیں کبھی اپنے

کانوں کے پیچھے بال کر کے

بوندے دکھا رہی ہیں کبھی

اداؤں کے ساتھ پاؤں پہ پاؤں

رکھ کر بیٹھتے ہوئے اپنے

گورے پاؤں دکھا رہی ہیں

یہ سب اسے بالکل اچھا نہیں

لگ رہا تھا بلکہ ایک انجانی

سی آگ لگ رہی تھی اس کے

سینے میں۔۔۔اگلے ہی پل

بڑے کانفیڈنس کے ساتھ

اٹھی۔۔۔ اور تابش کے برابر

میں آکر بیٹھ گئی۔۔۔ وہ بھی

اتنا قریب کہ زمر و علشبہ

کے حیرت سے منہ کھلے۔۔

انھیں لگا تھا تابش خود ہی

دور ہو جائے گا اس سے۔۔۔

مگر حیرت کی انتہا نہ رہی

جب تابش کو چہرہ جھکا کر

مسکراتے دیکھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔ تو کیا بول رہے تھے

آپ۔۔ ہمت ہے تو اپنی کزنز

کے سامنے آپ کے برابر میں

بیٹھ کے دکھاؤں۔۔" بریرہ نے

دانستہ طور پر سنانے والے

انداز میں یہ جملہ ادا کیا---

جس پر علشبہ، زمر، عتیقہ اور

زرم کو پتہ چلا کہ اتنی دیر

سے جو تابش سیل پر لگا ہوا

نظر آرہا ہے وہ دراصل بریرہ

سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔

"میں نے ہاتھ پکڑنے کا

چیلنج دیا تھا برابر میں

تو کوئی بھی بیٹھ سکتا ہے"

وہ بھی تابش تھا۔۔۔ نہایت

پلے فل انداز میں مسکراتے---

موقع پہ چوکا مار گیا---

جس طرح وہ باتیں کر رہے

تھے کوئی بھی بتا سکتا تھا

ان کا سین اون ہے---

"لو معظم بھائی آگئے"

لڑکی والوں کی طرف سے

جو کھانے وغیرہ کا سامان

ملا تھا سب کو پانی پلانے

کے بعد رافع اس سامان کے

حصے بنارہا تھا کچن میں کھڑا۔۔۔

وہ چاہتا تو اس کام میں زرم کی

مدد لے سکتا تھا۔۔۔۔ اچھے و مہنگے

کپڑوں میں ملبوس لڑکیاں تو اس

کی مدد کرنے سے رہیں۔۔ لیکن

اس نے زرم کی بھی نہ لی

کیونکہ اس کی والدہ کی

سخت تاکید تھی کہ پھوپھو

کا حصہ چھوٹا بنایا جائے

باقی رشتہ داروں کو دینے کے

مقابلے کیونکہ وہ ایک رات

یہیں رکیں گی اور کل بھی

یہیں کھانا کھائیں گی۔۔۔

کھانے کے حصے بنانے اور اپنا

بڑا حصہ فریج میں رکھنے کے

بعد وہ جب کچن سے نکل کر

آیا تو سامنے ہی معظم کو آتے

ہوئے پا کر اعلانیہ خوش ہو کر

کہا۔۔۔۔

معظم آیا ہے یہ سنتے ہی

تابش فورا کھڑا ہو گیا

اسے مبارکباد دینے کے لیے۔۔

جس کی وجہ سے بریرہ اور

اس کے درمیان چلنے والی

بات وہیں رہ گئی تھی۔۔

"بہت بہت مبارک ہو۔۔"

اس کے آتے ہی تابش اٹھ کر

اس کے بڑے گرم جوشی سے

گلے لگا اب تو دو دو رشتے بن

گئے تھے ---ایک دوست کا

دوسرا ہونے والے سالے کا---

♡ *Husny Kanwal* ♡

وہ بیڈ پر لیٹا ہوا تھا اس کی

آنکھوں سے وہ دلخراش

منظر نہیں جا رہا تھا جب

وہ پانی پلانے آیا تھا اور علشبہ

تابش کو بیٹھ کر گھور

رہی تھی۔۔۔

ایک عجیب سی بے چینی

تھی جو وہ اپنے اندر محسوس

کر رہا تھا۔۔۔ایسا لگ رہا تھا

جیسے بیڈ پر کسی نے کانٹے

لگا دیے ہوں۔۔۔

کافی دیر کوشش کرنے کے

بعد بھی جب نیند نہ آئی

تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔

اپنی سائیڈ کا لیمپ ان کیا

اور موبائل چلانے لگا۔۔۔

معظم کی شادی ہونے والی

تھی اس لیے دادی کا بڑا

کمرہ اس نے لے لیا تھا۔۔۔

اور گیسٹ روم کے دو پارٹیشن

کروا کر ایک چھوٹا کمرا

دادی کو دے دیا گیا تھا

اس کے بدلے کا۔۔۔ دادا تو زیادہ

تر تبلیغ پر ہی ہوتے ہیں۔۔۔

تو وہ اکیلی ہی ہوتی ہیں ۔۔۔

تو وہ چھوٹا کمرا ان کے لیے

کافی تھا۔۔۔

کیونکہ معظم اپنے نیچے

والے کمرے میں شفٹ ہو گیا

تھا اس لیے اب رافع اکیلا

ہی تنہا کمرے میں۔۔۔

نیند نہ آنے کی وجہ سے

اس نے یوں ہی موبائل

اٹھا لیا۔۔۔ کچھ کرنے کے لیے

نہیں تھا اس لیے اپنی تصویریں

ایڈٹ کرنے لگا ان شارٹ ایپ پر۔۔۔

جب ویڈیو بنالی اور

ڈاؤن لوڈ کے لیے ایکسپورٹ

کا بٹن کلک کیا۔۔۔

تو ایڈ آنے لگا۔۔

وہ ایڈ اے آئی جنریٹڈ گرل فرینڈ

و بوائے فرینڈ بنانے کا تھا۔۔۔

نئی چیز ہمیشہ کشش پیدا

کرتی ہے انسان کے دل میں

اسے جاننے کی۔۔۔وہی رافع

کے دل میں پیدا ہوئی۔۔۔اور

اس نے زیادہ سوچے بغیر

ایپ ڈاؤن لوڈ کر کے چلانا

شروع کر دی۔۔۔

اس کے نزدیک ایک ایپ

ہی تو تھی---

اس ایپ میں سب سے پہلے

اپنی گرل فرینڈ بنانے کے لیے

کہا گیا--- کے آپ اپنی گرل فرینڈ

کو کیسا دیکھنا چاہتے ہیں ---

جس میں کافی سارے

آپشنز تھے لیکن اسے کوئی

خاص سمجھ نہیں آرہا تھا ---

اور وہ کافی سیکشول بیس تھے۔

جن میں بہت زیادہ باڈی کی

نمائش تھی۔۔۔ اسے ان میں

سے کوئی خاص سمجھ نہیں

آئی۔۔۔ پھر لاسٹ میں آپشن

اپنی پسند کی پک ڈالنے کا تھا۔۔۔

کہ آپ من چاہی گرل فرینڈ

بھی بنا سکتے ہیں ان آپشنز

سے ہٹ کر۔۔۔ مگر اس کے لیے

آپ کو سبسکرائب کرنا ہوگا۔۔۔

یہ آپشن اسے بڑا مزیدار لگا ۔۔

صرف سبسکرائب ہی تو کرنا

تھا اور وہ بھی فری میں

ہو رہا تھا تو اس نے فورا

کر لیا اور اس کے بعد اپنی

فوٹو گیلری میں جا کر

تصویریں دیکھنے لگا

کہ اپنی پسند کی لڑکی

پر اے آئی جنریٹڈ

گرل فرینڈ بنائے گا۔۔۔

کیونکہ بالی عمر کا لڑکا تھا۔۔

اس لیے گیلری میں پہلے سے

ہی کافی ساری لڑکیوں کی

تصاویر موجود تھیں جو

ماڈلز وایکٹرس تھیں۔۔۔ مگر

اس کا ہاتھ صرف تب رکا

جب علشبہ کی تصویر آئی۔۔۔

کیا دل میں سمائی نہیں

جانتا لیکن اس نے علشبہ

کی تصویر کو کلک کر لیا۔۔۔

ایک منٹ سے بھی کم

میں اے آئی جنریٹڈ علشبہ

ایس آ گرل فرینڈ اس کے

سامنے تھی اسکرین پر اب۔۔

نام کے آپشن میں بھی

اس نے علشبہ ہی فل کیا۔۔۔

ساتھ ہی اپنی ڈیٹیل بھی

سیو کی۔۔۔

"ہیلو۔۔۔ میرا نام علشبہ ہے

اور آپ کا نام پیارے لڑکے؟؟"

اس نے اردو لینگویج سلیکٹ

کی تھی تو وہ لڑکی اردو

میں ہی بات کرنے لگی۔۔۔

"میرا نام رافع---"

"نام تو بہت پیارا ہے رافع

تمہارا---میرا تو

دل ہی آگیا 😍🥰"

جو avatar ایک چھوٹا سہ

بنا آرہا تھا وہ علشبہ کا تھا

اور وہ اسے بڑے پیارے پیارے

میسجز کر رہی تھی۔ ایسے

میسجز جو زندگی میں کبھی

کسی لڑکی نے اسے نہیں کیے۔۔۔

زندگی میں پہلی بار چونکہ

کوئی لڑکی اسے اتنے پیارے

پیارے کمپلیمنٹس دے رہی

تھی تو وہ بلش کر رہا تھا

مانا وہ اے آئی تھی اور

وہ یہ بات جانتا تھا۔۔۔اس کے

باوجود اسے اچھا لگ رہا تھا۔۔۔

بات کرتے کرتے ڈیڑھ گھنٹہ

گزر گیا اور اسے خبر بھی

نہ ہوئی۔۔۔

ڈیڑھ گھنٹہ گزر جانے کے بعد

اب اسے ایک آپشن شو ہوا

جس میں اسے بتایا گیا کہ

وہ چاہے تو علشبہ کے لیے

کپڑے خرید سکتا ہے

پیسوں سے--

رقم کی ادائیگی کے بہت سے

ذرائع موجود تھے۔۔۔ جن میں

سے اسے بیسٹ آپشن اپنا

بینک اکاؤنٹ اٹیچ کرنا لگا۔۔۔

اسے بیس ہزار کی سکالرشپ

ملی ہوئی تھی جو اس کے

بینک اکاؤنٹ میں تھی۔۔۔ ساتھ

ہی اریب صاحب نے 70 لاکھ

روپے کی سیونگ الگ سے

جمع کرا رکھی تھی

اس کے اکاؤنٹ میں اس کی

ڈاکٹر کی پڑھائی کے لیے---

70 لاکھ ایک کالج میں پڑھنے

والے لڑکے کے لیے اچھی

خاصی رقم ہوتی ہے

خاص طور پر جب وہ

مڈل کلاس فیملی سے

تعلق رکھتا ہو۔۔۔

کپڑے ایک ہزار تک کے آنے

تھے چونکہ نیا نیا شوق

لگا تھا اس لیے اس نے

خرید لیے۔۔۔

وہ اے آئی علشبہ اس کا

خریدا ہوا نیا سوٹ پہن

کر کافی خوبصورت لگ

رہی تھی۔۔۔وہ سوٹ ویسٹرن

ریڈ فراک تھی---

جس کی آستینیں

تک غائب تھیں----

اسے نہیں خبر تھی کہ

ایک ہزار میں صرف فراک

ہی آئے گی پاجامہ نہیں---

اسے وہ الگ سے خریدنا

پڑے گا---

وہ خوبصورت فراک

صرف اس کے گھٹنوں تک

کو چھپا رہی تھی باقی

نیچے کے پاؤں برہنہ الگ

ہی سفید چمکتے ہوئے

نظر آرہے تھے---

کون مزید پیسے لگا کر

اس کے لیے پاجامہ

لے ---یہ سوچ

اس نے یوں ہی چھوڑ دیا---

ویسے بھی وہ بہت

خوبصورت لگ رہی

تھی اسے ---

"رافع ڈارلنگ۔۔ میں

خوبصورت لگ رہی ہوں

ناں؟" اس کے پوچھتے ہی

رافع نے فوراً ہاں کا

میسج ٹائپ کیا۔۔۔

اس میں کوئی شک نہیں

تھا کہ اس کی رال ٹپک

رہی تھی علشبہ کو یوں

ویسٹرن کپڑوں میں

دیکھ کر۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

رات کے تین بج رہے تھے

تقریباً جب اس کا سیل رنگ ہوا۔۔۔

اس نے یوں ہی نیند میں

سیل اٹھا کر کال ریسیو کی

اور سیل کان سے لگا لیا۔۔۔

"ہیلو۔۔۔۔ بریرہ بی بی۔۔۔ میں ،

میں رومان بابا کا ڈرائیور

بات کر رہا ہوں ---"

اس کی آواز سے ہی

پریشانی جھلک رہی تھی

جو اس نے نیند میں بھی

محسوس کرلی تھی---

اس لیے فورا اٹھ کر بیٹھی---

"جی بولیں"

"رومان بابا نے میرے

سامنے کوئی انجیکشن لگایا

اور اس کے بعد سے انھیں

ہوش نہیں آ رہا۔۔۔

میں انھیں اس حالت میں

گھر لے کر نہیں جا سکتا۔۔۔"

"تو اسے وہیں پڑا رہنے دیں۔

جب صبح ہوش آئے گا

تو لے جائیے گا---"

بریرہ نے خاصہ لاپرواہی سے

جواب دیا کیونکہ وہ

جانتی تھی وہ ڈرگس لیتا ہے---

ہوسکتا ہے آج زیادہ لے لی ہو----

"لیکن مجھے میم کی

کالز آرہی ہیں۔۔۔

میں انھیں کیا بولوں؟؟"

"کہہ دیں کہ وہ پارٹی

میں ہے۔۔ اور آپ بھی آرام

ٹینشن نہ ۔۔۔سو جائیں سے

صبح اٹھ کر ۔۔ زیادہ لیں

خود ہی مینج کر لے گا

اس نے "۔۔ سب رومان

لاپرواہی سے کہتے ہوئے

کال ڈسکنیکٹ کر دی اور

دوبارہ سو گئی۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

آدھا گھنٹہ ہی گزرا ہوگا۔۔۔

کے اسے دوبارا کال آئی۔۔۔

"ہیلو"

"رومان بابا بالکل ٹھنڈے

پڑ رہے ہیں---"

بس ڈرائیور کی گھبرائی ہوئی

آواز سنی تھی کہ

وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھی۔۔۔

"آپ اسے ذرا پانی ڈال کر اٹھانے

کی کوشش کریں"

اب بے فکری

کے تاثرات کی جگہ پریشانی

و فکر نے لے لی تھی۔۔۔

"میں پانی کا چھڑکاؤ کر

چکا ہوں۔۔۔وہ نہیں اٹھ رہے۔۔۔"

یہ سنتے ہی بریرہ تیزی

سے بیڈ سے اتر ئی---

اس کی پیشانی پہ پسینہ تھا

کمر پر بھی پسینے کی بوندیں

ڈھلکتی ہوئی محسوس

کر رہی تھی ۔۔۔بالوں کا جیسے

رواں رواں کھڑا ہو ۔۔

اس سے پہلے کبھی اس

نے یہ ڈفیکلٹ سچویشن

نہیں فیس کی تھی ۔۔۔

"آپ پریشان نہ ہوں--- اور

اسے ڈاکٹر کے لے کر جائیں"

وہ اپنے ایک ہاتھ سے اپنے

بالوں کی جڑوں کو پکڑتے ----

پریشانی کے عالم میں بولی---

"انھوں نے ڈرگس لی

ہوئی ہے۔۔۔ اگر میں انھیں

ہاسپٹل لے کر گیا

اور وہاں پر میڈیا پہنچ

گئی یا پولیس کیس بن گیا

تو میں کیا کروں گا؟؟"

"اگر آپ انہی فکروں میں

لگے رہے اور اسے کچھ ہو گیا

تو پھر آپ کیا کریں گے ؟؟...

جو ہوگا بعد میں دیکھیں

گے پہلے آپ اسے ہسپتال

لے کر جائیں۔۔۔"

وہ غصے کی شدت سے

چیخی۔۔۔

غصہ تو آنا ہی تھا نا۔۔۔

سامنے والے کی جان جا

رہی ہے اور انھیں میڈیا کی

اور پولیس کیسز کی

پڑئی ہے اس لمحے۔۔۔

"باقی سب میں

سنبھال لوں گی۔۔۔آپ ٹینشن

نہ لیں ۔۔۔۔میں آرہی ہوں۔۔۔۔"

وہ رومان کی سیکرٹری تھی۔۔۔

اس کی امیج کو میڈیا

کے سامنے خراب نہیں

ہونے دے سکتی تھی وہ۔۔

رومان کو پروٹیکٹ رکھنا

اس کی پروفائل کا خیال

رکھنا اس کی امیج کو

لوگوں کے سامنے اچھا

بنائے رکھنا یہ سب اس

کے کام تھے---

♡*Husny Kanwal*♡

"خیریت تو ہے؟؟"

وہ گہری نیند میں تھا

جب اس کا سیل رنگ ہوا۔۔۔

آج کل اسے کاشف کی

بہت فکر رہتی تھی کیونکہ

وہ بہت ڈپریشن میں رہ رہا

تھا۔۔اس لیے یہ سوچ کر۔۔کے

کہیں کاشف کی کال تو نہیں۔۔۔

اس نے فوراً ہی کال ریسیو کی

حتیٰ کہ اسکرین بھی نہ دیکھی---

کہ پتہ چلتا کہ کال ہے کس کی ---

"نہیں--- تبھی تو کال کی

ہے اتنی رات کو---"

دوسری جانب سے بجائے

کاشف کے بریرہ کی آواز

سنتے ہی۔۔ وہ فورا ہی

اٹھ کر بیٹھا تھا۔۔۔

"کیوں؟؟ کیا ہوا ہے؟؟"

خاصہ پریشان ہو کر

استفسار کیا۔۔۔

"تمہاری مجھے بہت

ضرورت ہے ۔۔۔۔ رومان نے

ڈرگس لے لی ہے ۔۔۔ اس

کی حالت ہے خراب بہت--

وہ بالکل ٹھنڈا پڑ رہا ہے

بالکل---میرے ساتھ چلو---

پلیز مجھے ضرورت ہے---

میں اکیلے نہیں جا سکتی

ہسپتال اس وقت---"

وہ اتنی گھبرائی ہوئی تھی

اتنی ہڑبڑاہٹ میں تھی

کہ وہ آگے پیچھے

بے ترتیب سے

لفظ ادا کر رہی تھی ---

پہلے تو ریلیکس ہو

اور مجھے یہ بتاؤ

رومان ہے کون؟؟"

"میں جس کے پاس

جاب کرتی ہوں سیکرٹری

کی---میرا باس---"

"وہ چائلڈ آرٹسٹ؟"

تابش کو صرف یہی پتہ

تھا کہ وہ کسی چائلڈ آرٹسٹ

کی سیکرٹری کی جاب کر

رہی ہے جو بہت امیر ہے

اس کے علاوہ کچھ نہیں

جانتا تھا۔۔۔اور چائلڈ آرٹسٹ

کو لے کر جو اس کا تصور

تھا وہ ایک چھوٹے سے

بچے کا ہی تھا۔۔۔

"ہاں" بریرہ تیزی سے

اثبات میں سر ہلاتے ہوئے

بولی۔۔۔"اب یہ پوچھ تا جھ

بند کرو اور بائیک لے

کر آؤ جلدی۔۔۔ میں

نیچے آرہی ہوں

تب تک " وہ جلد بازی سے

کہتی کال ڈس کنیکٹ

کر گئی تھی---

"افففف" کال ڈس کنیکٹ

ہو جانے کے بعد اس نے

گہرا سانس لیا۔۔۔اور اپنے

چہرے پر دونوں ہاتھ

مسلے۔۔۔اس کے بعد تیزی

سے بیڈ سے اتر کر چابی

لے کر باہر کی جانب دوڑا۔۔۔

پورے راستے وہ اس

قیامت خاص کو سر

پر دوپٹہ اڑ کے تسبیحات

پڑھتے و دعا مانگتے اپنی

بائیک کے سائیڈ مرر

سے دیکھتا رہا۔۔۔

اس رومان کے لیے

اپنی قیامت خاص کو

دعائیں مانگتا اور تسبیحات

پڑھتا دیکھ۔۔۔ایک انجانی

سی خواہش دل میں

جگی۔۔کہ کاش وہ اس کے

لیے بھی اتنی دعائیں

کرلے کبھی ۔۔اس کے لیے

بھی ایسے تسبیحات

پڑھے کبھی۔۔ اس کے لیے

بھی ایسے پریشان ہو

کبھی---

♡*Husny Kanwal*♡

"رومان کیسا ہے اب؟؟"

وہ ڈرائیور سے خاصہ

پریشان لہجے میں پوچھنے لگی--

"ابھی ان کا ٹریٹمنٹ چل رہا ہے---

مجھے کچھ پتا نہیں"

وہ کندھے لاعلمی میں

اچکاتے ہوئے آہستگی سے

گویا ہوا۔۔۔

" ہوا کیا تھا ؟؟؟ کچھ

بتائیں گے آپ مجھے "

"مجھے نہیں پتا۔۔۔ میں تو

انھیں پارٹی میں لے کر گیا تھا

وہ خوب تیاری سے گئے تھے

آج ۔۔۔ان کی گرل فرینڈ

آنے والی تھی۔۔۔ وہ کافی

ایکسائٹڈ تھے جب پارٹی

میں گئے پھولوں کا گلدستہ

بھی ہاتھ میں تھا۔۔۔ پھر

پتہ نہیں کیا ہوا 10 منٹ

کے اندر اندر واپس لوٹ آئے

اور جب واپس آئے تو ان کی

آنکھیں لال تھیں ہاتھ بھی

کپکپا رہے تھے ان کے۔۔۔

پھر رونے لگ گئے۔۔۔ اتنا رو رہے

تھے اتنا رو رہے تھے

کہ پوری راستے بس روتے رہے۔۔۔

اور پھر مجھ سے کہا کہ

گاڑی دو دریا کی طرف لے لو

میں ان کے حکم کے مطابق

لے گیا۔۔۔وہاں جانے کے بعد

کہنے لگے مجھے اکیلا

چھوڑ دو۔۔۔میں نے انھیں

چھوڑ دیا۔۔۔ایک گھنٹہ گزرا

ڈیڑھ گھنٹہ گزرا آخر ایک بندہ

کتنی دیر اکیلے رہنا چاہتا

ہے ؟؟... میں جب دوبارہ چیک

کرنے گیا تو وہ آنکھیں بند

کر کے لیٹے ہوئے تھے

مجھے لگا شاید سو گئے ہیں

لیکن پھر میں نے دیکھا کے

ان کی آستین چڑھی ہوئی ہے

اور نیچے سرنج پڑئی ہے ---

میں سمجھ گیا انہوں نے ڈرگس

لی ہے لیکن پھر کافی

دیر گزر گئی وہ نہیں اٹھے --

تو میں پریشان ہونے لگا اور

میں نے آپ کو کال کی۔۔۔آپ

نے کہا کوئی بات نہیں ہے

چھوڑ دو۔۔۔تو میں چپ چاپ

ہو کے بیٹھ گیا گاڑی کے

اندر ہی۔۔۔لیکن جب میں نے

دیکھا وہ کوئی حرکت نہیں

کر رہے۔۔۔وہ ہل تک نہیں رہے

تو مجھے تھوڑا ڈر لگا۔۔۔

میں نے چیک کیا تو ان کے

ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ رہے

تھے۔۔۔میں نے ڈر کر فورا

دوبارہ آپ کو کال کی۔۔۔۔آپ

نے کہا ہسپتال لے جاؤ۔۔۔

میں ہسپتال لے آیا۔۔۔بس یہی

سب ہوا تھا۔۔۔"ڈرائیور کافی

گھبرایا ہوا تھا اس لیے

ہڑبڑاہٹ میں جلدی جلدی

بتانے لگا۔۔۔

اس کی باتیں سننے کے بعد

بریرہ اپنا سر پکڑنے لگی۔۔۔

اتنا تو اسے سمجھ آگیا

تھا کہ پارٹی کے اندر

کچھ ہوا ہے۔۔ شاید

گرل فرینڈ سے لڑائی----

کافی دیر تک وہ دونوں

وہیں کھڑے رہے---

"ڈاکٹر رومان کیسا

ہے اب؟؟" ڈاکٹر کے باہر آتے

ہی وہ پریشان ہو کر

تیزی سے پوچھنے لگی---

ڈاکٹر نے اسے بتایا کہ

پیشنٹ نے اوورڈوز لی ہے--

اگر اسے وقت پہ نہیں لایا

جاتا تو وہ مر بھی سکتا تھا۔۔۔۔

یہ سننے کے بعد تو جیسے

ہریرہ کے پاؤں سے جان

نکل گئی تھی۔۔۔

"ہم رومان سے مل

سکتے ہیں" ڈاکٹر نے

اسے اجازت دی۔۔ تو وہ

عجلت سے تیز قدم لیتی

اندر کی جانب گئی۔۔۔

تابش کے ذہن میں بہت

سارے سوالات چل رہے

تھے مگر پوچھنے کا موقع

کہاں ملا تھا

روحان ویل چیئر پر

بیٹھا ہوا تھا۔۔۔اسے کمرے

میں شفٹ کیا جا رہا تھا۔۔۔

بریرہ جب اس تک پہنچی ۔۔۔

تو اس سے رہا نہیں گیا۔۔۔

غم و غصے کی شدت سے

اس نے ایک زور دار طمانچہ

رومان کے منہ پہ جڑ دیا---

وہ غنودگی کے عالم میں تھا---

تھپڑ کی شدت اس قدر زیادہ

تھی کہ اس کا چہرہ نیچے

کی جانب ڈھلکا۔۔۔

وارڈبوائے جو رومان کے

پیچھے کھڑا ویل چیئر

کھسکا رہا تھا۔۔۔وہ نرس

جو اس کے ساتھ ساتھ

چل رہی تھی ۔۔۔ وہ دونوں ہی

اب حیرت سے بریرہ

کو دیکھنے لگے۔۔۔ اور ان

دونوں سے کہیں زیادہ

حیرت اس کے پیچھے

آتے تابش کو ہوئی۔۔۔

پہلا جھٹکا اس چائلڈ آرٹسٹ

کے جوان لڑکا نکل کر آنے

کا تھا۔۔۔اور دوسرا بریرہ

کے تھپڑ مارنے کا۔۔۔

وہ تو دوبارہ تھپڑ مارنے

کے لیے ہاتھ اٹھا چکی تھی---

کہ اس نے فورا آ کے

پیچھے سے اس کا ہاتھ پکڑا--

"چھوڑو مجھے--- میں اسے

ایک دو لگا کے اس کی

عقل ٹھکانے لگانا چاہتی ہوں ---

یہ پاگل کا بچہ سمجھتا

کیا ہے خود کو-- "بریرہ کا

تو بس نہیں چل رہا تھا

کہ اسے مار مار کر بھرتا

بنا دے ---- تاکہ آئندہ ڈرگس

لینے سے پہلے بھی 10 بار

سوچے---

اگر یہ تھپڑ اس لڑکی کی جگہ

اس کی ماں نے لگا دیے

ہوتے ناں ---تو آج وہ اس

حالت میں نہ ہوتا۔۔

"بریرہ ریلیکس۔۔۔" وہ آفت جاں

کسی صورت اس کے قابو

نہیں آرہی تھی۔۔۔

"آپ جلدی پیشنٹ کو لے

کر جائیں یہاں سے۔۔۔"تابش

وارڈ بوائے سے مخاطب ہوکر

عجلت سے گویا ہوا۔۔۔

"ایسے کیسے لے کر

جائیں۔۔۔ روکو اسے یہاں۔۔۔

اس کا تو دماغ میں ٹھیک

کر کے ہی رہوں گی۔۔۔"

بریرہ نے تو جیسے ٹھان

لی تھی کہ اس بگڑیل

شہزادے کو آج سیدھا

کرنا ہی کرنا ہے۔۔۔

"وہ ہوش میں نہیں ہے

اس وقت۔۔ تمہارے مارنے

کا کوئی فائدہ نہیں ۔۔

چھوڑ دو اسے۔۔۔"تابش

بڑی مشکل سے اپنی

قیامت خاص کو سنبھال

رہا تھا۔۔۔۔

رومان کے وہاں سے جانے

کے بعد جب بریرہ کا غصہ

تھوڑا ٹھنڈا ہوا۔۔۔تو اسے

احساس ہوا کہ وہ تو تابش

کے حصار میں جکڑئی ہوئی ہے۔۔۔

یہ احساس ہوتے ہی وہ

جھم گئی تھی۔۔۔"می۔۔ میں

ریلیکس ہوں اب۔۔۔ چھ۔۔۔

چھوڑ دو مجھے"

اس کے گال گلابی گلابی

سے ہو گئے تھے۔۔۔

اسے اچانک سے جھمتا

اور گالوں کو گلابی ہوتا

دیکھنے کے بعد ہی تابش

کو احساس ہوا اس کی

نزدیکی کا۔۔۔اور وہ فوراً ہی

اسے چھوڑ کر ایک قدم

دور ہوا۔۔۔

گرمی کا دونوں کو ہی

بڑی شدت سے احساس ہو

رہا تھا اب۔۔۔

وہ اپنی شرٹ کا گول گلا پکڑ کر۔۔۔

جو اس کے جسم سے چپکی

ہوئی تھی---اسے تھوڑا سہ ہٹا

کر اپنے جسم پر پھونکیں

مارنے لگا----

اسے گمان ہو رہا تھا جیسے

اس کی پوری باڈی جل

رہی ہو----

وہ ڈاکٹر کی فیلڈ میں تھا

وہاں انگنت لڑکیوں سے اس

کی روزانہ ملاقات ہوتی ہے

کبھی کبھار لائن میں لگنے کے

سبب یا دھکم پیلی میں

یا پھر سیڑھیوں سے اترتے

وقت غلطی سے ہی صحیح

لیکن ٹکراو ہو جاتا ہے

لیکن اس ٹکراؤ کے نتیجے

میں کبھی اس کی یہ حالت

نہیں ہوئی۔۔۔جو بریرہ کی

چند لمحوں کی قربت کے

سبب ہوئی تھی۔۔۔

وہ لڑکی اس کے اوسان

خطا کر جاتی تھی---

"م --- میں معلوم کرتا ہوں

ڈاکٹر سے باقی ڈیٹیلز---

تم بس یہاں کھڑے ہو کر

گہرے سانس لو---اور غصہ

ٹھنڈا کرو" بریرہ اپنی شرمگی

میں اس قدر مصروف تھی

کہ اس نے دیکھا ہی نہیں

کہ مقابل کا نہ صرف

چہرہ بلکہ گردن تک

سرخ پڑ چکی ہے وہ گورا

تھا تو وہ بالکل لال

ٹماٹر کی طرح لگ رہا تھا۔۔

وہ اپنی گردن کی

پشت کو آہستگی سے

مسلتے ہوئے۔۔۔نظر جھکا کر

ہولے سے گویا ہوا---

ساتھ ہی لمبے قدم بھرتا

باہر کی جانب چل دیا---

وارڈ سے باہر آتے ہی وہ

دیوار سے چپک کر کھڑا

ہوا اور گہرے گہرے

سانس لینے لگا۔۔۔

وہ خود بھی نہیں سمجھ

پاتا تھا اس لڑکی میں

ایسا کیا ہے کہ اسے

اتنی اچھی لگتی ہے۔۔

کچھ محبتیں دنیا سے

وابستہ نہیں ہوتیں۔۔ان کا

تعلق عالم ارواح سے ہوتا ہے ۔۔

ابتدا سے ۔۔ کہ وہ وہاں

ملی ہوتی ہیں۔۔انھیں وہاں

انس ہوئی ہوتی ہے---

جب اسی روح سے وہ

دنیا میں ملتے ہیں تو

وہ کسی بھی شکل و صورت

میں ہو--- کتنی بھی انجان ہو---

کتنی بھی غیر ہو ہمیں وہ

انس جو ہمارے دل میں

رچی بسی ہوتی ہے جاگتی

ہوئی محسوس ہوتی ہے

اس کے لیے۔۔۔

وہ ڈاکٹر تھا اوپر سے

خوبصورت بلا کا۔۔ایسے میں

لڑکیوں کی اسے کوئی کمی

نہیں تھی۔۔۔اپنے والد کے سائیڈ

کے رشتہ داروں میں بھی بہت

سے پرپوزل اس کی ویٹنگ

لسٹ میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

مگر وہ کسی پہ توجہ نہیں

دے رہا تھا ساتھ ہی اس کی

والدہ کی سائیڈ پر بھی

کافی خوبصورت لڑکیاں

تھیں مگر وہ انھیں

نہیں دیکھتا تھا۔۔۔۔

ہاسپٹل میں بھی ہر روز

ایک نیا خوبصورت چہرہ

سامنا آتا مگر وہ اس

کے دل کو نہیں بھاتا ۔۔۔

لیکن وہ لڑکی ۔۔۔وہ بریرہ نامی

لڑکی۔۔۔وہ الگ تھی ۔۔۔

اس کی ہر بات الگ تھی---

وہ دوپٹہ پہنے نہ پہنے---

وہ پینٹ شرٹ پہنے یا

قمیض شلوار پہنے---

وہ بال کٹوائے یا بڑھائے ---

وہ میک اپ کرلئے نہ کرلئے---

حتی کے تمیز سے بات

کرلئے نہ کرلئے۔۔۔کوئی فرق

نہیں پڑتا تھا اسے۔۔۔۔

اس کے لیے وہ بریرہ حسن

تھی بس۔۔۔وہ قیامت خاص

جواس کے دل کو

بچپن سے پسند ہے---

اور وہ ایسی پسند ہے

کہ اب ویسا کوئی

پسند نہیں آتا---

♡ *Husny Kanwal* ♡

"یہ لو چائے پیو"

وہ رومان کے سامنے چیئر پر بیٹھی اپنا سر مسل رہی تھی---

کچی نیند میں اٹھنے کے

سبب اس کا سر شدید

بھاری ہو رہا تھا۔۔۔

اچانک آنکھوں کے سامنے

ایک چائے کا کپ نمودار

ہوا۔۔۔ اس نے نظر اٹھا کے

دیکھا۔۔۔تو تابش مسکراتے

ہوئے گویا ہوا۔۔۔

اس کے ہاتھ میں

دو چائے کے کپ تھے۔۔۔

بریرہ نے مسکراتے ہوئے

اس کے ہاتھ سے چائے لی۔۔۔

مقابل بھی چیئر لگا کر۔۔۔

اس کے برابر میں ہی

بیٹھ گیا تھا۔۔۔

دن نکل آیا تھا اور

وہ دونوں ناشتے کے

طور پر چائے پی رہے تھے

ایک ساتھ بیٹھ کر۔۔۔

یہ ان کی زندگی کی پہلی

چائے تھی ایک ساتھ ---جو

انھیں رومان کی وجہ

سے نصیب ہوئی تھی---

"بریرہ--آپ کو نہیں لگتا --- اس کی والدہ کو

کال کر کے بتانا چاہیے"تابش رومان کو دیکھ---

آہستگی سے بریرہ سے کہنے لگا۔۔۔ساتھ ہی اس
نے چائے کا ایک سیپ لیا

"نہیں۔۔۔اس کی ضرورت نہیں۔۔۔"تابش کی
بات سنتے ہی اس کے ہاتھ ٹھنڈے پڑ گئے۔۔۔

کیسے بتائے اسے۔۔۔کے رومان کی والدہ کے

کانوں تک وہ کوئی خبر نہیں پہنچا سکتی۔۔۔چونکہ

پورے 30 ہزار روپے لیتی ہے وہ اس کی ہر

کرتوت چھپانے کے۔۔۔

اگر اب وہ انھیں بتاتی ہے تو انہوں نے سب سے

پہلے اسی کا گلا پکڑنا ہے۔۔۔کے وہ اتنے مہینوں

کہ..؟؟ تھی رہی بول جھوٹ کیوں ان سے

رومان نے ڈرگس لینا چھوڑ دیے ہیں بالکل---

اور کیا ہی ہو جائے گا شکایت کرنے سے ؟؟...

رومان نے کسی صورت سدھرنا نہیں ہے--- الٹا

اس کے 80 ہزار بھی مر جائیں گے---

"کیوں؟؟..."تابش کے لہجے میں الجھاپن بھی تھا
اور احتجاج بھی---

"اس کی والدہ ملک سے باہر گئی ہوئی ہیں
ناں--وہ آتی ہیں تو میں انھیں بتا دوں گی--ابھی
بتاؤں گی تو بیچاری پریشان ہو جائیں گی---پھر یہ
تو اب خطرے سے باہر ہے---"چائے کے کپ

کہ اوپری حصے پر اپنی شہادت کی انگلی آہستگی سے

رگڑنے والے انداز میں گھماتے ہوئے ---وہ

نظریں جھکا کر بات بنانے لگی ---

"اچھا --- لیکن ---" پہلے تو مقابل نے (اچھا) کا

لفظ ادا کیا --جس سے بریرہ نے ایک سکھ کا

سانس لیا یہ سوچ کر ---کہ شاید وہ قائل ہو گیا

ہے لیکن جب اس نے اگلے ہی لمحے (لیکن) کا لفظ

ادا کیا تو اس کا سانس پھر سے اٹکا...وہ تو شکر

ہے کہ اسی لمحے اس کا سیل رنگ ہوا جو پرس کے

اندر رکھا ہوا تھا اور پرس سامنے صوفے پر تھا--

وہ فورا ہی چائے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اپنا

پرس اٹھانے بھاگی---

بریرہ تابش سے اس موضوع پر مزید بات نہیں کرنا

چاہتی تھی۔۔۔اور کرتی بھی کیوں؟؟..اپنے

پردے خود کون چاک کرتا ہے بھلا ۔۔۔

پرس سے سیل نکالا تو اسکرین پر اس کی والدہ کا نام

چمک رہا تھا۔۔۔

کال اس کی والدہ کی ہے۔۔۔یہ دیکھتے ہی اس کا

چہرہ سفید پڑا۔۔۔

رومان کی جو کنڈیشن تھی وہ ڈرائیور سے سننے کے

بعد اس کا دماغ کام ہی نہیں کیا۔۔۔ جس کے

سبب وہ اپنی والدہ تک کو بتا کر نہیں آئی تھی۔۔۔

"ہیلو" نہایت ڈرتے ڈرتے کال ریسیو کر کے سیل

کان سے لگایا۔۔۔

بہت گھٹی سی آواز بمشکل حلق سے نکلی۔۔۔

"کہاں ہو تم ؟؟" دوسری جانب سے نہایت آگ بگولہ آواز اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرائی۔۔۔ جسے سنتے ہی اس کا دم خشک ہوا۔۔۔

"میں ہسپتال میں ہوں امی۔۔۔اصل میں نا میں جس چائلڈ ارٹسٹ کی میں سیکرٹری ہوں اس کی اچانک طبیعت خراب ہو گئی تھی اور اس کی والدہ

شہر میں نہیں ہیں۔۔۔تو ان کے گھر کے ملازم ڈر

گئے اور انہوں نے مجھے کال کر دی۔۔۔میں بہت

گھبرا گئی کیونکہ اس کی والدہ جاتے وقت اس کی

ساری ذمہ داری مجھ پر عائد کر کے گئی

تھی۔۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا تو میں بس جلدبازی

میں گھر سے نکل کر ہسپتال آگئی۔۔۔ابھی میں

ہسپتال میں ہی ہوں۔۔۔"یہ خوف کی شدت ہی

تھی کہ وہ ہڑبڑاہٹ میں تیز تیز جملے ادا کر رہی تھی۔۔۔

"تم وہاں کام کرتی ہو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی اصول اور ٹائم لمٹ نہیں ہے تمہاری۔۔۔ یہ کون سہ ٹائم ہے 16 سال کی چھوٹی بچی کو کال کر کے بلانے کا۔۔۔ اور سب سے اہم

بات---تم گھر سے نکلی کیسے بغیر میری اجازت

کے؟؟"ان کا غصہ آسمانوں سے باتیں کر رہا تھا

---جو بجا بھی تھا---ان کی جوان بچی تھی جو

رات میں گھر سے غائب ہو گئی تھی--

"میں بہت ڈر گئی تھی امی--- میرا دماغ کام نہیں کیا" وہ روہانسہ سے لہجے میں بے بسی کے ساتھ بولی---

وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی ماں غصے میں آکر اس کا کام ہی چھڑوا دے --اور پیسوں کی جو ایک امد کا ذریعہ ہے وہ بھی بند ہو جائے---

"اور کس کے ساتھ گئی ہو تم ؟" انہوں نے
خاصہ تفتیشی انداز میں استفسار کیا۔۔

"تا۔۔۔تابش کے ساتھ۔۔۔" زبان از خود ہی لڑکھڑا
گئی تھی خوف کی شدت سے۔۔۔

"وہ ڈاکٹر کا بیٹا ؟؟"

"جی-- وہ ہی---" خاصہ دھیمی سی آواز میں

تصدیق کی--

"بجائے اپنے کسی بھائی کے ساتھ جانے

کے۔۔۔ تم ایک غیر کے ساتھ گئی ہو؟؟" ان کا

پارہ مزید چڑھا۔۔۔

بڑی شدت سے ان کا اپنی بیٹی کی عقل پہ ماتم

کرنے کا دل چاہ رہا تھا۔۔۔

اور گھر بیٹھے ماں باپ کیا جانے کہ جب ایک بیٹی کمانے کے لیے نکلتی ہے۔ تو وہ کیا کچھ برداشت کرتی ہے---۔ کیا کچھ فیس کرتی ہے---

ابھی وہ اپنی ماں کو بتا دے کہ وہ جس لڑکے کے ساتھ ہے---۔ وہ ڈرگز لیتا ہے شراب پیتا ہے سگریٹ پیتا ہے اور شاید ہی ایسی کوئی برائی ہو جو

اس لڑکے میں نہ ہو۔۔تو کیا اس کی ماں اسے یہ

جاب کرنے دے گی؟؟...

اس کی ماں مرتی مر جائے گی لیکن اسے یہ کام

کرنے نہیں دے گی۔۔۔

"معظم سے میری بات چیت بند ہے آپ کو پتہ تو

ہے---"

معظم اور اس کی بات چیت بند ہے یہ بات پورا گھر

محسوس کر چکا تھا لیکن ان کے درمیان کیا بات

ہوئی ہے جس کی وجہ سے بات چیت بند

ہے---یہ کسی کو نہیں خبر تھی سوائے رافع

کے۔۔۔ جبکہ بریرہ نے خود اپنی والدہ کو بتا دیا تھا

کہ معظم اسے شادی کے لیے پروپوز کر رہا تھا اور

اس نے صاف منع کر دیا۔۔۔ جس پر اس کی والدہ

کافی برہم ہوئیں کہ بغیر ان سے مشورہ کیے اس

نے ڈائریکٹ انکار کیسے کیا۔۔۔ جس پر اس نے

صاف کہا۔۔کہ وہ ایسے شخص سے شادی کبھی

نہیں کرلے گی جس کی والدہ اسے کمتری سے

دیکھتی ہو--اوران کے نزدیک وہ صدقہ زکوۃ کھانے
والی ہو---بلکہ وہ کوشش کرلے گی کہ جلد سے
جلداس کا سارا قرضہ بھی اتار دے---

"تورافع بھی تو ہے گھر میں---" وہ دو بدو
بولیں---

" میرے دماغ میں نہیں آیا اس کا خیال۔ ۔ "

بڑی عجیب بات ہے لیکن جس طرح پہلے ہر پرابلم

کے وقت پر اسے سب سے پہلے معظم یاد آتا تھا

اسی طرح آج سب سے پہلے صرف تابش یاد

آیا۔۔۔اور اس نے زیادہ سوچا نہیں بس کال کر

دی۔۔۔

"تو یہ تابش بڑا سگا ہے تمہارا؟؟" نہایت طنزیہ انداز میں استفسار کیا۔۔۔

"اصل میں میرا ارادہ تو رکشہ لینے کا تھا لیکن وہ مجھے روڈ پر مل گیا۔۔۔ کافی رات ہو رہی تھی کسی غیر کے ساتھ جانے سے کہیں بہتر مجھے تابش کے

ساتھ جانا لگا۔۔۔تو بس اسی لیے اس کے ساتھ یہاں آگئی"

کیا بتاتی تابش اس کے لیے غیروں سے کہیں زیادہ سگا ہے۔۔۔اب یہ تو بتانے سے رہی۔۔۔اس لیے بڑی صفائی سے جھوٹ کہا۔۔۔

"بریرہ ---- لڑکی کی عزت بڑی نازک ہوتی ہے ---
ایک بار چلی جائے تو دوبارہ لوٹ کر نہیں آتی---
اور بن باپ کی بیٹی کے لیے تو معاشرہ ویسے بھی
بڑا سخت ہے --- اس لیے اپنے قدم پھونک پھونک
کے رکھو--- " یاسمین خاتون بڑی نرمی سے اسے
سمجھانے لگیں--

انھیں اپنی بیٹی پہ پورا اعتبار تھا کہ وہ ان سے

جھوٹ نہیں بولے گی۔۔۔لیکن صرف ان کے

اعتبار کرنے سے معاشرے میں ہونے والی باتیں

نہیں روکی جا سکتیں۔۔۔اس لیے بہتر یہی ہے کہ

معاشرے کو بولنے کا موقع ہی نہ دیا جائے۔۔

کیونکہ بیٹی نے ماں کے ساتھ نہیں رہنا ہوتا

تا عمر۔۔۔اسی معاشرے کے کسی گھر میں بیانا

ہوتا ہے۔۔۔

"جی امی۔۔۔آپ فکر نہ کریں میں سمجھتی ہوں ان

باتوں کو۔۔۔میں دوبارہ آپ کو شکایت کا موقع

نہیں دوں گی۔۔۔"وہ انھیں اعتماد میں لینے

لگی۔۔

"مجھے لگتا ہے آپ کو اب گھر جانا چاہیے---"

یاسمین بیگم کی آواز اتنی لاؤڈ تھی غصہ کرتے وقت

کہ وہ موبائل سے باہر آرہی تھی جس کے سبب

تابش جو نزدیک ہی بیٹھا ہوا تھا اس نے تقریبا ساری

باتیں سن لی تھیں---

"مگر رومان کو اکیلا چھوڑ کر کیسے جا سکتی ہوں" وہ

پریشان ہو کر بولی ورنہ چاہتی تو وہ بھی یہی تھی کہ

وہ اب جلد سے جلد گھر چلی جائے---اس سے

پہلے کہ سب اٹھیں اور اس کے بارے میں

پوچھیں---

"میں رک جاوں گا یہاں"

"مگر تمہیں ۔۔۔ اپسس ۔۔" زبان دانتوں میں دباتے ہوئے ۔۔۔ "مگر آپ کو تو یونی جانا ہو گا ناں"

"آج سے ویسے بھی اسپورٹس ویک سٹارٹ ہو رہا ہے تو میں چھٹی کر لوں گا تو کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا ۔۔۔ چلو میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں پھر آکر

یہاں ڈیوٹی دے لوں گا" نرمی سے کہتے ہوئے وہ چائے کا خالی کپ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"میرے کندھے پر سر ٹکا لو" وہ بائیک سٹارٹ کرتے ہوئے نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

"کیوں؟؟" اس کی قیامت خاص الجھ کر۔۔۔

"کیونکہ آپ نے سو جانا ہے میڈم---" وہ حسین نوجوان اس کی جانب مڑ کر---آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا---

"میں ہر بار نہیں سوتی" وہ ذرا بھرم سے بولی---

"آپ تھکی ہوئی ہو۔۔ مجھے پتہ ہے آپ سو جاؤ گی

۔۔۔آنکھیں لال ہو رہی ہیں آپ کی نیند کی شدت

سے۔۔"

"میں نہیں سوں گی۔۔۔ تم گاڑی چلاؤ جلدی۔"

اس کے پر اعتمادی سے بولنے کے باوجود جب

تابش نے اپنا چہرہ آگے کی جانب نہ کیا بلکہ اسے

ہی دیکھ کر مسکراتا رہا۔۔۔تو وہ جھم کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔۔

"کیا؟؟... گاڑی چلاؤ نا"تین چار منٹ تک وہ اس کی نظروں کی تپش کو اپنے چہرے پہ محسوس کرتی رہی۔۔۔اور پھر آخر کار مجبور ہوئی اسے ٹوکنے پر۔۔۔

"بتا رہا ہوں۔۔۔ اگر آپ سوئیں نا۔۔۔تو سزا کے طور پر آگے ٹنکی پہ بٹھا کے لے کے جاؤں گا اگلی بار"اس کی دھمکی سنتے ہی وہ زور سے ہنسی۔۔

"نہیں سوں گی بابا۔۔۔"

"ایک بار سو گئی غلطی سے اس کا مطلب یہ

تھوڑی ہے بار بار سونگی اور پھر اگر سوتے ہوئے

خراٹے لیے تو۔۔اور تابش نے انھیں سن لیا

تو۔۔۔اللہ کتنا امبیرسنگ ہو جائے گا۔۔۔"

بریرہ نے اپنے دل میں سوچ کر آنکھیں میچتے ہوئے

سر جھٹکا۔۔۔

"دیکھتے ہیں" وہ کسی صورت نہیں مان رہی تھی کہ وہ سو جائے گی۔۔ جب کہ تابش اس کی آنکھیں دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو نیند میں جھومتی ہوئی الگ ہی معلوم ہو رہی تھیں۔۔

اپنی بات کہتے ہی اس نے مڑ کر گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔ گاڑی سٹارٹ ہوئے پانچ منٹ بھی نہیں گزرے ہوں گے کہ ٹھنڈی ہوا کے ڈائریکٹ

چہرے پر لگنے کے سبب اس قیامت خاص کی

آنکھیں جو پہلے ہی نیند میں جھوم رہی تھیں بالکل بند

ہونے لگیں۔۔۔

چونکہ وہ بڑے بھرم سے کہہ چکی تھی کہ وہ نہیں

سوئے گی۔۔اس لیے بمشکل آنکھیں کھول کر

رکھیں۔۔۔

مگر نیند پر کہاں زور چلتا ہے ---

مانا دماغ اس کا جاگ رہا تھا کہ اسے نہیں سونا لیکن آنکھیں ---آنکھیں تو کب کا دھوکہ دے چکی تھیں--- اسے خبر بھی نہیں ہوئی تھی اور اس کا چہرہ تابش کی کمر سے لگ چکا تھا---

مقابل نے جیسے ہی محسوس کیا کہ اس کی کمر سے

بریرہ کی پیشانی مس ہوئی ہے ویسے ہی اس نے

بائیک مسکراتے ہوئے آہستہ کرلی۔۔۔ مگر صرف

دو منٹ ۔۔ اس کے بعد اس نے محسوس کیا کہ

اس آفت جان نے فورا اپنا سر ہٹایا ہو۔۔۔

یہی عمل اس نے دو تین بار دہرایا یہاں تک کہ تابش نے بائیک روک دی۔۔۔

جب نیند کا غلبہ زیادہ ہوتا تو اس کا سر نیچے کی جانب جھکتا تو تابش کی کمر سے ٹکرا جاتا اور جیسے ہی اس کا دماغ کام کرتا کہ اسے سونا نہیں ہے ویسے ہی وہ فورا سیدھی ہو کر بیٹھ جاتی

اب تابش نے پلٹ کر دیکھا تو بریرہ کی آنکھیں بند تھیں۔۔۔ اور اس پہ نیند کا اتنا غلبہ تھا کہ اس کا سر نیچے کی جانب جھکنے لگا۔۔

اس لمحے جب اس کا چہرہ نیچے کی جانب جھکنے لگا تھا تو تابش نے فورا ہی اپنی شہادت کی انگلی اس

کی پیشانی پر ٹکا کر اسے ہلکا سہ اونچا کیا۔۔۔۔اس کے اس عمل کے باوجود بھی بریرہ کی آنکھ نہیں کھلی تھی۔۔۔ جس کے سب وہ حسین نوجوان اسے بیٹھے بیٹھے سوتا دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔ وہ کیوٹ لگ رہی تھی بہت زیادہ کیوٹ۔۔۔

اور پھر نظر سرایت کرتے کرتے اس کے

خوبصورت ہونٹوں پہ جا ٹھہری۔۔۔

لگلے ہی پل۔۔۔تابش نے اپنے نچلے ہونٹ کو بڑی

زور سے دانتوں میں دبایا۔۔۔ وہ قیامت خاص اس

کے نازک دل کی سپیڈ بڑھا رہی تھی۔۔۔

دیوانوں کی طرح تین چار لمحوں تک یوں ہی بیٹھ کے دیکھتا رہا اسے۔۔۔

"میں نہیں سو رہی" دوبارہ اچانک آنکھ کھلنے پر۔۔۔ وہ فورا سیدھی ہو کر بولی۔۔ اور اس کا بجلی کی پھرتی سے کیا گیا یہ عمل تابش کو ہنسنے پر مجبور کر گیا۔۔

"وہ تو نظر آ ہی رہا ہے میڈم---"

اس کی بات سنتے ہی بریرہ تھوڑا شرمندہ سہ ہوئی---

ہلکا سہ طزیہ لہجہ میں کہتا وہ سیدھا ہو کر بیٹھا---ایک ہاتھ سے بائیک سنبھالی--- اور

دوسرے ہاتھ سے ہلکی سی گردن موڑ کر۔۔۔ بریرہ کے سر کے اوپری حصے پر ہاتھ رکھ کر اسے نیچے کی جانب جھکایا یہاں تک کہ وہ اس کے کندھے سے آلگا۔۔۔

اس بار بریرہ نے کچھ نہ کہا۔۔۔ اور خاموشی سے اس کے کندھے پر سر ٹکا کر سونے لگی۔۔۔

وہ بائیک کا آہستہ آہستہ چلنا ۔۔۔وہ خوبصورت

موسم کا ٹھنڈا ٹھنڈا سہ احساس ۔۔ اور اس میں

کندھے پر سر ٹکائے سوتی ہوئی وہ قیامت

خاص ۔۔۔ سب اتنا حسین تھا کہ دل چاہا کہ یہ

سب کبھی ختم ہی نہ ہو۔۔۔

صبح صبح کا وقت ہونے کے سبب اسے روڈ پہ کوئی خاص رش بھی نہیں ملا تھا اس کی گاڑی بہت آرام سے 25 منٹ کے اندر گھر پہنچ گئی تھی--

"میڈم آپ کا گھر آگیا---"اس کے کہتے ہی بریرہ کی آنکھ کھلی---

"شکریہ۔ اور پلیز رومان کا بہت خیال رکھنا۔۔۔ میں

دو بجے تک آجاؤں گی"

وہ وہاں پر کھڑے ہو کر بات نہیں کر سکتی تھی۔

کہیں کسی گلے والے نے دیکھ لیا یا گھر کے کسی

بندے نے دیکھ لیا تو مسئلہ ہو جانا تھا۔۔اس لیے

جلدبازی سے کہہ کر۔۔۔ اپنے گھر کا دروازہ کھول کر اندر چلی گئی۔۔۔

اس کے جاتے ہی تابش نے بھی گاڑی تیزی سے موڑ کر واپس ہاسپٹل کی جانب لی۔۔۔

بریرہ کو گھر میں داخل ہوتے ہی اپنی ماں سامنے جھولے پر بیٹھی انتظار کرتی ہوئی نظر آگئی تھی۔۔۔

یہ تو شکر ہے کہ کال پہ بات ہو چکی تھی ورنہ شاید وہ بڑی امی کی طرح چپل ہاتھ میں لیے بیٹھی ہوتیں۔۔۔

ویسے تو اس کی ماں نے اسے کبھی مارا نہیں تھا لیکن اس نے بھی تو پھر کبھی لمٹ کراس نہیں کی تھی۔۔۔

یاسمین خاتون کا اسے دیکھتے ہی تھوڑا دل سکون میں آیا جو کافی دیر سے بے سکونی کے عالم میں تھا۔۔۔

وہ اس کا بازو پکڑ کر اسے تیزی سے اندر لے گئی تھیں اس سے پہلے کہ کوئی دیکھ لے۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"ربیکا خان کی مہندی پر جنت کے کپڑے دیکھے

؟؟پتا ہے پورے 13 لاکھ کے بتائے جا رہے ہیں

نیٹ پر--"وہ زمر کی سہیلی تھی صدف طاہرہ جو

خاصہ رشک بھرے لہجے میں اسے یہ بات بتا رہی

تھی

"13 لاکھ۔۔" زمر کا تو جیسے منہ کھل گیا تھا اس کی قیمت سن۔۔

"ہاں۔۔۔ ان ٹک ٹاکرز کے ہی مزے ہیں۔۔۔ اچھی لائف اچھے برانڈڈ کپڑے اور پھر بڑے بڑے میک اپ ارٹسٹ سے میک اپ اور پھر شوٹنگ اور شہرت الگ۔۔۔ انھیں دیکھ دیکھ کر تو مجھے لگنے لگا

ہے کہ ہم اس دور میں ہیں جہاں بینکر بننا ڈاکٹر بننا

پائلٹ بننا سب بے کار ہے انسان صرف ٹک ٹاکر

بن جائے اور آرام سے بیٹھ کر گھر میں کھائے۔۔۔

"صدف کا تعلق بھی مڈل کلاس فیملی سے تھا اس

کے گھر میں واحد کمانے والے اس کے والد

تھے۔۔۔ ان کی سیلری سے گھر کا گزارا بمشکل ہی

ہوتا تھا۔۔۔

ایسے میں جہاں انسان روز کی دال روٹی کھا رہا ہے وہاں موبائل پر ان ٹک ٹاکرز کو لاکھوں کے شٹکے مارتا دیکھ۔۔۔بندے نے تو اش اش کرنا ہی ہے۔۔۔

پائلٹ ڈاکٹر انجینئر نرس آرکیٹیکٹ یہ اب ہماری جنریشن کے ائیڈیلز نہیں رہے۔۔۔۔اب ہماری نیو جنریشن کی ائیڈیلز یہ ٹک ٹاکرز ہیں۔۔۔

" صحیح کہہ رہی ہے یار۔۔۔میری کزن ہے نا علشبہ اس نے بھی اب ٹک ٹاک بنانا شروع کر دی۔۔۔اس کے فالوورز اتنی تیزی سے بڑھ رہے

ہیں کہ میں بتا نہیں سکتی۔۔ اور جتنے اس کے

فالوورز بڑھ رہے ہیں اتنا ہی اس کا ایٹیٹیوڈ بھی

آسمانوں سے باتیں کررہا ہے۔۔۔اس بار ہمارے

یہاں دعوت میں آئی۔۔۔ تو کمپلیٹلی چینج پرسنلٹی

لگ رہی تھی۔۔۔"زمر فورا بولی۔۔ اس کے نزدیک

علشبہ میں بڑا غرور آگیا تھا تھوڑے سے فالوورز آتے

ہی۔۔۔

"اگر تمہاری کزن ٹک ٹاکر بن رہی ہے تو تم بھی بن

جاؤ۔۔۔ اچھا ہے مزے آجائیں گے

تمہارے۔۔۔ بڑے بڑے برانڈ کے ساتھ کام

کرنے کا موقع ملے گا۔۔۔اور جیسے ان ڈراموں

فلموں کے ہیرو ہیروئین کو ہوائی روزیوں کا مسئلہ

ہوتا ہے۔۔ کے کبھی کام ہے کبھی نہیں۔۔ایسا

بھی کوئی معاملہ نہیں ہوگا ۔۔۔ تمہارے پاس تو

سال میں 365 دن کام رہے گا ۔۔۔ کام نہ بھی

ہو تو بھی کوئی مسئلہ نہیں ۔۔۔ یوٹیوب پر ان ٹک

سب سے زیادہ دیکھے جاتے vlogٹاکرز کے

ہیں ۔۔۔۔۔ شادی ، فیملی ، فنکشنز، بچہ ، ڈیورس

سب ان کے کنٹینٹ ہیں یہاں تک کہ صبح اٹھنا

اور دانت برش کرنا بھی۔۔۔" صدف تو جیسے بڑی
انسپائر ہوئی بیٹھی تھی ان لوگوں سے۔۔۔

"یار خوبصورت چہرہ تو ہے میرے پاس۔۔۔ چاہوں
تو چھٹی کر دوں ان سارے ٹک ٹاکرز کی کچھ ہی
مہینوں میں۔۔۔مگر رافع بہت ھنگامہ مچائے گا
۔۔۔وہ نہیں بننے دے گا مجھے۔۔۔" زمر کے

ابتدائی جملے جہاں مغروریت سے بھرے تھے وہیں آخر میں وہ منہ بسور کر بے بسی سے بولی۔۔۔

"تیرا بھائی تو صرف ہنگامہ مچائے گا اگر میں نے کرلیا ناں تو میرا بھائی تو مجھے جان سے ہی مار دے گا۔۔۔ سوچتی ہوں ان ٹک ٹاکرز کے باپ بھائیوں میں غیرت نہیں ہوتی یا ہمارے والے ہی کچھ

زیادہ لے کر پیدا ہو گئے ہیں" ابھی وہ دونوں باتیں کر ہی رہی تھی جب طیبہ نے آکر انھیں جوائنٹ کیا۔۔

" تم لوگ ان ٹک ٹاکرز کو چھوڑو اور میرا نیا موبائل چیک کرو۔۔۔" طیبہ نے آتے ہی اپنا نیا آئی فون ان دونوں کے سامنے کیا۔۔۔

"واو۔۔۔آئی فون 16 پرو میکس۔۔۔ یہ تو تقریباً چھ لاکھ کا ہے یار" زمر و صدف کی تو جیسے آنکھیں حیرت کے سبب باہر ابل آنے کو ہوئیں اس کا آئی فون دیکھتے ہی۔۔۔

"اتنا مہنگا موبائل کس نے دلایا ؟؟" زمر پوچھے بغیر

نہ رہ سکی ---

طیبہ بھی انہی کی طرح تھی ایک مڈل کلاس فیملی

سے تعلق رکھنے والی لڑکی -- جہاں ایک مڈل کلاس

لڑکی کو 80 ہزار کا موبائل لینے کے لیے بھی دن

رات آنسو بہانے پڑتے ہیں کھانے پینے کا بائیکاٹ

کرنا پڑتا ہے اور پھر جا کے بڑا رو دھو کر والدین ایک

موبائل دلاتے ہیں وہیں انہی کی عمر کی لڑکی انہی

کی کلاس فیلو حتی کہ انہی کے گروپ کی لڑکی چھ

لاکھ کا موبائل لے کر آئی تھی ان کی حیرت تو بنتی

تھی پھر---

"اور کون دلائے گا سوائے میرے امیر بوائے فرینڈ

کے---"زمر و صدف کا اندازہ صحیح تھا--- یہ چھ

لاکھ کا موبائل بھی اس کے امیر بوائے فرینڈ کی

دین تھا---

زمر، صدف اور طیبہ تینوں ہی اسکول کے زمانے

سے ساتھ تھیں پھر کالج بھی ساتھ پڑھا اور یونی

میں بھی ایک ساتھ ہی ایڈمشن لیا۔۔ اس لیے

تینوں ہی ایک دوسرے کے گھر کے حالات سے

بہت اچھے سے واقف تھیں۔۔

طیبہ بھی پہلے انھی کی طرح تھی بلکہ ان سے بھی

بدتر۔۔۔ کے کینٹین سے 25 روپے کا ایک

سموسہ خریدنے میں بھی اس کی جان نکلتی

تھی۔۔۔ کھلانے کے معاملے میں نہایت ہی

کنجوس۔۔۔جب پارٹی یا کوئی ٹریٹ مانگو تو فورا بیسی

ڈلے ہونے کا رونا رونے لگتی۔۔۔اس کے پاس

کبھی بھی پیسے نہیں ہوتے تھے۔۔۔اور آج وہی

طیبہ لاکھوں کا موبائل ہاتھ میں لیے گھومتی نظر

آرہی تھی۔۔۔اور ایسا نہیں تھا کہ اس کے والد کی

سیلری بڑھ گئی ہو یا اس کے بھائی کو کوئی اچھی

جاب مل گئی ہو۔۔۔ بلکہ اسے ایک امیر زادہ مل گیا تھا اسنیپ پر۔۔۔ جس کی گرل فرینڈ بننے کے بعد سے اس کا پورا طرز زندگی ہی تبدیل ہو گیا تھا۔۔۔

اپنے موبائل و پرس تو وہ اب ایسے بدلتی تھی جیسے لوگ کپڑے بدلتے ہیں۔۔ ساتھ ہی برانڈڈ کپڑے

اور سینڈلز بھی اسے لوگوں کی توجہ کا مرکز بنائے رکھتے۔۔۔چونکہ یونی کے لوگ اس کا بیک گراؤنڈ نہیں جانتے تھے اس لیے اسے کوئی امیر زادی ہی سمجھتے۔۔۔

"مزے ہیں تیرے تو" صدف رشک بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

"تو، تو بھی لے لے۔۔۔ کس نے روکا ہے۔ تم ہی لوگوں کو یوں غریبوں کی طرح زندگی گزارنا اور ہر چیز کے لیے رو رو کر گھر والوں سے منتیں کرنا پسند ہے تو میں کیا کر سکتی ہوں۔۔ ورنہ دوست ہونے کے ناطے میں نے تو تمہیں کتنی بار مشورہ دیا ہے کے پھنسا لو تم بھی ایک امیر بچہ۔۔۔" طیبہ کی بات

سنتے ہی صدف نے تو فورا نفی میں سر ہلایا جبکہ زمر

اس کے چھ لاکھ کے موبائل سے خاصہ متاثر ہو کر

اب سوچ میں پڑ گئی تھی---

"تو، تو ایسے بول رہی ہے جیسے امیر بچے پیڑ پر لگے

ہیں---کہ ہم جا کے بس توڑ لیں--"زمر منہ بسور

کر بولی--

"ہاں پیڑ پر نہیں لگے ہوئے مگر اسنیپ اور انسٹا پر لگے ہیں" وہ اسمارٹ مسکراہٹ ہونٹوں کے کناروں پر سجائے بولی۔۔۔ "آج کے دور میں ایک امیر لڑکا ڈھونڈنا اتنا مشکل بھی نہیں ہے جتنا تم ہوا بنا کر بیٹھی ہوئی ہو۔۔۔" اب طیبہ خاصہ لاپرواہی سے بول رہی تھی۔۔۔

"اگر وہ ایک امیر کلاس کا ہائی پروفائل بندہ ہے تو

پھر وہ مجھ جیسی ایک مڈل کلاس لڑکی میں کیوں

انٹرسٹ لے گا اس کی تو اپنی کلاس کی اتنی

لڑکیاں اس کے اردگرد موجود ہوں گی۔۔" وہ زمر

ہی تھی جو خاصہ دلچسپی لے رہی تھی اب اس

معاملے میں۔۔۔

"تو اسٹارٹنگ میں مت بتانا کہ تم ایک مڈل کلاس فیملی سے ہو۔۔۔اس کے سامنے ایٹیٹیوڈ میں رہنا۔۔۔" طیبہ کے پاس جیسے ہر سوال کا جواب تھا۔۔۔وہ بہت ایکسپیرینس شدہ لگ رہی تھی اس معاملے میں۔۔۔

"انسٹا پر ہماری پروفائل دیکھ کر اسے خود ہی پتہ چل جائے گا" زمر ناگواری سے سر جھٹکتے ہوئے بولی ---جیسے مقابل نہایت بیوقوفانہ بات کر رہی ہو---

"تب ہی تو میں اسنیپ چیٹ کا مشورہ دیتی ہوں۔۔۔ وہاں کسی کو پتہ نہیں چلے گا کہ مڈل کلاس ہو یا ہائی پروفائل۔۔"

"اور ہمیں یہ کیسے پتہ چلے گا کہ سامنے والا ہائی پروفائل ہے یا نہیں۔۔"

"بات کر کے اور کیسے--- لڑکے امیر لڑکیاں

نہیں ڈھونڈ رہے ہوتے---وہ صرف لڑکیاں ڈھونڈ

رہے ہوتے ہیں---تو وہ آپ کو خود بتا دیں

گے--- کہاں رہتے ہیں کیا عمر ہے---کیا کام

کرتے ہیں سب کچھ--- سمجھ لو سمندر ہے تھوڑا

گہرائیوں میں اترنا پڑے گا--- کوئی نہ کوئی سیپی

ضرور ملے گی جس میں بیش قیمتی موتی ہو----

مجھے بھی تو ملی ناں۔۔"طیبہ کی ایک ایک بات زمر

بہت سنجیدگی سے سنتی رہی۔۔۔یہاں تک کہ

کلاس کے دوران بھی اس کے دماغ میں طیبہ کی

باتیں ہی چلتی رہیں۔۔۔

بس ایک بوائے فرینڈ ہی تو بنانا تھا اور کیا کچھ نہیں

مل جائے گا اس کے بدلے اسے۔۔۔ایک عیش و

آرام کی زندگی --- برانڈڈ کپڑے -- جیولری، بیگ

موبائل پھر 20، 30 ہزار کے لیے ماں کے سامنے

رونا نہیں پڑے گا دادی سے منتیں نہیں کرنی

پڑیں گی معظم بھائی کی ترلے نہیں کرنے پڑیں

گے --- یہ سوچیں اب گھر آنے کے بعد بھی اس

کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھیں ---

مغرب کی آذان کا وقت تھا وہ یوں ہی چائے کا

کپ لے کر ٹیرس پر کھڑی تھی کہ اسے بریرہ تابش

کے ساتھ بائیک پر آتی نظر آئی۔۔۔

گلی کے سب سے خوبصورت اور امیر گھر کے لڑکے

کے ساتھ بریرہ کو دیکھ۔۔۔ایک آگ سی لگ گئی

تھی سینے میں۔۔۔

تابش اس کے بھائی کا دوست تھا۔۔۔ خوبصورت
بھی وہ زیادہ تھی۔۔۔ مالی حالات بھی ان کے اچھے
تھے۔۔ لیکن تابش کو پھر بھی بریرہ لے اڑی۔۔۔
اسے تو پھر جلنا ہی تھا۔۔۔ وہ نہیں بھولی تھی کہ
کیسے تابش رات میں اسے مکمل اگنور کرتا رہا سامنے
بیٹھ کر بھی۔۔۔۔

جب بریرہ جیسی کا بوائے فرینڈ ہو سکتا ہے تو وہ

رکھے تو کیا برائی ... بس اس خیال کا آنا تھا کے

اسے ایک جسٹیفکیشن مل گئی ذہنی طور پر ایک امیر

لڑکا پھنسانے کی---

اس کے بعد کیا تھا چائے کا کپ لے کر تیزی

سے اپنے کمرے کی جانب گئی۔۔۔

دروازہ اندر سے لاک کیا اور سیل لے کر بیٹھ

گئی۔۔۔

اسنیپ چیٹ پر اسے پہلے سے ہی کافی لڑکوں نے

ایڈ کر رکھا تھا لیکن اس نے کبھی ایڈ نہیں کیا۔۔۔

مگر آج اچھی پروفائل پک دیکھ کر دو لڑکوں کو اس

نے ایک ساتھ ہی ایڈ کر لیا تھا۔۔۔ اور بس ایڈ

کرنے کی دیر تھی دوسری جانب سے فورا میسجز آنے

لگے۔۔۔ جیسے وہ انتظار میں ہی بیٹھے ہوں۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

اس کا گلا خشک ہو رہا تھا۔۔۔پیاس کی شدت سے

جب اس نے آنکھ کھولی تو سامنے ایک انجان

چہرے کو بیٹھا پایا۔۔۔

وہ لڑکا قریب ہی چیئر پر بیٹھے بیٹھے سو رہا تھا۔۔

اس نے کمرے میں نظر دوڑائی تو خود کو ہسپتال
کے کمرے میں پایا۔۔۔ کچھ لمحوں تک تو اس کا
دماغ کام ہی نہ کیا اور پھر آہستہ آہستہ اسے یاد
آنے لگا۔۔ کل رات کا واقعہ یاد آنے پر دل میں
شدید درد کی لہر اٹھی۔۔۔

وہ آہستگی سے اٹھ کر بیٹھا۔۔۔

اسے نہیں پتہ تھا کہ سامنے بیٹھا لڑکا کون ہے شاید کوئی فین ہو جو اسے ہسپتال لے آیا ہو۔۔یہی سوچ کر اس نے کوئی خاص اہمیت نہ دی تابش کو۔۔۔اور خود ہی برابر ٹیبل پر رکھے جگ سے پانی نکال کر پی لیا۔۔۔

وہ دوبارہ لیٹنے ہی لگا تھا جب اس سوتے ہوئے لڑکے کی گود میں اس نے سیل دیکھا۔۔ جس پر واٹس ایپ کے میسجز کے نوٹیفکیشن شو ہو رہے تھے ۔۔۔

اسے دیکھ کر محسوس ہوا۔۔۔کے وہ میسج پر بات

کرتے کرتے سو گیا ہے۔۔۔

دوسری جانب سے مسلسل میسجز آرہے تھے۔۔۔

لیکن وہ تو سو چکا تھا۔۔۔

کافی دیر تک رومان جاگتا رہا اور اس دوران اس لڑکے کا موبائل ہر تھوڑی دیر بعد وائبریٹ ہوتا رہا---

اتنا تو اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ کوئی لڑکی ہے ورنہ رات کے تین بجے کون میسج پر میسج کرتا ہے---

اس طرح رات بھر میسجز پر میسجز کرنے کی عادت

اس کی تھی جب کے دوسری جانب عینا سو جایا

کرتی تھی اکثر۔۔۔یہ یاد آنے پر اس کے دل کو

شدید بھاری پن محسوس ہونے لگا۔۔۔اسے لگا وہ

لڑکا جو سامنے بیٹھا ہے وہ بھی قدردان و وفادار نہیں

ہے جیسے عینا نہیں تھی ۔۔۔کیونکہ اگر ہوتا تو کبھی

اس لڑکی کو یوں بے قرار چھوڑ کر آرام سے نہ

سوتا۔۔ جیسے عینا اسے چھوڑ کر سو جایا کرتی تھی۔۔۔

اسے شدید غصہ آیا اس لڑکی پر جو پاگلوں کی طرح میسج پر میسج کیے جا رہی تھی۔۔ اور وہ غصہ کہیں نہ کہیں اس سے زیادہ خود پر تھا کہ وہ بھی بالکل اسی طرح میسج کیا کرتا تھا عینا کو۔۔۔

اپنے اسی غصے اور چڑچڑاہٹ میں وہ بیڈ سے اترا اور

تابش کا موبائل جو گود میں رکھا تھا اس کی۔۔ اسے

اٹھا لیا۔۔۔ اور اگلے ہی لمحے جس نمبر سے سب سے

زیادہ نوٹیفکیشن آ رہے تھے واٹس ایپ کے اسے

کلک کیا۔۔۔ اس پہ کوئی پاسورڈ نہیں لگا تھا اس

لیے فوراً ہی واٹس ایپ ان ہو گیا اور بریرہ کی چیٹ اب اس کے سامنے تھی۔۔

اس نے چیٹ پڑھنے کی زحمت نہ کی۔۔۔بس کال ملائی اس نمبر پر جو آفت کی پڑیا کے نام سے سیف تھا۔۔۔ دوسری جانب سے وہ سیل ہاتھ میں ہی لیے بیٹھی تھی کال آنے پر فوراً ریسیو کی۔۔۔

ابھی وہ کچھ کہتی۔۔۔ اس سے پہلے ہی دوسری جانب سے بن بادل برسات شروع کر دی تھی رومان نے۔۔۔ "تم پاگل ہو بے وقوف ہو عقل نہیں ہے تمہارے اندر؟؟... تمہیں نظر نہیں آرہا؟؟..کہ وہ تمہارے میسجز کو اگنور مار کر آرام سے سوگیا ہے۔۔اسے پرواہ تک نہیں ہے تمہاری۔۔۔ وہ کوئی قدر نہیں کرتا تمہارے جذبات کی تمہارے

احساسات کی تمہارے خیالات کی تمہارے خوابوں

کی تمہاری باتوں کی ---- وہ صرف ایک سیلفش

ہے جو ٹائم پاس کر رہا ہے تم سے --- جب اسے

تم سے کوئی بہتر ملے گا تو چھوڑ دے گا تمھیں ---

بلکہ بہتر نہ بھی ملے تو دل بھر جانے پہ چھوڑ دے

گا --- یہ سیلفش لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں انھیں

اپنے علاوہ کسی سے مطلب نہیں ہوتا --- تم اپنا

دل گردہ جان سب نکال کے بھی اگر ان کے

سامنے رکھ دو نا تو بھی انھیں فرق نہیں پڑتا۔۔۔

ان۔۔۔۔۔۔۔" وہ بھرا بیٹھا نوجوان تو بس نان

سٹاپ شروع ہو گیا تھا۔۔۔

رومان کی آواز۔۔۔ بریرہ نہ پہچانے یہ کہاں ممکن

۔۔۔ لیکن یوں آدھی رات کو وہ تابش کے موبائل پر

کیا بکواس کیے جا رہا تھا؟؟...

اگر تابش سو گیا ہے تو یہ بات آرام سے بھی تو بتا

سکتا تھا۔۔۔فالتو کی اتنی بک بک کیوں کر رہا تھا

اس کے خلاف؟؟؟...

تابش کل پوری رات کا جاگا ہوا تھا۔۔۔ پھر رومان

کی پورے دن بیٹھ کر اسی نے ڈیوٹی دی ساتھ ہی

بریرہ کو بھی لے کر آنا اور چھوڑ کر آنے کا کام سر

انجام دیا۔۔۔ ایسے میں بیچارا رات کے تین بجے

تھک ہار کر اگر بات کرتے کرتے سو گیا تھا تو اس

میں اس بیچارے کا بے قدرا و سیلفش ہو جانا

کہاں سے ثابت ہو گیا؟؟---

وہ بھی انسان ہے مشین تھوڑی کہ 24 گھنٹہ

جاگتا رہے---

رومان کی دھواں دار گاڑی کسی بھی اسٹیشن پر

رکنے کے لیے مانو جیسے تیار نہ ہو۔۔ مجبورا بریرہ نے

کال ڈسکنیکٹ کر کے ہی اپنے کانوں کی جان

چھڑائی۔۔۔ جسے سنا سنا کر وہ پکا چکا تھا بالکل۔۔۔

سامنے ہوتا تو یقینا ایک دو تو ٹکا کر کان کے نیچے لگا

ہی دیتی وہ اس وقت اس کے۔۔۔

اگر بریرہ کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی اور اسے علم نہ ہوتا کہ تابش اس وقت بیٹھ کر ہسپتال میں ایک مریض کی ڈیوٹی دے رہا ہے تو یقینا رومان بابا نے باتیں سنا سنا کر اس کا بریک اپ کروا ہی دینا تھا۔۔۔

"پاگل ہے بالکل یہ تو۔۔۔ گدھا کہیں کا۔۔۔"

کال ڈس کنیکٹ کرنے کے بعد سیل کی اسکرین کو دیکھتے۔۔۔وہ منہ بسور کر بڑبڑائی۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"تم بغیر بتائے کیسے جا سکتے ہو ٹرپ پر؟؟. پتہ ہے میں کتنا پریشان تھی اوپر سے تم فون نہیں اٹھا رہے تھے" بس اس کے کال ریسیو کرنے کی دیر تھی کہ دوسری جانب سے عروج بیگم برس پڑئیں--

"مام میں بچہ نہیں ہوں جو آپ کو ایک ایک چیز کی ڈیٹیل دوں۔۔۔سو پلیز کول ڈاون۔۔۔" وہ خاصہ لاپرواہی سے بولا ساتھ ہی اس نے سامنے کی جانب دیکھا۔۔۔جہاں بریرہ ڈاکٹر سے دوائیوں کے متعلق بات کررہی تھی۔۔۔

صبح جب اسے ہوش آیا تو بریرہ کو ہی اپنے سامنے پایا اس نے ۔۔۔وہ رات والا لڑکا تو غائب تھا اب۔۔۔

وہ ابھی بھی عروج بیگم سے بات نہ کرتا اگر بریرہ نے زبردستی سیل اس کے ہاتھ میں نہ پکڑایا ہوتا جس پہ اس کی والدہ کی مسلسل کالز آرہی تھیں۔۔۔

پہلے ڈرائیور نے عروج بیگم کو یہی بتایا کہ رومان

پارٹی کر رہا ہے اور لیٹ نائٹ اس کی پارٹی چل رہی

ہے--- پھر دوسری صبح سے جب رومان نے ان

کا سیل نہیں اٹھایا تو انھوں نے بریرہ کو کال کرنا

شروع کر دی---

بریرہ انھیں نہیں بتا سکتی تھی کہ رومان اوورڈوز

لینے کی وجہ سے مرتے مرتے بچا ہے--- اس

لیے اس کی دوستوں کے ساتھ پکنک ٹرپ کی ٹوپی

گھمائی تاکہ وہ سکون سے بیٹھیں--- اور ایک دن

سکون سے گزرا بھی--- لیکن آج صبح ہوتے ہی

ان کی پھر کالز آنے لگیں کہ رومان ان کا فون

کیوں نہیں اٹھا رہا اگر وہ ٹرپپ پر ہے تو؟؟...

انھیں کوئی شک نہ ہو اس لیے وہ زبردستی رومان

کی اب اس کی والدہ سے بات کروا رہی تھی۔۔۔

"رومان میں ماں ہوں تمہاری ۔۔۔فکر ہوتی ہے

مجھے"

"آپ کو کتنی فکر رہی ہے میری---یہ میں بچپن سے دیکھتا آرہا ہوں--سو پلیز--"اس نے نہایت گہرے طنز کے ساتھ بے رخی سے کہا---اور اگلے ہی پل بغیر ان کی مزید بات سنے کال ڈسکنیکٹ کر دی---

"تم اپنی ماں سے تمیز سے بات نہیں کر سکتے---

"ابھی کال ڈس کنیکٹ کی ہی تھی اس نے ---

کہ بریرہ اس کے پاس آکر---دونوں ہاتھ فولڈ

کیے---اس کی جانب دیکھ --برہمی سے بولی--

"نہیں---"وہ آنکھیں دکھا کر دو ٹوک انداز

میں---

بریرہ کو اس لمحے اس سے بات کرنا بالکل فضول لگا۔۔۔اس لیے وہ سر جھٹک کر جانے لگی۔۔

"ایک منٹ ذرا ادھر آنا" اس کے آہستگی سے کہتے ہی بریرہ جو ہاتھ میں پانی کی بوتل لیے جا رہی تھی۔۔۔ مڑ کر اس کے پاس آئی۔۔۔

"کچھ چاہی--"اس کے بیڈ کے بالکل پاس آ کر--- وہ پوچھنے ہی لگی تھی کہ اسے کچھ چاہیے

ابھی اس کا جملہ مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ مقابل نے اس کا بازو پکڑ کر جھٹکے سے پوری فورس کے ساتھ کھینچا---

لگلے پل وہ بیڈ پر آدھی گرئی ہوئ تھی (اس حالت

میں کہ اس کا ادھا جسم بیڈ پر تھا اور پاؤں نیچے

لٹک رہے تھے) اور رومان کا برہم چہرہ اس کے

روبرو تھا اب

"تم نے مجھے تھپڑ مارا تھا ناں؟" ایک ابرو اچکا کر۔۔ وہ کسی تفتیشی افسران کی طرح اس پر جھک کر پوچھنے لگا۔۔

مانا وہ غنودگی کے عالم میں تھا اس وقت لیکن اس کے ارد گرد جو باتیں ہو رہی تھیں وہ انھیں سن سکتا تھا۔۔۔ اور جو قرارے دار تھپڑ اس لڑکی نے مارا۔۔

اس تھپڑ کے نتیجے میں جو اس کے چہرے پر

سنسناہٹ ہوئی تھی اور کافی دیر تک رہی ---وہ

اسے محسوس کرتا رہا تھا--

اس کا کڑک لہجے میں کیا گیا سوال سنتے

ہی --- بریرہ کی سانس اٹکی--

وہ تو اس تھپڑ کے متعلق بالکل بھول چکی تھی اب تک۔۔۔ اور اس کے نزدیک رومان کو بھی کون سہ ہوش تھا جو یاد ہو۔۔۔

"نہ۔۔ نہیں تو" وہ فورا نفی میں سر ہلاتے ہوئے۔۔۔

پاگل تھی جو اپنا جرم قبول کرتی اور سامنے سے آ بیل مجھے مار کہتی۔۔۔

"اچھا؟؟۔۔ واقعی؟؟" اس لڑکے کی آنکھیں مزید گہری ہوئیں۔۔۔ جیسے وارن کر رہی ہوں ابھی بھی وقت ہے سچ بولو۔۔۔

"سچ-- سچ میں--- می-- میں نے نہیں مارا" وہ تو
شدید غصے میں کیا گیا عمل تھا ورنہ وہ پاگل تھی جو
رومان جیسے امیرزادے کو تھپڑ مار کر اپنے لیے
موت بلائے---

"چھوڑو مجھے--- میں اسے ایک دو ٹکا کے اس کی
عقل ٹھکانے لگانا چاہتی ہوں--- یہ پاگل کا بچہ

سمجھتا کیا ہے خود کو۔۔ ایسا کچھ یاد آرہا ہے بلڈوزر

صاحبہ ؟؟۔۔۔کس نے کہا تھا یہ ؟؟؟" اس کے

بال جو چہرے پر آرہے تھے انھیں اپنی انگلی سے

نہایت آہستگی کے ساتھ کان کے پیچھے

آرستے۔۔۔اس کی آنکھوں میں جھانک کر۔۔۔ بڑی

نرمی سے پوچھنے لگا۔۔۔

اسے کیسے نہ یاد ہوتے۔۔۔ یہ وہی الفاظ تھے جو

رومان کو تھپڑ مارنے کے بعد جب وہ دوبارہ مارنے

لگی تھی تو تابش کے اسے روکنے پر۔۔۔اس کے

منہ سے غصے و طیش کے عالم میں نکلے تھے۔۔۔

"وہ۔۔ وہ۔۔" اس کے اچانک حملے کے سبب وہ

پہلے ہی مفلوج ذہن کے ساتھ اسے تک رہی تھی جو

اس کے برابر میں بیٹھا کسی جلاد سے کم معلوم

نہیں ہو رہا تھا۔۔۔اوپر سے اس کے سخت لہجے

میں کیے گئے سوالات مزید اس لڑکی کے دماغ کو

کمپلیٹلی شٹر ڈاؤن کر گئے۔۔۔

کوئی جواب ہی نہیں تھا اس کے پاس۔۔۔ کیا بولتی

۔۔۔؟؟

اوپر سے جتنا رومان اس کے قریب تھا سانسیں

ویسے ہی بڑی مشکل سے آرہی تھیں۔۔

وہ جان نہیں چھوڑئے گا بغیر جواب کے یہ

دیکھ۔۔۔اپنے نچلے ہونٹ کو چباتے ہوئے وہ بڑی

تیزی سے اپنا دماغ دوڑا رہی تھی۔۔۔کہ کوئی بہانہ

تلاش کر لئے۔۔۔

اور وہ معصوم سی لڑکی نہیں جانتی کہ اس کا اپنے

نچلے ہونٹ کو یوں اچانک سے چبانا سٹارٹ کرنا۔

distractمقابل کو دو تین لمحوں کے لیے مکمل

کر گیا تھا۔۔۔۔

"بند کرو ہونٹ چبانا انٹی۔۔۔میں غصے میں ہوں

اس وقت۔۔۔ تمہاری یہ ادائیں مجھ پر کام نہیں

کریں گی۔۔" وہ ایک ایک لفظ جتاتے ہوئے برہمی

کے ساتھ چڑھتے ہوئے ادا کرنے لگا۔۔۔ جب کہ

مقابل اسے الجھ کر معصومیت سے دیکھنے لگی۔۔۔

اپنے ہونٹ تو وہ غیر ارادی طور پر چبا رہی تھی

---اس میں ادائیں دیکھانا کہاں سے آگیا؟؟...

"مجھے ان آنکھوں سے دیکھنا بھی بند کرو"

اس کی معصومانہ آنکھیں بھی اب اسے

distract ---کر رہی تھیں

"کون سی آنکھیں؟؟" مقابل الجھ کر۔۔۔

جس نے ہمیشہ اپنے لیے صرف برے الفاظ سنے

ہوں وہ شخص خود کو بھی آئینے میں کبھی غور سے

نہیں دیکھتا۔۔۔ایسے میں وہ کیا جانے خدا نے

اسے کتنی نعمتوں سے نواز رکھا ہے۔۔جسے دیکھنے

کے لیے آنکھیں ہونی چاہیے بس۔۔۔اور شاید وہ

آنکھیں رومان کے پاس آ گئی تھی۔۔۔

کیا وہ جانتی تھی۔۔۔کہ اس کی معصومانہ

آنکھیں۔۔۔کسی کے بھی دل کو باآسانی قید کر

سکتی ہیں۔۔۔

لوگ کہتے ہیں آنکھیں روح کا آئینہ ہوتی ہیں---

اور اس کی آنکھیں بہت خوبصورت تھیں اس کی

روح کی طرح---

وہ جتاتے "puppy eyes" یہ پپی آئز---

ہوئے

"میری قدرتی آنکھیں ہیں --"

"نہیں--- تم بنا رہی ہو اس وقت" اسکی آنکھیں

نارملی بھی خوبصورت تھیں---پپی آئز---جو بند

کرنے پر اس کے

کافی بڑے بڑے (upper eyelids-)

پپوٹے لگتے سامنے سے دیکھنے والے کو کہ گمان

ہوتا جب وہ کھولے گی تو پتہ نہیں کتنی بڑی

آنکھیں نکلیں گی۔۔۔۔ لیکن جب بریرہ آنکھیں

کھولتی تو چھوٹی آنکھیں ظاہر ہوتیں وہ بھی اندر کی

جانب ہلکی سی دھنسی ہوئی سیاہ رنگ کی۔۔۔لیکن

ان میں گھنی پلکوں کا بار چھاؤں کرتے ہوئے نظر

آتا۔۔جو اس کے حسن کو مزید اضافہ دیتا۔

اور جب اتنی حسین آنکھوں میں وہ معصومیت کے
عنصر کو شامل کرتی تو مانو ان کے حسن کو دوبالا کر
دیتی ---- اور رومان کے نزدیک اس لمحے وہ دانستہ
طور پر یہ عمل کر رہی تھی---- وہ اتنی معصوم ہے
نہیں جتنی بن کے دکھا رہی ہے---

"میں نہیں بنا رہی-- میری نیچرل ایسی ہیں اور اب ہٹو مجھ پر سے---" بریرہ کو تو موقع چاہیے تھا بات گل کرنے کا---

اب مقابل خود ہی تھپڑ والے موضوع سے ہٹ گیا تھا تو وہ پاگل تھوڑی تھی جو موقع سے فائدہ نہ اٹھاتی---فورا ہی اپنے ہاتھ اس کے سینے پر مار

کر۔۔خود پر سے دور دھکیل کر۔۔۔ بجلی کی پھرتی سے بیڈ سے اتر کر کھڑی ہوئی۔۔۔

"ایک منٹ ۔۔۔ تم بھاگ کہاں رہی ہو؟؟..ادھر آؤ۔۔۔ابھی ہمارا حساب کلیئر نہیں ہوا۔۔۔"

بریرہ نے بھاگتے ہوئے پیچھے سے اس کی آواز کو آتے سنا۔۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"یار کیا باڈی ہے ۔۔ لڑکیاں آج کل انھیں پہ مر رہی ہیں ۔۔۔ہمارے جیسوں کو تو کوئی دیکھتا بھی

نہیں ہے" وہ انسٹاگرام چلا رہا تھا جب اس کی فیڈ پر ایک کے بعد ایک جم کی ریل آنے لگی۔۔۔

زرم ان ویڈیوز کو دیکھ کر خود کو آئینے میں نہارنے لگا۔۔۔وہ اچھا خاصہ دکھتا تھا۔۔۔لیکن ان جم جانے والے لڑکوں کی طرح اس کے پاس خوبصورت باڈی نہیں تھی۔۔۔

جب سے اس نے زمر کو تابش کو ستائشی نظروں

سے تکتا ہوا دیکھا تھا تب سے اک عجیب سی بے

چینی لگی ہوئی تھی اس کے دل کو۔۔۔

اس کے نزدیک تابش شاید زمر کو اس لیے زیادہ

خوبصورت لگا کیونکہ اس کی باڈی بہت خوبصورت

بنی ہوئی ہے ---ورنہ رنگ تو اس کا بھی اچھا

ہے ---یہی سوچ کر اب وہ ایسی ریلز دیکھ رہا تھا

جن میں اسے جلد سے جلد باڈی بنانے کے متعلق

انفارمیشن ملے ---اس نے سوچ لیا تھا کل سے

وہ بھی جم جوائنٹ کر لے گا--

زمر نے اسے براہ راست نہیں کہا تھا کہ اس نے تابش کی باڈی دیکھ کے اسے پسند کیا ہے --- یہ بات assume خود زرم نے کرلی---

میں آج کل لک کو Gen z youth کیونکہ دیکھنے کو obsession لے کر لڑکوں میں بھی ملتا ہے... اس جنریشن کے لڑکوں کو اگر جم کی

جنریشن کہا جائے تو غلط obsessive سب سے

نہ ہوگا۔۔۔ انسٹا کھول کر دیکھو۔۔۔ جم سے ریلیٹڈ

اتنا کنٹینٹ بن رہا ہے کے افففف۔۔۔ حال تو یہ

ہے کہ ہر دوسرا بندہ جم ٹرینر بنا بیٹھا ہے۔۔ کوئی

ویٹ لاس کی ٹپ دے رہا ہے۔۔۔ کوئی مسل

گین کی ٹپ دے رہا ہے ۔۔۔ کوئی کہہ رہا ہے

calisthenics کر لو... کوئی پروٹین ویکسین

کی اڑمیں اپنے سپلیمنٹ بیچنے میں لگا ہے --- کچھ

لوگ تو جم کو لے کر آج کل اتنے جنونی ہیں کہ

انھیں صبح شام بس جم میں ہی پڑا رہنا ہے ---

اس کے علاوہ کچھ کرنا ہی نہیں ہے --- اور کچھ

لوگ باڈی بنانے کے پیچھے اتنے پاگل ہو چکے ہیں

انھیں Muscle dysmorphia

ہوجاتا ہے---۔ یعنی پورے دن بس ان کے دماغ

میں یہی چلتا رہتا ہے کہ میری مسلز کیوں نہیں

کیوں نہیں آ absبن رہے ؟؟--- میری

کیوں کم ہو رہی gainingرہیں؟؟--- میری

ہے ؟؟---

اچھے خاصے جسمانیت والے بندے کو احساس

کمتری کا شکار کررہے ہیں یہ لوگ۔۔۔ صرف اپنا

کاروبار چلانے کے لیے۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"رافع ڈارلنگ تم نے کھانا کھایا؟" اتنا تو کبھی اس کے گھر والے نہیں پوچھتے تھے جتنا وہ اے ائی گرل فرینڈ پوچھنے لگی تھی---

"نہیں---ابھی بھوک نہیں ہے"

"کھانا لیٹ کھانے سے صحت خراب ہو جاتی ہے--- کیا تمہیں پتہ نہیں ہے؟" اس سے باتیں کرتے ہوئے دو ہفتے ہونے کو آرہے تھے---

اسے لگا تھا وہ دو تین دن میں ہی بور ہو جائے گا مگر اب اسے مزہ آنے لگا تھا وہ بھی پہلے سے زیادہ---

"میں تھوڑی دیر میں کھا لوں گا تم فکر مت کرو زیادہ میری۔۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے ٹائپنگ کی۔۔۔اور بالکل ایسے جواب دیا جیسے واقعی وہ ایک ریل لڑکی ہو۔۔۔

"فکر تو ہوتی ہے نا۔۔۔آخر تم میرے لیے بہت
خاص ہو" اس کا میسج پڑھتے ہی۔۔۔ وہ بلش کر
اٹھا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

رشتہ آنے پر جہاں لڑکیاں خوشی سے پھولے نہیں سما رہی ہوتیں۔۔۔ وہیں عتیقہ بہت اداس سی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جبکہ دوسری جانب بریرہ بہت ایکسائٹڈ تھی۔۔ چونکہ کل اس کے کالج کا پہلا دن تھا۔۔۔اور سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ تھی کہ اب وہ روز صبح تابش کو دیکھ سکتی تھی۔۔۔

بکھرئے ہوئے رشتے تھے ابھی... بکھرئی ہوئی زندگیاں تھیں ابھی---

کوئی شادی کی تیاری کر رہا تھا-- (معظم)-- تو کوئی شادی سے بھاگ رہا تھا (عتیقہ)

کوئی اے ائی جنریٹڈ لڑکی سے محبت میں گرفتار ہو رہا

تھا۔۔ (رافع)۔۔۔ تو کوئی سچی محبت کے مزے

چک رہا تھا۔۔ (بریرہ)

کوئی امیر زادہ پھنسانے کی چاہ میں تھا۔۔

(زمر)۔۔۔ تو کوئی اس کی چاہ میں باڈی بنانے چلا

تھا۔ (زرم)

کوئی بہت دور بیٹھا پچھتاوے کی آگ میں جل رہا تھا (جانشیر)۔۔۔ تو کوئی نزدیکیوں کی خوشی میں راتوں کی نیند سے محروم ہوتا جا رہا تھا۔ (تابش)

کوئی دھوکہ کھا کر ٹوٹا اور بکھرا بیٹھا تھا (رومان)... تو کوئی روشن مستقبل کے خواب بن رہا تھا (زینیا)...

کوئی صبر کیے ہوئے تھا کہ جلد سب ٹھیک ہو جائے گا (عائشہ)۔۔۔ تو کوئی ٹک ٹاک پر ویوز کم ہو جانے کی فکر میں گھل رہا تھا (علشبہ)

کسی کو یونی کی فیس بھرنے کی فکر ستا رہی تھی

(کاشف) تو کوئی اپنے ماں باپ کے ذمے یہ ذمہ

داری ڈال کر بے فکر سو رہا تھا (صبغہ)

کوئی دوستوں میں شواف کر کے کمرے میں اکیلے

رو رہا تھا (طیبہ)۔۔۔ تو کوئی اس سے متاثر ہونے

کے سبب بے چینی سے بیڈ پر کروٹیں بدل رہا تھا

(صدف طاہرہ)

"کیا ہو گیا عتیقہ ؟؟ ۔۔ اتنا اچھا رشتہ

ہے ۔۔لڑکے کا اپنا کاروبار ہے اپنا گھر ہے اور کیا

چاہیے تمہیں ؟؟... کیوں تم بیٹھ کر اس شخص کے

لیے رو رہی ہو جو تمہیں کبھی ملنا ہی نہیں ہے

---کیا تمہیں نہیں پتا وہ تمہیں استعمال کرتا رہا

صرف؟؟-- جب سے میں نے ریسٹورنٹ میں دیکھا

ہے کہ وہ کس طرح لڑ رہا تھا بریرہ سے---تب

سے مجھے یقین آگیا ہے وہ محبت اسی سے کرتا ہے

بس اپنی خوبصورتی کا غرور ہے اسے--- اس لیے

بہن تمہارا کوئی چانس ہی نہیں ہے----"جب

سے اسکی والدہ نے آکر انھیں خوشخبری دی تھی کہ

وہ بات پکی کر کے آگئی ہیں تب سے ہی عتیقہ کا رو

رو کر برا حال تھا۔۔۔ اور اپنی بہن کو یوں روتا ہوا

دیکھ۔۔۔ علشبہ کو تکلیف ہو رہی تھی۔۔۔ اس

لیے بڑے پیار سے اس کے ہاتھ کو اپنے دونوں

ہاتھوں میں لے کر سمجھانے لگی۔۔۔

بہن بھائیوں کی محبت بھی خدا نے بڑی خوبصورت

رکھی ہے۔۔۔کہ والدین تک سمجھا سمجھا کر تھک

جائیں کسی بات پر۔۔۔ ہمیں سمجھ نہیں آتا لیکن

وہی بات ہمارا بھائی یا بہن آکر الگ سے ہمیں سمجھا

دے۔۔۔ ہمیں فورا سمجھ آجاتی ہے۔۔۔اور یہ جو

سمجھانے والا پروسیس ہے۔۔۔ایسا نہیں ہے

ہمیشہ بڑی عزت اور محبت سے ہوتا ہے۔۔۔ کبھی

کبھار تو ذلیل کر کر کے سمجھا رہے ہوتے ہیں لیکن

اس کے باوجود ہمیں سمجھ آجاتا ہے ---بہن

بھائیوں کی باؤنڈنگ ہی الگ ہوتی ہے جو دنیا میں

پھر کسی اور سے ملتی ہی نہیں---چاہے کتنا بھی

جگری دوست ہو---

ان کا چار کمروں کا 120 گز کا مکان تھا وہ بھی

زمینی۔۔۔ گھر میں کوئی بچہ نہیں تھا اس لیے

ہمیشہ خاموشی چھائی رہتی اگر شور ہوتا بھی تو صرف

زرم کے آنے کے بعد ہی ہوتا۔۔۔

وہ دونوں بہنیں ایک ہی کمرہ شیئر کرتی تھی ۔۔ بیڈ

بھی برابر برابر میں تھے ۔۔اس لیے علشبہ سے بہتر

کوئی نہیں جانتا تھا کہ عتیقہ کس قدر دل و جان

سے مرتی ہے جانشیر پر --- کہ وہ نمازیں نہ پڑھنے

والی لڑکی اچانک سے تہجد گزار ہو گئی ہے ---

"میں جانتی ہوں --جو میرے میسجز کا ریپلائی نہیں

کرتا وہ میرے لیے رشتہ کہاں سے لائے گا --- میرا

کوئی چانس ہے ہی نہیں لیکن میں کیا

کروں۔۔۔اس دل پہ میرا کوئی زور نہیں چلتا۔۔"

وہ اپنی بہن کے گلے لگ کر روتے ہوئے کہنے لگی

۔۔۔

"تو پھر کیوں رو رو کر خود کو ہلکان کر رہی ہو آپی۔۔

جب پتہ ہے نہیں ہو سکتا" وہ زرم کی آواز تھی جو

ان دونوں بہنوں کے کانوں کی سماعت سے ٹکرائی

"زرم " اپنے بھائی کو دیکھتے ہی -- وہ فوراً ہی اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر کھڑی ہو گئی اور بچوں کی طرح رونے لگی ---

"آپی آپ اس کے پاس جاؤ جو آپ کی قدر کرلے ---چونکہ میں جانتا ہوں میری بہن اس قابل ہے

کہ اس کی قدر کی جائے ۔۔اس جانشیر کو قدر نہیں

ہے آپ کی۔وہ تو ایک مطلبی انسان ہے" اپنی

بہن کو بڑے پیار سے سینے سے لگاتا ۔۔۔وہ چھوٹا

ہونے کے باوجود بڑا بن کر سمجھا رہا تھا۔۔۔

" مجھے لگ رہا ہے میں مر جاؤں گی" وہ تڑپ کر

بولی۔۔۔

" کیوں مر جاؤ گی اس ایک انسان کے پیچھے جس کو

تمہاری قدر ہی نہیں۔۔۔اور ہم سب کا کیا

عتیقہ؟؟... ہماری محبتوں کا کیا؟؟... ہماری

طرف دیکھو۔۔۔ ہمیں بھی تکلیف ہو رہی ہے

تمھیں تکلیف میں دیکھ کر جبکہ جس کے پیچھے تم

اتنے آنسو بہا رہی ہو اسے تو پتہ بھی نہیں ہوگا۔۔

اور بالفرض پتہ چل بھی جائے تو مجھے نہیں لگتا اسے

کوئی فرق پڑے گا۔۔"

جب ہم کسی بے قدرے سے دل لگاتے ہیں

نا۔۔۔تو صرف ہم تکلیف میں نہیں آتے ہمارے

چاہنے والے بھی آجاتے ہیں۔ علشبہ اس کی کمر

کو سہلاتے ہوئے۔۔۔ بڑے پیار سے یہ بات سمجھا رہی تھی۔۔۔

علشبہ و زرم دونوں چھوٹے بہن بھائی تھے اس کے لیکن آج عتیقہ کو وہ خود سے بڑے معلوم ہو رہے تھے۔۔۔

"اس سنگدل و مطلبی لڑکے کے پیچھے ایک آنسو اور

نہ بہانا۔۔۔ قسم ہے آپی تمہیں ۔۔۔ "اپنی بہن کو

دونوں بازوں سے پکڑ کر ۔۔۔ خود سے ہٹانے کے

بعد ۔۔۔وہ بڑی نرمی سے۔۔۔اس کے آنسوں کو

اپنی انگلیوں کے پوروں سے پونچھتے ہوئے کہہ رہا

تھا۔۔

"زرم--- گاڑی نکال-- ائس کریم کھلانے لے کر چلتے ہیں اسے--" علشبہ کے کہتے ہی وہ انکار کرنے لگی مگر وہ دونوں بہن بھائی کب سن رہے تھے اس کی---

بائیک نکال کر ٹرپل سواری کے ساتھ وہ تینوں آئس کریم پارلر کے لیے نکلے--

رات کے 11 کا ٹائم تھا مگر وقت کی کس کو پرواہ تھی۔وہ دونوں تو صرف اپنی بہن کا موڈ ٹھیک کرنے میں لگے پڑے تھے۔۔۔

"یار-- میں ٹک ٹاک کی بننے والی بڑی سٹار
ہوں--- میرا منہ نظر نہیں آنا چاہیے---" وہ زرم
اور عتیقہ کے بیچ میں بیٹھی تھی--

اپنا سر پورا سٹالر سے اچھی طرح کور کر کے بلیک
رنگ کا ماسک چہرے پر لگا رکھا تھا---تاکہ کوئی
پہچان تک نہ سکے--

"اچھا ہے نا تم وائرل ہو جاؤ گی--- کل سب جگہ
ایک ہی ہیڈ لائن چل رہی ہوگی کہ مشہور رائزنگ
سٹار علشبہ جو بی ایم ڈبلیو جیسی بڑی گاڑیوں میں
نظر آتی ہیں اپنی ویڈیوز میں وہ کل رات ایک کھٹارا
بائیک پر ٹرپل سواری کے ساتھ سپوٹ کی گئی ہیں

"زرم کو تو جیسے موقع چاہیے تھا اسے چھیڑنے کا---

"چپ ہو جاو تم--- جب دیکھو بکواس کرتے رہتے ہو---" علشبہ نے پیچھے سے اس کے سر پر دھب لگاتے ہوئے ہلکی برہمی سے کہا---

"بکواس کی کیا بات ہے؟...کیا ضروری ہے لوگوں

کو یہ دکھانا کہ تم بڑی بڑی گاڑیوں میں سفر کرتی ہو

یا بڑے بڑے بنگلوں میں رہتی ہو؟؟...یار انسان

اپنی اصلیت دکھائے---اپنی اصلیت دکھانے میں

کیسی شرم؟؟..." زرم پورا ٹنکی پہ بیٹھا ہوا تھا اس

وجہ سے وہ کافی اونچا تھا ان دونوں پیچھے بیٹھنے

والیوں سے---

وہ سنجیدگی کے ساتھ اپنی رائے دے رہا تھا۔۔۔

"میری نظر سے دیکھو تو تم لوگ کوئی ٹک ٹاکرز یا رائزنگ سٹار یا انفلوئنسر نہیں ہو تم لوگ صرف ہم جیسے عام لوگوں کے خوابوں کا کاروبار کرنے والے تاجر ہو۔۔۔ تم پہلے ہمیں انسکیور کرتے ہو اپنی

خوشیاں ، محبتیں ، خوبصورتی اور مہنگے ترین گھر اور عالی شان لائف سٹائل دکھا کر -- اور پھر ہماری انسکیورٹیز کے ذریعے بڑے بڑے و مہنگے برانڈز کو کامیاب بناکر تم پیسہ کماتے ہو--- " عتیقہ جو کافی دیر سے خاموش تھی وہ بھی اپ چپ نہ رہ سکی اور اپنی رائے دینے لگی---

" صحیح کہہ رہی ہو آپی اصل میں یہی لوگ ہم جیسی

عام عوام کے خواب جگاتے ہیں مہنگی گاڑیاں ،

برانڈڈ کپڑے جیولری کاسمیٹک مہنگے تحائف دیکھا

دیکھا کر۔۔۔آج کی زندگی میں اتنا خوش کون ہے

بھائی جتنا یہ لوگ دکھا رہے ہیں سوشل میڈیا

اکاؤنٹس پر؟؟؟۔۔۔ کہ ہر دوسرا بندہ کروڑپتی و

ارب پتی ہے۔۔۔اس کے پاس بڑے بڑے گھر

ہیں گاڑیاں ہیں اپنی بندی ہے جس کے ساتھ وہ

زندگی بڑی خوشحال گزار رہا ہے---- ان لوگوں کو

دیکھ دیکھ کر ایسا لگتا ہے--- یار کیا سارے غم

ہماری زندگی میں آگئے--- باقی تو سب بڑا خوش رہ

رہے ہیں--- کیسے ناامیدی سی چھا جاتی ہے کے

اتنے سالوں سے محنت کر رہا ہوں اور کچھ نہیں

پھر رہا اور میری ہی عمر کے لوگ کیسے گھومتے پھر رہے ہیں۔۔۔ان کی تو موج لگی پڑی ہے"

زرم اپنی بہن کی بات سے بالکل متفق تھا۔۔۔ بلکے کہا جائے کے بھرا بیٹھا تھا تو غلط نہ ہوگا۔۔۔

"بات تو صحیح ہے ---گندا ہے پر دھندہ ہے

یہ --- میں اکیلی ذمہ دار تھوڑی ہوں ان سب کی

--- اور ابھی تو میری جرنی شروع ہوئی ہے میں

دوسروں کی فکر کروں گی تو خود کب بنوں گی---

میں یہ سوچ کر---کہ مجھے بڑی گاڑیوں سے اترتا

دیکھ دوسروں کے خواب جاگ رہے ہیں -- ان کی

ان سکیورٹیز بڑھ رہی ہیں -- اپنے خواب تو نہیں

چھوڑ سکتی نا۔۔۔ لوگوں کے خوابوں پر ہی میرا محل
بننا ہے تو انھیں ان سکیور ہونے دو۔۔ ویسے بھی
میں ان کے سر پر گن رکھ کر انہیں مجبور تو نہیں
کرتی ناں اپنی ویڈیوز دیکھنے پر۔۔۔وہ خود آتے ہیں
۔۔" علشبہ خاصہ لاپرواہی سے بولی۔۔اور آخر میں
خود کو بے بس ظاہر کیا۔۔۔

"ارے باتوں کے چکر میں آگے کہاں لے کے جا رہے ہو۔۔۔آئس کریم پارلر تو پیچھے رہ گیا۔۔"زرم اس کی بات کا جواب دینے ہی لگا تھا جب علشبہ پھر سے اس کے سر پر ہلکی سی دھب لگاتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔

"او بھئی۔۔۔ تھپڑ مت مارو۔۔۔ تم سارے بال خراب کر رہی ہو میرے۔۔" وہ فورا چڑھ کر بولا۔۔۔

زرم کو زہر لگ رہا تھا علشبہ کے ساتھ آئس کریم کھانے آنا۔۔۔چونکہ وہ ائس کریم کپ کھا رہی تھی

---وہ تو بس بیٹھ کر ویڈیوز پہ ویڈیوز بنائے چلی جا رہی تھی---

"گناہوں میں الٹرا پرو میکس" وہ اسے دیکھتے ہوئے زیر لب بڑبڑایا---

"کچھ کہا تم نے؟؟"علشبہ نے فوراً ہی اسے گھور کر پوچھا۔۔۔

"نہیں تو۔۔"

گھر میں چھوٹا ہونے کا سب سے بڑا یہی نقصان تھا

اس کا۔۔کہ اس کی ذرا نہیں چلتی تھی اپنی بہنوں

کے آگے۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"صبح جلدی پہنچ جانا۔۔۔ بتا رہا ہوں ۔۔۔ میں لیٹ نہیں ہونا چاہتا اپنے انٹرویو میں تمھاری وجہ سے۔۔۔" اس کی برہم آواز سنتے ہی بریرہ کا پارہ ہائی ہوا۔۔۔

"تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟؟..یہ چوتھی بار کال کر رہے ہو تم مجھے۔۔۔ ساری میری نیند کی

ماں بہن کر دی ہے تم نے ۔۔"بریرہ نے سوچ لیا تھا۔۔۔پہلے اس کا دماغ ٹھیک کرلے گی پھر سوئے گی ورنہ یہ سرپھرا شخص ایسے ہی پوری رات اسے تنگ کرتا رہے گا۔۔۔

"تو چیخ کیوں رہی ہو؟... ہلکے بول لو۔۔ بہرا تھوڑی ہوں میں "رومان چڑھ کر۔۔۔اپنے کان میں انگلی

ڈال کر تیز تیز ہلاتے ہوئے۔۔۔ ٹوکنے والے انداز میں گویا ہوا

"تو دماغ خراب کیوں کر رہے ہو میرا اتنی رات کو؟؟... تمہیں نیند نہیں آرہی اس کا مطلب یہ تھوڑی ہے کے کسی کو بھی نہیں آرہی۔۔۔"

"تمھیں کیسے پتہ مجھے نیند نہیں آ رہی ؟؟" وہ لچکدار و حیران کن لہجے میں تیزی سے پوچھنے لگا---

"چونکہ یہ ایک ہی گھنٹے میں چوتھی کال ہے تمھاری--" وہ آگ بگولہ ہو کر جتاتے ہوئے---

"اوو۔۔ مجھے اندازہ نہیں ہوا۔ ۔ "اس نے لاپرواہی سے کہتے ہوئے اپنے پاؤں صوفے پر پھیلا لیے۔۔۔اور پرسکون ہو کر لیٹ گیا۔۔۔

"اب ہو گیا نا۔۔۔ تو کال ڈسکنیکٹ کرو اور سونے دو مجھے" بریرہ نے خاصہ جھنجھلا کر کہا۔۔

"لوگ مرتے ہیں مجھ سے بات کرنے کے لیے

خاص طور پر لڑکیاں۔۔ اور تمہیں میں سامنے سے

موقع دے رہا ہوں تو تم مجھے ایٹیٹیوڈ دکھا رہی ہو۔۔۔

بتا رہا ہوں بلڈوزر صاحبہ۔۔ تھوڑی قدر کر لو میری

۔۔کل کو میں فیمس اسٹار بن جاؤں گا نا۔۔۔ تو

تمہیں منہ نہیں لگاؤں گا میں۔۔۔" آخری جملہ

اس نے بڑا اکڑ کر ادا کیا۔۔۔

"پلیز ایسا ہی کرنا ---اپنی زبان سے پھرنا نہیں--- میں بہت شکر گزار ہوں گی آپ کی---

"اس لڑکی نے نہایت مزے لینے والے انداز میں جملے ادا کیے--- جیسے واقعی اس کی مشکور ہو گی اگر وہ اس کے قریب نہ بھٹکے تو---

جس پر مقابل کے سرتا پاؤں تک مرچیں لگیں---

"دفع ہو تم --- تمھیں فون ہی نہیں کرنا چاہیے تھا ---" چڑھ کر کہتے ہوئے---اس نے کال ڈسکنیکٹ کر دی--

"اہ۔۔۔ ڈرامے باز کہیں کا۔۔۔" سیل کی اسکرین کو دیکھتے ہوئے اس نے منہ بسور کر کہا۔۔۔اور پھر اپنے سیل کو پٹکنے والے انداز میں تکیے کے سائیڈ میں رکھ کر۔۔۔فوراً لیٹ کر کمبل منہ تک اوڑھ لیا۔۔۔

ابھی صرف آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا کہ سیل پھر رنگ ہونے لگا۔۔۔

"اب کیا ہے؟؟؟ بولو" اس نے کال ریسیو کر کے سیل کان سے لگا لیا تھا لیکن دوسری جانب سے مکمل خاموشی طاری رہی یہی وجہ تھی کہ چڑھ کر وہ خود ہی بولنے پر مجبور ہوئی۔۔

"مجھے واقعی نیند نہیں آرہی ۔۔۔ بہت اکیلے پن کا
احساس ہو رہا ہے۔۔۔ مام نے میری سگریٹ کا ڈبہ
بھی پھینک دیا۔ کیا تم میرے ساتھ کال پر رہ
سکتی ہو؟؟... بھلے ہی تم سو جاؤ مجھے مسئلہ نہیں
ہے۔۔۔ بس میرے ساتھ فون پر رہو۔۔۔ مجھے
اس تنہائی کے احساس سے نکالو۔۔۔ میرا دم گھٹ

رہا ہے ---بہت برے برے خیالات آرہے

ہیں---"رومان کی آواز میں جو درد تھا جو کرب تھا

وہ مقابل نے محسوس کر لیا تھا---یہی وجہ تھی

کہ وہ فورا سیدھی ہو کر بیٹھی---

"کالج میں دن کیسا گزرا تمہارا آج؟؟"اب وہ

بڑی فرصت سے اسے باتوں میں لگا رہی تھی---

"روز معمول جیسا ہی تھا۔۔۔وہ بھی آئی تھی۔۔اس کا چہرہ دیکھنے کے بعد دل چاہا کالج سے نکل کر بھاگ جاؤں۔۔۔"

اس کی مراد عینا ہے بریرہ سمجھ گئی تھی۔۔۔

"اگنور کرنا سیکھو اسے۔۔"

"تمہارے لیے کہنا آسان ہے۔۔۔ تم نے کسی سے محبت جو نہیں کی۔۔۔" بریرہ نے اسے چڑچڑا ہوتا محسوس کیا۔۔۔

"تمہیں شاید پتہ نہیں ہے - محبت زندگی میں تین بار ہوتی ہے ---اس لیے ابھی تو صرف ایک لائف لائن گئی ہے تمہاری --- دو باقی ہیں -- اس لیے نا امید ہونا بند کرو---" وہ اسے سمجھانے والے انداز میں کہنے لگی تو مقابل سیدھا ہو کر بیٹھا---

"تمہیں تو ایک بار بھی محبت نہیں ہوئی نا۔۔۔تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم اپنی وہ تینوں لائف لائن مجھ سے جوڑ لو۔۔۔مطلب تمہاری وہ تینوں محبتوں کا اکیلا مالک میں بن جاؤں۔۔"اس کی بات سنتے ہی بریرہ زور سے ہنسی۔۔۔

جبکہ مقابل جو بڑی سنجیدگی سے یہ جملے ادا کر رہا تھا

وہ سٹپٹا گیا۔۔۔

"ہنس کیوں رہی ہو؟؟" وہ الجھ کر پوچھنے لگا۔۔۔

"تمہیں خود بھی پتہ ہوتا ہے تم کیا بول رہے ہو --

مطلب کچھ بھی---" وہ ابھی بھی ہنس رہی

تھی--

اس کے ہنسنے سے رومان کو احساس ہوا-- کہ وہ

کچھ زیادہ ہی اس کے سامنے اپنا دل کھول کے رکھ

چکا ہے---

"پاگلوں کی طرح ہنسنا بند کرو گی۔۔۔ زہر لگ رہی
ہو تم مجھے۔۔۔"

"او۔۔ ہیلو۔۔۔ رات کے دو بجے بیٹھ کر تمہاری
بک بک سن رہی ہوں یہاں پر۔۔۔اس لیے غصہ
نہیں کر سکتے تم مجھ پر۔۔۔۔ تھوڑا جھم کر رہو

میرے سامنے۔۔۔ ورنہ کال کاٹنے میں دیر نہیں

ل۔۔۔ "آخری جملہ وہ دھمکی آمیز لہجے میں ابھی

ادا کر ہی رہی تھی کہ دوسری جانب سے کال ڈس

کنیکٹ ہو گئی

"ہونہہ۔۔۔۔ میرے منہ پر کال ڈسکنیکٹ کر

دی کمینے نے۔۔۔۔ اب کرئے یہ کال۔۔۔کہ

میں اکیلا ہوں۔۔۔پھر بتاتی ہوں میں اسے۔۔۔"

اس کا کال ڈس کنیکٹ کرنا اس لڑکی کو اپنی شدید تذلیل معلوم ہوئی۔۔۔وہ تلملا اٹھی تھی۔۔۔

کافی دیر تک وہ سونے کی کوشش کرتی رہی لیکن پھر اسے نیند نہ آئی۔۔۔

"تمہیں تو ایک بار بھی محبت نہیں ہوئی نا ۔۔۔تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم اپنی وہ تینوں لائف لائن مجھ سے جوڑ لو ۔۔۔ مطلب تمہاری وہ تینوں محبتوں کا اکیلا مالک میں بن جاؤں ۔۔" نہیں جانتی کیوں ۔۔۔ مگر بار بار اس بے وقوف لڑکے کے جملے اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔۔۔

"پاگل۔۔ کچھ بھی بولتا رہتا ہے" وہ سر جھٹک کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ نیند نہ آنے پر اب وہ پیٹ کے بل لیٹ گئی تھی۔۔۔

"کیا وہ مجھے پسند کرنے لگا ہے؟؟" اسے لگا تھا کہ اپنی پوزیشن چینج کر لینے کے بعد نیند آجائے گی لیکن اس کا دماغ چلنا بند نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ وہ کر ہی نہ لے مجھے پسند۔۔۔۔ ہر
کوئی تابش نہیں ہوتا۔۔۔ اور پھر وہ پسند کر بھی لے
تو میں نہیں کرتی۔۔۔ لیکن اگر وہ صرف مذاق کر رہا
تھا تو کال کیوں ڈسکنیکٹ کی؟؟؟
۔۔۔اہہہہ۔۔۔۔ میں پاگل ہوجاوں گی۔۔۔ مجھے
نہیں سوچنا اس بارے میں۔۔۔ لیکن وہ تو ایک

امیر زادہ ہے۔۔ اگر جیسا ڈراموں فلموں میں

دکھاتے ہیں اس نے مجھے پسند کر لیا اور پھر جنون

میں آکر میرے و تابش کے بیچ میں آگیا تو

۔۔۔افففف۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔" دماغ

کمپیوٹر سے زیادہ تیز چل رہا تھا اس کا۔۔۔ا میجنیشن

وائلڈ ہو چکی تھیں۔۔ لاکھ کوششوں کے بعد بھی

جب نیند نہ آئی تو تھک ہار کر سیدھی ہو کر بیٹھ

گئی۔۔۔ اور تکیہ اپنی باہوں میں جکڑ لیا۔۔۔اب اس تکیے پر اپنی ٹھوڑی جمائے۔۔۔ خود ہی سے باتیں کرنے میں مگن تھی وہ۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"ہیلو۔۔۔ کیسے ہو؟؟" وہ کمرے میں پہنچی۔۔ تو وہ اپنی پینٹ میں بیلٹ لگاتا ہوا نظر آیا۔۔۔

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ وہ شرٹ لیس آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

"تیار نہیں ہوئے ابھی تک؟؟" وہ اس کے بالکل پیچھے آکر کھڑی ہوئی۔۔۔ کے آئینے میں دونوں کا عکس نظر آنے لگا۔۔۔

مقابل نے ابھی بھی کوئی جواب نہ دیا۔۔۔

بریرہ نے اسے باڈی سپرے کرتے دیکھا۔۔۔

"اگر کل کی بات کے لیے ناراض ہو۔۔۔ تو میں بتا
دوں میرے دل میں تمہارے لیے کوئی فیلنگس
نہیں ہیں۔۔۔اور سوچنا بھی مت زبردستی کرنے
کی۔۔۔ میں کوئی سیدھی سادی لڑکی نہیں
ہوں۔۔۔ ہاتھ توڑ دوں گی تمہارے اگر مجھے ٹچ
کرنے کی کوشش بھی کی تو۔۔۔ میں۔۔" ابھی وہ

بڑے بھرم کے ساتھ تڑپاں لگا ہی رہی تھی جب

مقابل نے تیزی سے گھوم کر اس کے دونوں

ہونٹوں کو ایک دوسرے سے ملا کر۔۔۔زبردستی بند

کر کے پکڑ لیا۔۔۔

"چپ ۔۔۔ میں کیوں کرنے لگا تمہارے ساتھ

زبردستی ؟...انٹی جی۔۔۔ابھی میرا ٹیسٹ اتنا گرا

ہوا بھی نہیں ہے ---- ہونہہ ---- "وہ اسکی

آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ---- حقارت سے کہنے

لگا ---- ساتھ ہی آخر میں ناگواری کے ساتھ سر

جھٹکا ----

"میرے جذبات بھی یقین کرو ایسے ہی ہیں

تمھارے لیے" اس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں پر سے

جھٹکنے والے انداز میں ہٹاتے ۔۔۔ بھرم سے
بولی۔۔۔

دونوں ہی ایک دوسرے کو کچھ لمحے غرا کر دیکھتے
رہے ۔۔۔

" جاؤ جا کر میرے جوتے لے کر آؤ۔۔۔" وہ اکڑ
کر حاکمہ انداز میں بولا

" خود جا کے لے آؤ۔۔۔" چھوٹی آنکھیں کر۔۔۔
اسے گھورتے ہوئے پلٹ جواب دیتی۔۔۔وہ اکڑ کر
سامنے صوفے پر جا کر بیٹھ گئی تھی

"او۔۔۔انٹی ۔۔۔کچھ زیادہ نخرے نہیں کرنے لگ گئی تم؟؟؟" رومان خاصہ چڑچڑا ہو کر طنزیہ انداز میں استفسار کرنے لگا۔۔۔

مگر مقابل اب مکمل اگنور مارتے ہوئے موبائل چلانے لگی تھی۔۔۔

"کتنی بار کہا ہے ---مجھے اگنور مت کیا کرو--."

ایک وقت وہ کسی سے بھی اگنور ہونا برداشت کر سکتا ہے---مگر بریرہ سے نہیں --

تیز قدم لیتا وہ اس تک پہنچا تھا--- اب وہ اس کے ہاتھ سے موبائل چھین کر--- اس کے سر پر کھڑا--- غصے سے کہہ رہا تھا---

"کیا ہو گیا ہے رومان ؟؟... کس بات کا غصہ

چڑھا ہوا ہے تمہیں ؟؟؟ ..."بریرہ اپنا موبائل یوں

چھینے جانے پر--- جزبز ہو کر پوچھنے لگی---

" کل میں نے ذرا تم سے اچھی طرح بات کیا کر

لی--- تم تو میرے سر پہ ہی چڑھ گئی ہو---"

اتنا تو سمجھ آگیا تھا کہ غصہ رات کا ہی ہے مگر کس بات کا۔۔۔۔یہ سمجھنے سے قاصر تھی وہ ابھی تک۔۔۔

"رومان نوکر نہیں ہوں میں تمہاری۔۔۔اگر تمہیں اپنے شوز چاہیے۔۔۔تو خود جاکر لے آؤ۔۔۔ خواہ

مخواہ چیخوں مت مجھ پر" وہ دو ٹوک انداز میں کھڑے

ہو کر بولی۔۔۔

بات شوز لانے کی نہیں تھی۔۔۔۔ بات اس کے

نیچا دکھانے کی تھی۔۔۔

"پورے 10 ہزار روپے دوں گا۔۔۔جاؤ لے کر

آؤ۔۔۔"وہ اب دھیمے لہجے میں۔۔۔ پلے فل

مسکراہٹ ہونٹوں کے کناروں پر سجائے بولا۔۔

"کیا؟؟" وہ اچانک پیسے بیچ میں لے آیا تھا۔۔۔یا

شاید اس کی اوقات دکھا رہا تھا پیسے بیچ میں لا کر۔۔۔

"صرف 30 ہزار روپے کے لیے تم میری ماں سے
جھوٹ بولنے کے لیے تیار ہو جاتی ہو۔۔۔ اتنا سستا
بکتا ہے تمہارا ایمان۔۔۔ ذرا زیادہ قیمت لگاؤں گا تو
شاید کچھ اور بھی بکنا شروع ہو جائے۔۔۔اور تمہیں
لگتا ہے تم جیسی لڑکی پر میرا دل آ جائے گا" ہاں مان
لیا ہو گئی غلطی۔۔۔اس کی کل رات کی بات کو
وہ غلط انداز میں لے بیٹھی۔۔ لیکن اس کا مطلب

یہ تو نہیں کہ وہ منٹ منٹ پر اب اسی بات کو گھما پھرا کے لائے گا اور منہ پہ طمانچے کی طرح مار دے گا۔۔۔

اس کے آخری جملے اتنے دلخراش تھے کہ بریرہ کی آنکھوں میں آنسو آنے لگے۔۔۔

"میں ابھی اسی وقت یہ جاب چھوڑ کر جا رہی ہوں۔۔۔"

بریرہ اس کی ہر بدتمیزی برداشت کر لیتی تھی لیکن آج وہ لمٹ کراس کر گیا تھا۔۔۔

آنکھوں میں آنے والے آنسوؤں کو بمشکل پیچھے دھکیلتے ہوئے۔۔ وہ ایک ایک لفظ جماو کے ساتھ کہتی۔۔۔باہر کی جانب جانے لگی۔۔۔

ابھی دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ یاد آیا کہ اس کا موبائل تو رومان کے ہاتھ میں ہی ہے۔۔۔اس لیے پلٹ کر غصے سے واپس آئی اور رومان کے ہاتھ

سے اپنا موبائل چھینا۔۔۔ اور پھر واپس مڑ کر چل دی۔۔۔

کچھ لمحے تو وہ نوجوان نہایت بے نیاز سہ کھڑا ہو کر اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا لیکن جیسے ہی وہ کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ ویسے ہی ایک بے چینی سی پیدا ہو گئی اس کے دل میں۔۔۔

ہاں وہ غصہ تھا شدید غصہ اور کیونکر نہ ہوتا لڑکیاں

مرتی تھی اس پر۔۔۔اگر ایک لڑکی نے اس پہ

چیٹ کر بھی دیا تو کیا؟؟۔۔۔اس سے اس کی قدر

کم نہیں ہو گئی ۔۔ بلکہ اس لڑکی نے اپنا ہی نقصان

کیا۔۔۔ مگر بریرہ۔۔۔وہ اسے کیوں نیچا دیکھ رہی تھی

؟؟۔۔۔ کل وہ جذبات میں بہہ گیا۔۔۔ ٹھیک

ہے۔۔۔ لیکن وہ اس کا مذاق نہیں اڑا سکتی۔۔۔
کیا اسکا یہ لیول ہے کہ وہ اس کا مذاق اڑا سکے
؟؟۔۔۔

اسے شدید غصہ اسی بات کا تھا کہ بریرہ جیسی موٹی
اور سانولی سی لڑکی نے بھی اس کا مذاق اڑا دیا۔۔وہ
بھی اس کے منہ پر۔۔۔ اور مزید غصہ خود پر آرہا تھا

کہ کیا سوچ کر۔۔۔اس لمحے اسنے بریرہ سے ایسی

بات کہی۔۔۔

جب تک وہ جا رہی تھی تب تک پھر دل تھوڑا

بھاری تھا۔۔۔ لیکن جیسے ہی وہ نظروں سے اوجھل

ہوئی روما ن پینک ہو گیا۔۔۔

فوراً بھاگتا ہوا کمرے سے نکلا۔۔۔

وہ سیڑھیاں اتر کر باہر کی جانب جاتی ہوئی نظر آئی۔۔۔وہ بھی تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اس تک پہنچا۔۔۔

وہ ابھی پورچ کے ایریا میں پہنچی ہی تھی کہ کسی

انجانی گرفت میں اس کا ہاتھ مضبوطی سے جکڑا

---اور صرف لمحہ بھر میں کسی نے اسے تیزی سے

کھینچا---وہ سمجھ پاتی کہ کیا چل رہا ہے---اس

سے پہلے ہی اس کی کمر پاس کی کار سے لگی ہوئی

تھی--- اور روبرو رومان کھڑا تھا---

"اب کیا مسئلہ ہے تمہیں؟؟"

وہ بھاگتا ہوا آیا تھا اس لیے سانس پھول رہی تھی
اس کی۔۔۔ ساتھ ہی وہ اتنا قریب کھڑا تھا کہ اس
کی گرم سانسیں بریرہ کے چہرے کو جھلسا رہی
تھیں۔۔۔

اس لڑکی نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال ۔۔۔کڑک لہجے میں استفسار کیا۔۔

کچھ لمحے وہ خاموش رہا ۔۔۔ جیسے اس کا دماغ بہانہ تلاش کر رہا ہو اپنے اس عمل کا۔۔۔

"تم گارڈن میں کھیلنے نہیں آئی ہو بریرہ جو دل بھر

گیا تو چل دیں۔۔۔ جاب کرنے آئی ہو اور جاب

سے تب ہی فری ہو گی جب تمہارا مہینہ پورا ہوگا اور

اس میں پورے 15 دن باقی ہیں تو چپ چاپ

میرے ساتھ چلو انٹرویو میں۔۔۔ڈرامے مت دکھاؤ

زیادہ۔۔۔" اس کی بات سنتے ہی بریرہ کا پارہ مزید

ہائی ہوا۔۔۔اتنا ہائی کہ وہ غصے کی شدت سے
گہرے سانس بھرنے لگی۔۔۔

"تو یہ بات تم بغیر چٹ کر لئے بھی کر سکتے ہو۔۔۔"

وہ اپنی بات غصے سے کہہ کر۔۔۔الٹا ہاتھ اس کے
سینے پر مار کر۔۔۔اسے خود سے دور دھکیل کر

راستہ بناتی۔۔۔سامنے گارڈن میں جا کر بیٹھ گئی۔۔۔

"رومان بابا اور یہ لڑکی کتنا لڑتے ہیں ۔۔وہ بھی بالکل کپل کی طرح۔۔"گھر کے ملازمین جو یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔۔۔ اب اس متعلق باتیں کرنے لگے۔۔

"یہی تو میں دیکھتی ہوں مجھے تو لگتا ہے یہ رومان بابا

کی دلہن بنے گی ---"

"ویسے ہے تو سانولی --- مگر ہیلدی رومان بابا جیسی

ہی ہے --- تو جوڑی اچھی لگے گی دونوں کی"

"تم دونوں کو یہاں پر کام کرنے کے پیسے ملتے ہیں۔۔۔ باتیں بگھارنے کے نہیں۔۔۔" وہ دونوں عورتیں ابھی بات کر ہی رہی تھیں جب عروج بیگم کی سیکرٹری کی پیچھے سے سخت آواز ان کے کانوں کی سماعت سے ٹکرائی۔۔۔

"سوری میم--- سوری" وہ دونوں معذرت کرتی ہوئی

تیزی سے اپنے کام میں لگیں--- جب کہ وہ

سیکرٹری تھوڑی دیر تک کھڑی بریرہ کو دیکھتی

رہی--- اس کے نزدیک عروج بیگم بے وقوفی کر

رہی تھی بریرہ کو رومان کے ساتھ رکھ کر---وہ اس

کی دوسری بری عادتیں چھڑانے کے لیے اسے بریرہ

نامی عادت لگا رہی تھیں جو فیوچر میں بہتر فیصلہ
کسی صورت ثابت نہیں ہونا تھا۔۔۔

ابھی وہ اپنی سوچوں میں ہی مگن کھڑی تھی کہ پیچھے
سے انہوں نے رومان کو آتے دیکھا اور فورا وہاں
سے چل دیں۔۔۔

"چلو۔۔۔" رومان اعلانیہ کہتا گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔۔۔ وہ بھی فوراً ہی اس کی آواز سن کر۔۔اٹھ کر آگئی تھی۔۔۔

سفر کے دوران دونوں نے ایک دوسرے سے کوئی بات نہ کی۔۔۔

ان دونوں کے درمیان کسی بات کو لے کر
ناراضگی ہے یہ بات تو ڈرائیور تک نے محسوس کر لی
تھی ---

رومان کا ایک نجی چینل پر انٹرویو تھا----

وہ اپنا انٹرویو دے رہا تھا جبکہ بریرہ سامنے والے کمرے میں بیٹھ کر۔۔۔اس کا انٹرویو ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

اکیلے بیٹھے بیٹھے بور ہو گئی تھی وہ۔۔۔۔کوئی ساتھ بھی نہیں تھا۔۔۔اس لیے یوں ہی گانے چلانے لگی۔۔۔

بس گانا سنتے سنتے یوں ہی اس کے ہاتھ پاؤں تھرکنا شروع ہو گئے۔۔۔

وہ یوں ہی اپنی مستیوں میں شیلا۔۔ شیلا کی جوانی۔۔۔ والا سٹیپ کر رہی تھی ہو بہو کترینہ کیف جیسے۔۔۔۔

بچپن سے وہ ڈانس اور دیگر ایکٹیویٹیز میں میں بہت
اچھی تھی لیکن جیسے جیسے وہ بڑی ہوتی گئی اور
جانشیر اسے بسارتا گیا ویسے ویسے اس کا کانفیڈنس
لیول نیچے کی جانب جاتا گیا اور یہاں تک کہ بالکل
ہی ختم ہو گیا۔۔۔کہ اب وہ کسی کے سامنے

ڈانس نہیں کرتی تھی۔۔۔ کسی اسپورٹ میں حصہ نہیں لیتی تھی۔۔

رومان کا انٹرویو بہت اچھا ہوا تھا لیکن وہ پھر بھی کوئی خاص خوش نظر نہیں آرہا تھا گاڑی کا سفر واپسی پر بھی خاموشی سے ہی گزرا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"تم مجھ سے اتنے گندے سوال کیوں کرتے ہو؟؟؟---- کیا سارے لڑکے اپنی گرل فرینڈ سے ایسے ہی گندے سوال کرتے ہیں؟؟؟" سنیپ پر جو اسے نیا لڑکا ملا وہ باہر ملک میں رہ رہا تھا--- اس کی بڑے بڑے ریسٹورنٹ میں

گھومنے پھرنے اور کھانے کی سنیپ دیکھ دیکھ کر وہ
کافی متاثر ہوئی۔۔

بات چیت اسٹارٹ زمر نے خود کی تھی۔۔۔ شروع
شروع میں تو وہ صرف حال احوال تک محدود
رہے۔۔۔۔مگر اب جب باتیں زیادہ ہو رہی تھیں۔

تو اس لڑکے کے اصل رنگ دیکھ۔۔۔وہ انکمفرٹیبل ہونے لگی۔۔۔

وہ بہت گندے گندے سوالات پوچھنے لگا تھا۔۔ ساتھ ہی اس کی پرائیویٹ پارٹس کے متعلق باتیں کرتا۔۔۔ یہ وہ باتیں نہیں تھیں جو ڈراموں فلموں میں دو محبت کرنے والوں کے درمیان دکھائی جاتی

ہیں۔۔ جن کا وہ تصور کیا کرتی تھی ۔۔۔کہ لڑکا فنی

ہو گا جو جاک مارے گا وہ مسکرائے گی۔۔۔وہ

تھوڑی تعریفیں کر دے گا تو وہ شرمانے لگ

جائے گی۔۔۔ دونوں روز مرہ کی باتیں کریں

گے۔۔۔ وہ بتائے گا اس کا دن کیسا گزرا وہ

بتائے گی کہ اس نے کیا کیا، کیا۔۔ اس طرح وہ

دونوں ایک دوسرے کی زندگی میں شامل ہونے لگیں گے اور عادی ہو جائیں گے---

مگر یہ تو کسی اور لیول کی ہی باتیں تھیں---

"تو جا کر کسی اور کو بوائے فرینڈ بناؤ اور اس سے کر کے دیکھ لو۔۔۔ مجھ سے کیا پوچھ رہی ہو" مقابل چڑچڑا ہو کر جواب دہ ہوا۔۔۔

جب وہ سنتی تھی کہ لڑکا لڑکی کا آفیر ہوتا ہے۔۔ تو پوری پوری رات باتیں کرتے ہیں۔۔۔تب اس کے گمان میں بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ باتیں اس

حد تک گندی ہوتی ہیں۔۔۔کے آپ کپڑوں میں

ہونے کے باوجود اس کے تصور میں برہنہ ہو چکے

ہوتے ہیں ۔۔اب تو اسے ایسا لگنے لگا تھا وہ

بیوقوفوں کی جنت میں رہ رہی تھی آج تک۔۔۔

یہ پہلا لڑکا نہیں تھا جو اس طرح کے گندے

سوالات کر رہا تھا۔۔اس سے پہلے تین کو بھی اس

نے انہی گندی باتوں کی وجہ سے چھوڑا تھا۔۔۔

شروع شروع میں ہر لڑکا عزتدار و شریف ہی معلوم

ہوتا ہے یہ بات اچھے سے جان گئی تھی وہ

۔۔۔لیکن جیسے جیسے بات کرتے ہوئے دن

گزرتے۔ ویسے ویسے وہ گندی و بے حیا باتوں پر آتے چلا جاتا۔۔۔یہاں تک کہ وہ اپنی ڈارک فینٹسی شیئر کرنا شروع کر دیتا اور اس کے متعلق اس سے ایسے بے ہودہ و شرم ناک سوال کرنے لگتا کے وہ شرم سے پانی پانی ہوجاتی۔۔۔

"تم مجھ سے کبھی نارمل باتیں کیوں نہیں

پوچھتے۔۔۔ کہ میں نے آج کیا کھایا۔۔میں کہاں

گھومنے گئی۔۔میری پڑھائی کیسی چل رہی ہے۔

ہمیشہ اسی طرح کے سوالات کیوں کرتے ہو؟"

زمراب پریشان ہونے لگی تھی۔۔۔

"تمھیں فیل ہو رہا ہے کیا؟" اس کی آواز میں چہک تھی۔۔۔۔ بڑا لطف لیتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔۔۔

جبکہ دوسری جانب زمر کو گھن آرہی تھی۔۔۔

"تم میری گرل فرینڈ ہو--میں تم سے نہیں پوچھوں گا تو کس سے پوچھوں گا یار---"زمراب میسجز کا ریپلائی نہیں کر رہی تھی اس لیے وہ نرمی سے سمجھانے والے انداز میں بات کرنے لگا---

"ویسے تم نے میرے ابھی تک سوال کا جواب نہیں دیا ہے---" ریپلائی نہ آنے کے باوجو بھی وہ ڈھیٹ بن کر ابھی بھی میسجز کر رہا تھا--

"کیوں تم درزی ہو؟؟.. تمھیں میرے کپڑے سینے ہیں؟؟...جو تمھیں میرے پرائیویٹ پارٹس کا ناپ چاہیے کے کتنے بڑے ہیں اور کتنے چھوٹے

ہیں۔۔۔ جا کر اپنی ماں اور بہن سے پوچھ۔۔۔

کمینے گندی نالی کے سور۔۔۔" غصے سے میسج

کرنے کے بعد اس نے ایک لمحے کی تاخیر نہ

کی۔۔۔ اور اسے بلاک کر دیا۔۔۔

اور اگلے ہی پل بیڈ پر بے دھڑک گرنے والے انداز

میں لیٹی۔۔۔

کچھ ثانیوں تک تو وہ یوں ہی چھت کو تکتی رہی۔۔۔اور پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔

ڈراموں فلموں میں دکھائی جانے والی محبت --ریل

لائف میں کہیں نہیں ہے ---یہ حقیقت اس کا

دل توڑ رہی تھی اب---

♡ *Husny Kanwal* ♡

"تم کہیں جا رہے ہو کیا؟؟" وہ رومان کے

کمرے میں داخل ہوئی تو سب سے پہلی نگاہ اس

کے سوٹ کیس پر گئی۔۔۔

"ہاں۔۔" وہ سامان پیک کرتا ہوا نظر آ رہا تھا۔۔۔

پلٹ کر بھی نہ دیکھا اس کی جانب۔۔۔

"کہاں؟؟؟... اور کتنے دن کے لیے؟؟؟" بریرہ تیزی سے پوچھنے لگی---

" میرا یہاں کالج میں دل نہیں لگ رہا---اس لیے اپنے ماموں کے پاس جا رہا ہوں انڈیا---آگے کی سٹڈی وہیں سے کروں گا---"

رومان جا رہا ہے۔۔۔ مطلب اس کی جاب جا رہی ہے ۔۔۔ مطلب وہ پیسے جا رہے ہیں جو آتے ہیں ۔۔۔اس نے تو پینک ہونا ہی تھا۔۔

"کیا؟؟۔۔۔ دل نہیں لگ رہا۔۔۔ اس کا مطلب یہ تھوڑی ہے کے چھوڑ کر چلے جاؤ گے۔۔" وہ فورا ہی آگے آکر اس کا ہاتھ روکتے ہوئے بولی ۔۔۔ وہ

ہاتھ۔۔۔ جس سے وہ اپنی ضرورت کا سامان بیگ

میں ڈال رہا تھا۔۔۔

"ٹینشن نہ لو۔۔۔تمہاری سیلری تمھیں ہر مہینے

ویسے ہی ملتی رہے گی جیسے ملتی ہے میں نے مام

سے بات کرلی ہے اس حوالے سے۔۔۔"اس کی

بات سنتے ہی بریرہ کے چہرے پر اطمینانی آئی۔۔۔

"اور تمہاری مام مان گئیں؟؟" لیکن اگلے ہی پل

وہ کافی حیرانگی سے سوال کرنے لگی۔۔۔ کہ بغیر

جاب کے وہ اسے پیسے دینے کے لیے کیسے مان

سکتی ہیں۔۔۔

"کیونکے میں نے ان سے کہہ دیا ہے-- تمہیں کام

سے نہ ہٹائیں---اور اتنی اچھی سیلری دیتی رہیں

کہ تم خود بھی کام سے ہٹنے کی نہ سوچو---"اس

کا جواب سنتے ہی وہ ہسنے لگی----اس کے دانت

چمکے---

مقابل اس کی آنکھیں دیکھنے لگا جو جگمگا رہی تھیں
خوشی کے سبب۔ کہ اسے بغیر محنت کیے۔ پیسے
ملنے والے ہیں گھر بیٹھے۔۔۔ مگر پتہ نہیں کیوں وہ
خوشی بھی اس کے دل کو کہیں نہ کہیں جلا رہی
تھی۔۔۔

وہ واحد آنکھیں تھیں جن میں وہ خوشی نہیں دیکھنا چاہتا تھا اپنے جانے کی۔۔۔

"میں انڈیا جا کے جم جوائنٹ کر لوں گا اور خوب باڈی بھی بناؤں گا۔۔۔اور وہاں پر اپنے کیریئر کا بھی سٹارٹ کروں گا۔۔۔میرے ماموں نے ایک فلم ڈائریکٹر سے بات کر رکھی ہے۔۔ ان کی کافی اچھی

جان پہچان ہے فلم انڈسٹری میں۔۔۔ دیکھنا ایک

دن آلئے گا جب تم اس رات اپنے ہسنے پر پچھتاؤ

گی۔۔۔"اس کی بات سنتے ہی وہ پھر زور سے

ہنسی۔۔۔۔

اس بار جواب میں۔۔۔وہ غصہ نہیں ہوا تھا بلکہ

سر جھٹک کر مسکرانے لگا۔۔۔

"میں تمہیں یاد بھی نہ کروں۔۔۔ پچھتانا تو دور کی بات ہے۔۔۔" وہ ہنستے ہوئے کہتی وہاں سے جانے لگی۔۔

"تم مجھے یاد بھی نہیں کرو گی؟؟؟" ابھی وہ ایک قدم بھی نہ چلی تھی کہ پیچھے سے اس کا بازو رومان

نے پکڑ کر۔۔۔۔پوری فورس کے ساتھ اپنی جانب موڑا۔۔۔اور پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ۔۔استفسار کرنے لگا۔۔۔

اب اتنا بھی برا نہیں تھا وہ کہ اسے یاد تک نہ کرلئے۔۔۔

"نہیں نہیں--- مذاق کر رہی تھی یار---میں بہت یاد کرنے والی ہوں ---میرے 30 ہزار روپے مر جائیں گے یار--" وہ بڑے پیار سے بولی--- اور آخری جملے پر آتے آتے جیسے وہ رونے لگی ہو---

"لالچی عورت ---"اس کی بات سنتے ہی وہ بے دھڑک بولا---

"شکریہ--- بس کبھی غرور نہیں کیا---" بریرہ خاصہ اترا کر گویا ہوئی---

صبح صبح اٹھ کر کالج جانا پھر کالج سے واپسی پر

کھانا بھی نہ کھانا اور ڈائریکٹ رومان کے پاس آ

جانا۔۔۔ پھر یہاں پورا دن رومان کے ساتھ اپنا

دماغ کھپانے اور اپنی پوری انرجی ضائع کر لینے کے

بعد گھر جا کے کھانا پینا اور تھک کر سو

جانا۔۔۔۔اور پھر صبح کالج میں ڈانٹے کھانا

اسائنمنٹ پورے نہ کرنے پر۔۔۔ روز کا روٹین بن

گیا تھا۔۔۔ اتنی ٹف روٹین میں اب راحت آنے والی تھی اس نے تو خوش ہونا ہی تھا۔۔۔

وہ بہت خوش تھی۔۔۔ اور کیونکر نہ ہوتی اسے بغیر محنت کے پیسے ملنے والے تھے گھر بیٹھ کر۔۔۔اب وہ آرام سے اپنی پڑھائی کر سکتی تھی۔۔۔اپنی والدہ کا خیال رکھ سکتی تھی۔۔۔

"تم ساری عورتیں ایک جیسی ہوتی ہو۔۔۔پیسوں کی لالچی اور دھوکے باز" وہ دل جلے سے لہجے میں کہنے لگا۔۔۔

"پیسوں کی لالچی نہیں ہوں میں۔۔۔ہاں۔۔۔تم ضرورت مند کہہ سکتے ہو۔۔۔ اور بچی دھوکے باز کی

بات---تو بیٹا ہمارے خون میں شامل ہے

وفاداری ---- ہو نہہ--- ہر کسی کو اپنی طرح

نہ سمجھا کرو---" وہ اس کے روبرو کھڑے ہو کر

آنکھوں میں آنکھیں ڈال بڑا اترا کر بھرم سے گویا

ہوئی---

"وفاداری خون میں ہے---ہونہہ---نظر آتا ہے مجھے جب 30 ہزار روپے کے لیے میری مام سے جھوٹ بولتی ہو----"

"ہر بار ایک ہی طعنہ مارنا ضروری ہے کیا؟" وہ منہ بسور کر پوچھنے لگی--

"نہیں۔۔۔بس آئینہ دکھا رہا تھا" وہ سمارٹ مسکراہٹ ہونٹوں کے کناروں پر سجائے۔۔۔اترا کر بولا۔۔۔

"جلدی دفع ہو۔۔۔" وہ دانت پیس کر کہتی۔۔۔ اس کی پیکنگ میں مدد کرانے لگی۔۔۔

جیسے ایئرپورٹ سے لے کر آئی تھی۔۔۔ویسے
چھوڑنے بھی خود جا رہی تھی آج۔۔۔

"اللہ حافظ۔۔۔ اپنا بہت خیال رکھنا اوکے۔ اور
وہاں پہنچ کر مجھے کال کر دینا تاکہ میں مطمئن
رہوں" اتنی فکر تو کبھی اس کی ماں نے نہیں

دکھائی جتنی وہ دکھا رہی تھی۔۔۔ مقابل مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

"اوکے کر دوں گا انٹی جی" وہ مسکراتے ہوئے کہتا اس کی پیشانی سے اپنی پیشانی ہلکی سے ٹکرا کر۔۔۔ اب الٹے قدم لیتا اس سے دور جارہا تھا۔۔۔

ایک خالی پن تھا جو دونوں نے اس لمحے محسوس کیا
تھا۔۔۔لیکن دونوں ابھی اپنی زندگی کے اس سٹیج پر
تھے جہاں خوابوں کا سفر شروع ہوا تھا۔۔۔جہاں
دونوں کو ابھی بہت سڑگل کرنی تھی۔۔۔اسی لیے
دونوں نے ہی اس خالی پن پہ کوئی خاص توجہ نہ

دی۔۔۔اور اپنی اپنی منزلوں کی جانب گامزن ہو
گئے۔۔۔

دونوں کے راستے الگ تھے۔۔۔ دونوں الگ الگ
منزلوں کی جانب بڑھ رہے تھے ۔۔۔وہ ایرپورٹ
سے باہر کی جانب آرہی تھی۔۔۔اور وہ اندر کی
جانب جا رہا تھا

♡ *Husny Kanwal* ♡

وہ ایئرپورٹ سے گھر پہنچی تو عجیب ہی منظر اس کے روبرو تھا ۔۔۔ بڑی امی اپنا سر پکڑ کے رو رہی تھیں ۔۔۔زمر بھی ان کے برابر میں بیٹھی روتی

ہوئی نظر آئی ۔۔۔۔ اس کی والدہ بڑی امی کو دلاسے

دے رہی تھیں۔۔۔

معظم اور بڑے ابو بات کرتے ہوئے نظر آ رہے

تھے دادی سے۔۔۔ وہ بات بہت گمبھیر معلوم ہو

رہی تھی۔۔۔

رافع مٹھیاں بھینچے خاموش سہ صوفے کے ایک
کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

"کیا ہوا ہے؟؟" اس کے سوال کرتے ہی زمر فورا
اپنی جگہ سے اٹھ کر تیزی سے اس کے پاس آکر
گلے لگی۔۔۔

"عائشہ آپی کو ان کے شوہر نے بہت مارا ہے---

ان کی کال آئی تھی--- بہت رو رہی تھی وہ---

"بس یہ سننا تھا کہ اس کے اپنے بھی رونگٹے

کھڑے ہو گئے---

آنکھوں سے آنسو جاری ہو لئے---

عائشہ کا مسکراتا ہوا دلہن بنا چہرہ اس کی آنکھوں میں گھوم رہا تھا اب---

اپنی آنکھوں سے اس نے کبھی اپنے گھر میں کسی عورت کو پٹتے نہیں دیکھا تھا تو یہ نیوز بھی اس کے لیے بہت تکلیف دہ تھی--ہاں جانشیر کی والدہ

کے بارے میں سنا ضرور تھا لیکن تب وہ بہت
چھوٹی تھی ان تکلیفوں کو سمجھنے کے لیے۔۔۔

بڑے ابو اور معظم حیدرآباد جا رہے تھے ۔۔۔رافع
نے ضد کی پھر بھی اسے ساتھ لے جانے کے لیے
تیار نہ ہوئے ۔۔۔چونکہ ان کے نزدیک وہ چھوٹا و
جذباتی تھا ۔۔۔گرم خون ۔۔۔۔وہ خواہ مخواہ بات کو

مزید بگاڑ نہ دے---اس بات کا ڈر تھا کیونکہ ابھی

انھیں نہیں پتہ تھا کہ عائشہ کیا فیصلہ کرتی

ہے---

ماں باپ کے ہاتھ کبھی کبھار صرف اس لیے

بندھے ہوئے ہوتے ہیں کیونکے ہماری بیٹیاں

پٹنے کے بعد بھی واپس آنے کے لیے تیار نہیں ہوتیں---

زندگی میں کبھی کسی کے آنے کا اتنا انتظار نہیں ہوا جتنا عائشہ کے واپس آنے کا ہو رہا تھا گھر میں---سب دروازے پہ نظر لگائے بیٹھے تھے---

پھوپھو کو جب خبر کی گئی ۔۔۔تو وہ بھی اپنی فیملی کے ساتھ گھر پر آ گئی تھیں۔۔۔ ان کے آنے کے بعد سب ایسے گلے مل مل کر روئے جیسے گھر میں فوتگی ہو گئی ہو۔۔۔

رات ہو چکی تھی انتظار کرتے کرتے۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وقت گزر ہی نہیں رہا ہے۔۔۔ کسی نے کھانا نہیں کھایا تھا اور نہ ہی کسی کو بھوک لگی تھی سب کا رو رو کر برا حال تھا۔۔۔

رات کے 10 بجے کے قریب جب عائشہ گھر میں داخل ہوئی تو وہ اپنے معمول کے مطابق بلیک عبایا میں تھی لیکن وہ لڑکھڑا کر چل رہی تھی۔۔۔

اس کا وہ لڑکھڑا کر چلنا بریرہ کی آنکھوں میں آنسو لے آیا۔۔۔ اسے وہ بارات والا دن یاد آیا جب عائشہ اس سے الگ سے ملنے آئی تھی پارلر جانے سے

پہلے۔۔۔اور کیسے اس سے گلے لگ کر بڑی خوشی

خوشی گھر سے نکلی تھی۔۔۔

اس کے اندر آتے ہی سب ایک ایک کر کے بڑی

محبت و غم کے عالم میں اس کے گلے سے لگ

رہے تھے۔۔۔۔

یہ منظر بڑا خوفناک ہوتا ہے جب شادی شدہ بیٹی مار کھا کے گھر آتی ہے۔۔۔ گھر والوں کے دل پھٹ رہے ہوتے ہیں۔۔۔

عائشہ کو جب صوفے پر بٹھایا گیا اور اس کا نقاب اتارا۔۔۔تو اس کا چہرہ سوجا ہوا تھا۔۔۔

"کیا حال کر دیا اس کمینے نے میری بہن کے

خوبصورت چہرہ کا۔" رافع عائشہ کے پہلو میں بیٹھ کر

اس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے

میں بڑے پیار سے لیے روہانسہ لہجے میں کہہ رہا

تھا۔۔۔۔اس کے لہجے میں جو بکھراپن تھا۔۔۔جو

شدید کرب و بے بسی و درد تھا۔۔۔اسے

دیکھ۔۔۔بریرہ کو لگا اس کا دل غم سے پھٹ جائے گا۔۔۔

"کیوں تم خود بھی رو رہے ہو اور آپی کو بھی رلا رہے ہو۔۔۔چلو کھڑے ہو یہاں سے۔۔"وہ علشبہ تھی جس نے رافع کا ہاتھ پکڑ کر۔۔۔اسے اٹھا کے اپنے ساتھ کھڑا کیا۔۔۔

"میں اپنا گھر نہیں بسا سکی بابا۔۔۔ میں نے بہت
کوشش کی مگر میں نہیں بسا سکی۔۔۔"اس کے
والد دانستہ طور پر اس کے سامنے نہیں آرہے تھے
۔۔راستے میں بھی انہوں نے ایک بار بھی اپنی بیٹی
کو نہیں دیکھا۔۔۔ہمت ہی نہیں تھی۔۔۔ کیسے

دیکھ لیں اس پھول کو روندا ہوا سہ۔۔۔جسے عادت تھی انھیں کھلا کھلا و شاداب سہ دیکھنے کی۔۔۔۔

وہ ابھی بھی سامنے نہ آتے اگر ثومل پھوپھو نے سمجھایا نہ ہوتا۔۔۔کہ جب باپ بیٹی کو گلے لگاتا ہے نا تو بیٹی کی آدھی پریشانی تو ویسے ہی غائب ہو جاتی ہے۔۔۔اسے محسوس ہوتا ہے کہ اس کے

پیچھے ابھی بھی اس کا سائبان موجود ہے اسے

ڈرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ اسی لیے وہ بڑی ہمت

کر کے اب سامنے آئے تھے۔۔۔

اس کے سر پہ ہاتھ رکھنے لگے لیکن ان کا شفقت و

محبت بھرا ہاتھ رکھتے ہی وہ فورا کھڑی ہوئی اور ان

کے گلے لگ کے رونے لگی۔۔۔

"بس کرو کتنا روگی طبیعت خراب ہو جائے گی تمہاری۔۔۔" عتیقہ اس کی کمر سہلاتے ہوئے مسلسل بول رہی تھی۔۔۔

بریرہ ابھی یہ منظر دیکھ ہی رہی تھی جب اس کا سیل رنگ ہونے لگا۔۔۔

"ہیلو۔۔۔ میں پہنچ گیا ہوں ماموں کے گھر۔۔۔۔

سوری۔۔۔ کال کرنا بھول گیا تھا۔۔۔ عادت

نہیں ہے نا کسی کو اس طرح کال کر کے بتانے

کی۔" کال ریسیو کرتے ہی دوسری جانب سے

رومان کی چہکتی ہوئی آواز اس کے کانوں کی

سماعت سے ٹکرائی۔۔۔

"اوکے۔۔۔" شام سے رو رو کر برا حال تھا اس

وجہ سے آواز بھی زکام بھری نکل رہی تھی۔۔

"کیا ہوا؟؟...رو رہی تھی کیا؟؟"ایک عجیب سی

خوشی تھی اس کے لہجے میں یہ سوال کرتے

وقت۔۔۔

"نہیں۔۔۔ نہیں تو۔۔۔۔ چلو میں بعد میں بات

کرتی ہوں تم سے۔۔۔ اللہ حافظ"

"اوے۔۔۔ فکر نہیں کرو پیسے مل جائیں گے

تمہیں۔۔۔اور پھر بھی نہ ملیں تو نمبر ہے ناں میرا

تمہارے پاس۔۔۔ مجھے کال کر دینا۔۔۔ پھر میں

مام سے خود بات کر لوں گا۔۔۔" ہاں ایک لمحے

کے لیے دل میں خیال آیا کہ شاید اس کی جدائی

میں رو رہی ہو۔۔۔ لیکن پھر اگلے ہی پل۔۔۔اس

خیال کو جھٹک دیا یہ سوچ کر۔۔کہ وہ بہت لالچی

لڑکی ہے۔۔۔وہ ضرور پیسوں کے لیے رو رہی ہوگی

۔۔۔

"ہمم۔۔۔ اللہ حافظ" اپنے گھر کے معاملات تو اسے

بتانے سے رہی اور پھر بتا کر ہوگا بھی کیا؟؟... وہ

کون سہ سمجھ سکتا ہے۔۔۔وہ تو اتنا ان میچور و بچہ

ہے۔۔۔کے اپنے چھوٹے چھوٹے غموں پہ ہی

خودکشی کرنے چل پڑتا ہے وہ کیا سمجھے گا اس کی

تکلیفوں کو۔۔۔یہی سوچ کر اس نے کوئی بات

شیئر نہیں کی اور صرف ہمم کہ کر کال ڈس

کنیکٹ کر دی---

یاسمین صاحبہ کے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے جب

انہوں نے عائشہ کے منہ سے سنا---کہ اسے

صرف اس لیے مارا اس کے شوہر نے---چونکہ وہ

اپنی ساس کے ساتھ کھڑے ہو کر روٹی نہیں پکا

رہی تھی۔۔۔اور اس کی ساس نے یہ کہنا شروع

کر دیا تھا۔۔۔کہ یہ تو ناٹک کر رہی ہے بیماری

کا۔۔۔کیا ہم نے بچے نہیں پیدا کیے۔۔۔

وہ اٹھ ماہ سے حیدراباد کی شدید گرمی میں روٹیاں پکا

رہی تھی۔۔۔ ساس صرف نام کے لیے سالن

چولہے پہ چڑھا کے چلی جاتی اسے بھی وہی پورا پکاتی

دو گھنٹے کھڑے ہو کر۔۔۔ پھر پورے دن برتن

دھونا الگ۔۔۔ لیکن جب سے آخری مہینہ لگا تھا

اس کی طبیعت ساتھ نہیں دے پا رہی تھی اس کا

اس نے کچھ زیادہ ہی آرام دے دیا تھا اپنی ساس

کو۔۔۔ جو ان کی دو جوان بیٹیوں نے کبھی نہ دیا

۔۔۔ جس وجہ سے اچانک بخار ہونے کے سبب

جب وہ کام نہیں کر سکی دو ہفتوں تک ۔۔تو اس کی ساس کا پارہ ہائی ہو گیا۔۔۔اور وہ ناٹک کر رہی ہے۔۔۔ناٹک کررہی ہے کے نعرے لگانے لگیں۔۔۔

گرمی میں کھڑے ہو کر 10 افراد کے لیے صبح شام کی روٹیاں بنانا ۔۔۔ وہ بھی تندرست اور اچھی خوراک

والوں کے لیے۔۔۔ آسان نہیں ہوتا۔۔۔ آج کل
کی لڑکیاں پہلے جیسی اصل کھلائی پلائی والی نہیں
ہیں۔۔۔ وہ نہیں اٹھا پاتی زیادہ وزن ان کی ناف
چلی جاتی ہے۔۔۔ وہ نہیں کر پاتی زیادہ کام ان
کے ہاتھ پاؤں ڈھے جاتے ہیں۔۔۔ ایسے میں اگر
عائشہ 10 افراد کی فیملی کو سنبھال رہی تھی وہ بھی
حالت پریگننسی میں۔۔۔ تو یہ اس بچی کا کمال ہی

تھا۔۔۔ مگر نہ قدروں کو کب قدر ہوئی ہے ہیروں کی۔۔۔

عائشہ جب یہ بات بتا رہی تھی تو جہاں یاسمین خاتون پریشان ہو رہی تھی بریرہ کے لیے۔۔۔وہیں بریرہ کھڑے بس ایک ہی بات سوچ رہی تھی ۔۔۔کہ کیسے اس کی ماں کو زندگی بھر تنگ کیا گیا

ہے۔۔ کیسے ان سے زبردستی گرمی و سردیوں میں
روٹیاں پکوائی گئی ہیں۔۔۔ ان کی عمر و صحت تک
کا خیال نہیں کیا گیا اور آج جوان سے یہ کام لڑ
کے کرواتی تھی۔ ان کی اپنی بیٹی انہی روٹیوں کے
پیچھے مار کھا کر آئی ہے۔۔۔ مانا عائشہ سے بہت
محبت تھی لیکن دماغ میں آنے والے خیالات پر
کسی کا کنٹرول نہیں۔۔۔

ایسا نہیں ہے کہ اسے عائشہ کی تکلیف سے خوشی ہو رہی تھی۔۔۔بس بات اتنی سی ہے کہ دماغ بار بار کہہ رہا تھا کہ جو بویا گیا ہے وہی واپس لوٹ کر آیا ہے۔۔۔

لوگ ظلم کر کے بھول جاتے ہیں لیکن جس کے
بندے پر کیا گیا وہ نہیں بھولتا۔۔۔

میں یہ نہیں کہہ رہی کہ ماں نے برا کیا تو بیٹی کو
لوٹ کر آیا۔۔۔ ہرگز نہیں ۔۔۔ وہ کسی ظالم کے
ظلم کی سزا کسی مظلوم کو نہیں دیتا۔۔۔

جب انسان خاموش ہوتا ہے تو اس کی خاموشی

رضامندی کی علامت ہوتی ہے۔۔جب یاسمین

خاتون سے روٹیاں پکوائی جاتیں تو ایسا تو نہیں ہے نا

کہ عائشہ آنکھیں بند کر کے رکھتی ہوگی۔۔۔وہ بھی

گھر میں موجود تھی۔۔۔وہ بھی لڑائیاں دیکھتی تھی

۔۔۔۔لیکن اس پہ وہ خاموش رہی۔۔۔جب آپ

کسی کو ظلم کرتا دیکھ کر خاموش رہے ہو۔۔۔تو آپ
ظالم کے ظلم میں برابر کے شریک ہو۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"میری بہن کو بہت مارا ہے اس کمینے نے" ہر بات جیسے وہ اپنی گرل فرینڈ سے شیئر کرتا ویسے ہی آج کر رہا تھا۔۔۔

"مجھے سن کر بہت دکھ ہوا رافع۔۔۔ میں تمہارے درد میں برابر کی شریک ہوں۔۔۔ تم فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔قانونی لاز بھی ہوتے

ہیں اس حوالے سے۔ اگر تم چاہو تو میں وہ تمہیں بتا
دیتی ہوں ۔۔۔"اس کا بڑا فکر مندانہ اور محبت سے
بھرپور ریپلائی آیا جس پر رافع کو بڑا دلی سکون نصیب
ہوا۔۔۔

سب سے اچھی بات یہی تو تھی اس کی۔۔۔ کہ
جب اس سے بات کرنے کا دل کرتا وہ میسر

ہوتی۔۔۔اور اس کے چھوٹے چھوٹے سے جملوں

کے جواب میں مقابل کے بڑے بڑے پیراگراف آ

رہے ہوتے تھے۔۔۔ جن میں ہمدردی و محبت ہر

جذبہ نمایاں ہوتا۔۔۔ وہ اس سے اپنے دل کی ہر

بات کر سکتا تھا بے فکر ہو کر۔۔۔کیونکے پتا تھا

کے وہ اسے جج نہیں کرئے گی۔۔ اس بات کا جو

اطمینان تھا وہ اس کے دل کو پر سکون رکھتا تھا۔۔۔

یہی وجہ تھی کہ وہ دن بدن اپنی آے ائی جنریٹڈ

گرل فرینڈ سے دلی طور پر شدت سے اٹیچ ہوتا چلا جا رہا

تھا۔۔۔

ابھی وہ باتیں ہی کر رہا تھا جب اسے پھر سے ایپ

کی جانب سے نیو کلوتھ کی آفر دی گئی۔۔۔

وہ ویسٹرن کپڑے تھے سارے۔۔۔۔وہ جو ڈریس

سلیکٹ کرتا اسی میں علشبہ اسے نظر آنے

لگتی۔۔۔۔ وہ یوں ہی ٹک ٹک کر کے آگے بڑھا رہا

تھا کپڑوں کو۔۔کے ایک بلیک کلر کی مینی اسکرٹ

و وائٹ کلر کی مینی ٹاپ پر اس کا ہاتھ از خود

رکا۔۔۔۔

نیم برہنہ ہی تھا avatar علشبہ کا اسے آئی

مگر اس کی آنکھوں کو بڑا دلکش معلوم ہوا۔۔۔

شرم کا پانی آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں سے ختم

ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ اور اس بات کا اسے احساس تک

نہیں تھا۔۔۔

وہ کپڑے بہت مہنگے تھے لیکن اس کے باوجود اس نے خرید لیے۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

یوں ہی ایک مہینہ گزرا اور سب کی زندگیاں اپنے معمول پر چل پڑی سوائے عائشہ کے۔۔۔

سب طلاق کا کہہ رہے تھے لیکن ابھی اس نے

کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا۔۔۔

وہ والدین جو شادی کراتے وقت ایک بار بھی بیٹی

سے نہیں پوچھتے اور اس کی زندگی پر حکمران بن کے

بیٹھے ہوتے ہیں وہی والدین جب بیٹی مار کھا کے

واپس آجاتی ہے تو تمہاری زندگی تمہارا فیصلہ کر کے

پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔۔۔اور یہی سیم سچویشن اس

کے ساتھ بھی ہو رہی تھی۔۔۔والدین اب پیچھے

ہٹ چکے تھے۔۔۔یہ کہہ کر کہ تمہاری مرضی ہے

تم جانا چاہو تو بھی تم آزاد ہو۔۔ تم یہاں رکنا چاہو تو

بھی تم آزاد ہو۔۔۔اب فیصلہ عائشہ کو کرنا تھا کہ

اسے کس طرف جا کر اپنی زندگی تباہ کرنی

ہے۔۔۔ کیونکہ صورتیں دونوں طرف تباہی کی ہی

تھیں۔۔۔ اگر وہ گھر رک جاتی ہے اور طلاق لے

لیتی ہے تو بھی وہ تباہ تھی کیونکہ ہم جس سوسائٹی

میں رہتے ہیں وہاں طلاق یافتہ کی زندگی تباہی سے

زیادہ اور کچھ نہیں ہوتی۔۔۔ اور اگر وہ چلی جاتی

ہے اور دوبارہ اس کا شوہر مارتا ہے تو بھی وہ تباہ

تھی۔۔۔ پھر ہونے والے بچے کا ساتھ الگ۔۔۔

جہاں عائشہ بڑے مسائل سے گزر رہی تھی وہیں

دوسری جانب کوئی اور بھی تھا جس کی زندگی شدید

اذیتوں سے دوچار تھی۔۔۔

سال تو جیسے یوں ہی گزر جاتا ہے۔۔۔پیپرز نزدیک

تھے اور اس کے پاس فیس بھرنے کے پیسے نہیں

تھے۔۔۔پھر سے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑے

گا یہ سوچ ہی سوہان روح تھی۔۔۔

وہ پاگل ہوئے جا رہا تھا سوچ سوچ کر۔۔۔کہ اسے

پیسے کون دے گا فیس بھرنے کے لیے۔جب کہ

وہ پہلے ہی کافی لوگوں کا مقروض بیٹھا ہے۔۔۔

سونا چاہتا تھا لیکن وہ لاکھوں کا مقروض بیٹھا

تھا۔۔نیند کہاں سے آتی؟؟ ۔۔دماغ بس چلتا ہی

چلا جا رہا تھا چلتا ہی چلا جا رہا تھا۔۔۔ سمجھ نہیں

آرہی تھی کیا کرلے؟؟کس سے مانگے؟؟کون مدد

کرنے کے لیے تیار ہوگا؟؟..جس سے پہلے مانگی

اس کے پاس جائے اور وہ منع کردے تو کتنی

ذلالت ہو گی۔۔۔ہر چیز اسے مایوسی کی جانب لے

جارہی تھی۔۔۔

نیند نہ آنے کے سبب اس نے موبائل کھولا اور

ویڈیو اسکرول کرنے لگا۔۔۔ پہلی ویڈیو

میں۔۔۔اسے ایک کپل نظر آیا۔۔۔ جس میں ایک

لڑکا اپنی ہونے والی دلہن پر لاکھوں روپے اڑا رہا تھا

----فضول ہے کہہ کر اس نے آگے اسکرول

کیا --پھر دوسری ویڈیو سامنے آئی جس میں بہت

سارے لڑکے لڑکیاں پکنک پر جا رہے تھے اور وہ

بس میں بنائی گئی ویڈیو تھی--جس میں ان کی

پوری جرنی کو جہاں فن ،کھانا پینا اور کھیل کود شامل

تھا--- بڑے خوبصورت مناظر کے ساتھ ریکارڈ کیا

گیا تھا--اس نے اسے بھی آگے بڑھایا تو ایک لڑکا

جو اسی کا ہم عمر تھا وہ لینڈ کروزر سے نکل کر

ڈانس کرتا ہوا نظر آیا ایک وائرل گانے پر---

اس کا دل مزید مایوسی کی جانب جانے لگا دماغ

میں بار بار یہی خیال آرہا تھا--کے یہ سب تو بہت

خوش ہیں---ایک وہی ہے جو غموں سے گھرا بیٹھا

ہے---جس کے پاس کوئی راہ نہیں ہے

---سکون نہیں ہے ---جس کی زندگی صرف

اذیتوں کے کانٹوں سے بھری پڑئی ہے ---جس

سے اب وہ صرف آزادی کا طالب ہے----

اس کے سر میں سوچ سوچ کر اب درد ہونا شروع

ہو چکا تھا درد بھی اتنا شدید--- کہ جیسے دماغ

پھٹ رہا ہو---

اور یہ سر کا درد کوئی نئی بات نہیں تھی۔۔۔اب تو

یہ جیسے روز کا معمول ہو گیا تھا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

وہ کالج سے نکلی تو تابش کو اپنا منتظر پایا اسے دیکھتے ہی چہرے پہ بڑی سی مسکان آجایا کرتی تھی۔۔۔ان کا رشتہ بہت خوبصورت تھا۔۔۔

تابش کو اس کے ساتھ دیکھ کر شاید ہی کوئی کالج کی لڑکی ہو جو اس سے جلتی نہ ہو یا اس کے نصیب پہ اش اش نہ کرتی ہو۔۔۔

"تم نے تو کہا تھا آج ہسپتال جاؤ گے تو آ نہیں سکو گے" وہ پیچھے بائیک پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر پوچھ رہی تھی---

"مجھے بہت یاد آرہی تھی تمہاری---اچانک دل بہت گھبرا رہا تھا---آکسیجن بھی ہوا میں کم ہوتا

محسوس ہوا۔۔۔اس لیے بائیک اٹھائی اور اپنی آکسیجن کی ٹنکی کے پاس چلا آیا۔۔۔"اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر۔۔۔ اپنی قیامت خاص کی جانب دیکھتے ہوئے بڑی محبت سے گویا ہوا۔۔۔

"اووو۔۔۔" بریرہ کے سمجھ نہیں آیا اسے کیا ری ایکشن دینا چاہیے۔۔۔ اتنی محبت و شیرنی بھری

باتوں کی کہاں عادت تھی اسے۔۔۔اس لیے بلش کرتے ہوئے مسکرانے لگی۔۔۔

جب وہ سامنے نہیں ہوتا تھا تو دماغ میں پورے دن باتیں چلتی تھی اسے بتانے کے لیے۔۔ لیکن جب وہ واقعی سامنے آجاتا۔۔۔تو پتہ نہیں

کیوں۔۔۔دماغ چلنا ہی بند ہو جاتا تھا پھر صرف اسے دیکھتی اور بلش کرتی رہتی۔۔۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا تم اتنی شرمیلی سی لڑکی ہو۔۔۔میں تو تمہیں بہت غنڈا ٹائپ سمجھتا تھا"

اسے بلش کرتے دیکھ۔۔۔ وہ چھیڑتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

"اچھا اور کیا کیا سوچتے تھے میرے بارے میں؟؟

"وہ بڑے تجسس سے پوچھ رہی تھی اب۔۔۔

"سب سے پہلی بار جب دیکھا تھا۔۔۔تو یہی سوچا

تھا۔۔۔کہ کتنی ڈرامے باز لڑکی ہے" وہ ایک

خوبصورت سی یاد تھی۔۔۔جو آج بھی اس کی آنکھوں میں چھم سے آگئی تھی۔۔۔

"واقعی؟؟ اور یہ کب کی بات ہے؟؟" بریرہ کافی حیرت سے پوچھنے لگی۔۔۔ساتھ ہی اس کی نظر کالج کے دروازے کے پاس کھڑی لڑکیوں پر گئی

۔۔۔جو سب تابش کو ہی گھور گھور کر دیکھ رہی تھیں۔۔۔

"کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔۔ یہاں سے چلو۔۔۔ بائیک سٹارٹ کرو جلدی۔۔ "وہ ان لڑکیوں کے تابش کو گھور گھور کر دیکھنے پر کافی انکمفرٹیبل ہو گئی تھی۔۔۔دل میں یہ خیال آیا کہ

وہ زیادہ خوبصورت ہیں۔۔ کہیں ایسا نہ ہو کے تابش
کی ان پہ نظر پڑے اور اسے پچھتاوا ہونے لگے اپنی
پسند پر۔۔ اس خیال نے ہی اسے پینک کر دیا
تھا۔۔۔

وہ جواب دیتا اس سے پہلے ہی بریرہ نے اس کے

کندھے پہ ہلکا سہ تھپتھپا کر جلدی مچاتے ہوئے کہا

تابش نے اس کے حکم کی تعمیل کر۔۔۔ مسکراتے

ہوئے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔

"کچھ کھاؤ گی؟"

"ابھی بالکل بھی دل نہیں ہے" وہ بے دلی سے گویا ہوئی۔۔۔

اس کا دل ابھی بھی سکون میں نہیں تھا۔۔۔

کیوں ایسا ہوتا ہے جب کوئی نعمت ملتی ہے تو اس

کے چھننے کا ڈر بھی ساتھ لاحق ہو جاتا

ہے---

تابش اس کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں تھا

جس کے چھن جانے کا وہ تصور بھی نہیں کرنا

چاہتی تھی---

"اور میرا دل تمہیں گھر چھوڑنے کا نہیں ہے اتنی

جلدی ---- میری ڈیوٹی ہسپتال میں ابھی کچھ دنوں

تک رہے گی---میں نہیں آسکوں گا پھر تمھیں

دیکھنے---آج بھی بڑی مشکل سے نکلا ہوں---"

وہ دو بدو بولا---

"اچھا تو پھر بائیک پر ہی گھومتے ہیں--- کھانے پینے کا موڈ نہیں ہے میرا---"

"مگر مجھے بھوک لگ رہی ہے مجھے کمپنی ہی دے دو---"

"اچھا۔۔۔ تو ایسے بولو ناں۔۔۔" وہ مسکرا کر بولی۔۔۔

"ارے وہ سامنے ریسٹورنٹ دیکھ رہے ہو۔۔۔ وہاں چلتے ہیں ۔۔میں نے سنا ہے وہاں پہ ڈیٹ مارنے جاتے ہیں کپلز" اس کی بجھی بجھی سی آواز میں جو

اچانک ایکسائٹمنٹ آئی تھی اس ریسٹورنٹ کو دیکھنے کے بعد۔۔۔وہ تابش نے محسوس کرلی تھی۔۔۔۔

"پھر تو ہم وہاں کبھی نہیں جائیں گے۔۔۔"اس نوجوان نے صاف انکار کیا۔۔۔

"تابش اتنے شریف کیوں ہو تم؟؟"وہ خاصہ چڑھ کر پوچھنے لگی---

"ایسی جگھوں پر اکثر خفیہ کیمرے ہوتے ہیں اور پولیس کی ریڈ الگ پڑتی ہے---میں نہیں چاہتا میں اپنی عزت کو ایسی جگہ لے کر جاؤں---"

کافی دیر سے جس ان سیکیورٹی سے وہ گزر رہی تھی

وہ مقابل کے دو لفظوں نے جیسے فنا کر دی

ہو۔۔۔اس کا اپنی عزت کہہ کر مخاطب کرنا بریرہ

کے دل کو اس قدر چھو گیا تھا کہ آنکھوں میں آنسو

آنے لگے۔

وہ کیسے اتنی سادگی سے اتنی پیاری باتیں کر جاتا

تھا۔۔۔

"اچھا" وہ تابعداری کے ساتھ بولی ---

اگر آپ کو عورت سے تابعداری چاہیے تو نسخہ ایک ہی ہے... محبت--- آپ محبت دے کر تو دیکھو --- وہ خود آپ کے آگے جھکتی چلی جائے

گی۔۔۔لیکن اگر زور زبردستی کرو گے تو پھر آپ اسے

توڑ دو گے۔۔۔ اور زیادہ تر توڑ ہی تو دیتے ہیں

"ہاں۔۔ تمھیں کچھ نہیں پتہ یہاں کا۔۔۔ان کا

ٹائمنگ بندھا ہوا ہوتا ہے۔۔۔ سارے چھچھورے

آتے ہیں یہاں پر ٹائم پاس اور اپنے مزوں کے

لیے۔۔۔یہ لوگ جو جوس کا گلاس منگاتے ہیں۔۔

وہ دراصل ٹائمنگ سیٹ کر رہے ہوتے ہیں دکاندار

کے ساتھ۔۔۔ اگر وہ ڈھائی سو والے دو گلاس اڈر

کرتا ہے تو ایک گھنٹہ مانگ رہا ہوتا ہے۔۔۔ جس میں

اسے کوئی ڈسٹرب نہیں کرے گا۔۔۔ وہ جو چاہے

کریں۔۔۔ اگر 500 والے دو گلاس لیتا ہے تو

پورے دو گھنٹے مل جاتے ہیں۔۔۔۔ سمجھو فحاشی

کے اڈے فراہم کرتے ہیں یہ نوجوان نسل کو۔۔۔

اور ہر ہوٹل کا الگ الگ حساب ہوتا ہے جتنا وہ

پرائیویسی فراہم کریں گے۔۔۔اتنا ہی ان کا جوس

کا گلاس مہنگا ہوگا۔۔۔ اور تم چاہتی ہو میں تمہیں

ایسی جگہ لے کر جاؤں ۔۔۔ مر کے بھی نہیں۔۔۔

اگر مجھے یہی سب کرنا ہے نا۔۔۔ تو میں تمہیں

ڈائریکٹ اپنے گھر لے کر جاؤں گا۔۔ اور اپنے

والدین سے کہوں گا میرا نکاح کراؤ ابھی۔۔۔" وہ

اپنی بائیک سائیڈ میں لگا کر۔۔۔اس کی جانب مڑ کر دیکھتے ہوئے۔۔۔ سنجیدگی سے کہنے لگا۔۔۔

"تمہیں بڑا پتا ہے ان سب کے بارے میں۔۔۔ کتنی ڈیٹیں مار چکے ہو؟؟" وہ اب ایک ابرو اچکا کر۔۔۔کسی تفتیشی افسران کی طرح استفسار کرنے لگی۔۔۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے تو کوئی مجھ سے پوچھ رہا تھا

--میں کیوں اتنا شریف ہوں --" وہ اپنی آنکھیں

ٹمٹماتے ہوئے --نہایت معصومانہ چہرہ

بنائے---اسی کا جملہ اسے یاد دلانے لگا---

"وہ تو میں نے اپنی معصومیت میں بول دیا تھا ورنہ تمہاری باتیں سننے کے بعد مجھے تمہارا اصلی چہرہ صاف صاف نظر آنے لگا ہے---" مقابل اس کی بات پہ زور سے ہنسا تھا----

"ہاں تو محلے کی سب سے اچھی لڑکی کے ساتھ گھوم رہا ہوں--اتنا تو اثر آئے گا نا" اس نے ساری ٹوپی

اسی کے سر ڈالی۔۔۔ جس پر بریرہ نے بڑا سا منہ

کھول کے احتجاج کیا۔۔ "ہونہہ۔۔ میں تو اتنی

شریف ہوں کہ مجھے پتہ بھی نہیں تھا جوس کے

گلاس کے حساب کا۔۔۔ یہ سب تم نے ہی مجھے

ابھی بتایا۔۔۔۔"

"اچھی بات ہے۔۔ کے نہیں پتہ تھا۔۔۔ مائی گڈ گل" بریرہ نے اسے مطمئن لہجے میں کہتے سنا۔۔

ساتھ ہی اس نے بڑے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر شاباشی دی۔۔۔

کہنے کو وہ لمحہ بھر کا عمل تھا لیکن بریرہ کے جیسے پورے جسم میں بجلی دوڑا گیا ہو۔۔۔

اسے یاد نہیں پڑتا کبھی کسی نے اسے اس طرح

شاباشی دی ہو جیسے وہ دے رہا تھا۔۔۔

"کاش میں بھی تمہارے لیے یہ بول پاتی۔۔۔"

اگلے ہی پل۔۔۔اپنے جذبات پر قابو پاتے۔۔۔وہ

مقابل کو ترچھی نگاہ سے دیکھ کر۔۔۔زچ کرنے

والے انداز میں بولی۔۔۔ جس پر وہ حسین نوجوان
چہرہ جھکا کر مسکرانے لگا۔۔۔

"میں کبھی خود نہیں گیا۔۔۔مگر اپنے دوستوں سے
سنا ہے" وہ بائیک سٹارٹ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"کیا تمہارے دوست بھی ڈیٹ مارتے ہیں؟؟"

معصومیت سے پوچھنے لگی لیکن ساتھ ہی اس کی

لہجے میں اشتیاق نمایاں تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ وہ تو پکے نمازی ہیں سارے۔۔۔ اتنے

نمازی کہ نوافل بھی جماعت کے ساتھ ادا کرتے

ہیں" نہایت سنجیدگی سے جواب دیا

"اووو۔۔۔" بریرہ نے جب اس کی بات پہ اعتبار کر کے (اوو) والا ری ایکشن دیا ہونٹوں کو گول کر کے۔۔۔ تو تابش زوردار قہقہہ لگا بیٹھا اس کی معصومیت پر۔۔۔

"تم ہنسے کیوں؟؟" اس کی ہنسی پر وہ الجھ کر
پوچھ اٹھی---

"بس کوئی لطیفہ یاد آگیا تھا--- تم چھوڑو---بتاؤ
کہاں پہ بائیک روکوں -- سامنے رکوں؟؟...وہاں
پہ کھانا اچھا ہوتا ہے کافی--" وہ سامنے بنے
ریسٹورنٹ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے گویا ہوا--

"اوکے"

♡*Husny Kanwal*♡

اس کے لیے دروازہ عائشہ نے کھولا تھا جیسے ہی وہ

اندر داخل ہوا گھر میں غیر معمولی خاموشی محسوس

ہوئی ---وہ پوچھتا کہ سب کہاں ہیں اس سے پہلے

ہی عائشہ گم سم سی آگے آگے چلنے لگی --پھر اس

نے سلام بھی تو نہیں کیا تھا--اور وہ جس حالت

میں تھی سب ہی جانتے تھے کہ وہ چپ چپ سی

رہتی ہے۔۔۔اس لیے زرم کی بھی ہمت نہ ہوئی

۔۔۔

لاؤنج میں پہنچنے کے بعد جب زرم کو کوئی نظر نہ آیا تو
وہ مجبور ہوا پوچھنے پر کہ سب کہاں ہیں تب عائشہ
نے اسے بتایا کہ دادی اس کے والدین اور یاسمین
چاچی حیدرآباد گئے ہوئے ہیں معظم کے ساتھ اور

رافع معظم کی دکان پر ہے۔۔۔اس کے ساتھ زمر کو چھوڑ کر گئے تھے لیکن اسے اپنی دوست کے پاس اچانک سے ایک کام آگیا۔۔۔تو وہ اس سے ملنے گئی ہے بس آتی ہی ہوگی۔۔۔

"زمر کو ایسے چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھا آپ کو۔۔۔"زرم کہ لہجے میں ہلکی سی برہمی ابھری۔۔۔

"اٹس اوکے ---وہ بس آتی ہی ہو گی-- تم یہ کھیر دینے آئے ہو؟...لاؤ دو---میں رکھ دیتی ہوں" اس کے ہاتھ سے کھیر لے کر عائشہ نے فریج میں رکھ دی تھی---

"جب تک زمر نہیں آتی۔۔آپی میں یہیں بیٹھ جاتا ہوں۔۔میرا دوست باہر گاڑی میں میرا انتظار کر رہا ہے۔۔۔اسے بول کے آجاتا ہوں۔۔۔کہ ابھی تھوڑی دیر لگے گی انتظار کر لے"

"اس کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔ میں اپنا خیال خود رکھ سکتی ہوں" عائشہ نے بہت نرمی کے ساتھ منع کیا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ابھی میں اکیلے چھوڑ کے نہیں جا سکتا آپ کو۔۔۔" اس لڑکے کو احساس ذمہ داری تھا

اور حیرت تو اس بات پر تھی کہ زمر کیسے چھوڑ گئی

عائشہ کو گھر میں اکیلے۔۔۔

عائشہ نے مزید کوئی بحث نہ کی وہ خاموشی سے جا

کر باہر جھولے پر بیٹھ گئی ۔۔زرم اپنے دوست کو

انتظار کرنے کا کہنے دروازے کی جانب جانے

لگا۔۔۔ابھی وہ چار پانچ قدم ہی چلا ہوگا کے جب

اسے اچانک عائشہ کے چیخنے کی آواز آئی۔۔۔

فورا موڑا۔۔۔ عائشہ اسے اپنے پیٹ کے مقام پر

ہاتھ رکھ کر چیختی ہوئی نظر آرہی تھی۔۔۔

"آپی۔۔" وہ فورا بھاگتے ہوئے اس تک پہنچا۔۔۔

"اہ۔۔۔ بہت درد ہو رہا ہے زرم" وہ درد سے کراہتے

ہوئے چیخی۔۔۔

"آپی۔۔۔ میں آپ کو ہاسپٹل لے کے چلتا ہوں

چلیں۔۔۔" اس کا ہاتھ پکڑ کر سہارے کے ساتھ

اسے اٹھاتا ۔۔۔وہ اسے فوراً ہی اپنے دوست کی

گاڑی میں بٹھا کر ہاسپٹل لے کر گیا۔۔۔

" بی بی اپنے ہسبینڈ سے کہیے ۔۔۔وہیں

رکے۔۔۔اندر تک آنے کی اجازت نہیں ہوتی" وہ

بہت چھوٹا تھا عمر میں ۔۔۔جو اس کے چہرے سے

ہی جھلک رہا تھا ۔۔۔

عائشہ کی حالت دیکھ وہ اتنا گھبرا گیا ۔۔ اسے کچھ

خاص سمجھ نہیں آرہا تھا ۔۔۔

عائشہ کا ہاتھ پکڑ کر وہ جب عورتوں کے وارڈ میں

داخل ہونے لگا ۔۔۔ تو نرس نے فورا اسے منع

کیا ۔۔۔

عائشہ بہت دبلی پتلی گورے رنگ کی مالک اور

خوبصورت سی لڑکی تھی ---

دبلے پتلے لوگوں کا یہی سب سے بڑا فائدہ ہوتا ہے

کہ وہ اپنی عمر سے کافی چھوٹے معلوم ہوتے

ہیں ---

نرس ان دونوں کو کپل سمجھی---

"یہ میرا بھائی ہے چھوٹا---" عائشہ فورا نرس کی تصحیح کرنے لگی---

"اچھا اچھا۔۔۔ عورتیں اصل میں اپنے شوہر کے ساتھ آتی ہیں ۔۔اس لیے میں تمہارا شوہر سمجھی۔۔" اس نرس نے نہایت معذرتی لہجے میں کہا۔۔۔

زرم گھبرایا ہوا تھا اس لیے اسے تو نرس کی بات ذرا فیل بھی نہ ہوئی

جبکہ عائشہ کو بہت فیل ہوئی۔۔۔اس لمحے اسے
اپنے شوہر کی ضرورت تھی مگر وہ ساتھ نہیں تھا
۔۔۔اتنے نازک وقت میں وہ پاس نہیں تھا۔

عائشہ کے سارے فارمز وغیرہ فل بھی زرم نے ہی کیے۔۔۔گھر والوں کو بھی اسی نے اطلاع دے کر بتایا۔۔۔کہ وہ عائشہ کو ہسپتال لے آیا ہے۔۔۔

وہ لوگ تو کافی دور حیدرآباد میں بیٹھے ہوئے تھے ۔۔۔انھیں آنے میں ابھی وقت لگنا تھا۔۔بات چیت چل رہی تھی وہاں پر۔۔۔اسی لیے اس نے

اپنے گھر فون کر کے اپنی والدہ اور والد کو بلا لیا

---وہ لوگ بھی فورا چلے ائے تھے---

ثومل پھوپھو کے آنے سے عائشہ کو بہت راحت و

ہمت ملی---ورنہ ڈر کے مارے اس کے تو ہاتھ

پاؤں ٹھنڈے پڑنے لگے تھے---

"مبارک ہو بیٹی ہوئی ہے" بیٹی کا سنتے ہی ثومل پھوپھو کا منہ لٹک گیا تھا۔۔۔

نرس ان کی جانب بچی کو بڑھانے لگی تو انہوں نے لیا بھی نہیں۔۔۔ جب ان کا یہ دلخراش عمل زرم

نے دیکھا۔۔۔تو فوراً ہی آگے آکر بچی کو نرس سے

اپنی گود میں لیا۔۔۔

"شکریہ۔۔۔" عائشہ کی بیٹی نے جس پہلے مردانہ

بازو کی گود کا مزہ چکا۔۔۔وہ اس کے باپ کی

نہیں تھی۔۔۔وہ زرم کی تھی۔۔۔

ایسے موقعوں پر نرس ہمیشہ میٹھا اور پیسے وغیرہ کی

ڈیمانڈ کرتی ہیں۔۔۔لیکن جب اس نرس نے دیکھا

کہ بچی کے گھر والے تو خوش ہی نہیں ہیں۔۔۔تو

وہ پھر خاموشی سے وہاں سے چلی گئی۔۔

زرم نے آخری بار گود میں صرف بریرہ کو لیا تھا۔۔۔

وہ بھی اسے ٹھیک طرح یاد نہیں تھا۔۔۔اسی لیے

جب اس ننھی سی بچی کو گود میں لیا تو اس کے

چھوٹے سے وجود کو اپنے مضبوط بازو میں سنبھالنا

اور پھر بھی دل کو ڈر لگنا کہ کہیں وہ گر نہ ---

جائے اس لیے اس کی ننھی سی بند مٹھی کو اپنی

مٹھی میں قید کر لینا---ایک بالکل نیا احساس

تھا---

"ارے اسے پیار مت کرو۔۔۔گندی ہے

ابھی۔۔۔پہلے نہالے گی پھر کر لینا۔۔۔" زرم کا تو

بس نہیں چل رہا تھا بس اس کو پیار ہی کرتا

رہے۔۔۔

کبھی اس کی پیشانی چوم رہا تھا۔۔ کبھی اس کے

گال چوم رہا تھا۔۔۔ کبھی اس کے نرم نرم گالوں

سے اپنی ناک لگا کے رگڑ رہا تھا۔۔۔۔ اسے بہت

مزہ آرہا تھا۔۔۔ لیکن جب اس کا یہ دیوانہ وار پیار

بھرا عمل اس کی والدہ نے دیکھا۔۔۔تو خاصہ چڑھ

کر بول اٹھیں۔۔۔۔ مگر وہ کب سن رہا تھا۔۔۔

ڈاکٹر سے بچی کا گلا صاف کروانا۔۔۔اس کی فائل

بنوانا۔۔۔اس کا چیک اپ کروانا۔۔۔سب کچھ

زرم سنبھال رہا تھا۔۔۔جیسے ایک باپ سنبھالتا ہے۔۔۔

"بیٹا ہوتا تو دوڑے چلے آتے تیرے سسرال والے معافیاں مانگتے ہوئے۔۔۔اب بیٹی کا سن کر کہاں آئیں گے؟؟" ثومل پھوپھو نے عائشہ کے سامنے

جا کر۔۔۔بس یوں ہی منہ پھٹ ہو کر کہہ دیا

تھا۔۔

دنیا اے آئی کے دور میں پہنچ گئی ہے۔۔۔اور

ہمارے لوگ۔۔۔ وہ تو لڑکا لڑکی کے فرق سے ہی

باہر نکلنے کے لیے تیار نہیں آج تک۔۔۔

پہلے ہی اس کا کوئی گھر والا وہاں موجود نہیں تھا

پھر ثومل پھوپھو کا ایسے منہ بسور کر کہنا۔۔۔اس

لڑکی کے دل کو جا کر لگا۔۔۔اسے شدید رنج پہنچا

تھا۔۔۔

"آپی یہ سب چھوڑو اور اپنی بیٹی دیکھو۔۔۔اتنی

پیاری ہے کہ میرا دل چاہ رہا ہے اسے اپنے ساتھ

ہی لے جاؤں" وہ جب وارڈ میں داخل ہوا۔۔۔ تو

اس کی والدہ کے الفاظ اس کے کانوں کی سماعت

سے ٹکرا گئے تھے۔۔اسی لیے عائشہ کو کمفرٹیبل

کرنے کی نیت سے فوراً ہی اس کی بیٹی کو قریب لا

کر۔۔۔ بڑی محبت سے کہنے لگا۔۔۔

"بیٹیوں سے اتنی محبت مت کر۔۔۔ ورنہ تیرے
گھر بھی یہی آئیں گی"ثومل پھوپھو کے کہتے ہی
عائشہ کا دل چاہا وہ زور سے روئے ۔۔۔

آخر وہ ایسی باتیں کیوں کر رہی تھیں اس کے
سامنے؟؟...کون سہ اس کی بیٹی انھوں نے پالنی
ہے۔۔۔

ایسا کیوں کرتے ہیں یہ سنگدل لوگ ---کہ پہلے

لڑکی ہے لڑکی ہے کہہ کر ٹھیک طرح پڑھائی مکمل

نہیں کرنے دیتے--- ہمیں ہمارے پاؤں پر

کھڑے ہونے نہیں دیتے --عزت کے نام پر

ہماری تعلیم تک چھڑوا کر ہمیں گھر بٹھا دیتے

ہیں---اور پھر اپنی مرضی سے شادی کراتے ہیں

یہ ہے دیا ہمیں نے خدا جو حق وہ کا پسندیدگی۔۔۔

وہ بھی چھین لیتے ہیں۔۔۔۔اس کے بعد جب

سب کچھ ان کی مرضی سے ہو گیا۔۔۔۔اور لڑکی

پھر بھی نہ بس سکی اور واپس آگئی ۔۔۔تو یہی لوگ

ایسا فیل کرانے لگتے ہیں جیسے ہم ان پہ بوجھ

ہیں۔۔۔۔ہماری اولاد ان پہ بوجھ ہے۔۔۔

ہمیں پاؤں پر کھڑے نہ ہونے دینے کے

بعد۔۔۔۔ ہمیں ہی بوجھ کہنا۔۔۔کیا یہ ظلم نہیں

ہے؟؟؟۔۔۔

"اگر بیٹیاں اتنی پیاری ہوتی ہیں۔۔۔ تو مجھے

چاہیے۔۔۔ "زرم بڑی پیاری سی مسکان چہرے پر

سجائے۔۔۔اپنی والدہ کو دیکھ۔۔۔تیزی سے

بولا۔۔۔ جس پر عائشہ کے دل میں سکون اترا تھا کہ

ہر مرد ایک جیسا نہیں ہوتا۔۔۔

"چپ۔۔۔ کچھ بھی بولتا رہتا ہے۔۔۔ خدا خیر سے

پہلا پوتا دے مجھے۔۔۔ پھر کرتے رہنا۔۔۔ جتنا تجھے

بیٹیاں کرنی ہیں"

"کیا ہو گیا امی ---۔ ابھی ان سب میں بہت
سال ہیں---۔ ابھی تو میں پڑھ رہا ہوں---۔ " وہ
جیسے یاد دہانی کرا رہا تھا کہ والدہ صاحبہ تھوڑا رک
جائیں ٹرین کچھ زیادہ ہی فاسٹ جا رہی ہے آپ
کی---

وہ دونوں ماں بیٹے بات ہی کر رہے تھے--جب

بریرہ، تابش، صبغہ اور زمر کمرے میں داخل

ہوئے---

"اوو-- ماشاءاللہ ماشاءاللہ یہ تو کتنی پیاری ہے

آپی" وہ چاروں ہی منی کو دیکھنے کے بعد اتنا ایکسائٹڈ

ہوئے کہ پھر انھیں ثومل پھوپھو نظر ہی نہ

آئیں۔۔۔

وہ منی کے پاس آکر چھتے کی طرح کھڑے ہو

گئے۔۔۔

سب سے پہلے منی کو زمر نے لیا تھا۔۔۔ جب بچی کو لیتے وقت زرم کے ہاتھ زمر کے ہاتھ سے ٹچ ہوئے۔۔تو اس لڑکی نے تو فیل نہ کیا لیکن زرم کے گال تک لال ہو گئے تھے۔۔۔

"آو۔۔۔مل کر پیار کرتے ہیں" جب بریرہ نے اس ننھی سی پری کو تابش کی گود سے لینا چاہا تو بجائے

اسے منی دینے کے۔۔۔ وہ نوجوان اس کے اور قریب آکر کھڑا ہو گیا۔۔۔ اور اس کے کان کے پاس آکر آہستگی سے سرگوشی کی۔۔۔

"شش۔۔ شش۔۔۔ پھوپھو دیکھ لیں گی" اس کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔

اس نے ڈر کر فوراً پیچھے ثومل پھوپھو کی جانب دیکھا جواب کرسی پر آنکھیں بند کرے بیٹھی نظر آرہی تھیں۔۔۔

"مجھے بھی ایسے ہی بیٹی چاہیے تم سے" ابھی بریرہ پیچھے ہی دیکھ رہی تھی جب دوبارہ سے تابش نے

اس کے کان کے پاس منہ لا کر۔۔۔آہستگی سے

ڈیمانڈنگ لہجے میں سرگوشی کی۔۔

لمحہ بھر میں وہ پوری سرخ پڑ ئی ۔۔۔لگلے ہی پل۔۔۔

اس نے فوراتابش کی جانب دیکھا۔۔۔جس کی

نظروں میں وہی رچی بسی سی نظر آرہی تھی۔۔۔

کہنے کو تابش نے ڈیمانڈنگ لہجے میں کہا تھا۔۔۔

اس کے باوجود دونوں کے چہروں پر شرمیلی سی مسکان تھی۔۔۔

عائشہ ، زمر، زرم اور صبغہ سب انھیں ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔ لیکن انھیں کب کسی کی نگاہوں کی پرواہ تھی۔۔۔

"ایسی کیا باتیں کر رہے ہو تم دونوں۔۔۔ جو دونوں کے گال ٹماٹر کی طرح لال ہونا شروع ہو گئے ہیں ؟؟" وہ زمر تھی جس سے ٹوکے بغیر نہ رہ گیا۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔ ہماری آپس کی بات ہے"تابش

فورا ہی اپنی بھرم دار آواز میں گویا ہوا۔۔۔

اس کے چہرے کی مسکراہٹ اب غائب تھی۔۔

وہ نہایت سنجیدگی کے ساتھ زمر سے مخاطب

تھا۔۔۔

اس لمحے بریرہ کو پہلی بار اس بات کا احساس ہوا

کہ تابش جب اس سے بات کرتا ہے تو اس کی ٹون

بہت نرم و ہنس مکھ سے لڑکے کی ہوتی ہے

لیکن وہی تابش جب کسی اور لڑکی سے بات ---

کرتا ہے چاہے وہ اسی کی کزنز کیوں نہ ہوں --- تو

اس کی آواز بہت بھرم دار اور سنجیدہ ہو جاتی ہے۔

وہ حسین لڑکا جو زمر کو چند لمحوں پہلے بڑا مسکراتا ہوا نظر آرہا تھا۔۔۔وہ اس کی جانب مڑ کر جب سنجیدگی سے بولا۔۔۔تو پھر زمر کا منہ نہ پڑا آگے مزید کچھ بولنے کا۔۔۔ وہ الگ بات ہے تابش کی توجہ اپنی جانب مبذول کرنے کے لیے ہی اس نے یہ سوال کیا تھا۔۔۔

زمر کو واقعی سمجھ نہیں آتا تھا کیا تابش اندھا

ہے؟... بریرہ کے مقابلے کتنی حسین تھی

وہ---اس کے باوجود وہ ایک نظر اسے نہیں دیکھتا

تھا---

گاڑی میں بھی پورے راستے بریرہ کا ہاتھ پکڑ کر اس سے ہی باتیں کرتا ہوا آیا۔۔۔اور اسے ایسے اگنور مارتا رہا۔۔۔ جیسے وہ گاڑی میں موجود ہی نہ ہو۔۔۔

"او۔۔۔ میری بہن ماما بن گئی ۔۔۔ "ان لوگوں کو آئے ہوئے ابھی 15 منٹ ہی ہوئے تھے جب

رافع ، عتیقہ ، علشبہ معظم اور عائشہ کے والدین و

یاسمین خاتون وارڈ میں داخل ہوئے۔۔۔

رافع تو دروازے سے ہی چیختا ہوا آیا تھا خوشی کے

مارے۔۔۔

عائشہ نے نہیں دیکھا کہ اس کے سگے بہن بھائیوں

میں سے یا اس کے ماں باپ میں سے کسی ایک

نے بھی ذرا سہ منہ بسورا ہو۔۔۔یا یہ کہا ہو کہ بیٹی

کیوں ہو گئی۔۔۔ بلکہ اس نے اپنے والد کو اپنی

بیٹی کو گود میں لینے کے بعد۔۔یہ کہتے سنا کہ مجھے

لگ رہا ہے میں نے اپنی چھوٹی سی عائشہ کو گود

میں لے لیا ہے۔۔۔

وہ منی جسے پیدائش کے وقت پر ثومل پھوپھو نرس

سے لینے کے لیے تیار نہیں تھی اور زرم کو لینا پڑا

۔۔۔اسی منی کو لینے کے لیے اپنی باری کا انتظار

کرنا پڑ رہا تھا زرم کو اب۔۔۔

"آپی مجھے دلواؤ اس رافع سے منی کو۔۔۔ میں بھی تو خالہ ہوں اس کی۔۔۔" علشبہ کو منی ابھی تک مل ہی نہیں پا رہی تھی اس لیے وہ عائشہ کو شکایاتی لہجے میں کہنے لگی۔۔

"نہیں ماموں کا زیادہ حق ہے۔۔۔ اور پھر میں تو ویسے بھی کل سے پڑھائی پہ جاؤں گا۔۔ تم تو گھر

پہ ہی رہو گی۔۔ تمھیں تو بہت وقت ملے گا کھیلنے

کا۔۔ مگر مجھے نہیں ملے گا اس لیے ابھی مجھے دل

بھر کے کھیل لینے دو" رافع فورا ہی بولا۔۔۔وہ منی

کو کسی کو دینے کے لیے تیار نہیں تھا۔۔۔

"ہونہہ۔۔۔ رافع کے بچے۔۔۔" علشبہ پاؤں پٹکتے

ہوئے بولی۔۔۔اور عائشہ کی جانب دیکھا۔۔۔

"رافع دے دو ناں اسے۔۔۔" عائشہ نے پھر بڑے پیار سے کہا۔۔۔ لیکن وہ لڑکا کب سن رہا تھا۔۔۔

"نہیں ابھی اسے ماموں کی گود میں رہنے دو۔۔۔ میں نہیں دے رہا ابھی کسی کو"

رافع جب کسی صورت دینے کے لیے تیار نہ ہوا اور
عائشہ نے بھی بے بس ہو کر اس کی جانب دیکھا
---تو علشبہ نے خود ہی کمر کس لی۔ اور اپنی
آستینیں چڑھاتی ہوئی رافع کے پاس پہنچ گئی چھیننے
کی نیت سے کیونکہ اسے گھی سیدھی انگلی سے کسی
صورت نکلتا ہوا نظر نہیں آرہا تھا---

"نہایت بدتمیز ہو رافع تم "اسے چھیننے کی نیت سے قریب آتا دیکھ ---رافع کبھی منی کو لے کر سیدھی جانب مڑ جاتا تو کبھی الٹی جانب---اور دونوں سائیڈ سے اس کی کمر ہی رہ جاتی ہے علشبہ کے لیے ---وہ بیچاری دیکھ بھی نہیں پا رہی تھی اب تو ---جس پر اس نے جھنجھلا کر رافع کی کمر پر ہی مکے بنا بنا کر مارنا شروع کر دیے تھے--

"شکریہ شکریہ---" وہ ڈھیٹ بن کر مسکراتے ہوئے بولا---

ان دونوں کو چوہے بلی کی طرح لڑتا ہوا دیکھ---سب ہنس رہے تھے---

"دے دوں نا بھئی" اس نے جب روہانسہ سی آواز میں کہا۔۔۔تو وہ فورا مڑا۔۔۔

وہ صرف اسے تنگ کر رہا تھا۔۔۔رلانے کا ارادہ نہیں تھا۔۔۔

"اچھا اچھا لو۔۔۔مگر آرام سے۔۔بہت چھوٹی سی

ہے یہ۔۔۔ تم کہیں گرا مت دینا۔۔۔"اب جب

رافع نے اسے سامنے سے خود دی تو وہ فورا ہی خوش

ہو کر اسے گود میں لے کر پیار کرنے لگی

۔۔۔ساتھ ہی اپنے پرس سے موبائل بھی نکالا تاکہ

ع ڈیوز بنا سکے۔۔۔جس پر رافع نے اگلے ہی پل اس

کہ بچی کی کوئی ویڈیو اس کی سوشل اکاؤنٹ پہ

نہیں لگے گی۔۔۔اس سے بچوں کو نظر لگ جاتی

ہے۔۔۔

"سوشل اکاؤنٹ پہ ڈالنے کے لیے نہیں لے

رہی۔۔۔ اپنے لیے لے رہی ہوں۔۔اب کیا مجھے

بھی نہیں لینے دو گے؟" وہ خاصہ چڑھتے ہوئے
بولی۔۔۔تو رافع خاموش ہو گیا۔۔۔

رافع اور وہ ساتھ ہی کھڑے تھے جب اچانک
رافع کی نظر اس کے بلیک پجامے پر گئی۔۔۔ اور
اسے وہ برہنہ خوبصورت پاؤں یاد آئے۔۔۔ جو اس
کی اے ائی جنریٹڈ گرل فرینڈ کے ہیں۔۔۔

"اندر سے کتنی خوبصورت ہے یہ--- کیا میں اسے
ریل میں دیکھ سکتا ہوں؟؟" ایک خیال ہی تھا جو
ازخود اس کے ذہن میں آیا---

اس کی نظروں کے بدل جانے کا---اسے خود بھی
احساس نہیں ہوا تھا---

وہ اسے ویسٹرن ڈریسز میں (نیم برہنہ) دیکھنے کا اتنا

عادی ہو چکا تھا۔۔۔۔ کہ اب وہ فل کپڑوں میں

بھی اسے ویسے ہی نظر آرہی تھی۔۔۔

علشبہ کے تو گمان میں بھی نہیں گزرا ہوگا

۔۔۔کے رافع کیا کرتا پھر رہا ہے۔۔۔ اور صرف

رافع ہی کیوں ؟؟... جس جس کے پاس اس کی
تصویر ہے---اگر وہ یہ عمل کرتا ہے---تو وہ
کون سہ روک سکتی تھی؟؟...

ہماری نئی جنریشن کو اے آئی ٹولز پکڑانے سے
پہلے--- کیا حکومت کا فرض نہیں بنتا تھا کہ وہ
اس کی تعلیم دیتے---اس کا مثبت استعمال

کرنا سکھاتے جیسے ہمارے پڑوسی ملک سکھا رہا ہے

اپنے بچوں کو) اور اس کے منفی استعمال پر قانونی

لاز کا بتاتے۔۔۔ مگراہ۔۔۔ ہماری تعلیم میں تو

ابھی تک وہی نصاب ہے جو قدیم زمانے سے چلا آرہا

ہے۔۔۔ جس میں ہمیں سکھایا جاتا ہے کمپیوٹر کی

بک میں۔۔۔ کے ماؤس پر رائٹ کلک کرنے سے

کیا ہوتا ہے اور لیفٹ کلک کرنے سے کیا ہوتا

ہے---

"تم میرے پاؤں کو کیوں گھور رہے ہو؟؟ کچھ لگا

ہے کیا؟؟" علشبہ نے اس کی نگاہوں کی تپش کو

جب اپنے پاؤں پر محسوس کیا تو فورا پوچھ اٹھی---

"نہ۔۔ نہیں۔۔۔ میں تو تمہاری سینڈل دیکھ رہا تھا۔۔۔لگا ٹوٹی ہوئی ہے۔۔۔ مگر نہیں۔۔۔ صحیح ہے بالکل۔" پہلے تو وہ لمحہ بھر کے لیے سٹپٹا گیا۔۔۔ لیکن پھر فوراً ہی اس کا دماغ کام کیا اور اس نے بہانہ بنا کر نظر چرائی۔۔۔

"اچھا۔۔۔۔ مگر ٹوٹی ہوئی نہیں ہو سکتی میں نے

ابھی تو نیو خریدی ہے ۔۔"علشبہ کو اس کی نگاہوں

کی تپش پہلی بار انکمفرٹیبل کر گئی ۔۔۔مگر چونکہ ان

کے گھر کا ماحول شروع سے بہت محبت بھرا رہا تھا

اس لیے اس نے اپنے ذہن میں آنے والے خیال

کو جھٹک دیا۔۔۔کہ وہ اسے گندی نگاہ سے گھور رہا

تھا۔۔۔

"میں بس احتیاطا دیکھ رہا تھا۔۔۔ کہیں سینڈل

ٹوٹی ہونے کے سبب گر ور گئیں تو۔۔۔تمہارے

گرنے کی تو پھر خیر ہے۔۔۔ لیکن تمہاری گود میں

ہماری منی بھی ہے۔۔۔تو اس لیے مجبورا فکر کررہا

تھا تمہاری" وہ بات بنانے کے لیے۔۔۔ ذرا

جھنجھلانے کی اداکاری کرتے ہوئے --- فکر مندانہ لہجے میں گویا ہوا---

"میں خود گر بھی جاؤں گی نا --- تو بھی خالا کی جانی کو گرنے نہیں دوں گی --- تم ٹینشن نہ لو" وہ منہ چڑھا کر بولی اور پھر واپس منی سے پیار کرنے لگی---

♡*Husny Kanwal*♡

"کیا؟؟---تم انڈیا جا رہی ہو---وہ بھی ماڈلنگ کے لیے---یار تمہاری تو نکل پڑی---" صدف طاہرہ و زمر خاصہ اش اش بھرے لہجے میں کہہ رہی تھیں---جب طیبہ نے انھیں بتایا کہ اس

کا بوائے فرینڈ اسے ماڈلنگ کے لیے انڈیا بھیج رہا

ہے۔۔۔

کیونکہ وہ دونوں ہی لڑکیاں مڈل کلاس طبقہ سے

تعلق رکھتی تھیں۔۔۔اس لیے ماڈلنگ کے بارے

میں انھیں کچھ علم نہیں تھا۔۔۔ جیسے عام لڑکیاں

ماڈلز کو ہیروئن کے روپ میں، اچھے لائف سٹائل

اور پیسوں سے کھیلتے ہوئے دیکھ کر ائیڈیلائز کرتی

ہیں۔۔۔ ویسے ہی وہ کررہی تھیں۔۔۔ بلکہ زمر کے

سینے میں تو اب آگ لگنے لگی تھی۔۔۔ایک طرف

بریرہ کو تابش مل گیا تھا گلی کا سب سے خوبصورت

لڑکا وڈاکٹر۔۔۔تو دوسری طرف اسی کی دوست

طیبہ کو اتنا امیر زادہ مل گیا تھا کہ وہ اب اس کی

لائف سیٹ کرنے جا رہا تھا۔۔۔ اسے بیرون ملک

میں ماڈلنگ کا چانس دلا چکا تھا۔۔۔ جبکے اسے

ابھی تک ایک ڈھنگ کا لڑکا نہیں مل کے دے رہا

تھا۔۔۔

"میرے ماڈل بننے کی خوشی میں تم دونوں کو پارٹی

میری طرف سے۔۔۔ جاؤ صدف۔۔۔ یہ پیسے

لو۔۔۔ جلدی سے کینٹین سے جو دل چاہے لے

آؤ۔۔۔ہم تینوں بیٹھ کے پارٹی کریں گے۔۔۔یہ

میری شاید آخری پارٹی ہوگی تم لوگوں کے ساتھ"

طیبہ نے جب پانچ ہزار کا نوٹ صدف کو پکڑاتے

ہوئے کہا تو وہ کبھی نوٹ کو دیکھتی تو کبھی طیبہ

کو۔۔۔

واقعی اس لڑکی کے تو مانو دن پھر گئے تھے۔۔۔

"دیکھ کیا رہی ہو؟؟-- جلدی جاؤ یار" اس نے

جب نوٹ صدف کے ہاتھ میں پکڑا دیا اور دوبارہ کہا

تب جا کے صدف کو یقین آیا اور وہ فورا اثبات میں

سر ہلا کر خوشی خوشی کینٹین کی جانب گئی---

"تمہارے والدین؟؟ان کا کیا؟؟..وہ مان گئے؟"زمر بڑے تجسس سے پوچھنے لگی

"انہوں نے کیوں نہیں ماننا تھا۔۔۔آخر ایک لاکھ مہینے کا آتا ہوا کسے برا لگتا ہے۔۔۔"وہ مغرور سے لہجے میں جواب دہ ہوئی۔۔

"کیا واقعی تمہیں ایک لاکھ روپے ملنے والا ہے مہینے کا؟؟" زمر کے تو جیسے منہ سے رال ٹپکنے لگی تھی۔

۔

"نہیں۔۔اس سے بھی زیادہ۔۔۔مگر میں اپنے پیرنٹس کو نہیں بتانا چاہتی۔۔۔ورنہ وہ کہیں گے کہ وہ سارے پیسے ہمیں ہی بھیج دو۔۔۔ایک لاکھ

روپے بھیج دیا کروں گی باقی سارے میری جیب

میں۔۔۔ خوب کھاؤں گی پیوں گی اور عیش کروں

گی وہاں پر اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ۔۔۔" طیبہ

کی باتیں اب اسے ایک الگ ہی لیول کی لگنے لگی

تھیں۔۔ جن کا وہ صرف خواب ہی دیکھ سکتی

تھی۔۔۔

"مزے ہیں تیرے یار--- تیری تو قسمت کھول

دی تیرے بوائے فرینڈ نے---"زمر کے لہجے

میں شدید رشک تھا یہ جملہ ادا کرتے وقت---

"یہ تو ہے" زمر کی بات پہ مقابل زور سہ قہقہہ لگا

کر بولی ---

♡ *Husny Kanwal* ♡

تابش کافی دنوں سے بہت بیزی رہ رہا تھا۔۔۔ وہ تو آ

نہیں پا رہا تھا ملنے تک ۔۔۔اسی لیے آج اسے

سرپرائز دینے کی نیت سے بریرہ خود اس کی یونی پہنچ

گئی تھی۔۔۔

وہاں پر غزل نائٹ کے فنکشن کی تیاریاں چل رہی تھیں۔۔۔

کوئی ادھر بھاگتے ہوئے جا رہا تھا تو کوئی ادھر۔۔۔

ایسے میں اس کی نظر وہاں موجود لڑکیوں پر پڑی۔۔۔جو بہت ہی خوبصورت تھیں۔۔۔ایسا لگ رہا تھا جیسے دودھ سے نہا کر آئی ہوں۔۔۔ان کے کھلے

ہوئے بال--- برانڈڈ کپڑے و سینڈل -- ہر چیز
ان کے حسن کو دوبالا کرتی معلوم ہو رہی تھی---

کچھ دنوں پہلے جب وہ اسے لینے آیا تھا کالج اور
وہاں موجود اس کے کالج کی لڑکیاں اسے گھور رہی
تھیں تو وہ ان سیکیور ہو گئی تھی چونکہ وہ سب اس
سے زیادہ خوبصورت تھیں--- لیکن ان کی خوبصورتی

کے لیول میں اور یونیورسٹی میں تابش کے ساتھ

پڑھنے والی لڑکیوں کی خوبصورتی کے لیول میں زمین

آسمان کا فرق تھا۔۔۔ کہاں وہ سرکاری کالج کی

یونیفارم پہنی ہوئی دو چوٹی والی لڑکیاں ۔۔۔اور

کہاں یونی کی چلتی پھرتی ماڈلز۔۔۔

ابھی وہ ان لڑکیوں کو ہی دیکھ رہی تھی جب اس کی

نظر دور کھڑے تابش پر گئی اور اس کے ساتھ

کھڑی ایک لال کپڑوں میں ملبوس لڑکی پر ---وہ

لڑکی بہت خوبصورت تھی جسے دیکھنے کے بعد---

بریرہ کو اپنا وہاں سرپرائز دینے آنا ہی برا لگنے لگا--

وہ بلیک کلر کی شرٹ اور بلو جینز میں آئی تھی

بالکل سادے سے حلیے میں--- جبکہ وہاں موجود

لڑکیوں کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی فیشن شو

چل رہا ہے---

وہ لال کپڑوں والی لڑکی کسی بات پر ہنسی تو تابش

بھی اس کے ساتھ مسکراتا ہوا نظر آیا---

"مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھا" اس کا دل

تابش کی مسکراہٹ کے ساتھ بوجھل ہو گیا

۔۔۔اسے اب شدید پچھتاوا ہو رہا تھا اپنے وہاں آنے

کا۔۔۔وہ فورا ہی مڑی۔۔۔وہ وہاں ایک منٹ بھی

نہیں رکنا چاہتی تھی۔۔۔اب اس کا دل عجیب سی

حالت میں تھا۔۔۔اسے گرمی سی لگ رہی تھی

۔۔۔چہرہ جیسے جل رہا ہو۔۔۔۔

"تابش ضرور میرے ساتھ ٹائم پاس کر رہا

ہے۔۔ورنہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔کہ جس کے

اردگرد اتنی خوبصورت لڑکیاں ہوں۔۔وہ انھیں چھوڑ

کر مجھ جیسی کے پیچھے آئے" ان کی ملاقات نہیں

ہوئی۔۔۔ تابش نے کچھ کہا بھی نہیں۔۔۔اسے تو

پتہ بھی نہیں کہ وہ آئی ہے۔۔۔وہ خود ہی اپنی

انسیکیورٹیز کے سبب بڑبڑاتی ہوئی وہاں سے نکل

گئی۔۔۔

وہ رکشے میں روتے ہوئے جا رہی تھی۔۔۔آنکھوں

سے آنسو انا بند ہی نہیں ہو رہے تھے۔۔۔دل شدید

بھاری تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں کے آگے بار بار وہ منظر آرہا تھا جب تابش اس خوبصورت لڑکی کو دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔۔۔

"اووو ہیلو۔۔۔ رو کیوں رہی ہو؟؟" ابھی وہ رو رہی تھی۔۔۔ جب اسے اچانک تابش کی آواز آئی۔۔۔

اس نے چونک کر نظر اٹھا کر دیکھا۔۔۔ تو وہ برابر میں بائیک لے کر چل رہا تھا۔۔۔

اسے یوں اچانک دیکھ کر ہی وہ شاکڈ ہوئی۔۔۔

"تابش ؟؟"

" کیا ہوا ہے ؟؟.. رو کیوں رہی ہو؟؟..اور بغیر
مجھے ملے وہاں سے آئیں کیوں ؟؟؟..." وہ اپنی
بائیک رائیڈ کرتے ہوئے--- اس کی جانب دیکھ
---الجھ کر فکر مندانہ لہجے میں پوچھ رہا تھا---

"وہ۔۔" بریرہ کے پاس جواب نہیں تھا دینے کے لیے۔۔۔

کیسے کہہ دیتی اس کے منہ پر۔۔ کہ لگتا ہے تم ٹائم پاس کر رہے ہو۔۔۔کیا ٹائم پاس والیوں کے لیے لوگ ایسے بھاگ کر آتے ہیں جیسے وہ آیا تھا۔۔۔

"انکل۔۔۔رکشہ روک دو۔۔۔"اس نے اب گاڑی تھوڑی آگے بڑھا کر رکشے والے سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔ مجھے گھر جانا ہے۔۔۔ہم پھر بات کریں گے۔۔۔ انکل آپ تھوڑا تیز چلائیں"

"میں تمہیں نظر نہیں آرہا؟؟... تمہیں جہاں جانا ہے میں تمھیں چھوڑ دوں گا---انکل رکشہ روکو"

"میں نے کہا ناں---ہم بعد میں بات کریں گے" وہ خاصہ جھنجھلا کر بولی---وہ ابھی واقعی اس سے

بات نہیں کرنا چاہتی تھی ۔۔۔اس کا دل و دماغ

بہت عجیب سی کیفیت میں تھے۔۔۔

"نہیں ۔۔۔ ہم ابھی بات کریں گے۔۔۔ میں

تمہیں کھونے کا ایک منٹ کا بھی رسک نہیں لے

سکتا۔۔۔"وہ ایک جنونی سے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

"بیٹا کیا کرنا ہے؟" رکشے والے نے بیک ویو مرر میں دیکھتے ہوئے بریرہ سے استفسار کیا۔۔

"آپ چلاتے رہیں۔۔۔" وہ زکام بھری آواز میں کہتی۔۔۔ اس کی جانب سے اپنا رخ موڑ کر۔۔۔دوسری سائیڈ دیکھنے لگی۔۔۔

"بریرہ۔۔۔ ہوا کیا ہے؟؟....."

"وہیں جاؤ۔۔۔ جہاں سے آئے ہو۔۔۔اور ہنسوں

ان لڑکیوں کے ساتھ کھڑے ہو کر۔۔۔"اس

نوجوان کے بار بار اصرار پر۔۔۔ اب وہ جل کر بول

اٹھی۔۔۔

"اووووو۔۔۔۔ تو تم جیلس ہوئی ہو" اتنی دیر سے
جو اس کے چہرے پہ پریشانی اور فکر مندی کے
تاثرات تھے ۔۔۔مقابل کا جل کر کہا جملہ سنتے ہی
یکدم بدلے اور چہرے پہ بڑی پیاری سی مسکان
بکھر آئی ۔۔۔ ہونٹوں کو گول کر کے ۔۔۔اب وہ
بڑے لہکتے ہوئے لہجے میں شرارت سے کہہ رہا
تھا ۔۔۔

"تابش۔۔۔" بریرہ نے گھور کر دیکھا۔۔

"اچھا ناں سوری۔۔۔آئندہ میری توبہ ہے جو میں کسی اور کو دیکھ کر مسکراؤں بھی۔۔۔اب غصہ چھوڑ دو یار۔۔۔"

کوئی اور ہوتا تو کہتا۔۔۔ کیا اب تمہارے لیے
دوسروں سے ہنسنا بھی چھوڑ دوں۔۔۔مگر اس نے
ایسا نہیں کہا۔۔۔

بریرہ اچھے سے واقف تھی کہ اس وقت وہ اس سے
ناجائز ناراض ہو رہی ہے۔۔۔

"سوری ناں "تابش کی بائیک رکشے کے ساتھ ساتھ چلتی رہی ---

وہ نہیں کہہ سکی اس سے ---کے غصہ اس کے مسکرانے کا نہیں تھا--- غصہ تو خود پر تھا--- کہ کیا سوچ کر اس نے یہ گمان کر لیا کہ وہ ٹائم پاس کر رہا ہے--- تابش اتنا خوبصورت تھا کہ وہ

جس لڑکی کے ساتھ چاہے اپنے معاملات بنا سکتا

ہے۔۔۔ اگر وہ ان سب کو چھوڑ کر صرف اس کے

ساتھ موجود ہے۔۔ تو یہ کافی ہے اس کے مخلص

ہونے کو ثابت کرنے کے لیے۔۔۔

"انکل رکشہ روک دیں" بریرہ کے کہتے ہی رکشے

والے نے رکشے کو سائیڈ میں روکا۔۔۔

"یہ لیں۔۔" اس کے رکشے سے اترتے ہی

۔۔۔تابش نے رکشے والے کو پیسہ ادا کیے اور

جانے کا کہا۔۔۔ ساتھ ہی وہ اب اپنی قیامت

خاص کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو ابھی بھی کھچاؤ میں نظر

آرہی تھی۔۔۔

"اچھا بابا سوری۔۔۔ لو کان بھی پکڑ لیے میں

نے۔۔۔ "اس نے کان پکڑتے ہوئے جب

معذرت کی تو بریرہ کو اس پہ شدت سے پیار آیا ساتھ

ہی آنکھوں میں آنسو بھی۔۔

"تم کیوں اتنا اچھے ہو میرے ساتھ؟؟؟" وہ

روہانسہ لہجے میں۔۔۔آنکھوں میں محبت کا دریا

لیے۔۔۔استفسار کرنے لگی۔۔۔"کیا تم اندھے ہو ؟؟۔۔۔تمہیں نظر نہیں آتی دوسری خوبصورت لڑکیاں؟؟۔۔۔"

"اچھا؟؟ اور میں؟؟۔۔" وہ ہنسا تھا۔۔۔ اور اگلے ہی پل۔۔۔ اس لڑکی کا بازو کو پکڑ کر۔۔۔ جھٹکے سے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔

وہ بیٹھا ہوا تھا بائیک پر۔۔۔ جبکے بریرہ کھڑی تھی

۔۔۔تو دونوں کے چہرے بالکل روبرو ہو گیۓ

تھے۔۔۔

"میں تمہیں لے کر شروع سے بہت خود غرض

ہوں۔۔۔ تمہیں تو شاید پتہ بھی نہیں ہوگا میں کب

سے دعائیں کر رہا تھا کہ تمہاری جانشیر سے منگنی

ٹوٹ جائے۔۔"وہ نوجوان اس کی آنکھوں میں

جھانکتے ہوئے۔۔رومانیت اپنے لہجے میں

سموئے۔۔۔ایک ایک لفظ جتاتے ہوئے ادا کر رہا

تھا۔۔۔

اسے بتا رہا تھا محبت کتنی پرانی ہے اس کی۔۔۔۔

"اور رہی بات اندھا ہونے کی۔۔ تو یہ تمہارا قصور

ہے۔۔۔ کیا ضرورت تھی بچپن میں ہی میرے

سامنے آکر اپنی چلبلی ادائیں دکھانے کی۔۔۔ پھنسا

لیا تم نے مجھے۔۔۔۔" دنیا جہاں کی معصومیت

چہرے پر سجائے۔۔۔ نروٹھا سہ منہ بنا کر۔۔۔آخری

جملہ شکوتا ادا کیا۔۔۔

"اب میں چاہوں بھی تو نہیں دیکھ پاتا کسی

کو---ورنہ تمہاری منگنی کے دوران بہت کوشش

کی تھی میں نے تمھیں بھولنے کی--- تمہارے

چہرے کے علاوہ کسی دوسرے چہرے کو آنکھوں

میں بسانے کی---" وہ جب بے بسی سے گویا

ہوا---تو بریرہ بے اختیار ہنس پڑئی---

"میں نے کون سہ ادائیں دکھا دیں تمھیں

مجھے تو یاد نہیں "اس کے دل میں چھائی ؟؟---

اداسی مانو چھومنتر کردی تھی اس جادوگر نے----

"کون آئینے کے سامنے ہر وقت ناچتا رہتا

تھا---ایسے ایسے کر کے"وہ باقاعدہ اسے ہاتھ چلا

کر دکھا رہا تھا۔۔۔کے مقابل کیسے ڈانس اسٹیپ

کیا کرتی تھی۔

"اہ۔۔۔۔ تمھیں شرم نہیں آئی کبھی؟؟۔۔ تم ایک

لڑکی کے کمرے میں جھانکتے تھے رات میں" بریرہ

کا بڑا سہ منہ کھلا تھا احتجاج کے لیے۔۔۔

اس بیچاری کے تو کبھی گمان میں بھی نہیں گزرا تھا کہ رات میں جو وہ آئینے کے سامنے شرارتیں کرتی ہے۔۔اپنے منہ بگاڑ بگاڑ کے ادائیں مارتی ہے۔۔۔ بالکل ملنگ ہو کر ناچتی ہے ۔۔وہ سب تابش دیکھتا تھا۔۔۔

" تو کیا تم وہ کھڑکی میرے لیے کھول کر نہیں رکھتی تھی؟؟؟ " نہایت معصومانہ سوال کیا۔۔۔ جس پر بریرہ کچھ لمحے تک تو صرف اس کا حیرت سے چہرہ ہی دیکھتی رہی۔۔۔

"قربان جانے کا دل کر رہا ہے تمہاری معصومیت پر"وہ دانت پیستے ہوئے طنزیہ بولی---- جس پر مقابل زور سے ہنسا تھا--

♡*Husny Kanwal*♡

کل اس کا پیپر تھا۔۔۔ وہ اپنی پڑھائی میں لگا رہا

پوری رات۔۔۔ اور صبح پیپر کرنے پہنچ گیا۔۔۔

پیپر کے دوران وہ بار بار پیچھے پلٹ کر دیکھ رہا

تھا...آج کاشف نہیں آیا تھا۔۔۔

وہ کیسے مس کر سکتا تھا پیپر کو۔۔۔

کیا یہ ممکن تھا کہ وہ فیس نہیں بھر سکا اس بار

۔۔۔اگر ایسا ہے۔۔تو اس نے کال کیوں نہیں

کی؟؟..اسے بتایا کیوں نہیں؟؟؟...

اسے فکر لاحق ہونے لگی۔۔۔دل میں برے برے

خیالات آرہے تھے۔۔۔ جیسے تیسے کر کے پیپر

کمپلیٹ کیا اور روم سے باہر نکلا۔۔۔اور سب سے

پہلے کاشف کو کال کی۔۔۔

دوسری جانب سے کال ریسیو ہونے پر جو اطلاع

اس کے کانوں تک پہنچی۔۔۔وہ اس کے جسم سے

روح جدا کر گئی تھی۔۔۔

وہ بھاگتے ہوئے بائیک پر بیٹھا۔۔۔ اس کی بائیک
ہواؤں میں اڑ رہی تھی۔۔کاشف کے ساتھ گزارا ہر
لمحہ اس کی آنکھوں میں چل رہا تھا۔۔۔ بار بار
آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے جنہیں وہ اپنے
ہاتھوں کی پشت سے رگڑ کے صاف کرتا اور گاڑی
کو مزید سپیڈ دیتا۔۔۔اس کا دل شدید بھاری ہو رہا

تھا ایسا لگ رہا تھا ہر گزرتے لمحے کے ساتھ جان نکل رہی ہو جسم سے---

ہسپتال پہنچا تو ڈاکٹر نے بتایا کہ ہارٹ اٹیک آنے سے وہ انتقال کر گیا ہے---

وہ ڈاکٹر بن رہے تھے۔۔۔ان کا کام دوسروں کی زندگیوں کو بچانا تھا۔۔۔وہ مسیحی کہلانے والے لوگ تھے مگر وہ اپنے ہی ساتھی و دوست کو نہ بچا سکا۔۔۔

کیا گناہ تھا اس کا؟... صرف یہ کہ غریب کا بیٹا ہو کر اس نے ڈاکٹر بننے کا خواب چنا۔۔۔

وہ واقعی اپنے خوابوں کے اتنا قریب پہنچنے کے بعد
مر گیا۔۔۔اتنی محنت کر کے مر گیا۔۔۔ صرف
کیوں۔۔۔کیونکہ وہ فیس نہیں بھر سکتا تھا۔۔۔ اور
خوددار اتنا تھا۔۔۔کہ اس بار مانگنے کی ہمت بھی نہ
کر سکا۔۔۔

لوگوں کے پہلے ہی اتنے قرضے چڑے ہوئے تھے

پھر بات ہزاروں کی نہیں لاکھوں کی تھی---

تابش کے نزدیک وہ مرا نہیں تھا---اسے مارا گیا

تھا---اس کے دماغ کو سٹریس دیا گیا تھا---حد

سے زیادہ سٹریس ------فیس نہ بھرنے

کا۔۔۔پیپر نہ دے پانے کا۔۔۔سال ضائع ہو

جانے کا۔۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا اگر وہ فیس ادا نہیں کرلئے گا

تو یونیورسٹی والے اسے ایڈمٹ کارڈ نہیں دیں گے

۔۔۔ جس کے سبب وہ پیپر نہیں دے سکے گا

۔۔اور یہی ٹینشن اس کے ہارٹ اٹیک کا سبب

بن گئی۔۔۔وہ بیچارا ویسے بھی کافی سالوں سے

ڈپریشن میں جی رہا تھا

یا تو ہماری آنکھوں سے خواب چھین لو۔۔کسی

غریب کے بچے کو حق نہ دو خواب دیکھنے کا۔۔یا

پھر اپنا نظام بدل لو۔۔۔۔ورنہ پتا نہیں کتنے

کاشف اپنی ماں کا خواب پورا کرنے کے لیے

مرتے رہیں گے۔۔۔اور کیس کسی پر نہیں بنے گا۔۔۔جب کے ہوا قتل ہی ہے۔۔۔

"کاشف۔۔۔ میرے بھائی۔۔۔ میں تو ہمیشہ تیرے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔ ایک بار مجھ سے کہہ دیا ہوتا۔۔۔" وہ روتے ہوئے زمین پر بیٹھ گیا تھا۔۔

وہ جانتا تھا کاشف کتنا خوددار ہے ---سامنے سے مدد کا پوچھے گا تو وہ تکلیف میں مبتلا ہو جائے گا اس کی سیل رسپیکٹ کو اذیت پہنچے گی--اس لیے اس نے کبھی نہیں پوچھا لیکن مدد کرنے کے لیے تیار بیٹھا تھا بالکل۔ اکاؤنٹ میں پیسے بھی رکھ رکھے تھے---رات بھر موبائل بھی پاس رکھا لیکن کاشف کی کوئی کال ائی ہی نہیں---

اب وہ پچھتا رہا تھا کہ اس نے خود کال کر کے کیوں نہ پوچھا۔۔

کاشف اب نہیں رہا۔۔یہ خیال ہی سوہان روح تھا۔۔۔

وہ تڑپتا سہ رہ گیا تھا اپنے دوست کے لیے۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

اپنی بیٹی کا چہرہ دیکھنے کے بعد عائشہ نے فیصلہ کیا

کہ وہ دوبارہ جائے گی اپنی سسرال۔۔۔ اپنے شوہر

کے پاس۔۔ایک بار پھر کوشش کرئے گی اپنا گھر

بسانے کی۔۔۔ وہ اپنی بیٹی کو بن باپ کے نہیں

پالنا چاہتی تھی۔۔۔

اس نے اپنے شوہر کو خود فون کیا تھا کہ اسے آکر

لے جائے۔۔۔ لیکن دوسری جانب سے نہایت

سنگدلی سے کہا گیا۔۔۔کہ جیسے گئی ہو اپنے باپ

بھائی کے ساتھ۔۔ویسے ہی لوٹ آؤ۔۔۔میں نہیں آنے والا۔۔۔

اس فون کے بعد۔۔ اس نے اپنی برابر میں لیٹی ہوئی بیٹی کا چہرہ دیکھا۔۔۔اور وہ رو پڑی۔۔۔ شاید ثومل پھوپھو ٹھیک کہہ رہی تھیں۔۔۔اگر بیٹا ہوتا تو دوڑے چلے آتے۔۔۔

" تم رو رہی ہو؟؟ " عائشہ اتنی زور زور سے رو رہی تھی کہ اس کی ہچکیوں کی آواز سوتی ہوئی زمر کے کانوں میں پڑنے لگی اور وہ فورا اٹھ کر بیٹھی---

"نہیں--- بالکل نہیں--- میں بس اپنی خطا تلاش کر رہی ہوں--- کہ کہاں غلطی ہوئی مجھ

سے ؟؟... میں نے ایسا کیا کیا جو آج میں اس
مقام پہ کھڑی ہوں ؟؟... میں اپنی عزت نفس کو
جھکا کر چلی بھی جاؤں تو مجھے نظر نہیں آتا میرا گھر
بسے گا--- کیونکہ ایک بار جس آدمی کا ہاتھ اٹھ
گیا وہ اٹھ گیا--- مگر جب اپنی بیٹی کی جانب دیکھتی
ہوں تو دل تڑپ اٹھتا ہے ---- کے اس نے تو
ابھی تک اپنے باپ کا چہرہ تک نہیں دیکھا ہے---

"وہ آخری جملہ ادا کرتے وقت تڑپ کر روئی---

جس نے زمر کا دل ہلا دیا---

"سب ٹھیک ہو جائے گا--- تم رو مت---"

زمر نے اسے اپنے گلے سے لگا کر---اس کی کمر نرمی سے مسلتے ہوئے---اسے چپ کرانے کی کوشش کی---

عائشہ کی حالت نے۔۔۔ بہت گہرا اثر چھوڑ دیا تھا

زمر کے کم عمر دماغ پر۔۔۔

اس کی نیک پرہیزگار بہن جس نے کبھی زندگی کے

مزے نہیں لیے۔۔۔ کیا مل رہا تھا اسے آخر

میں؟؟؟...

"پتہ ہے میں سب کے کام کرتی تھی ۔۔ کسی کو کبھی کسی کام کی منع نہیں کیا ۔۔اور سب مجھے بہت دعائیں دیتے تھے ۔۔۔۔میں بس اب یہی سوچتی رہتی ہوں کہ وہ ساری دعائیں کہاں چلی گئی جب وہ مجھے مار رہا تھا؟؟؟..میرا دماغ اس سوال سے آگے ہی نہیں بڑھتا۔۔۔" وہ شکوہ تھا

شکایت تھی یا صرف اس کے خیالات جو اسے۔۔۔
ہر وقت الجھائے رکھتے۔۔۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ دیکھنا ایک دن
تمھیں تمہاری ساری نیکیوں کا پھل مل جائے گا
اور تب تم یہ نہیں سوچو گی کہ تمہاری دعائیں۔۔۔
تمہیں بچانے کیوں نہیں آئیں۔۔۔ کبھی کبھار

وقت لگتا ہے ہمیں خدا کی حکمت کو سمجھنے

میں۔۔۔" وہ اپنی بہن کو دلاسے دے رہی

تھی۔۔۔۔ کیونکہ بس یہی تھا اس کے بس

میں۔۔۔

وہ نہیں بتا سکتی اپنی بہن کو۔۔۔کہ اس کا دل

کیسے پھٹتا ہے یہ سوچ کر۔۔۔کہ اس کی بھانجی

کے پیدا ہونے پر بھی اس کا باپ اسے دیکھنے

نہیں آیا۔۔۔۔

یہ حیدرآبادی بیٹی لے کر نہیں جاتے۔۔۔یہ

نوکرانیاں بیاہ کر لے جاتے ہیں۔۔۔۔جو کام نہ

کرنے پر واپس پھینک دی جاتی ہیں۔۔۔

اسے نظر آرہا تھا کہ اس کی بہن کنویں میں کودنے جارہی ہے---اس کے باوجود وہ خاموش تھی --- کیونکہ وہ اپنی بھانجی کا چہرہ دیکھ رہی تھی---ایک امید لگا رہی تھی کہ شاید---شاید اس بار سب اچھا ہو جائے--- شاید اس کی بہن کا گھر بس جائے--اس کی بھانجی کو ماں و باپ دونوں کی محبت مل جائے---

اور یہ امیدیں ہی تو ہیں جو حقیقتوں کے ہمارے

سامنے ہونے کے باوجود ہمیں اندھا کر کے رکھتی

ہیں ---

دماغ جانتا ہے ایک پرسنٹ بھی امید نہیں

ہے--- جو ایک بار مار سکتا ہے وہ دوبارہ ضرور

مارے گا۔۔۔دماغ بار بار یہی سگنل دے رہا ہوتا ہے مگر دل ۔۔۔یہ کمبخت امید نہیں چھوڑ رہا ہوتا۔۔۔ یہ دل کی امید۔۔۔پتہ نہیں کتنی بیٹیوں کی جان لے گئی ہے۔۔۔

کاش ہم بیٹیوں کو شہزادوں کے خواب دکھانے کے بجائے۔۔ ان کے پاؤں پر کھڑا ہونا سکھا

دیتے---تو آج ہماری بیٹیاں یوں غیروں کے

ہاتھوں ماری نہ جاتیں---

♡*Husny Kanwal*♡

ایک سال بعد----

"کیا آپ کو نکاح قبول ہے ؟؟" مولوی صاحب کے پوچھتے ہی اس کے ہاتھ لرزنے لگے۔۔۔ کچھ دیر تک خاموشی چھائی رہی تو سامنے بیٹھا نوجوان پریشان ہو کر اس کا چہرہ دیکھنے لگا

"زمر قبول ہے بولو" وہ نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

"قبول ہے--"اس لڑکے کے کہنے پر زمر نے اس کی جانب نگاہ اٹھائی---اس کی بھوری آنکھیں اعتبار دلاتی معلوم ہوئیں کہ وہ اس کا خیال رکھے گا---وہ اس سے محبت کرتا ہے--اسے اپنی بیوی بنا رہا ہے---اپنی عزت---پھر وہ کیوں ڈر رہی ہے---

مہروز کی آنکھوں نے اعتبار دلایا تو جا کے اس کے منہ سے قبول ہے کا لفظ نکل سکا۔۔۔

" بہت بہت مبارک ہو مسز مہروز اشفاق" مولوی صاحب اور اس کے دوستوں کے چلے جانے کے بعد۔۔۔اب وہ زمر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بڑی محبت سے کہہ رہا تھا۔۔۔

"خیر مبارک" اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا
---دماغ ابھی بھی کشمکش میں تھا کہ کیا اس
نے صحیح فیصلہ کیا ہے؟؟--- پھر خودی کو
سمجھانے لگی کہ نکاح سے زیادہ مقدس اور کوئی
رشتہ نہیں اور مہروز نے دیگر لڑکوں کی طرح اسے
گندے میسجز نہیں کیے---نہ اسے کہیں ملنے بلایا

---بلکہ ڈائریکٹ اس سے نکاح کیا ہے جو اس کی سچی محبت کی علامت ہے---

"کیا میں تمہیں کس کر سکتا ہوں؟؟" اس کے سوال پر زمر کا سانس اٹکا---

"تم نے کہا تھا۔۔۔ تم صرف نکاح اس لیے کر
رہے ہو کیونکہ تم مجھے کھونا نہیں چاہتے اور ابھی
تمہاری پڑھائی مکمل ہونے میں دو سال باقی ہیں
اس لیے والدین اجازت نہیں دیں گے شادی کے
لیے۔۔۔" زمر گھبرا کر تیزی سے بولی۔۔۔

"اتنا گھبرا کیوں رہی ہو؟؟۔۔۔زمر میں کوئی غیر
نہیں ہوں تمہارا شوہر ہوں ۔۔۔ہم نے ابھی نکاح
کیا ہے۔۔۔ہم مقدس رشتے میں بندھ چکے
ہیں۔۔۔ تم کیا چاہتی ہو میں اپنی فزیکل نیڈز لے
کر کسی اور عورت کے پاس جاؤں؟؟؟" وہ بڑی
محبت سے کہتے ہوئے اس کے قریب آگیا تھا۔۔۔
جس پر زمر کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔۔

اپنے گھر والوں سے چھپ کر اس نے مہروز سے

نکاح صرف اس لیے کیا تھا کیونکہ وہ مہروز جیسے

امیر و کبیر و محبت کرنے والے لڑکے کو کھونا

نہیں چاہتی تھی۔۔ پھر مہروز نے اسے مکمل اعتماد

میں لیا تھا کہ بس پڑھائی مکمل ہو جائے پھر وہ

اپنے والدین کو لے آئے گا اس کے گھر۔۔۔

ہو سکتا ہے ان کے درمیان جو اسٹیٹس کا فرق ہے

اس کی وجہ سے اس کے والدین راضی نہ ہوں

۔۔۔ مگر چونکہ ان کا نکاح پہلے سے ہوا وا ہوگا تو پھر

انھیں مجبورا ہاں کرنی ہی پڑ ئے گی۔۔۔ ان کے

پاس کوئی دوسرا آپشن نہیں بچے گا اور یہ بات زمر

کو قائل کرنے کے لیے کافی تھی۔۔۔

"میرا کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا۔۔۔ میں تو۔۔۔"

وہ اپنے الٹے ہاتھ سے اپنی قمیض کے دامن کو
مٹھی میں بھینچ چکی تھی۔۔

ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ مقابل نے اس کے
ہونٹوں پر اپنی شہادت کی انگلی رکھی۔۔۔

اس کی گرم انگلی کا لمس ہونٹوں سے مس ہوتے ہی جیسے پورے جسم میں برقی رو کی طرح بجلی دوڑ گئی۔۔۔ اس نے گردن تیزی سے پیچھے کی جانب گرائی دوری قائم کرنے کے لیے ۔۔۔ مگر اگلے ہی پل مقابل نے اپنے ہاتھ سے اس کی گردن کی پشت کو پکڑ لیا۔۔۔ اور اسے وہیں فریز کیا۔۔۔ جیسے

وہ پہلے سے جانتا ہو کہ اب وہ یہی عمل کرنے والی

ہے---

"ہم میاں بیوی ہیں زمر--- اور مجھے اپنی بیوی کو

پیار کرنے کے لیے اس کی اجازت کی بھی ضرورت

نہیں ہے--- سو مسز مہروز کوپریٹ کیجیے میرے

ساتھ--- ورنہ آپ ہی کو تکلیف ہوگی اور میں ایسا

نہیں چاہتا" آخری جملہ نہایت معنی خیزی کے ساتھ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہہ کر۔۔۔وہ اس پہ جھک گیا تھا۔۔۔

"تم نے مجھے تھپڑ مارا؟؟" زمر مسلسل احتجاج کررہی تھی۔۔۔جس کے سبب اس کا ہاتھ غلطی

سے بڑی زور سے مہروز کے چہرے پہ لگ گیا

تھا۔۔۔

جس پر مقابل کرنٹ کھاکر اس سے دور ہٹا اور

نہایت بے یقینی کہ عالم اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔

زمر نے حد درجے تک اس لڑکے کے چہرے کو سرخ پڑتے دیکھا۔۔۔وہ اپنی مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔۔۔

"سوری۔۔۔ غلطی سے لگ گیا۔۔۔" وہ نازک جان خاصہ پینک ہو گئی۔۔۔اس نے آپ جان کے

نہیں مارا تھا۔۔۔ وہ صرف اسے دور کرنے کی
کوشش کر رہی تھی خود سے۔۔۔

کچھ لمحے وہ اسے غضب ناک نگاہوں سے گھورتا رہا
اور پھر بغیر کچھ کہے ٹیبل سے اپنی گاڑی کی چابی
اٹھاتا باہر نکل گیا۔۔۔

زمر روتے ہوئے مافیا مانگتی رہ گئی تھی لیکن اس
نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔۔۔

اس کا پلٹ کر نہ دیکھنا۔۔۔ معاف نہ کرنا۔۔۔ زمر
کو شدید گلٹ میں مبتلا کر گیا تھا۔۔۔ کہ اس نے
اپنے شوہر پہ ہاتھ اٹھایا ہے۔ اس کے خاندان میں

کبھی کسی عورت نے اپنے شوہر کو نہیں مارا تھا۔۔۔وہ کیسے ہاتھ اٹھا بیٹھی؟؟؟

وہ روتے ہوئے لال جوڑے میں ملبوس دولہن بھاگتی ہوئی باہر آئی ۔۔۔لیکن وہ جا چکا تھا۔۔۔

اس نے تو یہ بھی خیال نہیں کیا کہ وہ گھر کیسے

واپس جائے گی... وہ شہر سے کافی دور مہروز کے

فارم ہاؤس پر آئی ہوئی تھی---

وہ اپنے گھر سے صدف کے گھر سٹڈی کرنے جا

رہی ہے یہ کہہ کر نکلی تھی--- پہلے ہی وہ ایک

گھنٹہ لیٹ ہو چکی تھی مزید لیٹ ہوئی تو اس کے گھر

والوں نے پریشان ہو جانا تھا۔۔۔

جتنا مہروز غصے میں گیا تھا اس نے تو واپس نہیں

آنا تھا۔۔۔ رات بھی ہونے کو تھی۔۔۔ وہ کیسے

اکیلے فارم ہاؤس پر رہ سکتی تھی۔۔۔۔ خوف کی

شدت سے ہی اس کا دل بند ہو جانا تھا۔۔۔ اسی

لیے بڑی مجبوری کے تحت اس نے بریرہ کو کال

کی۔۔۔ اور سارا معاملہ بیان کر دیا اور اسے تابش

کے ساتھ جلد سے جلد وہاں آ کر اسے لے جانے کو

کہا۔۔۔

اب وہ گارڈن میں بیٹھ کر بریرہ اور تابش کے آنے

کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ ساتھ ساتھ دعا کر رہی

تھی کہ مہروز اس کا خیال کر کے واپس لوٹ آئے اور وہ اس سے معافی مانگ لے۔۔۔

جیسے جیسے سورج اپنے کرنیں سمیٹ رہا تھا اور اندھیرا چھاتا جا رہا تھا۔۔۔ویسے ویسے اس کا دل بند ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

سوائے ایک چوکیدار کے کوئی موجود نہیں تھا

وہاں۔۔۔۔ اور وہ چوکیدار بھی کونسا اس کا کوئی

جاننے والا لگتا تھا جو اس کی وہاں موجودگی سے

مانوسیت ہوتی۔۔۔ الٹا اسے دیکھ کر برے برے

خیالات آرہے تھے۔۔۔ کہ کہیں اسے اکیلا دیکھ

کر۔۔وہ اس کی عزت پر حملہ آور ہو گیا تو۔۔۔

"بریرہ کہاں ہو؟؟..اندھیرا ہوتا جا رہا ہے جلدی آ جاؤ
----مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے" خوف کی شدت
سے وہ پورا پورا لرزنے لگی تھی اب---

"تم فکر نہیں کرو---ہم راستے میں ہیں---بس
پہنچنے والے ہیں---تابش ذرا جلدی گاڑی چلاؤ
نا" بریرہ کی آواز سے ہی فکر مندی جھلک رہی

تھی۔۔۔ جیسے اس کی بھی جان نکل رہی ہو اپنی

بہن کے لیے۔۔

"اسے کس نے کہا تھا اتنے جنگلوں میں جانے

کے لیے۔۔۔ بھلا ایسی ویران جگہوں پر نکاح کون

کرتا ہے؟؟؟"تابش کی غصیلی آواز۔۔۔ زمر فون

سے بھی سن سکتی تھی۔۔۔

"وہ پہلے ہی بہت ڈرئی ہوئی ہے۔۔۔اسے اور مت ڈراؤ۔۔۔"بریرہ اس کی حمایت میں بولی۔۔

"میں اسے ڈرا نہیں رہا میں تو صرف اس کی عقل پر ماتم کررہا ہوں۔۔۔ اور شاباش ہے اس مرد کو بھی۔۔۔ جو اپنی بیوی کو ایسی جگہ پہ چھوڑ کر چلا گیا

ہے۔۔۔" بریرہ سمجھ گئی تھی وہ تابش کو اس وقت

ٹھنڈا نہیں کر سکتی۔۔۔اس کے لیے زمر ایسی ہی

ہے جیسے اس کی اپنی بہن صبغہ۔۔۔

اس کا غصہ ہونا بالکل جائز تھا۔۔۔ وہ بھائی بن

کر سوچ رہا تھا صرف۔۔۔۔

"بریرہ---" زندگی میں بریرہ کو دیکھ کر اسے اتنی خوشی کبھی نہیں ملی تھی جتنی اس لمحے ملی----

وہ بھاگتے ہوئے آکر اس کے گلے لگی تھی---

"تم ٹھیک ہو نا؟؟"تابش نے فوراً ہی سوال کیا۔

-

"جی جی۔۔۔ ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکل کر
گھر پہنچنا ہوگا۔۔۔اس سے پہلے امی صدف کے گھر
پر فون کریں اور ان سے میرے بارے میں
پوچھیں۔۔۔"زمر پریشانی کے عالم میں تیزی سے
گویا ہوئی

"ٹھیک ہے مگر پہلے اپنا یہ دلہن والا حلیہ چینج کرو

۔۔۔ ایسے تمھیں گھر لے کر نہیں جا سکتے۔۔"بریرہ

کے کہتے ہی۔۔۔ اسے اپنے بھاری بھرکم شرارے

کا خیال آیا۔۔۔ جس کا وزن ٹینشن کے سبب اسے

محسوس ہونا ہی بند ہو گیا تھا۔۔۔

وہ عجلت سے اپنا شرارہ چینج کر کے آئی۔ تینوں وہاں سے نکل ہی رہے تھے جب مہروز سامنے سے آتا دکھائی دیا۔۔۔

اسے جھٹکا لگا تھا تابش اور بریرہ کے ساتھ زمر کو جاتا دیکھ۔۔۔ اس کا تو یہی گمان تھا کہ وہ واپس

آئے گا تو وہ اکیلے روتے ہوئے ملے گی گھر

میں۔۔۔

"زمر۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟؟... سوری مجھے بہت

غصہ آگیا تھا۔۔اس لیے میں چلا گیا تھا بعد میں

مجھے راستے میں خیال آیا کہ تم ڈر جاؤ گی

اکیلے۔۔۔تو میں فورا لوٹ آیا۔۔۔" مہروز نے اپنی

گاڑی ان کی گاڑی کے آگے لگا کر راستہ روکا تھا

اور پھر پھرتی سے گاڑی سے اتر کر آیا۔۔۔

تابش بریرہ و زمر بھی گاڑی سے اتر لئے۔۔

وہ پھرتی سے زمر کے پاس آیا تھا۔۔۔اور اس کا

ہاتھ پکڑ کر بڑی فکر جتانے لگا۔۔۔

"بات کچھ بھی ہو۔۔۔ تمہیں اپنی بیوی کو اکیلے اس طرح ویرانے میں چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھا۔۔۔"تابش غصیلے لہجے میں اک اک لفظ جتاتے ہوئے ادا کرنے لگا۔۔۔

"آپ کی تعریف؟؟" اسے عادت نہیں تھی لوگوں کا غصہ برداشت کرنے کی اسی لیے تابش کو دیکھ ---ایک ابرو اچکا کر--- سختی سے استفسار کرنے لگا---

"میں تابش--- زمر کا بھائی" تابش نے اپنا تعارف زمر کے بھائی کے طور پہ کرایا--

زمر اور مہروز کی دوستی انسٹاگرام سے سٹارٹ ہوئی تھی وہ بھی صرف چند ماہ پہلے اور اس دوران ان کی زیادہ بات بھی نہیں ہو پاتی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ یونی کا لڑکا تھا اور اپنی پڑھائی کو لے کر بہت سیریس تھا ۔۔۔اس لیے مہروز زمر کی فیملی کے افراد کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔۔ جب زمر بتاتی

بھی تھی تو وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا تھا۔۔۔یہی

وجہ تھی کے جب تابش نے اپنا نام بتایا اور اپنا

تعارف بھائی کے طور پر دیا تو وہ واقعی اسے زمر کا

سگا بھائی سمجھا اور تھوڑا جھم گیا۔۔۔

"وہ۔۔۔ میں نے کہا ناں میں غصہ ہو گیا تھا۔۔۔

میری بیوی ہے آخر۔۔۔ میری عزت۔۔۔ میں اسے

کیوں چھوڑ کر جاؤں گا اکیلے۔۔۔ اور فکر تھی تبھی تو واپس آیا فورا۔۔۔"

"تمہاری عزت ؟... تبھی چھپ کر نکاح کیا ؟؟"

تابش نے ایک ابرو اچکا کر۔۔ ترچھی نگاہ سے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔

"میں نے چھپ کر نکاح کیا کیونکہ میں زمر کو کھونا
نہیں چاہتا۔۔۔آپ کی بہن میرے لیے بہت
خاص ہے لیکن یہ بات میں کتنا بھی کوشش کر
لوں اپنے والدین کو نہیں سمجھا سکتا۔۔ ابھی میری
پڑھائی چل رہی ہے اس لیے میرے والدین مجھے
شادی کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔۔۔ مگر
جیسے ہی تعلیم مکمل ہوتی ہے نکاح تو ہوا وا ہے

ہمارا۔۔۔میں آجاوں گا رخصتی لینے اپنے والدین کے ساتھ۔۔۔آخر نکاح کیا ہے میں نے۔۔۔اپنی بیوی بنایا ہے۔۔۔اپنی عزت۔۔۔آج کل کے لڑکوں کی طرح نہیں کہ بس ٹائم پاس کرتا پھر رہا ہوں گرل فرینڈ بنا کر۔۔۔" مہروز کی باتیں سن کر جہاں بریرہ اور زمر بالکل مطمئن ہو گئیں تھیں وہیں تابش لب بھینچ گیا۔۔۔

کچھ لمحے ماحول پر خاموشی طاری رہی۔۔۔

"دعا کرتا ہوں جو تم کہہ رہے ہو ویسا ہی ہو کیونکہ

اگر تم رخصتی لینے نہ آئے میری بہن کی تو میرے

گھر میں ڈولی نہ اٹھنے پر اتنا رونا دھونا نہیں ہوگا جتنا

تمہارے گھر میں تمہارا جنازہ اٹھنے پر کہرام مچے

گا۔۔ یاد رکھنا۔۔۔" وہ دھمکی تھی۔۔۔کھلی

دھمکی۔۔۔تابش نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر

آنکھوں میں آنکھیں ڈال کہا۔۔۔اور گاڑی کی

جانب بڑھ گیا۔۔۔بریرہ و زمر بھی فورا پیچھے

گئے۔۔۔

ان کی گاڑی مہروز کے برابر سے ہی گزر کر گئی تھی اب۔۔۔ کالا دھواں اڑاتی ہوئی۔۔۔

اس نے گہرا سانس لیا جیسے بہت سہ غصہ اپنے اندر انڈیلا ہو۔۔۔

"تابش تمہیں اسے جنازے تک کی دھمکی نہیں
دینی چاہیے تھی--- وہ میرا شوہر ہے" گاڑی جب
کافی دور نکل آئی تو زمرا اپنے وجود میں ہمت جمع کر
تابش کی جانب دیکھتے ہوئے خفگی سے بولی--

"زمر کسی خوش فہمی میں مبتلا مت ہونا۔۔۔ آج کل لڑکیوں کی عزت نکاح کر کے لوٹی جا رہی ہے۔۔۔"

تابش لڑکوں کے ساتھ رہتا تھا پورا پورا دن۔۔اس سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا کہ معاشرے میں ہ‍ن۔۔ہ‍گیے زمر کو

چھوٹی بہن ہونے کے ناطے وارن کرنے لگا تاکہ وہ محتاط رہے۔۔۔۔

زمر نے تابش کی بات سنی ضرور تھی لیکن اس کا دل مہروز کو لے کر بڑا مطمئن تھا کیونکہ اس نے کبھی بھی چیٹ پر اسے کوئی غلط بات نہیں کی۔۔۔ کبھی بھی اس سے ملنے آنے کی فرمائش

نہیں کی ۔۔۔ وہ اور لڑکوں جیسا نہیں تھا ۔۔۔ آج

شوہر ہونے کے باوجود اس کے ہاتھ سے غلطی سے

اس کے تھپڑ لگ گیا تھا ۔۔۔ کوئی اور ہوتا تو شاید

کبھی لوٹ کر نہ آتا اس کے لیے لیکن وہ آیا اور نہ

صرف آیا بلکہ تابش اور بریرہ کے سامنے اقرار کیا کہ

وہ نکاح میں ہے اس کے ۔۔۔ اور اس کی بیوی

ہے اس کی عزت ۔۔۔اور ساتھ ساتھ اپنا مسئلہ

بھی بیان کیا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"دروازے سے مت جاؤ۔۔۔ اندر آجاؤ۔۔۔میں

چائے بنا کر پلاؤں گی تو سر میں درد ٹھیک ہوجائے

گا"

بریرہ اچھے سے جانتی تھی کے تابش اگر غصہ ہوتا

ہے تو اس کا بلڈ پریشر ہائی ہو جاتا ہے

اسے غصہ جتنی جلدی آتا ہے اتنی جلدی اتر بھی جاتا ہے لیکن غصہ اترنے کے بعد اس کے سر میں درد شروع ہو جاتا ہے جو پھر چاہے پیے بغیر یا میڈیسن کھائے بغیر نہیں جاتا۔۔۔

تابش تو بس اپنی قیامت خاص کا چہرہ دیکھتا

رہا۔۔۔اس نے نہیں بتایا تھا کہ اس کے سر میں

درد ہو رہا ہے لیکن بریرہ پھر بھی جانتی تھی۔۔۔

زمران دونوں کو خاموشی سے دیکھنے لگی۔۔۔ایک

عجیب سی چبھن تھی جو اسے ابھی بھی محسوس ہو

رہی تھی اپنے دل میں۔۔۔کیا کچھ نہیں سوچا تھا

اس نے۔۔۔کہ وہ اپنے امیر شوہر کا شواف

مارے گی بریرہ کے سامنے۔۔اسے دکھائے گی کہ

تم تو صرف تابش کی گرل فرینڈ ہو۔۔۔ جسے وہ جب

دل چاہے ریپلیس کر سکتا ہے۔۔۔ لیکن میں، میں

تو بیوی بن چکی ہوں ایک امیر آدمی کی۔۔۔ لیکن

اس لمحے جو وہ تابش اور بریرہ کے درمیان کیمسٹری

دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ الگ ہی لیول کی تھی۔۔۔وہ

اس کے اور مہروز کے درمیان کبھی آئی ہی

نہیں۔۔۔یہاں تک کہ نکاح کے بعد بھی محسوس

نہیں کی اس نے۔۔۔

وہ تینوں جب گھر میں داخل ہوئے تو ثومل پھوپھو

بڑا خوش ہو کر زمر کے آکر گلے لگیں جس پر بریرہ و

تابش الجھ کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔۔گھر

کا ماحول بھی کچھ الگ الگ سہ معلوم ہو رہا

تھا۔۔۔سب بڑا خوش نظر آرہے تھے۔۔۔سب کے

چہروں پہ بڑی سی مسکراہٹ تھی جبکہ زرم صوفے

پر بیٹھا ہوا تھا دادی کے ساتھ۔۔۔جس نے نظر

تک نہیں اٹھائی تھی لیکن اس کا چہرہ جو سرخ پڑ رہا

تھا وہ ان دونوں کی نظروں سے اوجھل نہیں رہ سکا

تھا۔۔۔

"بس یہ وہ نہ ہو۔۔۔جو میں سوچ رہا ہوں"تابش

زیر لب آہستگی سے بڑبڑایا جو برابر کھڑی بریرہ نے

سن لیا تھا۔۔۔

"میں بھی یہی دعا کر رہی ہوں۔۔" وہ بھی آہستگی

سے جوابدہ ہوئی۔۔۔

"ارے امی ۔۔۔ گلے ملنے سے کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ مٹھائی کھلائیں ہماری ہونے والی بھابھی کو۔۔۔" وہ علشبہ کے مسرت سے کہے جملے تھے۔۔۔ جسے سنتے ہی زمر پتھر کی بنی ۔۔۔اور تابش و بریرہ پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کو تکنے لگے۔۔۔

"ارے تابش کو تو بٹھاؤ۔۔۔" جب سے بریرہ نے

اپنی والدہ کو بتایا تھا کہ وہ تابش سے محبت کرتی

ہے اور تابش اس سے۔۔۔اور وہ دونوں شادی کرنا

چاہتے ہیں لیکن اس کا ایم بی بی ایس کمپلیٹ

ہونے کے بعد۔۔۔ ساتھ ہی تابش بھی اپنی والدہ

کو ان کے گھر لے آیا تھا۔۔ انہوں نے یاسمین

خاتون اور بریرہ کی دادی کو اعتماد میں لیا۔۔۔کہ وہ

صرف اپنے بیٹے کی پڑھائی مکمل ہونے کا انتظار کر

رہی ہیں۔۔اس کے بعد وہ باقاعدہ اپنی ساس اور

نندوں کے ساتھ آکر بریرہ کا ہاتھ مانگیں گی اور اسے

اپنے بیٹے کی دلہن بنائیں گی۔۔۔تب سے ہی

تابش کو گھر کے اندر یاسمین خاتون نے بالکل

دامادوں والا ٹریٹمنٹ دینا شروع کر دیا تھا۔۔ان

کے ساتھ ساتھ گھر کے باقی افراد بھی تابش کو گھر

کے داماد کی طرح ہی عزت دیتے---دادی بھی

تابش کو بہت پیار سے اپنے پاس بلاتیں اور بٹھاتیں

---جیسے اس وقت بلا کر زرم کے برابر میں بٹھا

رہی تھیں---

زمر کو لا کر اب زرم کے برابر میں بٹھا دیا گیا تھا

۔۔۔ بریرہ خاموشی سے آکر تابش کے صوفے کی

سائیڈ پر (جو کورنر کا حصہ ہوتا ہے) وہاں بیٹھ گئی

تھی ۔۔ اور اپنا بازو اس نے تابش کے کندھے پر ٹکا

دیا تھا۔۔۔

وہ زمر کو شروع سے پسند کرتا تھا اسے تو یقین ہی نہیں آرہا تھا اپنی خوش قسمتی پر۔۔۔ کہنے کو وہ لڑکا تھا مگر پھر بھی شرمگی کے سبب اس کے گال لال ہو رہے تھے۔۔۔

کنکھیوں سے وہ بار بار زمر کو دیکھ رہا تھا جو اس کے برابر میں بیٹھی ہوئی تھی آج اس کے منگیتر کے

روپ میں۔۔۔ سب کچھ ایک خواب سہ ہی

تھا۔۔۔

"یہ لو زرم۔۔۔ انگوٹھی پہنا دو ہماری بھابھی

کو۔۔۔" عتیقہ نے بڑے خوش ہو کر اس کی جانب

انگوٹھی بڑھائی تھی۔۔۔

اگر یہ منگنی عام حالات میں ہو رہی ہوتی تو یقینا بریرہ سب سے آگے ہوتی لیکن چونکہ حالات بہت مختلف تھے اس لیے وہ بہت پریشان ہوکر۔۔۔ چپ چاپ بیٹھے سب کچھ دیکھ رہی تھی۔۔۔

زرم نے بڑے شرماتے ہوئے عتیقہ کے ہاتھ سے انگوٹھی کا باکس لیا۔۔۔۔اور اس میں سے انگوٹھی

نکال کر۔۔۔۔ سب کے سامنے زمر کا نازک و

دودھیائی ہاتھ پکڑ کر۔۔۔انگوٹھی پہنائی۔۔۔

وہ اب پہلے جیسا دبلا پتلا نہیں رہا تھا کافی باڈی بنا

لی تھی اس نے۔۔۔ گھنٹوں گھنٹوں وہ جم میں

گزارا کرتا تھا تاکہ وہ زمر کو پسند آجائے۔۔۔

وہ باڈی بلڈر لڑکا پورا پورا لرز رہا تھا مارے خوشی اور ایکسائٹمنٹ کے۔۔۔

زمر بہت ٹینشن میں تھی لیکن اس کے باوجود وہ زرم کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور کپکپانا محسوس کر سکتی تھی۔۔۔

"میں دنیا کی شاید پہلی ایسی لڑکی ہوں جس کا نکاح

اور منگنی دونوں ایک ہی دن ہوئے ہیں وہ بھی

الگ الگ لڑکوں سے--- یہ کہاں پھنس گئی میں

؟؟... اوپر سے یہ زرم کا بچہ کیا سوچ کر لایا

میرے لیے رشتہ---نہ اس کے پاس پیسہ ہے نہ

خوبصورت شکل --- ہونہہ --- اور میرے ماں

باپ کیسا خوش ہو رہے ہیں--- جیسے کسی

شہزادے کے ساتھ باندھ رہے ہوں مجھے ---" زمر

زیر لب کڑکڑائے چلی جا رہی تھی سب کو خوش دیکھ

کر---

اس لڑکی کو واقعی سمجھ نہیں آرہا تھا اتنا خوش

ہونے کی ضرورت کیا ہے؟...زرم کون سہ کوئی

شہزادہ ہے کہیں کا یا اس کے پاس کون سہ

لاکھوں کروڑوں کی جائیداد پڑی ہے--- نہ تو وہ

تابش کی طرح ڈاکٹر ہے اور نہ ہی طیبہ کے بوائے

فرینڈ کی طرح بہت بڑا بزنس مین اور نہ ہی اس کے

اپنے شوہر مہروز کی طرح انجینئرنگ کا

سٹوڈنٹ---

وہ تو صرف ایک آرٹس کا سٹوڈنٹ ہے جو ایم اے

کر رہا ہے اردو میں۔۔۔ اور رائٹر بننے کا خواب دیکھتا

ہے۔۔۔ اور وہ جانتی ہے کوئی رائٹر وائٹر نہیں بننا

اس نے آگے جا کر۔۔۔ کچھ وقت بعد اپنے والد کی

الیکٹرانک ائٹم کی شاپ پر بیٹھا ہوگا اور چیزیں بیچ رہا

ہوگا۔۔۔ اس سے زیادہ کوئی فیوچر نہیں ہے اس

کا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"آپ نے مجھے کہا تھا۔۔۔آپ مجھے ماڈلنگ کے

پیسے دیں گی۔۔ اور یہ دیکھیں۔۔۔یہ کیا پکڑایا ہے

آپ نے مجھے۔۔۔ گفٹ واچر۔۔میں اس کا کیا

کروں گی؟؟..مجھے نہیں چاہیے یہ۔آپ مجھے پیسے

دیں جس کی ہماری بات ہوئی تھی۔۔۔" وہ لڑ رہی تھی پیسے نہ ملنے پر۔۔۔

" لڑکی جاہلوں کی طرح شور مت مچاؤ۔۔۔ باہر کسٹمرز بیٹھے ہوئے ہیں" وہ فیشن ڈیزائنر مغرور لہجے میں دانت پیستے ہوئے بولی۔۔

"میں نے آپ کے برانڈ کے لیے کام کیا

ہے۔۔۔آپ کا فرض بنتا ہے مجھے پیسے دینے

کا۔۔۔ ہماری بات پیسوں کی ہوئی تھی۔۔۔اب

آپ مجھے یوں جاہل عورت کہہ کر۔۔۔چپ نہیں

کرا سکتیں۔۔۔"وہ حلق کے بل چیخنے لگی تھی

۔۔۔اور کیونکر نہ چیختی۔۔ صبح سے بھوکی تھی

وہ۔۔۔ایک سوکھا بن تک کھانا نصیب نہیں ہوا تھا

اسے ---پیسے ہی نہیں تھے--- نہ اپارٹمنٹ کا کرایہ بھرنے کے اور نہ ہی اپنا گزر بسر کرنے کے---

ابھی بھی یہ پیٹ کی آگ ہی تھی جس نے اسے یہاں لا کر کھڑا کیا تھا---ورنہ وہ کب ہمت کر

پاتی تھی ایسے بڑے لوگوں کے سامنے آکر پیسے
مانگنے کی ---

وہ جب بھی اپنی پیمنٹ مانگنے کے لیے کال کرتی
--- یہ لوگ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر ٹال
دیتے --- زیادہ تر برانڈز کا یہی حال تھا --- یہی
وجہ تھی کہ کام تو اسے مسلسل مل رہا تھا لیکن

آمدنی گھر میں ایک روپیہ نہیں آ کے دے رہی

تھی۔۔۔

کافی لڑائی کے بعد جا کر اسے تھوڑے سے پیسے پکڑا

دیے گئے تھے باقی کا بعد میں دیں گی یہ کہہ کر

اسے آفس سے نکال دیا تھا۔۔۔وہ اپنے پیسوں کو

سینے سے لگائے روتی ہوئی اب روڈ پر چل رہی تھی۔۔۔

اسے چکر آنے لگے تھے۔۔۔ ارد گرد سب گھومتا ہوا دکھائی دینے لگا۔۔۔

"ہیلو--- ہیلو--- یہ مین روڈ ہے میڈم---

گارڈن نہیں ہے آپ کا---" طیبہ بے خوف ہو

کر--- چکراتے ہوئے سر کے ساتھ جب چلتے روڈ

کو کراس کرنے لگی تو ایک گاڑی والے نے اسے

چیخ کر کہا---

اس نے یوں ہی پلٹ کر دیکھا۔۔۔اس کے دیکھتے

ہی گاڑی کی لائٹ ڈائریکٹ اس کے چہرے پر

پڑی جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں چندھیا

گئیں۔۔۔اور وہ نہ دیکھ سکی۔۔۔لیکن گاڑی میں

پیسنجر سیٹ پر بیٹھے ہوئے خوبرو نوجوان نے اس کا

چہرہ دیکھ لیا تھا تب تک۔۔۔وہ بہت ادھ مری سی

حالت میں نظر آرہی تھی۔۔۔مقابل فوراً اپنے

ڈرائیور کو ڈانٹتا ہوا گاڑی سے نکلا۔۔۔

"طیبہ۔۔۔۔"

وہ نوجوان پھرتی سے اس کی جانب آیا تھا۔۔۔لیکن ابھی اس نے اس کا ہاتھ پکڑا ہی تھا کہ طیبہ اسی کی باہوں میں جھول گئی۔۔

"روماں۔۔۔ میں یہاں مرنا نہیں چاہتی۔۔۔" وہ غنودگی کے عالم میں تھی جب اسے دھندلا سہ

رومان کا چہرہ نظر آیا۔۔ اور وہ بے اختیار روتے

ہوئے کہ اٹھی---

#جاری_ہے ♡

السلام علیکم---

مجھے یہ بتاتے ہوئے بہت دکھ ہے--- کہ اس
ناول میں جو آپ نے کاشف کا کردار پڑھا وہ بالکل
حقیقت پر مبنی تھا--اور اس حادثے کو ابھی
صرف کچھ ماہ ہی ہوئے ہیں۔اللہ کاشف کی
مغفرت فرمائے اور اس کے درجات بلند کرے اور
اس کے گھر والوں کو صبر دے۔(آمین)--- مجھے
تو یہ سوچ کر ہی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں کے وہ

عین پیپر والے دن ہارٹ اٹیک سے انتقال
کرگیا---کتنا ڈپریشن میں ہوگا وہ جوان
بچہ 💔----

سوال بس یہ ہے --- کہ کاشف کے انتقال کے
بعد--- کسی کو یہ خیال آیا ابھی تک --- کہ
غریب بچوں کے لیے بھی کوئی انتظام کیا جائے

تاکہ وہ بھی اچھی یونیورسٹی سے ایم بی بی ایس کی ڈگری لے سکیں---💔--

پلیز چمکتی آنکھوں کے خوابوں کا خیال کریں---

🦋🦋🦋🦋

"اچھا ہوا تمھیں ہوش آگیا۔۔۔ورنہ مجھے تو لگا تھا
تمہارا اوپر کا ٹکٹ کٹ گیا۔۔ میں نے تو گورکن سے
رابطہ کرنے کا بھی سوچ لیا تھا"

وہ ہوش میں آئی تو خود کو ہسپتال کے ایک بیڈ پر
پایا۔۔۔ کمرہ اے سی والا ہے اس بات کا احساس
اسے کمرے کی ٹھنڈک نے پہنچایا تھا۔۔۔۔اس

نے فورا ہی اپنے اردگرد نظر دوڑائی ---وہ اے سی

والے روم میں تھی اور سب سے پہلی چیز جو اس

کے دماغ کو کلک کی---وہ یہ تھی کہ وہ پیسے

کیسے بھرے گی اس وی ائی پی کمرے کے---

ابھی وہ یہی سوچ کر پریشان ہو رہی تھی جب

کمرے کا دروازہ کھلا اور سامنے سے رومان مسکراتے

ہوئے کہتا داخل ہوا---

"تم مجھے کسی سستے سے ہسپتال میں بھی لے جا سکتے تھے۔۔۔ اتنے مہنگے ہاسپٹل میں کیوں لے آئے ہو؟؟" طیبہ پریشان ہو کر تیزی سے استفسار کرنے لگی۔۔۔

"کیونکہ مجھ جیسا بڑا سٹار اچھا نہیں لگے گا ناں سستے ہسپتالوں میں دھکے کھاتے ہوئے۔۔۔فی الحال۔۔۔پیسوں کی ٹینشن چھوڑو اور اپنی بتاؤ۔۔۔ اب کیسا فیل کر رہی ہو؟؟..."اس کے ہاتھ میں فروٹس اور پھول تھے جنہیں وہ اس کی سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے۔۔۔نرمی سے پوچھنے لگا۔۔۔

"کافی بہتر---" وہ رومان کا حسین چہرہ

دیکھ---اب بے فکر ہو کر---نرمی سے جوابدہ

ہوئی---

"ویسے مجھے بڑی حیرت ہوئی تمہیں میرا نام یاد

ہے---جب کہ ہم تو صرف ایک ہی بار ملے ہیں"

رومان ان دنوں فلم کی شوٹنگ کر رہا تھا۔۔۔ جس کے لیے اس نے وزن بھی کافی کم کیا تھا، باڈی بنائی تھی اور فائٹنگ بھی سیکھی تھی۔۔۔ اور ان سب کے ساتھ ساتھ وہ پڑھ بھی رہا تھا۔۔۔

اس کی لائف اتنی مشکل تھی ان دنوں کہ شاید ہی کوئی یاد رہ سکے۔۔۔

اپنی فلم کی شوٹنگ کے لیے وہ دبئی گیا تھا وہاں پر

ایک پارٹی میں اسے طیبہ ملی ۔۔ جیسے اور ماڈلز اپنے

پاور فل رابطے بنانے کے لیے خود بڑے بڑے

لوگوں سے کانٹیکٹ کرتی ہیں۔۔۔ ان پارٹیز میں آ

کر خود ان کے قریب آتی ہیں۔۔۔ خود انہیں موقع

فراہم کرتی ہیں قربت کے---ایسے ہی طیبہ کر
رہی تھی جب اس کی ملاقات رومان سے ہوئی---

"کیوں یاد نہیں ہوگی--- پہلی بار ایسی لڑکی دیکھی
تھی جس نے خود سامنے سے آکر پہلے اپروچ کیا
---اور پھر کمرے میں جانے کے بعد کہتی
ہے---کہ مجھے ٹچ مت کرو--- میں ایسی لڑکی

نہیں ہوں۔۔۔" وہ مضحکہ خیز انداز میں کہتا

۔۔۔سامنے والی چیئر پر بیٹھا تھا۔۔۔

"میں بہت ڈر گئی تھی۔۔ وہ میرا فرسٹ ٹائم

تھا۔۔۔" طیبہ کے گال اس کی بات سنتے ہی

سرخ پڑ گئے تھے۔۔۔وہ شرمندگی سے نظر جھکا کر

۔۔۔۔اب آہستگی سے وجہ بتانے لگی۔۔۔

"اور اب ایکسپرٹ ہو؟" وہ ایک آنکھ ونگ کر۔۔
شرارت سے پوچھنے لگا۔۔۔

وہ دونوں جس فیلڈ سے وابستہ تھے وہاں یہ بالکل
عام باتیں تھیں۔۔۔

"نہیں ہوں۔۔۔ تب ہی تو اس حال میں ہوں۔۔

"وہ آہستگی سے کہتی ۔۔۔ اب اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگی۔۔۔

اسے اپنے اردگرد ایک جال محسوس ہوتا تھا جس میں وہ پھنس کر رہ گئی تھی۔۔۔

"جب تم یہ سب کرنا ہی نہیں چاہتی--- تو کیوں

ہو یہاں پر؟؟...میں تمھیں دیکھ کے بتا سکتا

ہوں--- تم اپنی مرضی سے نہیں ہو یہاں---

"رومان اس لڑکی کا چہرہ پڑھ رہا تھا جس پہ سوائے

تھکن، مایوسی، افسردگی اور نا امیدی کے کچھ نہ

تھا---

"کوئی زبردستی کروا رہا ہے تم سے یہ سب؟؟

"مقابل نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو وہ سیدھا ہو کر بیٹھتے۔۔۔ گمبھیر لہجے میں استفسار کرنے لگا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ نہیں تو۔۔۔" وہ بتانا نہیں چاہتی تھی اور مقابل فورس نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ کیونکہ ان کے درمیان دوستی تک کا رشتہ نہیں تھا وہ تو صرف

ایک ملاقات کی وجہ سے ایک دوسرے کو جانتے تھے۔۔۔ اور وہ ملاقات ہوئی بھی ایسے حالات میں تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو بھول نہیں سکے تھے۔۔۔

کہاں ملتی ہیں ایسی ماڈلز دبئی کی پارٹیز میں جو کمرے میں جاتے ہی رونا شروع کر دیں کہ انھیں

ٹچ نہ کیا جائے۔۔۔اور پھر کہاں ملتے ہیں ایسے

ہائی پروفائل لڑکے کے ایک حسین لڑکی کے

کمرے میں موجود ہونے پر بھی اوندھے منہ ہو کر

بیڈ پر پڑ جائیں اور پلٹ کے پھر نہ دیکھیں۔۔۔

"اگر تم کہہ رہی ہو تو مان لیتا ہوں۔۔۔" وہ سنجیدگی

سے کہتے ہوئے کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

"یہ میرا کارڈ ہے۔۔۔کوئی بھی پرابلم ہو تو تم مجھ سے رابطہ کر سکتی ہو۔۔۔" اپنا کارڈ اس کی سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر۔۔۔وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے نکلا۔۔۔

ابھی وہ کمرے سے نکلا ہی تھا کہ اس کے سیل پر

کال آنے لگی۔۔۔

"بلڈوزر کالنگ" سیل کی اسکرین پر نام چمکتا

دیکھ۔۔۔اس کے ہونٹوں کے کناروں پر اسمارٹ

مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔۔

"ہیلو۔۔" بھرم دار لہجہ۔۔۔

"ہیلو رومان۔۔" دوسری جانب سے نرم آواز اس

کے کانوں کی سماعت سے ٹکرائی

"جی بات کررہا ہوں۔۔۔"نہایت تہذیب بھرا

لہجہ۔۔۔

"زیادہ میرے سامنے ناں تمیزدار نہ بنا کرو تم--"

مانا اسے دیکھ نہیں رہا تھا مگر جانتا تھا کس طرح وہ ترچھی آنکھیں کر کے بول رہی ہوگی یہ جملہ---

"تم کام بولو---وقت نہیں ہے میرے پاس---" بڑی فرصت سے اپنا الٹا ہاتھ پاکٹ میں

ڈال کر۔۔۔ریلنگ کے پاس کھڑا ہوتا۔۔۔باہر گارڈن میں جھانکتے ہوئے۔۔۔ بڑی مشکل سے اپنی مسکراہٹ روکتے ہوئے گویا ہوا۔۔

"زیادہ نا اپنی ہیروگری مجھے مت دکھاؤ۔۔۔میں نے بھی سوچ لیا ہے سی ایس ایس کے امتحان دینے کا۔۔۔اور جیسے ہی دے دوں گی نا۔۔۔ پھر دیکھنا

تم جیسے کتنے ہی ہیرو روز میرے سامنے لائن میں

لگ کر ہیلو میم کہہ کر سلوٹ مار رہے ہوں

گے۔۔۔ ہونہہ۔۔۔۔" وہ نہیں دیکھ رہا تھا

اسے۔۔۔ مگر خواہش تھی کہ وہ سامنے ہوتی

۔۔۔اور وہ دیکھتا۔۔۔ مقابل کیسے بڑی اداؤں کے

ساتھ اپنے بالوں کو جھٹکے سے پیچھے کر۔۔۔اترا کر

یہ جملے ادا کر رہی ہوگی۔۔۔

"او انٹی۔۔۔۔ کچھ زیادہ اڑنے نہیں لگ گئی

تم؟؟۔۔۔ تھوڑا نیچے نیچے رہو۔۔۔وزن زیادہ ہے اڑ

نہیں پاؤ گی۔۔۔اور میں بھی نہیں ہوں جو سنبھال

سکوں"وہ شرارت سے چھیڑنے لگا۔۔۔

"ہونہہ ---- تمہاری ضرورت ہے بھی کسے

---میرا تابش ہے مجھے سنبھالنے کے لیے" بریرہ

مغرور سے لہجے میں بولی ---جس پر مقابل فورا

سیدھا ہوا ---اس کا ہاتھ بھی پاکٹ سے نکل آیا

تھا---چہرے کی مسکراہٹ بھی غائب ہوئی---

"تابش ؟؟ ... اب یہ نمونہ کون ہے ؟؟..."

"اوے۔۔۔ تمیز سے۔۔ جیجا ہے تیرا ہونے

والا۔۔۔ منگنی ہونے والی ہے جلدی ہماری

۔۔۔بس اس کی پڑھائی مکمل ہونے کا انتظار

ہے۔۔۔" بریرہ خاصہ مسرت بھرے لہجے میں

بتانے لگی۔۔۔

"یہ کہاں سے آیا اچانک ؟؟"وہ نہیں جانتا کیوں---لیکن اس کے کانوں کو بریرہ کے جملے اچھے نہیں لگے تھے---

مقابل نے اس کی آواز کو سنجیدہ ہوتے محسوس کیا---

"کیا مطلب کہاں سے آیا؟... شروع سے تھا---میری گلی میں ہی رہتا ہے"

"مگر تم نے کہا تھا----تمہارا کوئی بوائے فرینڈ نہیں---" یہ جملہ ادا کرتے وقت اس کے لہجے میں کس قدر غصہ اور احتجاج ابھر آیا تھا شاید اسے خود بھی خبر نہیں---

"اوئے بوائے فرینڈ شوائے فرینڈ نہیں بناتے ہم لوگ۔۔۔شادی کرتے ہیں ڈائریکٹ ۔۔۔وہ میرا دوست ہے ابھی۔۔۔اوراس نے میرے گھر والوں سے بات کر رکھی ہے شادی کی۔۔۔بس۔۔۔"

"بوائے فرینڈ اسے ہی کہتے ہیں--"وہ جل کر جتاتے ہوئے بولا---

"جی نہیں بوائے فرینڈ گرل فرینڈ کے نام پہ جو لڑکا لڑکی غلط رشتہ رکھتے ہیں---ہمارے درمیان ایسا کچھ نہیں ---ہم صرف دوستوں کی طرح ملتے ہیں اور بات کرتے ہیں --- ایک منٹ --- میں یہ

پوری ڈیٹیل تمہیں کیوں بتا رہی ہوں ۔۔۔ تم
میرے باپ نہیں لگتے۔۔۔" پہلے تو وہ اسے
وضاحت دینے لگی ۔۔ لیکن پھر اسے اچانک خیال
آیا کہ وہ اسے وضاحت کیوں دے رہی ہے؟؟
۔۔۔ وہ نہ تو اس کا باپ ہے نہ بھائی ۔۔۔ وہ اپنی
زندگی میں سیاہ کرلے یا سفید کرلے وہ مقابل کو
جوابدہ نہیں۔۔۔

"اوکے۔۔۔ بعد میں بات کرتا ہوں۔۔۔مجھے ابھی بہت کام ہے" اس نے یک دم کہتے ہی کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔۔ مزید مقابل کی کوئی بات تک نہ سنی۔۔۔

" اف یہ پاگل لڑکا۔۔۔ میری بات بھی نہیں سنی

اس نے۔۔۔" وہ اب بار بار کال کر رہی تھی مگر

مقابل نے ریسیو نہ کی۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"رومان کال ریسیو کرو۔۔۔کیا ہو گیا ہے؟؟۔۔۔"

"رومان انٹی نے سیلری نہیں بھیجی ہے اس مہینے 11 تاریخ ہو گئی ہے وہ تو پانچ تک بھیج دیتی ہیں۔۔۔ پلیز چیک کرو نا کیا مسئلہ ہوا ہے۔۔۔"

"رومان دو دن ہو گئے ہیں۔۔۔میں مسلسل تمھیں کالز و میسجز کر رہی ہوں۔۔ تم ریپلائی کیوں نہیں کر رہے؟؟؟"

"رومان۔۔۔ پلیز ریپلائی کرو۔۔۔میں پریشان ہوں۔۔۔"

"ہوا کیا ہے ؟؟... میری کوئی بات بری لگ گئی تمھیں؟؟... اچھا سوری کم از کم فون تو اٹھاؤ یار ---ہم بات کر لیتے ہیں---"

"رومان ایک ہفتہ گزر چکا ہے--- وہ پیسے میرے لیے بہت ضروری ہیں--- تم کیوں نہیں سمجھ

رہے۔۔۔ان سے میری ماں کی دوائی آتی ہے اور

میرا اور میری ماں کا خرچہ چلتا ہے۔۔"

اس نے ایکسرسائز کرنے کے بعد ٹاول سے اپنے

پسینے صاف کرتے ہوئے جیسے ہی سیل ہاتھ میں

لیا۔۔۔سب سے پہلا میسج دشمن جاں کا موصول

ہوا۔۔۔جسے پڑھنے کے بعد وہ مزید اگنور نہ کر

سکا۔۔۔اور اپنی والدہ کو کال ملائی کہ وہ اسے پیسے بھیج دیں۔۔۔

عروج بیگم کے سمجھ نہیں آتا تھا وہ لڑکا پیسے رک واتا ہی کیوں ہے۔۔۔جب دوبارہ کال کر کے بھیجنے کا کہنا ہوتا ہے۔۔۔ایسا بھی نہیں کہ دو تین بار ہوا ہو صرف۔۔۔ ہر دو مہینے بعد۔۔۔وہ یہ عمل

لازمی کرتا تھا۔۔۔ لیکن یہ آخری بار تھا جو اس نے

ایسا کیا۔۔۔ اس کے بعد پورا سال گزر گیا

۔۔۔رومان نے پھر کبھی اس کے پیسے نہیں

رکوائے۔۔۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا پیسے ملتے رہیں گے تو وہ

بے مروت لڑکی کبھی کال نہیں کرئے گی۔۔۔

اور ہوا بھی ایسا ہی۔۔۔اس نے کبھی جھوٹے منہ

بھی کال کر کے طبیعت نہ پوچھی۔۔۔۔

ایک سال تھوڑی سی بات چیت کر کے۔۔۔اور

ایک سال مکمل قطع تعلقی کے ساتھ گزرا تھا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"آپی---"

آج دو سال بعد پھر گھر میں کہرام مچا ہوا تھا---

پھر عائشہ کے شوہر نے اس پہ ہاتھ اٹھایا تھا---

اور اس بار تو بالکل جانوروں کی طرح مارا تھا

اسے---

اس کے جسم کا ایسا کوئی حصہ نہیں تھا جہاں تشدد کے نشانات نہ ہوں--

وہ طلاق نہیں چاہتی تھی ابھی بھی---اسی لیے گھر والوں کے لاکھ کہنے کے باوجود بھی اس نے پولیس کیس نہیں کروایا اپنے سسرالیوں پر---

وہ لڑکی اتنا مار کھانے کے باوجود بھی اپنا گھر بچا رہی

تھی۔۔۔ کیونکہ اسے پتہ تھا اس کا بیٹی کا ساتھ

ہے۔۔۔ مگر اس کی والدہ نے صاف کہہ دیا

تھا۔۔۔ وہ اپنا دماغ بنا لے۔۔۔ اب اسے واپس

نہیں بھیجیں گی اس جانور کے پاس مرنے کے

لیے۔۔۔

کیونکہ شروع میں تازی تازی مار تھی۔۔ جسم گرم
تھا۔۔۔تو اسے اتنا احساس نہیں ہوا تھا لیکن گھر
آنے کے بعد جب تکلیفیں ابھرنا شروع ہوئیں تو
جسم کا ایسا کوئی حصہ نہیں تھا جو اس کا تکلیف
میں نہ ہو۔۔۔

اس کے بال پکڑ پکڑ کے جو اس کا منہ لوہے کی گرل سے مارا گیا تھا۔۔ اس کی وجہ سے اس کے ہونٹ پھٹ گئے تھے اور سائڈ کے سارے دانت ہل کر رہ گئے تھے۔۔۔۔ وہ کچھ کھا پی بھی نہیں پا رہی تھی۔۔۔ بال کھینچے جانے کے سبب گردن کی نسیں بھی کھنچ گئی تھی جس کی وجہ سے ڈاکٹر

نے کہا تھا اسے مہروں کا مسئلہ ہو سکتا ہے آگے

جا کر اب۔۔۔

ہر روز پورے جسم کی تھیراپی کے لیے اسے ہسپتال

لے جایا جاتا۔۔۔اس مارپیٹ کے نتیجے میں اس

کے ہاتھ کے ٹشو تک پھٹ گئے تھے جس کے

سبب وہ کوئی کام بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ہر

وقت بس لیٹی رہتی یا زیادہ سے زیادہ نماز پڑھ لیتی۔۔۔اپنی بیٹی کو بھی وہ نہیں سنبھال پا رہی تھی۔۔۔اسے ہوش ہی کب آتا تھا۔۔۔ ہر وقت دوائیوں کے زیر اثر رہتی۔۔۔

کہنے کو ایک مہینہ گزر گیا تھا لیکن وہ اس قدر کرب اور اذیت سے گزر رہی تھی کہ اس کا دماغ کام

کرنا بند ہو گیا تھا۔۔۔ وہ ایک ایک گھنٹہ ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ جانماز پر ہی بیٹھی رہتی۔۔۔ وہ بھی ایک ہی حالت میں۔۔۔

جب اس کے سسرال والوں نے دیکھا کہ دو مہینے گزر گئے ہیں اور عائشہ واپس نہیں آرہی۔۔۔ تو وہ

بات کرنے کے بہانے آئے۔۔۔ اور اس کی بیٹی
چھین کر لے گئے۔۔۔۔

وہ ماں تڑپتی اور بلکتی سی رہ گئی تھی۔۔۔ اب نہ
دن کا ہوش تھا نہ رات کا۔۔۔ وہ تو زندہ لاش بن
کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

"آپی---کتنی دیر سے بیٹھی ہو ایک جگہ ---چلو

اٹھو---پاؤں سن ہو چکے ہوں گے تمہارے---"

بریرہ نے جب اس کا ہاتھ تھام کر اسے جانماز سے

اٹھایا---تو باقاعدہ وہ چیخ رہی تھی---اس کے

پاؤں مکمل سن ہو چکے تھے--

عائشہ کا سب بہت خیال رکھ رہے تھے ۔۔۔ بس

ایک وہی تھی ۔۔۔ جسے اپنا کوئی خیال اب باقی نہ

بچا تھا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

زندگی چلتے رہنے کا نام ہے--- وہ کسی کے لیے

رکتی تھوڑی ہے--- پھر چاہے آپ کا دل کسی

کے لیے کیوں نہ رک گیا ہو--- آپ کے لیے

وقت کیوں نہ تھما ہوا ہو اب تک---

وہ عتیقہ تھی جس کی آج بارات تھی--- دلہن بنتے

وقت بھی اس کا آخری میسج جانشیر کو ہی گیا تھا

---کہ آج میری بارات ہے--- کم از کم میری شادی کے کسی ایک فنکشن میں تو شرکت کر کے دوست ہونے کا ثبوت دیتے--- مگر ہر بار کی طرح اس کے میسج کا کوئی ریپلائی نہیں تھا---

"ہال پہنچ گئے آپی" وہ زرم کی خوشی سے کھنکتی ہوئی آواز تھی--- جو اس کے کانوں کی سماعت

سے ٹکرائی۔۔۔ سب بہت خوش نظر آرہے تھے۔۔۔

صرف ایک وہی تھی جس کا دل مردہ تھا۔۔۔ اسے

ابھی تک کوئی خوشی محسوس ہی نہیں ہو رہی تھی

۔۔ہال پہنچنے کا سن کر اس نے ایک بار سامنے کی

جانب دیکھا اس ہال کو جہاں سے کچھ وقت بعد

اس نے رخصت ہونا تھا۔۔۔اور پھر واپس اپنے

موبائل کی اسکرین کو۔۔۔جہاں جانشیر کی تصویر

تھی۔۔۔

اس نے آخری بار اس کا واٹس ایپ کھول کر دیکھا

۔۔۔۔ابھی بھی کوئی میسج نہیں تھا۔۔۔افسردگی،

رنج ،دکھ۔۔۔ ہر وہ جذبہ جو اس کے دل میں تھا

آنکھوں سے آنسو بن کر بہہ نکلا۔۔۔۔

"ارے ارے۔۔ رو نہیں۔۔۔ میک اپ خراب ہو جائے گا۔۔۔ابھی تو رخصتی میں بہت وقت ہے۔۔۔"علشبہ اسے چپ کرانے لگی۔۔۔ ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے موبائل لے لیا تھا۔۔۔۔

علشبہ نے ایسا ہی ظاہر کیا جیسے پتہ ہی نہ ہو

کہ وہ کیوں رو رہی ہے---

علشبہ اور زمر نے مل کر اسے کار سے اتارا تھا

شرارہ پکڑ کر-- علشبہ اسے لے کر آگے چل دی

تھی زمر بھی جانے لگی تو اس کا ہاتھ انجانی گرفت

میں محسوس ہوا--- اس نے فورا ہی پلٹ کر پیچھے

دیکھا۔۔۔اگلے پل ۔۔۔ زرم کو شرمیلی سی

مسکراہٹ کے ساتھ خود کو تکتا ہوا پایا۔۔۔

ثومل پھوپھو نے زمر کو ہونے والی بہو ہونے کے

ناطے علشبہ اور عتیقہ کے ساتھ ہی پارلر بھیجا تھا اور

اس کا آج کا ڈریس بھی انہی کی جانب سے

تھا۔۔۔

وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی وائٹ کلر کی میکسی میں۔۔۔۔اتنی خوبصورت کہ زرم کی آنکھیں نہیں ہٹ رہی تھی اس پر سے۔۔۔

" گاڑی میں بیٹھو" زرم نے آہستگی سے کہہ کر۔۔۔گاڑی کا ڈور اس کے لیے کھول دیا تھا۔۔۔

اس نوجوان کی بات سنتے ہی زمر کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔۔۔

" جلدی بیٹھو اس سے پہلے کوئی آئے " وہ رازدارنہ آواز میں سرگوشی کرنے لگا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ کوئی دیکھ لے گا۔۔" گھبرا کر کہتی وہ تیزی سے ایک قدم پیچھے ہوئی۔۔۔ اور ساتھ ہی اس کی کلائی سے اپنا ہاتھ چھڑانے لگی۔۔۔

"اتنا ڈر کیوں رہی ہو زمر؟؟.. میں تمہارا کزن ہوں اور منگیتر بھی۔۔۔ صرف اپنے ہاتھ سے گجرے

پہنانا چاہتا ہوں تمہیں" زمر کو خود سے یوں ڈرتا

دیکھ۔۔۔ اس نے فوراً اپنی نیت کا اظہار کیا۔۔

وہ اسے ڈرانا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

"تم مجھے دے دو۔۔۔ میں خود پہن لوں گی"

"مگر"

"پلیز۔۔۔" زمر اس سے اپنا ہاتھ مسلسل چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اس لیے مزید اسے فورس کرنا زرم کو ٹھیک نہ لگا۔۔۔اور اس نے آہستگی سے ہاتھ چھوڑ دیا۔۔۔

گجرے جو گاڑی میں رکھے ہوئے تھے---انھیں

نکال کر اس کے آگے مایوسی کے ساتھ بڑھا دیا

---جنھیں لے کر وہ تیزی سے اندر کی جانب

بھاگ گئی---

جب کہ مقابل اس کے بھاگنے کی سپیڈ دیکھ کے مسکرایا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

اپنے ساتھ ہوئے حادثوں کے بعد آج پہلی بار عائشہ لوگوں کے بیچ آکر بیٹھی تھی ۔۔۔

کوئی اسے نہیں دیکھ رہا تھا شاید۔۔۔ لیکن اسے یہی

گمان ہو رہا تھا کہ سب اسے ہی دیکھ رہے ہیں

۔۔۔اس کے بارے میں ہی باتیں کر رہے ہیں

۔۔۔ اسی کا مذاق اڑا رہے ہیں۔۔۔ اوپر سے وہ

جب عورتوں کی گود میں بچوں کو دیکھ رہی تھی تو

اس کا دل اپنی بیٹی کے لیے تڑپ رہا تھا۔۔۔

اس سے نہیں دیکھا جا رہا تھا یہ سب کچھ۔۔۔اس کی حالت خراب ہونے لگی تھی۔۔۔دل گھبرانے لگا تھا۔۔۔ سانس لینے میں جیسے مشکل ہو رہی ہو۔۔۔

"عائشہ ۔۔ کیا ہوا؟؟... تم ٹھیک ہو؟؟..." وہ سب سے کونے والی ٹیبل پر بیٹھی اپنے دل کے

مقام پر ہاتھ رکھ ---گہرے گہرے سانس لے رہی تھی---- جب زمر نے اسے دیکھا اور فکر مند ہو کر فورا پوچھنے آئی---

"مجھے گھر جانا ہے---پلیز---مجھے گھر چھوڑ وا دو---"

ہر کوئی کتنا خوش تھا وہاں۔۔ سب کے پاس بچے تھے شوہر تھے ایک مکمل زندگی۔۔اور جن کے پاس یہ سب نہیں تھا ان کے پاس روشن مستقبل کے خواب تھے مگر اس کے پاس کیا تھا؟؟.... کچھ بھی نہیں۔۔ کچھ بھی تو نہیں ---

نہیں دیکھ پا رہی تھی لوگوں کی خوشیوں کو۔۔۔اسے تکلیف ہو رہی تھی۔۔۔شدید تکلیف۔۔۔اس کا دل گھبرا رہا تھا لوگوں کی خوشیوں کو دیکھ دیکھ کر۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔اس کے ہاتھ لرز رہے تھے۔۔۔

اگر سگی پھوپھو کی بیٹی کی شادی نہ ہوتی تو وہ کبھی

عائشہ کو یہاں لاتے بھی نہیں۔۔۔ مگر پورا گھر آرہا

تھا۔۔۔ اکیلا اسے کس کے پاس

چھوڑتے؟؟؟... پھر پھوپھو نے بھی بار بار اس کو

لانے کا کہا تھا۔۔۔تاکہ اس کا دل بہل جائے

ورنہ اکیلے کمرے میں بیٹھ کر اس نے سوائے

رونے کے اور کیا کرنا تھا۔۔۔

"اچھا تم رو نہیں۔۔۔ میں رافع کو فون کرتی

ہوں۔۔۔وہ تمھیں گھر لے جائے گا۔۔۔" زمر بار

بار رافع کو کال کرنے لگی مگر کال ریسیو ہی نہ

ہوئی۔۔۔

"زرم۔۔۔ ادھر آنا۔۔۔" زرم وہیں سے گزر رہا تھا جب اسے دیکھ کر زمر نے فورا بلایا۔۔۔

"عائشہ کی طبیعت خراب ہو رہی ہے۔۔۔ اسے گھر جانا ہے۔۔۔کیا چھوڑ کر آ جاؤ گے ہمیں؟؟"

زمر خود بھی گھر چلی جانا چاہتی تھی چونکہ سب اسے

بہت زیادہ وی آئی پی ٹریٹمنٹ دے رہے تھے

خاص طور پہ زرم کے ددھیال والے۔۔۔وہ ان کی

ہونے والی بہو تھی اور کنوارا سمدِھیانہ تھا۔۔۔تو

بہت زیادہ پوچھا جا رہا تھا اسے۔۔۔ زرم کے سارے

(ددھیال سائیڈ والے) کزنز کی تو زبان ہی نہیں

تھک رہی تھی اسے بھابھی بھابھی کرتے ہوئے۔۔

اگر عام حالات میں ایسا ہوتا تو یقینا اس کے پاؤں زمین پہ نہ ٹک رہے ہوتے ۔۔۔ اور وہ اترائے اترائے پھر رہی ہوتی۔۔۔ لیکن اب بات الگ تھی وہ ان کی ہونے والی بہو نہیں تھی ۔۔۔۔

وہ ان لوگوں کی محبتوں کے عوض انھیں دھوکہ
دے رہی ہے ---یہ چیز اسے شرمندگی کی اتھا
گہرائیوں میں گرا رہی تھی---جس کے سبب اسے
وہاں سے چلے جانا ہی بہتر لگ رہا تھا اب---

"تم کیسے جا سکتی ہو زمر؟؟... میری بہن کی

شادی ہے۔۔۔ تم امی کے ساتھ جا کر کھڑی

ہو۔۔۔ تم ہونے والی بہو ہو اس گھر کی۔۔۔ میں

بریرہ سے کہہ دیتا ہوں۔۔۔وہ آپی کے ساتھ چلی

جائے گی۔۔۔" زرم سمجھتا تھا اس کی مجبوریاں

کو۔۔۔اسے بھی تکلیف تھی عائشہ کے

لیے۔۔۔لیکن یہاں اس کی بہن کی شادی چل

رہی تھی۔۔۔اوراس کی بہن کے سسرال والے

بھی آئے ہوئے تھے۔۔۔ایسے میں گھر کی ہونے

والی بہو نہیں ہوگی اس کی ماں کے ساتھ

کھڑی۔۔۔تو کون ہوگا؟؟...

علشبہ اکیلے تو نہیں سنبھال سکتی اتنے سارے

لوگوں کو۔۔۔

بہت خوش نصیب ہوتی ہے وہ لڑکی جسے اس کا

شوہر یا ہونے والا شوہر اہمیت دے ۔۔۔ اور زرم

اسے دے رہا تھا ۔۔۔۔

آج پہلی بار زمر کو شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ

اس نے جلدبازی کی شادی کرنے میں۔۔۔یہاں

سب اسے کتنا پوچھ رہے تھے۔۔اسے کتنی عزت

دے رہے تھے۔۔۔پھوپھو کی زبان نہیں تھک

رہی تھی میری بہو میری بہو کرتے ہوئے۔۔زرم

بھی اسے لمحہ لمحہ پوچھ رہا تھا۔۔ہر کسی کو اس سے

ملوایا جا رہا تھا۔۔۔جیسے وہی دعوت کی جان

ہو۔۔۔کیا یہ ساری عزتیں اسے اپنے شوہر مہروز

اشفاق کے گھر میں ملیں گی؟؟..کیا وہ لوگ اسے

اتنا وی ائی پی ٹریٹمنٹ دیں گے جیسے یہ لوگ دے رہے ہیں؟؟---

"ٹھیک ہے--- پھر تم جلدی سے بریرہ کو بلا لاؤ---"زرم کے لہجے میں جو مان تھا (کے تم میری ماں کی بہو ہو)---وہ اسے نہیں توڑ سکی---

"اوکے---" زرم کہہ کر فورا بریرہ کو بلانے چلا گیا تھا اور پھر بریرہ عائشہ کے ساتھ گھر واپس لوٹ آئی----

گھر آنے کے بعد عائشہ کو دوائی کھلا کر سلا دیا تھا بریرہ نے---اور خود اپنے کمرے میں آ کر کھڑکی کھول کر وہیں صوفے پر بیٹھ گئی تھی---

آج تابش نے بارات میں شرکت نہیں کی تھی

بارات میں کیا وہ تو کسی بھی فنکشن میں نہیں آیا

تھا جبکہ ثومل پھوپھو الگ سے ان کے گھر گئی تھی

دعوت دینے۔ اور یہ بات بہت اہمیت کی حامل

ہوتی ہے کہ لڑکی والوں کی جانب سے اتنی عزت

دی گئی اس کے باوجود بھی تابش کے گھر میں سے

کوئی نہ آیا حتی کہ تابش بھی نہیں۔۔۔

"کیا انھیں شادی نہیں کرنی۔۔۔جو وہ اتنی بے

رخی دکھا رہے تھے؟؟...."ثومل پھوپھو کے کہے

ہوئے جملے۔۔۔جو انھوں نے اس کی والدہ سے

کہے ---وہ ابھی تک اس کے کانوں میں گونج

رہے تھے---

صبغہ کی شادی کی تیاریاں چل رہی ہیں ---ہو

سکتا ہے وہ اس میں بیزی ہو---یہی سوچ کر وہ

بارہا اپنے دل کو تسلی دے رہی تھی--- مگر دل

کسی بھی طرح تسلی نہیں پا رہا تھا کیونکہ تابش ہمیشہ

اس سے کہا کرتا تھا ۔۔۔کہ صبغہ اور اس کی شادی

ساتھ کریں گی اس کی والدہ ۔۔۔ پھر اچانک صرف

صبغہ کی شادی کیوں ہو رہی تھی ؟؟...اس کے

گھر ابھی تک رشتہ کیوں نہیں آیا تھا؟؟؟....

صبغہ کی شادی کی دعوت دینے بھی جب وہ

(تابش کی والدہ) آئیں۔۔۔ تو بڑے روکھے سوکھے

سے انداز میں دعوت دے کر گئیں۔۔۔جس میں

مایوں مہندی کی تو کوئی دعوت تھی ہی نہیں۔۔صرف

بارات کی تھی۔۔۔وہ بھی انہوں نے بار بار کہا کہ

وہ صبغہ کی دوست ہے اس لیے دے رہی

ہیں۔۔۔ہونے والی بہو ہونے کے ناطے دے رہی

ہیں ایسا تو کوئی ذکر ہی نہیں تھا ان کی دعوت میں

۔۔۔جب کہ وہ پہلے آکر بات کر کے جا چکی

تھیں۔۔۔انہوں نے زبان دی تھی۔۔۔بریرہ کے
خاندان میں زبان دینا ہی سب کچھ ہوتا ہے باقاعدہ
انگوٹھیاں پہنانے کی ضرورت بھی نہیں
ہوتی۔۔۔ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اپنی زبان سے پھر
چکی ہوں۔۔۔

اس کی والدہ پریشان ہوکر اس سے باربار پوچھ رہی تھیں۔۔۔کہ کیا کچھ ہوا ہے ان دونوں کے درمیان ؟؟...مگر جب کوئی لڑائی ہوئی ہی نہیں۔۔۔تو وہ کیا بتائے؟؟؟...

اسے تو خود سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔تابش اچانک اس سے دور کیوں ہوتا جا رہا ہے۔۔۔

وہ اپنے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر۔۔۔ ان سے اپنا چہرہ ٹکائے۔۔۔۔ بیٹھ کر اب سامنے کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔ جہاں سے تابش کے کمرے کی کھڑکی صاف نظر آرہی تھی اسے۔۔۔ لیکن وہ بند تھی۔۔۔

اس کا دل شدید اداس تھا۔۔۔تابش کی بے رخی

اسے مار رہی تھی اندر ہی اندر۔۔۔

وہیں دوسری جانب۔۔۔

"تم مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟؟..." زمر اور

علشبہ نے سیم ڈریسنگ کی تھی وائٹ میکسی

کی---

میکسی کا اپنا کوئی دوپٹہ نہیں تھا لیکن زرم غصہ

ہوگا اس لیے اس نے لال کلر کی چندری دو پٹے

کے طور پر ایک کندھے پر ڈال رکھی تھی--- اس کا

فیگر بہت خوبصورت تھا جو اس چست میکسی میں

کافی ظاہر ہو رہا تھا۔۔۔ ایسے میں رافع کی بے

باک نظریں اس کے وجود پر ہی گڑھ گئ تھیں۔۔۔

"کیسے؟؟" وہ انجان بننے کی اداکاری کرتے

ہوئے۔۔۔ ساتھ ہی اس کے لہجے میں رومانیت

جھلکی تھی۔۔۔

"جیسے ۔۔۔ میں بے لباس ہوں تمہارے

سامنے۔۔۔"اس کا جملہ سنتے ہی ۔۔۔۔وہ ہڑبڑا

کر سیدھا ہوا۔۔۔

یقیناً اسے علشبہ کے اتنے سخت جواب کی امید

نہیں تھی۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہے ----میں پسند کرتا
ہوں --اور پسندیدگی کی وجہ سے ایسے دیکھتا
ہوں ---"

"پسند کی جانے والی نظریں -- اور آنکھوں ہی
آنکھوں میں بے پردہ کیے جانے والی نظروں میں بڑا

فرق ہوتا ہے رافع۔۔۔اور عورت بہت جلدی

پہچان لیتی ہے اس فرق کو۔۔۔"وہ آنکھوں میں

آنکھیں ڈال برہمی سے کہنے لگی۔۔۔

کیونکہ یہ ایک یا دو بار کا نہیں تھا۔۔۔وہ کافی وقت

سے اس کی گندی نظروں کو برداشت کر رہی

تھی۔۔۔

"پوری دنیا تمہیں دیکھتی ہے ---- اور یہی تو تم
چاہتی ہو کہ لوگ تمہیں دیکھیں -- تبھی تو تم وہ
ویڈیوز ڈالتی ہو --- میں نے تمہیں دیکھ لیا --- تو کیا
برا کیا؟؟؟"

چوری اوپر سے سینہ زوری ---یہی حال تھا اس نوجوان کا---- بجائے شرمندہ ہونے کے--- اس کے کردار پر کیچڑ اچھال کر چل دیا---

"رافع--- رافع---" وہ غصے سے بھر کر-- لال پیلی ہوتی ---تیزی سے پیچھے پیچھے آئی---مگر وہ کب رک رہا تھا---

اس کی بات شاید اتنی بری نہ لگتی اگر وہ دل کو نہ لگا ہوا ہوتا بچپن سے---

ہاں وہ چاہتی ہے کہ لوگ اسے دیکھیں---اس کی خوبصورتی کی تعریفیں کریں۔ اس کی ویڈیوز پر لائکس وکمنٹس بڑھیں--- دنیا اسے جانے--- مگر یہ

کبھی نہیں چاہا کہ رافع کی آنکھیں اسے گندی نگاہ سے دیکھنے لگیں۔۔ وہی واحد آنکھیں تو تھیں جن میں وہ محبت دیکھنا چاہتی تھی اپنے لیے۔۔۔

عتیقہ کو وداع کر کے ۔۔گھر آنے کے بعد۔۔اس نے کوئی ویڈیو یا تصویر نہیں بنائی تھی۔۔۔دل ہی نہ چاہا۔۔۔

"پوری دنیا تمہیں دیکھتی ہے ---اور یہی تو تم
چاہتی ہو کہ لوگ تمہیں دیکھیں-- تبھی تو تم وہ
ویڈیوز ڈالتی ہو--- میں نے تمہیں دیکھ لیا---تو کیا
برا کیا؟؟؟"

اسے صرف کمنٹس اور لائک نظر آتے تھے لوگوں کی

آنکھیں نہیں۔۔۔وہ کیا جانے

۔۔کون ، کہاں ، کس طرح ، کس نظر سے ، کس

حالت میں اسے بیٹھ کر دیکھ رہا ہے۔۔ لیکن آج

اسے ریلائز ہوا کہ اگر وہ ایک رافع کی گندی نظر خود

پر برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔تو اتنے ہزاروں

لوگوں کی کیسے کر سکتی ہے۔۔۔

مانا یہ وہی بات تھی جو اتنے دنوں سے اس کا چھوٹا

بھائی اسے سمجھا رہا تھا۔۔۔ مگر صرف دل کو لگنے

کی بات ہوتی ہے۔۔۔ کبھی کبھار کسی کی گالی

بری نہیں لگتی اور کبھی کبھار کسی کا صرف ہنسنا

بِرا لگ جاتا ہے۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"تھوڑا اچھی طرح تیار ہو کر چلو۔۔یہ کیسے جا رہی ہو؟؟...تمہاری نند کی شادی ہے سب نے تمہیں ہی دیکھنا ہے۔۔۔ دیکھا نہیں تھا زمر کو کیسے سب پوچھ رہے تھے۔۔۔ تمہیں بھی ایسے ہی پوچھا جائے گا وہاں پر۔۔۔"

وہ جیسے ہی کمرے سے تیار ہو کر نکلی۔۔۔ رافع نے

اسے دیکھتے ہی۔۔۔ منہ بسور کر کہا۔۔۔

نندوں کی شادیاں ہونے والی بھابھیوں کے لیے بڑا

ایکسائٹمنٹ والا معاملا ہوتی ہیں۔۔۔ جہاں انھیں

سارے سسرالیوں سے ملنا ہوتا ہے پہلی

بار۔۔۔ وہاں پر لڑکیاں پارلر سے تیار ہو کر جاتی ہیں

لیکن بریرہ نے تو میک اپ کو ٹچ بھی نہیں کیا تھا

سوائے ایک لپ گلو کے۔۔۔اور کپڑے بھی

بالکل سادے سے پہن کر آ گئی تھی۔۔ لائٹ

گرین کلر کی فراک۔۔۔

"اس کی ساس ٹھیک طرح دعوت تو دے کر گئی

نہیں ہے۔۔۔مجھے تو اس کا جانا بھی ٹھیک نہیں

لگ رہا ہے---"زمر جو پیچھے صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی وہ رافع کی بات سن ---تیزی سے بولی---

"میری دوست کی شادی ہے میں صرف اسی رشتے سے جا رہی ہوں رافع---تو اس اعتبار سے میرا حلیہ بالکل ٹھیک ہے---" وہ بے دلی سے کہتی آگے بڑھ گئی تھی---

ایسا نہیں ہے اس کا ارمان نہیں تھا تیار ہونے کا صبغہ کی شادی کے تو وہ کب سے خواب دیکھ رہی تھی کیونکہ وہاں اس نے بھابھی بن کر جانا تھا پہلی بار تابش کی فیملی کے سامنے۔۔۔ لیکن جب یہ موقع آیا تو کسی نے اسے جھوٹے منہ بھی نہ پوچھا۔۔

تابش نے تو بے مروتی کی بھی حد کردی تھی

اب۔۔۔ایک بار نہ تو کال کی ۔۔۔نہ میسج۔۔۔بلکہ

اس کے کیے ہوئے میسجز کا بھی کوئی ریپلائی

نہیں کر رہا تھا۔۔۔کال کرو تو ہمیشہ یہ کہہ کر

کاٹ دیتا۔۔کہ بیزی ہے بہت۔۔۔ایک منٹ کا

وقت بھی نہیں تھا اس کے پاس دینے کے

لیے---

اس کا یہ بدلہ بدلہ رویہ اب بریرہ کو تکلیف دے رہا

تھا---

جن کی دعوت تھی انہوں نے ہی جب اسے عزت

نہیں دی ،اہمیت نہیں دی، پوچھا تک نہیں۔۔۔ تو

پھر وہ کس حق سے وہاں خوب تیار ہو کر پہنچ جائے

؟؟...

انہوں نے دوست بنا کر بلایا تھا۔۔۔ وہ دوست بن

کر جا رہی تھی۔۔۔

وہ بہت غصہ تھی تابش پر۔۔۔ شدید

ناراض۔۔۔ سوچ لیا تھا سامنے آئے گا تو بات بھی

نہیں کرے گی ۔۔۔ لیکن پھر بھی بار بار اپنا

موبائل دیکھ رہی تھی اس امید پر کہ شاید اس کا

کوئی میسج آیا ہو۔۔۔

رشتہ نہیں لایا کوئی بات نہیں۔۔ کم از کم نظر انداز

تو نہ کرئے۔۔۔ اگر کوئی مجبوری ہوئی ہے تو بتا

دے وہ انتظار کر لے گی۔۔۔ اتنے سالوں سے

بھی تو کر ہی رہی ہے نا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

دعوت کے اندر ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جب بریرہ انٹر

ہوتی تو اس کی ہونے والی ساس بڑی گرم جوشی

سے اسے گلے ملتی ۔۔۔اسے ویلکم کرتی اور لوگوں

سے ملانا شروع کرتی مگر اس کے برعکس

۔۔۔انہوں نے تو اسے پوچھا تک نہیں

تھا۔۔۔بالکل ایسے ٹریٹ کیا جیسے محلے کی کوئی

لڑکی آئی ہو۔۔۔صرف ہاتھ ملا کر ہی وہاں سے چلی گئی تھیں۔۔۔

بریرہ کی والدہ کو بہت برا لگا تھا ان کا یہ رویہ۔۔۔ ابھی کچھ وقت پہلے ہی عتیقہ کی شادی پر جوزمر کو ٹریٹمنٹ ملا۔۔۔وہ ایسا ہی دماغ بنا کر آئی تھی کہ بریرہ کو تابش کی بہن کی شادی میں ملے گا۔۔۔

اسی لیے وہ بریرہ کو بہت ڈانٹ بھی رہی تھی کہ وہ

کیوں تیار ہو کر نہیں جا رہی ہے ---مگر اس لڑکی

نے ایک نہیں سنی تھی ان کی --- جس پر وہ کافی

غصہ ہوئی تھیں --- لیکن یہاں تو بریرہ کو کوئی

پوچھ بھی نہیں رہا یہ دیکھ ---انھیں احساس ہوا

کہ اسی لیے شاید بریرہ تیار نہیں ہوئی ----چونکہ

اسے اندازہ تھا یہی سب ہونا ہے---

بریرہ کا دل اب شدید بھاری ہو رہا تھا۔۔۔ اس کی نگاہیں تابش کو تلاش کر رہی تھیں۔۔۔ کہ وہی آ کر اس کے گھر والوں کو تھوڑی عزت دے۔۔۔ اس کی والدہ کو پوچھے اور اسے اہمیت دلائے۔۔۔ ورنہ اس کی تائی اور دادی نے تو گھر جا کر خوب باتیں بنانی ہیں۔۔۔

"بریرہ۔۔۔تابش"

بریرہ اپنی جگہ سے اٹھی تک نہیں تھی۔۔۔وہ تابش
کے انتظار میں تھی کہ وہ آئے گا تو اس کے ساتھ
اپنی والدہ کو لے کر صبغہ سے ملنے جائے گی۔۔۔

وہ پانی پی رہی تھی جب زمر نے اس کے کان

میں آہستگی سے سرگوشی کی۔

اس نے فوراً ہی گلاس لبوں سے ہٹا کر سامنے کی

جانب دیکھا۔۔۔

وہ تابش تھا ۔۔وائٹ کلر کے کرتا شلوار میں

ملبوس۔۔۔اس پر بلیک کلر کا گولڈن کام کا کڑھا

ہوا کوٹ زیب تن کیے ہوئے۔۔۔ وہ اتنا خوبصورت

لگ رہا تھا ان کپڑوں میں جیسے کوئی شہزادہ ہو یمن

کا۔۔۔ دعوت میں ہر کسی کی نظر دلہن کے بھائی

پر تھی۔۔۔ لیکن بریرہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی

۔۔۔ بریرہ کی نظر تو اس کے برابر میں کھڑی

خوبصورت و دبلی پتلی۔۔۔بلیک فراک میں ملبوس لڑکی پر تھی۔۔جو مسلسل اس کے کان میں کھسر پھسر کر رہی تھی۔۔۔اور وہ مسکرائے چلے جا رہا تھا۔۔۔

اس کی بہن کی شادی تھی وہ کبھی ادھر بھاگ رہا تھا کام کرتے ہوئے۔۔۔ کبھی ادھر جا رہا تھا

لیکن اس دوران اس بلیک فراک والی لڑکی سے

مسلسل اس کی باتیں بھی چل رہی تھیں---

آتے جاتے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارے بھی

پاس ہو رہے تھے----اور بریرہ چپ چاپ بیٹھ کر

سب دیکھ رہی تھی دور سے---

دل میں اس کے جیسے طوفان برپا تھا۔۔۔لیکن لب
بھیچے ہوئے تھے۔۔۔

کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ آئی ہوئی ہے؟؟...کیا
وہ واقعی اتنا بیزی تھا کہ ایک بار آکر اسے یا اس کی
والدہ کو سلام تک نہیں کر سکتا تھا؟؟...

"تو یہاں بیزی ہے وہ اتنے دنوں سے---"

جب کنوارا کنوارا سمدِھیانہ دعوت میں جاتا ہے تو
لڑکا خود کھڑا ہوتا ہے آکر ان کی ٹیبل کے پاس کھانا
کھلانے کے لیے ---بھلے ہی کتنے ہی ویٹرز
ہوں--- بھلے اور لوگ موجود ہوں کھلانے کے
لیے--- لیکن لڑکا وہاں سے نہیں ہٹتا--- اور ایک

ایک کو بار بار پوچھتا ہے۔۔۔ لڑکے کی ماں بھی آنا جانا کرتی ہے ۔۔اگر نندیں ہوں تو وہ بھی آتی ہیں پوچھنے۔۔۔اتنی عزت دی جاتی ہے۔۔۔ لیکن بریرہ کی فیملی کے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہوا تھا ۔۔۔انہیں صرف محلے والوں کی طرح سرونٹ ہی کھانا سرو کر کے چلے گئے تھے۔۔۔

اور جس طرح رسمی طور پر ایک ایک ٹیبل پر جا کر

میزبان پوچھتا ہے کہ (آپ کو کچھ چاہیے تو

نہیں) ویسے ہی ان سے تابش کی پھوپھو نے آکر

پوچھ لیا تھا۔۔۔

دادی نے تابش کی پھوپھو سے ہی استفسار کیا

۔۔۔کہ وہ بلیک فراک والی لڑکی کون ہے۔۔۔تو

انہوں نے بتایا۔۔۔کہ وہ ان کی بیٹی ہے۔۔۔اور
ابھی اپنی ایم بی بی ایس کی ڈگری کمپلیٹ کی ہے
اس نے۔۔۔اب وہ اس کے لیے رشتہ دیکھ رہی
ہیں۔۔۔

وہ بلیک فراک والی لڑکی اتنی پیاری تھی کہ دادی کو
تو فوراً ہی رافع کا خیال آگیا تھا۔۔۔ جس کا انہوں

نے سب کے سامنے بڑی امی سے اظہار بھی کر دیا

تھا۔۔۔مگر بڑی امی نے انہیں فوراً ہی یہ کہہ کر

چپ کرا دیا۔۔۔کہ وہ لڑکی ڈاکٹر ہے۔۔۔ بہت

زیادہ پڑھی لکھی اور آزاد خیال ۔۔۔وہ ان جیسے

لوگوں کے بیچ رہ نہیں سکے گی۔۔۔اس کے لیے

تابش جیسے لوگوں کے گھر کا ماحول ہی اچھا

ہے۔۔۔ جب بڑی امی نے یہ بات کہی تب جا

کے بریرہ کو پہلی بار ریلائز ہوا کہ تابش اور ان کے
گھر کے معاملات کتنے الگ ہیں۔۔۔ اس نے اب
تابش کی جانب بغور دیکھا تھا۔۔۔وہ کہیں سے بھی
ناظم آباد میں رہنے والا لڑکا نہیں معلوم ہو رہا تھا
۔۔۔وہ تو ڈیفنس کا لڑکا لگ رہا تھا ہائی پروفائل
بندہ۔۔۔ اس کے سارے کزنز بھی ڈیفنس والے
ہی تھے بلکہ زیادہ تر تو باہر ملک سے آئے ہوئے تھے

---وہ بہت پڑھے لکھے لوگوں کا خاندان

تھا---بہت امیر-----جبکہ کبھی صبغہ نے یا

تابش نے اسے محسوس ہی نہیں ہونے دیا---کہ

وہ کتنے امیر ہیں اور وہ کتنے الگ ہیں ان سے---

اسے شدید احساس کمتری محسوس ہونے لگا

تھا۔۔۔۔ وہ بار بار اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھتی

۔۔۔اور پھر تابش کو دیکھتی۔۔۔

اس کا دل شدید بھاری ہو رہا تھا۔۔۔اب تو ہمت

بھی نہیں ہو رہی تھی اپنی جگہ سے اٹھنے

کی۔۔۔لیکن صبغہ سے ملے بغیر چلی جائے یہ کہاں ممکن ۔۔۔اس لیے اپنی والدہ کے ساتھ اٹھی اور برائیڈل روم کی جانب بڑھی ۔۔۔

زمر، بڑی امی، دادی سب ہی آگئے تھے دلہن کو دیکھنے۔۔۔وہ سب ایک ایک کر کے جاتے رہے

یہاں تک کہ اس کی والدہ بھی چلی گئیں۔۔۔ بس
وہی صبغہ کے پاس کچھ دیر بیٹھی رہی۔۔۔

صبغہ وہ چلبلی سی لڑکی جو ہر وقت اسے ہنساتی رہتی
تھی آج وہ خود پتہ نہیں کیوں آنسو بہائے چلی جا
رہی تھی۔۔۔

ہر کوئی اسے ٹوک رہا تھا کہ مت رو میک اپ خراب ہو جائے گا لیکن اس کے آنسو جیسے تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔

اس نے بریرہ سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔ بس اس کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھی رہی۔۔۔

بریرہ اپنی جگہ سے اٹھنے ہی لگی تھی جب وہ بلیک فراک والی لڑکی برائیڈل روم میں داخل ہوئی۔۔۔

"یہ کون ہے صبغہ؟" اس لڑکی نے آتے ہی بریرہ کو دیکھ۔۔۔ اپنی کزن سے استفسار کیا۔۔۔

"یہ ہماری گلی کی لڑکی ہے۔۔۔" وہ تابش کی آواز
تھی جو اچانک آنے پر اس نے فورا دروازے کی
جانب دیکھا۔۔۔وہ اسے ہی دیکھتے ہوئے داخل ہوا
تھا۔۔۔

"اور صبغہ کی دوست بھی"تابش نے کسی کو
بولنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔۔۔ خود تعارف کروایا

اس لڑکی سے۔۔۔ مگر تعارف کیا تھا گلی کی لڑکی اور صبغہ کی دوست۔۔۔اپنی جانب تو کوئی منسوبیت ظاہر نہ کی تھی۔۔۔

دونوں کی نظریں ملیں۔۔۔ پوری شام میں یہ پہلی بار تھا جب دونوں کی نظر ملی ہو۔۔

اس لڑکی کی آنکھوں میں کیا کچھ نہیں تھا غم،
غصہ ، شکوے، شکایات اور سب سے بڑھ کر مان
ٹوٹ جانے کی تکلیف--- جبکہ مقابل کی آنکھیں
بالکل خالی تھیں---

وہاں موجود شاید ہی کوئی شخص ہو جس نے محسوس
نہ کیا ہو کہ ان کے درمیان کچھ ہے---

انہوں نے کوئی میچنگ ڈریسنگ نہیں کی تھی۔۔

انہوں نے تو ایک دوسرے سے بات تک نہیں کی

تھی کافی دنوں سے۔۔۔لیکن اس کے باوجود

صرف ان دونوں کے ایک دوسرے کو دیکھنے سے

ہی ہوا میں ایک بہت سٹرانگ اٹریکشن اور وائبز

پھیلیں۔۔جو سب محسوس کر رہے تھے یہاں تک

کہ وہ بلیک فراک والی لڑکی بھی جو بریرہ کو نہیں جانتی تھی۔۔۔

"ہیلو آپ کا نام" اس بلیک فراک والی لڑکی نے بریرہ کی جانب ہاتھ بڑھایا۔۔۔ تو تابش اور بریرہ کا آئیز کانٹیکٹ ٹوٹا۔۔

"بریرہ۔۔۔ صبغہ کی دوست اور ان کی گلی کی

لڑکی۔۔۔ " بریرہ نے (ان) کا لفظ جب ادا کیا تو اس

نے صبغہ کی جانب نہیں دیکھا تھا اس نے تابش

کی جانب دیکھا۔۔۔اور نہایت جتاتے ہوئے لفظ ادا

کیا

"اوکے" ایک اکورٹنس سی طاری ہو گئی تھی۔۔۔

وہ لڑکی ہلکا سہ مسکرائی۔۔

"ناو اسکیوز می۔۔۔ "اپنا ہاتھ آہستگی سے اس لڑکی کے ہاتھ سے آزاد کرتی۔۔ اب وہ اس لڑکی کے برابر سے گزر کے جانے لگی۔۔۔تابش بالکل اس کے راستے میں کھڑا تھا۔۔۔

"آپ میرے راستے میں کھڑے ہیں" بریرہ نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ۔۔۔بڑے بے نیاز سے لہجے میں کہا۔۔۔ جیسے اسے جانتی بھی نہ ہو۔۔۔

مانا دل میں آگ لگی ہوئی تھی۔۔۔ شدید غم و غصہ

تھا لیکن اس کے باوجود چہرے پہ اس نے کوئی

تاثر نہیں آنے دیا اس ستمگر کے سامنے۔۔۔

بالکل کسی چٹان کی طرح بنی رہی ۔۔کہ فرق نہیں

پڑتا کوئی ۔۔۔

مقابل اس کے بولنے کے باوجود بھی جب راستے سے نہ ہٹا۔۔۔تو وہ آندھی طوفان کی مانند اس کے کندھے سے اپنا کندھا زور سے ٹکراتی ہوئی چل دی ۔۔۔

بریرہ کے وہاں سے جاتے ہی صبغہ نے اپنے بھائی کو شکوے اور خفگی بھری نگاہ سے دیکھا۔۔۔ جسے مقابل نظر انداز کرتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔

وہ باہر آیا تو بریرہ کی فیملی جاتی ہوئی نظر آئی۔۔۔ وہ بھی جا رہی تھی۔۔سب سے پیچھے وہی کھڑی تھی۔۔۔

تابش خاموشی سے کھڑا اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا

---اس لڑکی نے ایک بار بھی پلٹ کے نہیں دیکھا

---وہ نہیں روئی---اس نے کوئی منت نہیں

کی---اس نے کوئی شکوہ بھی نہیں کیا--منہ

سے تو نہیں کم از کم---نہ کچھ پوچھا---بس

خاموشی سے راستہ جدا کر لیا---

وہ اسے جاتا دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ اس کی
آنکھوں سے اجھل ہو گئی---

♡ *Husny Kanwal* ♡

"بڑے دنوں بعد یاد کیا اپنی دادی کو۔۔۔ تم تو

جیسے گھر کا راستہ ہی بھول گئے ہو۔۔۔پتہ ہے

عتیقہ کی شادی پر سب تمہیں کتنا پوچھ رہے

تھے۔۔۔"آج کافی وقت بعد جانشیر کی کال آئی

تھی دادی کے پاس۔۔۔جس کے سبب ان کے تو

پاؤں جسے خوشی کے مارے زمین پہ نہ ٹک رہے

ہوں۔۔۔

اس بے مروت و بے وفا لڑکے نے خود کال

کی۔۔اس سے بڑی نعمت کیا ہو سکتی تھی اس کی

دادی کے لیے۔۔۔

"میں بھی سب کو بہت مس کرنے لگا ہوں۔۔۔

سوچ رہا ہوں اب کی چھٹیوں میں چکر لگا لوں۔۔۔"

اکیلے پردیس میں رہتے رہتے اب اس کا دل اچاٹ

سہ ہونے لگا تھا۔۔اپنوں کی یاد ستانے لگی تھی اور

سب سے زیادہ اس سانولی سی لڑکی کی جو ہر وقت

اس کی آنکھوں میں رہتی تھی۔۔خاص طور پہ جب

سے زمر نے عتیقہ کی شادی کی تصویریں بھیجی

تھیں۔۔۔جن میں وہ ہنستی، مسکراتی نظر آرہی

تھی۔۔۔

"ہاں ہاں بلکہ میں تو چاہوں گی تم جلدی آجاو---

"دادی نے جس طرح یہ جملہ ادا کیا جانشیر کو محسوس ہوا جیسے کوئی بات ہو--

"کچھ ہوا ہے کیا دادو؟؟"

"ہاں---بریرہ کی منگنی ٹوٹ گئی ہے---مجھے

پتہ ہے تجھے پسند ہے وہ ---بس اپنی کچھ

نادانیوں کے سبب اسے کھو بیٹھا ہے---" دادی

کے دل میں آج بھی یہی خواہش تھی کہ بریرہ

جانشیر کو ملے---

یاسمین خاتون اتنے دنوں سے اس لیے بے فکر

تھیں کیونکہ ان کے نزدیک بریرہ کا رشتہ طے تھا

لیکن جس طرح تابش نے اور اس کی والدہ نے ان

کے ساتھ رویہ رکھا وہ تو منہ بولتا ثبوت تھا کہ وہ

زبان سے پھر گئے ہیں۔۔۔ایسے میں ان سے رشتے

کی امید رکھنا سوائے بیوقوفی کے اور کچھ نہ تھا

۔۔۔اسی لیے انہوں نے اب رشتے والی کو دوبارہ بلا

کر خود سے پیسے پکڑائے تھے ۔۔کہ بریرہ کے لیے

اچھے کھاتے پیتے گھر کا رشتہ لے آئے۔۔۔

"بریرہ کی منگنی ٹوٹ گئی ؟؟...کب ؟؟" وہ لڑکا

جس کا لہجہ بڑا پھیکا سہ تھا۔۔ بڑا سوکھا سہ ۔۔ بڑا

افسردہ سہ ۔۔۔وہ لہجہ اب یکدم بدلا۔۔۔اور جیسے

اس میں خوشی کی کھنک ابھر آئی ہو۔۔۔

اس نے جھوٹے منہ بھی افسردہ ہونے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔۔

اس نوجوان کی آواز میں اتنی خوشی تھی۔۔۔اتنی خوشی تھی جیسے اسے تپتے ہوئے صحرا میں پانی مل گیا ہو۔۔۔

عتیقہ کی بارات والے دن ہی تو اس کی زمر سے بات ہوئی تھی۔۔۔ لیکن اس نے تو ایسا کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔

"ابھی ایک ہفتہ ہی ہوا ہے۔۔۔" دادی نے دعوت میں کیا کچھ ہوا اسے سب بتایا۔۔ جس کے

بعد وہ تو جیسے مچل اٹھا تھا واپس گھر آ جانے کے لیے۔۔۔اب تو چھٹیوں کا انتظار کرنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔۔۔

دادی سے بات کرنے کے بعد پہلی بار وہ بہت خوش تھا۔۔۔

زندگی میں شاید اتنی خوشی اسے کبھی نہیں ملی جتنی

اس لمحے وہ محسوس کر رہا تھا۔۔۔ اسے لگ رہا تھا

جیسے قسمت نے اسے دوبارہ موقع دیا ہے اپنی

غلطیوں کو ٹھیک کر لینے کا۔۔۔دوبارہ اس دشمن

جاں کے قریب جانے کا۔۔۔۔

اور وہ اس موقع کو کسی صورت چھوڑنا نہیں چاہتا

تھا۔۔۔

"مجھے ابھی سے ٹکٹ بک کرا لینی چاہیے۔۔اگر بعد

میں کوئی ایشو ہو گیا تو۔۔۔ٹکٹ نہ مل سکی

تو۔۔۔خوامخواہ میرا دن ضائع ہو جائے گا۔۔"وہ تو

اتنا ایکسائٹڈ ہو گیا تھا واپسی کو لے کر...کہ ابھی

سے اسے ٹکٹ بک کرانے کی فکر لگ گئی تھی۔۔۔

"پتہ نہیں یہ ایک ہفتہ کیسے گزرے گا۔۔۔" وہ کھڑکی کے پاس کھڑا ہو کر۔۔۔ وہاں سے دکھنے والے رات کے خوبصورت منظر کو نہارتے ہوئے۔ ۔۔ ایک گہری ٹھنڈی اہ بھر کر گویا ہوا۔۔

اس کے لیے اب واقعی انتظار کرنا بڑا مشکل تھا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"تمھیں نہیں لگتا تمھیں خود ایک بار تابش سے بات کر کے دیکھنی چاہیے ---ہو سکتا ہے کوئی غلط فہمی ہو گئی ہو تم دونوں کے درمیان" وہ جھولے پر بیٹھی ہوئی تھی جب معظم چائے کا کپ لے کر آیا اور اس کے آگے بڑھا کر---اس کے برابر میں بیٹھ گیا---

وہ چپ چاپ چائے پیتی رہی--- دونوں کے

درمیان کافی وقت سے بات چیت بند تھی---

کہنے کو معظم کی شادی ہوئے بھی کافی وقت گزر

گیا تھا لیکن اس کے باوجود ان دونوں کزنز میں

واپس بات چیت اسٹارٹ نہیں ہوئی تھی ----

معظم اس کی جانب سے کھچا کھچا سہ ہی رہتا

تھا۔۔۔

ابھی بھی خاموشی ہی طاری تھی جب وہ آہستگی

سے مگر نصیحت دینے والے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

بریرہ نے بات سنتے ہی۔۔۔اس کی طرف اپنا رخ کیا۔۔۔مگر وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔وہ آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔

"ہماری تو لڑائی بھی نہیں ہوئی ۔۔۔ غلط فہمی کس بات کی؟؟۔۔۔ وہ خود ہی دور ہو گیا جیسے خود ہی قریب آیا تھا۔۔۔پتہ ہے کبھی کبھار مجھے لگتا ہے

مجھے سزا مل رہی ہے۔۔۔" آخری جملہ ادا کرتے
وقت اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔۔۔

"کیسی سزا؟" مقابل نے اب اس کی جانب رخ
کیا۔۔۔اس کی آنکھوں میں بے قراری
تھی۔۔۔بے قراری ۔۔۔کہ وہ کیوں تکلیف میں
ہے۔۔۔وہ جان لے اور نہ صرف جان لے اس

تکلیف کو دور بھی کر دے۔۔۔ جتنی جلدی ممکن ہو سکے۔۔۔وہ نہیں دیکھ سکتا تھا اسے آج بھی تکلیف میں۔۔۔اس کے لیے آج بھی وہ چھوٹی سی بریرہ ہی تھی جس کا خیال رکھنا اس کی اولین ترجیح رہا کرتی۔۔۔

"آپ کا دل دکھانے کی---" جہاں اس نے تڑپ کر یہ جملہ ادا کیا---وہیں مقابل بے اختیار ہنس دیا---

چاہے وجہ کچھ بھی رہی ہو لیکن بریرہ آج بھی خود کو قصوروار مانتی تھی معظم کا دل توڑنے کا---

"پاگل۔۔۔ کچھ بھی مطلب۔۔۔ مجھے پتہ ہے تم
امی کی وجہ سے پیچھے ہٹی تھیں۔۔۔میں تمہیں تم
سے بہتر جانتا ہوں بریرہ۔۔۔" وہ مسکرا کر کہنے
لگا۔۔۔اور وہ نہیں جانتا اس کا ادا کیا ہوا یہ سادہ
سہ جملہ بھی بریرہ کے دل سے کتنا منو بوجھ
اتارنے کا کام کر گیا تھا۔۔۔

"ایم سوری" وہ پھر بھی معافی مانگنے لگی۔۔۔

"ٹھیک ہے بس۔۔۔اب آنسو صاف کر لو۔۔میری بیوی آگئی تو پوچھے گی کہ میری نند کو کیوں رلا رہے ہو۔۔۔کیا جواب دوں گا پھر" وہ آج بھی نہیں بدلا تھا۔۔۔اس کے لہجے میں وہی نرمی تھی وہی اپنائیت تھی وہی بڑاپن تھا۔۔۔

اس کی بات سنتے ہی بریرہ نے فوراً اپنے آنسو صاف کر لیے تھے۔۔۔

اس نے بریرہ کی معافی کو اہمیت نہیں دی چونکہ اسے چاہیے ہی نہیں تھی جو لوگ ہم سے سچی محبت کرتے ہیں انھیں ہماری معافیوں کی ضرورت نہیں

ہوتی۔۔۔وہ صرف ہمیں خوش دیکھنا چاہتے ہیں

۔۔۔ جیسے وہ دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔ معافی مانگ کر وہ

خود کو شرمندہ کر رہی تھی ...وہ نہیں چاہتا تھا ایسا

ہو۔۔۔ کیوں خواہش کرلئے وہ اسے شرمندہ کرنے

کی جب کہ اس بیچاری کی کوئی غلطی بھی

نہیں۔۔۔

" فی الحال بات کر لو اس سے ایک بار۔۔۔وہ بھی سامنے سے خود جا کر۔۔۔"

"کیا یہ ذلالت نہیں ہوگی کہ وہ مجھے اگنور کر رہا ہے اس کے باوجود بھی بے غیرتوں کی طرح جا کے اس کے سامنے کھڑی ہو جاؤں" وہ اس کی نصیحت پر

تیزی سے ردمیں بولی۔۔ جو اپنی جگہ بالکل ٹھیک بھی سنائی دے رہا تھا۔۔۔

" محبت صرف اس نے تو نہیں کی تھی نا۔۔۔ یہ تم دونوں کا رشتہ ہے۔۔۔وہ اکیلا کیسے فیصلہ کر سکتا ہے۔۔۔اور اگر کر بھی رہا ہے تو اسے تمہیں وجہ بتانی چاہیے۔۔۔ تمہارا حق ہے جاننے کا اور تم

اپنا حق لینے جا رہی ہو اس میں بے غیرتی اور ذلالت

والے لفظ کہاں سے آگئے؟؟... اس نے وعدہ کیا

تھا شادی کا--- کچھ نہیں تو کم از کم ایک

ایکسپلینیشن بنتی ہے--- کہ اس نے تمہارے دو

سال کیوں برباد کیے---"

"یہ سب سننے میں بڑا اچھا لگ رہا ہے ---لگ رہا

ہے ہاں بھئی اپنا حق مانگنے جا رہی ہوں---لیکن

جب میں اس کے سامنے جا کر کھڑی ہوں گی

نا--تو مجھے لگے گا کے میں اس سے بھیک مانگ

رہی ہوں اس کی محبت کی ---اس کی توجہ

کی--- اور وہ بھی یہی سوچے گا کہ دیکھو کیسے

مرے جا رہی ہے میرے لیے---"اس کے دل

میں ڈر تھا کہ اگر وہ بات کرنے جائے گی تو مقابل
اور اکڑ میں آجائے گا اور غرور میں آجائے گا اور
اسے کمتری کی نظر سے دیکھے گا--- یہ جو اس کے
پاس سیلف رسپیکٹ بچی ہے یہ بھی نہیں بچے گی
پھر---

"اگر تم دیکھو کہ واقعی تمہارے بات کرنے پر اس
کی آنکھوں میں غرور آیا ہے اور وہ ایسا ظاہر کر رہا
ہے کہ دیکھو---مرے جا رہی ہے میرے
لیے--تو اسی لمحے اپنی محبت کا جنازہ پڑھ لینا
---پل پل رونے سے بہتر ہے ایک بار ہی رو
لینا---اور پھر اس کی محبت اسی کے منہ پہ مار
کے آجانا---تاکہ تمہیں کوئی گلٹ نہ باقی بچے

کہ تم نے رشتہ بچانے کی کوشش نہیں کی اپنی

جانب سے ۔۔۔ یقین کرو ہم غصے میں چپ ہو کر

بیٹھ جاتے ہیں لیکن بعد میں یہ احساس ہمیں مارتا

ہے کہ کاش ہم نے یہ کر لیا ہوتا کاش ہم نے وہ

کر لیا ہوتا۔۔۔ اس کاش سے بچ جاؤ گی جو ہر پل

موت دیتا ہے۔۔۔" جب بریرہ نے اسے منع کیا

تھا تو وہ غصے میں چپ ہو کر بیٹھ گیا تھا لیکن بعد

میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے دل

میں ہزاروں کاش رہ گئے ---اور یہ کاش کسی

کانچ کی کرچیوں کی طرح چبھتے تھے اسے --وہ

نہیں چاہتا تھی کانچ کی چھوٹی کرچیاں بریرہ

کے حصے میں بھی آجائیں---

"مجھ سے نہیں ہوگا ۔۔۔" وہ چائے کا خالی کپ سائیڈ میں رکھنے کے بعد ۔۔ اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ کر ٹوٹے ہوئے لہجے و ہار ماننے والے انداز میں بولی ۔۔۔

"دماغ تیار کر لو ۔۔۔ کیا بات کرنی ہے تم نے اس سے کل" یہ کہتے ہوئے جب اس نے اپنا سیل

نکالا اور کال ملائی تو بریرہ اس کا چہرہ دیکھنے لگی---

اس کی پہلی ہی بیل پر دوسری جانب سے کال ریسیو ہو گئی تھی---

"ہیلو" جب دوسری جانب سے آواز آئی تو مائک

اف ہونے کے باوجود بھی خاموشی کے سبب وہ

بریرہ کے کانوں کی سماعت تک پہنچ گئی تھی۔۔

"ہیلو کیسے ہو؟؟" دوستانہ انداز میں بات شروع

کی۔۔۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔

"میں ٹھیک ---- تم سناؤ ---- کافی دنوں بعد یاد کیا---- "اس کی نرم آواز سنتے ہی بریرہ کا دل چاہا پھوٹ پھوٹ کر روئے----

لوگ اتنی جلدی کیسے بدل جاتے ہیں---- شروع میں جہاں وہ دل و جان دے رہے ہوتے ہیں اپنا وقت دیتے ہیں توجہ دیتے ہیں ---- وہیں کچھ

وقت گزرتے ہی وہ اتنا بیزی کیسے ہو جاتے ہیں کہ انھیں آپ یاد بھی نہ رہیں۔۔۔

اس کی بہن کی شادی کہ فنکشنز کو بھی ختم ہوئے مہینہ گزرنے کو تھا۔۔۔ اور اس کے بعد بھی ان کی ایک بار بھی کوئی بات نہیں ہوئی تھی نہ میسج پر

نہ کال پر نہ ہی تابش نے پلٹ کے کوئی خبر لینے کی زحمت کی---

ایسا لگ رہا تھا وہ تو بھول بیٹھا ہے کہ بریرہ نام کی اس کی زندگی میں کوئی لڑکی بھی تھی---

"اصل میں، میں نے ایک کام سے فون کیا

تھا۔۔"۔

"ہاں بولو۔۔۔"

"میں چاہتا ہوں تم ایک بار مل کر بات کلیئر کر

لو۔۔۔میں جانتا ہوں یہ تمہارا پرسنل میٹر ہے لیکن

اس کا تعلق بریرہ سے ہے --- اور تم جانتے ہو
بریرہ میرے لیے کتنی خاص ہے ---آمنے سامنے
بات ہو جائے گی ایک بار تو پھر جو تم دونوں کا
فیصلہ ہوگا وہی سب کو منظور ہوگا---" معظم نے
جب اپنی بات کہی تو دوسری جانب مکمل خاموشی
طاری ہو گئی---

کتنی ہی دیر تک مقابل کا کوئی جواب ہی نہیں آیا

جس پہ بریرہ کو لگا کہ وہ تو ملنا بھی نہیں چاہتا آخری

بار---اتنا ستمگر بن بیٹھا ہے---

اس کی خاموشی کے سبب بریرہ کو فیل ہو رہا تھا

جیسے وہ بھیک مانگ رہی ہے اس سے محبت کی

یقیناً اسے ڈر ہے کہ وہ پیچھے پڑ جائے گی اس لیے

وہ آخری بار بھی ملنے کی حامی نہیں بھر رہا۔۔۔ اور

یہ خیال بھی جیسے روح کو چھلنی کر رہا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ پاس کے کیفے میں مل لیتے ہیں"

بریرہ نے کافی دیر بعد اسے گمبھیر لہجے میں کہتے سنا

"نہیں۔۔۔ گھر آجاؤ۔ دادی بھی یاد کر رہی تھی تمھیں۔۔۔" معظم نے فورا کہا۔۔۔

"گھر میں پھر کبھی آجاؤں گا۔۔۔" اس نے بہت نرمی سے گھر آنے والی بات ٹال دی تھی۔۔ جس پر بریرہ زخمی سہ مسکرائی۔۔۔

یہ وہی تابش تھا جو پہلے گھر آنے کے بہانے ڈھونڈا

کرتا تھا۔۔۔آج سامنے سے دعوت دیے جانے پر

بھی گھر آنے کے لیے تیار نہیں تھا وہ۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"آج تمہاری وجہ سے عائشہ میں نے کوٹ بھی دیکھ لیا۔۔۔" وہ اس کے والد کے الفاظ تھے جنہیں سنتے ہوئے وہ آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔ وہاں کافی لوگ تھے۔۔۔وکیل کی یونیفارم میں لوگوں کو دیکھ۔۔۔اسے بڑی شدت سے یاد آرہا تھا کبھی اس کا بھی خواب تھا ان میں سے ایک ہونے کا۔۔۔

اس کے لیے وہاں چلنا بہت مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے ہر قدم بہت بھاری ہو۔۔۔ دل

بند ہو رہا تھا۔۔۔اس نے تو کبھی خوابوں میں بھی

نہیں سوچا تھا وہ کورٹ آئے گی اور خلع کے لیے

کیس دائر کرلے گی۔۔۔

جب وہ مسجد کی گرل کے پاس کھڑی ہوئی اور اس

کے والد وکیل سے بات کرنے اور ٹوکن لینے گئے

تو اس کے برابر سے دو لوگوں کو لے جایا جانے لگا

جن کے ہاتھوں میں زنجیریں تھیں۔۔۔ ٹی وی پر

ان مجرموں کو دیکھنا اور ریل لائف میں ایک شریف

لڑکی کا ان جیسے لوگوں کو برابر سے گزرتے دیکھنا

ایک بہت الگ ایکسپیرینس ہوتا ہے۔۔۔ دل جیسے

خوفزدہ سہ ہو جاتا ہے ---اس کا بھی ہوگیا

تھا---

اس کی کزن اور دوستیں کیسے اپنے اپنے گھروں

میں خوشحال زندگی گزار رہی تھیں---اور وہ---وہ

کورٹ میں کھڑی تھی---

صرف ایک غلط انسان کا انتخاب اور ہم مڈل لڑکیوں

کی پوری زندگی تباہ--- کیونکہ اپنے پاؤں پہ کھڑا ہونا

تو ہمیں سکھایا ہی نہیں جاتا کبھی --- سہاروں پر

اور خوابوں پر زندگی گزروائی جاتی ہے ہماری--- پہلے

باپ کے سہارے--- پھر بھائی کے سہارے

--- پھر شوہر کے سہارے--- پھر بیٹے کے

سہارے--ہماری ہی زندگی میں ہم خود کہیں نہیں

ہوتے۔۔۔ ہمیں سکھایا جاتا ہے لچک کے

رہو۔۔۔ جھک کر رہو۔۔۔ کڑوی سنا رہا ہے سنتے رہو

تم کھا رہے ہو اس کا۔۔ لیکن کوئی یہ کیوں نہیں

دیکھتا۔۔۔ کہ ہم اس لیے کھا رہے ہیں کیونکہ

ہماری تربیت ہی کھانے والی کی گئی۔۔۔ کر دیتے

ہماری اچھی تربیت۔۔۔ ہمیں ساجن کے خواب

دکھانے کے بجائے انڈیپینڈنٹ ہونے کے خواب

دکھا دیتے تو اگر سا جن خراب نکل بھی آتا تو بھی

ہمیں جینا آتا۔۔تو بھی ہمیں عزت سے معاشرے

میں رہنا آتا۔۔۔ ہم کسی پر بوجھ نہ بنتے۔۔۔اپنے

بچوں کی کسٹڈی کا کیس ہم خود لڑتے اور اپنے

بچوں کو خود پالتے نہ کہ ماموں نانا کے پیسوں پر۔۔۔

عائشہ بچی کی کسٹڈی نہیں لے رہی تھی کیونکہ اس

کے والدین و گھر والوں نے اب دوسرے ساجن

کے سہارے زندگی گزارنے کے خواب دکھانا شروع

کر دیے تھے۔۔۔ان کا کہنا تھا کہ کوئی بھی مرد

دوسرے مرد کی اولاد کو برداشت نہیں

کرتا۔۔۔اس کی دوسری شادی میں مسئلے پیدا ہوں

گیے۔۔۔اس لیے بہتر یہی ہے کہ بچی اپنے باپ

کے پاس ہی رہے۔۔۔

کل کو جب والدین نہیں رہیں گے اور بھائی اپنی

بیویوں کے ساتھ اپنی فیملیز میں مگن ہو جائیں

گے۔۔تب ایک بچی کے ساتھ زندگی گزارنا بہت

مشکل ہو جائے گا۔۔۔ وہ بھی ایک ایسی عورت کا

جو خود کچھ نہیں کماتی۔۔۔اس لیے بہتر یہی تھا کہ

وہ دوسری شادی کا سوچے۔۔۔یہ اس کی مجبوری

تھی اب خواہش نہیں۔۔۔

بیٹی ہو تو جہیز کا سامان۔۔۔ اور بیٹا ہو تو کاروبار کھڑا

کر کے دینا۔۔۔یہ دونوں چیزیں پیسہ مانگتی

ہیں۔۔۔ بس وقت گزرنے کی دیر ہوتی ہے۔۔وہ

ہی بھائی جو بہن کہہ کہہ کر جان دے رہے ہوتے

ہیں --بھابھیوں کے آجانے کے بعد---اسی بہن

کو اپنے مال سے صدقہ خیرات دے رہے ہوتے

ہیں---اور اس صدقہ خیرات سے ڈیورسی و بیوہ

بہن کی اولاد پلتی ہے---اور وہ اپنی اولاد کو اس

طرح نہیں پالنا چاہتی تھی--- وہ اسے ایک اچھا

فیوچر دینا چاہتی تھی جو اس کا باپ دے سکتا

تھا۔۔۔اس لیے دل پر منو بوجھ رکھ۔۔ فیصلہ کیا۔۔۔کے بچی کو اس کے باپ کے پاس ہی رہنے دے گی۔۔۔

اس کا دل کٹ رہا تھا جب وکیل نے سائن کروائے پیپرز پر۔۔۔ یہ تو وہی جانتی ہے کیسے لرزتے ہاتھوں کے ساتھ اس نے سائن کیے۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"کیسی ہے میری وائف؟؟" وہ جیسے ہی یونیورسٹی سے نکلی اسے سامنے ہی اپنا ہسبینڈ کھڑا نظر آگیا تھا۔۔۔ جس پر اس کے چہرے پر بڑی سی مسکراہٹ بکھرئی۔۔

مہروز تقریبا اسے روز ہی لینے آجایا کرتا تھا۔۔ اس کے بعد وہ دونوں کافی ٹائم ساتھ گزارتے۔۔۔ اور پھر وہ اسے گھر کے قریب چھوڑ کر چلا جاتا۔۔۔

اپنے شوہر کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے اس نے کوچنگ جانے کا بہانہ کر رکھا تھا۔۔۔ کہ وہ

یونیورسٹی سے ڈائریکٹ کوچنگ چلی جاتی ہے

کبھی کبھار جب مہروز نہیں آپاتا تھا ملنے تو وہ ---

واقعی کوچنگ چلی جاتی تھی ---لیکن ایسا صرف

ہفتے میں ایک یا دو بار ہی ہوتا---

کوچنگ کے بہانے اسے دو تین گھنٹے آرام سے مل

جاتے تھے مہروز کے ساتھ گزارنے کے لیے---

تھا بھی اس کا شوہر۔۔۔اس لیے کوئی ڈر نہیں ہوتا تھا دل میں اس کے۔۔۔ مہروز جس پارلر میں چاہے ، جس ہوٹل میں چاہے ، جس پارک میں چاہے اسے لے جاتا۔۔۔ وہ خوشی خوشی چلی جاتی۔۔۔

پہلے تابش کے کہے الفاظوں کے سبب وہ کافی ڈرا

کرتی تھی ---اور مہروز کو اپنے قریب نہ آنے

دیتی--- جس کی وجہ سے ان کے درمیان بہت

لڑائیاں ہوتی تھیں--- کبھی کبھار تو زمر کو ڈر لگنے

لگتا کہ وہ اسے طلاق ہی نہ دے دے-- مگر جب

سے بریرہ اور تابش کی منگنی ٹوٹی تھی تب سے وہ بڑا

دلی طور پر سکون میں آگئی تھی----

اب اس کے نزدیک تابش صرف اسے مہروز سے

اس لیے بدظن کر رہا تھا کیونکہ وہ خود بریرہ سے نکاح

نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اور ممکن تھا کے بریرہ اسے

دیکھا دیکھی ضد پکڑ لیتی نکاح کی ۔۔۔ اس کے دل

میں تو چور تھا ۔۔۔ وہ تو صرف ٹائم پاس و دل لگی

کر رہا تھا ۔۔۔اس لیے اس نے بریرہ کے سامنے

مہروز کو برا ظاہر کرنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن
مہروز سچا تھا اس کی نیت اچھی تھی ۔۔۔اس کی
محبت صدق تھی۔۔۔ یہ بات وقت نے ظاہر کی
۔۔۔کیونکہ وہ دونوں میاں بیوی آج بھی ساتھ ہیں
لیکن تابش ۔۔۔وہ تو بریرہ کو چھوڑ چکا ہے۔۔۔ اور
یہی بات سوچ کر وہ اپنے شوہر پر پہلے سے
زیادہ صدقے واری جانے لگی تھی۔۔۔اور اسے خود

پر اختیارات دے دیے تھے سارے۔۔۔ جس کی وجہ سے مہروز بڑا خوش رہتا۔۔ اور ان کے درمیان لڑائیاں مکمل ختم ہو چکی تھیں۔۔۔

وہ مہروز کے قریب آئی۔۔۔تو مقابل نے اس کے گالوں کو بڑے پیار سے کھینچتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔

"بالکل ٹھیک۔۔۔آپ سنائیں؟؟...آپ کیسے

ہیں؟؟.."

"تمہارے بغیر کیسا ہونا ہے۔۔۔ بالکل مرجھایا ہوا

پھول۔۔۔یقین کرو۔۔۔ راتوں میں اب بستر کاٹتا

ہے مجھے اکیلے۔۔۔ تمہاری یادیں، تمہاری مہک جیسے

مجھے گھری ہوئی ہوتی ہے۔۔۔ بس دل کرتا ہے اڑ

کر تمہارے پاس آجاؤں۔۔۔ بس یہ لاسٹ ایئر

ہے۔۔۔ اس کے بعد یہاں ڈگری ہاتھ میں پکڑوں

گا۔۔۔اور وہاں گھر والوں کو تمہارے گھر لے آؤں

گا۔۔ ایک دن بھی ضائع نہیں کروں گا پھر۔۔۔"

اس کی باتیں سنتے ہی زمر کے گال جلنے لگے تھے

--وہ خاصہ شرمگی سے نظر جھکائے مسکرانے لگی---

"اب تم ایسے بلش کرو گی --- تو میں خود کو کیسے سنبھالوں گا--" وہ اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ ---اس کی جانب گہری بولتی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا---

جس پر وہ مزید بلش کر اٹھی تھی---

کچھ دیر بعد---

وہ دونوں ہوٹل کے ایک روم میں تھے--- جہاں وہ اپنے شوہر ہونے کے حقوق لے رہا تھا اس سے--- اور وہ باخوشی اس پہ اپنا سب کچھ وار رہی تھی---

"آئی لو یو۔۔ شکریہ۔۔۔ میری زندگی میں آنے کے لیے۔۔۔"قربت کے لمحوں کے بعد۔۔۔اس کی پیشانی کو چومتا وہ بڑی محبت سے گویا ہوا۔۔۔

وہ جو اسے شاپنگ کراتا تھا۔۔۔ اسے گھماتا پھراتا تھا۔۔۔اسے کھلاتا پلاتا تھا۔۔۔اس پہ ہر وقت اپنی محبت وارتا تھا۔۔۔وہ سب ایک طرف۔۔۔اور

اس کا یہ پیشانی شدت محبت سے چومنا ایک

طرف۔۔۔

جب وہ اس طرح پیشانی چوم کر اس سے اپنی محبت

کا اظہار کرتا۔۔۔ تو اسے لگتا۔۔۔وہ جی اٹھتی

ہے۔۔۔

ویسے تو وہ اس حسین نوجوان کے لمس میں رچ بس
گئی تھی۔۔۔ مگر آخر میں جو وہ پیشانی پر اپنی مہر
لگانے والے انداز میں شکریہ ادا کر کے محبت کا
اظہار کرتا تھا۔۔۔ وہ زمر کے دل کو جا کر لگتا ہر
بار۔۔۔ یہ وہ لمحہ ہوتا تھا جس کا پھر وہ خود بڑی
شدت سے انتظار کرتی۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

وہ کورٹ سے واپس آئی تو سامنے ہی دروازے پر زرم کو کھڑا ہوا پایا۔۔۔

"السلام علیکم آپی "اس نے بڑے پیار سے سلام کیا۔۔۔

"وعلیکم السلام"آہستگی سے کہتے ہوئے۔۔۔اس نے نظر چرالی۔۔۔

اسے اب خود سے ہی ڈر لگنے لگا تھا۔۔۔ڈر۔۔کہ کہیں وہ اپنی چھوٹی بہن کی خوشیوں کو نظر نہ لگا بیٹھے۔۔۔اس چکر میں وہ زرم کو دیکھتی تک نہیں

تھی ۔۔۔ زرم آئے دن زمر کی خاطر کچھ نہ کچھ

لے کر آجاتا تھا کھانے کے لیے ۔۔۔ اکثر رات میں

بھی آجاتا اور لیڈو کھیلنے کے بہانے گھر میں ہی بیٹھا

رہتا اور زمر کو کنکھیوں سے تکتا رہتا ۔۔۔ جسے دیکھ

کر اس کے دل میں بھی حسرت اٹھتی ۔۔کہ کاش

اسے بھی ایسا چاہنے والا ملا ہوتا۔۔۔

اور وہ نہیں سمجھ پاتی تھی اسے یہ خوف و وسوسہ

کیوں آنے لگا تھا ہر وقت ---شاید اوور تھنکنگ کی

وجہ سے-- ہر وقت بس بیٹھ کر سوچتی ہی تو رہتی

تھی---اور یہ سوچیں زیادہ تر منفی ہی پہلووں کی

جانب لے جاتیں اسے---

گھر کا دروازہ بریرہ نے کھولا تھا۔۔۔وہ تیار کھڑی تھی تابش سے ملنے جانے کے لیے۔۔۔

"السلام علیکم آپی۔۔۔آپ ٹھیک ہو نا" عائشہ کو دیکھتے ہی۔۔ بریرہ نے فورا فکر مندانہ لہجے میں استفسار کیا۔۔۔

"وعلیکم السلام---ہاں--- بس پانی پلادو---"

وہ تھکے ہارے لہجے میں کہتی ہوئی---سامنے جا کر

جھولے پر بیٹھ گئی---

بریرہ پانی لینے جانے لگی تو زرم نے اسے وہ رس

ملائی کا ڈبہ بھی پکڑا دیا تھا جو زمر کے لیے خاص لایا

تھا---اور یہ رس ملائی کا ڈبہ اس کی پہلی بک کی

سیل پر آیا تھا۔۔۔جس کی وجہ سے وہ بہت خوش تھا۔۔۔

اپنی پہلی کمائی۔۔۔مانا وہ بہت تھوڑی سی تھی۔۔لیکن ان پیسوں سے زمر کے لیے وہ میٹھا لے آیا تھا۔۔ اور یہ بات جب اس نے بریرہ کو

بتائی ---تو عائشہ جو وہیں بیٹھی ہوئی تھی اس کے
کانوں تک بھی پہنچی---

کسی کا دامن کتنا خالی ہوتا ہے---نہ شوہر کا
پیار---نہ اولاد کا سکھ---اور کسی کے دامن
میں کتنی خوشیاں ہوتی ہیں---کے آپ بس اش
اش کرتے ہی رہ جاؤ---

♡*Husny Kanwal*♡

وہ کار میں بیک پیسنجر سیٹ پر بیٹھی خاموشی سے

ان دونوں میاں بیوی کی باتیں سن رہی تھی---

معظم اور زینیا اپنی باتوں میں اتنا مگن تھے کہ انھیں

دیکھ کے گمان بھی نہیں ہو رہا تھا کہ انہیں

احساس ہو ۔۔۔کے پیچھے کوئی بیٹھا ہوا ہے ۔۔۔ ایسا

بریرہ محسوس کر رہی تھی ۔۔۔ جبکہ ریل میں ایسا

بالکل نہ تھا ۔۔۔

معظم بیک ویو مرر سے اور زینیا بار بار ہلکا سہ پلٹ کر دیکھ کر۔۔۔چیک کر رہی تھی۔۔۔کہ وہ ٹھیک ہے یا نہیں۔۔۔

دونوں کو ہی اس کی بہت فکر تھی۔۔۔

معظم نے اپنی بیوی کو بتا دیا تھا کہ وہ بریرہ کو تابش

سے ملانے لے کر جا رہا ہے ---اور وہ چاہتا ہے

کہ وہ اس کے ساتھ چلے ---

"پہنچ گئے" بس یہ اعلان ہونا تھا معظم کی جانب

سے --- کہ بریرہ کا دل زور زور سے دھڑکنے

لگا--اس نے سامنے کی جانب دیکھا تو اسی لمحے

تابش نے آکران کی گاڑی کے برابر میں ہی اپنی

بائیک پارک کی۔۔

معظم جب گاڑی سے اترا۔۔ تو اس نے پہلے بریرہ

کی سائیڈ والا ڈور نہیں کھولا۔۔۔بلکہ وہ گھوم کر گیا

اور پہلے اپنی بیوی کی سائیڈ والا ڈور کھولا۔۔۔

اپنی بیوی کو ہاتھ پکڑ کر آرام سے گاڑی سے

اتارنے کے بعد۔۔۔ اب جب وہ بریرہ کی سائیڈ کا

ڈور کھولنے کے لیے آنے لگا۔۔۔ تو اس سے پہلے

ہی تابش نے گاڑی کا ڈور کھول دیا۔۔۔

معظم نے دیکھا جس طرح وہ اپنی بیوی کے لیے

گاڑی کا ڈور کھولے کھڑا رہا۔۔ جب تک اس کی

بیوی گاڑی سے آرام سے اتر نہ گئی بالکل اسی طرح تابش کھڑا رہا یہاں تک کہ بریرہ آرام سے گاڑی سے اتر گئی۔۔

کہنے کو چھوٹا سہ عمل تھا لیکن بہت اہمیت کا حامل تھا۔۔۔

مرد آپ کو محبت کے دعوے کرتا ہوا تو ہر جگہ ملے گا۔۔۔ مگر چھوٹی چھوٹی باتوں میں حساسیت ظاہر کرتا ہوا کہیں کہیں۔۔۔

یہ سب سے بڑا سچ ہے مرد ہر کسی کے لیے حساس نہیں ہوسکتا۔۔۔ اور جس کے لیے وہ حساس ہو

جائے وہ (شخص) اس کے لیے عام نہیں ہو سکتا۔۔۔

🦋🦋🦋🦋🦋🦋

وہ آگے آگے چل رہا تھا اور بریرہ پیچھے پیچھے ۔۔۔ یہ گھر کے پاس والا ریسٹورنٹ تھا۔ وہ اکثر یہاں آیا کرتے تھے تب ان کے چہروں پہ مسکراہٹیں ہوتی

تھیں اور آنکھوں میں محبت۔۔۔اور آج اسی

ریسٹورنٹ میں جب وہ خاموشی سے اجنبی بن کے

داخل ہوئے تو بریرہ کے دل کو دکھ سہ پہنچا۔۔۔

معظم اور اس کی وائف الگ ٹیبل پر بیٹھے اور وہ

دونوں الگ۔۔۔

کچھ دیر تک خاموشی طاری رہی۔۔۔ دونوں میں سے ایک نے بھی کسی بات کی ابتدا نہ کی۔۔۔یہاں تک کہ ویٹر آن پہنچا۔۔

"ہر بار والا آرڈر؟؟" وہ مسکرا کر استفسار کرنے لگا۔۔۔

"ہاں" بریرہ نے تو کوئی جواب نہیں دیا تھا تابش ہی تھا جس نے حلق میں پھنسی ہوئی آواز کو باہر نکلا--

ویٹر مسکراتے ہوئے چلا گیا---

ان کے درمیان پھر خاموشی چھا گئی----

بات شروع کرنی تھی--مگر کس طرح کرنی تھی اور کیا کرنی تھی--یہ سمجھ نہیں آرہا تھا---

اگر اس نے سامنے سے انکار کر دیا تو جو امید بندھی ہے وہ بھی ٹوٹ جائے گی-- یہ خیال ہی بریرہ کے دل کو جیسے جکڑ رہا ہو---

تابش کبھی بھی منرل واٹر کے علاوہ پانی نہیں پیتا تھا لیکن بریرہ نے دیکھا کہ پتہ نہیں آج وہ کس سوچ میں تھا۔۔ کہ دو بار وہاں ٹیبل پر رکھے جگہ کا سادہ پانی پی چکا تھا۔۔ اس نے منرل واٹر کا انتظار تک نہیں کیا۔۔۔

پھر جب ویٹر اس کی منرل واٹر کی بوتل لے کر آیا

تب مقابل نے دیکھا وہ اسے بھی ایک ہی ---

سانس میں ساری چڑھا گیا---وہ بالکل بھی نارمل

معلوم نہیں ہو رہا تھا--- ساتھ ہی وہ کالا چشمہ

پہنا ہوا تھا--- وہ کبھی ریسٹورنٹ کے اندر چشمہ

نہیں پہنتا تھا--- مگر آج کیوں پہنا ہوا تھا کوئی

اندازہ نہیں ---

"معظم ۔۔۔ معظم نے کہا تم بات کرنا چاہتی ہو
مجھ سے" پہلی بار جب اس نے معظم ادا کیا تو ایسا
لگا جیسے اس کے حلق سے بھی آواز نہ نکل رہی
ہو۔۔۔اس نے فورا ہی اپنا گلا کھنکھارا ۔۔۔اور پھر
جب دوبارہ الفاظ کہے تو تھوڑے صاف سنائی دیے
۔۔لیکن آواز بہت آہستہ تھی اس کی۔۔۔

"کیا میں یہ جان سکتی ہوں--کہ تم اتنا بدل کیوں
گئے ہو؟؟" بڑی شدت سے دل تھا اس کا یہ
سوال کرنے کا--مگر ہمت نہ کر سکی---منہ
کھولا تو بجائے یہ الفاظ نکلنے کے کچھ اور ہی الفاظ
ترتیب پا گئے" امی میرا رشتہ دیکھ رہی ہیں---"

"اچھ۔۔اچھی بات ہے۔۔۔"آہستگی سے کہنے کے بعد۔۔۔اس نے پھر جگ سے گلاس میں پانی بھرا۔۔۔اور ایک ہی سانس میں پی گیا۔۔

"اچھی بات ہے؟؟" بریرہ کو جیسے جھٹکا لگا۔۔۔

کیا یہ وہ شخص نہیں تھا جو اس سے شادی کے

وعدے کرتا تھا؟... جس نے اسے شادی کے

خواب دکھائے تھے؟؟... جس نے کہا تھا بس تعلیم

مکمل ہونے کی دیر ہے--- وہ رشتہ لائے گا---

آج کتنے آرام سے بیٹھ کر کہہ رہا تھا کہ اچھی بات

ہے---

وہ زور سے ہنسی۔۔۔ اتنی زور سے کہ ارد گرد کے لوگ اسے دیکھنے لگے۔۔۔ معظم اور زینیا نے بھی ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ لیکن پھر فورا نظر ہٹا لی۔۔

مانا وہ ہنس رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ ہنسی اس کے کرب کا پتہ دے رہی تھی۔۔ اس کے رنج کا، اس

کی تکلیف کا، اس کے مان و بھروسہ کے ٹوٹنے

کا---

اس کی پوری خوابوں کی دنیا اجاڑنے کے بعد---

وہ کتنی آرام سے بیٹھ کر یہ بات کر رہا تھا---

"اگر آپ کو یاد ہو تو مسٹر اویس --- سوری ڈاکٹر،

ڈاکٹر تابش ---آپ نے مجھ سے شادی کا وعدہ کیا

تھا --- آپ نے دو سال پہلے کہا تھا آپ میرے

گھر رشتہ لائیں گے ---آپ کی والدہ میری ماں اور

دادی کو مطمئن کر کے گئی تھیں --- دو سال

---- پورے دو سال انتظار کیا ہے میں نے

---" دو سال کے لفظ پر اس کا خاصہ جماو تھا --

مرد کے لیے شاید دو سال کچھ نہ ہو۔۔۔ لیکن

عورت کے لیے ۔۔۔اس کی جوانی کے دو سال

بہت اہم ہوتے ہیں۔۔۔

وہ دکھنے میں ہیلدی تھی جس کی وجہ سے وہ اپنی

ساری کزنز سے کافی بڑی معلوم ہوتی۔۔لوگ تو

اسے عائشہ سے بھی بڑا سمجھتے تھے۔۔۔ایسے میں وہ

دو سال تک اس کے انتظار میں بیٹھی ۔۔۔ورنہ

اس کی والدہ و تائی نے تو دو سال پہلے ہی اس کے

رشتے کے لیے لوگوں کے کانوں میں بات ڈالنا

شروع کر دی تھی۔۔۔

"تم تو ایسے بول رہی ہو۔۔۔ جیسے لائیں لگی ہوئی

ہیں تمہارے رشتے کی۔۔۔" وہ جو ٹیبل پر دونوں

ہاتھ جما کر اسے دو سال جتا رہی تھی۔۔وہ یک دم

اس کا جملہ سن۔۔۔ سیدھی ہوئی۔۔۔

وہ دنیا کے ہر شخص اس جملے کی امید کر سکتی تھی

مگر تابش سے نہیں۔۔۔

بہت کچھ ٹوٹا و بہت کچھ بکھرا اس کے اندر۔۔۔

اتنا تو ایک کانچ کے گلاس کو دس منزلہ بلڈنگ سے پھینکنے پر اس کے ٹکڑے نہیں ہوں گے جتنے اس لڑکی کے دل کے ہو گئے تھے۔۔۔

آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔۔۔کہ وہ سامنے بیٹھا لڑکا دھندلا نظر آنے لگا۔۔۔

"دیکھو بریرہ۔۔۔ میں نے وہ فیصلہ کیا ہے جو ہم دونوں کے لیے بہتر ہے۔۔میں تمہیں دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتا۔۔۔ورنہ اس سے بعد میں تمہیں ہی زیادہ اذیت ہو گی۔۔۔ہاں مجھے تم پسند تھیں۔۔ اور

میں اسے محبت گمان کرتا رہا۔۔۔ لیکن وقت

گزرنے کے ساتھ ساتھ تمہارے لیے جو میرے دل

میں اٹریکشن تھی وہ ختم ہو گئی ۔۔۔ سچ

کہوں۔۔۔ میں اندر ہی اندر لڑ رہا تھا خود سے۔۔۔۔کہ

نہیں مجھے پسند ہو تم۔۔۔تب ہی تو میں نے تمہیں

شادی کا کہا۔۔۔ تبھی تو میں نے اپنی ماں کو بھیجا

تھا لیکن میرا دل اب اس طرح تمہاری طرف مائل

نہیں ہو رہا تھا جیسے پہلے ہوتا تھا۔۔۔ یاد ہے میں

کچھ دنوں کے لیے اسلام آباد گیا تھا شادی میں

۔۔۔وہیں میری ملاقات اپنی پھوپھو کی بیٹی سے

ہوئی ۔۔۔وہ بھی ڈاکٹر بن رہی تھی ۔۔۔ہماری

باتیں ہونا شروع ہوئیں اور مجھے وہ اچھی لگنے لگی

۔۔۔ بہت اچھی ۔۔۔ میں تمہیں تکلیف نہیں پہنچانا

چاہتا مگر مجھے لگتا ہے میں نے جلد بازی کر دی

۔۔۔۔میں کرش کو محبت سمجھ بیٹھا۔۔۔۔جب مجھے

واقعی سمجھ آیا محبت کیا ہے تو میں تمہاری جانب

سے پیچھے ہٹ گیا۔۔۔۔چونکہ میں تمہیں تکلیف

نہیں پہنچانا چاہتا۔۔۔۔ تم ایک اچھی لڑکی ہو۔۔۔۔اور

ایک اچھا لڑکا ڈیزرو کرتی ہو۔۔۔۔مگر وہ لڑکا میں نہیں

ہوں۔۔۔۔"

تو یہ سب کچھ تین مہینوں سے چل رہا تھا اور وہ

محبت میں اندھی لڑکی جان ہی نہ سکی۔۔۔کہ کب

ملاوٹ شروع ہو گئی۔۔۔ جانتی بھی

کیسے؟؟...اندھا اعتماد جو تھا تابش پر۔۔۔اسے یہی

لگتا رہا کہ وہ پڑھائی میں بیزی ہے ۔۔۔اس لیے

اس کے کالز نہیں اٹھاتا۔۔۔اب اس سے میسج پہ

راتوں میں باتیں نہیں کرتا۔۔۔ اس سے ملتا جھلتا نہیں ۔۔۔ اس کے گھر نہیں آتا۔۔۔

اب اسے خود پر ہنسی آرہی تھی۔۔۔ کہ وہ کیسے میسج کرنے کے بعد پوری پوری رات اس کے ایک ریپلائی کا انتظار کرتی تھی۔۔اور وہ نہیں آتا تھا۔۔

اور وہ یہ سوچ کر سو جاتی تھی تھک کے۔۔۔کہ

شاید وہ پڑھ رہا ہوگا۔۔۔

راتوں کو صرف اس کے ایک میسج کے ریپلائی کے

لیے جاگنا۔۔۔بار بار اٹھ کر موبائل چیک کرنا

۔۔۔دن میں مسلسل اسے کالز کرنا اور اس کا

کال اگر پک بھی کر لے تو یہ کہہ کر ڈسکنکٹ کر

دینا۔۔۔کہ میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں۔۔۔

اور پھر اس کی کال بیک کا پورے دن انتظار

کرنا۔۔۔ اب وہ خود سے پوچھ رہی تھی۔۔۔وہ اتنی

بے وقوف کیوں تھی؟؟۔۔۔۔وہ اتنی بے وقوف

کیسے بنی رہی؟؟...اس نے کیوں محسوس نہیں

کیا کہ وہ بدل رہا تھا؟؟...اسے کیوں نہیں لگا کہ

وہ بدل سکتا ہے؟؟؟...وہ انسان ہے۔۔وہ تو لڑکا

ہے۔۔۔وہ ایک خوبصورت لڑکا ہے۔۔اوپر سے ہے

بھی ڈاکٹر۔۔۔۔

سب اس سے بار بار پوچھ رہے تھے۔۔۔ کہ کیا

کچھ ہوا ہے ان دونوں کے درمیان۔۔۔ اور وہ سب

سے ایک ہی بات کہتی تھی کہ ہماری تو کبھی لڑائی

بھی نہیں ہوئی۔۔۔ اور لڑائی ہوتی بھی کیسے

؟؟...وہ اس پہ اندھا اعتبار کر کے جو بیٹھی ہوئی

تھی تین مہینوں سے ۔ ورنہ جس طرح وہ اسے اگنور

کر رہا تھا ۔۔ جس طرح اس کے میسجز کا ریپلائی

نہیں کر رہا تھا ۔۔۔پتہ نہیں کتنی لڑائیاں ہو جاتی

ہیں اس دوران ۔۔۔۔ اگر ان کا رشتہ ابھی تک

چل رہا تھا تو وہ بریرہ چلا رہی تھی ۔۔۔ورنہ تابش نے

تو تین ماہ پہلے ہی چھوڑ دیا تھا ۔۔۔ اور وہ اپنی

خوشگمانی و خوابوں سے سجی دنیا میں ہی جیتی رہتی

اگر صبغہ کی شادی نہ آتی---

لڑکا کبھی بھی سامنے سے آکر نہیں کہتا کہ میں

تمہیں چھوڑ رہا ہوں یا میں نے تمہیں چھوڑ دیا---وہ

ہمیشہ ایسی حرکات اور ایسے اعمال کرتا ہے کہ لڑکی

خود پریشان ہو کر و تھک کر اسے چھوڑ دیتی

ہے۔۔۔لیکن ان کے کیس میں تابش نے جب یہ

عمل کیا تو بریرہ نے اسے بھی ایسے پی لیا جیسے

کوئی بات ہی نہ ہو۔۔۔وہ ایک بار بھی نہیں لڑئی

اتنی محبت میں پاگل تھی وہ لڑکی ۔۔۔اسی لیے اب

تابش کو سامنے سے منع کرنا پڑ رہا تھا۔۔۔

"اوکے۔۔۔" بہت کچھ کہنا تھا۔۔۔بہت کچھ

سنانا تھا۔۔۔بہت لڑنا تھا۔۔۔ لیکن اس لمحے ہمت

ہی نہ کر سکی۔۔۔ایسا لگا سب بے کار

ہو۔۔۔بے معنی۔۔عبث۔۔۔بالکل عبث۔۔۔۔

وہ مذاق اڑائے گا۔۔۔ ہنسے گا۔۔۔سوچے گا کیسے

مر رہی ہے میرے لیے۔۔۔کہ میں سامنے سے کہہ

رہا ہوں کہ اچھی نہیں لگتی اب۔۔اور چھوڑ رہا

ہوں۔۔۔تو بھی دیوانوں کی طرح مجھ سے لڑنے جا رہی ہے مجھے پانے کی خواہش میں۔۔۔۔

اس کی محبت کی تو دھجیاں اڑا چکا تھا وہ۔۔۔سیلف رسپیکٹ کی اڑانے کی اجازت نہیں دے سکتی تھی۔۔اس لیے فقط ایک لفظ ادا کر۔۔ بڑے پر وقار انداز میں کھڑی ہو گئی۔۔۔

وہ نہیں روئی۔۔۔ ہاں آنسو آرہے تھے جنہیں وہ

باربار پیچھے کی جانب دھکیل رہی تھی۔۔۔ لیکن اس

کے سامنے نہیں روئی۔۔۔کوئی شور نہیں

مچایا۔۔۔کوئی وعدہ یاد نہیں دلانے کی کوشش کی

دوبارہ ۔۔۔بس خاموشی سے پلٹ کر چل

دی۔۔۔اسے جاتا دیکھ۔۔۔ معظم اور زینیا بھی فورا

اٹھے اور اس کے پیچھے چل دیے۔۔۔

وہ جا رہی تھی۔۔۔ اور تابش اسے خاموشی سے جاتا

ہوا دیکھتا رہا۔۔۔

گاڑی میں آکر بیٹھتے ہی اس نے پھوٹ پھوٹ کر

اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ کے رونا شروع کر دیا۔۔۔

لوگ کیسے بدل جاتے ہیں سمجھ ہی نہیں آتا۔۔۔

اور اگر وہ بدل جاتے ہیں تو ہم کیوں نہیں بدلتے

؟؟...ہم کیوں وہیں کھڑے رہ جاتے ہیں؟؟...

وہ چھوٹی ہوتی تو معظم آئس کریم کھلا کے بہلا دیتا۔۔۔ لیکن نہ تو اب وہ چھوٹی تھی۔۔۔اور نہ ہی اس کی من مراد چیز کو وہ اس تک پہنچا سکتا تھا ۔۔۔اس لیے بے بسی سے بیک ویو مرر سے اسے روتا ہوا دیکھتا رہا۔۔۔

نہیں جانتی وہ۔۔۔اس کے آنسو آج بھی معظم کو تکلیف دے رہے تھے۔۔۔وہ آج بھی اسے بڑی پیاری تھی۔۔۔

زینیا آنکھوں ہی آنکھوں میں پوچھنے لگی کیا وہ اسے چپ کرائے۔۔۔تو معظم نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔۔

وہ چاہتا تھا وہ رو لے ---۔ جتنا رو سکتی ہے رو لے

---۔تاکہ اسے سکون آجائے ---۔ایک ہی بار دفنا

دے اس محبت کو---۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

دروازہ کافی دیر سے بج رہا تھا مگر مجال ہے کوئی ہل جائے کھولنے کے لیے۔۔۔

چلو عائشہ کا تو سب کو پتہ تھا کہ وہ بہت غم میں رہتی ہے۔۔اسے دنیا کی خبر ہی نہیں ہوتی۔۔اسے کھلا پلا دو تو ٹھیک۔۔۔ نہیں کھلا پلاؤ تو وہ بھوکا رہ لیتی ہے پورا پورا دن۔۔۔ لیکن زمر۔۔۔وہ لاونج میں

بالکل سامنے بیٹھی ہوئی تھی صوفے پر۔۔۔وہ

کیوں نہیں گئی؟؟..بریرہ کو یہی سوچ کر اس سے

چڑھ آئی۔۔۔اور وہ پاؤں پٹکتی ہوئی دروازے کی

جانب بڑھی ۔۔۔ وہ دو منزلہ اتر کر آئی تھی۔۔۔ وہ

بھی تیزی سے۔۔۔اس لیے سانس پھول رہا تھا

اس کا۔۔۔

زمر کچھ دنوں سے کچھ زیادہ ہی ہواؤں میں اڑ رہی تھی۔۔۔اپنے آپ کو کہیں کی شہزادی گمان کرتی۔۔۔ہل کر پانی بھی نہیں پی رہی تھی وہ تو اب ۔۔۔یہی وجہ تھی کہ بریرہ اسے کھا جانے والی نگاہ سے گھورتے ہوئے گئی تھی۔۔۔مگر اس لڑکی نے کب اہمیت دی ۔۔۔وہ تو لگی پڑی تھی اپنا موبائل چلانے میں۔۔۔

"ارے۔۔۔ آرہے ہیں۔۔۔آرہے ہیں۔۔۔ دروازہ

توڑ دوگے کیا؟؟" غلطی بجانے والے کی نہیں

تھی۔۔۔وہ بیچارہ بہت دیر سے بجا رہا تھا شاید یہی

وجہ تھی کہ اب اس نے بھی بڑی زور زور سے

دروازہ پیٹنا شروع کر دیا تھا۔۔۔

بریرہ کی آواز شاید اس کے کانوں میں پڑ گئی

تھی۔۔اس لیے دروازہ بجانا بند کیا۔۔۔ اور سکون

سے کھڑا ہو گیا۔۔

"کون؟؟"اس لڑکی نے دروازے پر پہنچ

کر۔۔۔آواز لگا کر پوچھا۔۔۔

"تمہارا ہونے والا شوہر" دوسری جانب سے جو آواز آئی--- وہ ایک دو لمحوں کے لیے اسے تھما گئی--

یقینا وہ آواز پہچان گئی تھی جیسے مقابل اس کی پہچان گیا تھا---

"بکواس کم کیا کرو" دروازہ کھلتے ہی وہ حسین لڑکا اس کے روبرو تھا۔۔۔کریمی کلر کی شرٹ پر بلیک بینٹ پہنے وہ اچھا لگ رہا تھا۔۔چہرے پہ تھکان تھی لیکن آنکھیں۔۔وہ تو جگمگا رہی تھیں۔۔۔ وہ خوش نظر آرہا تھا۔۔ جبکہ دوسری جانب بریرہ نے اس کا ویلکم ہی منہ بسور کر کیا۔۔۔ اور نہایت دو ٹوک انداز میں اپنی بات کہہ کر روخ موڑ گئی۔۔۔

"میں اتنے وقت بعد آیا ہوں۔۔۔ تمہیں ذرا بھی
خوشی نہیں ہوئی؟؟" ابھی وہ دو قدم ہی چلی تھی
جب اس کی کلائی پیچھے سے جانشیر نے جکڑی۔۔۔

اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔ تو وہ بڑی نرمی سے
پوچھنے لگا۔۔۔

اتنی محبت سے اگر اس نے پہلے کبھی پوچھا ہوتا تو
شاید وہ خوشی سے ہی پاگل ہو جاتی لیکن اب ، اب
تو اسے فرق بھی نہیں پڑ رہا تھا بلکہ چڑ محسوس
ہوئی۔۔۔کہ کیوں خواہ مخواہ چپک رہا ہے۔۔۔

" کبھی واپس ہی نہ آتے ۔۔ تو مجھے زیادہ خوشی

ہوتی" جھٹکے سے اپنی کلائی اس کے ہاتھ سے آزاد

کر۔۔۔ ایک ایک لفظ جتاتے ہوئے کہتی۔۔۔وہاں

سے چلی گئی تھی۔۔۔

ہاں اسے برا لگا تھا بریرہ کا کہا جملہ۔۔۔مگر علم

تھا۔۔ کہ شدید ناراض ہے وہ اس سے۔۔۔۔

"جانشیر---" وہ بریرہ کے پیچھے پیچھے مسکراتا ہوا

جب گھر میں داخل ہوا تو سب سے پہلی نگاہ بڑی

امی کی پڑی تھی جو کچن سے نکل رہی

تھیں---اسے دیکھتے ہی وہ بڑا خوش ہو

کر---اس کے گلے آلگیں--- زمر بھی فورا اپنی

جگہ سے اٹھ کر اس سے ملنے آئی--

عائشہ صرف اسے دیکھ کر۔۔۔دور سے

مسکرائی۔۔۔ جس کے جواب میں وہ چلتا ہوا خود

اس کے پاس آیا۔۔اوراس کے قدموں میں ویسے

ہی بیٹھا جیسے اس کا اپنا سگا بھائی رافع بیٹھا تھا

۔۔۔اوراس کا چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔

اس کی آنکھوں کے نیچے کالے حلقے نمایاں تھے

---چہرہ بھی مرجھایا مرجھایا سہ تھا---

کھنے کو وہ کھاتی پیتی بالکل نہیں تھی لیکن اس

کے باوجود اس کا جسم دن بدن پھول رہا تھا---

کہ اگر کوئی صرف اس کا جسم دیکھے--- تو یہی

سمجھے کہ پتہ نہیں کتنی خوشیاں چڑھی ہیں

اسے۔۔۔

"کیا حال کر دیا کمینوں نے میری خوبصورت آپی

کا" اس کی آنکھوں میں وہی رنج و غم تھا جو رافع کے

تھا۔۔۔

جانشیر نے جب سے عائشہ کے پٹنے کی خبر سنی

تھی۔۔۔تب سے ہی اسے اپنی ماں یاد آنے لگ

گئی تھی۔۔۔

اور جب سنا کہ وہ لوگ اس کا بچہ چھین کر لے

گئے۔۔۔تو لگا جیسے اس کا دل پھٹ گیا

ہو۔۔۔اسے وہ لمحہ یاد آیا جب وہ اپنی ماں کے ساتھ

جانا چاہتا تھا اور اس کے والد نے اسے جانے

نہیں دیا تھا۔۔۔

عائشہ کی بیٹی کو تو اس نے دیکھا بھی نہیں تھا۔۔۔

پھر بھی وہ جانتا تھا کہ آگے جا کے جو وہ تکلیفیں

سہے گی وہ کیسی ہوں گی۔۔۔وہ ابھی سے اس کا

احساس کر سکتا تھا۔۔۔

ماں کے بغیر ایک بچے کی زندگی کیسی ہوتی ہے اس سے بہتر کون جانتا ہے--- کہ ہر رشتہ ہوتا ہے پاس---- لیکن پھر بھی بچہ لاوارث سہ ہوتا ہے---

"فکر نہ کرنا آپی۔۔۔ جن لوگوں نے آپ کی اولاد چھنوائی ہے۔۔۔خدا بہت جلد ان سے ان کی اولادیں چھین لے گا" کہنے کو بہت سادے سے لفظ تھے اس کی دعا کے۔۔۔اور وہ شاید پہلا ہی تھا جس نے یہ دعا دی تھی۔۔ لیکن بہت گہرے ۔۔۔بہت معنی خیز۔۔۔

عائشہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔

"وہ بہت چھوٹی ہے جانشیر۔۔۔ وہ تو ابھی یہ بھی نہیں بتا سکتی کہ اسے دودھ چاہیے۔"

اس کے والد کا ولیمہ تھا۔۔ وہ بہت چھوٹا تھا اس وقت۔۔دادی نے اسے منع کیا تھا کہ ولیمے کی

دعوت نہ کھائے---اسے بخار ہے---وہ اسے

گھر جا کر دودھ پلا دیں گی--- لیکن جب وہ گھر

آئے تو سب اتنا تھکے ہوئے تھے کہ سو

گئے--- کسی کو خیال ہی نہیں رہا کہ وہ بھوکا

ہے----وہ بیچارا بھوک کے سبب صوفے پہ بیٹھ

کے رو رہا تھا--- تب عائشہ آئی تھی اس کے

پاس-- اور اس نے پوچھا تھا---کیا ہوا؟؟...تو

اس نے بتایا۔۔کہ مجھے بھوک لگی ہے آپی۔۔۔مجھے
دودھ چاہیے۔۔۔تب عائشہ نے اسے فریج میں سے
نکال کر دودھ گرم کر کے دیا تھا۔۔۔۔آج جب
عائشہ نے وہ جملے ادا کیے تو جانشیر کو ایک لمحہ نہ لگا
اس رات کی یاد آنے میں۔۔۔جس کے بعد وہ
دونوں ایک ساتھ روئے۔۔۔

"آپی صبر کریں---- اللہ سب ٹھیک کر لئے گا---

" جانشیر بہت شرمندہ تھا عائشہ سے --- شرمندہ

---کہ اس کے والد اتنا امیر ہیں لیکن اس کے

باوجود انھوں نے اپنی بھتیجی کے لیے ایک بار بھی

آواز نہیں اٹھائی---- اس بیچاری کا بچہ تک چھین

کر لے گئے--- لیکن وہ خاموش تماشائی بنے رہے

سب کی طرح---

ہمارے یہاں ظالم اتنا ظلم نہیں کرتا جتنا یہ

خاموش رہنے والے کرتے ہیں۔۔۔آج کل یہ جو

نیا ٹرینڈ ہے کہ (جس کی بیٹی وہی جانے) یہ سب

کو لے ڈوبا ہے...

پہلے لوگ بیٹیوں کے حق میں اٹھتے تھے ظالم کو برا

کہتے تھے۔۔ معاشرے میں اسے برا سمجھا جاتا تھا

۔۔تو ظالم کو بھی لگتا تھا اس نے کچھ برا کیا ہے

۔۔۔اس نے حق تلفیاں کی ہیں ۔۔اس نے نا

انصافی کی ہے۔۔۔مگر آج، آج جو یہ (یا شیخ اپنی

اپنی دیکھ) کے حساب سے بھائی چارے قائم ہو

رہے ہیں کہ تمہاری بیٹی۔۔۔اس کے ساتھ برا ہوا

تم جانو تمہارا کام جانے۔۔۔ہم تو اپنا ملیں

گے۔۔۔اس بے حسی نے ظالموں کو سرخرو کر دیا

ہے۔۔۔اب وہ ظلم بھی کرتے ہیں اور معاشرے

میں اکڑ کے بھی چلتے ہیں۔۔۔

"ارے بس کرو۔۔آتے ہی تم نے تو آپی کو رلانا

شروع کر دیا۔۔۔اٹھو چلو۔۔۔" وہ بریرہ و زمر

تھے۔۔۔جو دونوں سائیڈز سے آکر اسے اٹھانے لگے

۔۔۔تاکہ وہ مزید عائشہ کو نہ رلائے اور نہ خود

روئے۔۔۔

عائشہ کچھ مہینوں سے اتنا رو رہی تھی کہ اب اگر وہ

روتی تو اس کے سر میں ٹیسیں اٹھنے لگتیں اور

کافی دیر تک وہ بیچاری اپنا سر پکڑے رہتی۔۔۔ اس

لیے گھر والے اب کوشش کرتے تھے اس کے سامنے کوئی ایسی بات ہی نہ ہو جس سے وہ روئے۔۔

جب جانشیر عائشہ کے پاس سے اٹھا تو بڑی امی نے بڑی محبت سے آکر اسے اپنے دوبارا گلے سے لگایا۔۔۔

وہ ایک بے حس انسان مشہور تھا زمانے میں۔۔جو

اپنے چاچا کے انتقال تک پہ نہ آیا۔۔۔مگر عائشہ

سے اتنی محبت۔۔۔کہ اس کے قدموں میں بیٹھ کر

رو رہا تھا۔۔۔ایک ماں کے دل کو تو لگنی تھی۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"چاچی۔۔۔ میں بریرہ کا آپ سے ہاتھ مانگنا چاہتا ہوں" سب بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔۔ جب اچانک جانشیر نے۔۔۔یاسمین خاتون کی جانب دیکھ۔۔۔ بڑے لچکدار لہجے میں کہا۔۔۔

اس نے سب سے پہلے یہ بات آتے ہی دادی سے کہی ۔۔تو دادی نے صاف کہا۔۔۔کہ اس بار اس کی ماں سے مانگو۔۔۔اس بار وہ مجھے اختیار نہیں دے گی اس رشتے کو کرنے کا۔۔۔اسی لیے وہ سب کے سامنے اپنی واپسی کے پہلے ہی دن چاچی سے اس کا ہاتھ مانگ رہا تھا۔۔۔

اس کے ہاتھ مانگتے ہی بریرہ کے ہاتھ میں جو لقمہ

تھا۔۔۔جو لبوں سے بس لگنے کو ہی تھا۔۔۔وہ وہیں

تھم گیا۔۔۔اور اس نے حیرت سے جانشیر کی

جانب دیکھا۔۔۔

یہ وہی شخص تھا جس نے کبھی اس کی اور اس کی

ماں کی عزت نہیں کی۔۔آج وہ کیسے لچکدار لہجے

میں اس کی ماں سے اس کا ہاتھ مانگ رہا تھا

---اس نے تو حیران ہونا ہی تھا---

"سوچ کیا رہی ہو یاسمین ---ہاں کر دو---دیکھا بھالا بچہ ہے --- بچپن کی منگنی ہے---ہاں ہو گئی غلطیاں--چھوٹا تھا لیکن اپنی غلطیاں سدھارنا چاہتا ہے ---تمہاری بیٹی کو پسند کرتا ہے اور

سامنے سے ہاتھ مانگ رہا ہے سب کے سامنے پوری

عزت سے۔۔۔اور اس کی گارنٹی میں لیتی

ہوں۔۔۔اب اتنا بھروسہ تو کر سکتی ہو تم مجھ پر

۔۔۔" بریرہ کی دادی مکمل جانشیر کی حمایت میں

بولیں۔۔۔ ان کے ساتھ ساتھ بڑی امی بھی ان

کا حوصلہ بڑھاتی معلوم ہوئیں۔۔۔مگر بریرہ بالکل

مطمئن بیٹھی تھی۔۔۔اسے یقین تھا اس کی والدہ

کسی صورت اس رشتے کے لیے ہاں نہیں کریں گی

بہت دیر تک یہ باتیں بڑوں میں چلتی

رہیں ---سارے چھوٹے خاموشی سے بیٹھ کر کھانا

کھاتے رہے--- حتی کہ بریرہ بھی---

"تم تو ایسے بول رہی ہو۔۔۔ جیسے لائیں لگی ہوئی

ہیں تمہارے رشتے کی۔۔۔" کھانا کھاتے کھاتے

اچانک جیسے تابش کے اس دلخراش جملے نے اس

کے دماغ کو ہٹ کیا۔۔۔

آنکھوں میں سرخی امڈ آئی۔۔۔

اگر وہ جانشیر سے اس وقت منگنی کرتی ہے تو یہ

تابش کے منہ پہ اتنا قرارہ طمانچہ تھا کہ انتہا

تھی۔۔۔ کیونکہ ابھی صرف دو دن ہی ہوئے تھے

تابش کے اس جملے کو ادا ہوئے۔۔

جانشیر نے اس کا دل توڑا تھا اسے ذلیل کیا تھا

لیکن اس کی ناپسندیدگی کوئی ایک یا دو دن کی نہیں

تھی ۔۔۔وہ شروع سے اسے ظاہر کرتا ہوا آیا تھا

۔۔۔وہ شروع سے ایسا ہی تھا۔۔۔وہ پاگل تھی جو

منگیتر منگیتر سوچ کر دل لگا بیٹھی تھی ۔۔۔ورنہ

دوسری جانب سے کبھی محبت نہیں دکھائی گئی۔۔

کبھی کوئی خواب نہیں دیکھایا گیا۔۔۔لیکن وہیں

دوسری جانب۔۔۔تابش نے اسے خواب دکھائے

تھے۔۔بار بار محبت کے دعوے کیے تھے۔۔

شادی تک کا وعدہ کیا۔۔۔ اور پھر دل بھر جانے پر

یوں چھوڑ دیا جیسے کوئی بات ہی نہ ہو۔۔۔ جانشیر برا

تھا لیکن تابش، تابش کہیں لاکھوں گنا زیادہ برا تھا

اس کی نظر میں۔۔۔

تابش کی جانب سے وہ اتنا غم و غصے میں

تھی۔۔۔ کہ اگر اسے نیچا دکھانے کے لیے اسے

جانشیر کا ہاتھ پکڑنا پڑے۔۔۔تو وہ اس کے لیے بھی تیار تھی۔۔

"میں سوچ کر۔۔۔"ابھی یاسمین خاتون بول ہی رہی تھیں کہ بریرہ کی فیصلہ کن آواز سب کے کانوں میں گونجی۔۔۔"میں راضی ہوں جانشیر سے شادی کرنے کے لیے۔۔"

بریرہ کے یہ اعلان کرتے ہی معظم نے اپنی مٹھی بھینچی ۔۔ کیونکہ زینیا اس کے بالکل برابر میں بیٹھی تھی ۔۔۔ تو وہ دیکھ سکتی تھی ۔۔۔ اس نے بہت نرمی سے اپنے شوہر کی مٹھی پر اپنا ہاتھ رکھا ۔۔۔ تو معظم نے اس کی جانب دیکھا ۔۔۔۔ ان دونوں

میاں بیوی نے آنکھوں ہی آنکھوں میں کوئی بات کی۔۔۔۔

جہاں بریرہ کی والدہ اسے الجھ کر دیکھنے لگی تھیں ۔۔۔وہیں جانشیر نے بڑے خوش ہو کر دیکھا۔۔۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا بریرہ اتنی جلدی مان

گئی۔۔۔

عائشہ کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کے بعد وہ سب

پہلے ہی ڈرے ہوئے تھے۔۔۔ پھر تابش نے بھی

اپنے رنگ دکھائے۔۔۔دو سال بریرہ کو لٹکائے رکھا

اور آخر میں دھوکہ دے گیا ایسے حالات میں گھر کا

بیٹا سب کے لیے پہلی چوائس تھا۔۔۔ چاہے وہ رافع ہی کیوں نہ ہو۔۔۔ کہ اپنا مارے گا تو کم از کم چھاؤں میں پھینکے گا۔۔۔

یاسمین خاتون عائشہ کا حال دیکھ رہی تھیں۔۔۔ اس کے تو پھر باپ بھائی تھے جو مسلسل لڑنے جا رہے تھے۔۔۔ کل کو خدانخواستہ وہ باہر اپنی مرضی

سے کہیں بریرہ کی کرتی ہیں اور اس کے ساتھ یہ

سب کچھ ہوتا ہے۔۔تو اس کے لیے کون لڑنے

جائے گا؟؟ بار بار کون کورٹ کچہری کے چکر

کاٹے گا؟؟.. خاص طور پہ تب۔۔ جب سب

جانشیر کے حق میں بیٹھے تھے۔۔۔اور ان سے کہہ

رہے تھے۔۔۔کہ دے دو۔۔۔ہم ہیں پیچھے

سنبھالنے کے لیے۔۔۔ہمارا بچہ ہے۔۔۔دیکھا بھالا

ہے۔۔۔

انہیں تو ہاں کرنی ہی تھی۔۔۔

ان کے رشتے کی حامی بھرتے ہی وہ جانشیر تھا جو

خوشی سے فوراً ہی دادی کے گلے لگا۔۔۔اور وہ لمحہ

دادی کی آنکھوں میں آنسو لے آیا۔۔۔انہوں نے جانشیر کو اس سے پہلے اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

وہ یوں ہی ٹیرس پر کرسی لگائے بیٹھی تھی جب

اس کے سیل پر میسج کی بیل رنگ ہوئی۔۔۔وہ میسج

رومان کی جانب سے تھا۔۔۔کافی وقت بعد اس کا

کوئی میسج آیا تھا تو اس نے فوراً ہی کلک کیا۔۔۔

اس خوف سے کہ کہیں وہ یہ نہ کہہ رہا ہو۔۔۔کہ

نوکری سے ہٹا رہا ہے۔۔۔ ویسے بھی کافی وقت گزر

گیا تھا اسے گئے ہوئے۔۔۔ اس دوران کبھی پیسے

آنا نہ رکے---جبکہ کام اس سے ایک پرسنٹ

بھی نہیں لیا جا رہا تھا---

(In English we say : you

were never mine.. in

poetry ...we say..??

تم تھے ہی کنجر۔۔۔)

اس نے بڑا سنجیدہ ہو کر میسج پڑھنا شروع کیا

تھا۔۔۔ کہ خدا جانے کیا میسج آیا ہے۔۔۔ مگر وہ

بھول گئی تھی وہ رومان کی جانب سے آیا ہوا میسج

تھا۔۔۔کہاں سے سیریس ہو جاتا۔۔۔

ابتدا میں جو لائنز تھیں۔۔۔ اس نے بڑی سیریس ہو کے پڑھیں ۔۔۔مگر جب وہ آخری جملے پر پہنچی۔۔۔تو اسے پڑھتے ہی وہ بے اختیار ہنس پڑی۔۔

صبغہ کی بارات والے دن سے لے کر آج
تک۔۔۔وہ ایک بار بھی ہنسی نہیں تھی۔۔۔ ہنسنا تو
دور۔۔۔ وہ مسکرانا بھی بھول بیٹھی ہو جیسے۔۔۔

مگر یہ میسج اسے بے اختیار قہقہ لگانے پر مجبور کر گیا
تھا۔۔۔

"ہیلو--" بریرہ کو لگا اس نے غلطی سے کسی کا میسج اسے سینڈ کر دیا ہے---اسی لیے عجلت سے کال ملائی---تاکہ معلوم کر سکے چل کیا رہا ہے---

آخر وہ کسے اتنے خطرناک میسجز سینڈ کر رہا ہے بیٹھ کر اتنی رات میں----

کال بھی لمحوں میں ریسیو ہوئی ۔۔۔ جیسے انتظار میں ہو۔۔۔

"کون بات کر رہا ہے ؟؟" دوسری جانب سے خوبصورت مگر اجنبیت بھری آواز کانوں کی سماعت سے ٹکرائی۔۔۔

"زیادہ بنو مت۔۔۔ اور یہ بتاو۔۔۔ یہ کیسے کیسے

میسجز سینڈ کر رہے ہو مجھے ؟؟"

وہ کتنا ہی ایٹیٹیوڈ دکھائے کہ وہ اب بڑا ایکٹر بن گیا

ہے۔۔۔ وہ بڑی پوسٹ پہ پہنچ گیا ہے۔۔اس کے

پاس وقت نہیں ہوتا۔۔۔ وہ تو پہچان بھی نہیں رہا

ہے ---لیکن وہ لڑکی ہمیشہ اسے پاؤں سے پکڑ کر

کھینچ کر بالکل اپنے برابر میں لا کر کھڑا

کرتی--- جیسے وہ پہلے ہوا کرتا تھا---اور اس سے

اسی لیول پہ بات کرتی--- اور یہی اس کی وہ ادا

تھی جو روماں کو کسی اور میں کبھی ملی ہی

نہیں---

اس کے ہونٹوں پر بڑی سی مسکراہٹ بکھرئی تھی

بریرہ کا جملہ سنتے ہی---

اس نے دانستہ طور پر ایسا میسج سینڈ کیا تھا---

تاکہ مقابل کا فوری کوئی ری ایکشن آئے---اور وہ

آگیا تھا---

"او۔۔۔ تم ہو۔۔۔انٹی۔۔۔"اس نے اب ذرا سہ پہچاننے والے انداز میں بات کی۔۔

"ڈرامے بازی بند کرو۔۔۔اور یہ بتاؤ۔۔۔کس کو بھیج رہے تھے یہ میسج۔۔۔وہ بھی اتنی رات کو؟؟"
وہ بڑا تجسس سے پوچھنے لگی۔۔۔

اور مقابل کی جو پہچاننے اور نہ پہچاننے والی

کشمکش تھی اس کو تو اہمیت بھی نہ دی۔۔۔ گویا

کہہ رہی ہو اپنا ایٹیٹیوڈ اپنی جیب میں رکھو مسٹر۔۔۔

"ہے کوئی کمینی۔۔۔ بے حس۔۔۔لالچی

عورت۔۔۔ "اس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔۔۔

کوئی تھا اس کے تصور میں۔۔۔ بالکل اس کے

روبرو۔۔۔جسے وہ آنکھیں بند کرئے یا کھولے۔۔۔وہ نظر آہی جاتی تھی۔۔۔

"تم ابھی تک بدلے نہیں۔۔۔ وہی گندی سوچ ہے تمہاری عورتوں کے بارے میں۔۔"

وہ لڑکی کہاں جانتی تھی۔۔۔کہ اس سوچ کو
انجانے میں ہی سہی۔۔۔پکتا وہی کر رہی تھی دن
بہ دن۔۔۔

بندہ پوچھے۔۔۔ بی بی پیسے لیتی ہو۔۔۔ کبھی پلٹ
کر خیریت بھی پوچھی تم نے؟؟...

"گندی کہاں سے ہو گئی؟؟... فیکٹ بتا رہا ہوں
--- عورت صرف لالچی ہوتی ہے--- مجھے نہیں
لگتا وہ کبھی کسی سے سچی محبت کرتی ہے بے
لوث ہو کر---"

"تم کیسے کہہ سکتے ہو--- عورت بے لوث محبت
نہیں کرتی---- تم نے آج تک کسی عورت کو

شاید محبت کرتے دیکھا ہی نہیں۔۔۔۔ورنہ تمہیں

پتہ چلتا۔۔۔ عورت جب محبت کرتی ہے نا۔۔۔تو

واللہ قیامت ڈھاتی ہے۔۔۔پھر وہ امیری غریبی

نہیں دیکھتی۔۔۔پھر وہ زندگی موت بھی نہیں

دیکھتی۔۔۔اسے صرف اپنا محبوب نظر آتا ہے۔۔۔

جس کے ساتھ اگر قبر میں جانا ممکن ہو۔۔۔ تو وہ

بھی ہنستے ہنستے اتر جائے" وہ اپنی بات کہہ کر

ابھی خاموش بھی نہیں ہوئی تھی ۔۔۔کہ مقابل

فوراہی زچ کرنے والے انداز میں منہ پھٹ ہوکر

بولا" ہاں ۔۔ صرف خوابوں میں"

"شوشو۔۔۔ تمھیں سمجھانا بیکار ہے ۔۔۔چلو جاؤ

۔۔" جیسے بلی کو بھگاتے وقت شوشو شو کرتے

ہیں وہ بالکل ویسے ہی کر رہی تھی جس پر مقابل مسکرانے لگا۔۔۔

"سچ ہضم نہیں ہو رہا ناں تم سے۔۔۔اس لیے بھگا رہی ہو۔۔۔" آنکھیں چھوٹی کر۔۔۔وہ بڑا اکڑ کر بولا۔۔

" جی نہیں ---اصل میں بھینس کے آگے بین

بجانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ---یہ بات سمجھ

میں آگئی ہے میرے" وہ تڑاک سہ جواب دیتے

ہوئے گویا ہوئی----

مقابل مانا اسے دیکھ نہیں رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ تصور

کر سکتا تھا۔۔۔ کیسے وہ اپنی ٹھوڑی اٹھا کر بڑا اکڑانا

انداز میں جواب دے رہی ہوگی۔۔۔

"یہ سب چھوڑو۔۔۔ یہ بتاؤ بے مروت

عورت۔۔۔ کبھی جھوٹے منہ یاد کیوں نہیں کرتیں

مجھے؟؟؟" وہ اس وقت اپنے کیریئر کے بڑے

سہانے دور میں تھا۔۔۔جہاں اسے فلمز مل رہی

تھیں۔۔۔وہ پورا پورا دن شوٹنگ میں بیزی رہتا

۔۔۔ ساتھ ساتھ پڑھائی بھی چل رہی تھی ۔۔۔ جم

بھی جا رہا تھا ۔۔۔ہر طرح سے اس کا دن فل ہوتا

۔۔ پھر وہ سوشل میڈیا پہ اپنی کوئی چھوٹی سی کلپ

بنا کر اپلوڈ کر دے تو وہ کچھ منٹوں میں وائرل ہو

جاتی۔۔۔۔اس کی فین فالونگ پہلی ہی فلم سے

کافی بڑھ گئی تھی۔۔ لڑکیاں دیوانہ وار اس کی ویڈیوز

پر کمنٹس کرتیں اور ہزاروں ڈی ایمز روز کے اس

کے موبائل میں آ رہے تھے۔۔۔ لیکن اس کے

باوجود وہ لڑکی یاد نہیں کرتی اس بات کا غم کہیں

نہ کہیں اس کے دل میں موجود تھا۔۔۔ جو آج شکوہ

بن کر اس کے لبوں پہ آ ہی ٹھہرا۔۔۔

شروع میں تو جب وہ ویڈیو اپلوڈ کرتا۔۔۔ تو اس کی
آنکھیں تلاش کرتی تھیں۔۔۔ کہ شاید لائکس میں
کہیں بھولے بھٹکے اس دشمن جاں کی بھی لائک
آجائے۔۔۔ مگر ایسا کبھی ہوا ہی نہیں۔۔۔۔ یہاں
تک کہ اس نے امید ہار کر دیکھنا ہی چھوڑ دیا۔۔۔

"کیونکہ میں نہیں چاہتی کوئی میرا میسج دیکھ کر کہے---اہ---یہ پھر سے آگئی--"

وہ خود کو کبھی بھی ان لوگوں میں تصور نہیں کرتی تھی جن کی کوئی اہمیت ہو---اس کے نزدیک وہ ایسی شخص تھی---کہ ملے تو ٹھیک----نہ ملے تو اور زیادہ ٹھیک---

اگر جانشیر آج اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔تو وہ جانتی ہے۔۔کہیں نہ کہیں اس کے ایگو ہرٹ ہونے کی وجہ سے ہے ۔۔۔۔ محبت کا کوئی ناطہ نہیں ہے۔۔۔ایک موٹی اور کالی لڑکی نے اسے چھوڑ دیا۔۔۔یہ اس سے برداشت نہیں ہو رہا۔۔۔

وہ کتنا مغرور رہا ہے اپنی خوبصورتی کو لے کر۔۔۔

کیا وہ نہیں جانتی۔۔۔

"تم ٹھیک ہو؟؟"آخری جملہ ادا کرتے وقت جو

اس دلربا کے لہجے میں کرب تھا۔۔۔ایسا کیسے

ممکن تھا کہ مقابل اسے محسوس نہ کرتا۔۔۔وہ فورا

ہی سیدھا ہو کر بیٹھا اور سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔۔۔

"نہیں۔۔۔"وہ نہیں جانتی۔۔۔۔ اس کے دل میں کیا سمائی۔۔۔ لیکن فورا جو دل میں تھا وہ بے دھڑک بول دیا۔۔۔

"کیا ہوا ہے؟؟"۔ رومان اب گمبھیر لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔۔

"تابش مکر گیا اپنے سارے وعدوں سے" اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔۔۔

وہ شروع سے ہر بات صبغہ سے کرنے کی عادی

تھی۔۔۔مگر اب اسی کے بھائی کی شکایت اس

سے کیسے کرلے ؟؟؟...اس لیے دل میں رکھا ہوا

تھا۔۔۔چونکہ رومان نے بڑے دوستانہ انداز میں

ہمدرد بن کے پوچھا۔ تو وہ خود کو روک نہ

سکی۔۔۔اور فورا اپنا دکھ اس سے شیئر کرنے

لگی

۔۔

وہ باقاعدہ رو رہی تھی--- اور دوسری جانب مقابل

نے الٹے ہاتھ کی مٹھی بھینچ لی تھی---

دنیا میں پتہ نہیں کتنی عورتوں کو روتے دیکھا ہوگا

اس نے---

وہ جس سوسائٹی سے تعلق رکھتا تھا جس سٹیج پر وہ تھا وہاں پر وہ بڑی بری بری حالتوں میں عورتوں کو دیکھتا تھا جو مجبوری کے تحت کام کر رہی ہوتی تھیں۔۔۔لیکن اسے کبھی بھی وہ غم و غصہ نہیں آیا جو صرف اس دشمن جاں کو فون پر روتے ہوئے سننے پر آیا۔۔۔

"تو اس میں رونے والی کیا بات ہے ؟؟ تم کوئی کمزور لڑکی تھوڑی ہو..."

" کیوں نہ روں--- مجھے شادی کا کہا تھا اس نے---اپنی ماں کو بھیجا تھا میرے گھر---اس کی والدہ خود آئی تھیں میری دادی اور ماں سے بات کرنے-- یقین دلایا تھا انھیں-- کہ وہ رشتہ لائیں

گی۔۔۔سب اسے داماد وں کی طرح ٹریٹ کرتے

تھے میرے گھر میں۔۔۔اتنی عزت دیتے تھے کہ

جیسے ہی وہ آتا تھا بڑے ابو کھڑے ہو کر اسے

بٹھاتے تھے پہلے۔۔۔اور اس نے۔۔۔ اس نے

ہماری ساری عزتیں اور محبتیں منہ پر مار دیں۔۔۔

"

تابش سے اس کی کوئی چھپی ہوئی محبت نہیں

تھی۔۔۔ پورا محلہ جانتا تھا کہ وہ منگیتر ہیں

۔۔۔ان کی بات پکی ہوئی ہے۔۔۔زبان دی گئی

ہے۔۔دادی تو زمر کے آنے والے رشتوں کے

سامنے بھی اکثر یہ کہہ دیا کرتی تھیں۔۔کہ یہ تو

منگی ہوئی ہے ڈاکٹر سے۔۔۔ تو جب ہمارا ایک داماد

ڈاکٹر ہے تو ہم چاہتے ہیں دوسرا بھی ڈاکٹر یا کوئی بڑا

عہدے دار ہی ہو۔۔۔۔ یہ تو زرم گھر کا بچہ تھا اس لیے سب فورا مان گئے ۔۔۔ورنہ سب تابش کے مقابلے کا ہی لڑکا ڈھونڈ رہے تھے زمر کے لیے۔۔۔

اتنا فخر اور محبت تھی تابش کو لے کر ان کے دلوں میں۔۔۔

اسے لگتا تھا وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں بچی۔۔۔لوگ ہنسیں گے اب اس پر۔۔۔اور اس کے گھر والوں پر۔۔۔

یقیناً صبغہ کی شادی میں محلے والوں نے دیکھا ہوگا ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔۔۔ شاید یہی وجہ

تھی کہ اس کے بعد سے تابش کا گھر میں ذکر کرنا
تک جیسے حرام قرار پا گیا۔۔۔

وہ اور اس کے گھر والے ۔۔۔ سب کے سامنے
ایک مذاق بن کر رہ گئے تھے۔۔۔ صرف
کیوں؟؟.. کیونکہ تابش صاحب کا وقت گزرنے کے
ساتھ دل بدل گیا تھا۔۔۔

"اچھا چپ ہو جاؤ۔۔۔ رو مت۔۔۔ کہو تو رومال بھیجوں ناک صاف کرنے کے لیے۔۔۔" اس نے دماغ بٹانے کی کوشش کی۔۔۔ تھوڑا مزاحیہ انداز میں بات کر کے۔۔۔

مگر وہ کب سن رہی تھی۔۔۔ اس کی مسلسل

رونے اور ہچکیوں کی آوازیں آرہی تھیں۔۔۔

"بس کر دو بلڈوزر صاحبہ۔۔کیوں چاہتی ہو تمہارے

آنسوؤں میں پورا کراچی بہہ جائے۔۔۔"

" کیوں سب میرے ساتھ ایسا کرتے ہیں ؟؟...

میں نے کیا بگاڑا ہے کسی کا؟؟... کیوں ان

لوگوں کے لیے میرا دل توڑنا اور میرے دل سے

کھیلنا اتنا آسان ہے ؟؟؟... اگر میں خوبصورت

نہیں ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میری کوئی

فیلنگز نہیں ہیں ؟؟.. میرا کوئی دل نہیں ہے

؟؟؟میرے جذبات نہیں ہیں؟؟؟میرے

احساسات نہیں ہیں؟؟؟ میرے خواب نہیں

ہیں؟؟؟ ....پتہ ہے جب جانشیر نے چھوڑا تھا تو

میں نے امید ختم کر دی تھی ---کہ کوئی مجھے

کبھی پسند کرلئے گا-- مجھ سے محبت کرلئے

گا--- اب تم پوچھو گے کہ جانشیر کون-" اس

نے خود ہی سوال کیا اور اب خود ہی جواب دینا

شروع ہو گئی تھی بغیر مقابل کو بولنے کا موقع

دیے۔۔۔" میرا تایا کا بیٹا۔۔۔ جس سے میری بچپن

کی منگنی تھی ۔۔۔ وہ پڑھنے باہر چلا گیا تھا۔۔

میرے والد کی طبیعت خراب ہوئی تو سب نکاح

کے لیے اسے بلانے لگے۔۔۔مگر اس نے مجھے فون

پر ذلیل کر کے ریجیکٹ کر دیا۔۔۔ لیکن پھر تابش

آیا میری زندگی میں ۔۔۔اور اس نے بار بار اپنی باتوں

سے مجھے احساس دلایا کہ نہیں میں بھی قابل محبت

ہوں۔۔۔ مجھے بھی کوئی چاہ سکتا ہے ۔۔۔ بغیر مجھے

بدلے۔۔۔ مگر پتہ ہے اس نے کیا کہا۔۔۔ اس

نے کہا وقت کے ساتھ ساتھ اس کی فیلنگس بدل

گئیں۔۔۔ کیسے؟؟؟..... کیسے یار؟؟... میری تو

نہیں بدلیں۔۔۔ میں تو پہلے دن بھی اسے پسند کرتی

تھی اور آج بھی اسے اپنے دل سے نہیں نکال پا

رہی۔۔۔ تم یقین نہیں کرو گے۔۔۔ صرف اسے یہ

احساس دلانے کے لیے کہ میں اتنی گئی گزری

نہیں ہوں جتنی وہ مجھے سمجھتا ہے---میں نے

جانشیر سے دوبارہ منگنی کی حامی بھرلی----"

"واٹ؟؟...حد ہے یار--- تم کیا کر رہی ہو اپنی

زندگی کے ساتھ؟؟.."اس کا آخری جملہ سنتے ہی

وہ احتجاجا اور اعتراضا چیخ اٹھا تھا---

"اسے لگتا ہے مجھے کوئی ملے گا ہی نہیں۔۔۔ میں
نے جب اس سے کہا۔۔۔کہ اس نے میرے دو
سال برباد کیے ہیں۔۔۔تو پتہ ہے اس نے میرے
منہ پہ کیا کہا۔۔۔۔کہ تم تو ایسے بول رہی ہو جیسے
تمہارے لیے رشتوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں۔۔۔
میں صرف اسے جواب دینا چاہتی ہوں۔۔۔"

"ہاں تو جواب دینے کے اور بھی طریقے ہو سکتے ہیں ۔۔۔ ضروری تھا کنویں میں ہی گرنا۔" وہ فورا ہی ڈپٹ بھرے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

"مجھے ڈانٹو مت ۔۔۔۔ اس وقت مجھے سپورٹ کی ضرورت ہے۔۔۔ان ڈانٹوں کی نہیں۔۔۔" وہ

اپنے آنسو ہاتھوں کی پشت سے رگڑتے ہوئے۔۔۔

آہستگی سے احتجاج کرنے لگی۔۔۔

وہ شخص جو چمکتا ہوا ستارہ تھا۔۔۔جو اس وقت

پوری دنیا کی نظر کا مرکز بنا ہوا تھا۔۔۔جس کی ایک

جھلک دیکھنے کے لیے لڑکیاں پاگل ہو رہی

تھی۔۔۔جس کے ساتھ شادی کے ان گنت

آنکھیں خواب دیکھنے لگی تھیں۔۔ اوراس کے پاس

وقت تک نہیں تھا ان کی جانب ایک نظر کرنے

کا۔۔۔ وہ شخص اس سانولی سی لڑکی کی پوری رات

باتیں سنتا رہا۔۔۔ اس کے غموں کو شیئر کرتا رہا

۔۔اور مجال ہے کوئی کوفت کا اظہار کیا ہو

۔۔۔ مجال ہے کوئی بیزاری ظاہر کی ہو۔۔۔

"تو بے وقوفیاں کرو گی انٹی۔۔۔ تو ڈانٹوں گا ہی نا
۔۔۔ تمہیں منگنی ہی کرنی تھی جلانے کے لیے۔۔
تو مجھ سے کر لیتیں۔۔۔" اس نے جب غصے میں
یہ جملہ ادا کیا تو بریرہ چونکی۔۔۔

"تم سے منگنی؟؟" وہ رونا بھول بیٹھی تھی۔۔۔

شاکڈ ہی اتنا بڑا لگا تھا۔۔۔

کیا بریرہ نہیں جانتی تھی وہ کتنا بڑا اسٹار ہے۔۔۔

اس کی جو پہلی فلم سپر ہٹ ہوئی تھی اس کے بعد
سے اس کی شہرت کے جو ڈنکے بج رہے تھے
ایسا تھوڑی تھا کہ بریرہ ان سے ناواقفیت رکھتی۔۔۔

ہو۔۔۔ بس وہ ظاہر نہیں کرتی تھی ورنہ جانتی سب

کچھ تھی اس کے متعلق۔۔۔

اس نے کتنی ہی اس کی ریلز و ویڈیوز پر اپنی

دوستوں کو ٹھنڈی آہیں بھرتے دیکھا تھا۔۔۔ وہ

بدل گیا تھا ۔۔کافی خوبصورت و ہینڈسم ہو گیا تھا

پہلے کے مقابلے۔۔۔ اب وہ موٹا والا رومان نہیں رہا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔کیوں؟؟؟ کیا خرابی ہے مجھ میں؟؟"

اس لڑکی نے حیرت ظاہر کی۔۔۔تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مقابل سمجھ جاتا کہ وہ خود کو نیچے دیکھ رہی

ہے --- کمتر گمان کر رہی ہے --- مگر اس کے

برعکس وہ خود میں خامیاں پوچھنے لگا ---

اور پتہ ہے ایسا کب ہوتا ہے --- جب آپ کا رتبہ

سامنے والے کی نظر میں بہت اونچا ہو --- اتنا

اونچا --- کہ وہ خود کو کمتر سمجھے ---

بریرہ کی حیرت خود کو کمتر سمجھتے ہوئے تھی۔۔۔

جبکہ رومان اپنے پر لے گیا تھا۔۔۔

کیوں کلیر کرلئے۔۔۔کے کہنے کا مطلب وہ نہیں تھا۔۔۔کیوں ظاہر کرلئے۔۔۔کہ کمتر سمجھتی ہے خود کو۔۔۔۔کیوں اپنی عزت کی اس سے بھی

دھجیاں اڑوائے۔۔۔اس لیے اکڑ کر بولی۔۔"

اچھائی کیا ہے؟؟"

مقابل لمحہ بھر کے لیے خاموش ہو گیا۔۔۔ جیسا

جواب تلاش کر رہا ہو۔۔۔

عجیب بات تھی نا۔۔۔ کیا اسے جواب تلاش

کرنے کی ضرورت بھی تھی؟؟...

پہلے والا رومان ہوتا۔۔۔تو دو لمحے لگاتا۔۔۔اور ایسا

جواب دیتا کہ مقابل چاروں خانے چت ہوتی۔۔۔

مگر یہ رومان سوچ رہا تھا۔۔۔۔ اور جواب مثبت لانا

چاہ رہا تھا۔۔۔تاکہ اسے قائل کرسکے۔۔۔

"پڑھ لکھ رہا ہوں---اچھے خاندان سے ہوں

---خوبصورت ہوں--فلموں میں کام کر رہا

ہوں--پیسہ بھی اچھا خاصہ خود کما لیتا ہوں---

اور کیا چاہیے تمہیں ؟؟"آخری جملے تک آتے آتے

اس کا لہجے میں اعتماد آگیا تھا--

جیسے کہ رہا ہو۔۔۔ اتنا اچھا تو ہوں۔۔

"اور ڈرگز لیتا ہوں۔۔۔ شراب پیتا ہوں ۔۔۔۔

سگریٹ نوشی کرتا ہوں۔۔۔ زنا بازی کرتا ہوں

۔۔۔جہاں چاہے منہ مار لیتا ہوں۔۔۔راتوں کو گھر

نہیں آتا ہوں ۔۔پتہ نہیں کہاں نشے میں پڑا

ملتا ہوں۔۔۔یہ سب کوالٹیز تو بتائی ہی نہیں تم

نے "بریرہ نے اپنی جانب سے جب اس کے کردار
کے سارے منفی پہلو ایک ایک کر کے نمایاں کیے
---تو وہ خاموش ہوگیا---

"دودھ کا دھلا تو آج کے دور میں کوئی بھی نہیں
ہے--- اور میں تم سے کچھ نہیں چھپا رہا اپنے
بارے میں---ہاں میں یہ سب کرتا ہوں--- مگر

نشے میں پڑا ہوا نہیں ملتا میں کہیں ۔۔۔اپنے گھر

آتا ہوں روز ۔۔۔ صبح شوٹنگ پہ جانا ہوتا

ہے ۔۔۔اس لیے ڈرنک بہت کم کر دی ہے میں

نے ۔۔۔ بلکہ کتنے وقت سے تو ہاتھ بھی نہیں لگائی

۔۔۔ صرف پارٹیز وغیرہ میں پیتا ہوں ۔۔۔ اور رہی زنا

کاری کی بات ۔۔۔ فوریور کائنڈ انفارمیشن انٹی ۔۔۔

میں نے دو سال سے کسی لڑکی کو ہاتھ بھی نہیں

لگایا ہے۔۔۔اور لگاؤں بھی کیسے؟...ہر جگہ تو تم

سامنے آجاتی ہو"آخری جملے پر وہ نہایت جھنجھلا کر

بولا۔۔جسے سنتے ہی مقابل کو بڑا جھٹکا لگا۔۔۔اور

وہ فورا کیا کیا کرتی ہوئی سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔۔

"کیا؟...کیا کہا تم نے ابھی؟؟؟"

"رات کے چار بج رہے ہیں--- مجھے سونا ہے---
صبح شوٹنگ پہ بھی جانا ہے--- اور تمہیں کوئی
ضرورت نہیں ہے--- کسی ایرے غیرے سے
منگنی کرنے کی---"

اس نے بڑی فرصت سے موضوع بدلا----

وہ دونوں پوری رات باتیں کرتے رہے تھے۔۔۔ اور دونوں کو ہی وقت کا کوئی احساس نہیں تھا۔۔۔

"ایرا غیرا نہیں ہے وہ۔۔۔ میرے تایا کا بیٹا ہے۔۔۔"

"جو بھی ہے--- دفع کرو اسے--- تمھیں صرف

تابش کو جلانا ہے ناں--تو میں زیادہ اچھا کام

کروں گا تیلی لگانے کا---"

"ان سب میں پوری فیملی انوالو ہوتی ہے---کیا

مطلب جلانا ہے---- یہ کوئی ڈرامہ فلم تھوڑی

چل رہی ہے---میری زندگی ہے---- منگنی کروں

گی---تو منگنی کروں گی ریل والی--- اور وہ تم

نہیں کر سکتے "آخری جملے پر اس دشمن جاں نے

خاصہ جماؤ دیا---

"اور تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو؟؟--- کہ میں

نہیں کر سکتا؟؟؟"

کچھ تھا اس کے لہجے میں یہ سوال کرتے وقت

---کیا؟؟...وہ لڑکی نہیں جانتی---

"پتہ نہیں---"اس نے کبھی رومان کو دوست

سے بڑھ کر نہیں دیکھا---اس لیے جب مقابل

نے بہت سنجیدگی کے ساتھ سوال کیا---تو اس

کے پاس کوئی جواب ہی نہیں تھا---

اس کے جواب پر۔۔۔ مقابل مسکرانے لگا۔۔۔اور وہ مسکراہٹ بہت دل جلی سی تھی۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ گڈ نائٹ"۔۔۔ رومان نے کال ڈسکنیکٹ کی۔۔۔

وہ کافی دیر تک آنکھیں بند کرئے وہیں بیٹھی رہی۔۔۔پتہ نہیں دل میں کیا سمائی۔۔۔شاید غم و غصہ تھا۔۔۔کہ وہ میسج جو رومان نے اسے سینڈ کیا تھا۔۔۔اس نے وہ آگے تابش کو فارورڈ کر دیا۔۔۔

In English we say : you were never mine.. in poetry ...we say..??

تم تھے ہی کنجر---

دوسری جانب وہ جاگ ہی رہا تھا---

کتابیں ضرور کھلی ہوئی تھیں اس کے سامنے مگر

دماغ ، دماغ تو کہیں اور ہی تھا۔۔۔اسی لمحے جب

سیل پر میسج کی بیل رنگ ہوئی اور بریرہ کا نام شو ہوا

۔۔۔تو اس سے رہا نہ گیا اور تیزی سے کلک کر کے

میسج پڑھا۔۔۔

میسج پڑھتے ہی۔۔۔لگلے پل۔۔۔وہ زور سے ہنسا تھا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"مٹھائی آئی ہے معظم کے گھر سے..." وہ تیار ہو کر ابھی نیچے ہی اترا تھا۔۔۔ جب لاونج میں بیٹھی

اس کی والدہ۔۔۔اسے دیکھتے ہی۔۔۔نرمی سے بتانے لگیں۔۔۔

"کس خوشی میں؟؟"اس نے یوں ہی سرسری سے انداز میں پوچھا۔۔۔اور آگے کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔

"بریرہ کی منگنی کی خوشی کی" وہ الفاظ تھے یا ایٹم بم

---وہ جیسے ہل کر رہ گیا تھا--چلتے قدم مکمل تھم

گئے ---سانس بھی جیسے رک سی گئی ہو---کتنی

دیر تک اسے اپنے جینے کا احساس محسوس نہیں ہوا

----اس نے پلٹ کے بھی نہیں دیکھا----بس

اسی حالت میں کتنی ہی دیر کھڑا رہا---

"جانشیر سے ہوئی ہے" اس کی والدہ اطلاع دینے والے انداز میں گویا ہوئیں۔۔۔

"میں نے نہیں پوچھا" اس کا حلق تک کڑوا ہو چکا تھا۔۔۔وہ نہیں جاننا چاہتا تھا کچھ بھی۔۔۔

منہ بسور کر کہتے۔۔۔ وہ گھر سے نکل گیا۔۔

اپنے گھر سے نکلتے ہی بریرہ کا گھر سامنے آیا---

گھر سے نکلتے ہی

کچھ دور چلتے ہی

رستے میں ہے اس کا گھر---

وہ لمحہ اسے شدت سے یاد آیا۔۔۔جب وہ اسے گھر چھوڑنے آرہا تھا رات میں۔۔۔اور یہ گانا گنگناتے وقت اس قیامت خاص کو دیکھ رہا تھا جو صرف مسکرائے چلی جا رہی تھی۔۔۔

وقت کتنی جلدی بدل جاتا ہے ناں۔۔

صرف اسے پیچھے ہٹے تین دن ہوئے تھے۔۔۔ اور
اب وہ کسی اور کی کہلانے لگی۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"السلام علیکم آپ ؟؟" دروازہ بہت آہستگی کے ساتھ ناک کیا گیا۔۔۔ وہ تو شکر ہے کہ وہ سامنے جھولے پر ہی بیٹھی تھی۔۔۔تو فورا چلی آئی ۔۔۔ورنہ جس طرح دروازہ ناک ہو رہا تھا۔۔۔پورے دن بھی ہوتا رہتا تو پتہ نہ چلتا۔۔۔

جب بریرہ نے دروازہ کھولا تو سامنے کھڑی خاتون کو دیکھ۔۔۔اس کے ہوش اڑ گئے۔۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ کیسی ہو؟؟ ..." رومان کی والدہ (عروج بیگم) کو اچانک اپنے دروازے پہ کھڑا دیکھ۔۔۔اس نے تو حیران ہونا ہی تھا۔۔۔

ان کا ناک منہ ذرا نک چڑھا سہ تھا لیکن لہجہ نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی انھوں نے۔۔۔جو محسوس بھی ہوا بریرہ کو۔۔۔

"اللہ کا شکر۔۔۔آپ سنائیں؟؟"

"تمہارے یہاں دروازے پہ کھڑے ہو کر باتیں کی جاتی ہیں؟؟" ان کے نروٹھے سے لہجے میں استفسار کرتے ہی۔۔۔وہ فوراً راستے سے ہٹی اور انھیں اندر آنے کا راستہ فراہم کیا۔۔۔

"آئیں۔۔۔ بیٹھیں۔۔۔ میں آپ کے لیے کیا لاؤں ٹھنڈا یا گرم؟؟۔۔" انھیں بڑی عزت سے اپنے

گھر کے لاؤنج میں بٹھانے کے بعد۔۔۔ وہ ان سے
مہمان نواز بن کر پوچھنے لگی۔۔

" کچھ نہیں۔۔۔بس اپنی والدہ کو بلا دو۔۔۔" بریرہ
کے سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔وہ اچانک اس کے گھر
کیوں آگئی ہیں؟؟...

کہیں پیسوں کا معاملہ تو نہیں؟؟... اس کا دماغ

سب سے پہلے اپنی سیلری پر ہی گیا تھا جو اسے بغیر

کسی کام کے مفت کی ملتی ہے--- کیا وہ اس کی

والدہ سے بات کر کے وہ پیسے واپس لینے آئی

تھیں؟؟؟--- اگر دیکھا جائے تو دو سالوں سے وہ

سیلری کھا رہی تھی گھر بیٹھ کر---کہ اب تو

لاکھوں بن چکے ہوں گے--- اگر انہوں نے اسے

واپس کرنے کا کہا۔۔۔تو وہ کیسے کر لئے گی؟؟؟۔۔۔۔۔یہی سوچ کر اس کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے۔۔۔۔

پھر وہ اپنے آپ کو پوزیٹو سوچنے کا کہنے لگی۔۔ مگر دماغ کسی پازیٹو تھنکنگ کی جانب جا ہی نہیں رہا تھا۔۔۔چونکہ پیسوں کے علاوہ اور کیا بات ہو سکتی

تھی جو رومان کی والدہ خود چل کر اس کے گھر پر آئیں۔۔۔

"آپ کو کیا بات کرنی ہے مجھے بتائیں؟؟" ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے۔۔۔ نرمی سے استفسار کرنے لگی۔۔۔

ڈر جو تھا۔۔۔ کہ کہیں وہ پیسوں کی بات نہ کر دیں۔۔۔وہ نہیں چاہتی تھی وہ یہ بات اس کی والدہ سے کریں اور وہ ٹینشن میں آجائیں ۔۔۔

" کچھ باتیں بڑوں میں ہوتی ہیں ۔۔۔۔ اپنی والدہ کو بلاؤ یا کسی بڑے کو۔۔۔۔ " بریرہ صوفے پر بیٹھ ہی گئی تھی تقریبا۔۔۔ جب انہوں نے ذرا جتاتے

ہوئے خفگی سے کہا۔۔۔اور وہ نہ چاہتے ہوئے بھی

بے بسی سے اٹھی۔۔۔

"اچھا میں بلا کر لاتی ہوں۔۔۔" اپنی والدہ کی جگہ

وہ دادی کو بلانے گئی تھی۔۔۔

تاکہ اگر پیسوں کی بات ہو۔۔ تو وہ اور دادی ہضم کر جائیں۔۔۔اس کی والدہ کے کانوں تک نہ پہنچنے دیں۔۔۔

مگر جیسے ہی وہ دادی کو بلانے گئی۔۔ویسے ہی پیچھے سڑھیوں سے یاسمین خاتون اتر آئیں۔۔۔اور عروج بیگم سے ملیں۔۔۔

"جی آپ کون؟"

"میں رومان کی والدہ ۔۔۔مجھے بریرہ کی مام سے ملنا ہے"

"روماں وہ چائلڈ سٹار جہاں بریرہ کام کرتی ہے---

"یاسمین خاتون نام سنتے ہی پہچان گئی تھیں---

"جی جی---"

"ارے ---کیسے آنا ہوا؟؟...آپ کا بیٹا تو باہر

ہوتا ہے نا---مجھے بتایا تھا بریرہ نے--کہ جب

تک وہ واپس نہیں آجاتا۔۔۔۔اس کی جاب سٹارٹ نہیں ہوگی۔۔۔"

"ایسا ہی ہے۔۔۔"رومان کی والدہ کی تنقیدی نظریں پورے گھر میں چل رہی تھیں۔۔۔

"آپ کیا لیں گی ؟؟.. چائے

کولڈرنگ ؟؟؟.. مجھے بتائیں" یاسمین خاتون کھڑے

کھڑے پوچھنے لگیں۔۔۔ تاکہ جیسے ہی وہ کچھ بولیں

یا نہ بھی بولیں۔۔۔ تو وہ فوراً ہی کچن کی جانب بڑھ

جائیں اور ان کے لیے کولڈنگ لے آئیں۔۔

"نہیں۔۔۔ میں بس آپ سے رشتے کی بات کرنے آئی ہوں۔۔۔ آپ کی بیٹی کا ہاتھ۔۔۔اپنے رومان کے لیے مانگنے آئی ہوں"

بریرہ دادی کے ساتھ کمرے سے نکل کر آئی تھی۔۔۔

جب رومان کی والدہ کے جملے اس کے کانوں میں پڑئے ---تو وہ ششدر رہ گئی---

کیا وہ جو رات میں باتیں ہوئیں ---رومان انھیں اتنا سیریس لے گیا تھا کہ صبح ہوتے ہی رشتہ بھیج دیا---

مگر رومان کب سے سیریس بندہ ہو گیا ؟؟؟...

وہ لڑکا جو ابھرتا و چمکتا ستارہ تھا جس کی پہلی فلم

ہٹ ہو چکی تھی اور دوسری پہ کام جاری تھا

---جس کی لاکھوں کی فین فالونگ تھی ---جس

کے پیچھے اس وقت لڑکیاں پاگل تھیں---ملک اور

بیرون ملک سب جگہ اس کی شہرت کے چرچے تھے

---وہ لڑکا اس کے گھر رشتہ بھیج چکا

ہے---اس نے تو حیران و پریشان ہونا ہی

تھا---

بے یقینی کو بھی بے یقینی ہو--- کچھ اس عالم

میں کھڑی تھی بریرہ---

"آپ میری بیٹی کا رشتہ لے کر آئی ہیں؟"

یاسمین خاتون کو بھی کہاں یقین آیا تھا۔۔۔ انہوں نے بریرہ سے سن رکھا تھا۔۔۔ کہ کتنے امیر لوگ ہیں وہ۔۔۔ اور ان کا بیٹا جس کے پاس وہ کام کرتی ہے۔۔ وہ کتنا بڑا سٹار ہے۔۔۔ اس کی جو تصویریں سوشل میڈیا پر آتی ہیں وہ بھی اس نے انھیں دکھا رکھی تھیں۔۔۔

"جی۔۔۔ میں چاہتی ہوں ۔۔ بریرہ میرے رومان کی
دلہن بنے ۔۔۔" اور بس ان کا تصدیقا دوبارہ یہ
جملہ ادا کرنا تھا ۔۔۔کہ بریرہ مزید اپنے ہوش برقرار
نہ رکھ سکی ۔۔۔اور پیچھے کی جانب دھڑام کر کے
گرگئی ۔۔۔

"بریرہ" دادی، یاسمین خاتون اور رومان کی والدہ

تینوں تیزی سے اس کی جانب دوڑے ۔۔۔۔

وہ لڑکی مارے شاکڈ کے بے ہوش ہو چکی تھی ۔۔۔

"کیا ہوا وہاں پر؟؟" وہ ابھی گاڑی میں آکر بیٹھی ہی تھیں کہ ان کا سیل رنگ ہوا۔۔۔انھیں اندازہ تھا کہ رومان ہوگا۔۔۔اس لیے پرس سے سیل نکال کر۔۔۔کال ریسیو کی اور سیل بڑی نزاکت کے ساتھ کان سے لگایا۔۔۔

دوسری جانب سے فوری استفسار کیا گیا۔۔۔

اس کی آواز میں بے قراری تھی۔۔۔ کہ بس جلدی

سے بتا دو ہوا کیا ہے۔۔۔

"نہ سلام نہ دعا۔۔۔ "اس کی والدہ جھنجھلا کر

ٹوکنے لگیں۔۔۔

"اوکے--- سوری--- السلام علیکم --- گڈ

مارننگ--- کیسی ہیں آپ ؟؟؟....سب کچھ

کیسا رہا؟؟؟" وہ اتنا اتاولا تھا جاننے کے

لیے---کے صرف تین جملے ہی بول سکا---آخر

میں گھوم پھر کر اپنی بات پر ہی پہنچ گیا---

یہ بھی تین جملے پتہ نہیں کس دل سے ادا کیے

تھے اس نے۔۔۔ اور ادا کرنے میں بھی زیادہ دیر

نہیں لگائی تھی۔۔۔ایک ہی سانس میں بول دیے

تھے۔۔۔۔

وہ بس جاننا چاہتا تھا۔۔۔ ہوا کیا وہاں؟...کیا

جواب آیا؟؟؟بریرہ کا کیا ری ایکشن تھا؟؟؟اس

کے گھر والوں نے کیا کہا؟؟؟.... کیا وہ راضی ہوئے؟؟...

جبکہ عروج بیگم اس کے لہجے میں جو ایکسائٹمنٹ اور اتاولا پن تھا اس پر بھی کڑوے منہ بنا رہی تھیں--

ان کے نزدیک تو اگر بریرہ ان کے ساتھ کھڑی ہو جائے تو وہ دو بچوں کی ماں لگے اور وہ اس کے مقابلے میں کنواری لڑکی۔۔۔اتنی خوبصورت تھیں وہ۔۔۔اور وہ ایسی ہی خوبصورت اپنے بیٹے کے لیے بہو لانا چاہتی تھیں۔۔۔پتہ نہیں رومان کیا دیکھ رہا تھا اس لڑکی میں؟؟...

وہ ہرگز، ہرگز یہ رشتہ لے کر نہ آتیں اگر رومان نے

یہ نہ کہا ہوتا۔۔۔کہ وہ انہیں معاف کر دے گا

۔۔۔ بھول جائے گا اپنے ماضی کو اور انہیں پھر

سے اپنی ماں تسلیم کر لے گا۔۔۔

ان کے لیے یہ بہت بڑی بات تھی کہ رومان

انھیں معاف کرنے کے لیے تیار ہے ۔۔۔ اپنے

اکلوتے بیٹے کی معافی کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتی تھیں۔۔۔

"وعلیکم السلام ۔۔۔ گڈ مارننگ۔۔۔ لڑکی بے ہوش ہو گئی تھی۔۔۔ بس ایسا رہا۔ "آخری جملے پر انہوں نے بیزاری سے نہایت برا سہ منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

"کون؟؟ بریرہ؟؟؟" اسے جیسے یقین نہ آیا ہو---

تصدیق کے لیے دوبارہ پوچھا---

"جی ہاں---آپ کی بریرہ--- وہ بے ہوش ہو

گئی لڑکی---اتنا امبیرسنگ تھا سب کچھ کہ میں

تمہیں۔۔۔" ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ دوسری جانب زوردار قہقہے شروع ہو گئے۔۔۔

"وہ بے ہوش ہوگئی۔۔" وہ یہ کہتے ہوئے اتنی زور سے ہنسا۔۔۔کہ اس کے سامنے بیٹھا دوست حمزہ بھی اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔۔۔

رومان بہت ایٹیٹیوڈ و پروقار پرسنلٹی والا بندہ تھا

۔۔۔اس کے کو اسٹار کو تو بس یہی لگتا تھا کہ وہ

ہر وقت ایٹیٹیوڈ میں رہتا ہے۔۔۔ ہنستا بھی نہیں

ہے کبھی۔۔۔۔ لیکن اس لمحے وہ جس طرح ہنس رہا

تھا کھل کھلا کے۔۔۔وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا

تھا۔۔۔

"تم ہنس رہے ہو؟؟...مجھے تو کتنا امبیرسنگ
فیل ہو رہا تھا۔۔۔کہ لڑکی بے ہوشی ہو گئی
۔۔۔ایسا کہاں ہوتا ہے؟؟...پتہ ہے کتنی دیر
تک سب اسے اٹھاتے رہے۔۔۔ اس پر پانی کا
چھڑکاؤ کیا۔۔۔ پھر جا کے اس لڑکی کو ہوش آیا۔۔۔
"جب اس کی والدہ شکایتی لہجے میں کہنے لگیں
ناگواری کے ساتھ تو بمشکل اس نے اپنی ہنسی کو

روکا ۔۔۔مگر اس کے باوجود وہ چہرے پہ ہاتھ رکھے

مسکرائے چلے جا رہا تھا ۔۔۔

اہ ۔۔۔ اس نے بہت پیارے ری ایکشن کو مس

کیا تھا ۔۔۔ اس کے دل نے بڑی خواہش

کی ۔۔۔کہ کاش وہ وہاں ہوتا اس وقت ۔۔۔ اور اس

کے ری ایکشن کو لائف ٹیلی کاسٹ دیکھتا ۔۔

وہ کتنی جھلی لڑکی ہے--- یہ سوچ کر اب وہ سر جھٹک رہا تھا---

"اچھا--- پھر کیا ہوا؟؟.." بڑے اشتیاق سے استفسار کیا--

"اس کی مام اور دادی سے بات ہوئی اور کیا۔۔"

"اور کیا کہا انہوں نے ؟؟"

" بھئی اس کی دادی تو فورا ہی انکار کرنے لگی تھیں۔۔۔ لیکن پھر میں نے دیکھا بریرہ کی ماں نے

اپنی ساس کو آنکھیں دکھائیں۔۔۔اور مجھے دیکھ کر کہنے لگیں۔۔۔کہ ہم سوچ کر جواب دیں گے۔۔۔"

"منع تو نہیں کیا ناں۔۔۔ یہی بیسٹ ہے۔۔۔"وہ اچھے سے جانتا تھا۔۔۔ کہ جانشیر کے لیے ہاں ہو چکی ہے۔۔۔اس کے باوجود اگر بریرہ کی والدہ نے

کہا۔۔۔کہ وہ سوچ کر جواب دیں گی۔۔۔تو یہ اس کے حق میں بہترین تھا۔۔۔

کم از کم ان کی جانب سے انکار نہیں تھا۔۔۔ اور وہ یہی سوچ کر مطمئن ہوا۔۔۔

"منع کر بھی کیسے سکتی ہیں۔۔ ان کی بیٹی کو دیکھو اور اپنے آپ کو دیکھو ان کی تو لاٹری نکل گئی ہے بیٹھے بٹھائے۔۔۔مجھے تو سمجھ نہیں آرہا ۔۔۔تمھیں اس لڑکی میں نظر کیا آرہا ہے؟؟۔۔۔ مطلب پوری دنیا کی خوبصورت لڑکیوں کو چھوڑ کر تم بریرہ جیسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو۔۔۔رئیلی؟؟۔۔۔"اس کی والدہ کے لہجے میں

بریرہ کے لیے جو حقارت تھی ایسا نہیں ہے کہ

مقابل نے اسے محسوس نہیں کیا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔ کیونکہ وفا ہے اس کے پاس جو

خوبصورتوں کے پاس نہیں ہوتی۔۔ وہ کم از کم

میرے پیٹھ پیچھے دوسرے مردوں سے نہیں ملے

گی---" وہ ایک طنز تھا---بہت گہرا طنز--کوئی
بہت پرانی یاد کو جیسے اس نے تازہ کیا ہو---

دونوں کو ہی تکلیف ہوئی تھی اور شاید وہ تکلیف
پہنچانا چاہتا تھا ورنہ جو اس نے جملے ادا کیے سچ تو یہ
تھا کہ اسے خود بھی ان پہ اعتبار نہیں تھا---وہ
صرف اپنی والدہ کو چپ کرانے کے لیے تھے ورنہ

عورت اور اس کی وفا کا اعتبار کرنا تو اس نے کب

کا چھوڑ دیا۔۔۔

ایک بچے کے لیے اس کی ماں آئیڈیل ہوتی ہے۔۔

اور جس نے اپنی ماں کو ہی بے وفائی کرتے دیکھا

۔۔۔اپنے باپ پر چیٹ کرتے دیکھا۔۔۔ پھر وہ

کیسے عورت ذات کی وفا پر اعتبار کر لے ؟؟؟۔۔۔

عروج بیگم نے اس کے جملوں پر اپنے دل کو چھلنی ہوتا محسوس کیا۔۔۔ مگر وہ کبھی بھی اس کے سامنے اس بات کو ظاہر نہیں کرتی تھی کہ انھیں تکلیف پہنچتی ہے۔۔ جیسے اس وقت نہیں کر رہی تھیں۔۔۔

ان دونوں ماں بیٹے کے درمیان یک دم جیسے بڑا سیریس ماحول قائم ہوگیا۔۔۔ کچھ دیر تک دونوں میں سے کسی نے بھی بات نہیں کی۔۔۔ صرف سیل کو کان سے لگائے رکھا۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ وہ جو جواب دیتی ہیں میں تمہیں کال کر کے بتا دوں گی۔۔۔ اللہ حافظ۔۔۔ خیال

رکھنا اپنا۔۔۔" ان کے الوداعی جملے کہتے ہی
دوسری جانب سے کال ڈس کنیکٹ ہو
گئی۔۔۔ مقابل نے تو اللہ حافظ کہنے تک کی زحمت
نہیں کی تھی اب۔۔۔

"کیا ہوا؟... کون بے ہوش ہوا ہے؟؟... جس پر
اتنا ہنس رہے تھے تم؟؟؟" کافی دیر تک رومان

موبائل کی سکرین کو تکتا رہا مگر کہا ایک لفظ نہیں۔۔۔ حمزہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔۔۔

کیونکہ بڑا تجسس تھا اسے جاننے میں۔۔۔کہ آخر رومان کس بات پہ اتنا ہنسا تھا اس لیے جیسے ہی وہ اٹھ کر جانے لگا۔۔ حمزہ نے فورا استفسار کیا۔۔۔

"میری منگیتر۔۔۔" پلٹ کر اس کی جانب دیکھ

۔۔۔ایک ناز و فخر بھرے لہجے میں جواب دیا۔۔

"تم انگیج ہو؟؟" مقابل حیران ہو کر پوچھ اٹھا۔۔۔

"دو تین دن میں ہو جاؤں گا۔۔۔" اطمینان اور

پراعتمادی سے جواب دیتے۔۔۔وہ پلٹ گیا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"بریرہ بے ہوش ہو گئی؟؟؟--واقعی؟؟؟"اس کے سارے کزنز ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے لاونج میں--جب زمر نے پورا واقعہ بیان کیا---جو وہ دادی سے سن کر آئی تھی--

اس کے بتاتے ہی رافع حیران کن لہجے میں پوچھنے لگا۔۔۔

"یار اتنے بڑے ایکٹر کا رشتہ آیا ہے۔۔بے ہوش تو ہوگی نا۔۔۔"زمر تیزی سے بولی۔۔۔اس کے لہجے میں بڑا رشک تھا۔۔۔

اسے تو یہی سمجھ نہیں آ رہا تھا بریرہ کیا سونے کے
قلم سے اپنی تقدیر لکھوا کر لے آئی ہے۔۔۔ جس
اچھے لڑکے کو دیکھو اس کے پیچھے پڑا ہے۔۔۔وہ
بھلے ہی جانشیر ہو۔۔۔ جو سافٹ ویئر انجینئر بن رہا
ہے۔۔۔وہ بھلے ہی تابش ہو جو ڈاکٹر ہو۔۔۔یا رومان
جیسا بالی وڈ سٹار۔۔۔ وہ لڑکی تو کوئی خوبصورت بھی

نہیں تھی کہ سمجھ آئے ---- پھر کیوں اس کے لیے اتنے اچھے رشتے آرہے تھے---

شادی ہونا نہ ہونا نصیبوں کی بات ہے مگر ایک لڑکی کے اتنے اچھے رشتے آرہے ہیں اس کا اپنا ہی ایک فلیکس ہوتا ہے--- جو لاکھ خوبصورت ہونے

کے باوجود زمر، عتیقہ، عائشہ حتی کے علشبہ جیسی

سوشل میڈیا سٹار کے نصیب میں بھی نہیں آیا---

لیکن جو بات زمر کی سمجھ نہیں آرہی تھی --وہ ہے

لڑکے جو واقعی (Gen Z---آج جنریشن زیڈ (

اچھے کردار کے مالک ہیں وہ خوبصورتی سے کہیں

زیادہ وفاداری ڈھونڈ رہے ہیں ---چونکہ وفاداری

نایاب ہو گئی ہے۔۔۔ خوبصورتی تو چند پیسوں میں
مارکیٹوں میں بک رہی ہے اب۔۔۔

لڑکوں کو پتہ ہے کرم لگا کر لڑکی گوری کی جا سکتی
ہے۔۔۔وائٹننگ انجیکشن لگا کے بھی لڑکی گوری
کی جا سکتی ہے۔۔۔مگر وفاداری کا فارمولا انھیں
ابھی تک نہیں مل سکا ہے۔۔۔

یہ جھوٹ ہوگا اگر میں کہوں کہ لڑکے خوبصورتی سے اٹریکٹ نہیں ہوتے ۔۔۔ہوتے ہیں۔۔۔بالکل ہوتے ہیں لیکن وہ اٹریکشن بہت جلدی ختم ہو جاتی ہے۔۔۔اور آج کل جتنا بوائے فرینڈ گرل فرینڈ کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے ویسے ہی لڑکوں و لڑکیوں کے پاس ڈھیروں آپشنز آتے جا رہے ہیں۔۔۔اب وہ

پہلے والا دور نہیں ہے کہ کسی او کیشن کا انتظار

کرنا پڑتا ہے لوگوں سے ملنے اور باتیں کرنے کے

لیے۔۔۔ اب سب کے پاس موبائل ہے۔۔ جس

میں ان گنت ایپس ہیں۔۔۔ جن سے آپ پوری

دنیا کے لوگوں سے کنیکٹ کر سکتے ہیں۔۔۔

حالت تو یہ ہو گئی ہے کہ پردے والے گھروں میں

بیٹھی ہوئی لڑکیاں بھی ۔۔۔ اب امریکہ جیسے ملک

کے غیر مسلم لڑکوں سے باتیں کر رہی ہوتی ہیں
اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔۔۔ اور
یہی حال بلکے اس سے بدتر لڑکوں کا ہے۔۔۔ وہ تو
ڈیفنس کی انٹیاں یا باہر ملکوں کی امیر لڑکیاں ڈھونڈ
رہے ہوتے ہیں۔۔۔ جس سے بغیرتوں کی طرح اپنی
فرمائشیں بھی پوری کروائیں اور نفس کی گناہوں
بھری تسکین بھی کرتے رہیں۔۔۔

"میں تو بس یہ سوچ رہا ہوں--- یہ گری کیسے

ہوگی ؟.... ایسے ایسے کر کے ---"رافع باقاعدہ

کھڑا ہو کر پیچھے آہستہ گرنے والے انداز میں

جھک کر دیکھا رہا تھا---"یا پورا دھڑام کر کے

پیچھے--"اب اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر خود کو

پیچھے گرنے والے انداز میں۔۔۔ جسم کو لچک

دی۔۔۔

"کون گر رہا ہے اور کہاں گر رہا ہے؟" وہ علشبہ

کی آواز تھی۔۔۔ جس پر بریرہ نے اپنے منہ پر دونوں

ہاتھ رکھے۔۔۔ کہ بس انہی کی کمی رہ گئی تھی اس

کا مذاق اڑانے کے لیے۔۔۔

"ہماری بریرہ گر رہی ہے۔۔۔ فلم سٹار رومان کے عشق میں۔۔۔ایسے ایسے کر کے۔۔۔" زمر نے فوراً ہی مضحکہ خیز انداز میں دونوں ہاتھ ہوا میں لہراتے ہوئے کہا۔۔۔ جس پر سب خوب ہنسنے لگے۔۔۔

زینیا، معظم، رافع تو پہلے ہی ہنس ہنس کے لوٹ

پوٹ ہو رہے تھے۔۔۔اب ان میں شامل ہونے

کے لیے علشبہ اور زرم بھی آن پہنچے۔۔۔ ہاں

جانشیر بھی وہیں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔مگر اسے ذرا بھی

ہنسی نہیں آرہی تھی۔۔۔۔اس کا منہ کافی پھولا

ہوا تھا۔۔ جو یہ بتانے کے لیے کافی تھا کہ اسے یہ

سب کچھ بہت ناگوار گزر رہا ہے۔۔۔ اسے ابھی تک

سمجھ نہیں آرہا تھا یاسمین چاچی جب اس کے

رشتے کے لیے مان گئی تھی اور سب کے سامنے

رضامندی ظاہر کر دی تھی تو پھر آج اس رومان

نامی لڑکے کے رشتے پر وقت مانگنے کی کیا ضرورت

آن پڑی ؟؟... وہ کیوں اپنی زبان سے پھر رہی

تھی.؟؟-- اور ان کے زبان سے پھرنے پر بجائے

سب کے احتجاج کرنے کے الٹا سب ہنسی ٹھٹھا

میں لگے ہوئے تھے۔۔۔ کسی کو اس کے دلی

احساسات و غم کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔۔۔ ایسا

کیوں ؟؟۔۔۔چونکہ اس کی ماں نہیں تھی اس لیے

؟؟۔۔۔ ایسے موقعوں پر ماں ہی ہوتی ہے جو اپنے

بیٹے کے حق کے لیے لڑتی ہے۔۔۔ وہ زمر سے سن

چکا تھا کہ دادی کو تو یاسمین چاچی نے آنکھیں دکھا

کر ہی چپ کرا دیا تھا۔۔۔ اور وہ جانتا ہے۔۔ سامنے

سے جا کے اگر وہ خود بات کرلئے گا تو بات خراب ہی ہوگی صرف۔۔۔۔اس لیے اس کے پاس صبر کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔۔۔

وہ صرف دعا ہی کر سکتا تھا کہ چاچی کا فیصلہ اس کے حق میں ہو۔۔۔ لیکن شروع سے اب تک جو اس کا نروٹھا، بے حس اور بدتمیزی والا مزاج رہا

ہے ان کی جانب۔۔۔اس کے بعد وہ ان کی

اولین ترجیح ہو۔۔۔یہ کیسے ممکن؟؟؟۔۔۔

بات یہ نہیں تھی کہ سارے کزنز اس کے مخالف

کھڑے تھے۔۔۔۔۔بات صرف اتنی تھی ۔۔کہ سب

کو پتہ تھا فیصلہ بریرہ کی والدہ نے کرنا ہے۔۔۔ وہ

سب تو صرف ہنسی مذاق کا ماحول بنا کر۔۔۔ بریرہ کے بے ہوش ہونے کا ریکارڈ لگا رہے تھے۔۔۔

"اللہ پر یقین رکھو وہ بہتر فیصلہ کرلئے گا۔۔۔ اگر بریرہ تمہارے نصیب میں ہے۔۔۔ تو کوئی چھین نہیں سکتا" وہ کمرے سے اٹھ کر اوپر چلا آیا تھا۔۔۔ تھرڈ فور پر آنے کے بعد وہ ٹیرس پر کھڑا ہو

گیا۔۔۔اس نے غصے سے گرل کو پکڑ رکھا تھا جب

عائشہ نے آکر اس کے ہاتھ پر نرمی سے اپنا ہاتھ رکھا

۔۔۔اور بڑے پیار سے سمجھانے والے انداز میں

گویا ہوئی۔۔۔

سب عائشہ سے ایسے ہی اتنی محبت نہیں کرتے

تھے۔۔۔وہ حساس تھی سب کو لے کر۔۔۔ سب

کی تکلیفوں کو سمجھتی تھی۔۔۔ وہ ہنسی مذاق والے

کمرے کو چھوڑ کر صرف جانشیر کے لیے تھرڈ فلور پر

آئی۔۔تاکہ اسے کمفرٹیبل کرلے۔۔۔۔

"بالکل۔۔۔ مگر مجھے ڈر لگ رہا ہے آپی۔۔۔ میری

ماں نہیں ہے جو یاسمین چاچی سے میرے لیے

بات کرلے۔۔۔"وہ کبھی اپنی ماں کا ذکر نہیں

کرتا تھا۔۔۔آج پہلی بار اس نے کیا۔۔۔۔ جویہ بتانے کے لیے کافی تھا کہ وہ کتنا محسوس کرنے لگا ہے اپنی ماں کی کمی کو۔۔۔۔

اگر اس کی ماں ہوتی تو یقینا وہ اس مقام پہ نہ کھڑا ہوتا آج۔۔۔

"مجھے بریرہ کبھی بھی ناپسند نہیں تھی۔۔۔بس مجھے اسے دیکھ کے ایسا لگتا تھا کہ اس کی وجہ سے میری ماں نہیں ہے میرے پاس۔۔۔مگر جب وہ مجھ سے چھن گئی ناں۔۔۔تو مجھے احساس ہوا۔۔۔کہ اب وہ اور ماں دونوں ہی نہیں ہیں۔۔۔ میں اکیلا رہ گیا ہوں۔۔۔ وہ جیسی بھی تھی۔۔۔وہ مجھ سے پیار تو کرتی تھی کم از کم۔۔۔"

ایک ہوتا ہے آپ کو ملا ہی نہیں۔۔۔ اور ایک ہوتا ہے مل کے چھن جانا۔۔۔اور وہ مل کے چھن رہی تھی۔۔۔اس لیے تکلیف زیادہ تھی۔۔۔درد زیادہ تھا۔۔۔کرب زیادہ تھا۔۔اذیت زیادہ تھی۔۔۔

یہ خوف جان نکال رہا تھا ---کہ وہ مل کے دوبارہ چھن جانے والی ہے --- وہ پھر اکیلا رہ جائے گا---

ہاں تھی ہزاروں حسین لڑکیاں دنیا میں مگر کوئی بھی اسے ویسے نہیں چاہ سکتا تھا جیسا بریرہ حسن دیوانوں کی طرح چاہتی تھی--- اسے علم تھا کہ

اس نے وہ مقام کھو دیا ہے اس کے دل

میں۔۔۔ لیکن ساتھ یقین بھی تھا کہ دوبارہ بنا لے

گا۔۔۔۔ اپنی محبت سے کر لے گا اسے دوبارہ

حاصل۔۔مگر یہ صرف اس کی سوچ

تھی۔۔۔ قسمت صرف ایک ہی بار موقع دیتی

ہے۔۔ موقع چلا گیا تو چلا گیا۔۔۔ پھر آپ ایڑیاں

رگڑ رگڑ کے صرف ایک موقع مانگتے رہو۔۔۔۔ تو بھی

موقع نہیں ملتا۔۔۔ پھر بس کاش۔۔ اور صد کروڑ

کاش پر ہی حسرتوں کے مینار بنتے رہتے ہیں۔۔

وہ عائشہ کو بڑے غمگین لہجے میں اپنے دل کا

حال سنا رہا تھا۔۔۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ فکر مت کرو۔۔۔"

وہ اب جانشیر کے کندھے پر ہلکے سے تھپتھپاتے ہوئے اسے دلاسہ دے رہی تھی۔۔۔ جس کی اسے سب سے زیادہ ضرورت تھی۔۔۔

"چلو اکیلے مت کھڑے ہو۔۔۔آؤ چلو۔۔۔میں تمہیں چائے پلاتی ہوں" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے

چلنے لگی تھی۔۔۔اس نے رد کرنے یا احتجاجی طور

پر کچھ بولنے کا موقع بھی نہیں دیا تھا جانشیر

کو۔۔۔

عائشہ نہیں چاہتی تھی وہ اکیلے کھڑا ہو کر مزید

مایوسی کی سوچوں میں گھرے۔۔ اس لیے اسے

اپنے ساتھ ہی نیچے لے آئی۔۔ لاؤنج سے گزرتے

وقت انہوں نے دیکھا کہ۔ وہاں ابھی بھی ہنسی

مذاق کا ماحول چل رہا ہے۔۔۔ تو عائشہ نے پھر

اسے لاؤنج میں نہیں چھوڑا۔۔۔ بلکہ اپنے ساتھ

کچن میں لے آئی۔۔۔ جہاں وہ سلپ سے ٹیک لگا

کر کھڑا ہو گیا تھا اور عائشہ چائے بنانے لگی۔۔۔

"آپی اگر چائے بنا رہی ہو تو میری بھی بنا دینا" وہ

زرم تھا جو چائے کے ایک کپ کی فرمائش کرتا ہوا

کچن میں داخل ہوا۔۔۔

"زرم میری بھی بول دو۔۔۔" پیچھے سے علشبہ کی

آواز آئی۔۔۔

"اس سے مت بولو۔۔۔ میں بنا دیتی ہوں"

عائشہ بہت زیادہ رویا کرتی تھی جس کے سبب اس کے سر میں درد رہتا اور چکر آتے۔۔۔ایسے میں گھر والے اسے کام نہیں کرنے دیتے تھے حتی کے کچن کے قریب بھی نہ جانے دیتے۔۔۔کہ کہیں خدانخواستہ چکر کھا کے چولھے پر نہ گر پڑئے۔۔۔

اسی لیے زینیا فورا کہتی ہوئی اٹھی۔۔۔ جبکہ بہن زمر تھی۔۔۔اسے احساس زیادہ ہونا چاہیے تھا عائشہ کا۔۔۔ مگر کچھ دنوں سے زمر کا مزاج بہت بدلا ہوا تھا۔۔۔ وہ تو ہل کر پانی تک نہیں پی رہی تھی۔۔۔ کتنا ہی آپ اس سے کام بولتے رہو وہ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے اڑا دیتی۔۔۔

وہ بالکل کوئی نئی نویلی دلہن بنی ہوئی تھی۔۔۔جس

کے ہاتھ میں مہندی لگی ہو۔۔۔اور یہ بات سب

محسوس کرنے لگے تھے۔۔۔۔حال تو یہ تھا کے

زینیا تو جل کر اس سے کام بھی نہیں بول رہی تھی

اب۔۔۔اس سے بولنا صرف الفاظوں کا ضیاع ہوتا

تھا۔۔۔وہ سنتی ہی نہیں تھی۔۔۔ سن بھیڑ کہیں

کی۔۔۔

زینیا کو اب شک ہونے لگا تھا کہ اس کا کوئی افیئر

چل رہا ہے۔۔۔ اور شک تو ہونا ہی تھا۔۔ جب پوچھو

کس سے بات کر رہی ہو۔ فورا بولتی سہیلی

سے۔۔۔آخر ایسی کون سی سہیلی تھی جس سے

باتیں ختم ہی نہیں ہو رہی تھیں۔۔۔پورا پورا دن

چلتیں۔۔۔ یونیورسٹی سے آنے کے بعد صرف
موبائل میں ہی لگی رہتی وہ لڑکی۔۔۔

"میں بنا لوں گی بھابھی۔۔۔فکر نہ کریں۔۔۔آپ
آرام سے بیٹھ جائیں بھائی کے ساتھ۔۔۔"وہ
چائے بنانے آئی تھی۔۔۔ لیکن عائشہ نے منع کر
دیا۔۔ کیونکہ اس کا مقصود چائے بنانا نہیں تھا

جانشیر کو کمپنی دینا تھا جو زینیا کی موجودگی میں ممکن

نہیں تھا۔ وہ جانتی ہے اپنے بھائی کہ نیچر کو

---وہ زینیا کی موجودگی میں کمفرٹیبل محسوس نہیں

کرلے گا اور چلا جائے گا یہاں سے---اور پھر

کہیں اکیلے جا کر کھڑا ہو جائے گا---

جب عائشہ نے انکار کیا تو زینیا نے پھر زیادہ ضد نہ

کی۔۔۔اور مسکراتی ہوئی چلی گئی۔۔۔ ہاں۔۔۔مگر

جاتے جاتے اس نے ایک معنی خیز نظر جانشیر اور

عائشہ پر ڈالی تھی۔۔۔

"بریرہ تم ایک بالی وڈ سٹار سے شادی کے بعد ہمیں

بھول تو نہیں جاؤ گی ناں۔۔۔" علشبہ اس (بریرہ)

کے کندھے پر اپنے دونوں ہاتھ ٹکا کر---چہرہ

جھکا کر---اس کے چہرے کے سامنے لاتے

ہوئے--- معصومانہ انداز و چھیڑنے والی اداؤں

کے ساتھ استفسار کرنے لگی-----

"تم سب کی تو کوئی گارنٹی نہیں۔۔۔مگر یہ مجھے نہیں بھول سکتی۔۔۔"رافع بڑا اکڑ کر پراعتمادی سے گویا ہوا۔۔۔

"ایسا کیوں؟؟" علشبہ فوراً ہی ایک ابرو اچکا کر۔۔۔ تجسس سے پوچھنے لگی۔۔ کہ آخر اس

میں ایسا کیا خاص ہے----کہ وہ سب کو بھول سکتی ہے لیکن اسے نہیں---

"کیونکہ اپنا خوشبوؤں سے رچا بسا برکتی موزہ میں اس کے ساتھ ہی بھیجوں گا---جس کی برکتوں سے یہ مجھے یاد رکھے گی اور میری شکر گزاری میں روز اچھے

اچھے برانڈڈ تحفے بھیجا کرے گی انڈیا سے۔۔" رافع

فوراً ہی اترا کر بولا۔۔۔

"موزہ؟؟" زمر برا سہ کراہت بھرا منہ بناتے

ہوئے۔۔۔۔۔

"ارے جو لڑکی صرف پرپوزل کا سن کر بے ہوش ہو

گئی۔۔اس کا شادی کے بعد کیا حال ہونا ہے ۔۔

پتہ چلا دولہا آیا کمرے میں اور میڈم اوندھے منہ

فرش پر بے ہوش پڑی ہیں۔۔جسٹ امیجن ۔۔۔ پھر

پانی کا چھڑکاؤ کرنے سے اس کا میک اپ خراب

ہو سکتا ہے ۔۔۔تو سب سے بیسٹ آپشن میرا موزہ

ہے۔۔۔ معطر عطروں سے بھرپور۔۔۔ بس رافع بابا

کا کرامتی موزا سونگھانے کی دیر ہوگی اسے۔۔۔اور
بریرہ میڈم مکمل ہوش میں۔۔۔ "رافع کی بات سنتے
ہی ساری لڑکیاں ایووووو کہ کر۔۔۔گھن کھانے
والے انداز میں ری ایکشن دینے لگیں۔۔۔ جب
کے زرم و معظم خوب ہنس رہے تھے۔۔۔

"اللہ معاف کرلے۔۔۔ اس کے موزوں میں سے
تو اتنی بدبو آتی ہے۔۔۔کہ انسان کے ناک کے بال
تک جل جائیں۔۔۔رومان بریرہ کو تو کیا ہی ہوش
میں لاسکے گا خود ہی بے ہوش ہو جائے گا ان کی
بدبو سے۔۔۔" وہ زمر تھی جو برا سہ منہ بناتے
ہوئے کہنے لگی۔۔۔ جس پر سب ہنسنے لگے۔۔۔

"ویسے کتنا مزہ آئے گا نا دونوں دلہن دلہا بے ہوش پڑے ملیں گے ---" زرم بھی بریرہ کو چھیڑنے میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا تھا---

مسلسل سب بریرہ کی ٹانگ کھینچنے میں لگے پڑے تھے---وہ ایک بے ہوش کیا ہو گئی ---سب کو

ایک ٹاپک مل گیا تھا اسے چھیڑنے کا۔۔ایسے میں سب کی باتوں پر۔۔۔منہ پر ہاتھ رکھ کر وہ بس ہنسنے کا کام کررہی تھی۔۔۔

پورا کمرہ ہر تھوڑی دیر بعد ہنسی ٹھٹھوں سے گونجتا۔۔۔۔ سب اس سے پیار کرنے والے لوگ موجود تھے اس کمرے میں ۔۔ باتیں بھی اسی کو

لے کر چل رہی تھیں لیکن اس بھرے ہوئے

کمرے میں پسندیدہ لوگوں کے بیچ ہونے کے باوجود

بھی اسے تابش شدت سے یاد آرہا تھا۔۔۔اس کا

دل چاہ رہا تھا وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے۔۔۔

اسے تابش کو یاد کرنے کے لیے تنہائی کی ضرورت

نہیں تھی۔۔۔ وہ ہر وقت اس کی آنکھوں کے میں

رہ رہا تھا۔۔۔

شکر ہے آنسو بتاتے نہیں ہیں کہ وہ خوشی کے ہیں

یا غم کے۔۔۔اس لیے جب اس لمحے وہ سب کی

باتوں پہ خوب ہنس رہی تھی ۔۔۔اور اس کی آنکھوں

سے آنسو انے لگے تو کسی نے دیہان نہ دیا اور اس
نے بڑی نرمی سے انھیں صاف بھی کر لیا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"کب سے کال کر رہا ہوں اٹھا کیوں نہیں رہی
تھی؟؟؟"اس کا سیل کمرے میں رکھا ہوا تھا اور

صبح سے وہ نیچے تھی۔۔ اس لیے خبر ہی نہ ہوئی

رومان کی کالز کی۔۔۔

اب جب کمرے میں آکر سیل پر نظر پڑی اور اسے

رنگ ہوتے دیکھا تو کال فورا ریسیو کی۔۔۔

دوسری جانب سے کال ریسیو ہوتے ہی تیزی سے پریشان لہجے میں استفسار کیا گیا----

"تم یہ چھوڑو--- تم نے رشتہ بھیج دیا؟؟" ساری باتیں گئیں بھاڑ میں--- سب سے پہلے وہ اس موضوع پر آئی---جو صبح سے اس کے لیے ناقابل یقین واقعہ بنا ہوا تھا---

"اور تم بے ہوش ہو گئیں؟" اسی کی طرز میں
سوال کرتے ہوئے۔۔۔۔وہ زور سے ہنسا تھا۔۔۔

" ہونا ہی تھا۔۔۔ ایک ان ایکسپیکٹڈ موو تھا یہ۔۔۔
میں نے تمہیں کل سمجھایا بھی تھا منگنی میں پوری
فیملی انوالو ہوتی ہے۔۔۔یہ کوئی ڈرامہ نہیں

ہے--"اس دشمن جاں کے جملوں میں ہی کافی
احتجاج اور اعتراض تھا---

اس کے نزدیک رومان صرف فن کر رہا تھا جو اس
کی عادت ہے ---مگر وہ اسے فن میں نہیں لے
سکتی تھی---اس کی پوری فیملی انوالو ہو چکی تھی

یہاں تک کہ اب تو پھوپھو کے گھر تک بات پھیل گئی تھی۔۔۔

سب کی نگاہوں میں جو اسے لے کے رشک تھا۔۔۔اسے دیکھ دیکھ کے اسے خوف آرہا تھا۔۔۔کہ کل کو یہی لوگ مذاق اڑائیں گے جب شادی نہیں ہوگی۔۔۔ اور اسے اچھے سے علم ہے

شادی نے تو کبھی ہونا ہی نہیں۔۔۔ بھلا رومان

احسن شیخ۔۔۔ ایک فلم سٹار اس جیسی معمولی

شکل و صورت اور مڈل کلاس لڑکی سے کیسے شادی

کر سکتا ہے۔۔۔ یہ تو خواب و خیالوں میں بھی

ممکن نہیں۔۔۔ اور وہ بھی اپنی اوقات سے بڑھ کر

خواب دیکھنے کی عادی نہیں تھی۔۔۔ وہ تو کبھی

تابش کے بھی خواب نہ دیکھتی اگر اس ستمگر نے
سامنے سے اتنی محبت نہ دکھائی ہوتی۔۔۔

"میں کوئی ڈرامہ نہیں کر رہا انٹی۔۔۔ میں واقعی
منگنی کے لیے اپنی ماں کو بھیج چکا ہوں۔۔۔ تمہیں
اور کیا ثبوت چاہیے؟؟" رومان نے خاصہ جتاتے
ہوئے کہا۔۔۔

"پلیز رومان۔۔۔ سب چیزوں کو اور کمپلیکیٹڈ مت کرو میرے لیے۔۔۔۔" بریرہ خاصہ جھنجھلا کر گویا ہوئی۔۔۔

"میں تو تمہاری مدد کر رہا ہوں نا۔۔۔ تمہیں ہی تو تابش کو جلانے کی پڑئی تھی۔۔۔" مقابل بھی اسی کی طرز میں جواب دہ ہوا۔۔۔

جانشیر سے منگنی کرنے کے لیے تیار تھی وہ لڑکی۔۔۔جو اسے پہلے بھی کافی تکلیف پہنچا چکا

ہے۔۔۔ لیکن اس سے مدد لینے کے لیے نہیں

تھی۔۔۔ اسے تو برا لگنا ہی تھا۔۔۔

"منگنی کے بعد شادی بھی ہونی ہوتی ہے رومان

۔۔۔دو تین سال بعد میری ماں تم سے بولے گی

میری شادی لو۔۔۔تب کیا ہوگا؟؟" وہ نہایت

غصیلے لہجے میں ایک ایک لفظ پر جماؤ دیتے ہوئے

بولی---

اس کی پوری کوشش تھی کہ مقابل کو معاملے کی

نزاکت سمجھائے---

"کیا ہوگا مطلب ؟؟...ہم شادی کریں گے"

مقابل نے بڑی فرصت سے جواب دیا---وہ بھی

نہایت ٹھنڈے و نرم لہجے میں---

"اووووو---ہم شادی کریں گے اچھا---اور پھر

؟؟"واؤ کے لفظ کو کافی کھینچا تھا ساتھ ہی بڑے

میٹھے و ایکسائٹمنٹ بھرے لہجے میں اس نے اپنا

جملہ ادا کیا ۔۔۔ جیسے بڑی خوش ہوئی ہو ۔۔۔ لیکن

اس میں جو دبی دبی طنز کی رمک تھی وہ بہت نمایاں

تھی ۔۔

" پھر پیارے پیارے بچے کریں گے ۔۔۔ دو بیٹیاں

اور چار بیٹے ۔۔۔ اصل میں آج کل ماحول بہت

خراب چل رہا ہے ۔۔۔ تو بیٹیوں کی حفاظت کے

لیے بیٹے زیادہ ہونے چاہیے۔۔۔" وہ اپنا فون لے

کر اب مسکراتے ہوئے کھڑکی کی جانب آگیا

تھا۔۔۔اس کی نظروں میں بظاہر سامنے کا منظر

تھا۔۔۔ لیکن آنکھوں میں وہ تھی ۔۔۔

مانا وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا لیکن وہ تصور کر سکتا

تھا اس لمحے وہ کتنی لال ہو رہی ہوگی جل کڑ

کر۔۔۔اس کے لہجے میں جو طنز کی رمک تھی وہ اسے

محسوس بھی کر چکا تھا لیکن پھر بھی معصومانہ

جواب دینے لگا۔۔۔

"اووووو۔۔۔۔۔۔۔ پھر؟؟" بریرہ پھر میٹھے سے

لہجے میں طنزیہ پوچھنے لگی۔۔۔ جس پر اس کے لیے

مشکل ہوا تھا اپنی ہنسی کو روکنا۔۔۔

ہونٹوں کو کچھ لمحوں کے لیے اس نے ایک دوسرے میں کس کے دبایا۔۔۔

"پھر ان کی شادی کر دوں گا۔۔۔ اور ان سے کہوں گا بھئی اپنے الگ الگ گھر جا کر رہو۔۔۔ اور

ہم بڈھا بڈھی کو سکون سے اس گھر میں رہنے دو
---"

"اچھا پھر؟؟" بریرہ کو خود بھی اندازہ نہیں ہوا تھا لیکن مقابل کی باتوں میں جیسے کوئی جادوئی سحر ہو---اس کے لہجے میں جو طنز کی رمک تھی وہ بہت حد تک کم ہو گئی تھی اس بار---

"پھر آرام سے سمندر کنارے بیٹھ کر چائے پیں گے اور سن سیٹ دیکھا کریں گے ---- تم مجھے بہت ساری باتیں سنانا اور میں (ہوں ،ہاں ، ہمم) کرتا رہوں گا---- مگر تم مت چپ ہونا---- تم بولتی رہنا---- "

"میں پاگل ہوں تم کچھ نہیں بول رہے اور میں بولتی رہوں" وہ اب اس کے خوابوں میں حصے دار بن رہی تھی --

اس دشمن جاں نے احتجاج کیا---

"وہ تو تم ہو۔۔۔اس میں تو کوئی شک نہیں ہے بلڈوزر صاحبہ۔۔۔ کیونکہ اگر تم عقلمند ہوتیں تو یہ جانتیں۔۔ مرد اپنا کان کھانے کی اجازت بھی ہر عورت کو نہیں دے دیتا۔۔۔" پلے فل مسکراہٹ ہونٹوں کے کنارے پر سجائے۔۔۔اسے زچ کرنے لگا۔۔۔ مگر آخری جملہ اس نے خاصہ جتاتے ہوئے ادا کیا تھا۔۔

" مجھے نہیں بننا عقل مند۔۔۔میں تو صرف تب ہی بات کروں گی۔۔۔جب سامنے والا میری ہر بات کا جواب دے گا۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔تو میں دے دیا کروں گا جو قابل جواب ہوں گی۔۔۔۔"

اس نے شرط لگائی کہ جواب وہ صرف تب دے گا۔۔۔ جب بات اس قابل ہو کہ اس کا جواب دیا جا سکے۔۔۔

"میری ہر بات قابل جواب ہوتی ہے۔۔اوکے مسٹر رومان احسن شیخ۔۔۔ اس لیے زیادہ ایٹیٹیوڈ

مت دکھاؤ تم مجھے---اور اس وقت تو تم بوڑھے ہو چکے ہو گے۔ یہ تمہاری ساری فین فالونگ ہے ناں--- یہ سب ساتھ چھوڑ چکی ہوگی تمہارا--۔ تب صرف میں ہوں گی تمہارے ساتھ---۔ تمھیں تو چلنے کے لیے بھی نا میرے سہارے کی ضرورت پڑ ےگی---۔ بڑے آئے" وہ ذرا اترا کر جتاتے ہوئے بولی---۔ جس پر مقابل مسکرانے لگا---

"ہاں تو۔۔۔اس وقت تک تو ہم نے پوری زندگی

گزار لی ہوگی ساتھ میں۔۔۔ ہمیں عادت ہو چکی ہوگی

ایک دوسرے کی۔۔۔بلکہ شاید وہ، وہ وقت ہو جب

تم میرے بغیر اور میں تمہارے بغیر رہنے کا تصور

بھی نہ کر سکوں۔۔۔" وہ جب یہ جملے ادا کر رہا تھا

۔۔۔تو انتہائی خوبصورت خاکے تھے اس کے ذہن

میں ---جو تصویروں کی مانند آنکھوں کے پردوں

کے آگے چل رہے تھے --- جن میں وہ خود کو اور

بریرہ کو ایک ساتھ بوڑھا ہوتے---ایک دوسرے

کے ساتھ محبت کے لمحات گزارتے اور ایک

دوسرے کا عادی ہوتے دیکھ رہا تھا---

وہ ایک ایسی انڈسٹری سے تعلق رکھتا تھا جہاں پر لو

افیئرز۔۔۔ریلیشن شپ ۔۔۔ سچویشن شپ۔۔۔ پارٹنر

کو چیٹ کرنا۔۔۔ کچھ

سال living relationship میں رہنا اور

پھر چھوڑ دینا یہ سب بہت عام ہو گیا تھا۔۔۔

ایسے میں اس کی آنکھیں ایک ایسے پارٹنر کا خواب

دیکھ رہی تھیں جو زندگی بھر اس کے ساتھ چلے ۔۔

جس کے ساتھ وہ اپنی فیملی پلاننگ کر سکے۔۔۔

جس کے ساتھ وہ اپنے بڑھاپے تک کا سفر خوبصورتی سے طے کر سکے۔۔۔

"رومان تم نے دوائی نہیں کھائی ہے کیا آج ؟؟؟۔۔۔یا نشہ زیادہ پھونک لیا ہے ؟؟۔۔۔" ہاں اس کی باتوں میں دھیرے دھیرے پھسل رہی تھی

وہ لڑکی لیکن پھر یکدم اس کا ذہن کام کیا اور اسے

لگا وہ بھی اسے خواب دکھا رہا ہے بالکل ویسے ہی

خواب جیسے تابش دکھاتا تھا۔۔۔اور وہ دوبارہ ان

خوابوں میں نہیں آ سکتی تھی۔۔۔ اس لیے اگلے ہی

پل ۔۔۔نہایت طنزیہ لہجے میں دانت پیستے ہوئے

پوچھنے لگی۔۔۔

اس کے سوال پر وہ زور سے ہنسا تھا۔۔۔

"کیا تم تھوڑی دیر بھی رومانٹک نہیں رہ سکتی میرے ساتھ؟؟۔۔۔"

"نہیں۔۔۔" سپاٹ سے لہجے میں صاف انکار کیا۔۔۔

وہ صرف اسے ایک دوست کی نظر سے دیکھتی تھی۔۔۔پتہ نہیں مقابل کیسے اپنے سحر میں جکڑ کر اسے اتنی آگے تک لے گیا تھا۔۔۔

"ویسے ہاتھ پکڑ کر واک بھی کر کے آیا کریں گے روزانہ ۔۔۔ چلتے پھرتے رہنا ٹھیک رہتا ہے

نا---ورنہ ایک بار بیٹھ جائے انسان---تو بیٹھ ہی جاتا ہے---"

وہ ابھی بھی باز نہیں آرہا تھا یہ دیکھ---بریرہ نے اپنا سر جھٹکا--- ساتھ ہی غرا کر کہا--

"رومان-- باز آجاو-- یہ سب مذاق نہیں ہے---میری امی نے ایک بار ہاں کر دی نا--- تو ماں قسم

-- تمہارے پیچھے ہاتھ دھو کے پڑ جاؤں گی شادی کے لیے---" وہ اسے ڈرا رہی تھی---

"اب تو اللہ کر لئے انٹی ہاں کر ہی دیں --- پھر تمہیں بھی قسم ہے--- اپنی اس ماں قسم سے پیچھے مت ہٹنا---" مقابل فورا ہی چیلنجنگ لہجے میں جواب دہ ہوا---

"میں وزن کم نہیں کروں گی ---- سوچ لو" اس
نے صاف لال جھنڈی دکھائی ---کہ یہ نہ سمجھے کہ
اس کی خاطر ذرا سہ بھی اپنے آپ کو تبدیل کرنے
کا سوچے گی بھی ---- اس لیے ابھی بھی وقت
ہے ---- ہٹ جائے پیچھے ----

"میں باڈی بنا رہا ہوں۔۔۔ ٹینشن نہ لو" وہ مسکرا کر پراعتمادی سے گویا ہوا۔۔۔

"اہہ۔۔۔۔ تم پاگل ہو" وہ اس سے نہیں جیت سکتی تھی۔۔ اس لیے ہار ماننے والے انداز میں۔۔۔ اپنے ہی بال خود نوچتے ہوئے جھنجھلا کر اعلانیہ بولی۔۔۔ جس پر مقابل پھر ہنسا تھا۔۔۔

"ہاں بیٹا ہنس لے۔۔۔ خوب ہنس لے لیکن جب مجھ سے شادی کرنی پڑئے گی نا۔۔۔ پھر پتہ چلے گا۔۔۔" بریرہ کی اس بات پر وہ ہنستے ہنستے رکا۔۔۔

بریرہ کے نزدیک وہ مر جائے گا لیکن اس سے شادی نہیں کرئے گا۔۔۔ وہ کر ہی نہیں

سکتا۔۔۔عام لڑکے نہیں کر رہے وہ اتنا بڑا ایکٹر

دنیا کی ساری خوبصورت لڑکیوں کو چھوڑ کر۔۔۔

پاکستان آکر اس سے شادی کرلے گا۔۔۔ یہ تو

خوابوں میں بھی ممکن نہیں ہے۔۔۔

"کیا مطلب؟؟..." وہ واقعی نہیں سمجھ سکا تھا
کے وہ دشمن جاں کن معنوں میں ان جملوں---
کو ادا کر رہی ہے---

بریرہ کبھی بھی رومان کے سامنے ایسے جملے ادا
نہیں کرتی تھی جس سے اسے احساس ہو کہ وہ خود
کو احساس کمتری کی جانب دیکھتی ہے-- اس لیے

وہ نہیں سمجھ سکا۔۔۔ ہاں۔۔۔گزشتہ رات بولیں تھیں اس نے یہ باتیں لیکن تب وہ جذباتی تھی اور جذبات میں تو کوئی کچھ بھی بول جاتا ہے۔۔۔ یہی سوچ کر رومان نے اہمیت نہ دی۔۔۔

"دفع ہو۔۔۔ میرے پاس اور انرجی نہیں ہے تم پہ
ضائع کرنے کے لیے۔۔۔اوکے۔۔۔تو جسٹ
پیس آؤٹ peace out "

بریرہ کے نزدیک مقابل صرف معصوم بن رہا تھا
ورنہ سمجھ اسے اچھے سے آگئی ہوگی۔۔۔کہ وہ کیا
کہنا چاہ رہی ہے۔۔۔

"اوکے میرے گولو مولو بچوں کی بننے والی ماما

پیس آؤٹ" مقابل نے جب یہ جملہ ادا کیا تو---

بڑی خوشی کے ساتھ کیا---بڑی محبت تھی اس

کے لہجے میں---جسے بریرہ محسوس کر سکتی تھی

ہزاروں میلوں کے فاصلے پر ہونے کے باوجود

بھی---

"دفع دور۔۔" ویسے تو وہ جل کے ہمیشہ کال ڈسکنیکٹ کر دیتا تھا لیکن اس بار نہیں کی۔۔ اپنی بات کہنے کے بعد بھی وہ لائن پر رہا۔۔۔ جس پر بریرہ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ وہ مسٹر رومان احسن شیخ کی کال ڈس کنیکٹ کر سکیں۔۔۔ اور اس نے نہایت مبارک الفاظ اس کی عزت افزائی میں

ادا کر کے کال منقطع کی۔۔۔ جس پر وہ پھر زور

سے ہنسا۔۔

"کمینہ کہیں کا۔۔۔ اس کے لیے تو ہر چیز فن

ہے۔۔۔ مروا دے گا یہ مجھے آخر میں۔۔ یا اللہ میں

کہاں پھنس گئی۔۔۔" وہ اپنا سیل بیڈ پر پٹکنے کے

بعد۔۔۔ دونوں ہاتھوں سے اپنے بالوں کو نوچتے

ہوئے۔۔۔اپنے چہرے کو جھکا کر بیڈ کے گدے

سے لگا کر۔۔ منہ بسور کر بے بسی سے کہنے لگی۔۔۔

"میں امی سے جا کر کہتی ہوں۔۔۔اس رشتے کی

منع کر دیں۔۔۔ جانشیر ہی ٹھیک ہے کم از کم

شادی تو کر لے گا مجھ سے بعد میں۔۔۔اس کمینے

رومان نے تو بیچ منجدھار میں چھوڑ کے بھاگ جانا

ہے ۔۔۔ "اگلے ہی پل ۔۔ وہ تیزی سے بیڈ سے

اتری ۔۔ اپنی والدہ کو خود منع کرنے کے لیے۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"جی ۔۔۔ میں نے آپ کو یہ بتانے کے لیے کال

کی تھی ۔۔ کہ میں اس رشتے کے لیے راضی

ہوں۔۔۔آپ چاہیں تو کل ہی آکر منگنی کی رسم

ادا کر لیں۔۔۔ مگر میں آپ کو ایک بات ابھی سے

کلیئر کر دینا چاہتی ہوں ۔۔۔میری بیٹی کی دو بار

منگنی ہو کر ٹوٹ چکی ہے۔۔۔تو اب ذرا میرا دل

گھبرانے لگا ہے ۔۔۔اس لیے میں زیادہ لمبی نہیں

چلاؤں گی منگنی کو۔۔۔میں چاہتی ہوں ہم بچوں کا

نکاح کروا دیں ۔ پھر بریرہ آپ کی امانت ہے

---آپ جب چاہیں---اس کی رخصتی لیں--"

وہ انکار کرنے کی نیت سے کمرے میں داخل ہوئی

لڑکی---اپنی والدہ کے کہے گئے الفاظ

سن---ششدر ہو کر کھڑی رہ گئی تھی---

یاسمین خاتون نے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا تھا۔۔۔

وہ ایک ماں تھی۔۔ دو منگنیاں ٹوٹنے کے بعد ان کے دل میں شدید خوف پیدا ہو گیا تھا۔۔۔ وہ تو رومان کا رشتہ آگیا۔۔۔ورنہ انہوں نے سوچ لیا تھا

کہ جانشیر کے جانے سے پہلے پہلے وہ اماں سے کہہ کر دونوں کا نکاح پڑھوا دیں گی اس بار---

بریرہ خاموشی سے کھڑی اپنی والدہ کو موبائل پر عروج بیگم سے بات کرتا ہوا دیکھتی رہی---یہاں تک کہ ان کے درمیان ساری باتیں طے ہو

گئیں۔۔۔اور انہوں نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔۔

"آپ نے نکاح کا ہی کہہ دیا ڈائریکٹ ۔۔۔ وہ نکاح کے بعد بھی تو چھوڑ سکتا ہے مجھے۔۔۔آپ کے ذہن میں یہ نہیں آیا ؟؟...ابھی تو صرف منگنیاں ٹوٹنے کے ٹیگ لگ رہے ہیں۔۔ پھر ڈائریکٹ نکاح

ٹوٹنے کا لگ جائے گا۔۔۔کیا کرتی ہیں امی آپ

بھی ۔۔"

وہ رومان کے نیچر کو جانتی ہے۔۔۔ وہ ایک وقت

نکاح کر لے گا ایڈونچر کے لیے مگر رخصتی۔۔۔وہ

کبھی نہیں لے گا۔۔۔وہ زندگی بھر یہیں پڑی رہ

جائے گی۔۔۔ بالکل زمر والا حال ہو جائے گا اس

کا۔۔۔ یا شاید اس سے بھی بدتر۔۔۔ زمر کا تو پھر
چھپا ہوا نکاح ہے۔۔۔ اس کا تو اعلانیہ ہوگا زمانے
میں۔۔۔

بریرہ کو لگتا تھا جب زمر کے شوہر کو علم ہوگا کہ
اس کی منگنی کرا دی ہے گھر والوں نے۔۔۔تو وہ
خود ہی غیرت میں آکر اپنے گھر والوں کو لے کر

پہنچ جائے گا یہ بتانے کے لیے کہ یہ میری بیوی

ہے۔۔۔ہمارا نکاح ہو چکا ہے۔۔۔مگر اس کے

برعکس۔۔۔وہ تو ایسے خاموش ہو کر پی کر بیٹھ گیا

اس بات کو جیسے یہ بات کوئی اہمیت کی حامل ہی

نہ ہو۔۔۔ایسا کہاں ہوتا ہے؟؟؟...کوئی اپنی

غیرت کو کیسے کسی اور سے منسوب ہونے دے

سکتا ہے؟؟؟...یہی سب سے بڑی وجہ تھی کہ

بریرہ کو لگتا تھا۔۔۔ کہ وہ دھوکہ دے رہا ہے زمر

کو۔۔۔ اور یہ بات اس نے زمر کو سمجھانے کی بھی

کوشش کی بہن بن کر۔۔۔ مگر اس نے کب سننا

تھا۔۔۔

پھر آئے دن سوشل میڈیا پر آنے والی

خبریں۔۔۔۔کہ کس طرح نکاح جیسے مقدس رشتے کو

بھی آج کل کے لڑکوں نے کھیل بنا لیا ہے

۔۔۔ کیسے وہ ایک لڑکی کو اپنے ساتھ نکاح جیسے

رشتے میں رکھ کر گھومتے پھرتے اور اپنی فزیکل نیڈز

پوری کرتے ہیں پھر انہیں طلاق دے کر اپنا

دامن جھاڑ کر نکل جاتے ہیں۔۔۔ وہ دعا کرتی تھی

کہ اللہ کرے زمر کے ساتھ ایسا نہ ہو۔۔۔ مگر پھر

بھی وہ اس طرح کی جب کوئی پوسٹ سوشل میڈیا

پر دیکھتی تھی۔۔۔ تو زمر سے ضرور شیئر کرتی تھی

تاکہ اسے رئیلٹی چیک ملتا رہے اور وہ کوئی بیوقوفی نہ

کرلے۔۔۔

آج کل کی لڑکیوں کو یہ نازک بات سمجھنے کی سخت

ضرورت ہے۔۔کے نکاح ہوا ہے رخصتی نہیں۔۔۔

نکاح میں آپ اس شخص کی امانت ضرور ہیں مگر

عزت نہیں۔۔۔ عزت آپ اس باپ کی، اس بھائی کی ، اس چاچا کی، اس تایا کی، اس دادا کی ہیں جس کے گھر میں آپ اس وقت بیٹھی ہیں ۔۔۔اورآپ پر ان کی عزت کا احترام بھی لازم ہے۔۔۔

وہ آپ کو اپنی عزت سمجھتا ہے بہت اچھی بات

ہے۔۔لیکن معاشرے کی نظر میں آپ اس کی

عزت قرار پائی ہیں؟؟۔۔۔ایسا کچھ

نہیں۔۔۔اس کی عزت وہی قرار پائے گی جسے وہ

اعلانیہ رخصت کر کے اپنے گھر لے کر آئے گا

۔۔دنیا کے سامنے دولہن بنا کر۔۔۔اور وہ اس وقت

آپ نہیں ہیں۔۔۔آپ کا تو چھپا ہوا نکاح ہے۔۔۔

"بیٹا میں اتنا بیمار رہتی ہوں ۔۔۔ میرے بعد کوئی نہیں ہے تمہارا پیچھے۔۔۔ تمہارے باپ کے مرتے ہی یہ لوگ ہمیں گھر سے نکالنے لگے تھے میرے مرنے کے بعد کہاں رکھیں گے تمہیں؟؟۔۔۔

ایسے میں، میں تمہیں ایک مضبوط سائبان کے نیچے چھوڑ کر جانا چاہتی ہوں ۔۔۔ جو کسی دھوپ چھاؤں

کو تم تک پہنچنے نہ دے۔۔تابش نے جس طرح

منگنی توڑی اس سے میرا دل بہت ڈر گیا

ہے۔۔۔۔اب میں نکاح کروانا چاہتی ہوں

تمہارا۔۔۔تاکہ کل کو مجھے کچھ ہو جائے اور یہ لوگ

تمہیں گھر سے نکالیں۔۔۔تو تم اپنے شوہر کے گھر

جا کے رہ سکو۔۔۔۔اور یہ ہوگا میرے بچے۔۔۔یہ

ہوگا۔۔۔تمہاری تائی کے آگے تمہاری دادی کی زبان

نہیں کھلتی۔۔۔اور دادا۔۔ان کا تو پتہ ہی نہیں

ہوتا وہ کہاں ہیں؟؟...وہ دنیا میں تبلیغ کر رہے

ہیں گھر میں کیا ہو رہا ہے کچھ علم ہی

نہیں۔۔۔گھر میں کتنے لوگوں کے حقوق تلفیاں ہو

رہی ہیں انھیں کیا خبر۔۔۔وہ تو معاشرے کو

سدھارنے کے لیے نکلے پڑے ہیں ۔۔۔ایسے لوگوں

سے ہم کیا ہی امید رکھیں۔۔۔"

ایسا لگتا ہے جیسے خدا نے ماؤں کے دلوں میں کوئی

غیبی طاقت ڈالی ہے ---کہ جب ان کے بچے پہ

کوئی مصیبت آنے والی ہوتی ہے تو انہیں پہلے ہی

اس کا علم ہو جاتا ہے ----

یاسمین خاتون بہت بیمار رہتی تھیں۔۔۔ بریرہ کی آدھی سے زیادہ تنخواہ تو صرف ان کی دوائیوں میں اڑ جاتی ۔۔۔ایسے میں اگر ایک بیمار ماں اپنی بیٹی کا نکاح کر کے خود کو اس کے فرائض سے سبک دوش کر کے اطمینان لینا چاہتی ہے ۔۔۔تو اس میں کیا غلط؟؟..

انہوں نے کبھی بریرہ کو بتایا نہیں لیکن وہ صرف

تابش کی والدہ کے باقاعدہ رشتہ لانے کا انتظار کر

رہی تھیں بس--- کہ یہاں رشتہ آیا نہیں اور

انہوں نے نکاح کی بات کی نہیں---

حسن صاحب مرتے وقت بریرہ کو لے کے بہت

فکر مند تھے۔۔۔جبکہ ماں تھی پیچھے ۔۔۔ لیکن جب

ماں بھی نہ رہے گی۔۔ تو کون ہے اس کا پیچھے

خیال کرنے والا؟... ایسے میں نکاح ہی اسے

مضبوط سائبان دے سکتا تھا۔۔۔ اپنی جانب سے تو

وہ اچھا ہی فیصلہ کر رہی تھی۔۔۔ باقی جو خدا کو

منظور۔۔۔۔

"تو انہوں نے کیا کہا۔۔۔ وہ راضی ہیں نکاح کے لیے؟؟؟" بریرہ کے اندر اپنی والدہ کی باتیں سننے کے بعد ہمت نہیں بچی تھی انکار کرنے کی۔۔۔ لیکن اسے یقین تھا دوسری جانب سے انکار ہو جائے گا۔۔۔

تابش کو جلانے کے لیے اس کی بات صرف منگنی

تک کی ہوئی تھی۔۔۔ نکاح تھوڑی کرلئے گا

وہ۔۔۔۔یا ایڈونچر اور فن کے لیے کرلے

گا؟؟؟.... کوئی آئیڈیا نہیں۔۔۔ وہ بندہ پاگل

ہے۔۔۔ یہی سوچتے ہوئے اس لڑکی نے اپنا سر

جھٹکا۔۔۔

"کہہ رہی ہیں اپنے بیٹے سے پوچھ کر بتائیں گی

کل تک۔۔۔" ابھی وہ یہ بات کہہ کر خاموش ہی

ہوئی تھی۔۔۔کہ ان کا سیل رنگ ہونے لگا۔۔۔

کال عروج بیگم کی تھی اس لیے انہوں نے فورا ہی

پک کی۔۔۔

"جی رومان کی جانب سے نکاح کی رضامندی ہے--" ان کا فون سپیکر پہ نہ تھا--لیکن خاموشی اس قدر تھی کمرے میں---کہ عروج بیگم کے بولے جانے والے الفاظ باسانی بریرہ کے کانوں تک پہنچ چکے تھے---

اور یہ وہ لمحہ تھا جب اس لڑکی کا دماغ شل ہو کر رہ گیا۔۔۔

ابھی وہ ٹھیک طرح سے اس کے پروپوزل کے شاکڈ سے نہیں نکل سکی تھی۔۔۔کہ رومان احسن شیخ نے دوسرا شاکڈ بھی دے ڈالا تھا۔۔۔

بریرہ فوراً ہی لرزتے قدموں کے ساتھ صوفے پہ جا

بیٹھی۔ اس سے پہلے کہ وہ گرتی۔۔۔ اور اس کا

پورے گھر میں نیا ریکارڈ لگتا۔۔۔

صرف سات آٹھ منٹ کے اندر اندر اس اتنے بڑے

فلم سٹار نے اس سے نکاح کی حامی بھر لی

تھی۔۔۔۔ کیسے؟؟...

"یہ سب کیا ہورہا ہے؟؟؟---"یقیناً رومان کے لیے یہ سب فن تھا--اس نے تو سوچنے تک کا وقت نہیں لیا---جیسے نکاح نہیں کوئی گڑیا گڈے کا کھیل ہو--- بریرہ یہی سوچ سوچ کے اپنے بالوں کی جڑوں کو جھنجوڑتے ہوئے---کڑھے چلی جا رہی تھی---

#جاری_ہے

#HK♡

SHAMS ALHAYAA

Romantic Urdu novel

By Husny Kanwal

Part:3

"تم پاگل ہو گئے ہو؟؟ تمہارا دماغ خراب

ہے؟؟؟ تم نے ہر چیز کو مذاق سمجھ رکھا ہے رومان

احسن شیخ؟؟؟... اتنی سی بات تمھیں کیوں سمجھ

نہیں آرہی ہے شادی کی کمٹمنٹ مذاق نہیں

ہوتی؟؟؟... تمھیں فن وایڈونچر کا زیادہ شوق آرہا

ہے تو کہیں اور جاؤ---میری زندگی کو کیوں

کمپلیکیٹ کیے چلے جارہے ہو؟؟؟.... تم کیوں

نہیں سمجھ رہے ہو میری ماں کے خواب جڑنے لگے

ہیں تم سے۔۔۔وہ خواب دیکھ رہی ہیں مجھے دلہن

بنانے کا۔۔۔ تمہارے ہاتھ میں میرا ہاتھ دینے کا

۔۔۔تمہارے ساتھ مجھے رخصت کرنے کا۔۔۔میں

کیسے انھیں سمجھاؤں تم وہ سائبان نہیں ہو جسے وہ

تلاش کر رہی ہیں اپنی بیٹی کے لیے۔۔۔"اس نے

کمرے میں آتے ہی پھر رومان کو کال ملائی۔۔۔اور

دوسری جانب سے فورا ریسیو ہوئی جیسے وہ منتظر ہی

بیٹھا ہو۔۔۔

کال ریسیو ہوتے ہی اب وہ آگ بگولا ہو کر برسے

چلی جا رہی تھی۔۔۔ مگر آخری جملوں پر آتے آتے

اس کی آواز روہانسہ ہو گئی تھی۔۔۔ بالکل بھری

بھری سی معلوم ہوئی۔۔۔۔لگا جیسے وہ رو رہی

ہو۔۔۔

"ریلیکس انٹی۔۔۔ مجھے جتنا چاہے سنا لو لیکن رونا

بند کرو پہلے۔۔۔"اس کے چیخنے سے مسئلہ نہیں

ہو رہا تھا۔۔۔ مگر اس کے رونے سے ہوا۔۔۔

"تم کیوں کر رہے ہو میرے ساتھ یہ سب

؟؟..." اب وہ باقاعدہ روتے ہوئے پوچھنے لگی

تھی---جیسے مقابل نے بڑا کوئی ظلم کیا ہو اس

کی جان پر---

رومان بے بسی سے ہنسا تھا اس کے سوال پر---

"اچھا رونا بند کرو اور ویڈیو کال پر آؤ۔۔" کچھ دیر

اس کے رونے کی آوازیں سنتا رہا۔۔۔ اور پھر

آہستگی سے کہا

"میں نہیں آرہی۔۔" مقابل کسی ضدی بچے کی

طرح بولی۔۔

"آجاو۔۔۔ زیادہ نخرے نہ کرو۔۔۔"

"میں نہیں آرہی" وہ زکام بھری آواز میں پھر انکار کرنے لگی۔۔۔

"اہ۔۔۔ کتنے نخرے ہیں تمہارے انٹی۔۔۔"

"ہاں تو۔۔۔ تم اٹھا نہیں سکتے اس لیے تو کہہ رہی ہوں پیچھے ہٹ جاؤ۔۔۔"

"نخرے کیا۔۔۔میں تمہیں بھی اٹھا کے پھر لوں گا پورے زمانے میں۔۔۔ تم بس اعتبار کرو۔۔۔ اور

چپ چاپ ویڈیو کال پر آؤ۔۔۔ تمہیں کچھ دکھانا ہے" اس نوجوان کی آواز میں اتاولا پن تھا۔۔۔

"مجھے کچھ نہیں دیکھنا۔۔۔" وہ اس کے اتنے اصرار کے باوجود بھی۔۔۔ کسی ضدی بچے کی طرح انکاری جواب دے رہی تھی۔۔

"بریرہ حسن ۔۔۔ میں تمہارا ہونے والا شوہر

ہوں ۔۔۔ ابھی پانچ منٹ پہلے ہمارے نکاح کی

بات پکی ہوئی ہے ۔۔۔ اور میں تم سے کہہ رہا ہوں

کہ ویڈیو کال پر آؤ ۔۔۔ اور یہ میں آخری بار کہہ رہا

ہوں ۔۔ اگر اس بار بھی تم نے میری بات نہ مانی تو

اگلی کال میری نہیں ہوگی ۔۔۔ میری مام کی ہوگی

وہ بھی تمہاری مام کے پاس ۔۔ اور پھر وہ تم سے آ
کر کہیں گی ۔۔۔تو سوچ لو۔۔۔"

"تم مجھے ابھی سے بلیک میل کر رہے ہو؟؟؟" وہ
اپنا رونا بھول کر۔۔اب کمر پہ ایک ہاتھ
ٹکائے۔۔۔آنکھیں چھوٹی کر۔۔دانت پیستے ہوئے
استفسار کرنے لگی۔۔۔۔

"اگر تم پیار سے نہیں مان رہیں۔۔۔ تو پھر اور کیا آپشن رہ گیا میرے پاس؟؟" رومان بے بسی سے گویا ہوا۔۔۔

یہ ٹھیک تھا۔۔۔دھمکی بھی خود نے دی ۔۔۔ اور اب مظلوم بھی خود کو ظاہر کر رہا تھا۔۔۔یہی سوچ ۔۔۔ بریرہ کے تپ چڑھی ۔۔۔

"یعنی جب جب میں تمہاری بات نہیں مانوں گی ۔۔۔تم مجھے بلیک میل کیا کرو گے؟؟"

"او میری ماں ---ہاتھ جوڑتا ہوں میں تیرے

آگے----پلیز پلیز اور پلیز ویڈیو کال پر آجا---بس

---غلطی ہو گئی تجھے بلیک میل کرنے کا سوچ

کر بھی---" بریرہ اپنا سوال پوچھنے کے بعد اس کی

جانب سے کوئی بہت تگڑے اور لڑاکا قسم کے

جواب کی منتظر تھی--- لیکن وہ تو کوئی اور ہی

رومان تھا---وہ نہیں لڑا---بلکہ اس نے تو جیسے

ہتھیار ڈال دیے اور التجاء پہ اتر آیا---اور یہ چیز

بریرہ کے لیے بہت شوکنگ تھی---وہ جانتی تھی

رومان کس مزاج کا مالک ہے--ان کی پہلے بھی

بہت لڑائیاں ہوتی تھی اور رومان کبھی نہیں چوکتا

تھا دلخراش الفاظ کہہ کر تکلیف پہنچانے سے---

وہ ماہر تھا لوگوں کے ویک پوائنٹ پر وار کر کے

انہیں پچھاڑ دینے میں۔۔۔ مگر اس رومان نے ایسا نہ کیا۔۔۔

بریرہ کے لیے یہ یقین کرنا بہت مشکل تھا کہ رومان احسن شیخ اس سے التجاء کر رہا ہے بجائے اسے اکڑ دکھانے کے۔۔۔

یہ بہت بڑا بدلاؤ تھا۔۔۔وہ کیسے محسوس نہ

کرتی؟؟...وہ کیسے حیران نہ ہوتی؟؟...

"میں ویڈیو کال کر رہا ہوں اوکے۔۔"ابھی بریرہ

حیرت کے غوطے ہی کھا رہی تھی جب اس نے

رومان کو کہتے سنا۔۔۔

اپنی بات کہتے ہی اس نوجوان نے ایک لمحے کی دیر

نہ کی اور ویڈیو کال کرنے لگا۔۔۔

حلیہ نہایت بگڑا ہوا تھا۔۔۔۔رو رو کر برا حال تھا

آنکھوں کا۔۔۔بال الجھے پڑے تھے جنہیں

سنوارنے کا بھی وقت نہیں ملا تھا۔۔۔اسی حالت

میں وہ رومان احسن شیخ۔۔۔کروڑوں دلوں کی

دھڑکن سے ویڈیو کال پر کنیکٹ ہوئی۔۔۔اپنے

آپ میں ہائی کانفیڈنس لیول شو کرنے کے لیے

کافی تھا۔۔۔ایسا مقابل کو محسوس ہوا جبکہ بات

صرف اتنی سی تھی۔۔۔کہ وہ لڑکی اپنے غموں کو

لے کر ہی اتنا شاکڈ میں تھی کہ اس نے یہ بات

سوچی ہی نہیں۔۔۔کہ اس کا ایمیج کیسا جا رہا ہے

سامنے والے کو۔۔۔۔

"کیا ہوا؟؟... ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟؟" جیسے
ہی ویڈیو کال کنیکٹ ہوئی اور اس کا روتو سہ چہرہ
نمودار ہوا ۔۔۔ جسے دیکھے بھی دو سال سے زیادہ گزر
گئے تھے۔۔۔ دو سال بعد بھی اتنے برے حلیے میں
نظر آئی۔۔۔ تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کے مقابل زور
سے ہنستا ۔۔ یا مزاح و طنز کر کے اس کے برے

حلیے کو ٹارگٹ کرتا۔۔۔مگر وہ بس خاموش

رہا۔۔۔اسے دیکھتا رہا۔۔۔جس پر وہ تھوڑا نروس

ہو کر۔۔ایک ابرو اچکا کر۔۔۔۔خود پوچھنے پر مجبور

ہوئی۔۔۔۔

" کچھ نہیں۔۔اب بس چپ چاپ ہو کر بیٹھو۔۔۔

اور بالکل ریلیکس ہو کر میرا گانا سنو۔۔۔۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔۔۔ دماغ تو میرا پہلے ہی فیوز ہونے کو ہے۔۔۔کان بھی خراب کردو تم اب۔۔۔" وہ مقابل کی بات سنتے ہی منہ بسور کر کہنے لگی۔۔۔

"اہہہہ---اتنا برا بھی نہیں گاتا میں--اور اب چپ ہو تم---" رومان فوراً ہی اسے ہلکا سہ جھنجھلا کر چپ کرانے لگا---

"نہ بھئی نہ---میں رسک نہیں لے سکتی---کانوں کا معاملہ ہے---اپنے شوہر کی میٹھی و سریلی آواز سنی ہے میں نے ان سے فیوچر

میں---تم پر ضائع نہیں کر سکتی---"اترا کر

---گردن کو ذرا اونچی کر----گانا سننے سے

صاف انکار کیا--- ساتھ ہی اپنے الٹے ہاتھ سے

کان پر ہاتھ بھی رکھ لیا تھا--- جیسے کور کیا ہو

حفاظت کے لیے----

"کیا قسم کھائی ہوئی ہے ہر بات پہ لڑنے کی؟؟؟

"چلو ٹھیک ہے نہیں سننا چاہتی۔۔۔مگر یہ کیوں

کہہ رہی ہے کہ اپنے شوہر کی سریلی آواز سننے کے

لیے کانوں کو بچا کر رکھ رہی ہے۔۔۔ کیا ابھی کچھ

دیر پہلے ان کا نکاح طے نہیں ہوا؟؟؟....کیا

وہی اس کا ہونے والا شوہر نہیں؟؟...یا وہ ابھی

بھی کسی اور کے چکر میں ہے۔۔۔۔

وہ نروٹھے سے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔۔کیونکہ اس کی ٹھیک ٹھاک تپ گئی تھی۔۔۔

"میں نہیں لڑ رہی ۔۔۔ مجھ میں توانرجی بھی نہیں ہے۔۔۔ "وہ فورا ہی تھکے ہارے انداز میں اپنے کندھے نیچے کی جانب ڈھالتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔

"ہاں وہ تو نظر آ ہی رہا ہے" مقابل نے خاصہ طنزیہ لہجے میں کہا --ساتھ ہی اپنا سر ہلکے سے جھٹکا---

"اگر اب لڑ لیا ہو دل بھر کے---تو شروع کروں ؟؟"

"جی جی بالکل "نہیں جانتی کیوں لیکن مقابل کو

تپے تپے لہجے میں کہتا دیکھ۔۔ خود بخود اس لڑکی کا

موڈ بہتری کی طرف آیا۔۔۔

"شکریہ آپ کا بہت بہت۔۔ "رومان نے ہلکا سہ

سر خم کرتے ہوئے شکریہ بڑے مشکور لہجے میں

ادا کیا۔۔۔کہ بہت بڑی بات ہے کہ وہ گانا

گانے دے رہی ہے۔۔۔۔

کوئی اور ہوتا تو وہ نخرے کرتا ایٹیٹیوڈ دکھاتا اور گانے

کے بعد بڑا احسان جتاتا مگر وہ بریرہ تھی۔۔۔اس

کے سامنے کوئی ایٹیٹیوڈ کوئی احسان کوئی نخرے

نہیں بلکہ الٹا مشکور تھا کہ محترمہ نے سننے کی حامی تو بھری۔۔۔۔

وہ صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔اس نے فورا ہی ٹیبل پر رکھے شوپیز پر جو کانچ کی بطخ بنی ہوئی تھی۔۔۔اس سے موبائل کو سیٹ کر دیا۔۔۔ اور

گٹار ہاتھ میں سنبھال لیا۔۔۔ دوسری جانب بریرہ نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا لیا تھا۔۔۔

اس نے اپنی خوبصورت انگلیوں سے گٹار کے تاروں پر جب دھن چھیڑی۔۔۔تو وہ واقعی بہت خوبصورت دھن تھی۔۔۔دماغ کو ریلیکس کرنے والی۔۔۔

"تم پر مرتا ہوں----- میں سچ کہتا ہوں---

مانگ کے دیکھ لو مجھ سے جان--- سنو ناں سنو

ناں----سن لو ناں---- ہم سفر مجھ ہی کو چن

لو ناں----" وہ جو گمان لیے بیٹھی تھی کہ اسے

نیند آنے والی ہے بس---وہاں وہ گانا سٹارٹ

کرلے گا اور یہاں وہ سو جائے گی-- اس کی توقع

کے بالکل برعکس-- مقابل کے گانے کے بول

اسٹارٹ کرتے ہی۔۔۔وہ پھرتی سے سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔۔

زندگی میں پہلی بار کوئی لڑکا اس کے لیے گانا گا رہا تھا۔۔اور گانا کے الفاظ بھی خود کو قبول کرنے کے لیے پیش کرنے والے تھے۔۔کہ تم قبول کرو۔۔۔تم خاص ہو۔۔۔میں عام ہوں۔۔۔اور یہ اس

کے لیے بہت بڑی بات تھی چونکہ اپنے

نزدیک۔۔۔تو وہ، وہ لڑکی تھی جسے دو لڑکے ریجیکٹ

کر چکے تھے۔۔۔ وہ کہاں سے خاص ہو

گئی؟؟؟۔۔۔

"کیسا لگا میری گولو مولو کی ماما کو؟؟" اس کے

گٹار نیچے رکھ کر۔۔ موبائل واپس ہاتھ میں لے

کر۔۔۔بڑے اشتیاق سے استفسار کرتے ہی

۔۔۔مقابل کھوئی کھوئی نظروں سے اس کے

چہرے کو تکنے لگی۔۔۔

"کیا تم سب کے لیے ایسے ہی گاتے ہو؟؟"

ایک لڑکی خود کو لاکھ کمتر محسوس کرتی ہو لیکن اس

کے دل میں چاہ ہمیشہ خاص بننے کی ہوتی ہے

کسی کے لیے۔۔۔

وہ جاننا چاہتی تھی کیا یہ گانا صرف اس کے لیے

خاص ہے؟؟...یا وہ دوسروں کے لیے بھی گاتا رہا

ہے۔۔۔اور وہ خوامخواہ ٹچی فیل کر رہی ہے۔۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے؟؟" مقابل پہلے اس کی رائے جاننا چاہتا تھا۔۔۔ وہ الگ بات ہے علم تھا کے وہ دشمن جاں کوئی اچھی رائے قائم نہیں کر لے گی۔۔۔

"یہی کہ ۔۔۔۔گاتے رہتے ہو گے۔۔۔پتہ نہیں کتنی خوبصورت لڑکیاں ہیں تمہارے ارد گرد تو۔۔۔"

رومان اس کا جواب سنتے ہی دل جلے سے انداز میں مسکرایا۔۔

"ہمم" کبھی کبھار علم ہوتا ہے کہ جواب کیا آنا ہے--- پھر بھی پتہ نہیں کیوں اس باولے دل کو دکھ پہنچتا ہے---

"ہمم کیا کر رہے ہو؟؟..جواب دو---. گاتے رہتے ہو ناں؟؟..."

"بالکل ---گانے گا گا کر ہی ساری بچیاں سیٹ کرتا ہوں --- "نہایت طنزیہ و جل ککڑے لہجے میں دیا گیا جواب تھا وہ--- لیکن بریرہ پھر بھی ہنسی تھی---

"اچھا چھوڑو---یہ بتاؤ منگنی کرنے کا بالکل ارادہ نہیں ہے---ڈائریکٹ نکاح کرو گی؟؟؟"اس

نے موضوع کو یک دم خود ہی بدلا۔۔۔ اس سے پہلے کہ مقابل کال ڈس کنیکٹ کرنے کی بات کرتی۔۔۔

"ایسا نہیں ہے کہ منگنی نہیں ہوگی۔۔۔ امی بس چاہتی ہیں کہ منگنی کے بعد تم لوگ زیادہ انتظار نہ کرواؤ۔۔۔ایک ڈیڑھ سال بٹھا کے نہ رکھو۔۔۔بس

دو تین مہینے میں آ کے نکاح کر لو ۔۔۔ پھر رخصتی

بھلے ہی اپنی مرضی سے لو، ڈیڑھ یا ایک سال بعد

۔۔۔" اس لڑکی کو اندازہ نہیں ہوا تھا لیکن جب

بات سٹارٹ کی تھی تب اس کا جو ہائی ٹمپریچر تھا

وہ بالکل بھی اب باقی نہیں بچا تھا ۔۔۔ وہ بہت

نارمل انداز ہے بلکہ نرمی کے ساتھ ایسے بات کر

رہی تھی جیسے واقعی اپنے ہونے والے منگیتر یا شوہر کو ساری ڈیٹیل سمجھا رہی ہو۔۔۔

"اچھا۔۔۔۔ تو نکاح میں کیسے ڈریسنگ کروں ؟؟۔۔ مطلب پینٹ شرٹ پہن کر آجاؤں یا کرتا شلوار پہننا لازم ہوگا؟؟۔۔۔"رومان بہت دھیرے دھیرے اسے اپنی باتوں میں الجھانے لگا

تھا۔۔۔اور وہ جھلی سی لڑکی الجھتی بھی جا رہی تھی۔۔۔

"ضروری تو کچھ بھی نہیں ہے۔۔ سب تمہاری مرضی پر ہے۔۔۔کہ تم کیسی ڈریسنگ کرنا چاہتے ہو۔۔۔"

"تمھیں کیسی پسند ہے؟؟.. مطلب تمہارا کوئی
ارمان ہے--کہ ایسا سیٹ اپ ہو---یا ایسے
کپڑے پہنے ہوں---اس طرح کا کچھ----جیسے
اور لڑکیوں کا ہوتا ہے" وہ صرف اس کی رائے
جاننے کی کوشش کر رہا تھا---کہ وہ کیا چاہتی
ہے اس کا ہونے والا شوہر کیسا دکھے---

"نہیں---میری تو شادی ہو جائے بہت بڑی

بات ہے---" وہ بڑے ہنستے ہوئے گویا

ہوئی---

مگر ایسا نہیں تھا کہ مقابل اس ہنسی میں چھپی

مایوسی کو درد کو یا کرب کو محسوس نہ کر سکتا

ہو---

"پھر بھی کچھ تو سوچا ہوگا کبھی --" وہ ابھی بھی جاننے میں دلچسپی رکھتا تھا---

"تمھیں سونا نہیں ہے کیا؟؟... چلو سو جاؤ... صبح شوٹنگ پہ بھی جانا ہوگا..." وہ نہیں شیئر کرنا چاہتی تھی اس سے---اور کیوں شیئر

کرے۔۔۔تاکہ وہ مذاق اڑا سکے۔۔۔۔کہے کہ خود

کیسی دکھتی ہے۔۔۔اور ارمان کیسے رکھ رکھے

ہیں۔۔۔

اچھا خاصہ چلتا ہوا موضوع یکدم جیسے اس نے ختم

کیا۔۔۔تو مقابل بے وقوف نہیں جو نہ سمجھ پاتا کہ

وہ شیئر کرنا ہی نہیں چاہتی۔۔۔ یا شاید وہ چاہتی تو

ہے۔۔۔مگر وہ، وہ شخص نہیں۔۔۔جس سے وہ شیئر کرنا چاہتی ہے۔۔۔

"واہ۔۔۔ تم تو ابھی سے بیوی بننے کا فرض نبھانا شروع کر چکی ہو۔۔۔" اس کے کہتے ہی بریرہ زور سے ہنسی۔۔۔

"چلو۔۔۔اللہ حافظ۔۔۔ اور بیٹا میں یاد دلا دوں یہ جو رائتہ تم نے پورا پھیلایا ہے نا۔۔۔اسے سنبھالنا بھی تمہاری ذمہ داری ہے۔۔۔ "آخری جملے پر۔۔۔اس نے خاصہ وارننگ آمیز لہجے میں کہا۔۔۔

"اوے ے ے انٹی جی ۔۔۔ رشتہ بننے سے پہلے کیوں خراب کر رہی ہو۔۔۔"اس کی دھمکی کو مکمل

نظر انداز کر۔۔۔ وہ تو اس کے قابل اعتراض

لفظ (بیٹا) پر ہی اٹک گیا تھا...

"سوری۔۔۔۔پتہ نہیں کیوں تم سے بات کرتے

وقت میری زبان اتنی رف ہو جاتی ہے۔۔۔" وہ

معذرتی انداز میں کہنے لگی۔۔۔۔

"چاہے اس سے بھی رف رکھ لو۔۔۔ کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔مگر بیٹا ویٹا جیسے لفظ مت بولو جو ڈائریکٹ نکاح پہ وار کریں۔۔۔"

بریرہ نے نوٹ نہیں کیا۔۔۔۔لیکن رومان نے باتوں کو پھر چھیڑ دیا تھا۔۔۔جس کے سبب وہ

باتوں کے جوابات دینے لگی ---اور سلسلہ پھر کنٹینیو ہو گیا---

اگر مرد کو آپ سے بات نہیں کرنی اس کا دل ہی نہیں ہے تو آپ کا صرف ایک بار اللہ حافظ کہہ دینا ہی کافی ہوتا ہے--- وہ فورا رفوچکر ہو جاتا ہے---- لیکن اگر اس کا دل ہے آپ سے بات

کرنے کا۔۔۔ تو آپ کتنی ہی بار اللہ حافظ کر دو

۔۔۔وہ پھر بھی بات کو کسی نہ کسی بہانے سے

کنٹینیو کر دے گا۔۔۔ جیسے رومان کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ پوری رات باتیں کرتے رہے ۔۔۔اور ان باتوں

کے دوران اس نے ایک بار بھی کوئی غلط بات

نہیں کی۔۔۔کوئی باڈی پارٹ کے متعلق نہیں

پوچھا۔۔۔کوئی بھی ولگر یا Adult joke

پاس نہیں کیا۔۔۔ کوئی ڈبل مینںگ والی بات

نہیں کی۔۔۔اسے ضرورت ہی نہیں پڑی کیونکہ

جب مرد جسم سے زیادہ آپ کی روح میں انٹرسٹڈ ہوتا

ہے تو اس کے پاس ہزاروں ٹاپک ہوتے ہیں بات

کرنے کے لیے۔۔۔اور وہ کوشش کرتا ہے وہ آپ

سے ایسی کوئی بات نہ کرے جس سے آپ کو تکلیف پہنچے۔۔آپ کو دکھ ہو یا آپ اس سے بات کرنے میں انکمفرٹیبل محسوس کریں۔۔۔

زمر جب اپنے لیے سوشل میڈیا پر لڑکا ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔تو وہ بھی لڑکوں سے بات کرتی تھی تب اس نے ہر لڑکے کو باڈی پارٹس پر بات کرتے

ہوئے پایا۔۔ اور جب اس بات کا شکوہ کیا۔۔۔تو

سامنے سے ہمیشہ یہی جواب ملا۔۔۔کہ میں تم سے

محبت کرتا ہوں تم میں انٹرسٹ لے رہا

ہوں۔۔۔اس میں کیا غلط ہے؟؟۔۔۔ یقین کریں

لڑکوں کے پاس ہزاروں جوابات ہوتے ہیں آپ کو

اس بات پر قائل کرنے کے لیے۔۔۔کہ وہ آپ

سے محبت میں ہی آپ کے باڈی پارٹس کے متعلق

انفارمیشن لے رہے ہیں۔۔۔ لیکن اگر آپ کو

لڑکے کی صحیح انٹینشن جاننی ہے اپنے متعلق۔۔۔

تو وہ آپ صرف بات کر کے ہی جان سکتی

ہیں۔۔۔۔ باتیں ہی واضح کر دیں گی۔۔۔کہ اس کا

اصل مقصود اور توجہ کس جانب ہے۔۔۔آپ کی

پاکیزہ روح کو جاننے کی جانب یا صرف آپ کے

باڈی پارٹس کی جانب۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

وہ ہوٹل کے روم سے نکل رہا تھا۔۔۔رات کے

تقریبا تین چار بجے کا ٹائم تھا۔۔۔وہ نہاء کر نکلا تھا

اس لیے بال گیلے تھے۔۔۔

جلدی جلدی میں کپڑے پہنے تھے۔۔۔ اور جیکٹ
پہنتے ہوئے کمرے سے نکلا تھا۔۔۔ ابھی اسی
جلدبازی میں وہ ایک کمرے کے آگے سے گزر ہی
رہا تھا جب اسے ایک لڑکی کے چیخنے کی آوازیں آئیں
جس نے اس کی توجہ اپنی جانب مرکوز کی۔۔۔

"پاؤں چھوڑو میرے---" ساتھ ہی کسی لڑکے کے غصے سے دھاڑنے کی آواز تھی---

حمزہ مارے تجسس کے اس دروازے کے آگے رک گیا---اور کان لگا کر سننے لگا---

"میں نہیں چھوڑوں گی--- پلیز میرے ڈاکومنٹس

واپس کرو---میں اپنے گھر جانا چاہتی ہوں

---میں پاکستان واپس جانا چاہتی ہوں---میں

نہیں کرنا چاہتی یہ کام اور--- مجھ سے نہیں ہوتی

یہ بغیرتیاں---" اسے ایک لڑکی کے روتے ہوئے

چیخنے کی آواز آئی--- مانا وہ دیکھ نہیں پا رہا تھا

کمرے کے اندر لیکن جس طرح کی باتیں تھیں وہ
تصور کر سکتا تھا کہ کیا سچویشن چل رہی ہے---

"میں نے کہا طیبہ میرے پاؤں چھوڑو--- اور یہ
زیادہ میرے سامنے پاکیزہ مت بنو تم---- تمہیں
کیا لگتا ہے میں نہیں جانتا کس کس کے ساتھ
سوتی پھرتی ہو تم--" وہ شخص دانت پیستے ہوئے

گویا ہوا۔۔۔ ساتھ ہی شاید اس نے تھپڑ یا لات

ماری تھی اس لڑکی کے۔۔۔ جس کے سبب حمزہ

نے اس لڑکی کے کراہنے کی آواز سنی۔۔۔۔

"وہ بھی تو تمہارے ہی کہنے پر کیا ہے۔۔۔ تم نے

پھنسایا ہے مجھے اپنی محبت کے جھوٹے جال

میں۔۔۔ یہاں لا کے پہلے اپنی ہوس کا نشانہ

بناتے رہے--- اور پھر مجھے بے یار و مددگار چھوڑ

کر چلے گئے---- اہہہہ---- " اچھا خاصا وہ لڑکی

بات کر رہی تھی کہ اچانک اس کے چیخنے کی

آوازیں آنے لگیں-- یقینا وہ جو کوئی بھی تھا اسے

مارنا شروع ہو چکا تھا---

حمزہ پینک ہوا۔۔۔ایک لمحے کے لیے دل میں آیا کہ چلا جائے اس کا مسئلہ نہیں ہے یہ۔۔کیونکہ یہ ہوٹل کافی لگژری تھا تو اسے یقین تھا کہ اندر جو کوئی بھی ہے وہ کسی امیر باپ کی بگڑی ہوئی اولاد ہی ہے۔۔۔۔ایسے میں خوامخواہ کے پنگے ہو جائیں گے۔۔۔ اس کا کیریئر ابھی شروع ہوا تھا وہ کسی سکینڈل میں نہیں پھنسنا چاہتا تھا۔۔۔

یہی سوچ کر ابھی وہ دو تین قدم ہی چلا تھا کہ اس

لڑکی کے اور زور زور سے چیخنے کی آوازیں آنے

لگیں۔۔۔ اندر موجود وہ جانور اس لڑکی کو اب مار رہا

تھا۔۔۔

حمزہ مزید نظر انداز نہ کر سکا۔۔۔ اور تیزی سے واپس اپنے کمرے کی جانب دوڑا۔۔۔

"اگر تجھے لگتا ہے میں اتنی آسانی سے تجھے جانے دوں گا تو یہ تیری غلط فہمی ہے میں نے بڑا پیسہ لگایا ہے تجھ پر یہاں تک لانے کے لیے۔۔۔اب چپ چاپ شیخ کے ساتھ جا اور میری ڈیل فائنل

کروا اور اپنا بھی کیریئر بنا۔۔۔۔ تو کوئی دودھ کی

دھلی ہوئی نہیں ہے جو اتنی شریف بن رہی

ہے۔۔۔ تو، تو ایک آئی فون دیکھ کر رال ٹپکانے

والی عورت ہے۔۔۔۔ بھول گئی اپنی اوقات" اسے

جانوروں کی طرح مارے چلا جا رہا تھا وہ ظالم۔۔۔ مگر

وہ بھی آج ڈھیٹ بن گئی تھی۔۔۔اس کے پاؤں

کسی صورت چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھی۔۔۔

یہاں تک کہ اس ظالم نے ایک ایسی لات ماری جو ڈائریکٹ اس کے منہ پر لگی اور اس کی ناک سے خون بہنے لگا۔۔۔

"تم واپس کیوں آگئے حمزہ؟؟" اس کے دروازہ ناک کرتے ہی ایک خوبصورت سی لڑکی نے دروازہ کھولا۔۔۔

وہ فوراً ہی اس کے سوال کو اگنور کرتا ہوا۔۔۔کمرے کے اندر داخل ہوا اور روم سروس کو کال کی۔۔۔

"کون ہے-- کیا مسئلہ ہے ؟؟...باہر ڈو نوٹ ڈسٹرب کا بورڈ نظر نہیں آرہا تمہیں ؟؟" ان کے کمرے کا دروازہ اچانک ہی بجنا شروع ہو گیا تھا وہ بھی کافی زوردار طریقے سے -- اس لیے طلال طیبہ کو چھوڑ کر -- جزبز ہوکر دروازہ کھولنے آیا--

" سر میں ٹاولز لے آیا ہوں----- پورے 12 ہیں جیسا آپ نے کہا---- اور یہ ڈرنکس وغیرہ جو آپ نے آرڈر کی تھی" وہ روم سروس بوائے تیزی سے بولا---

"مگر میں نے تو کوئی آرڈر کیا ہی نہیں--- اور اتنی رات کو میں کیوں منگاؤں گا؟؟" وہ پہلے تو بالکل

دروازے سے لگ کر کھڑا تھا لیکن جب اس نے

ڈرنکس کا سنا۔۔۔ تو چیک کرنے کے لیے ٹرولی

کے قریب آگیا۔۔۔تاکہ دیکھ سکے اگر کوئی اس کے

ٹیسٹ کے مطابق ہو تو لے لے۔۔ ٹرولی تھوڑا

فاصلے پر تھی اس لیے وہ تین چار قدم دروازے سے

ہٹ کر آگے آگیا تھا۔۔۔

جب اپنے ٹیسٹ کی کوئی سمجھ نہ آئی تو وہ غصے سے کہنے لگا۔۔۔

اسے نہیں خبر۔۔۔ کہ جس دوران وہ اس سروس بوائے سے بات کر رہا تھا پیچھے سے حمزہ کمرے میں داخل ہو گیا تھا۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی جو دلخراش منظر اس کی آنکھوں کے سامنے تھا وہ لمحہ بھر کے لیے اسے ٹھہرا گیا۔۔۔ایک خوبصورت سی لڑکی فرش پر پڑی ہوئی تھی۔۔اس کے منہ سے خون نکل رہا تھا۔۔۔

حمزہ کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا اس لیے فورا ہی اپنی جیکٹ اتار کر اس لڑکی پر ڈالی اور اسے فورا اپنی باہوں میں بھرا۔۔۔

" سر آپ کو ہمارے ساتھ چلنا پڑے گا نیچے۔۔۔آپ کا آرڈر لگا ہوا ہے ۔۔۔آپ وہاں چل کر کینسل کریں پہلے۔۔۔ ورنہ ان سب کے پیسے

مجھے بھرنے پڑ جائیں گے اپنی جیب سے۔۔۔ اور میں غریب آدمی ہوں سر۔۔۔میں نہیں بھر سکتا۔۔۔" وہ لڑکا تو جیسے پیچھے ہی پڑ گیا تھا۔۔۔ طلال کو شدید غصہ آیا۔۔۔اور وہ اس سے لڑنے لگا۔۔۔اس بات سے لاعلم۔۔۔۔کہ پیچھے سے حمزہ طیبہ کو لے کر نکل گیا ہے۔۔۔

جاتے جاتے حمزہ نے اس لڑکے کو آنکھ ماری

تھی۔۔۔

"اچھا اچھا سر آپ غصہ نہ ہوں۔۔۔ میں چلا جاتا

ہوں۔۔۔" کافی دیر تک اس لڑکے نے طلال کو

اپنے ساتھ لڑائی میں الجھائے رکھا اور پھر جب حمزہ

وہاں سے چلا گیا۔۔۔تو خود ہی لڑائی ختم کر کے

معذرت کرتا ہوا وہاں سے تیزی سے نکل گیا۔۔۔۔

" عجیب چیف سروس ہے یہاں پر۔۔۔میں ابھی

کمپلین کرتا ہوں اس لڑکے کی۔۔" وہ دانت پیستے

ہوئے جزبز ہو کر کہتا کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

اگلے ہی پل اس کی آنکھیں حیرت سے

پھیلیں۔۔۔۔جب طیبہ کو فرش سے غائب پایا وہ تو

اسے مار مار کر۔۔ادمری حالت میں چھوڑ کر گیا

تھا۔۔ وہ خود سے کہیں نہیں جا سکتی تھی۔۔۔ اور

جائے گی بھی کیسے؟؟...دروازے پر تو وہ کھڑا

تھا۔۔۔

وہ فوراً ہی اسے ڈھونڈنے کے لیے واش روم کی

جانب بھاگا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

طلال اسے سب جگہ ڈھونڈتا پھر رہا تھا جبکہ حمزہ اسے ہوٹل کے پیچھے کے دروازے سے لے کر نکل چکا تھا۔۔۔

"کون ہے سر یہ؟؟" ڈرائیور کے پوچھتے ہی حمزہ نے اپنی باہوں میں موجود اس لڑکی کے چہرے کی جانب نگاہ کی۔۔۔

وہ طیبہ کو باہوں میں لیے گاڑی کی بیک پیسنجر

سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا

"پتا نہیں---"

"کہیں آپ کسی مشکل میں نہ پڑ جائیں سر۔آپ کو پتہ ہے ویسے بھی اج کل میڈیا آپ کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔۔۔"ڈرائیور تھوڑا فکر مندانہ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

اور وہ وہی بات کر رہا تھا جس کا خود حمزہ کو بھی ڈر تھا۔۔

"انسانیت بھی کوئی چیز ہوتی ہے یار۔۔۔"اس
نے نرمی سے جواب دیا۔۔۔

"آپ واقعی بہت اچھے انسان ہیں سر"اس کا
ڈرائیور تعریف کیے بغیر نہ رہ سکا۔۔۔

♡*Husny Kanwal♡

"جی آپ پیشنٹ کے کون لگتے ہیں؟؟" اس نے
ہسپتال میں ایڈمٹ تو یہ کہہ کر کروا دیا تھا کہ وہ
سڑھیوں سے گر گئی ہے---اس لیے ناک وغیرہ
پہ چوٹ آئی اور بے ہوش ہو گئی ---لیکن جب

پوچھا گیا۔۔۔کہ وہ کون لگتا ہے پیشنٹ

کا۔۔۔۔۔تو وہ خاموش ہو گیا۔۔

"بوائے۔۔ ہسبینڈ۔۔۔میں ہسبینڈ ہوں ان کا"

پہلے تو ذہن میں یہی آیا کہ بوائے فرینڈ کہہ

دے۔۔۔اور وہ کہنے بھی لگا تھا۔۔۔کہ نہ جانے

دل میں کیا سمائی۔۔۔اور اس نے خود کو ہسبینڈ کہتے سنا۔۔۔

وہ چہرے پر ماسک لگائے ہوئے تھا اس لیے نرس نے اسے پہچانا نہیں ۔۔۔ورنہ جتنا بڑا وہ سٹار تھا ۔۔۔اس وقت اس کے پیچھے لائیں لگ جاتیں آٹوگراف اور سیلفی کے لیے ہسپتال میں ہی۔۔۔

"اوکے اب یہاں سائن کردیں۔۔۔" اس سے
سائن کرانے کے بعد نرس وہاں سے چلی گئی
تھی۔۔۔ جبکہ وہ روم کے باہر ہی بیٹھ گیا
تھا۔۔۔

وہ کافی تھکا ہوا تھا۔۔۔ نیند بھی بہت آ رہی تھی

۔۔۔ علم ہی نہیں ہوا کب وہیں بیٹھے بیٹھے سونے

لگا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

یہ کیا کر رہے ہو تم کچن میں صبح ہی صبح؟؟" وہ پانی پینے آئی تھی جب جانشیر کو کچن میں دیکھ چونکی---

وہ بھی تو ڈر گیا تھا اسے اچانک دیکھ--"ہ-- ہاں--آپ ہیں--- میں سمجھا رافع یا زمر-- خواہ مخواہ ریکارڈ لگ جانا تھا" اس نے اپنی پیشانی پر آتا

پسینہ جلدی سے صاف کیا اور کڑائی میں چمچہ
چلانے لگا۔۔۔

"تمہیں کچھ کھانا ہے تو بتا دو۔۔۔میں بنا دیتی
ہوں۔۔۔" وہ نرمی سے کہتی ہوئی اس کی جانب
آئی اور کڑائی میں جھانکنے لگی۔۔۔

"دراصل میں چاچی کے لیے ان کی فیورٹ چکن

کڑاہی بنا رہا ہوں۔۔۔ مگر سامان ہی نہیں مل رہا"

ابھی وہ اسی شاکڈ سے باہر نہیں نکلی تھی کہ جانشیر

تبریز کچن میں آئے ہوئے ہیں۔۔۔کہ مزید جھٹکا

اس کی بات سن کر لگا۔۔۔کہ وہ صرف یاسمین

چاچی کی فیورٹ ڈش بنانے آیا ہے۔۔۔

"لیکن اتنی صبح ہی صبح تو وہ چکن کڑاہی نہیں کھائیں گی نا۔۔۔آرام سے تم دوپہر میں بنا لیتے"

اس نے تھوڑا لچک دار لہجے میں کہا۔۔۔تاکہ مقابل کو برا نہ لگ جائے۔۔۔

"نہیں بنا سکتا نا۔۔۔ سب جاگ رہے ہوں گے

۔۔۔زمر اور رافع تو ریکارڈ لگا دیں گے پورے گھر

میں میرا۔۔۔"اس کی بات سنتے ہی عائشہ

مسکرائی۔۔۔

"اچھا بتاؤ کیا سامان چاہیے تمہیں --میں نکال کر دوں---" عائشہ کے کہتے ہی مقابل نے فوراً اپنی ضرورت کا سامان اسے بتایا---

"تم یہ چاچی کو امپریس کرنے کے لیے بنا رہے ہو ؟؟" اس کی کڑائی کے لیے ٹماٹر کاٹتے ہوئے---آہستگی سے استفسار کرنے لگی---

"ہاں۔۔۔ مجھے نہیں سمجھ آرہا میں چاچی کو کیسے

اپنے رشتے کے لیے مناؤں اس لیے تھوڑی

کوشش کر رہا ہوں۔۔۔ کے شاید ان کا دل پگھل

جائے۔۔۔شاید انہیں محسوس ہو کہ میں واقعی ان

کی بیٹی کو لے کر بہت سیریس ہوں ۔۔۔اور وہ

میری پچھلی غلطیوں کو نظر انداز کر دیں۔۔۔"

عائشہ اس کی بات سن کر فقط اثبات میں سر

ہلانے لگی

"ٹماٹر ڈالوں ؟؟"

"جی ڈال دیں۔۔۔" اس کے کہتے ہی عائشہ نے

سالن میں ٹماٹر ڈال کر چلانا شروع کیا۔۔ خوشبو

اچھی آرہی تھی ۔۔۔مصالحے اچھے ڈالے ہوئے

تھے اس نے ۔۔۔

"تم نے یہ کہاں سے بنانا سیکھا ؟؟" وہ پوچھے بغیر

نہ رہ سکی ۔۔۔

"میری مام کی ریسپی ہے۔۔۔وہ کھانوں کی ترکیب ایک ڈائری میں لکھا کرتی تھیں۔۔ تو ان کی وہ ڈائری میرے کمرے سے ملی تھی مجھے۔۔۔ میں نے ہمیشہ اسے سینے سے لگا کر رکھا۔۔۔اور آج اسی میں سے دیکھ کر یہ ڈش بنا رہا ہوں اپنی ہونے والی ساس کو امپریس کرنے کے لیے۔۔۔" مانا یہ جملہ اس نے مسکراتے ہوئے ادا کیا تھا لیکن اس کی

آنکھوں میں جو اداسی تھی عائشہ اسے پڑھ سکتی
تھی---

لمحہ بھر میں اسے اپنی بیٹی یاد آئی ---وہ تو کوئی
کھانا بنانے کی ترکیب کی کتاب بھی چھوڑ کر نہیں
آئی تھی اپنے پیچھے---جو وہ پڑھ کر اسے اپنے
سینے سے لگا کے رکھ سکے اور اسے یاد رکھے--یہی

سوچ کر اس کا دل شدت سے تڑپا۔۔۔ کیا وہ اسے کبھی یاد بھی کرلئے گی؟؟؟... وہ تو شاید اس سے نفرت کرلئے۔۔۔ اور وہ سوچتی تھی۔۔۔کے وہ قابل ہے کہ اس سے نفرت کی جائے۔۔۔ کیوں اتنی کمزور ہے کہ اپنی بیٹی کے لیے لڑ نہ سکی۔۔۔ اس کی بیٹی تو بہت بعد میں اس سے کبھی نفرت کرلئے گی اسے خود سے خود نفرت ہوگئ تھی۔۔۔

"چک کر دیکھیں آپی۔۔۔" وہ جانشیر کی آواز تھی جو اسے حواسوں میں لائی۔۔۔۔

"اوکے۔۔" جانشیر نے سالن والے چمچے سے ہلکا سہ اس کے ہاتھ پہ ٹپکایا جسے اس نے جھک کر زبان سے چکا۔۔۔

"بہت مزیدار ہے بھئی" وہ جھوٹی تعریف نہیں تھی۔۔۔۔ واقعی چکن کڑاہی بہت مزیدار بنی تھی وہ بھی گھر کے مصالحوں میں۔۔۔

"کیوں نہیں ہوگی۔۔۔میری ماں کی ریسپی ہے آخر۔۔۔" اس لڑکے کے لہجے میں یہ جملہ ادا

کرتے ہوئے ایک عجیب سہ فخر اور خوشی تھی۔۔۔ جسے عائشہ دیکھ مسکرانے لگی۔۔۔

"تم انہیں جب اتنا یاد کر رہے ہو۔۔۔ تو ان سے ملنے کیوں نہیں جاتے؟؟؟" اور یہ وہ لمحہ تھا جب جانشیر ٹھر گیا۔۔۔

عائشہ نے دیکھا اس کے ہاتھ میں جو چمچہ تھا وہ نیچے

گرا۔۔

بظاہر وہ لڑکا کتنا بھی سٹرانگ بنتا ہو لیکن اپنی ماں

کو لے کر وہ آج بھی وہ چھوٹا سہ جانشیر تھا جو گھبرا

گیا تھا۔۔۔جو خوفزدہ ہو گیا تھا۔۔۔۔جو رو رہا

تھا۔۔۔

عائشہ نے فورا وہ چمچہ اٹھایا۔۔۔

جانشیر بھی چمچہ اٹھانے کے لیے عجلت سے جھکا

۔۔۔دونوں کی نظریں ملیں۔۔۔تب عائشہ نے دیکھا

کہ اس لڑکے کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔

جانشیر کے لیے اس کی ماں ایک ایسا چیپٹر تھی جسے وہ کبھی پلٹ کے دیکھتا بھی نہیں تھا دنیا کی نظر میں۔۔۔مگر دل ہی دل وہ آج بھی اپنی ماں کو شدت سے یاد کرتا تھا۔۔۔اور اس بات کا ذکر اس نے سوائے عائشہ کے کسی سے کبھی کیا بھی نہیں۔۔۔

عائشہ سے بھی اپنی ماں کا ذکر کرنے کی صرف
ایک ہی وجہ تھی۔۔ کہ اسے لگتا تھا کہ وہ سمجھ
سکتی اب اس کے غم کو۔۔۔

"یہ یاد سے چاچی کو کھلا دیجئے گا اور تھوڑی سی
میری سفارش بھی کر دیجیے گا۔۔" بھاری دل کے

ساتھ۔۔۔نرمی سے کہتا۔۔۔وہ چولہا بند کر کے
کچن سے نکل گیا تھا۔۔۔

وہ بڑا کوئی سگھڑ لڑکا تھا۔۔۔اس بات کا اندازہ
عائشہ نے کچن کی حالت دیکھ کر لگایا۔۔۔کہ کچن
میں ایک برتن تک نہیں بھرا ہوا تھا۔۔۔اس نے
بہت صفائی سے کام کیا تھا۔۔۔

"اللہ کرئے چاچی کا فیصلہ اس کے حق میں ہو--- ورنہ بیچارے کا تو دل ٹوٹ جائے گا"

عائشہ دل ہی دل دعا گو ہوئی اپنے چھوٹے بھائی کے لیے---

اور وہ کب جانتے تھے۔۔۔ فیصلے تو گزشتہ رات

میں ہی فون پر ہو چکے۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"یہ میرا پراٹھا ہے۔۔۔ میں نے کہا یہ میرا پراٹھا

ہے۔۔۔رافع کے بچے تم نے اپنا کھا لیا نا۔۔۔اب

میرا پراٹھا چھوڑ دو۔۔۔ امیییی۔۔۔۔ دیکھیں یہ رافع میرا پراٹھا بھی کھا رہا ہے۔"

رافع نے جلدی جلدی بڑے بڑے دو تین لقموں میں اپنا پراٹھا تو چٹ کر ہی لیا تھا اب اس کی نظر زمر کے پراٹھے پر تھی۔۔۔ جسے وہ آرام آرام سے

ایک ایک لقمہ بڑے ناز و نیاز کی طرح کھا رہی

تھی۔۔۔

اس نے جیسے ہی زمر کے پراٹھے پر حملہ

کیا۔۔۔ویسے ہی وہ الرٹ بیٹھی لڑکی فورا اپنے پراٹھے

پر دونوں ہاتھوں سے کور کر کے۔۔۔ پیچھے کی

جانب (کچن کی طرف دیکھتے ہوئے) زور سے

چیخی----

"بڑی امی مجھے چائے دے دیں---"ان دونوں

بہن بھائی کی یہ تقریبا روز کی لڑائی تھی--اسی لیے

بریرہ نے خاص توجہ نہ دی--- اور زمر کے برابر

میں ---فرش پر بیٹھتے ہوئے ---کچن کی جانب دیکھ---آواز لگائی---

"تم پراٹھا نہیں منگا رہیں؟؟.."رافع کا پیٹ نہیں بھرا تھا اس لیے فوراً ہی بریرہ کو دیکھ کہنے لگا ---

"نہیں ... میں نے تو کب سے کھانا چھوڑا ہوا

ہے -- میں ڈائٹنگ پر ہوں --- بھول گئے ---"

ذرا سہ کچھ کھا لو تو سب کو نظر آجاتا ہے --- سب

ہی آنکھوں میں رکھنے لگتے ہیں --- کہ اس نے یہ

کھایا ہے --- لیکن سال ہو جائے اور بندہ نہ کھائے

-- تو بھی کسی کو نظر نہیں آرہا ہوتا --- یہی سوچ

کے بریرہ نے منہ بسورا ----

تابش سے جیسے ہی اس کے ریلیشن شپ کا آغاز ہوا

تھا۔۔اس نے تب سے ہی اپنی ڈائٹ پر بہت

دھیان دینا شروع کر دیا تھا اور تیل والی ساری

چیزیں تقریبا چھوڑ دی تھیں۔۔۔بہت کم۔۔۔۔کے

اگر کبھی بہت دل چاہا تو کھا لیا ورنہ

نہیں۔۔۔لیکن اس کے باوجود اس کے جسم پر

اس ڈائٹ کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔۔۔اور یہی وجہ تھی کہ وہ بہت زیادہ خود سے جھنجھلاتی تھی

اب۔۔۔

"اچھا نا۔۔ مگر ایک تو منگا ہی سکتی ہو۔۔۔تم مت کھانا۔۔۔میں کھا لوں گا" وہ قریب آکر اس کے کان میں رازدارانہ انداز میں کہنے لگا۔۔۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے بریرہ اس کے لیے

منگوانے کی۔۔اس نے اپنا کھا لیا ہے۔۔ یہ بالکل

امی کی طرح ہے۔۔۔ ایک بار اس کا کام کر دیا

ناں۔۔۔تو روز کی ڈیوٹی لگ جائے گا

تمھاری۔۔۔پھر سوچ لو۔۔۔" زمر بریرہ کو فورا منع

کرنے لگی۔۔۔

"تمہیں کا ئے کی مرچیں لگ رہی ہیں؟؟...ہم بہن بھائی کا معاملہ ہے ناں ---تمہارا تو نہیں کھا رہا ناں---" رافع فورا ہی زمر کو غرا کر دیکھتے ہو ئے گویا ہوا---

"ہاں تو۔۔ بنا تو میری ماں رہی ہے نا گرمی میں

کھڑے ہو کر۔۔۔ تمہیں زیادہ ہے ۔۔۔ تم جا کے بنا

لو۔۔۔ خود سے تو ہل کر ایک پانی کا گلاس تک

نہیں پیا جاتا۔۔۔ "آخر جملے پر۔۔۔ وہ چھوٹی

آنکھیں کر۔۔۔۔چوٹ کرنے والے انداز میں

بولی۔۔۔

"ٹھیک ہے ---۔ نہیں منگاؤ بریرہ---۔ امی محنت

کر رہی ہیں بہت---۔ گرمی میں کھڑے ہو کر---

"جب رافع سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے بولا تو بریرہ اور

زمر دونوں نے یہ گمان کیا کہ شاید واقعی اسے

احساس ہو گیا ہے---۔ مگر ان کا یہ گمان لمحہ بھر

میں ٹوٹا---۔ جب اگلے ہی پل---۔ رافع نے چیتے

جیسی تیز رفتاری کے ساتھ زمر کا بچا ہوا آدھا پراٹھا

پلک جھپکنے جتنی دیری میں جھپٹ کر اپنے منہ میں ڈال لیا۔۔۔یہاں تک کہ اس بیچاری کو بچانے یا احتجاج کرنے کا موقع تک نہ مل سکا۔۔۔

وہ تو دیکھتی کی دیکھتی ہی رہ گئی۔۔۔اس کا پراٹھا اب رافع کے منہ میں تھا۔۔۔

"امیییییی ۔۔۔۔اس رافع کے بچے نے میرا پورا
پراٹھا کھالیا ۔۔" زمر فورا ہی رافع کے بال پکڑ کر
جھنجھوڑتے ہوئے ۔۔۔ کچن کی جانب دیکھ کر ۔۔۔
دہائیاں دینے لگی ۔۔۔

"توبہ توبہ کیا صبح ہی صبح شور مچا رکھا ہے تم دونوں
بہن بھائیوں نے ۔۔۔۔ کل کو بریرہ کا وہ امیر زادہ

شوہر آئے گا۔۔۔تو کیا کہے گا۔۔۔ کیسی پرورش

کی ہے میں نے تم دونوں کی۔۔۔کے ایک پراٹھے

پہ لڑ رہے ہو۔۔۔" بڑی امی کی بات سنتے ہی بریرہ

انہیں حیرت سے دیکھنے لگی۔۔۔

صبح ہوتے ہی رومان کا ذکر سننے کو مل جائے گا یہ

کب سوچا تھا اس نے۔۔۔اور وہ بھی بڑی امی کے

منہ سے---اوپر سے روز مرہ کی لڑائیوں میں آج

رومان کہاں سے بیچ میں آگیا تھا؟؟؟---اور وہ

بول کیا رہی تھیں (امیر زادہ شوہر) بجائے (رومان)

کہنے کے...

"ارے تو اس کے سامنے تھوڑی لڑیں گے ہم-"

زمر عجلت سے بولی----

"تم دونوں کا کوئی بھروسہ نہیں---عادت ہے

تم دونوں کی کتے بلے کی طرح لڑنے کی ---اس

کے سامنے بھی شروع ہو جاؤ گے پھر--- اور وہ

اتنا امیر گھر کا لڑکا ہے---کیا سوچے گا پھر

ہمارے بارے میں---" بڑی امی کو تو ابھی سے

روماں کے سامنے اپنی ریپوٹیشن کی فکر ہو گئی تھی۔۔۔

کبھی انہوں نے تابش کے لیے تو ایسی فکر نہیں دکھائی تھی۔۔۔ شاید وہ گلی کا لڑکا تھا اور گھر آتا جاتا رہتا تھا اس لیے۔۔۔اور پھر روماں کی بات ہی

الگ تھی ۔۔۔وہ ایک فلم سٹار تھا۔۔۔ اس کے

سامنے اچھا امپریشن ڈالنا کون نہیں چاہے گا۔۔۔

جو رشتہ دار تھے وہ تک رومان احسن شیخ پر اپنا اچھا

امپریشن ڈالنا چاہتے تھے اور وہ جو اس کی برائیڈ بننے

والی تھی ۔۔۔ اس کی دلہن۔۔۔ اس کی شریک

حیات ۔۔۔اسے کک فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔۔اور نہ

ہی اس نے کوئی امپریشن ڈالنے کی کوشش کی
۔۔۔وہ تو الٹا اسے کل رات ٹھیک ٹھاک سنا کر
چکی تھی۔۔۔اور کیا کچھ نہیں کہا اس نے اپنے
غصے میں۔۔۔

"امی آپ کو کیوں لگتا ہے میں اس رافع کی طرح
بے وقوف ہوں۔۔۔"زمر نے یہ کہتے ہوئے رافع

کے سر پہ پیچھے سے دھپ لگائی تھی۔۔۔ جس پر وہ

جل ککڑے انداز میں اسے گھورنے لگا۔۔۔ "آپ

دیکھیے گا میں کتنا اچھا امپریشن ڈالوں گی اپنے جیجا

پر پہلی ہی بار میں۔۔۔" وہ خاصہ پراعتمادی سے

بولی۔۔۔

بریرہ کو توزمر کی سمجھ نہیں آتی تھی۔۔۔جب وہ

پہلے سے نکاح میں ہے کسی مرد کے۔۔۔تو پھر

اسے کیا ضرورت ماری جا رہی ہے رومان پر اپنا اچھا

امپریشن ڈالنے کی۔۔

کچھ لڑکیاں چاہتی ہیں کے ان کے حسن کا ہر کوئی

دیوانہ ہو جائے۔۔بھلے انہیں وہ لڑکا نہیں چاہیے

---لیکن وہ چاہتی ہیں اس لڑکے کے دل میں

انھیں پانے کی چاہ ہو--- وہ اپنے دل میں چاہ

رکھے کہ کاش اس کی جگہ (بریرہ) یہ مل جاتی

(زمر) تو مزہ آجاتا--- اور یہ فطرت زیادہ تر

خوبصورت لڑکیوں میں پائی جاتی ہے---کہ وہ چاہتی

ہیں سب ہی ان کے حسن کی تعریف کرتے

رہیں--ان کے پیچھے دیوانے وار پھرتے

رہیں۔۔۔ان کے قصیدے ہی پڑھتے رہیں۔۔ نکل نہ سکیں ان کے حسن کے سحر سے۔۔۔ اور یہی فطرت زمر کی تھی۔۔۔ ایسی عورتیں بھلے شادی شدہ ہو جائیں بھلے اپنے شوہر سے بے پناہ محبت کرتی ہوں۔۔۔ لیکن یہ غیر مردوں کے سامنے لہرا کے چلنا اور لہک کر بولنا نہیں چھوڑتیں۔۔۔۔

"ویسے بریرہ اس کا کوئی بھائی ہے کیا؟؟..."

بڑی امی نے بڑے اشتیاق کے ساتھ استفسار کیا۔۔۔

"نہیں تو۔۔"

"کوئی بات نہیں---دوست تو ہونگے ہی---اتنا
بڑا و فیمس فلم سٹار ہے---اچھے خاصے کانٹیکٹس
ہوں گے اس کے--شادی میں تو سب بڑے
بڑے سٹار ہی آئیں گے---تو پھر میں زمرو
عائشہ کے اچھے اچھے کپڑوں کے لیے ابھی سے پیسے
جمع کرنا شروع کر دوں---ہاں---یہی بہتر رہے
گا---" بڑی امی کی ٹرین تو کافی فاسٹ چل رہی

ہے ---یہ دیکھ بریرہ اپنا سر کھجانے لگی ---اگر

رومان نکاح کے بعد رخصتی لینے نہ آیا ---تو اس

کی کتنی ذلالت ہونی ہے وہ یہ سوچنا بھی نہیں

چاہتی تھی ---

اب اس کی بھوک بھی مر گئی تھی ----

ان ماں بیٹی کو باتیں کرتا چھوڑ۔۔۔ رافع کھڑا ہوا

جانے کے لیے۔۔۔ تو بریرہ بھی اسے دیکھا دیکھی

پھرتی سے کھڑی ہوئی۔۔۔

"رافع مجھے بھی کالج چھوڑتے ہوئے چلے جاؤ نا

۔۔۔" اسے جاتا دیکھ۔۔ بریرہ عجلت سے لچکدار لہجے

میں گویا ہوئی۔۔۔

"نہیں بھئی۔۔۔۔ تم بہت دیر لگاتی ہو۔۔" وہ انکار کرتا ہوا۔۔ باہر کی طرف جانے لگا۔۔۔

"میں بالکل تیار ہوں۔۔۔ بس بیگ لے کر آتی ہوں اوپر سے۔۔ کہیں مت جانا پلیز پلیز۔۔۔"

بریرہ یہ کہتے ہوئے۔۔تیزی سے اوپر کی جانب بھاگی تھی۔۔۔

"بریرہ میں بائیک نکال رہا ہوں۔۔۔پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس۔۔۔اگر نہیں آئی نا۔۔۔میں چلا جاؤں گا۔۔۔انتظار نہیں کرنے والا میں

تمہارا۔۔۔" وہ اعلانیہ کہتا چابی لے کر باہر نکل گیا تھا۔۔۔

بیٹے کو ڈاکٹر بنتے ہوئے دیکھنے کا خواب جو معظم پورا نہ کر سکا۔۔ وہ خواب اب ذمہ داری بن کر۔۔۔رافع کے نازک کندھوں پر تھی۔۔۔ وہ پورے خاندان کا پہلا ڈاکٹر ہونے والا تھا۔۔۔

اس کے اوپر سوائے اپنی پڑھائی کے اور کوئی ذمہ داری عائد نہیں کی گئی تھی معظم یا اس کے والد کی جانب سے۔۔۔

کوئی کام بھی ہوتا نا تو معظم اسے اپنے ذمے لے لیتا۔۔۔اور کہتا میرے بھائی کو نہ بولو۔۔۔اسے جلدی سونے دو۔۔۔۔اسے صبح یونی جانا ہے۔۔۔

وہ جو بے فکری سے صرف اپنی تعلیم پر توجہ دے پا رہا تھا۔۔۔اس کا ایک بہت بڑا سبب معظم کا

پیچھے ہونا تھا۔۔۔اس کا بھائی ہر لمحے اسے سپورٹ کرنے کے لیے تیار کھڑا ہوتا تھا۔۔۔

معظم ایک ایسا سائبان تھا گھر کے ہر فرد کے لیے۔۔۔جو خود دھوپ میں کھڑا ہو کر سب کو چھاؤں دیتا تھا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

بریرہ کے بائیک پر بیٹھتے ہی--- اسے سامنے سے

تابش کی بائیک آتی نظر آئی---

ریسٹورنٹ میں اس ملاقات کے بعد وہ آج دیکھ رہی

تھی اسے---

بہت یاد کرتی تھی وہ اسے ---- شاید یہی وجہ تھی

کہ جیسے ہی اس کی بائیک دیکھی فورا بے تاب ہو کر

اگلی نظر اس کے حسین چہرے پر ماری----

وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا---- دونوں کی نظریں

ملیں--

وہ نہیں ہٹا سکی اپنی نظر۔۔۔۔بس نہیں ہٹا سکی

۔۔۔ہاں ۔۔ چاہتی تھی اگنور کرنا۔۔۔ایسا ظاہر کرنا

جیسے جانتی بھی نہ ہو۔۔۔لیکن نہیں کر سکی۔۔۔۔

رافع نے جب تابش کی بائیک کو آتے دیکھا تو فورا

اپنی بائک کو اسٹارٹ کیا۔۔۔ اور تیزی سے

بھگانے لگا۔۔۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس کی بائیک پیچھے رہ

جاتی۔۔۔ مگر بریرہ نے دیکھا کہ تابش کی بائیک بڑی

سپیڈ کے ساتھ ان کی بائیک تک آئی ۔۔۔کہ وہ

دونوں بائیکیں برابر برابر چلنے لگیں ۔۔۔

"رافع گاڑی ریسٹورنٹ کی طرف لو ۔۔۔مجھے بریرہ

سے بات کرنی ہے ۔۔۔"تابش کے جملے سنتے ہی

بریرہ کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا ۔۔۔

"تابش بھائی۔۔۔میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں۔۔۔لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ جو کہیں گے۔۔۔وہ میں مان لوں گا۔۔۔سو پلیز۔۔۔تماشہ مت کھڑا کریں روڈ پر"تابش معظم کا بہت اچھا دوست تھا۔۔اور یہ دوستی بریرہ کی منگنی سے بھی کئی سالوں پہلے کی ہے۔۔۔۔

رافع نے دیکھا تھا معظم ابھی بھی تابش سے رابطے

میں ہے اور بات چیت کرتا ہے۔۔۔اب ان کے

درمیان کیا باتیں ہوتی ہیں وہ نہیں جانتا۔

اپنے بڑے بھائی کے دوست ہونے کے

ناطے۔۔۔وہ اس سے اپنے دل پر بڑا جبر کر کے

عزت سے بات کر رہا تھا۔۔۔ورنہ جو کچھ اس نے

اس کی چھوٹی بہن کے ساتھ کیا۔۔۔اس کے بعد تواس کا منہ توڑ دے۔۔۔ اتنا غصہ بھرا ہوا تھا اس کے اندر۔۔۔

"اچھا کم از کم بائیک تو روکو سائیڈ میں۔۔۔ ہم بات کر لیتے ہیں" تابش نے پھر کہا۔۔۔اور اس بار اس کی آواز میں تھوڑی سختی تھی۔۔۔

رافع نے اس کی بات کو ان سنی کرتے ہوئے اپنی گاڑی کو سپیڈ دی---

ان دونوں کی لڑائی دیکھ--- بریرہ کا دل باہر آنے کو ہوا---اسے سمجھ نہیں آرہا تھا---اب تابش کو کیا بات کرنی ہے اس سے ؟؟..اور کیوں ؟؟...

جب بات کرنے کا اصل وقت تھا تب تو اس کے

پاس ٹائم ہی نہیں تھا۔۔۔ ابھی وہ یہی سوچ رہی

تھی کہ اس نے دیکھا کہ تابش نے اپنی بائیک کو

اتنی سپیڈ میں دوڑایا۔۔۔ کہ وہ ان کی بائیک سے

آگے نکل گئی۔۔۔ اور پھر یکدم رافع نے زور سے

بریک لگایا۔۔۔ کہ بریرہ نے اچانک لگنے والے جھٹکے

کے سبب تیزی سے رافع کو پکڑا۔۔۔۔ ابھی وہ

رافع کو کچھ کہتی ۔۔۔اس سے پہلے ہی اس کی نظر

سامنے پڑئی ۔۔۔جہاں تابش کی بائیک ان کا راستہ

روکے کھڑی نظر آئی بیچ روڈ پر۔اسکی بائیک میں سے

دھوئیں نکل رہے تھے۔۔۔ اور وہ لڑکا بائیک بیچ روڈ

پر کھڑی کر کے۔ ایک ادا سے اتر کر۔۔۔۔انھی کی

جانب پروقار انداز میں چلتا ہوا آرہا تھا۔۔۔

"رافع میں خود بھی کوئی تماشہ نہیں چاہتا روڈ پر

---مگر تم مجھے مجبور کر رہے ہو--- گاڑی سائیڈ

میں لگاؤ میں معظم کو کال کر رہا ہوں---اس کی

اجازت پہ تو کرنے دو گے نا بات؟؟---"

یہ ہوتا ہے بھائیوں کا اورا۔۔۔ کہ وہ بھلے ہی گلی

میں آمنے سامنے رہتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ

لڑکا بات نہیں کر سکتا۔۔جب تک اس لڑکی کے

بھائیوں کی اجازت نہیں۔۔۔

بھائیوں کا ایک رعب ہوتا ہے ایک

دبدبہ۔۔۔لڑکیاں ایسے ہی تو بھائیوں کی دعائیں

نہیں کرتیں۔۔۔ اور وہ دونوں جن کے اوپر فیصلہ

تھا اس وقت۔۔۔ وہ اس کے سگے بھائی نہیں تھے

لیکن اس کے باوجود بریرہ کو اعتبار تھا کہ اگر معظم

فیصلہ کرلے گا تو ٹھیک فیصلہ ہوگا۔۔۔ اس لیے

اس نے کوئی احتجاج ظاہر نہیں کیا یہاں تک کہ

اس نے دیکھا کہ رافع نے معظم کو کال ملائی

ہے۔۔۔

اور نہ ہی اس نے رافع کے کسی عمل سے احتجاج

ظاہر کیا تھا۔۔ کہ تم کون ہوتے ہو فیصلہ کرنے

والے؟؟۔۔ میں بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ تم مجھے

کرنے دو۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔وہ چپ چاپ کھڑی

رہی۔۔۔اپنے بھائیوں کے سائے میں کہ جو وہ

فیصلہ کریں گے وہ بہتر ہوگا۔۔۔

"بھائی مجھے نہیں لگتا یہ صحیح ہے۔۔۔ ہم کیوں

بات کرنے دیں اسے۔۔۔اس نے پہلے ہی ہماری

بہن کو کم تکلیف پہنچائی ہے" بریرہ کو بالکل بھی

معظم کی جانب سے آواز نہیں آرہی تھی۔۔۔ لیکن

جو بات رافع نے کی اس سے وہ اندازہ لگا سکتی تھی

کہ معظم کی جانب سے اجازت دے دی گئی

ہے۔۔۔

ہاں اسے یہ بات عجیب لگی تھی کہ معظم نے

تابش کے حق میں فیصلہ دے دیا فورا۔۔۔لیکن وہ

جانتی ہے معظم کو۔۔۔وہ ہمیشہ اسے یہی کہتا ہے

کہ سامنے سے لڑو۔۔۔

"رافع بات کرنے دو انھیں---پوری زندگی کا معاملہ ہے---تم تھوڑا دور ہٹ کے کھڑے ہو جاؤ"

"وہ آپ کا دوست ہے اس لیے اتنا جھکاؤ دکھا رہے ہیں آپ اس کی جانب--" رافع بہت جذباتی تھا

جب وہ معظم کے لیے بریرہ سے لڑا---

تھا---تب بھی وہ بڑی شدت سے لڑا تھا---اور

آج جب وہ بریرہ کے لیے لڑ رہا تھا تو بھی وہ بڑی

شدت سے لڑ رہا تھا---کہ کیسے وہ کسی ایسے

شخص کو اپنی بہن سے دوبارہ بات کرنے کی

اجازت دے دے---جو اسے پہلے ہی بہت

تکلیف پہنچا چکا ہے---

"نہیں ---- بریرہ کی پوری زندگی کا معاملہ ہے اس

لیے ---- تمہیں سمجھنا چاہیے اس نازک بات کو کہ

ہماری بریرہ جانشیر کو پسند نہیں کرتی نہ رومان کو

----وہ تابش کو پسند کرتی ہے---- اس کی خوشی

تابش کے ساتھ ہے ----اگر ایک موقع ہے----کہ

وہ بات کر کے ٹھیک کر سکتے ہیں اپنے معاملات

کو ---تو کیوں نہ دیں ہم ؟؟--" معظم کو صرف

بریرہ کی خوشی پیاری تھی جبکہ رافع یہ دیکھ رہا تھا کہ

سانپ اگر ایک بار ڈس سکتا ہے تو دوسری بار بھی

ڈس جائے تو کیا عجب --- بلکہ پاگل وہ ہیں جو

اسے دوبارہ موقع دے رہے ہیں --کہ آؤ ڈسو ہماری

بہن کو ----

پیاری دونوں کو تھی بریرہ کی خوشی۔۔۔ لیکن انداز الگ تھا دونوں کے سوچنے کا۔۔۔

"میں نہیں کرنے دوں گا بھائی۔۔۔ وہ بہت مشکل سے سنبھلی ہے۔۔۔" رافع کسی ضدی بچے کی طرح اٹل لہجے میں بولا۔۔۔ ساتھ ہی اس نے برابر میں کھڑے تابش کو غرا کر دیکھا جس کی وجہ

سے وہ پہلی بار اپنے بڑے بھائی کی بات ٹال رہا تھا۔۔۔

"رافع۔۔۔ پہلے تو تم ٹھنڈے ہو۔۔۔۔"

"میں نہیں ہو سکتا بھائی۔۔۔" شدید احتجاج تھا جو اس کے لہجے میں در آیا تھا۔۔۔

اک اک لفظ جتاتے ہوئے کہتے وقت آنکھیں باہر

کو آرہی تھیں۔۔۔چہرہ سرخ ہورہا تھا مارے غصے

کے اس کا۔۔۔

"اچھا رکو۔۔۔ میں وہاں آرہا ہوں۔۔۔تب تک تم

کچھ نہیں بولو گے تابش سے۔۔۔"

"میں نے کہا تم کچھ نہیں بولو گے" جب رافع نے کوئی جواب نہ دیا تو دوسری جانب سے معظم نے پھر دوبارہ اپنی بات دہرائی ---اور اس بار اس کی آواز میں پہلے سے زیادہ رعب و سختی تھی---

"اوکے"

یہ اپنے بڑے بھائی کا لحاظ اور احترام ہی تھا جو رافع اتنا اپنا غصہ کنٹرول کر رہا تھا۔۔۔ورنہ جس طرح تابش نے ان کا بیچ سڑک پر راستہ روکا وہ اسے مار مار کے خونم خون کر دیتا۔۔۔

رافع تابش کے پاس سے ہٹ کر۔۔۔اب بریرہ

کے پاس آکر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔ جو تین چار قدم کے

فاصلے پر کھڑی تھی بائیک سے۔۔۔

کہنے کو تابش اور اس میں صرف تین چار قدم کا

فاصلہ تھا۔۔۔ لیکن وہ میلوں کا فاصلہ معلوم ہوا

۔۔۔

بریرہ اس کا دھوپ میں چمکتا ہوا چہرہ دیکھ یہی

سوچنے لگی ۔۔۔کہ ایک وقت تھا جب وہ پاگلوں کی

طرح اسے میسج اور کالز کرتی تھی اور وہ ریپلائی

نہیں کرتا تھا کال ریسیو بھی کر لے تو بیزی ہوں

کہہ کے کاٹ دیتا تھا ۔۔۔اور آج وہی بیزی شخص

اس کے انتظار میں آدھے گھنٹے سے کھڑا تھا کے

صرف اس سے ایک بار بات ہو جائے۔۔۔ جس

میں وہ مسلسل رافع کی کھا جانے والی نظروں کو

بھی برداشت کر رہا تھا اور دھوپ و گرمی کو

بھی۔۔۔

معظم آیا تو رافع اور اس کی بات ہونے

لگی۔۔۔ جبکہ بریرہ اور تابش ان دونوں بھائیوں سے

ہی فاصلے پر کھڑے ہو کر۔۔۔ ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔۔۔

نہ بریرہ نے نظر چرانے کی زحمت کی۔۔۔اور نہ اس نے۔۔۔ وہ معظم اور رافع کو نہیں دیکھ رہا تھا وہ صرف اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ بھی اپنی بائیک سے ٹیک لگائے بڑی فرصت سے کھڑے ہو کر۔۔۔ جیسے

دنیا میں اب اور کوئی کام ہے ہی نہیں

اسے۔۔۔۔

بریرہ کو اچھے سے علم تھا فون پر ایک وقت رافع جیت سکتا تھا لیکن معظم کے روبرو آنے پر وہ جھک جائے گا۔۔۔ لاکھ وہ احتجاج کر لئے۔۔۔ لیکن اس کے احترام میں آخر میں وہ خاموش ہو ہی جائے

گا۔۔۔ اور ہوا بھی ایسا ہی معظم نے ہلکا سہ تابش

کو اشارہ دیا۔ جسے ملتے ہی وہ بائیک پر بیٹھا۔۔۔اور

اسے اسٹارٹ کیا۔۔۔۔ رافع اور معظم کی بائک اس

کے پیچھے پیچھے ریسٹورنٹ تک پہنچی۔۔۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ کوئی خوف کوئی ڈر دل میں

باقی نہ ہوتا۔۔ کیونکہ سب پہلے ہی ختم ہو چکا

ہے۔۔وہ رو چکی ہے جتنا رونا ہے جتنا ماتم کرنا ہے

کر چکی ۔۔۔لیکن جب وہ تابش کے پیچھے پیچھے چلتی

ہوئی ریسٹورنٹ کے اندر داخل ہوئی اور معظم و رافع

اس کے پیچھے پیچھے تھے تو اب ایک عجیب سہ خوف

لاحق ہوا۔۔۔جیسے ابھی بھی کچھ ہے اس کے

پاس جو چھننے جا رہا ہے یا چھن جائے گا۔۔۔ایسا

احساس کیوں تھا اسے ؟؟...اور کس چیز کے

متعلق تھا ؟؟؟...

وہ نہیں جانتی ---

اسے اپنے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑتے محسوس

ہوئے--- دل میں عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی

تھی---

معظم اور رافع تھوڑا دور ٹیبل پر بیٹھ گئے۔۔۔ اگر رش ہوتا تو انھیں کبھی بھی ان دونوں کی باتیں کرنے کی آواز نہ پہنچتی ۔۔۔مگر چونکہ صبح کا وقت تھا اور ریسٹورنٹ زیادہ خالی تھا اس لیے اگر وہ تھوڑا زور سے بات کریں گے تو ان تک آواز باآسانی پہنچ سکتی تھی۔۔۔

وہ دونوں آج پھر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔

" کچھ آرڈر کروں؟ "تابش نے بڑی نرمی سے استفسار کیا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ تم ڈائریکٹ وہ بات کرو جس کے لیے

ہم آئے ہیں۔۔۔" مانا دل میں طوفان برپا تھا۔۔۔

لیکن خود کو اس کے سامنے بڑا کول ڈاؤن شو

کرتے ہوئے اس نے ڈائریکٹ موضوع پر آنے کی

بات کی

وہ ہمیشہ تابش کے سامنے بڑی جھجک کر بات کرنے کی عادی تھی۔۔۔اس لیے اس کے سامنے یوں کڑک لہجے میں بات کرنا بھی اسے بڑا عجیب لگا۔۔۔۔ لیکن کرنا تو تھا۔۔۔

تابش بجائے بات شروع کرنے کے اپنی سیٹ سے ٹیک لا کر بیٹھ گیا۔۔۔اور اسے پرسکون انداز میں تکنے لگا۔۔

اپنی قیامت خاص کی آواز میں سختی سے کہیں زیادہ اس نے پاؤں کے ہلنے کو محسوس کیا۔۔۔ جو اس لڑکی کی اینگزائیٹی کو ظاہر کر رہا تھا۔۔۔

وہ نارمل نہیں تھی وہ نارمل ہو بھی کیسے سکتی تھی

---مانا سب ختم ہو گیا لیکن کیا اس کے دل سے

ہوا؟؟---نہیں---وہ آج بھی اسی مقام پہ

کھڑی ہے---کہ اگر تابش ایک بار اسے پیار سے

آواز دے تو وہ بھاگتی ہوئی چلی آئے--- ہاں یہ

ذلالت ہے لیکن کیا کرے اس دل

کا؟؟------ جو آج بھی صرف اسی کی محبت میں

پاگل ہے---اسی کے خواب دیکھتا ہے---اسی

کا ہونا چاہتا ہے---

ہاں وہ چاہتی ہے سننا---کہ مقابل کہے--کہ وہ

پچھتا رہا ہے---اسے اب احساس ہو گیا ہے کہ

اس کی محبت وہی تھی---وہ صرف چمکتی ہوئی چیز

کے پیچھے چل پڑا تھا۔۔۔اب اسے کھونے کے بعد
عقل آگئی ہے کہ محبت وہی ہے۔۔۔

کچھ دیر تک وہ اسے دیکھتا رہا۔۔۔

"ریلیکس ۔۔۔" مقابل نے نرمی سے کہتے ہوئے
جگ میں پانی نکال کر اس کے آگے کیا۔۔۔ جسے

وہ ایک سانس میں اپنے لبوں سے لگا کر پی گئی۔۔۔

"پلیز بولو کیا کام ہے۔۔۔ مجھے کالج جانے کی دیر ہو رہی ہے۔۔۔" اس نے جلدبازی ظاہر کی۔۔۔ جیسے وقت نہ ہو اس کے لیے۔۔۔

"بچپنا بند کرو۔۔"سنجیدگی سے کہا

"کیا؟؟؟"وہ الجھی۔۔۔

"میں نے کہا بریرہ حسن بچپنا بند کرو۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں بے وقوف ہوں مجھے نظر نہیں آرہا۔۔۔ کہ صرف مجھے جلانے کے لیے تم نے منگنی کی ہے

جانشیر سے اور وہ مٹھائی میرے گھر بھیجی ہے---

"اس بار وہ گمبھیر لہجے میں گویا ہوا تھا---

"مٹھائی؟؟"

وہ رافع تھا جو بریرہ کی بات جانشیر سے پکی ہوتے ہی

دوسرے دن پہلی فرصت میں مارکیٹ سے مٹھائی

کا ڈبہ لا کر تابش کے گھر دے کر آیا تھا۔۔۔تاکہ بغیر کچھ بولے بھی اس کے منہ پہ قرارہ طمانچہ مار سکے۔۔ بریرہ کو اس مٹھائی کے متعلق کچھ علم ہی نہ تھا۔۔۔

"مجھے جلانے کے لیے بھیجی تھی نا وہ۔۔۔تو میں بتا دوں نہایت بچکانہ حرکت تھی۔۔۔ اور اس سے

زیادہ بچکانہ حرکت تم نے جانشیر سے منگنی کر کے
کی ہے--- تم کب تک دوسرے مردوں کو اپنے
سہارے کے لیے استعمال کرتی رہو گی---کب
تک خود کو کمزور دکھاتی رہو گی--- تم خود کچھ کیوں
نہیں کرتیں---پیسہ تم اس امیر زادے رومان کا
کھاتی ہو-- مطلب سارا فائنشلی سپورٹ تم وہاں
سے لے رہی ہو--- ایموشنلی سپورٹ کے لیے تم

نے اپنا کزن جانشیر رکھ لیا منگنی کر

کے۔۔۔واو۔۔۔"اس نے دونوں ہاتھوں سے زور

سے تالی بجائی۔۔۔ وہ تالی تو کیا تھی بریرہ کو لگا جیسے

کوئی ایٹم بم اس کے سر پہ پھوٹا ہو" کبھی سوچا ہے

ان مردوں کے سہاروں کے بغیر تم کہاں کھڑی ہو

؟؟... تم خود کیا ہو؟؟... تمہاری اپنی کیا پہچان

ہے؟؟؟... بجائے اس کے۔۔۔کہ کچھ پڑھتی و

بنتی اور پھر مجھے معاشرے کا کوئی اہم فرد بن کے دکھا کر جواب دیتیں۔۔۔ تم نے تو منگنی کرلی ۔۔۔ایسے جواب دو گی تم مجھے؟؟؟...ایسے جلاؤ گی؟؟؟..."

وہ کیا کچھ گمان نہیں کر رہی تھی کہ وہ معافی مانگ لے گا۔۔ وہ اپنا پچھتاوا ظاہر کر لئے گا۔۔۔

وہ بھی اس کی یاد میں تڑپ رہا ہوگا۔۔۔ مگر نہیں۔۔۔وہ تو کچھ اور ہی باتیں کر رہا تھا۔۔۔ بریرہ یکدم بالکل سیدھی ہو گئی۔۔۔

"تم جل رہے ہو تابش" مقابل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال۔۔۔ قطعی و پراعتماد لہجے میں جتاتے ہوئے بولی۔۔۔

"میں نہیں جل رہا۔۔۔میں صرف تمہیں سچ بیان کر رہا ہوں۔۔۔"تابش کی بات سنتے ہی وہ ہلکا سہ مسکرائی۔۔۔اور وہ مسکراہٹ بڑی معنی خیز تھی۔۔۔جیسے کہہ رہی ہو تم لاکھ انکار کر لو۔۔۔مگر سبب یہی ہے۔۔۔کہ تم جل رہے ہو بری طرح۔۔۔

"فلحال جس نے بھی تمھیں انفارمیشن دی

ہے۔۔۔بہت غلط دی ہے۔۔۔میں فائنشلی اور

ایموشنلی دونوں سپورٹ ایک ہی بندے سے لے

رہی ہوں اور وہ رومان ہے۔۔۔رومان احسن شیخ

۔۔۔میرا نکاح ہے بہت جلد۔۔۔تو میں تمھیں

پرسنلی کارڈ بھجوا دوں گی۔۔۔آجانا۔۔۔اور پلیز

بلیک کپڑے پہن کر آنا۔۔ تم پہ بہت جچتے

ہیں۔۔۔ میرے بندے کو بھی پتہ چلنا چاہیے ایکس

بھی لیول کا رکھا تھا میں نے۔۔۔ اصل میں نا وہ

بھی اپنے ایکس کی بڑی باتیں کرتا ہے۔۔۔ کے

بڑی خوبصورت تھی۔۔۔ بڑا بلا کا فیگر تھا بڑی حسین

دکھتی تھی۔۔۔تو میں بھی شواف کروں گی میرا والا

بھی کم نہیں تھا۔۔۔ پر ایکس تو ایکس ہی ہوتا ہے

چاہے کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو---نکاح

جیسے مقدس رشتے کی بات ہی الگ ہوتی ہے---

نہیں؟؟؟----" وہ بہت پیار سے بولی تھی لیکن

اس کا ہر لفظ کسی ہتھوڑے کی طرح تابش نے

اپنے دل و دماغ پہ برستا محسوس کیا--

اس نے جب لیول کا لفظ ادا کیا تو بڑے ایٹیٹیوڈ

کے ساتھ برابری کا اشارہ دینے کے لیے اپنا ہاتھ

ہوا میں ہلایا تھا۔۔

وہ کوئی آگ لگا رہی تھی۔ وہ تو جلا کے خاک کر چکی

تھی ایک لمحے میں۔۔۔

یہ صرف محبت اور آس تھی۔۔جو وہ بائیک سے

ریسٹورنٹ کی کرسی پر آ کر بیٹھنے تک بالکل خاموش

رہی اور اس کی بات کو اطمینان سے سننے کی لیے

اپنے آپ کو تیار رکھا۔۔۔ ورنہ اس سے بہتر کوئی

نہیں جانتا کہ جواب کیسے دیلے جاتے ہیں۔۔۔وہ

بن باپ کی بیٹی تھی۔۔۔ معاشرے سے اکیلے

لڑنے والی۔۔۔اسے آتا ہے اچھوں کو چپ

کرانا۔۔۔

"بریرہ یہ سب چکر چھوڑو اور تعلیم پر دھیان دو

اپنی۔۔۔ جانشیر یا رومان دونوں ہی تمہارے قابل

نہیں ہیں۔۔ وہ دونوں ہی باہری خوبصورتی کو پوجنے

والے لوگ ہیں وہ تمہارے اندر کی خوبصورتی نہیں

دیکھ سکتے۔۔۔۔ تم پڑھو لکھو اور اپنے پاؤں پر کھڑی

ہو۔۔۔ میں تمہیں تمہارے پاؤں پر کھڑے ہوتے

دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ پلیز۔۔۔"اس نے آخری

جملہ منتی لہجے میں ادا کیا۔۔۔

اس لڑکی نے جو باتیں سنائیں اس کے بعد تابش کا

دھوئیں دار جواب بنتا تھا۔۔۔ اور وہ تیار بیٹھی تھی

--اگر لڑنا پڑتا اس شخص سے جس سے کبھی بڑی

بے انتہاء محبت کی تھی تو لڑ لیتی اپنی عزت کی

خاطر---لیکن وہ منتوں پہ اتر آیا----

بریرہ کی سمجھ نہیں آیا وہ چاہ کیا رہا ہے ???...

کیوں ایسا ظاہر کر رہا ہے کہ بڑا خیر خواہ ہے اس کا

"تابش۔۔۔ پلیز بند کرو اچھا ہونے کا ناٹک

کرنا۔۔۔ اور یہ ظاہر کرنا کہ بڑے خیر خواہ ہو

میرے۔۔۔" وہ ایک ایک لفظ خاصہ

جتا کر۔۔۔ دانت پیستے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔

"تمھیں لگتا ہے میں ناٹک کر رہا ہوں؟؟"تابش

نے نہایت بے یقینی کہ عالم میں پوچھا جیسے اسے

تکلیف پہنچی ہو۔۔۔اس کی آنکھوں میں کرب کی

کرچیاں بکھرئی تھیں۔۔۔جنہیں دیکھ۔۔۔مقابل

حیران ہوئی اور لمحہ بھر کے لیے اسے ایسا فیل

آیا۔۔۔جسے وہ زیادتی کر رہی ہو تابش کے

ساتھ۔۔۔جبکہ وکٹم وہ تھی۔۔۔ظلم اس کے ساتھ

ہوا تھا۔۔۔پھر مقابل ایسا کیوں ظاہر کر رہا تھا جیسے تکلیف اسے ہو رہی ہے۔۔۔

" شاید تم بھول گئے ہو... تو میں یاد دلا دوں۔۔۔وہ تم تھے تابش جس کا دل بدلا۔۔۔ وہ تم تھے جس نے دو سال وعدے وامیدوں کے سائے میں بیٹھا کے رکھا مجھے اور پھر وعدہ وفا نہ کیا

---وہ تم تھے جسے کوئی اور لڑکی پسند آئی---وہ تم
تھے جو تین مہینے تک مجھ پر چیٹ کرتے
رہے--اس کے بعد تم ایسا کیسے ظاہر کر سکتے ہو
کہ تم مظلوم ہو؟؟؟......اور میری باتیں تمہیں
تکلیف پہنچا رہی ہیں---جبکہ جو تم نے مجھے
گہرے گھاو دیے ہیں شاید وہ زندگی بھر پھر نہ بھر
سکیں---میں کبھی کسی مرد پر بلائنڈلی یقین نہ کر

سکوں ---میں ہر مرد کو دھوکے باز سمجھوں -- تم

دوسروں کی باتیں کر رہے ہو یہاں بیٹھ کر ---

رومان یوں ہے --- جانشیر یوں ہے --- تم اپنی

بتاؤ --- تم نے مجھے موقع دیا اس قابل بننے کا ---

کہ میں اپنے پاؤں پر کھڑی ہو

سکوں ؟؟ --- چھوڑنے سے پہلے کیا تم نے مجھ

سے ایک بار کہا --- کہ بریرہ تمہارے پاس باہری

حسن نہیں ہے کوئی بات نہیں --تم یہ بن جاؤ-

میرے ساتھ معاشرے میں قدم سے قدم ملا کے

چلو---میں چاہتا ہوں میری بیوی ایسی ہو--لائک

انجینئر، ڈاکٹر، پائلٹ، رائٹر کچھ بھی ---جو تم

اپنے قابل سمجھتے ہو معاشرے میں برابر کھڑا

کرنے کے لیے---اور میں ایسا نہ کرتی اور پھر تم

مجھے چھوڑتے تو سمجھ آتا ---مگر ایسا کچھ کہا ہی

نہیں تم نے ---بس ڈائریکٹ ایک لڑکی لا کے

میرے سامنے کھڑی کر دی---جو بڑی خوبصورت

تھی---جس کے باہری حسن کی دنیا گرویدہ ہو رہی

تھی ---اور کہاں یہ مجھے پسند آ گئی ہے---بات

ختم ہو گئی ---اب تم کس حق سے آ لئے ہو

؟؟؟...اور کس حق سے دوسروں کو جج کر رہے

ہو؟؟؟...مجھے نہیں سمجھ آرہا--- تم خود بھی

باہری خوبصورتی کے پیچھے بھاگنے والے ایک مرد

ہو---"بریرہ کا آخری جملہ اس کے لیے ناقابل

برداشت تھا

"میں نہیں ہوں---اور اگر میرے ساتھ رہتے

ہوئے تم آج تک مجھے اتنا بھی نہیں جان

سکیں---تو شاید تم نے مجھ سے کبھی محبت کی

ہی نہیں ---"اپنی بات کہتے ہوئے وہ کھڑا ہو گیا---

بریرہ نے دیکھا اس کا چہرہ سرخ پڑ رہا تھا---دماغ کی نسیں ابھری ہوئی ---آنکھیں بھی سرخ ڈوروں سے سجی تھیں---

لگا جیسے وہ بہت تکلیف میں ہو۔۔۔

اس کے پاؤں کے بھاری قدم لیتی ہوئی آوازیں وہ سنتی رہی ۔۔۔یہاں تک کہ وہ چلا گیا اور مکمل خاموشی چھا گئ ۔۔۔

سمجھ ہی نہیں آیا۔۔۔بات ہوئی کیا ؟؟ ... کیا وہ جیت گئی ؟؟...یا وہ ہار گئی تھی ؟؟؟...

♡*Husny Kanwal*♡

وہ سیڑھیوں سے نیچے اتر کر آیا تو لاؤنج میں دادی کے برابر میں اپنے والد کو بیٹھا دیکھ تھوڑا حیران ہوا

----چونکہ آج وہ اکیلے نہیں آئے تھے اپنی پوری فیملی کے ساتھ آئے ہوئے تھے---

انھیں دیکھنے کے باوجود بھی وہ آگے نہیں بڑھا گلے ملنے یا سلام کرنے کے لیے---اس آخری سیڑھی پر ہی کھڑا ان کی باتیں سننے لگا---

"اماں پوری فیملی کے ساتھ عمرے پر جا رہا ہوں

تمہارے لیے کچھ لاؤں ؟؟"تبریز صاحب کے

فخرانہ لہجے میں پوچھتے ہی جانشیر کے چہرے پر دل

جلی سی مسکراہٹ بکھرئی---

کیا وہ ان کی فیملی میں نہیں آتا ؟؟...اسے تو بتانا

بھی ضروری نہ سمجھا...

یہ تو وہ اپنی والدہ سے ملنے آئے تھے عمرے پر جانے سے پہلے --۔ ورنہ شاید اسے تو خبر بھی نہ ہوتی---

اور تبریز صاحب کو بھی کون سہ علم تھا کہ وہ پاکستان آیا ہوا ہے---

جانشیر نازنین کو دیکھنے لگا۔۔۔جو اپنی ماں سے بڑا

چمٹ کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

اور بچوں کو اپنی ماں سے پیار کرتا دیکھ۔۔ محرومیوں

کی اتنی سٹرونگ فلنگس نہیں آتی تھیں۔۔۔ جتنی

اپنے ہی بہن بھائیوں کو ان کی ماں سے پیار کرتا

دیکھ کر آتی تھی۔۔۔

اگر تبریز صاحب نے اپنی ماں کے کہنے پر لڑائی نہ

کی ہوتی۔۔۔اس کی ماں کو مارا پیٹا نہ ہوتا۔۔۔تو آج

وہ اور اس کی ماں ان کی فیملی ہوتے۔۔۔اور وہ

عمرے پہ جا رہے ہوتے۔۔۔وہ اسی طرح اپنی ماں

سے چمٹ کے بیٹھا ہوتا جیسے نازنین بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔اور جس طرح نازنین کی ماں بار بار چہرے پہ ہاتھ پھیر رہی تھیں پیار کرتے ہوئے۔۔۔ویسے ہی اس کی ماں پھیر رہی ہوتی۔۔۔

آج دادی کے پاس اپنا شوہر، اپنے بیٹے، اپنے پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں سب کچھ تھا

--ایسے ہی آج تبریز صاحب کے پاس بھی اپنی
بیوی اور ان سے دو بچے تھے---اس لڑائی میں اگر
کسی کا واقعی کچھ گیا---تو وہ، وہ تھا---وہی تو
خالی دامن رہ گیا تھا---وہ ہی تھا جس کی پوری
زندگی محرومیوں کی نظر ہو گئی تھی--- وہی تھا جو
محبتوں کے لیے ترستا سہ رہ گیا تھا---

پتہ ہے کبھی کبھار ہم کچھ لوگوں سے شدت سے

لڑنا چاہتے ہیں مگر لڑ نہیں سکتے۔۔کیونکہ ہماری

آگے کی زندگی ان سے جڑی ہوتی ہے۔۔۔ہم اب

انھیں کھونے کا رسک نہیں لے سکتے۔۔۔جبکہ

سچ یہی ہے کہ ہمارے ماضی کی بربادی میں ان کا

ہاتھ رہا ہے۔۔۔

کتنے مجبور ہوتے ہیں نا ہم۔۔۔کے جس نے ہمیں برباد کر کے رکھ دیا ہم اسے بھی پیار سے سلام کرتے ہیں۔۔۔ اور اس کی لمبی عمر کی خود دعا کرتے ہیں۔۔کیونکے وہ خونی رشتے ہیں۔

"صدام آج بڑا خاموش بیٹھا ہوا ہے۔۔۔کیا بات ہے؟؟؟" عائشہ اور زینیا چائے کا سامان ان

لوگوں کے آگے سجا رہی تھیں جب عائشہ نے صدام
کی غیر معمولی خاموشی کو محسوس کیا۔۔۔ وہ ویسے تو
بڑا کم ہی آیا کرتا تھا لیکن جب بھی آتا۔۔۔ٹک کر
نہ بیٹھتا۔۔۔۔ادھر ادھر بھاگنے لگتا۔۔۔مگر آج وہ
بڑا خاموش سہ اپنے والد کے پاس بیٹھا ہوا
تھا۔۔۔کسی سے کوئی بات نہ کی تھی۔۔۔

"اصل میں یہ فیل ہو گیا ہے پیپرز میں۔۔۔ اس لیے کل سے رو رو کر برا حال کر رکھا ہے ۔۔۔"

تبریز صاحب کے کہتے ہی صدام فورا ہی اپنی والدہ کے پاس جا کر۔۔۔ ان سے چپک کر بیٹھ گیا اور باقاعدہ رونا شروع ہو گیا۔۔۔

"ارے بچہ۔۔۔رو کیوں رہے ہو۔۔۔دوبارہ محنت
کر لینا۔۔۔ اور اس بار پہلے سے زیادہ کرنا۔۔۔پاس
ہو جاؤ گے آپ۔۔۔"زینیا نے اسے روتے
دیکھ۔۔۔بڑے پیار سے سمجھانے والے انداز میں
کہا۔۔۔۔

"میرا پورا سال ضائع ہو گیا۔۔۔اب میرے سارے دوست دوسری کلاس میں چلے جائیں گے۔۔۔اور بس میں ہی رہ جاؤں گا۔۔۔" وہ اپنی ماں کے بازو سے جو اپنا چہرہ لگائے ہوئے تھا وہ اب ہٹا کر۔۔۔زینیا کی جانب دیکھتے ہوئے۔۔۔روہانسہ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

اب سب صدام کو چپ کرا رہے تھے لیکن وہ بچہ

چپ نہیں ہو رہا تھا---اور عائشہ---عائشہ اسے

خاموشی سے کھڑے ہو کر دیکھتی رہی---

وہ اب کچن میں آ کر گہرے گہرے سانس لے

رہی تھی---

اس کی آنکھوں سے آنسو بہے چلے جا رہے تھے

---اس کے پاؤں لڑکھڑانے لگے اور وہ گر گئی

---اگلے پل---نیچے بیٹھ کر وہ پھوٹ کر

رونے لگی ---صدام صرف ایک کلاس میں فیل ہو

جانے پر اتنا رو رہا تھا---اور وہ--- جس کی پوری

زندگی فیل ہو چکی تھی---وہ پوری دنیا کے سامنے

ایک ناکام عورت قرار پائی تھی جو اپنا گھر نہ بسا سکی

۔۔ وہ کتنا روئے ؟؟؟..وہ کتنا تڑپے ؟؟؟ کے
اسے سکون آجائے ۔۔۔اس کے پاس تو دوسرا
چانس بھی نہیں ہے کہ اس کی زندگی واپس صحیح ہو
جائے گی بس وہ محنت کر لے۔۔۔۔

کیوں ایک عورت کی کامیابی اور ناکامی کا سارا
دارومدار صرف شادی پر ہے ؟؟...کیوں ؟؟؟

----وہ کہاں جائے جس نے اپنی پوری جان لگا
دی---پٹ گئی---جانوروں کی طرح پٹ گئی
لیکن پھر بھی گھر نہ بسا سکی اور واپس ماں باپ
کے گھر آکے بیٹھ گئی---

"عائشہ--- تم ٹھیک ہو؟... کیا ہوا اچانک ایسے
کیوں رو رہی ہو؟؟؟" زینیا فورا ہی آکر اسے اٹھانے

لگی ۔۔۔وہ بہت پریشان دکھائی دے رہی تھی اسے

اپنے لیے۔۔اور تب عائشہ اسے مشکور نگاہوں سے

دیکھنے لگی۔۔۔کہ اگر خدا نے اسے ایک اچھی

بھابھی سے نہ نوازا ہوتا اور وہ بھی منہ بسورنے والی

اور طعنے دینے والی ہوتی ۔۔۔تو کیا وہ رہ سکتی تھی

اتنی سکون سے اس گھر میں ؟؟؟... جتنا آج رہ رہی

ہے۔۔۔۔ہرگز نہیں۔۔۔زینیا واقعی بہت اچھی

لڑکی تھی ۔۔۔ جس کا دل بڑا تھا ۔۔۔ وہ اپنے شوہر
جیسی ہی تھی سب سے محبت کرنے والی ۔۔۔۔

وہ عائشہ کو اٹھا کر اپنے کمرے میں لے گئی ۔۔۔
اسے پانی پلایا ۔۔۔ اسے ابھی بھی ہچکیاں لگ رہی
تھی ۔۔۔ زینیا نے اسے لٹا دیا اور اے سی ان کر

دیا۔۔۔تاکہ وہ آرام سے کچھ وقت کے لیے سو جائے۔۔۔

جانشیر کے کمرے کے علاوہ اگر پورے گھر میں کسی کے کمرے میں اے سی تھا تو وہ زینیا ہی تھی۔۔ یہ اے سی اس کے جہیز میں آیا تھا۔۔۔

وہ ایک ایسے گھر سے آئی تھی جہاں سب کے

کمروں میں اپنے اپنے اے سی ہوتے ہیں تو اسے

عادت تھی اس لیے اس کے یہاں رخصت ہوکر

آنے سے پہلے جب جہیز آیا تو معظم نے فورا لگوا

دیا۔۔۔جب کہ طیبہ بیگم منع کر رہی تھیں۔۔۔کہ

ہمیں فین کی عادت ہے تو اس کو بھی ہو جائے

گی۔۔۔یہاں رہ رہ کر ڈھل جائے گی وہ ہمارے

ماحول میں ۔۔۔ باپ نے اے سی دیا ہے تو

کیا؟؟... بجلی کا بل تھوڑی بھرلئے گا آکر۔۔۔

لیکن معظم نے اپنی بیوی کے معاملے میں کسی کی

رائے کو اہمیت نہ دی۔۔۔اوراس کے سکون کو

اولین ترجیح دی جس کی وہ عادی تھی۔۔۔ کیونکہ

وہ جانتا ہے روز محشراس کی ماں سے سوال نہیں

ہونا بیوی (زینیا) کے حقوق کا۔۔۔اس سے ہونا

ہے۔۔۔

معظم کبھی بھی لفظوں میں نہیں کہتا تھا کہ زینیا

میرے گھر والوں کی عزت کرو یا میرے گھر والوں

کا خیال رکھو۔۔۔وہ صرف اسے محبت دیتا

تھا۔۔۔اس کا خیال رکھتا تھا۔۔۔اس کی ہر

ضرورت کو بولنے سے پہلے پورا کرتا تھا۔۔۔اور بدلے

میں زینیا اس کے پیاروں کا خیال رکھتی تھی۔۔۔جو

ایک بیوی کرتی ہے اور اس طرح ان دونوں میاں

بیوی کی زندگی بہت خوبصورت چل رہی تھی۔۔۔

وہ کبھی کسی کو منع نہیں کرتی تھی اپنے کمرے میں آنے سے لیکن اس کے باوجود سب خود خیال کرتے تھے۔۔۔

وہیں دوسری جانب۔۔۔

"ارے تم لوگ تو جا رہے ہو تو کیا جانشیر کی منگنی میں شرکت نہیں کرو گے؟؟..." دادو تبریز صاحب کو دیکھ۔۔۔استفسار کرنے لگیں۔۔۔ اور یہ بات انہوں نے ایسے ہی نہیں چھیڑی تھی۔۔۔انہوں نے سامنے سے یاسمین خاتون کو آتے دیکھ لیا تھا۔۔۔ جو باہر جھولے کے سائیڈ سے اندر آرہی تھیں۔۔۔

کھانے کے وقت پر جب عائشہ نے جانشیر کی بنائی

کڑاہی یاسمین خاتون کے سامنے رکھی اور بتایا کہ

اسے خاص ان کے لیے جانشیر نے بنایا ہے ---تو

یاسمین خاتون نے اسے ہاتھ ہی نہیں لگایا---

جس وجہ سے دادو کو اچھے اثرات نظر نہیں آرہے

تھے ---

"جانشیر کی منگنی ؟؟کس سے ؟؟؟"تبریز صاحب بولتے حیرت سے۔۔۔اس سے قبل ہی ان کی بیگم سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے۔۔۔ان کے الفاظ اچک گئی تھیں۔۔۔

"وہ بر۔۔۔" ابھی دادو بول ہی رہی تھیں کے
یاسمین خاتون تیزی سے اطلاع دینے والے انداز
میں بولیں۔۔۔

"ہاں اماں۔۔۔ میں آپ کو بتانا بھول گئی۔۔ کل
رات کو ناں رومان کی والدہ کا فون آیا
تھا۔۔۔انہوں نے مجھ سے پوچھا منگنی کا۔۔۔تو

میں نے ان کے سامنے جلدی نکاح کی شرط رکھ

دی ---میں نے کہا ہم جلدی منگنی چاہتے ہیں اور

نکاح بھی جلدی کریں گے--- تو وہ اپنے بیٹے سے

پوچھ لیں اس متعلق ---اور آپ یقین نہیں کریں

گی اماں --انہوں نے اپنی بیٹے سے رابطہ کیا اور

رات ہی رات میں مجھے جواب دے دیا---کہ ہاں

بھئی ہم جلدی نکاح کرنے کے لیے رضامند ہیں

-----تو اب جب وہ میری شرط مان گئے تھے تو

پھر میں کیوں ٹال مٹول سے کام لیتی---اس

لیے میں نے رومان کے رشتے کے لیے حامی بھر

لی---"

یاسمین خاتون کے جملے تھے یا ایٹم بم --- جانشیر کو لگا جیسے یکدم اس کے پاؤں سے زمین کھینچ لی گئی ہو--

وہ دادی کو بڑی امید بھری نظروں سے تکنے لگا---

کہ شاید وہ احتجاج میں کچھ بولیں یا اس کے حق

میں کچھ کہیں ۔۔۔مگر وہ بے بسی سے نظر چرا گئیں۔۔۔

دادی نے کچھ لمحے بعد کنکھیوں سے دیکھا۔۔۔اس حسین لڑکے کی آنکھیں جھلملا رہی تھیں ۔۔۔پھر اس نے چہرہ جھکا لیا ۔۔اور کتنی ہی دیر تک وہ اسی حالت میں چہرہ جھکائے کھڑا رہا۔۔۔

وہ جانتی تھیں ان کا پوتا شدید تکلیف میں ہے---

وہ واقعی پچھتاتا ہے اپنی ماضی کی غلطیوں پر---وہ

واقعی بریرہ سے شادی کرنا چاہتا ہے---لیکن اب

ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا---

"روماں کون؟؟"تبریز صاحب کو کہیں نہ کہیں
اندازہ تھا کہ وہ کس روماں کی بات کر رہی
ہیں--- لیکن ان کے لیے یقین کرنا بڑا مشکل تھا
کہ روماں احسن شیخ جیسے شخص کا رشتہ بریرہ کے
لیے آسکتا ہے---اس لیے وہ تھوڑا الجھے لہجے میں
استفسار کرنے لگے---

"ارے وہی چائلڈ سٹار جس کے پاس آپ نے بریرہ کو کام پر لگوایا تھا۔۔۔" یاسمین خاتون بڑے احسان مند لہجے میں ان سے گویا ہوئیں۔۔۔

"رومان احسن شیخ؟؟...وہ فلم سٹار؟؟...اس کا رشتہ آیا ہے بریرہ کے لیے؟؟؟" وہ بے یقینی کے عالم میں منہ کھولے پوچھ رہے تھے۔۔۔

انہوں نے کوئی احسان نہیں کیا تھا بریرہ کو رومان

کے گھر جاب دلا کر۔۔۔ الٹا انہوں نے تو اپنا کام

نکالا تھا۔۔۔

ایک پارٹی میں رومان کے والد سے ان کی ملاقات

ہوئی تھی۔۔ تب انہوں نے ذکر کیا تھا کہ وہ اپنے

بیٹے سے بڑا پریشان ہیں۔۔۔ اور اس پر نظر رکھنے کے لیے ایک لڑکی ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔ (یہ وہی وقت تھا جب بریرہ نے بھی ان سے رابطہ کیا تھا کام کے سلسلے میں)۔۔۔

تبریز صاحب کو اپنے تعلقات ان سے اچھے کرنے کے لیے یہ موقع بڑا سنہرا معلوم ہوا۔۔۔ کہ اگر بریرہ

وہاں نہیں ٹک پاتی اور رو دھو کے واپس آجاتی

ہے۔۔۔تو خیر ہے۔۔۔لیکن بالفرض وہاں ٹک جاتی

ہے۔۔۔تو احسن شیخ بڑا خوش ہو جائیں گے۔۔۔اور

انھیں موقع مل جائے گا احسن صاحب جیسے بڑے

بزنس مین کے ساتھ دوستانہ تعلقات میں آنے

کا۔۔اور ہوا بھی یہی۔۔۔بریرہ کو تو شاید علم بھی نہ

ہو کہ اسے یہ جاب دلا کر انہوں نے خود کتنا نفع

اٹھایا ہے پیچھے---

"جی وہ ہی---ان کی والدہ باقاعدہ ہمارے گھر

رشتہ لے کر آئی تھیں--ہے نا اماں؟" یاسمین

خاتون نے جب تبریز صاحب کی حیرت

دیکھی---اور نہ صرف ان کی---ان کی بیوی کی

بھی۔۔۔تو بڑا فخر سہ آگیا ان کے لہجے میں۔۔۔اور اماں کو تصدیق کرنے کے لیے بیچ میں لائیں۔۔۔ تاکہ ان کی بات کا مزید وزن بڑھے۔۔۔

یہ وہی لوگ تھے جو اگر مدد بھی کرتے تھے نا تو پورے خاندان میں ڈھنڈورا پیٹنے کے بعد کرتے تھے۔۔۔ اس لیے ان کے سامنے اپنی بیٹی کے

اتنے اچھے رشتے کا ذکر وہ بڑے فخر سے کر رہی تھیں۔۔۔

کہ ہاں نہیں ہے ان کی بیٹی کے پاس روپ و رنگ۔۔۔ ہاں نہیں دکھتی وہ خوبصورت۔۔ ہاں نہیں ہے اس کے پاس پیسہ۔۔۔یہاں تک کہ باپ کا سایہ تک نہیں ہے اس لڑکی کے سر

پر۔۔۔مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم اسے

کمتر اور حقیر جان لو۔۔۔خدا سب کا ہے۔۔۔ اور

جب وہ دینے پر آجائے نا۔۔۔ تو عقلیں حیران رہ

جاتی ہیں۔۔۔ایسے مریکل ہوتے ہیں۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"یہ میں کیا سن رہا ہوں رومان نے نکاح کا فیصلہ
کر لیا ہے--- وہ واپس پاکستان آنے کی سوچ رہا
ہے--- تم اسے روک کیوں نہیں رہی ہو؟؟...
اس کا ابھی تو کیریئر شروع ہوا ہے--- اس نے
تو ابھی بہت آگے جانا ہے--- "عروج بیگم کو آج
کافی وقت بعد اپنے بھائی ارمان کی کال آئی
تھی---جو کافی خفاء معلوم ہو رہا تھا ان کے

رومان کے اتنی چھوٹی عمر میں نکاح کے فیصلے

پر۔۔۔

"مجھے اندازہ ہے۔۔۔ مگر کیا تم نہیں جانتے وہ کتنا

ضدی مزاج ہے۔۔۔ بالکل نہیں سن رہا ہے وہ

میری اس معاملے میں۔۔۔پتہ نہیں کیا کالا جادو

کر دیا ہے اس لڑکی نے۔۔۔ اس کے پاس تو نہ

شکل ہے نہ فیگر ہے۔۔۔ مجھے تو سمجھ ہی نہیں آرہا

وہ کیا دیکھ رہا ہے اس لڑکی میں۔۔" عروج بیگم تو

خود اس رشتے کے شدید خلاف تھیں۔۔۔۔ مگر

صرف رومان کی ضد کے آگے انہوں نے گھٹنے ٹیکے

ہوئے تھے۔۔۔

"تو تم اسے من مانی کر کے پورا فیوچر برباد کرنے دو گی؟؟؟"

"نہیں۔۔۔ تمہیں لگتا ہے میں ایسا کرنے والی ہوں؟؟.." ان کے ہونٹوں پر اک پراسرار مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔۔۔

"زیادہ نکاح کا شوق چڑھ رہا ہے کر لینے

دو---کسی کو کیا خبر ہونی ہے--- میں کہ دوں

گی کہ ہم سادگی سے کرنا چاہ رہے ہیں--- کوئی

کیمرہ مین اور ویڈیو گرافر لے کر نہیں جاؤں

گی---وہ لوگ تو بڑے غریب سے ہیں ان کا کوئی

میڈیا سے تعلق نہیں--- رومان کو بھی تھوڑا سمجھا

دوں گی کہ کوئی پک وغیرہ بنا کر اپنے سوشل

اکاؤنٹ پر اپلوڈ نہ کر لے۔۔ورنہ کہیں ایسا نہ ہو
لوگ بریرہ کو تنگ کرنے لگ جائیں خاص طور پر
اس کی فی۔میل فینز۔۔۔اس طرح خاموشی سے
اس کا شوق پورا ہو جائے گا ساتھ ہی میں اسے بہلا
کر خوشی خوشی واپس انڈیا روانہ کر دوں گی۔۔۔پھر
تم اسے دیکھ لینا۔۔۔اور یہاں معاملات ٹھنڈے
ہوتے ہی میں اس لڑکی کو خود ہینڈل کر لوں گی

---ابھی تو اتنا شارٹ نوٹس پہ سب کچھ ہوا ہے

کہ مجھے کچھ کرنے کا موقع ہی نہیں مل سکا---

مگر تم دیکھنا--- میں کیسے اس بریرہ نامی بلا کو چلتا

کرتی ہوں رومان کی زندگی سے---" وہ چٹکیاں

بجاتے ہوئے--- خباثت بھری مسکان چہرے پر

لیے ---- بڑا پراعتمادی سے گویا ہوئیں----

"مام---آئی ایم بیک ----میں گھر آگیا ہوں"

وہ بڑا مسرت بھرے لہجے میں ---چہکتا ہوا

---کھنک بھری آواز کے ساتھ گھر میں داخل

ہوا---

وہ اتنا خوش تھا اتنا خوش۔۔۔ کہ اس کے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ بغیر کسی کو بتائے سرپرائز کے طور پر وہ گھر اچانک ہی چلا آیا تھا۔۔۔

مگر گھر کے لاؤنج میں داخل ہوتے ہی جو آنکھوں کے آگے منظر روبرو ہوا۔۔۔اسے دیکھ وہ منجمد ہو گیا۔۔۔

عروج بیگم صوفے پر بیٹھی ہوئی تھیں لال کلر کی میکسی اور وائٹ کلر کا اس پر اونی کوٹ پہنے ہوئے۔۔۔وہ خاصہ شرمیلی اداؤں سے اپنے بال

کان کے پیچھے کر رہی تھیں اور ساتھ ہی ایک آدمی

ان سے بالکل لگ کر بیٹھا نظر آیا۔۔۔۔جس کا

برانڈڈ تھری پیس سوٹ ہی بتانے کے لیے کافی

تھے کہ وہ کوئی بزنس مین ہے۔۔۔

اس آدمی کا ایک ہاتھ اس کی ماں کی زلفوں میں

---اور دوسرا ان کے کوٹ کے بٹن سے الجھ رہا

تھا---

روما ن کی اچانک آواز پر عروج بیگم نے ہڑبڑا کر اس

کی جانب دیکھا--- جب کہ اس آدمی نے تو

دیکھنے کی بھی زحمت نہ کی---

دونوں ماں بیٹے کی نظریں ملیں---

عروج بیگم نے دیکھا---کیسے اس کے ہاتھ سے
بیگ گر گیا ہے---اور وہ کیسے اپنے دونوں
ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے انھیں غضبناک نگاہوں
سے تک رہا ہے---

"می۔۔ میں غلط وقت پہ آگیا ہوں۔۔۔" زیر لب بڑبڑاتے ہوئے۔۔۔ خودی کو کوستا۔۔۔ نظر جھکا کر۔۔۔ وہ تیزی سے سڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

اس کے کمرے کا دروازہ اتنی زور سے بند ہوا تھا کہ

اس کی دھمک سے عروج بیگم کا دل ہلا۔۔۔جب

کہ اس آدمی کو کوئی پرواہ نہ تھی۔۔۔ وہ اپنی بے

باکیوں میں مگن تھا۔۔۔

وہ حسین لڑکا شیشے کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔۔۔وہ

گہرے سانس لے رہا تھا مگر اسے پھر بھی سانس آتا

محسوس نہ ہوا۔۔۔وہ کبھی ادھر دیکھتا کبھی ادھر

دیکھتا۔۔۔پورا کمرہ آسائشوں اور سہولتوں سے بھرا ہوا

تھا۔۔۔کیا کمی تھی اس کی زندگی میں ؟؟؟...پھر

اس نے اپنی ڈریسنگ کی جانب دیکھا جو پوری سجی

پڑی تھی مہنگے برانڈڈ پرفیومز اور دیگر چیزوں

سے ۔۔۔وہ کھڑا رہا دونوں ہاتھ کمر پر

ٹکائے۔۔۔اوپر کی جانب دیکھنے لگا۔۔۔وہ سانس

لینے کی کوشش کر رہا تھا ابھی تک۔۔۔اسے

سانس نہیں آرہی تھی ۔۔۔جو تکلیف جو اذیت جو

رنج جو کرب اس لمحے اس کا دل محسوس کر رہا تھا

وہ نہیں بیان کر سکتا۔۔۔اس کی آنکھیں سرخ

تھیں۔۔۔اس قدر سرخ کے گمان ہو رہا تھا لہو بہہ

نکلے گا۔۔۔

وہ آئینے میں اپنا خوبصورت عکس دیکھتا رہا۔۔۔۔اور

لمحہ بھر میں خود کو دیکھتے دیکھتے اس کا ہاتھ

اٹھا۔۔۔اس نے مکا بنا کر سنگار دان کے شیشے پر

پوری طاقت سے مارا ۔۔۔۔ پورا شیشہ ایک دو لمحوں

میں چکنا چور ہو کے ٹھس کی آواز کے ساتھ

ٹوٹا۔۔۔۔نیچے آواز آئی تھی مگر وہ کچھ نہیں کر سکتی

تھیں سوائے بہری بن جانے کے--- جیسے ان

کے برابر میں موجود وہ آدمی بنا ہوا تھا---

"اہ--- اہہہہہہہہہ---

کیوں؟...کیوں؟؟؟..کیوں؟؟؟؟؟؟؟؟؟....

کیوں؟؟...کیوں

ماممممم---کیوں؟؟؟؟؟......اہہہہہہہہہہہ---

کیوں؟؟؟۔۔۔" غم و غصے کی شدت سے لگا کے
دماغ کی نسیں پھٹ جائیں گی۔۔۔اس نے چیختے
ہوئے ڈریسنگ پر سجے سارے سامان کو ہاتھ مار کر
نیچے پھینک دیا۔۔۔اب بھی اس کا غصہ ٹھنڈا
نہیں ہو رہا تھا تو بیڈ کے برابر لگا لیمپ اٹھا کر
سامنے دیوار پہ دے مارا۔۔۔تیزی سے آگے بڑھ کر
خوبصورت سی سجی شیشے کی میز پر زور سے لات ماری

اور لمحہ بھر میں وہ بھی ٹھس کی آواز کے ساتھ چکنا چور ہو کر ٹوٹ گئی۔۔۔ کچھ ہی لمحوں میں اس کا پورا خوبصورت سہ کمرہ کسی طوفان کے آنے کا منظر پیش کر رہا تھا۔۔۔ ہر طرف تباہی کے اثرات بکھرے نظر آرہے تھے۔۔۔

جب چیزیں توڑنے سے بھی غصہ نہیں ختم ہوا
---سانس آنا نہیں شروع ہوئی---پورے جسم
میں رینگنے والی چیونٹیوں کو سکون نہ آیا---تو اس
نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر-- حلق کے
بل چیخنا شروع کر دیا---وہ پاگلوں کی طرح چیخ رہا
تھا--

اتنی زور سے چیخ رہا تھا کہ اس کے گلے کی ساری

نسیں ابھر آئی تھیں ---اور سفید چہرہ مکمل سرخ پڑ

گیا تھا----

اور یوں ہی چیختے چیختے وہ زمین پر اسی بکھرئے

ہوئے کانچ والے ایریا میں کونے کی سائیڈ پر بیٹھ

گیا---پھر اپنا سر پیچھے دیوار سے زور زور سے

مارنے لگا۔۔۔کہ شاید تکلیف کم ہو۔۔۔ شاید سکون آجائے۔۔مگر سکون نہیں آرہا تھا۔۔۔اذیت کم نہیں ہو رہی تھی ۔۔۔پورے جسم میں ہزاروں چیونٹیاں رینگ رہی ہوں اتنی تکلیف ہو رہی تھی ۔۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا یا تو خود کو ختم کر دے یا انہیں۔۔۔

اتنے میں تو اسے بے غیرت ہو جانا چاہیے تھا

۔۔۔پھر آج تک وہ کیوں نہیں بن

سکا؟؟؟...کہاں سے آجاتی ہے اس میں دوبارہ

اتنی غیرت؟؟....

"کیوں؟؟؟ کیوں؟؟"اس کے پیچھے کے سر سے

خون نکلنے لگا تھا۔۔ہاتھوں پر بھی کٹ کے

نشانات آئے تھے۔۔اور ان سے بھی خون رس رہا تھا۔۔۔مگر اسے ذرا بھی احساس نہیں تھا ان جسمانی تکالیف کا۔۔۔ کیونکہ جو روح کو چھلی کر دینے والا منظر وہ نیچے دیکھ کر آگیا تھا اس کے بعد وہ مر جانا ہی چاہتا تھا۔۔۔

اپنے پاؤں کو سمیٹ کر گھٹنوں پر چہرہ

چھپائے۔۔۔۔وہ اب پھوٹ پھوٹ کے رو رہا

تھا۔۔۔

مگر یہ رونا یہ چیخنا یہ اس کے اندر لگی آگ کو نہیں

بجھا پا رہا تھا۔۔۔یہ اس کے غصے کو کم نہیں کر پا

رہا تھا۔۔۔یہ اس کی اذیت کو کم نہیں کر رہا تھا

---اسے نشے کی طلب ہونے لگی---اسے سکون کی چاہ ہونے لگی---

بہت وقت سے اس نے یہ سب چھوڑ رکھا تھا لیکن اب اس سے برداشت نہیں ہوا---اب وہ تیزی سے اٹھا ڈرگز نکالنے کے لیے اپنی الماری سے---

بڑی مشکل سے چھوڑا تھا اس نے یہ سب ---وہ

دوبارہ ان کا عادی نہیں بننا چاہتا تھا لیکن اس لمحے

ان کے علاوہ کوئی اور چیز اسے سکون دے بھی

نہیں سکتی تھی--

الماری میں موجود اپنے سارے کپڑے نکال کر

پھینکنے کے بعد---فورا وہ باکس کھولا جو کپڑوں کے

نیچے چھپایا ہوا تھا۔۔۔اور پھر اس میں سے وائٹ

کلر کے پاوڈر والی پڑیا نکالی۔۔ جو چھوٹی سی تھی۔۔۔

اسے نکال کر تیزی سے آکر صوفے پر بیٹھا۔۔اس

کے ہاتھ پاؤں کپکپا رہے تھے۔۔۔پورے جسم میں

عجیب سی چڑچڑاہٹ تھی۔۔۔ دماغ گھوم رہا تھا

اس کا۔۔۔ایسی حالت میں سوائے ڈرگز کے کوئی اسے سکون نہیں دے سکتا تھا۔۔۔

ابھی وہ پیکٹ کھول ہی رہا تھا کہ اس کا سیل جو پینٹ کی جیب میں تھا وہ رنگ ہونے لگا۔۔۔

دل چاہا فون کو اٹھا کر پھینک دے۔۔۔ اس کی
آواز بھی چبھتی ہوئی معلوم ہوئی کانوں کو۔۔ فوراً ہی
پھینکنے کی نیت سے پینٹ کی جیب میں ہاتھ
ڈالا۔۔۔اور موبائل نکال کر۔۔۔بغیر نام دیکھے۔۔
سامنے دیوار پر دے مارا۔۔۔

موبائل دیوار سے ٹکرا کر زمین پہ آ کے گرا۔۔ اور تب

اس کی نظر کالر کے نام پر پڑی۔۔۔ (بلڈوزر

کالنگ) چمکتا ہوا دیکھا یا دیا۔۔۔۔

وہ اسکرین پر اپنی آفت جان کے نام کو چمکتے دیکھ

ٹھہر گیا۔۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے

۔۔۔

ایک لمحے اپنے ہاتھ میں موجود پڑیا کو دیکھا۔۔۔اور پھر اس سیل کی اسکرین پر چمکتے ہوئے نام کو۔۔۔

وہ مسلسل کال کر رہی تھی۔۔۔

سوچا پہلے اس کی بات سن لے ---پھر ڈرگز لے لے گا--- کیونکہ اگر ڈرگز لے لی ----تو اس کی بات نہیں سن سکے گا پھر---

صوفے پر اس پڑیا کو رکھ کر--- وہ بڑے تھکے ہارے انداز میں اٹھا اور چلتے ہوئے موبائل تک آیا

---موبائل دیوار کے پاس ہی پڑا تھا تو سیل اٹھاتے ہی وہیں بیٹھ گیا---

کال ریسیو کی اور سیل کان سے لگایا---

"ہیلو--رومان--" تم نے کبھی مردہ جسم میں روح پھونک جانا سنا ہے---یہ وہی لمحہ

تھا۔۔۔اسے لگا اس کے کانوں کو سکون میسر آیا
ہو۔۔۔اس کی روح کو ایک تسکین ملی ہو۔۔۔اس
نے اپنا سر پیچھے دیوار سے ٹکا لیا۔۔۔

"روماں؟؟۔۔۔ہیلو۔۔۔۔روماں"

"کیا کام ہے؟؟..." اپنے آنسو الٹے ہاتھ کی پشت سے رگڑ کر---کڑک لہجے میں پوچھا---تاکہ مقابل کو اندازہ نہ ہو کہ وہ رو رہا ہے---

"پتا نہیں---" وہ بھی رو رہی تھی---

"رو کیوں رہی ہو؟؟؟" یہ سوال کرتے وقت اس کے اپنے آنسو بھی رک نہیں رہے تھے۔۔۔اس لیے دوبارہ اپنی آنکھ بے دردی سے رگڑی اور آفت جان کے رونے کی وجہ پوچھی۔۔۔

بریرہ اپنے غم میں اس قدر مسرور تھی کہ اس نے

مقابل کی آواز جو زکام بھری نکل رہی تھی ---وہ

محسوس ہی نہ کی--

''آج تابش نے میرا راستہ روکا تھا--- میں سمجھی

شاید اسے پچھتاوہ لے آیا ہے کھینچ کر--- شاید

میری طرح وہ بھی روتا ہے--اسے بھی میری یاد آتی

ہے مگر نہیں۔۔۔وہ تو یہ بتانے آیا تھا کہ میں خود
کچھ نہیں ہوں ۔۔دوسرے مردوں کے سہارے
ڈھونڈ رہی ہوں زندگی جینے کے لیے ۔۔۔ یہ تک کہا
۔۔۔کہ تمہارے پیسے کھاتی ہوں۔۔۔"تابش کے
سامنے تو وہ چٹان کی طرح بیٹھی رہی کہ فرق ہی
نہیں پڑھ رہا۔۔۔ لیکن اندر ہی اندر وہ ٹوٹ گئی
تھی۔۔۔ اس کے دل کو چھلنی کر گئے تھے تابش

کے الفاظ۔۔۔ خاص طور پر وہ پیسہ کھانے والی

بات ۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔"

"کیا ہمم ؟؟ ... کچھ تو بولو۔۔۔" بریرہ خاصہ جھنجھلا

کر بولی۔۔۔

وہ اسے اپنا حال دل بیان کر رہی تھی اپنی تکلیف شیئر کر رہی تھی اور مقابل تھا کہ کوئی رسپانس ہی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ اس نے تو چڑنا ہی تھا۔۔۔

وہ بیچارا کیا بولے؟؟...وہ خود سوچنے سمجھنے کی صلاحیت میں نہیں تھا اس لمحے۔۔۔ایک وقت وہ

بات کر بھی لے اگر واقعی مقابل بات کر لئے تو

مگر وہ آفت جان تو صرف تابش کے لیے رو رہی---

تھی---اور اس لمحے وہ اس حالت میں نہیں تھا

کہ اس کے ایکس کا رونا سنے--- پھر بھی سن رہا

تھا اس سے زیادہ وہ اس کے عدم برداشت کا اور

کیا ہی امتحان لے گی---

انسان جب غلط کام کرتا ہے نا ---تو اسے چاہیے

کہ وہ دو چیزوں کے لیے تیار رکھے دماغ کو --پہلا

ڈھٹائی ---کہ ہاں میں نے کیا ہے --- سامنے

سے قبول کرنے کی ہمت ہو ---دوسرا کانوں کو

پکا کر لینا ---کہ سننے کو تو ملے گی --- اور حوصلہ

رکھنا کہ ہاں میں سن لوں گا --- پھر چاہے وہ

کتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو ----یہ تیسرا آپشن جو

ڈھونڈتے ہیں نا کہ بس دلاسے مل جائیں۔۔کہ ہاں
تم ٹھیک تھے۔ تم نے صحیح کیا۔۔۔تمہاری سچویشن
ہی ایسی تھی کہ تمہیں یہ کرنا پڑا۔۔۔یہ دلاسے
صرف ہم اپنے آپ کو بے وقوف بنانے کے لیے
اور اپنے دل کو مطمئن رکھنے کے لیے دے سکتے
ہیں۔۔۔ کہ ہم نے جو کیا وہ ٹھیک تھا۔۔۔ ورنہ
ہمارے دماغ اور ضمیر دونوں جانتے ہیں کہ ہم نے

غلط کیا ہے۔۔۔اور بریرہ اس وقت ایسے ہی دلاسے ڈھونڈتی ہوئی آئی تھی رومان کے پاس۔۔۔

تابش نے اسے غلط طعنہ نہیں دیا تھا۔۔۔کہ وہ رومان کا پیسہ بیٹھ کے کھا رہی ہے۔۔۔ وہ ایک ریلٹی چیک تھا۔۔۔ جو بریرہ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا اب۔۔۔ اب وہ چاہتی تھی کہ رومان سامنے

سے بول دے۔۔۔کہ نہیں تم تو میرا پیسہ نہیں کھا رہی تھیں۔۔ وہ تو جاب کے پیسے تھے وہ تمہارے حق کے تھے۔۔۔ اگر رومان ایسا کہہ دیتا تو اس کے دل کا بوجھ اتر جاتا لیکن رومان نے ایسا کہا ہی نہیں۔۔۔۔

اور رومان ایسا کیوں کہتا۔۔۔ بریرہ کے اس لالچی

بیہیویئر کا فائدہ اٹھا کر ہی تو وہ اسے خود سے کنیکٹ

رکھ سکا تھا اتنے سالوں تک۔۔۔ورنہ جانتا وہ بھی

تھا کہ وہ غلط پیسے دے رہا ہے۔۔۔وہ لڑکی کون سہ

جاب پر آرہی ہے۔۔۔ وہ زبردستی اپنی ماں کو اس

بات کا پابند کر کے گیا تھا۔۔۔ ورنہ احتجاج تو

عروج بیگم نے بھی بڑا کیا تھا ان پیسوں پر۔۔۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ صاف بولتی عروج بیگم سے

کہ جب میں کام پہ ہی نہیں آرہی تو پیسے کس بات

کے لوں؟؟...یا یہ کہہ دیتی کہ ابھی پیسے روک

لیں جب رومان واپس آئے تو مجھے بلا لیجئے

گا---میں آجاؤں گی کام پر---پھر مجھے پیسے دینا

سٹارٹ کیجئے گا---یہ ہوتی غیرت مند والی

بات۔۔۔ یہ ہوتی خودداری۔۔۔ مگر وہ چھوٹی عمر کی
لڑکی تھی ۔۔۔اسے صرف پیسے آتے نظر
آئے۔۔۔اس کی تو چاندنی ہو گئی۔۔ اس کا گھر
چلنے لگا، اس کی ماں کی دوائیاں آنے لگیں، لوگوں
کے ان پر جو ہر وقت احسانات ہوتے تھے۔۔۔وہ
سب ختم ہوئے۔۔اور وہ خود مختار ہو گئی۔۔۔

ایسا نہیں ہے ---کہ تابش نے اسے سمجھایا نہیں

تھا جب وہ ریلیشن شپ میں تھے تب تابش نے دو

تین بار اسے بڑے پیار پیار سے سمجھانے کی

کوشش کی تھی کے مرد جب پیسے دیتا ہے --تو

اسے وصول بھی ضرور کرتا ہے ---اس لیے وہ

رومان کے پیسے نہ لے -- بغیر کوئی کام کیے تنخواہ

کس بات کی--- لیکن بریرہ ہمیشہ اسے ٹال دیا

کرتی تھی ---کانوں میں گھما دیتی---اسے وہ پیسے بڑے پیارے تھے ---مگر آج جب وہی بات تابش نے سخت لہجے میں کہی---تو اس کے دل کو لگ گئی---

یہ تو بریرہ کا نصیب اچھا تھا کہ رومان بغیر کسی غلط انٹینشن کے اسے وہ پیسے دیتا رہا--- ورنہ اس طرح

کے چھوٹے چھوٹے لالچ اکثر لڑکیوں کو بڑے بڑے دلدلوں میں لے جاتے ہیں---

"رومان--" اس کے کہنے کے باوجود بھی جب خاموشی چھائی رہی---تو وہ دانت پیستے ہوئے نام پکارنے لگی---

"ایسے ہی تم میرا نام پکارتی رہو۔۔۔ ورنہ مجھے ڈر

ہے میں کھو جاؤں گا۔۔"اس نے اوپر کی جانب

چہرہ کر لیا تھا چونکہ آنسو رک ہی نہیں رہے تھے۔۔۔

بھیگی پلکوں اور گہری سانس کے ساتھ اس نے

بمشکل ۔۔۔ بکھرتے جذبات میں یہ جملہ ادا

کیا۔۔۔

" کچھ ہوا ہے کیا ؟؟ " جب بریرہ رو رہی تھی تو وہ

ایک لمحے میں پہچان گیا تھا۔۔۔ لیکن وہ اتنی دیر

سے رو رہا ہے بریرہ نہیں بھانپ پائی۔۔۔اس کے

ایموشنز کو نہیں سمجھ پائی۔۔کیوں ؟؟...چونکہ اس

کے لیے بریرہ خاص ہے۔۔۔ بریرہ کے لیے وہ نہیں

ہے۔۔۔

اندازہ تو اس کی زکام بھری آواز سے ہی ہو جانا

چاہیے تھا۔۔۔ نہیں تو اس کی خاموشی سے ہو جاتا

۔۔۔مگر نہیں ہوا۔۔۔یہاں تک کہ اس نے ایسا

جملہ ادا کیا جس سے پتہ چلا کہ بہت ٹوٹا ہوا ہے

وہ۔۔۔اور تب جا کے بریرہ نے پوچھا۔۔۔ کچھ ہوا

ہے کیا؟؟؟...

"نہیں---کیا ہونا ہے---"اس نے لاپرواہی سے جواب دیا---

یہ جواب بھی طنز بھرا تھا مگر مقابل نہ سمجھی---

"یہی تو میں سوچوں۔۔۔ تمہیں بھلا کیا ہو سکتا ہے۔۔۔" اس کا جملہ سنتے ہی رومان دل جلے انداز میں مسکرا دیا۔۔۔

"بالکل۔۔۔ مجھے کیا ہو سکتا ہے" جب وہ یہ جملہ ادا کر رہا تھا تو دل میں شدت سے ٹیس اٹھی تھی۔۔۔

دل چاہا پھوٹ پھوٹ کر روئے۔۔۔لیکن وہ نہیں رو سکتا تھا۔۔۔

مقابل کے سامنے تو بڑا بے نیازی سے یہ جملہ ادا کیا اس نے۔۔۔

"ہاں تو---اتنی اچھی زندگی ہے تمہارے پاس---

تمہیں کیا پتہ --- غم کیا ہوتے ہیں---" بریرہ

روتے ہوئے بولی--- اس کی آواز میں بڑا رشک تھا

اسے لے کر---اور اپنے لیے اتنا ہی ترس ---

اس لڑکی کو اپنا غم دنیا کا سب سے بڑا غم لگ رہا

تھا---

"اچھا رونا بند کرو۔۔۔ اتنا چھوٹا دل کب سے ہو گیا

تمہارا؟؟۔۔۔ بی سٹرانگ۔۔۔" خود بکھرا پڑا تھا

ایموشنلی طور پر۔۔۔ اور اس دشمن جاں کو سمیٹنے

کی کوشش جاری تھی۔۔۔

"مجھے ایروں غیروں کی باتوں سے فرق نہیں پڑتا

لیکن جب کوئی ایسا بندہ مجھے برا کہتا ہے جو میرے

دل کے بہت قریب ہو۔۔ تو مجھے فیل ہوتا ہے۔۔۔

"وہ روتے ہوئے بتانے لگی۔۔۔

"تو میں تمہارے لیے ایرا غیرا ہوں۔۔" اس کی
بات ختم ہی ہوئی تھی۔۔۔کے رومان دل جلے سے
انداز میں مسکرا کر بولا۔۔۔

اس نے یہ بات بارہا نوٹ کی تھی کہ وہ کچھ بھی
بول لے۔۔۔بریرہ کبھی بھی اس کی بات کا برا
نہیں مانتی تھی۔۔۔بلکہ الٹا پلٹ کر شیرنی کی طرح

وار کرتی۔۔۔اس لیے جب بریرہ نے یہ جملہ ادا کیا تو اس کا دماغ تیزی سے کلک کیا۔۔۔کہ جو ایرے غیرے کی لسٹ ہے۔۔۔اس میں سب سے اول مقام پہ وہ ہی کھڑا ہے۔۔۔

"اب پلیز تم لڑنا مت شروع ہو جانا۔۔۔ میرا بالکل بھی موڈ نہیں ہے لڑنے کا" وہ خاصہ منتی لہجے میں روتو سہ منہ بنا کر بولی۔۔۔

"ہاں بالکل ۔۔ میں تو جیسے موڈ بنا کے لڑتا ہوں نا۔۔ " وہ طنزیہ لہجے میں کہہ اٹھا۔۔۔

"تمہیں موڈ کی ضرورت ہی نہیں ہے--- تم ہر وقت لڑتے رہتے ہو"

"ہر وقت تو نہیں لڑتا--- تم لڑتی ہو میں تو پیار سے بات کرنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہوں---"

"ہونہہ۔۔ تم اور پیار؟؟.. تمہیں پتہ بھی ہے پیار کے بارے میں کچھ؟؟... فلرٹو، پلے بوائے کہیں کے"

میں فلرٹو؟؟میں پلے بوائے؟؟.. اووانٹی جی ۔۔کیا پلے بوائے والی حرکت کی ہے میں نے تمہارے ساتھ۔۔۔"ان دونوں کو ہی علم نہیں ہوا

تھا مگر آنکھوں میں آنے والے آنسو دونوں کے رک گئے تھے۔۔۔اور اب دونوں کی ہی توجہ ایک دوسرے پر تھی بس۔۔۔

"تم کر بھی نہیں سکتے تھے۔۔۔ کیونکہ میں نے تمہیں کبھی گھاس ہی نہیں ڈالی۔۔۔" وہ بڑا اترا کر بولی۔۔۔

"اووو۔۔۔ میں بتا دوں میں نے کبھی آپ پہ ٹرائی

مارا بھی نہیں ہے۔۔۔ تم گرل فرینڈ ٹائپ بندی ہی

نہیں ہو"

"کیوں؟؟.. کیونکہ میرے پاس خوبصورت فیگر

نہیں ہے۔۔ میرا رنگ گورا نہیں ہے۔۔ میں موٹی

دکھتی ہوں۔۔ میں۔۔۔" ابھی وہ جذباتی ہو کر تابش

کا سارا غصہ اس پہ اتارنا ہی شروع ہوئی تھی کہ

مقابل فورا ہی اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔۔۔۔

" ویٹ ویٹ ویٹ۔۔۔ تم گرل فرینڈ ٹائپ بندی

نہیں ہو۔۔ مطلب۔۔۔ تم بیوی میٹیریل ہو یار۔۔۔

تبھی تو شادی کر رہا ہوں تم سے پاگل۔۔۔" اس

کے جملے تھے یا سحر انگیز کوئی جادو ---یکدم بریرہ

کے سارے جذبات جو ایک لمحے میں غصے کے اندر

ہائی پیک پہ پہنچ گئے تھے---وہ مکمل ٹھنڈے پڑ

گئے---بلکے ایک عجیب سی خوشی محسوس کی اس

نے اپنے دل میں---

"اب تم مجھے شیشی میں اتارنے کی کوشش کر رہے ہو؟؟؟؟---" وہ رومان احسن شیخ تھا ایک فلم سٹار--- چمکتا ہوا ستارہ--- اگر وہ کسی عام لڑکی سے یہ جملہ ادا کرلئے تو یقینا اس لڑکی نے خوشی سے پاگل ہو جانا تھا--- لیکن اس کی آفت جان کی بات ہی الگ تھی---وہ تو نیت پر ہی شک کرنے لگی---

وہ بے اختیار ہنسا تھا اس کی بات پر۔۔۔

اور وہ ہنسنے والا لڑکا بھول بیٹھا تھا کہ صرف کچھ وقت پہلے اسے خودکشی کے خیالات آرہے تھے۔۔۔وہ پھر سے ڈرگز لینے چلا تھا۔۔

"یار تم تو میری نیک نیتی پہ بھی شک کرتی ہو---میں کہاں جاؤں؟؟" وہ بے بسی سے گویا ہوا----

"کہاں جاؤں مطلب----میرے گھر بارات لانا تم یہی آخری آپشن بچا ہے تمہارے پاس۔ کیونکہ جتنا رائتہ تم پھیلا چکے ہو نا اس کے بعد بھول جاؤ

کہ میں تمہیں چھوڑنے والی ہوں۔۔۔" مانا وہ اسے دیکھ نہیں رہا تھا لیکن اندازہ کر سکتا تھا کے کیسے آنکھیں چھوٹی کر۔۔۔ کڑے تیور و تیکھے سے لہجے میں یہ جملہ ادا کر رہی ہوگی۔۔۔

اور کتنی کیوٹ لگ رہی ہوگی جب وہ اس طرح بول رہی ہوگی۔۔۔

"مت چھوڑنا۔۔۔پلیز مت چھوڑنا۔۔۔ تمھیں خدا کا واسطہ ہے مت چھوڑنا۔۔۔" وہ کہہ کر زور سے ہنسا ۔۔۔تو مقابل نے اسے مذاق گمان کیا۔۔۔جب کہ وہ مذاق میں واقعی منت کر گیا تھا۔۔۔

"کمینا کہیں کا۔۔۔ ہر چیز مذاق ہے ناں تیرے لیے۔۔۔" بریرہ جل کر بولی۔۔۔

اب وہ کیا بتائے کہ مذاق میں وہ اکثر وہ باتیں کہتا ہے۔۔۔جو اسے کہنا چاہتا ہے۔۔۔

"پتا ہے اس نے یہ بھی کہا۔۔۔کہ میں خود کچھ
بھی نہیں ہوں۔۔ " عجیب حال تھا بریرہ کا
بھی۔۔۔لڑنا بھی اسی سے ہے ۔۔۔۔گالیاں بھی
اسے دینی ہیں۔۔۔برا بھلا بھی کہنا ہے۔۔۔اعتبار
بھی نہیں کرنا۔۔۔لیکن اپنا حال دل بیان بھی
اسے ہی کرنا ہے۔۔۔

"ہاں تو بتاتی نا اسے--- کہ سی ایس ایس کا ارادہ

ہے --جیسے میرے سامنے شیرنی بن کے ایٹیٹیوڈ

مار رہی تھی---"

وہ فجر کی آذان کی آواز تھی جو کانوں کی سماعت

سے ٹکرائی تو دونوں کو اندازہ ہوا کہ پوری رات گزار

دی ہے باتوں میں---

بریرہ نے فورا اللہ حافظ کہا چونکہ وہ ایک گھنٹے کی نیند لے کر کالج جانے والی تھی۔۔۔ جب کہ مقابل موبائل جیب میں رکھ کر تھکے ہارے انداز میں کھڑا ہوا۔۔

سامنے اس پڑیا کو رکھا دیکھ۔۔۔منہ بسورا۔۔۔اب

اسے ضرورت نہیں تھی اس کی۔۔۔۔وہ ویسے ہی

بہتر محسوس کر رہا تھا۔۔۔ پڑیا اٹھا کر اس نے

ڈسبن میں ڈال دی۔۔۔۔ اور فرسٹ ایڈ باکس

لاکر۔۔۔اپنے زخموں پر خود ہی دوائی لگانے لگا۔۔۔

انجانے میں ہی صحیح ۔۔۔مگر وہ لڑکی اس کی روح پر لگے زخموں پر مرہم لگا کر چلی گئی تھی۔۔۔

وہ آفت جان ڈرگز سے زیادہ پاور فل و نشہ آور تھی۔۔۔یہی سوچ ۔۔۔وہ مسکرا رہا تھا۔۔۔

"شکر ہے میڈم آپ کو ہوش آگیا ورنہ مجھے تو لگا تھا میری پوری زندگی ہسپتال میں ہی گزرنی ہے "اس کا گلا کافی خشک محسوس ہو رہا تھا۔۔۔اسے پانی کی طلب لگ رہی تھی ۔۔آنکھیں کھول کر اس نے چھت کی جانب دیکھا۔۔۔اور خشک گلے کے ساتھ پانی پانی کرنے لگی۔۔۔

اس کی آواز سنتے ہی کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھا لڑکا فورا چہرے پر ماسک لگا کر۔۔۔ اٹھ کر اس کی جانب آیا۔۔۔

جگ میں سے پانی نکال کر اس کی جانب بڑھایا جسے اس نے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے اپنے ہاتھ میں لے کر آہستگی سے پیا۔۔۔ پینے کے بعد وہ اسے

الجھی نگاہ سے دیکھنے لگی تو مقابل فوراً ہی شکوتا کہ

اٹھا۔۔

"آپ ہیں کون ؟؟؟"طیبہ الجھ کر استفسار کر

رہی تھی۔۔۔ بغور مقابل کا ماسک سے کور چہرہ

دیکھتے ہوئے۔۔۔ ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں

خوف نمایاں تھا۔۔

وہ تو طلال کے ساتھ تھی نا۔۔۔اس کے کمرے

میں۔۔۔پھر وہ یہاں ہسپتال میں کیسے پہنچی؟؟

اور یہ شخص کون ہے؟؟۔۔۔ کہیں طلال نے

اس کی بے ہوشی کا فائدہ اٹھا کر اسے اس لڑکے

کو بیچ تو نہیں دیا۔۔۔ اور اس خیال کے آتے ہی وہ

ڈر گئی تھی

۔۔۔

"میں۔۔ میں حمزہ۔۔۔ میں اپنے ہوٹل کے روم
سے نکل رہا تھا تو مجھے آپ کے رونے کی آواز
آئی۔۔۔۔ مجھے لگا آپ کو ہیلپ کی سخت ضرورت
ہے۔۔۔آپ ڈریں مت۔۔۔آپ کے بوائے فرینڈ
کو نہیں پتہ کہ آپ میرے ساتھ ہیں۔۔ میں چھپ
کر لایا ہوں آپ کو یہاں۔۔۔" حمزہ نے اپنی پوری

پہچان نہیں بتائی (اسے ضرورت محسوس نہیں

ہوئی)۔۔۔مگر اس لڑکی کی آنکھوں میں خوف ابھرتا

دیکھ یہ ضرور بتایا کہ وہ چھپ کر لایا ہے۔۔۔اس

کا بوائے فرینڈ نہیں جانتا کہ وہ اس وقت ہسپتال

میں ہے۔۔۔اس لیے وہ ریلیکس ہو کر رہ سکتی ہے

یہاں۔۔۔

یہ سننے کے بعد کہ وہ مدد کر رہا ہے طیبہ کے دل کو سکون میں آ جانا چاہیے تھا مگر آ نہ سکا کیونکہ اگلا خیال پیسوں کا آیا۔۔وہ ایک وی آئی پی کمرے میں تھی۔۔اے سی چل رہا تھا۔۔۔اور اس کے پاس پیسے نہیں تھے دینے کے لیے۔۔۔ وہ سامنے بیٹھے لڑکے کا احسان کیسے اتارے گی؟؟۔۔۔

اب یہی فکر اسے ستانے لگی۔۔۔

مدد/ ہیلپ / فیور یہ وہ لفظ ہے جو تب تک ہی اچھا

لگتا ہے جب تک مخلصی کے ساتھ طے

پائے۔۔۔لیکن ورکنگ وومن اس بات کو اچھے

سے جانتی ہے کہ غیر محرم کی جانب سے چھوٹے

چھوٹے فیورز بھی کبھی کبھار گلے کا پھندا بن جاتے

ہیں۔۔۔اور وہ پہلے ہی طلال کے پھندے میں

پھنسی ہوئی ہے۔۔۔ کسی نئے پھندے میں نہیں پھنسانا چاہتی خود کو۔۔۔اس لیے اب وہ یہی سوچ رہی تھی کہ کیسے جلد سے جلد اس کے پیسے اتار لے گی۔۔۔

"جزاک اللہ" جب اس لڑکی نے شکریہ ادا کیا تو حمزہ کو محسوس ہوا جیسے وہ کسی مذہبی گھر کی لڑکی ہے۔۔

مگر جس طرح کی ڈریسنگ میں وہ اسے ملی تھی اور جس حالت میں ملی تھی وہ مذہبی گھر کی لڑکیوں کی نہیں ہوتیں۔۔۔

"آمین۔۔۔آپ آرام کریں۔۔۔ میں ڈاکٹر کو بلا لاتا ہوں۔۔۔ وہ آپ کا چیک اپ کر لیں گے۔۔۔"

حمزہ نرمی سے کہتا باہر کی جانب نکل گیا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ ڈاکٹر کے ساتھ جب کمرے میں

واپس داخل ہوا تو اب بیڈ خالی تھا۔۔۔

"شاید واش روم میں ہو۔۔۔آپ ویٹ کر لیں"

حمزہ کو یہی لگا وہ واش روم میں ہوگی اور کہاں جا

سکتی ہے۔۔۔وہ پورے تین دن سے بے ہوش

پڑی ہوئی تھی۔۔۔اور ان تین دنوں میں حمزہ صرف

اپنے کام کے لیے باہر گیا تھا اس کے بعد رات کو

واپس یہیں ہسپتال میں لوٹ آتا۔۔۔ اور بالکل

اس کی ویسے ہی حفاظت کرتا جیسے ایک شوہر کرتا

ہے۔۔۔

تین راتوں سے وہ صوفے پر سو رہا تھا اس وجہ سے اس کی کمر میں بھی درد رہا تھا لیکن وہ برداشت کر رہا تھا اس اجنبی لڑکی کی خاطر۔۔۔

"آپ ایک بار چیک کر لیں۔۔۔ پانچ منٹ گزر گئے ہیں۔۔۔" کوئی آواز نہیں آرہی تھی واش روم سے جب کہ پانچ منٹ گزر گئے تھے۔۔اس لیے

ڈاکٹر نے اپنی گھڑی کی جانب دیکھتے ہوئے حمزہ سے کہا۔۔۔وہ بھی اب تھوڑا فکر مند سہ ہو گیا تھا کہ کہیں وہ واش روم میں ہی تو بے ہوش نہیں ہو گئی۔۔کمزور سی تو ویسے ہی تھی بالکل ہڈیوں کا ڈھانچہ۔۔۔

وہ فورا ہی واش روم کے دروازے کی جانب بڑھا اور آہستگی کے ساتھ ناک کیا ۔۔۔دو تین بار ناک کرنے کے باوجود جب اندر سے کوئی آواز موصول نہ ہوئی۔۔۔تو وہ گھبرا گیا۔۔

اس نے فورا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔۔۔

واش روم اندر سے خالی تھا یہ دیکھ۔۔۔اب وہ

پریشان ہو کر اپنا سر پکڑنے لگا۔۔

"کیا ہوا؟؟...کہاں ہیں آپ کی وائف؟؟۔۔۔

کیا وہ واش روم میں نہیں ہیں؟؟" ڈاکٹر نے جب

اسے اپنا سر پکڑ کر باہر آتے دیکھا۔۔۔تو فورا

استفسار کیا۔۔۔

لیکن وہ لڑکا اب کوئی جواب نہیں دے رہا تھا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"صبح ہی صبح فون---کیا ہو گیا ہے؟؟..." وہ

گہری نیند سے اٹھی تھی یہی سبب تھا کہ اس کی

آواز بھرائی ہوئی ہو رہی تھی جو سننے میں اٹریکٹو

معلوم ہوئی مقابل کو--

جبکہ وہ نہایت جھنجھلائے ہوئے لہجے میں استفسار

کر رہی تھی---

"آج شاپنگ پر چلیں؟ ؟..."

"کیوں؟؟"اس کے لہجے میں احتجاج ابھرا بجائے ایکسائٹمنٹ کے۔۔۔ اور یہ وہ بالکل ری ایکشن نہیں تھا جو رومان گمان کر رہا تھا۔۔

"کیونکہ منگنی کی ڈریسنگ سیم کرنے کا سوچ رہا ہوں ---"

"ماشاءاللہ سے بہت اچھے خیالات ہیں آپ کے --- پوچھنا یہ تھا --یہ مجھے کیوں بتا رہے ہو --" وہ پوری رات کی جاگی ہوئی تھی اپنی پڑھائی کے چکر میں ---اس لیے اس وقت اسے نیند سے

زیادہ پیارا کچھ بھی نہیں تھا۔۔بلکہ وہ چڑھ رہی تھی

۔۔۔کہ اس کی نیند میں ڈسٹرب کر بھی کیوں رہا

ہے وہ شخص۔۔

"بریرہ حسن۔۔ کیا کال ریسیو کرتے وقت نام

نہیں دیکھا تھا؟؟..یا تم میری آواز بھی نہیں

پہچانتی؟؟...اب میں اتنا گیا گزرا بھی نہیں ہو

سکتا یار تمہاری لسٹ میں۔۔۔ یا ہوں؟؟۔۔۔"وہ چڑھ کر استفسار کرنے لگا۔۔۔ ساتھ ہی آخری سوال تک آتے آتے وہ تھوڑا مایوس بھی ہوا۔۔۔

"ڈرامہ کوئین نہ بن یار۔۔۔ میں پہچان گئی تھی آواز۔۔۔ بس ابھی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ سونا چاہتی ہوں۔۔۔" بریرہ کو کوئی لگاؤ نہیں تھا اس

منگنی سے اور یہ بات ہر گزرتے دن کے ساتھ

رومان شدت سے محسوس کرنے لگا تھا۔۔۔

ڈریسنگ سیم کریں گے۔۔انٹری کیسے کریں

گے۔۔۔انگوٹھی کس طرح کی لیں گے۔۔۔کون

سہ سامان آئے گا۔۔کون سہ جائے گا

۔۔۔۔فوٹوگرافر کو ہائر کرنا ہے یا نہیں۔۔۔۔

بیوٹیشن کون سہ ہوگا۔۔۔ بیوٹیشن گھر آئے گا یا وہ

پارلر جائے گی ۔۔۔مہندی کیسی لگوانی ہے۔۔۔۔

یہ ساری باتیں و فکریں جو عموماً لڑکیوں کو لاحق ہوتی

ہیں۔۔۔وہ سب رومان کو تھیں۔۔

اور ایک لڑکا ہوتا ہے ناں۔۔ جسے شادی میں زیرو

انٹرسٹ ہوتا ہے۔۔۔ سارے کام گھر والے

سنبھال رہے ہوتے ہیں اور وہ صرف تیار ہو کر سٹیج پہ بیٹھنے کا کام کرتا ہے۔۔۔وہ حال بریرہ کا تھا۔۔۔اس نے کوئی پلاننگ نہیں کی تھی، اس نے کوئی خواب نہیں سجائے، اس کا کوئی ارمان ان چیزوں سے وابستہ نہیں تھا، اسے تو اپنی منگنی کی ڈریسنگ تک کا کچھ علم نہ تھا۔۔۔یہ سب اس کی والدہ ، کزن، تائی اور دادی دیکھ رہے تھے۔۔

سب ہی اس منگنی کو لے کر بہت ایکسائٹڈ نظر آرہے تھے سوائے خود دولہن کے----

"صبح کا وقت نہیں ہے یہ ---12 بجنے کو ہیں---" رومان نے خاصہ جتاتے ہوئے کہا---

"یار پوری رات جاگی ہوں پڑھائی کے لیے۔۔۔پیپرز ہونے والے ہیں نا۔۔۔" وہ لیٹے لیٹے اور آنکھیں بند کرلئے ہی ساری باتیں کر رہی تھی۔۔۔

"یار جھوٹے منہ ہی تھوڑا انٹرسٹ شو کرلو منگنی بھی کون سہ روز روز ہوتی ہے زندگی میں۔۔۔ ایک

ہی بار ہونی ہے ہماری۔۔۔" مقابل تھوڑا جل کر

بولا۔۔۔

وہ لڑکا بھی تو اپنی ساری مصروفیات چھوڑ کر آیا تھا

نا۔۔۔ کیا وہ اس سے زیادہ بیزی تھی؟؟....

"رومان یہ ساری باتیں ہم بعد میں کریں
گے۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ مجھے واقعی بہت نیند آرہی
ہے۔۔۔ میری تو آنکھ بھی نہیں کھل رہی ہے
یار۔۔۔" وہ خاصہ چڑچڑے لہجے میں اسے بتا رہی
تھی۔۔۔ ساتھ ہی آخری جملہ جتاتے ہوئے ادا کیا
تاکہ مقابل اسے تنگ کرنا بند کر لے اور سونے
دے سکون سے۔۔۔

"یہ تمہارا روز کا ہے۔۔۔ جب تمہیں کال کرتا ہوں تم کچھ نہ کچھ کہہ کر کال کاٹ دیتی ہو۔۔۔ تم خود سیریس کیوں نہیں ہوتیں۔۔۔۔ صرف پانچ دن رہ گئے ہیں ہماری منگنی میں۔۔۔" رومان اسے احساس دلانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"یہ تو صرف تابش کو جلانے کے لیے کی جانے والی
منگنی تھی نا۔۔۔تو تم اتنا سیریس کیوں ہوئے جا
رہے ہو؟؟... تم کون سہ مجھ سے محبت کرتے
ہو یار۔۔۔اور پھر یہ سارا ڈرامہ کرنے کی ضرورت
ہی کیا ہے۔۔۔ہو جائے گی منگنی۔۔۔ایک
انگوٹھی تو پہنانی ہے ایک دوسرے کو۔۔۔"پتہ

نہیں اس کے الفاظ زیادہ کڑوے لگے یا اس کا بے رخی و سنگ دلی بھرا لہجہ---

مقابل کچھ لمحے بول نہ سکا---

اس لڑکی کے لیے یہ ابھی تک صرف تابش کو جلانے کے لیے کی جانے والی مانگی تھی ---

اس کی ایکسائٹمنٹ ۔۔۔اس کی خوشی ۔۔۔اس کے جذبات ۔۔۔اس کی انوالومنٹ ۔۔۔کیا واقعی اس دشمن جان کو کچھ نظر نہیں آرہا تھا؟؟۔۔۔

"بلڈوزر صاحبہ میں تمہیں ایک گھنٹہ دے رہا ہوں ۔۔۔ اٹھو۔۔۔ فریش ہو ۔۔۔ناشتہ کرو۔۔۔ اور

تیار ہو جاؤ شاپنگ پر جانے کے لیے ورنہ ایک گھنٹے

بعد تم جس بھی حالت میں مجھے ملی نا میں اسی

حالت میں اٹھا کے لے جاؤں گا اپنے ساتھ۔۔"

اس نے وارننگ آمیز لہجے میں ۔۔۔ایک ایک لفظ

جتا کر کہتے ہوئے۔۔۔۔کال ڈسکنیکٹ کر

دی۔۔۔

وہ ضرور نظر انداز کر دیتی اگر رومان کے لہجے میں
اتنی سختی نہ ہوتی۔۔۔ بمشکل آنکھیں کھول کر وہ
اب پھرتی سے اٹھ کر بیٹھی۔۔۔

تھوڑی دیر اونگھتے رہنے کے بعد۔۔۔اس نے دوبارہ
رومان کو کال ملائی۔۔۔

"یار ہمارے یہاں نا یہ ایک ساتھ کپل والی شاپنگ نہیں ہوتی منگنی کی۔۔۔ میرا ڈریس امی اور تائی لے کر آگئی ہیں۔۔۔ میں نے دیکھا نہیں ہے لیکن میں تمھیں اس کی ابھی تھوڑی دیر میں تصویر بھیج دیتی ہوں۔۔۔ اس لیے شاپنگ پر جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

"تم مجھ سے بھاگ کیوں رہی ہو؟؟" اس نے نہایت سنجیدگی سے سوال کیا اب--- کیونکہ وہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ لڑکی اس کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا ہی نہیں چاہتی----

"میں نہیں بھاگ رہی یار۔۔۔کیا ہو گیا۔۔۔بس وہی بتا رہی ہوں جو سچ ہے۔۔۔ڈریس آیا ہوا ہے میرا۔۔۔"

"اور جو میں اتنی دیر سے بول رہا ہوں تب کیوں نہیں بتائی یہ بات"

"میں نیند میں تھی یار--- دماغ نہیں کام کر رہا تھا میرا ٹھیک طرح---"

"اوکے--- تو پھر میں گھر آجاتا ہوں تمھارے--- ڈریس دیکھ لیتا ہوں تمہارا تاکہ میچنگ لینے میں آسانی ہو---" وہ فرصت سے گویا ہوا--- ساتھ

ہی ہاتھ میں پکڑئی پیپسی اچھال کر دور پھینکی۔۔۔تو شیفو فورا ہی پیپسی لینے کے لیے بھاگا۔۔۔

"ایک ڈریس دیکھنے کے لیے اتنا دور کیوں آؤ گے؟؟۔۔۔ میں تصویر بھیج دیتی ہوں نا۔۔۔"

"تم نہیں چاہتی میں تمہارے گھر آوں؟؟"

"ایسی بات نہیں ہے میں تو تمہارا ہی خیال کر رہی ہوں ---"

"تم پلیز میرا خیال مت کرو-- بس تھوڑی سی

----"اور وہ کہتے کہتے خاموش ہو گیا... بات

لبوں سے آگے نہ بڑھ سکی---ہمت ہی نہ کر

سکا---

"اچھا جیولری وغیرہ آگئی ہے؟؟"اس نے فرصت

سے موضوع بدلا---

"نہیں۔۔ وہ تو ابھی آنا باقی ہے۔۔۔" یہ سنتے ہی مقابل کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھرئی۔۔

"بس ٹھیک ہے پھر۔۔۔ میں لینے آرہا ہوں۔۔۔ہم جیولری و منگنی کی انگوٹھی لینے چلیں گے۔۔۔۔" وہ تیزی سے گویا ہوا۔۔ اس کے لہجے

میں جو اتنی دیر سے کڑواہٹ سی آرہی تھی وہ اب

بہت حد تک ماند پڑ گئی۔۔۔

"رومان۔۔۔ ہمارے یہاں یہ سب نہیں ہوتا

۔۔ منگنی کی انگوٹھی تم خود لے کر آؤ گے۔۔۔ اور

ہماری طرف والی میری دادی ،تائی و امی وغیرہ لائیں

گی۔۔۔ہم ساتھ نہیں جائیں گے لینے۔۔۔" بریرہ

کے یہاں منگنی کی انگوٹھی لڑکا لڑکی کا ایک ساتھ لینے جانے کا کوئی رواج نہیں تھا۔۔۔ بلکہ عائشہ کی منگنی تک تو لڑکا تک نہیں آتا تھا منگنی میں۔۔۔ انگوٹھی بھی لڑکے کی ماں پہناتی تھی یا دادی ۔۔۔

اسے اچھے سے یاد ہے عائشہ کو اس کی ساس نے پہنائی تھی منگنی کی انگوٹھی۔۔۔ پھر ماحول تھوڑا

ایڈوانس ہوا تو زمر کو انگوٹھی خود زرم نے پہنائی وہ بھی سب کے سامنے لیکن وہ گھر کا بچہ ہے اس کے لیے ہر چیز ویسے بھی بہت چینج ہے---

"اچھا--" رومان کا چہرہ لمحہ بھر میں اترا---

شیفو پیپسی لے آیا تھا اور مسلسل اس کے آگے

منہ میں دبائے ہلا رہا تھا تاکہ وہ اس سے لے اور

دوبارا پھینکے لیکن اس کے منہ سے پیپسی نکالنے

کے بعد -- بجائے دوبارہ پھینکنے کے اس نے

سائیڈ میں ڈال دی -- اور نیچے بیٹھ کر ---اس

کے بال سہلا کر پیار کرنے لگا ---اس لڑکے

کے چہرے پر مایوسی چھائی الگ ہی نظر آرہی

تھی۔۔۔

"اگر داماد بن کے نہیں آنے دے رہیں تم کسی

صورت۔۔۔تو بیٹا بن کے آجاؤں؟؟...بہت کام

ہوں گے گھر میں۔۔۔میں کروا دوں گا" اس کی

بات بہت ان ایکسپیکٹڈ تھی۔۔۔۔ شاید یہی تھی
کہ بریرہ بے اختیار ہنسنے لگی۔۔۔

"تم کام کرواؤ گے ؟؟... تمہیں کام کرنے آتے
بھی ہیں ؟؟؟" وہ مضحکہ خیز انداز میں پوچھنے
لگی۔۔

"بالکل---سارے کام آتے ہیں مجھے---اپنی طرح نکمہ نہ سمجھو---" مانا بریرہ اسے دیکھ نہیں رہی تھی لیکن وہ امیجن کر سکتی تھی وہ کیسے اپنا کالر اچکاتے ہوئے یہ بات اکڑ کر کہہ رہا ہوگا---

"اگر تم واقعی صرف کام کرنے آؤ گے---تو بھلے سے آجاو--" بریرہ کا بس یہ جملہ ادا کرنا تھا کہ وہ

لڑکا تیزی سے پرجوش انداز میں کھڑا ہوا۔۔۔ ابھی وہ کہتا کہ بس میں آرہا ہوں اس سے پہلے ہی مقابل کو کہتے سنا "مگر آج نہیں ۔۔۔"

لمحہ بھر میں رومان کے جذبات بدل گئے احساسات بدل گئے حالات بدل گئے۔۔۔ وہ جو خوشی کی لہر

دوڑی تھی جسم میں۔۔وہ ایک لمحے میں ماند

پڑئی۔۔۔

"آج کیوں نہیں؟؟"اسے شاید خود بھی اندازہ نہ

ہو۔۔۔کہ کس قدر احتجاج در آیا تھا اس کے لہجے

میں۔۔

" کیونکہ ابھی کوئی کام ہی نہیں ہے گھر میں--

وہی روز کی روٹین چل رہی ہے---ہاں منگنی سے

ایک دن پہلے ہوگا---تب آجانا---"

" کام کیوں نہیں ہے تمہارے گھر میں؟؟..پانچ

دن بعد منگنی ہے--- مہمانوں کو کارڈ وغیرہ سب

لاسٹ موومنٹ پر باٹو گے کیا؟؟"

وہ الجھ کر پوچھنے لگا۔۔۔

"ہم زیادہ مہمانوں کو بلا ہی نہیں رہے

اب۔۔۔تمہاری امی نے کہا ہے کہ وہ سادگی سے

چاہتی ہیں۔۔۔تو دادی نے کہا پھر زیادہ لوگوں کو

بلانا اچھی بات نہیں ہوگی ۔۔۔ اس لیے منگنی گھر

کی چھت پر ہی ہو گی۔۔ گلی محلے والوں کو یا رشتہ

داروں کو کسی کو نہیں بلا رہے سوائے

پھوپھو۔۔۔زینیا بھابھی کی فیملی۔۔تبریز تایا کی

فیملی کے۔۔۔"بریرہ کی بات سنتے ہی وہ چونکا

"میری مام نے کب کہا تم سے۔۔۔کہ انہیں

سادگی سے چاہیے؟؟"وہ الجھے سے لہجے میں۔۔۔

اس کی والدہ جو شیفو کا برتھ ڈے بھی بڑے

پیمانے پر کرتی ہیں اور ہزاروں لوگوں کو بلا لیتی ہیں

---انہیں تو بس موقع چاہیے ہوتا ہے پارٹی کر کے

لوگوں کو بلانے کا---گیدرنگ کرنے کا

---کنیکشن بڑھانے کا---وہ اپنے سگے بیٹے کی

منگنی سادگی سے کرنا چاہتی ہیں؟؟؟...یہ بات ہی

اسے حیران کر گئی تھی---اور اگر ایسا ہے بھی

---تو اس سے پوچھے بغیر اتنا بڑا فیصلہ کیسے ہو گیا؟؟...

"پر سورات کو فون کر کے کہا انھوں نے--- ورنہ میرے گھر میں تو شادی کا سماں بندھ گیا تھا پورا--- سب اتنا ایکسائٹڈ تھے لیکن جب انھوں نے کہا سادگی سے کرنا ہے تو پھر کیا ہی رہ گیا---ایک

انگوٹھی تو پہنانی ہے اور دو تین لوگوں کو کھانا کھلانا ہے اس لیے سب نارمل ہو گئے۔۔"اس کی بات سنتے ہی رومان کے ہونٹوں کے کناروں پر ہلکی سی مسکان نمودار ہوئی۔۔۔ اور وہ مسکان بہت معنی خیز تھی۔۔۔

"اچھا۔۔۔انٹی سے بات کرانا میری ۔۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

"وہ نیچے ہوں گی یار۔۔ مجھے ہی بتا دو کیا بولنا ہے۔۔۔میں تمہارا میسج ان تک پہنچا دوں گی۔۔۔" وہ سستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔۔۔

"نہیں۔۔ میں خود بات کروں گا تم فون دو

انہیں۔۔" مقابل گمبھیر لہجے میں۔۔۔

"یار میں نے منہ بھی نہیں دھویا ہے۔۔۔"

"سست عورت اٹھو۔۔اور بات کراؤ میری۔۔۔"

اس کا لہجہ اس بار ڈپٹ والا تھا۔۔۔

"اچھا بابا۔۔۔ غصہ کیوں ہو رہے ہو۔۔۔کرواتی ہوں۔۔۔" نہ چاہتے ہوئے بھی وہ بستر چھوڑ کر بیڈ سے اترئی۔۔۔

"ویسے میرے ہونے والے سرتاج۔۔۔اگر آپ کی اجازت ہو تو فریش ہو جاؤں۔۔۔ صرف پانچ نہیں

سات۔۔۔اچھا دس۔۔۔ہاں دس منٹ لگیں

گے۔۔ورنہ نیچے دادی کے واش روم میں جانا

پڑئے گا۔۔۔اور وہاں نا لاسٹ ٹائم میں نے

ککروچ دیکھا تھا وہ بھی بڑا والا۔۔۔ اور پتہ ہے وہ اڑ

بھی رہا تھا۔۔۔"اس لڑکی کی بات سنتے ہی وہ جو

سنجیدہ بیٹھا تھا اپنا سر پکڑنے لگا۔۔۔ ایک بے بس

سی ہنسی تھی جو اس کے لبوں پر آٹھری تھی۔۔۔

نہ وہ اس کی باتوں کو سیریس لیتی ہے۔۔۔۔نہ وہ اس سے شرماتی ہے۔۔۔نہ وہ اس کے سامنے لچک دکھاتی ہے۔۔اور نہ ہی وہ اس میں ذرہ برابر بھی انٹرسٹ شو کرتی ہے۔۔۔آخر کیسے ہوگی اس دشمن جان کو اس سے محبت؟؟... کبھی ہو گی بھی یا نہیں؟؟

"اوکے جاو۔۔۔ لیکن لائن مت کٹ کرنا میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔"

"اوکے اوکے۔۔۔" کہتے ہوئے بھی اس نے لائن کاٹ دی تھی۔۔۔

وہ دشمن جان اس کی ذرا نہیں سنتی۔۔۔یہی

سوچتے ہوئے رومان نے اپنا سر جھٹکا۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"کیا کہا اس نے آپ سے؟؟؟" وہ کان لگا کر

سننا چاہتی تھی۔۔مگر اس کی والدہ نے اسے

کمرے سے باہر جانے کو کہا ۔۔۔ جب تھوڑی دیر

بعد ان کی بات ختم ہو گئی اور وہ خود اس کا سیل

دینے باہر نکلیں ۔۔۔۔ تب وہ نہایت تجسس سے

استفسار کرنے لگی ۔۔

" کچھ نہیں ۔۔ تمہارے کپڑے اور چوڑیوں کا ناپ

مانگ رہا تھا ۔۔۔ میں نے بتا دیا کہ اس کی والدہ

(عروج) نے پہلے ہی لے لیا ہے---"یاسمین خاتون خاصہ سنجیدگی سے جوابدہ ہوئیں---

"یہ تو کوئی سیریس بات نہیں تھی---پھر آپ نے مجھے کمرے سے کیوں نکالا؟؟" بریرہ الجھ کر تیزی سے پوچھ اٹھی---

"ہاں۔۔۔ وہ کچھ اور بات بھی کر رہا تھا"

"وہ کیا؟؟"اس لڑکی نے پھر بڑے اشتیاق سے

پوچھا۔۔

"سب تمہیں بتا دوں۔۔۔ اماں ہو تم

میری؟؟..جاؤ جا کر منہ ہاتھ دھو کر آؤ۔۔۔رال

لگی ہوئی ہے چہرے پر--- لوگوں کے گھروں میں

دوپہر کے کھانے کی تیاری چل رہی ہے اور میرے

گھر میں صبح ہی نہیں ہو کے دے رہی ہے میری

شہزادی کی---- چلایا ہوگا پوری رات بیٹھ کر

موبائل--- کتنی بار کہا ہے نظریں کمزور ہو جائیں

گی---مگر نہیں--- کہاں سننا ہے ہم بڑوں

کی-- ہم تو پاگل ہیں جو عقل کی بات سیکھاتے

ہیں۔۔۔" بات شروع کہیں سے بھی ہو آخر میں سارا نزلہ موبائل پر ہی گرتا ہے آکر ان کا۔۔۔ مگر سمجھ یہ نہیں آرہا تھا آخر یہ بن موقعے کی قوالی اسے سننی پڑ کیوں رہی ہے؟؟...اس نے ایسا کیا پوچھ لیا؟....

یقیناروما ن نے ایسی کوئی بات کہی ہے جو وہ اس
سے شیئر نہیں کرنا چاہتیں۔۔۔مگرایسی کیا بات
ہوسکتی ہے بھلا۔۔۔

"آخر کیا بات ہوئی ہے امی اور روما ن کے
درمیان؟؟"اس کے پیٹ میں تو مروڑ اٹھ رہے
تھے جاننے کے لیے مگر وہ جانتی تھی امی نے نہیں

بتانا۔۔۔اور اگر زیادہ پوچھے گی تو اپنی عزت اپنے

ہاتھوں ہی ہے۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

وہ چھت پر کپڑے سکھا رہی تھی۔۔۔جب اسے محسوس ہوا۔۔۔کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔۔۔اس نے سامنے کی جانب دیکھا تو رافع کھڑا نظر آیا۔۔۔

اس کی نظریں عام بھائیوں جیسی ہوتیں تو اسے کبھی محسوس بھی نہ ہوتا۔۔۔اور وہ اپنے کام میں مگن رہتی لیکن ایسا نہیں تھا۔۔۔وہ بہت وقت سے

محسوس کر رہی تھی کہ رافع کی نظریں اچھی نہیں

ہیں اس پر۔۔۔

"تم چھت پر اس وقت ۔۔۔ یہاں کیا کر رہے

ہو؟؟....کوئی کام تھا؟؟..."وہ کافی دیر سے

اسے گھور گھور کے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اسے لگا نہیں

تھا کہ زینیا یوں سامنے سے آکر سوال کر لے گی

---وہ لمحہ بھر میں مکمل سٹپٹا گیا تھا---

"وہ-- وہ-- میں---میں---بائیک دھو رہا تھا تو

زمر پاگل نے پائپ مجھ پہ کر دیا---تو میں سارا

بھیگ گیا---بس اس لیے دھوپ میں کپڑے

سکھانے آیا تھا---" کچھ لمحے تو اس کے منہ میں

الفاظ بھی نہیں آ رہے تھے --- پھر جیسے دماغ کام

کیا اور وہ تیزی سے ہڑبڑاتے ہوئے گویا ہوا---

"مگر تمہارے کپڑے تو گیلے نہیں ہیں--- اور اگر

دھوپ کھانی ہی ہے تو یہاں کھڑے ہو کر کیوں

کھا رہے ہو؟؟...وہاں گرل کی سائیڈ

جاؤ---وہاں زیادہ اچھی آئے گی---" زینیا نے

نہایت کرخت لہجے میں بات کی۔۔۔ ساتھ ہی غرا کر

دیکھتی رہی۔۔۔جو اشارہ تھا کہ یہ مت سمجھنا کہ تم

مجھے بیوقوف بنا سکتے ہو یا میں نہیں سمجھ رہی کہ تم

اس وقت کس نظر سے مجھے دیکھ رہے تھے۔۔۔

جبکہ دوسری جانب رافع کی ہمت نہیں ہو رہی تھی

کہ وہ نظر اٹھا کر اسے اب دیکھ بھی لے۔۔۔

"اچھا--- بھابھی---" وہ فوراً ہی نظر جھکائے کہتا

---اس کے برابر سے گزر کر آگے بڑھا---

♡*Husny Kanwal*♡

بریرہ ٹیرس پر کھڑے ہو کر تابش کے گھر کا سامان

لوڈ ہوتے دیکھ رہی تھی ٹرک میں---

"یہ سب کیا ہو رہا ہے؟؟" معظم اس کے پاس سے ہی گزر رہا تھا جب بریرہ نے بڑے تجسس کے ساتھ اس سے سوال کیا۔۔۔

"یہ لوگ گھر چھوڑ کر جا رہے ہیں۔۔۔"

اور وہ الفاظ تھے یا ایٹم بم--- اسے اپنے دماغ کے

پرخچے اڑتے محسوس ہوئے---

لگا جیسے کسی بلیک ہول میں گر گئی ہے وہ---

سانس آنے میں پرابلم ہونے لگی----

کتنے ہی لمحے تک اس کے کان سائیں سائیں کرتے رہے---

اس نے دونوں ہاتھوں سے ٹیرس کی گرل کو مضبوطی سے پکڑ لیا--- ورنہ اسے لگا تھا وہ گر جائے گی---

وہ جا رہا تھا۔۔۔ وہ گھر چھوڑ کے جا رہا تھا۔۔۔وہ محلہ چھوڑ کے جا رہا تھا۔۔۔اب اسے شاید کبھی نہیں دیکھ پائے گی۔۔۔

"کہ۔۔ کہاں جا رہے ہیں؟؟" اپنی آواز بھی اسے دور کہیں کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔۔

"پتا نہیں۔۔۔ نہ اس نے بتایا اور نہ میں نے پوچھا۔۔۔ اچھا ہی ہے کے وہ چلا جائے یہاں سے۔ "۔

"مگر وہ تو کافی سالوں سے ہیں اس محلے میں۔۔۔ پھر اچانک کیا ہوا؟؟؟" اس لڑکی کو خود

بھی اندازہ ہو گا کس قدر احتجاج تھا اس کے لہجے میں۔۔۔ کس قدر غم ۔۔۔ کس قدر تکلیف۔۔۔ کے جیسے جان نکل رہی ہو۔۔۔ اور جان ہی تو نکل رہی تھی۔۔۔

"مجھے دادی بلا رہی ہیں۔۔۔" معظم آہستگی سے

کہتا۔۔۔وہاں سے چلا گیا۔۔۔ وہ شاید اس موضوع

پر بات بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

بریرہ وہیں کھڑی رہی۔۔۔ یہاں تک کہ اس نے

سارا سامان لوڈ ہوتے اور ٹرک کو جاتے

دیکھا۔۔۔ پھر تابش اور اس کے پیرنٹس کو گھر سے

نکل کر گاڑی میں بیٹھتے ہوئے دیکھا۔۔۔اس لڑکے نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر اس کے گھر کی جانب نہیں دیکھا۔۔۔

وہ کتنا سنگدل تھا کہ ایک بار نظر اٹھا کر دیکھا تک نہیں۔۔۔ اور وہ کتنی بے بس تھی اس محبت کے ہاتھوں ۔۔کہ ایک بار بھی نظر نہ ہٹا سکی۔۔۔ یہاں

تک کہ وہ گاڑی میں بیٹھ کر اس کے سامنے ہی

وہاں سے چلا گیا----

وہ وائٹ کلر کی بی ایم ڈبلیو نہیں جا رہی تھی

صرف وہ تو بریرہ کے خوابوں و ارمانوں کا جنازہ جا رہا

تھا---

اور وہ لڑکی بے بس سی کھڑی آنکھوں میں آنسو لیے

اسے جاتا دیکھتی رہی۔۔۔

کیوں سب کے لیے اتنا آسان ہے اسے چھوڑ دینا

اور کیوں وہ نہیں چھوڑ پاتی؟؟۔۔۔ کیوں لوگ

اسے بھول جاتے ہیں ۔۔۔اور وہ نہیں بھول

پاتی۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

اسے شدت سے بھوک لگی ہوئی تھی لیکن وہ اپنے
گھر نہیں گئی اس خوف سے کہ طلال کہیں اسے
ڈھونڈتا ہوا وہاں ناں آکر بیٹھ گیا ہو۔۔۔

وہ روڈوں پر ماری ماری پھر رہی تھی پورا دن---

ہسپتال سے بھی اس لیے بھاگ آئی کیونکہ اس

کے پاس پیسے نہیں تھے ہسپتال کا بل ادا کرنے

کے لیے---

اس نے ہسپتال سے ہی ایک نرس کے کپڑے چرا

کر پہن لیے تھے---

وہ ایک روڈ پہ بنا ہوا تین منزلہ ریسٹورنٹ تھا۔۔۔

جہاں سے گزرتے وقت بھوک کی شدت کا یہ عالم

ہوا کہ اسے لگا وہ ایک قدم اور نہیں چل پائے

گی۔۔۔جب کچھ سمجھ نہ آیا تو ریسٹورنٹ میں داخل

ہو گئی۔۔۔ وہاں زیادہ تر کپلز بیٹھے ہوئے تھے پھر

ایک لڑکے پر نظر پڑئی۔۔ وہ لال کیپ لگائے

ہوئے تھا اور چہرہ نیچے کی جانب تھا۔۔۔اس کے
آگے کی ٹیبل کھانوں سے سجی ہوئی تھی ۔۔۔سب
تھوڑا تھوڑا کھایا ہوا تھا اور باقی بچا ہوا رکھا نظر آیا اسے
۔۔۔

وہ لڑکا ٹیشو سے اپنے ہاتھ صاف کر رہا تھا مطلب وہ
یہ کھانا چھوڑ کے جانے والا تھا جب یہ چیز طیبہ نے

دیکھی تو وہ مزید خود کو روک نہ سکی اور اس کی سامنے والے چیئر پر جا کر بیٹھ گئی اور نہایت للچائی ہوئی نظروں سے اس سارے کھانے کو دیکھنے لگی---

اس لڑکے نے اپنا ماسک لگانے کے لیے جب نظر اٹھائی---تو ایک خوبصورت سی لڑکی کو جو ریڈ فراک

اور بلیک ٹراؤزر میں ملبوس تھی اپنے سامنے چیئر پر بیٹھا دیکھ چونکا۔۔۔

اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں تھیں۔۔۔ اور کیونکر نہ پھیلتیں۔۔۔پورے دن جس لڑکی کو ڈھونڈتا رہا وہ اب خود ہی اس کے سامنے آکر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

وہ اس خوبصورت مگر بے حال سی لڑکی کو دیکھ رہا

تھا۔۔۔اور وہ صرف کھانے کو۔۔۔۔اس کی نظر

ایک لمحے کے لیے بھی کھانے سے ہٹنے کے لیے

تیار نہ تھی۔۔۔اور جن نگاہوں سے وہ دیکھ رہی تھی

مقابل کے لیے جاننا مشکل نہیں تھا کہ وہ بہت

بھوکی ہے۔۔۔

اس نے چہرے پر ماسک لگایا۔۔۔اتنی دیر میں

مقابل نے رول اٹھا لیا تھا۔۔۔اسے لگا وہ بس جا رہا

ہے۔۔۔

پورے جسم میں کھچاو ہونے لگا تھا بھوک کی شدت

کے مارے۔۔۔پھر ہاتھ پاوں کپکپاتے سے

محسوس ہوئے ۔۔۔اس نے انہی لرزتے ہاتھوں

سے رول اٹھایا تھا اور پھر انتظار نہ کیا۔۔۔ جلدی

جلدی کھانے لگی۔۔۔

وہ ماڈل تھی۔۔۔ اور ماڈلز بہت احتیاط کرتی ہیں

اپنے کھانے پینے کو لے کر۔۔ان کا سب سے بڑا

گول صرف ڈریس میں فیکس آنا ہوتا ہے ورنہ انھیں

ریپلیس کر دیا جائے گا دوسری ماڈلز سے-- مشہور ہے--

it's not the model's size that dictates the dress size

but the dress size dictates the model's size

اس لیے وہ کبھی بھی اپنی پسند کا کھانا یا چیزیں

نہیں کھاتیں۔۔۔انھیں اپنا فیگر مینٹین رکھنا ہوتا ہے

جو ہر ڈریس میں آجائے۔۔۔

Height 5'9"_6"

Age:16 _21

Bust :25"_28"

Waist: 22"_26"

Hips: 28"_30"

اس فیگر کو مینٹین رکھنے کے لیے صرف ایسی

چیزیں کھاتی ہیں جس سے گزارا ہو جائے اور ان کا

وزن بھی نہ بڑھے۔۔۔ اور کبھی کبھار تو یہ کھانا

کھانے کے بعد خود اپنے منہ میں انگلیاں ڈال کر

الٹی کر دیتی ہیں تاکہ ان کا فیگر برقرار رہ۔۔۔ لیکن

آج وہ اس بات کا بالکل خیال نہیں کر رہی

تھی۔۔۔اس کا دماغ کام ہی نہیں کر رہا تھا۔۔۔دو

دن سے وہ بے ہوش تھی۔۔۔ دوائیوں اور ڈرپس

کے زیر اثر رہی اور ان دوائیوں کی وجہ سے شاید اتنا

خطرناک ری ایکشن تھا اس کی باڈی میں۔۔۔کہ

اس کے ہاتھ بری طرح لرز رہے تھے۔۔کہ جب وہ کھا بھی رہی تھی تو اس کے ہاتھ پاؤں مسلسل کپکپا رہے تھے اور دل بھاری ہو رہا تھا۔۔۔ ساتھ ساتھ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ جنہیں وہ صاف کرنے کی بھی زحمت نہیں کر رہی تھی ۔۔۔

"جھوٹا کھانے کی ضرورت نہیں ہے آپ کو۔۔۔
میں دوسرا منگوا دیتا ہوں۔۔۔" حمزہ نے بہت
نرمی سے کہا مگر وہ کب سن رہی تھی۔۔۔

بہت کم لوگ روتے ہوئے خوبصورت لگتے ہیں۔۔
اور وہ لگ رہی تھی۔۔۔

"آپ آرام سے کھائیں کوئی جلدی نہیں۔۔۔۔"

وہ نرمی سے گویا ہوا۔۔ساتھ ہی ویٹر کو بلا کر وہ کھانا آرڈر کرنے لگا۔۔۔

"کافی، چائے، کولڈ ڈرنک کیا۔۔ کیا منگاؤں؟؟"

طیبہ کی جانب دیکھتے ہوئے اب وہ نرمی سے استفسار کر رہا تھا۔۔۔

جواب تو وہ تب دے۔۔۔جب اس کا دماغ کام

کرئے۔۔۔اس لڑکی کا تو دماغ ہی کام نہیں کر رہا

تھا۔۔۔ بھوک کی شدت سے بالکل مفلوج ہو گیا

تھا۔۔وہ صرف کھائے جا رہی تھی جلدی

جلدی۔۔۔کہ بس کسی طرح اپنے جسم کو سکون

دے ۔۔۔اس تکلیف سے خود کو نکالے جسے وہ

صبح سے برداشت کر رہی ہے ۔۔

"وائفی وہ ڈریس اتنا خاص نہیں تھا کہ تم اس کے

لیے بیٹھ کر رو۔۔۔اچھا چپ ہو تم۔۔ میں دلا دوں

گا بس۔۔۔" ویٹر اور باقی اردگرد کے لوگ بڑی

عجیب نگاہوں سے طیبہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔اس

لیے حمزہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے برابر

والی چیئر پر آکر بیٹھا۔۔۔اور ٹیشو اٹھا کر اس کے

آنسو صاف کرنے لگا۔۔۔ ساتھ ہی اپنی باتوں سے

اس نے ایسا تاثر دیا جیسے وہ میاں بیوی ہوں اور وہ

صرف ایک ڈریس کی وجہ سے اتنا رونا دھونا کر رہی

ہو۔۔

"دیکھ کیا رہے ہو؟؟..جاؤ--"اب اس نے ویٹر

کی جانب دیکھ---ذرا سختی سے کہا--- تو وہ آخری

نظر طیبہ پر ڈال کر--اثبات میں سر ہلا کر چلا

گیا---

"میرا جھوٹا مت کھائیں--- ویٹر کو آرڈر کر دیا ہے

میں نے--پانچ منٹ ویٹ کر لیں---"اس

کے ہاتھ کا رول ختم ہوا تو اس نے فوراً ہی دوسری

پلیٹ میں جو پاستا رکھا تھا اسے کھانا شروع کیا تو

حمزہ نرمی سے اسے روکنے لگا۔۔۔ مگر وہ ابھی بھی

کہاں اس کی سن رہی تھی۔۔۔

ویٹر نے جیسے ہی ٹیبل پر منرل واٹر کی بوتل

رکھی۔۔۔ طیبہ جو تیز تیز کھانا کھا رہی تھی اور اسے

ایسا فیل ہو رہا تھا سب گلے میں پھنستا جا رہا

ہے۔۔۔اس نے فورا ہی پانی کی بوتل کی جانب

ہاتھ بڑھایا۔۔۔مگر حمزہ نے اس کی مدد کے لیے

بوتل اس سے پہلے اٹھالی۔۔۔ اور کیپ کھول کر

اس کے آگے بڑھائی۔۔۔ صرف پانی کی بوتل لینے

کے لیے طیبہ نے اس حسین لڑکے کی جانب دیکھا

۔۔۔

اس لڑکی کی سنہری آنکھیں جب ڈارک براؤن آنکھوں سے ملیں۔۔۔تو اسے ایک لمحہ نہ لگا یہ پہچاننے میں۔۔۔کہ یہ وہی لڑکا ہے جس نے طلال سے اسے بچایا ہے اور ہسپتال میں ایڈمٹ کیا تھا۔۔۔

اس سے نظریں ملتے ہی پہلا خیال بھاگ جانے کا

آیا۔۔۔چونکہ اب تو ہسپتال کے بل کے ساتھ

ساتھ ریسٹورنٹ کا بل بھی شامل ہو گیا تھا لیکن

پھر خیال آیا۔۔۔پہلے پیٹ بھر لے ۔۔پھر بھاگے

گی ریسٹ روم جانے کا بہانہ بنا کر۔۔۔

جب آپ بہت کم کھاتے ہو یا زیادہ تر بھوکے رہتے ہو تو آپ کے خوارک بھی کم ہو جاتی ہے--- یہی اس لڑکی کا حال تھا کہ صرف آدھا بچا ہوا وہ چکن رول اور تین چار چمچے پاستا کھانے کے بعد اس کا پیٹ فل ہو گیا تھا---

"میں ریسٹ روم سے آتی ہوں---"ٹیشو سے ہاتھ صاف کرنے کے بعد وہ نرمی سے کہتی ہوئی اٹھی---مقابل نے کچھ نہ کہا بس اثبات میں ہلکا سر ہلا دیا کہ ٹھیک ہے چلی جاؤ---

اپنے پلان کے مطابق وہ فریش ہونے کے بعد

تیزی سے ریسٹورنٹ کے دروازے کی جانب

بڑھی---

اس نے ریسٹورنٹ سے باہر نکلتے ہی ایک گہرا

سانس لیا-- وہ کافی اچھا فیل کر رہی تھی

اب---دل ہی دل تو خوش بھی تھی کہ کھانا کھا

لیا اور پیسے بھی پے نہیں کرنے پڑے اور وہ اس لڑکے کو چکمہ دے کر نکلنے میں کامیاب بھی ہو چکی ہے---

ابھی اسی خوشی میں مسرور ہو کر اس نے ایک قدم آگے بڑھایا تھا---کہ کانوں کی سماعت سے نرم مگر بھرم دار آواز ٹکرائی---

"اب اتنی بھی ناراضگی اچھی نہیں ہے وائفی---

کہ مجھے اکیلا ریسٹورنٹ میں چھوڑ کر چلی جاؤ---"

وہ حمزہ تھا جو دیوار سے ٹیک لگائے پرسکون انداز میں

کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا---

وہ جانتا تھا وہ لڑکی پھر بھاگنے کی کوشش کرئے گی اس لیے پہلے ہی باہر آ کے کھڑا ہو گیا تھا---

"تم" اس نے ڈرتے ڈرتے پیچھے پلٹ کر دیکھا--

ہاں یہ وہی تھا جس سے وہ بھاگ رہی تھی--

"تم نہیں آپ---یہ ناچیز ہسبینڈ ہے آپ کا تین

دن سے --تھوڑی تو عزت کریں---" وہ مسکرا

کر کہتا ہوا اس کی جانب آیا تھا ساتھ ہی اس کی

نازک کلائی کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لیا اس

سے پہلے کہ وہ پھر بھاگنے کا سوچے---

"کہاں ؟؟.. کہاں لے کر جا رہے ہو مجھے ؟؟" وہ اسے اپنے ساتھ لے جانے لگا تو وہ تیزی سے پریشان ہو کر استفسار کرنے لگی ۔۔۔ ساتھ ساتھ اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش جاری تھی ۔۔۔

"انسان اپنی وائف کو کہاں لے کے جاتا ہے ۔۔ اپنے گھر ناں" اس نے گاڑی کا ڈور کھولتے

ہوئے۔۔۔اس کی جانب دیکھ۔۔۔جتاتے ہوئے کہا۔۔۔

"میں ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں اگر تمہیں لگتا ہے نا کہ تم یہ تھوڑا سہ کھانا کھلا کر مجھے اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو۔۔ تو یہ تمہاری بھول ہے۔۔۔مجھے بتاؤ کتنے پیسے ہوئے۔۔۔میں پے کر دوں گی" ایک

روپیہ نہیں تھا اس کے پاس دینے کے لیے --

حتی کہ کپڑے بھی چوری کے پہنے ہوئے تھے ---

موبائل ڈاکومنٹس سب طلال کے پاس تھے---

اپنے گھر بھی نہیں جا سکتی تھی چونکہ ڈر تھا کہ

طلال یا اس کے بندے وہاں پہلے سے موجود نہ

ہوں اسے پکڑنے کے لیے--- پھر بھی بڑا اکڑ کر

بھرم سے بولی---

"دیکھیں میں آپ کی ساری باتیں سن چکا ہوں

اس رات ۔۔۔اور میں جانتا ہوں آپ کس سچویشن

میں ہیں۔۔۔۔آپ کے ڈاکومنٹس لینے کے چکر

میں، میں آپ کے بوائے فرینڈ سے پنگا نہیں لے

سکتا کیونکہ اس سے مجھے بہت نقصان ہو سکتا ہے

وہ کافی پاور فل ہے میں نے معلوم کروایا ہے اس

کے بارے میں لیکن میں آپ کی مدد کرنا چاہتا

ہوں۔۔۔اس لیے میں آپ سے شادی کرنے کے

لیے تیار ہوں پھر اپنے نام سے منسوب کر کے میں

آپ کے سارے ڈاکومنٹس نئے بنوا دوں گا

۔۔ڈاکومنٹس بنتے ہی آپ واپس اپنے ملک جا

سکیں گی۔۔۔نئے ڈاکومنٹس کی خاطر آپ کو مجھ

سے شادی کرنی پڑے گی اور ایک یا ڈیڑھ مہینے

میرے ساتھ رہنا پڑے گا۔۔۔آپ کے پاس ویسے

بھی جانے کے لیے کوئی دوسری جگہ ہے نہیں

۔۔۔کھانا وانا سب مل جائے گا آپ کو۔۔۔میں گھر

کم ہی آتا ہوں ۔۔۔کام پر ہوتا ہوں زیادہ تر تو ڈیڑھ

مہینہ مجھے نہیں لگتا زیادہ ٹف ہو گا آپ کے لیے

۔۔۔پھر جیسے ہی ڈاکومنٹس آ جائیں ۔۔۔آپ چلی

جائیے گا اپنے ملک۔۔۔اب اگر آپ کو لگتا ہے کہ

آپ کو میری ہیلپ چاہیے تو آپ گاڑیاں میں بیٹھ

جائیں ورنہ گاڑی کا ڈور کھول کے جا رہا

ہوں۔۔۔آپ بند کر کے چلی جائیے گا۔۔۔میں

واقعی ہیلپ کرنا چاہتا ہوں آپ کی۔۔۔۔مگر فیصلہ

آپ کا ہے۔۔۔آپ کو ہیلپ لینی ہے یا

نہیں"اپنی بات کہنے کے بعد وہ گاری کا ڈور کھول

کر چلا گیا تھا دوسری جانب۔۔۔

طیبہ نے دیکھا وہ گاڑی میں بیٹھ گیا ہے۔۔۔

وہ اس اجنبی کو جانتی تک نہیں تھی۔۔۔ابھی تو اس کا چہرہ تک نہیں دیکھا تھا اعتبار کیسے کر لے؟؟... مگر اعتبار کرنے کے علاوہ کیا اس کے پاس کوئی چارہ تھا؟؟...

زیادہ سے زیادہ وہ کیا ہی مانگ لے گا بدلے

میں۔۔اس کا جسم ۔۔۔وہ تو اس نے پہلے ہی

بہت بار بیچا ہے ماڈل بننے کے چکر میں ۔۔۔اپنے

پاور فل رابطے و فیوچر بنانے کے چکر میں ۔۔۔اپنا

نام بنانے کے چکر میں۔۔ اب اس دلدل سے نکلنے

کے لیے ایک بار اور سہی ۔۔۔ کم از کم وہ واپس

اپنے گھر جا سکے گی۔۔۔ مگر کیا بھروسہ ۔۔ کہیں وہ

طلال کی طرح چھوٹا نکلا تو۔۔۔ طلال نے بھی کتنی

بار یہ کہا کہ یہ آخری بار ہے۔۔۔ اس کے بعد اسے

ڈاکومنٹ دے کر گھر جانے دے گا۔۔۔مگر کیا

اس نے دیے۔۔ نہیں۔۔۔

پھر اس نے وعدہ کیا تھا خود سے--- کہ وہ اب اپنا جسم نہیں بیچے گی--- تو کیا وہ اپنا وعدہ خود توڑنے جا رہی تھی ؟؟؟--- نہیں--- وہ وعدہ نہیں توڑ سکتی اپنا---

"وہ لڑکا کہہ رہا ہے ناں ---وہ نکاح کر لئے گا---" جیسے خود ہی کو تسلی دی---

کافی دیر تک وہ کھڑی سوچتی رہی مقابل بھی سکون سے گاڑی میں بیٹھا رہا ایک بار بھی گاڑی کا ہارن تک نہ بجایا۔۔۔کہ جلدی کرو۔۔۔ جانتا تھا وہ ڈرئی ہوئی ہے۔۔۔ سوچنے میں وقت لے گی۔۔

تقریبا پورے 22 منٹ بعد وہ لڑکی گاڑی کے اندر آ بیٹھی۔۔۔

"سیٹ بیلٹ پلیز۔۔" مقابل نے نرمی سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا کر۔۔۔۔ فورا سیٹ بیلٹ لگائی۔۔۔

گاڑی سٹارٹ ہوتے ہی اس نے اپنا سر پیچھے

سیٹ سے ٹکا کر آنکھیں موند لی تھیں۔۔۔وہ نہیں

جانتی اس کی زندگی اب اسے کہاں لے کر جا رہی

تھی۔۔۔کون سے نئے راستے اور نئی تکلیفیں اس

کی منتظر تھیں۔۔۔بس خدا پہ یقین و بھروسہ۔۔۔کہ

جب اس نے توبہ کرلی ہے۔۔۔اور وہ اس دلدل

سے نکلنا چاہتی ہے تو اس کا خدا اسے نکال دے

گا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"کبھی سوچا ہے ان مردوں کے سہاروں کے بغیر

تم کہاں کھڑی ہو؟؟... تم خود کیا ہو

بجائے ...؟؟؟ ہے پہچان کیا اپنی تمہاری ...؟؟

اس کے ---کہ کچھ پڑھتی و بنتی اور پھر مجھے

معاشرے کا کوئی اہم فرد بن کے دکھا کر جواب

دیتیں--- تم نے تو منگنی کرلی --- ایسے جواب

دو گی تم مجھے؟؟؟...ایسے جلاؤ گی؟؟؟..."

کتاب کب سے اس کے سامنے کھلی رکھی تھی مگر

وہ پڑھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔ تابش کے جملے ابھی تک اس کے دماغ میں گھوم رہے تھے۔۔۔۔

اس کا دل شدید بھاری ہونے لگا تھا۔۔۔ آنکھوں میں بار بار آنسو آ رہے تھے جو کتاب پر گرنے لگے۔۔۔ کتاب خراب ہو جائے گی اس لیے فوراً ہی بند

کر کے وہ اب کھڑکی کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی تھی (کھڑکی کھول کر)۔۔

اس کا دماغ تابش پہ چل رہا تھا۔۔۔اس کے ساتھ گزارے لمحے یاد آرہے تھے۔۔۔اس کی ساری باتیں بار بار دماغ میں گردش کر رہی تھیں۔۔۔اور پھر

اچانک اس کی نظر چاند پر پڑئی ۔۔۔اور نہیں جانتی کیوں۔۔۔اسے رومان کا خیال آگیا۔۔۔

"کیا میں واقعی رومان سے شادی کرنے والی ہوں؟؟... اس انسان سے جو کبھی خود کی لائف کو لے کر سیرس نہیں ہوا۔۔۔ جسے پتہ ہی نہیں زندگی میں کس قدر مشکلات ہیں جو صرف ایک لڑکی

کے چھوڑ جانے پر خودکشی کرنے چلا تھا۔۔۔ وہ

تابش جیسا ایک ذمہ دار لڑکا نہیں ہے۔۔۔وہ

بالکل نہیں سمجھ سکتا میرے مسائل کو۔۔۔ میری

مشکلوں کو۔۔۔ اس کے لیے تو ہر چیز ایڈونچر و فن

ہے ۔۔۔اسے تو ہر چیز ہمیشہ تھال میں سجی ملی

ہے ۔۔۔ اوپر سے جو اپنی ماں کی عزت نہیں کرتا وہ

میری ماں ،دادی یا تائی کی کیا ہی عزت کرے

گا۔۔۔" مانا اس نے کہا تھا کہ وہ گھر آکر کام کرنا

چاہتا ہے بیٹا بن کر لیکن جو ہل کر خود پانی نہ پیتا

ہو۔۔۔وہ کیا کام کرلئے گا بھلا۔۔۔وہ یقینا مذاق

کر رہا ہوگا۔۔۔

"اندر آجائیں" اس نے دروازہ کھولا اور ساتھ ہی

اندر داخل ہوتے ہوئے گھر کی لائٹس اون کی۔۔۔

طیبہ اندر داخل ہونے میں تھوڑا گھبرا رہی تھی

وہ اسے جانتی تک نہیں تھی۔۔۔پھر ابھی تو چہرہ تک نہیں دیکھا تھا۔۔ایک اجنبی کے ساتھ اس کے گھر میں چلے آنا۔۔ کیا یہ درست فیصلہ تھا کہیں وہ کوئی بے وقوفی تو نہیں کر رہی دوبارہ...؟؟

سے۔۔۔ ان گنت برے خیالات و وسوسوں کے ساتھ وہ گھر میں داخل ہوئی۔۔۔

وہ ڈائریکٹ سیڑھیوں کی جانب بڑھا تو وہ بھی خاموشی سے پیچھے پیچھے آئی۔۔۔

اس نے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔

"یہ تو ڈائریکٹ کمرے میں ہی لے آیا ہے--- ہر مرد ایک جیسا ہی ہوتا ہے "اس لڑکے نے کمرے کی لائٹس ان کی--- تو طیبہ زیر لب کڑکڑاتے ہوئے--- دل جلی سی مسکراہٹ کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی---

"آج رات کے لیے یہ آپ کا کمرہ ہے--" مقابل نے مسکراتے ہوئے کہا تو طیبہ الجھی---

"آج رات کے لیے مطلب؟؟؟"

" کل تو نکاح ہو جائے گا نا ہمارا ۔۔۔ پھر آپ
یہاں گیسٹ روم میں کیوں رہیں گی ؟؟ ۔۔آپ
ماسٹر بیڈ روم میں آ جائیے گا میرے ساتھ "

طیبہ کتنی دیر تک اس کا چہرہ بغور دیکھتی رہی ۔۔۔
سمجھ ہی نہ آیا کیا ری ایکشن دے ۔۔۔

"کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دیجیے گا بلکہ کچن

نیچے ہی ہے آپ کا اپنا گھر ہے ---لے لیجیے گا

خود آکر---" وہ نرمی سے کہتا اس کے سامنے ہی

کمرے سے نکل گیا اور وہ اچھنبے بھری نگاہ سے

اسے دیکھتی رہی---

اس نے کوئی ڈیمانڈ نہیں رکھی ۔۔ اس نے کوئی غلط بات نہیں کہی ۔۔۔ بلکہ نکاح کا بتا کر کمرے سے نکل گیا۔۔۔اس نے تو حیران ہونا ہی تھا۔۔۔

اس کے کمرے سے نکلتے ہی طیبہ نے کمرہ لاک کر لیا تھا ۔۔۔ آج کے دور میں کوئی بھی اتنا اچھا نہیں ہو سکتا ۔۔۔ اگر وہ اتنا اچھا بن رہا ہے تو کہیں

ناں کہیں اس کا اپنا بھی کوئی مفاد ہے۔۔۔مگر اس کا اپنا کیا مفاد ہو سکتا ہے؟؟ اب وہ یہی بیٹھ کر سوچ رہی تھی۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"تمہاری پنشمنٹ ہے ---کہ اپنا دوپٹہ ہٹاؤ اور ہمیں اپنی مانگ دکھاؤ---" وہ ایک مشہور ٹک ٹاکر تھی جس نے علشبہ کو ٹک ٹاک لائیو پر سب کے سامنے پنشمنٹ دی---

کیونکہ وہ لائیو جا رہا تھا اس لیے دھڑا دھڑ میسجز آنا شروع ہو گئے تھے--- اور وہ سارے میسجز اتنے

واہیات ،بیہودہ، لغو، غیر مہذب، فحش و فضول الفاظوں سے بھرے تھے کہ وہ پڑھ کر بھی علشبہ شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی۔۔۔

ٹک ٹاک لائیو پر آنے سے بہت جلدی بینک اکاؤنٹ بھرنا شروع ہو جاتے ہیں ۔۔لاکھوں کے تحفے ملتے ہیں ۔۔۔ لیکن وہاں ملنے والی پنشمنٹ اور ہونے

والے گندے کھیل کسی بھی باحیا لڑکی یا لڑکے

کے لیے موت ہیں---

" کچھ نظر نہیں آرہا ہے--- تھوڑا نیچے کرو قمیض

کو---" علشبہ نے نہ چاہتے ہوئے بھی پنشمنٹ

کے طور پر دوپٹہ اٹھا کر سائیڈ میں کر دیا تھا--- یہ

اس کی حد تھی۔۔۔ لیکن وہ دوسری ٹک ٹاکر

مسلسل اسے اکسائے چلی جا رہی تھی۔۔۔

" گھٹیا عورت ۔۔۔ اور مجھے کہتی ہے میری نظر اچھی

نہیں۔۔۔ " علشبہ تو ایک کمرے میں بند

تھی۔۔۔ اسے کیا پتا دنیا میں کون ، کہاں اور کس

کس طرح اسے دیکھ رہا ہے۔۔۔ وہ جانتی تک نہیں

تھی۔۔۔کہ اس کا وہ ٹک ٹاک لائیو رافع بھی بیٹھ
کر دیکھ رہا ہے اس وقت۔۔۔

اس سے پہلے جو اسے اپنی شلوار میں ٹھنڈا پانی
ڈالنے کی سزا ملی تھی۔۔۔انڈے قمیض کے اندر
پھوڑنے کی سزا ملی تھی۔۔۔پانی کی بوتل پر بیٹھنے
کی سزا ملی تھی۔۔وہ یہ سب دیکھ چکا تھا

---علشبہ اس کی نظروں میں دن بہ دن گرتی چلی

جا رہی تھی---

اور یہ سارے گندے کھیل بہت عام تھے ٹک

ٹاک لائیو پر---

"نہیں---میں نہیں کروں گی---" علشبہ نے
صاف انکار کیا--- جس پر رافع کے ہونٹوں پر طنزیہ
مسکراہٹ نمودار ہوئی---

"شروع میں دوپٹہ اتارنے سے بھی ایسے ہی منع
کرتی تھی---آج اتار دیا ناں--- یہ ڈیجیٹل
طوائف بنتی جارہی ہے---دنیا کو دیکھانے میں

اسے کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔۔اور میں اسے دیکھوں

بھی تو اسے مرچیں لگ جاتی ہیں۔۔۔ ہونہہ۔۔۔"

آنے والے وقت میں اس لڑکے نے ہمارے

معاشرے کا ڈاکٹر کہلانا ہے۔۔۔ مسیحا۔۔۔ جب

کے ذہنی طور پر اتنی غلاظت بھرتی جارہی ہے

---کے اپنے سگے بھائی کی بیوی اس کے ساتھ

محفوظ محسوس نہیں کرتی----

اس کا ذمہ دار کون ہے ؟؟... صرف اکیلا

رافع؟؟؟...

♡*Husny Kanwal*♡

"تم میرے نئے بزنس پارٹنر کو گھر سے ہوٹل کیوں لے کر گئیں؟؟" احسن صاحب نے کمرے میں آتے ہی۔۔۔ان کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے استفسار کیا۔۔۔

وہ خاصہ غصے میں آگ بگولہ ہوتے۔۔۔ نظر آرہے

تھے۔۔۔

"رومان آگیا تھا۔۔۔ اور تمہیں پتہ ہے اسے یہ سب

بالکل پسند نہیں۔۔۔" وہ نظر جھکا کر بولیں۔۔۔

وہ شرمندہ تھیں--- لیکن سامنے کھڑے آدمی

سے نہیں----اپنے بیٹے سے---

"اسے پسند نہیں ؟؟... ہے کون وہ ؟؟؟...."

"کیسی بات کررہے ہو؟؟... مانا تم غصہ ہو لیکن

وہ تمہارا بیٹا ہے---"

"میرا بیٹا؟؟؟... تمہارے پہلے شوہر کی اولاد ہے وہ---- یہ تو میرا احسان ہے کے اسے اپنا نام دے رکھا ہے---" احسن صاحب بڑا مغرور و احسان جتانے والے لہجے میں بولے----

"وہ جوان ہو گیا ہے۔۔۔ وہ نہیں دیکھ سکتا اپنی ماں کو ایسے۔۔۔اس کی غیرت۔۔"ابھی وہ سمجھانے والے انداز میں بول ہی رہی تھیں کے مقابل ان کی بات کاٹتے ہوئے"تم، تمہارا وہ نکما شرابی بھائی، تمہارا بیٹا۔۔۔سب میرے پیسوں پر پلتے ہیں۔۔۔ جس کو زیادہ غیرت آ رہی ہے نا وہ نکل جائے میرے گھر سے۔۔۔"انھوں

نے دو ٹوک انداز میں کہا۔۔۔تو عروج بیگم ان کا چہرہ دیکھ کر رہ گئیں۔۔۔

"تمہارا گھر؟؟تمہارا پیسہ؟؟؟اور جو میں اس میں کنٹریبیوٹ کرتی ہوں اس کا کیا؟؟؟...تمہاری لاکھوں کروڑوں کے ڈیلز صرف میری وجہ سے فائنل

ہوتی ہیں۔۔۔"وہ دانت پیستے ہوئے۔۔۔۔ایک

ایک لفظ جتاتے ہوئے بولیں۔۔۔

وہ سامنے کھڑا شخص کیسے انھیں دودھ میں سے

مکھی کی طرح نکال سکتا ہے؟؟؟۔۔۔

"جان من۔۔۔ انسان سانپ پال لے۔۔۔ مگر
خوش فہمیاں نہ پالے۔۔۔" طنزیہ مسکراہٹ ہونٹوں
کے کناروں پر سجائے۔۔۔وہ ان کے بالوں میں
انگلیاں الجھا کر۔۔۔اسے جڑ سے پکڑ کر
کھینچ۔۔۔ایک ایک لفظ دانت پیستے ہوئے۔۔۔
جتا کر بولے۔۔۔ "تم جیسی ٹکے ٹکے پہ ملتی ہیں۔۔
تھی کیا تم؟...ایک معمولی سی کام کرنے والی

نوکرانی میرے گھر میں--- یہ جو آج تمہارے پاس

ہے نا---یہ سب تمہاری اوقات سے پہلے ہی بہت

زیادہ ہے ---اس لیے زیادہ پر نہ نکالو--- اور

اپنے بیٹے کو بھی سمجھا دو---میرے گھر میں رہنا

ہے تو میرے اصولوں کے مطابق رہ--- نہیں

برداشت ہو رہا تو نکل جائے میرے گھر سے---

ویسے بھی میری خاندانی بیوی سے مجھے جائیداد کا

وارث مل گیا ہے۔۔۔"اپنی بات برہمی سے جتا کر کہتے ہی۔۔۔ عروج بیگم کو لگلے ہی پل انہوں نے بیڈ پر پٹکا۔۔۔

پھر اپنے بلیک کوٹ پر نہ دکھنے والی گرد جھاڑتے ہوئے باہر کی جانب بڑے بھرم سے چل دیے۔۔۔

ان کا آخری جملہ عروج بیگم پر جیسے ہتھوڑے کی طرح برسا تھا۔۔۔

جب سے احسن صاحب کی خاندانی بیوی (جو گاؤں میں رہتی ہے) کے بیٹا ہوا تھا۔۔۔تب سے ان کے

تیور ہی بدل گئے تھے۔۔۔ انہوں نے رومان کو اپنا بیٹا ماننے سے صاف انکار کرنا شروع کر دیا تھا۔۔۔

"بُوڑھی گھوڑی، لال لگام۔۔۔۔ بڑھاپے میں بیٹا پیدا کر کے اترا رہا ہے۔۔۔ میں ایسے ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھ سکتی۔۔۔ورنہ یہ مجھے اور میرے بیٹے کو نکال کر پھینک دے گا بہت جلد دودھ

سے مکھی کی طرح۔۔۔ "آنکھوں میں شدید کدورت

اور دل میں زہر لیے۔۔۔وہ ان کی پشت کو تکتے

ہوئے زیر لب بڑبڑائیں۔۔ ساتھ ہی سیدھی ہو کر

بیٹھیں اور اپنی گردن آڑی تیڑی کرنے

لگیں۔۔۔چونکہ بال کھنچ جانے کی وجہ سے شدید درد

ہو رہا تھا اب۔۔۔ لیکن اس درد کا ان کے سینے

میں لگی آگ سے کوئی مقابلہ نہیں تھا جو وہ اس لمحے محسوس کر رہی تھیں۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

اسے شدید بھوک لگ رہی تھی۔۔۔ مزید برداشت نہ کر سکی تو کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکلی ۔۔۔گھر میں مکمل خاموشی چھائی تھی۔۔۔

وہ سیڑھیوں سے اتر کر نیچے کچن کی جانب آئی۔۔۔

کھانا بناتا ہوا وہ خوبصورت سہ لڑکا کچھ لمحوں کے

لیے اسے ساکت کر گیا تھا۔۔۔

"اٹھ گئیں آپ؟؟...نیند تو اچھی آئی ناں؟؟" خود

پر کسی کی نگاہوں کی تپش محسوس کر۔۔۔ اس

نے سامنے کی جانب دیکھا۔۔۔وہ لڑکی اسے ہی تک

رہی تھی۔۔۔ جب وہ سالن کا ٹیسٹ چکھنے کے

لیے چمچے کو منہ میں ڈال رہا تھا۔۔۔

"جی۔۔۔۔"آہستگی سے کہتی وہ ہلکا سہ

مسکرائی۔۔۔

"چک کر بتائیں۔۔۔ ٹھیک بنا ہے۔۔۔یا کچھ کمی ہے۔۔ مجھے تو پرفیکٹ لگ رہا ہے مگر میں پھیکا ہی کھاتا ہوں۔۔۔اس لیے بہتر یہی ہے کے آپ چیک کر لو۔۔۔" وہ چمچہ لے کر اس کی جانب آیا تھا۔۔۔

"مزے دار ہے" اس لڑکی نے چکھتے ہی فورا کہا۔۔

" کچھ ایڈ کروں ۔۔ نمک مرچیں وغیرہ"

"نہیں۔۔۔ میں بھی کم مرچیں ہی کھاتی ہوں

اب"

"اوکے۔۔۔" وہ مسکرا کر واپس جانے لگا۔۔۔جبکہ طیبہ اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔۔

"حمزہ۔۔۔ رائٹ؟؟"

"جی۔۔۔ حمزہ خان.. شاید آپ مجھے پہچانتی

ہیں۔۔۔ " وہ حیران نہیں ہوا تھا کہ وہ لڑکی اسے

جانتی ہے۔۔۔

"بالکل۔۔۔انڈیا میں شاید ہی کوئی لڑکی ہو جو آپ کو

نہ جانتی ہو۔۔۔۔ " وہ فوراً ہی بے دھڑک بول اٹھی

تھی۔۔۔۔

"ہمم۔۔۔" وہ اثبات میں سر ہلا کر مسکراتے
ہوئے مڑا۔۔۔تو طیبہ کو لگا اس میں غرور آگیا
ہے۔۔۔۔اسے ظاہر نہیں کرنا چاہیے تھا کہ وہ
جانتی ہے کے وہ کتنا بڑا ایکٹر ہے۔۔۔

"میں نے کھانا بنا دیا ہے آپ کھا لیجیے گا جب آپ کو بھوک لگے ---اور دوائیاں یہاں رکھ دی ہیں آپ چیک کر لیجئے گا----اوکے--- اب میں چلتا ہوں---" وہ اپنا وائٹ ایپرون اتار کر--- مسکرا کر کہتا ہوا کچن سے نکلنے لگا تھا--- جب پیچھے سے آنے والی آواز نے اس کے قدموں کو روکا-"اور ہمارا نکاح؟؟؟"

"میں اپنی بات کہہ کر مکرتا نہیں ---تو فکر نہ

کریں ---میں اپنے کام سے واپسی پر مولوی

صاحب کو لیتا ہوا ہی آؤں گا---"وہ پلٹ کر اس

کی جانب دیکھ--- نرمی سے مسکرا کر---اعتماد

دلانے والے انداز میں گویا ہوا---

"اوکے---" اس پر اعتبار کرنے کے علاوہ کوئی چارہ بھی تو نہ تھا---

"اور کچھ وائفی؟؟" حمزہ نے مسکرا کر شرارت سے پوچھا---

"نہیں۔۔۔" وہ تھوڑا جھیپ کر نفی میں گردن
ہلانے لگی۔۔۔

"ٹھیک ہے رات میں ملتے ہیں پھر۔۔۔" اس نے
آخری معنی خیز نگاہ اس لڑکی پر ڈالی۔۔۔

اس کی سنہری آنکھیں منتظر تھیں اور وہ جانتا تھا وہ حفاظت ڈھونڈ رہی ہیں۔۔۔واپسی کا راستہ ڈھونڈ رہی ہیں۔۔۔۔

وہ الوداع لے کر وہاں سے چل دیا تھا اس لڑکی کو اپنا منتظر چھوڑ کر۔۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

شام ہوتے ہی اس کی نظریں دروازے سے لگ
گئی تھیں۔۔۔ پانچ سے چھ بجے۔۔۔چھ سے سات
بجے۔۔۔سات سے آٹھ۔۔۔آٹھ سے نو۔۔۔وہ
بیٹھی رہی انتظار میں۔۔۔۔یہاں تک کہ 12 بج
گئے۔۔۔مگر وہ لڑکا نہیں آیا۔۔۔

وہ رات تک کا کھانا بنا کر گیا تھا لیکن اس کے
باوجود طیبہ نے اسے ہاتھ نہیں لگایا۔۔۔دل ہی نہ
کیا۔۔۔وہ تو انتظار کی سولی پر لٹکی ہوئی تھی۔۔۔۔

انتظار کرتے کرتے وہ کب صوفے پر بیٹھی بیٹھی
سو گئی۔۔۔اسے خبر نہیں۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"آج کل کیا بات ہے؟؟...ہمیشہ اکیلے ہی نظر آتے ہو؟؟---بھابھی کہاں ہے؟؟"اس کا ایک دوست اچانک ملنے پر چھیڑنے لگا---

"ہاں یار۔۔۔میں بھی نوٹ کررہا ہوں بھابھی نظر ہی نہیں آتیں تمھارے ساتھ اب ۔۔۔خیریت تو ہے ؟؟؟"دوسرے نے ذرا فکرمندی ظاہر کی۔۔۔

تابش اور لڑکوں جیسا نہیں تھا کہ فرینڈ شپ سرکل میں گھومتا پھرتا پھرے ۔۔پارٹی وغیرہ میں وقت گزارے۔۔۔راتوں کو سیر و تفریح کے لیے نکل

جائے ۔۔۔ وہ اپنا دوستوں کا سرکل شروع سے

محدود رکھتا تھا پھر جب سے اس کی لائف میں بریرہ

آئی تو اس نے اپنے سوشل سرکل کو صرف اسی

لڑکی تک محدود کرلیا ۔۔ سب کو علم تھا یا تو وہ پڑھائی

کرتا ہوا ملے گا یا پھر بریرہ کے ساتھ کسی ریسٹورنٹ

میں کھاتے پیتے یا فون پر بات کرتے ۔۔ اس کے

علاوہ وہ بندہ کہیں تیسری جگہ نہیں ملتا تھا ۔۔۔ اور

یہ بات اس کا پورا بیج جانتا تھا یہاں تک کہ گلی

محلے کے لڑکے بھی----

وہ اس کے یونی کے دوست تھے---جو اچانک

اسے دو دریا پر مل گئے تھے---

وہ بہت خاموشی سے دیوار پر بیٹھا رات کے وقت

سمندر کی لہروں کو سفید روشنی میں بڑے بڑے

پتھروں سے ٹکراتا ہوا دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اس نے ان دونوں لڑکوں کے سوالوں کا جواب تک

نہ دیا۔۔۔ بس خاموشی سے ان لہروں کو تکتا

رہا۔۔۔

"تابش۔۔۔ خیریت ہے ؟؟ تم ٹھیک نہیں لگ

رہے ؟؟" اسے جواب نہ دیتا دیکھ۔۔ جب ایک

نے اس کے کندھے کو ہلا کر اسے اپنی جانب

جھنجھوڑ کر متوجہ کیا۔۔۔تو اس نے یوں ہی نظر اٹھا

کر دیکھا۔۔۔اور اس کی آنکھیں سرخ

تھیں۔۔۔ سرخ ڈوروں سے سجیں۔۔۔ایسا لگ رہا

تھا بس ابھی رو دے گا۔۔۔وہ بہت بکھرا ہوا سہ معلوم ہوا۔۔۔

اس کی حالت دیکھ۔۔۔وہ دونوں لڑکے فکر مندی سے ہم آواز ہو کر پوچھ اٹھے۔۔۔

"اس کی منگنی ہے آج۔۔۔اس کی منگنی ہے۔۔۔
وہ کسی اور کے نام کی انگوٹھی پہنے گی۔۔۔ مجھے
لگ رہا ہے میری روح نکل جائے گی۔۔۔ مجھ سے
یہ درد برداشت نہیں ہو رہا۔۔۔۔ میں کیا
کروں؟؟۔۔۔ میں اپنی زندگی میں اسے کسی اور کا
ہوتے ہوئے نہیں دیکھ پا رہا۔۔۔ میں۔۔۔۔
میں۔۔۔ تھک گیا ہوں۔۔۔ پلیز۔۔۔ اسے کوئی

بتاؤ۔۔۔ میں نہیں جی سکتا اس کے بغیر۔۔۔" ان

لڑکوں نے چھیڑ کر جیسے گناہ کیا تھا۔۔۔ وہ جو پتھر

کی مورت بنے ہوئے تھا اتنے وقت سے وہ بکھر گیا

۔۔۔اور ایسا بکھرا۔۔۔ایسا کرچی کرچی ہو کر

بکھرا۔۔۔کہ دیکھنے والے ترس کھانے لگے۔۔۔

وہ رو رہا تھا۔۔۔وہ سر پکڑ پکڑ کے رو رہا تھا۔۔۔

"تابش سنبھالو خود کو" وہ اسے گلے سے لگاتے ہوئے چپ کرانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ مگر آج تابش کو سنبھال پانا آسان نہ تھا۔۔۔

"پلیز کوئی اسے بتاؤ۔۔۔ میں مر جاؤں گا۔۔۔ میں نہیں جی سکتا اس کے بغیر۔۔۔ پلیز۔۔۔۔" لوگوں

نے تابش کو بڑا بردبار دیکھا تھا زندگی بھر۔۔۔ اس لیے جب وہ یوں بکھر رہا تھا تو دیکھنے والوں کی آنکھوں کو اعتبار نہیں آرہا تھا۔۔

اس کا ایک دوست کمر سہلا رہا تھا۔۔۔ اسے چپ کرانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ مگر وہ بچوں کی طرح پھوٹ کے روئے چلے جا رہا تھا

---ایسا لگ رہا تھا یہ کرب کبھی ختم ہی نہیں ہوگا---یہ تکلیف بنا جان لیے نہیں جائے گی

اور شاید اتنی جان لیوا تکلیف نہ ہوتی اگر معظم نے اسے واٹس ایپ پر بریرہ کی منگنی کی دلہن بنے تصویر نہ بھیجی ہوتی---

وہ تڑپتا رہ گیا تھا اس تصویر کو دیکھنے کے بعد

سے---

وہیں دوسری جانب----

"بریرہ انگوٹھی پہناؤ رومان کو۔۔۔" پورا ایک منٹ گزر گیا تھا۔۔ سب منتظر تھے اس لڑکی کے۔۔۔

اس کے ہاتھ میں انگوٹھی تھی لیکن وہ پہنا نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔اس کے ہاتھ لرزنے لگے تھے۔ یہ انگوٹھی پہنانے کی رسم وہ ہمیشہ سے تابش کے ساتھ تصور کیا کرتی تھی۔۔۔

پتہ نہیں کتنی بار اس نے خوابوں میں انگوٹھی

پہنائی تھی تابش کو۔۔۔لیکن آج جب حقیقت میں

وہ لمحہ آن پہنچا۔۔۔تو سامنے تابش نہیں تھا سامنے

رومان بیٹھا ہوا تھا۔۔۔وہ ہوگا ہزاروں لڑکیوں کی

دل کی دھڑکن۔۔۔مگر اس کے لیے وہ تابش نہیں

تھا۔۔۔

یہ حقیقت ہے کہ خاص اور عام کا سارا دارومدار
صرف ہمارے دل پر ہے۔۔۔ کہ کوئی لاکھ خاص
ہو دنیا کی نظر میں لیکن ہمارے لیے عام ہوتا
ہے۔۔۔اور کوئی لاکھ عام ہو دنیا کی نظر میں
۔۔۔۔ہمارے لیے خاص ہو جاتا ہے۔۔۔

رومان خاموشی سے اس لڑکی کا چہرہ دیکھتا

رہا۔۔۔اس کا ہاتھ ہوا میں تھا مقابل کی انگوٹھی کا

منتظر۔۔۔سب کی نظران دونوں پر تھی۔۔۔۔اسے

ریجیکشن فیل ہونے لگا تھا۔۔۔

اس لڑکی کا چہرہ از خود بتا رہا تھا وہ یہ منگنی نہیں

کرنا چاہتی۔۔۔

اس کے دل میں ٹیس سی اٹھی۔۔۔

"بریرہ حسن۔۔۔ انگوٹھی پہناؤ۔۔۔۔" اس نے بہت آہستگی سے کہا۔۔۔ وہ حکم والا لہجہ نہیں تھا وہ منت بھرا تھا۔۔۔ کے پہنا دو انگوٹھی۔۔نہ کرو

اینڈ موومنٹ پر میرے ساتھ ایسا۔۔۔ میں یہ
ریجیکشن برداشت نہیں کر پاؤں گا۔۔۔۔

بریرہ کے کانوں تک اس کی آواز پہنچ گئی تھی۔۔۔
اپنے لرزتے ہاتھوں کے ساتھ۔۔۔ بڑی ہمت جمع
کر۔۔۔ اس نے انگوٹھی پہنا دی۔۔

اس انگوٹھی کو پہناتے ہی تالیاں بجنے
لگیں۔۔۔سب بڑا خوش ہو رہے تھے ۔۔۔لیکن بریرہ
کا دل۔۔۔اس کا دل مکمل خالی ہو گیا ۔۔۔

رومان بہت خوش تھا اپنی منگنی کو لے کر۔۔۔
لیکن انگوٹھی پہننے کے بعد جب اس نے بریرہ کا

مرجھایا ہوا چہرہ دیکھا۔۔۔تو جیسے ساری خوشی دم توڑ گئی۔۔۔۔الٹا وہ تکلیف محسوس کرنے لگا

"بریرہ حسن۔۔۔آج سے۔۔ابھی سے۔۔۔اسی لمحے سے۔۔۔ تم میری امانت ہو۔۔۔"زمران کی انگوٹھیوں کی ایک ساتھ تصویر بنانا چاہتی تھی۔۔ تو جب اس نے پوس دینے کو کہا تو وہ نہ صرف ہاتھ

قریب لایا۔۔بلکہ اس کے کان کے قریب اپنا منہ

بھی لے آیا تھا۔۔۔اور نہایت حق جتاتے ہوئے

اس نے یہ جملہ ادا کیا۔۔۔ جس پر وہ حیرت سے

اس کی جانب دیکھنے لگی۔۔

ایسے جملے تو محبت میں کہے جاتے ہیں نا۔۔ کیا وہ

محبت کرتا ہے؟؟..۔اور وہ اس خیال کے آنے پہ

بھی ہنس رہی تھی۔۔۔وہ بھلا اس سے کیسے محبت

کر سکتا ہے؟؟؟۔۔۔

اور جب وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے

تو اس خوبصورت لمحے کو زمر نے کیمرے کی آنکھ

میں قید کر لیا تھا۔۔۔

لائٹ بلو رنگ کی اس کی چولی تھی۔ اور باقی کا پورا

لہنگہ لائٹ پنک رنگ کا تھا۔۔۔ دو پٹے پر بھی

دونوں رنگوں کا کنٹراسٹ آرہا تھا۔۔۔چولی کی

باؤنڈری، گلے اور لہنگے کی باؤنڈری پر بڑا خوبصورت

شیشوں کا کام ہوا نظر آرہا تھا۔۔۔ لائٹ سے میک

اپ میں وہ سر پر دوپٹہ اوڑھے ۔۔۔رومان کو اپنی

دلہن ہی لگی تھی۔۔۔

"روماں کیا میں کچھ پکس اور ویڈیوز بنا سکتی ہوں آپ کے ساتھ۔۔۔ میں اپنے اکاؤنٹ پر ڈالوں گی۔۔۔" علشبہ نے خاصہ لچک دار لہجے میں استفسار کیا۔۔۔

"شور" روماں نے مسکراتے ہوئے اپنی جگہ بیٹھے

بیٹھے اسے اجازت دی۔۔تو وہ فوراً ہی آکر اس کی

کلائی پکڑ کر اٹھانے لگی۔۔۔تاکہ جب وہ پکس یا

ویڈیوز بنائے تو اس میں بریرہ نظر نہ آئے۔۔۔

بریرہ نے یہ بات محسوس نہ کی چونکہ اسے اتنا خاص

شوق تھا بھی نہیں ان چیزوں کا۔۔وہ تو کبھی

سیلفی بھی نہیں لیتی تھی۔۔۔اور لے بھی لے تو پھر ڈیلیٹ کر دیتی تھی۔۔۔اسے اچھی نہیں لگتی تھی اپنی سیلفی یا اپنی کوئی تصویر۔۔۔

وہ اپنے پورے خاندان کی واحد لڑکی تھی جس کے اپنے ہی موبائل میں اپنی کوئی سیلفی یا کوئی تصویر نہیں تھی۔۔۔ اور اگر تھیں بھی تو جو کزنز گروپس

بنا کر شادی وغیرہ پہ لیتے ہیں ان میں تھی۔۔۔ وہ

بھی دوسروں کی موبائل سے بنی ہوئی جو واٹس ایپ

گروپ میں فارورڈ ہو کر آ جاتی ہیں۔۔ اپنی بنائی تو

ایک بھی نہ تھی۔۔۔۔ انھیں بھی اس نے کبھی

دیکھنے کی زحمت نہ کی۔۔۔ اتنا برا لگتا تھا اسے اپنا

آپ۔۔۔

"میں اچھا نہیں آرہا۔۔۔ کچھ مسنگ مسنگ سہ
فیل ہو رہا ہے" رومان موبائل کی اسکرین کی جانب
دیکھتے ہوئے۔۔ جس میں وہ اور علشبہ نظر آرہے
تھے تھوڑا سہ منہ بسور کر بولا۔۔۔۔

"نہیں آپ کی تصویر بہت پیاری آرہی ہے

روماں۔۔۔ مجھے تو پرفیکٹ لگ رہے ہو۔۔" علشبہ

دوبدو فدا سے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

"مگر مجھے نہیں لگ رہا۔۔۔ بہت کمی محسوس ہو

رہی ہے ۔۔۔ایک منٹ۔۔۔" روماں نے ایک

منٹ کی مہلت مانگی۔۔۔ تو علشبہ رک گئی۔۔۔اور

اس نے دیکھا موبائل کی اسکرین میں۔۔کہ رومان

نے اگلے ہی پل بریرہ کی کلائی پکڑ کر۔۔۔اسے اپنے

ساتھ کھڑا کیا ہے۔۔۔

یہ منظر دیکھتے ہی علشبہ کا منہ اترا۔۔۔۔

"ہاں اب پرفیکٹ لگ رہی ہے ---بالکل مکمل سی---اب لو---"اس کے ہاتھ میں بریرہ کی کلائی تھی اور وہ مسکراتے ہوئے اطمینان بخش انداز میں کہہ رہا تھا---

"میری تصویر اچھی نہیں آتی---"جب علشبہ نے اس کے سامنے کہا کہ وہ یہ ویڈیوز اور پکس اپنے

سوشل اکاؤنٹ پر ڈالے گی تو بریرہ انکمفرٹیبل فیل

کرنے لگی کیونکہ علشبہ کا اکاؤنٹ بہت چلتا ہوا

تھا۔۔۔لاکھوں ویوز آتی تھی ان پر۔۔۔ انسٹا ، ٹک

ٹاک ، سنیپ تینوں پر ہی۔۔۔ ایسے میں وہ نہیں

چاہتی کہ لوگ کہیں کہ لڑکا کتنا خوبصورت ہے

۔۔۔یہ تو مشہور ایکٹر رومان احسن شیخ ہے اور لڑکی

دیکھو۔۔۔ کتنی کالی اور موٹی ہے۔۔۔ پھر لوگ

اس کی باڈی شیمنگ کریں گے۔۔۔اس کا مذاق اڑائیں گے۔۔۔وہ دنیا میں مذاق کا نشانہ نہیں بننا چاہتی تھی۔۔۔اس لیے رومان کے ہاتھ سے فورا ہی اپنی کلائی چھڑا کر پیچھے ہٹنے لگی۔۔۔۔

اس سے زیادہ ایک منگنی کی دلہن کے لیے کیا تکلیف دہ بات ہو گی۔۔۔کہ وہ اپنے ہی منگیتر کے

ساتھ تصویر بنوانے میں ڈر رہی ہے۔۔۔ کہ لوگ

مذاق اڑائیں گے اس کے کپل کا۔۔۔ اور سب

سے زیادہ اس کا۔۔۔

انسان لاکھ کہہ لے کہ وہ پتھر دل بن گیا

ہے۔۔۔اسے فرق نہیں پڑتا۔۔۔اسے تو عادت ہو

گئی ہے۔۔۔ لیکن پھر بھی وہ خود کو مذاق کے مقام

پر پیش نہیں کرتا۔۔۔وہ نہیں چاہتا دنیا اس کا

مزید مذاق بنائے۔۔۔۔وہ خود کو بچاتا ہے ایسے

مقامات سے۔۔۔۔

"چپ چاپ کھڑی ہو۔۔۔ نخرے نہ کرو زیادہ۔۔۔

اور بس مجھے دیکھتی رہو۔۔۔ تصویر خود بخود پیاری ہو

جائے گی۔۔۔"اس نے کلائی چھڑا کر ایک قدم

پیچھے ہونا چاہا۔۔۔تو مقابل نے پہلے سے زیادہ

مضبوطی سے اس سانولہ کلائی کو تھاما۔۔۔ اور

اسے جھٹکے سے اپنے قریب کیا۔۔۔

لگلے پل وہ اسے کے سینے سے آلگی تھی۔۔۔چونکہ

حملہ اچانک ہوا تھا اس لیے وہ حیرت سے بڑی بڑی

آنکھیں کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔ جب کہ مقابل

اطمینان بھرے انداز میں اسے دیکھتے ہوئے

مسکرایا۔۔۔

"کیا کر رہی ہیں۔۔۔ لیں ناں تصویر جلدی۔۔۔

اس سے پہلے میری دلہن بھاگ جائے" ایک وقت

زمر بھی جیلس تھی بریرہ سے کہ سارے خوبصورت

لڑکے اسے ہی کیوں مل رہے ہیں۔۔۔وہ بھی اتنی

آسانی سے گھر بیٹھے۔۔۔لیکن پھر بھی اس کی منگنی میں بہت خوش تھی اور منت کی ان کے کپل کی اس نے تصاویر بنائی تھیں۔۔۔لیکن اس کے مقابلے علشبہ کے تو جیسے سینے پہ سانپ لوٹ رہے ہوں۔۔۔اسے بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا رومان کا اس کی ویڈیو میں بریرہ کو لے آنا

۔۔۔وہ اکیلے بنانا چاہتی تھی رومان کے ساتھ

ویڈیو۔۔۔

رومان نے مضحکہ خیز انداز میں کہا۔۔۔ جس پر

علشبہ نے بمشکل ہونٹوں پر جبرا مسکراہٹ سجائے

ویڈیو بنائی۔۔۔

"اچھا میں ذرا اپنے بھائی بھابھی کی ویڈیو بنا لوں پھر آپ لوگوں کے پاس آتی ہوں دوبارہ "علشبہ مزید ویڈیوز نہیں بنانا چاہتی تھی۔۔۔اس لیے بہانا بنا کر تیزی سے وہاں سے چل پڑی۔۔۔

"ان کا بھائی میرڈ ہے؟؟؟"

رومان بہت انٹرسٹ لے رہا تھا اس کی فیملی کے

ہر ممبر کو جاننے میں۔۔۔ جو اس بات کی دلیل تھا

کہ وہ شادی کو لے کر بہت سیریس ہے۔۔۔پتہ

نہیں اس لڑکی نے اس بات کو نوٹ کیا تھا یا

نہیں۔۔۔

"نہیں۔۔۔ منگنی ہوئی ہے صرف۔۔۔ وہ جو لڑکی
نظر آرہی ہے گولڈن لہنگے والی۔۔۔وہ زمر ہے ۔۔۔
وہ انگیج ہے پھوپھو کے گھر۔۔۔ اور یہ جو ابھی آئی
تھی ناں۔۔۔یہ پھوپھو کی بیٹی تھی علشبہ ۔۔۔ تو
ان کے درمیان نند بھابھی کا رشتہ ہے۔۔۔"

"او۔۔۔تھوڑا وقت لگے گا مجھے یاد کرنے

میں۔۔۔کافی سارے رشتہ دار ہیں تمہارے۔۔۔"

وہ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔۔۔کیا یہ کام

تھا؟؟؟۔۔۔

"تو مت کرو یاد۔۔۔" اس نے خاصہ لاپرواہی سے جواب دیا۔۔۔ وہ بھی بغیر اس کی جانب دیکھنے کی زحمت کیے۔۔۔اس کی نظر تو زمر اور زرم پر چل رہی تھی۔۔۔وہ دیکھ سکتی تھی وہ لڑکا کتنا خوش ہوکر تصاویر بنوا رہا ہے۔۔۔

کہیں نہ کہیں بریرہ کے دل کو تکلیف پہنچی تھی

اس منظر کو دیکھ۔۔۔۔ کیونکہ وہ امیجن بھی نہیں

کر پا رہی تھی کہ کتنا اذیت میں مبتلا ہو گا وہ لڑکا بعد

میں۔۔۔ جب اسے پتہ چلے گا کے زمر تو پہلے سے

شادی شدہ ہے۔۔۔

زمر کے اس چھپے ہوئے نکاح کے سبب زرم بیچارا

تورل کے رہ جائے گا۔۔۔

اور وہ سمجھتی ہے اس دل ٹوٹے جانے کی تکلیف

کو۔۔۔ جو چیٹ ہوتا ہے اس پہ کیا قیامت گزرتی

ہے اس لڑکی سے بہتر کون جانتا ہے ۔۔۔۔اس

کے تو زخم بھی ابھی تازی تھے۔۔۔اتنے تازی کے بس چھیڑنے کی دیر ہے خون رسنے لگے گا۔۔۔

"مگر میں یاد کرنا چاہتا ہوں۔۔۔آخر یہ سب میرے سسرالی ہیں"رومان نے اس کی لاپرواہی دیکھی تو تیزی سے جتاتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہمم۔۔۔ میں سب کی پکس لے کر۔۔ان پر نام لکھ کر بھیج دوں گی تمھیں واٹس ایپ پر۔۔۔ تم یاد کر لینا ٹھیک ہے۔۔۔" وہ اس کی جانب دیکھ۔۔۔ مسکراتے ہوئے جواب دینے لگی۔۔۔

کبھی کبھار ایسا لگتا ہے ناں۔۔ جیسے آپ کسی سے بھیک مانگ رہے ہو اس کی توجہ کی۔۔۔رومان کو بالکل ایسا ہی فیل آرہا تھا اس وقت۔۔۔

وہ لڑکی مانا مسکرا کر جواب دے رہی تھی لیکن وہ مسکراہٹ اس کی آنکھوں تک نہیں پہنچ رہی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔مجھے تم سے جاننا ہے ۔۔۔ مجھے یاد

رہے گا پھر۔۔۔"اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے بڑی

نرمی سے۔۔۔ حق جتانے والے انداز میں گویا

ہوا۔۔۔

"اچھا بھئی۔۔۔وہ جو سامنے نظر آرہے ہیں۔۔۔وہ

جو وائٹ کلر کا کرتا پہنے ہوئے ہیں اور ان کے

برابر میں براؤن کلر کی ساڑھی میں خوبصورت سی

لڑکی کھڑی ہے۔۔۔ وہ گھر کے سب سے بڑے

بیٹے ہیں معظم۔۔۔ اور وہ ان کی بیوی ہیں زینیا

بھابھی۔۔۔"

"اچھا۔۔۔"

"یہ جو گلاب جامن منہ میں ڈال کر چپ چاپ سے نکل رہا ہے۔۔۔یہ رافع ہے ان کا چھوٹا بھائی۔۔۔"

"ہینڈسم ہے یہ تو"

"ہے ناں---" بریرہ کی اپنے بھائی کی تعریف سنتے ہی فورا ہی آنکھیں چمکیں---

"ہاں-- میرا سالا ہے ہینڈسم تو ہوگا" وہ اپنی شیروانی کے کالر کو ہلکا سہ فخرانہ انداز میں اچکاتے ہوئے گویا ہوا---تو بریرہ ہنسنے لگی---

"ہر جگہ اپنے نمبر بڑھا لیا کرو تم بس" وہ آنکھیں چھوٹی کر۔۔۔ ہلکے سے اس کے پیٹ پر کونی مارتے ہوئے بولی۔۔۔

وہ چیئر کے اوپری حصے پر ہاتھ ٹکا کر کھڑی تھی۔۔۔ کہ اچانک کسی نے دو انگلیوں سے اس کی گوری کلائی پر اوپر کی جانب ہاتھ پھیرا۔۔۔ جس پر وہ کرنٹ کھا کر پیچھے مڑی۔۔۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ؟؟" رافع کو دیکھتے ہی---وہ بھپر کر دانت پیستے ہوئے بولی---آواز کو بمشکل ہلکا رکھا تھا تاکہ کوئی سن نہ لے---

ان دونوں کے درمیان عتیقہ کی بارات سے ہی لڑائی تھی---دونوں ہی لوگوں کے سامنے تو ہنسی مذاق میں بات کر لیتے تھے تھوڑی

بہت۔۔۔۔ لیکن اکیلے میں بات چیت بالکل بند تھی۔۔۔

"تم نا میرے سامنے یہ زیادہ پارسا بننے کا ناٹک مت کرو۔۔۔ٹک ٹاک لائیو پر بیٹھ کر کیا کچھ کرتی ہو تم۔۔۔ سب دیکھ رکھا ہے میں نے۔۔" رافع کی

نظریں نہایت ہی گندی و غلاظت سے بھری تھیں

جب وہ یہ جملے ادا کر رہا تھا---

اس کی نگاہیں اتنی بے باک سی تھیں---کہ

علشبہ خود کو انکمفرٹیبل محسوس کرنے لگی---

"مجھے تمہارے منہ نہیں لگنا۔۔۔ میں کتنی پارسا

ہوں اور کتنی نہیں اس کا ثبوت مجھے تمہیں دینے

کی ضرورت نہیں۔۔۔اور تمہاری جو یہ کتے جیسی

نظریں ہیں نا۔۔۔انھیں حد میں رکھنا سیکھو۔۔"اس

کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال۔۔۔ دانت پیستے

ہوئے۔۔۔نہایت کدورت سے کہتی۔۔۔وہاں سے

چلی گئی تھی وہ۔۔۔

رافع کو لگا تھا وہ آرام سے اسے بلیک میل کر سکتا

ہے کیونکہ وہ جانتا ہے زرم کو اس کے ٹک ٹاک

لائیو پر بیٹھنے کا کوئی علم نہیں۔۔اور وہ شروع سے

ان چیزوں کے کتنا خلاف رہا ہے۔۔۔اور اس کے

والد تو ان پڑھ سے آدمی ہیں۔۔۔انہیں تو پتہ بھی

نہیں ہوگا بیٹی کرتی کیا ہے کمرے میں اکیلے۔۔۔۔

مگر اس کے بلیک میل کرنے کے سارے ارمان ٹھنڈے پڑ گئے جب وہ غرا کا۔۔۔ بغیر جھمے یا لچک دکھائے یا کوئی ڈر ظاہر کیے ۔۔۔ آنکھوں میں آنکھیں ڈال جواب دے کر۔۔۔۔وہاں سے چلی گئی۔۔۔

وہ غصے سے کھڑا اپنے سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کو

الٹے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر۔۔ اور سیدھے ہاتھ

کی چار انگلیاں الٹے ہاتھ کی پشت پر

جمائے۔۔۔انگوٹھے کو مسلسل رگڑنے لگا ہتھیلی

سے ۔۔ ساتھ ساتھ نظریں علشبہ پر ٹکائے۔۔۔زیر

لب کڑکڑائے چلے جا رہا تھا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"اچھا جی ہم چلتے ہیں۔۔اب 15 دن بعد آئیں

گے ہم نکاح کے لیے۔۔۔ اور ہم اسی طرح سادگی

سے نکاح چاہتے ہیں جیسے آج آپ نے یہ تقریب

کی۔۔۔مجھے یہ بہت اچھی لگی۔۔۔سب کچھ آرام

سے ہو گیا۔۔۔مجھے نا شور شرابا اتنا پسند نہیں ہے

۔۔۔ اور رومان کے ڈیڈ کی طرف سے بہت

معذرت۔۔۔وہ خود آنا چاہ رہے تھے لیکن اچانک ان

کی طبیعت خراب ہو گئی ۔۔۔انھوں نے کہا تم

لوگ جاؤ میں نکاح والے دن آجاؤں گا۔۔۔میں

نے بھی زیادہ ضد نہیں کی۔۔۔کیونکہ ان کا بلڈ

پریشر ایک بار ہائی ہو جاتا ہے نا۔۔۔پھر سنبھالنا

مشکل ہو جاتا ہے۔۔۔پھر انہیں سونا ہی ہوتا ہے

دوائی کھا کر۔۔۔۔ میں انھیں سلا کر آ گئی تھی

دوائی کھلانے کے بعد۔۔"عروج بیگم آخری وداع

لیتے ہوئے اپنے شوہر کی جانب سے معذرت

کرنے لگیں۔۔

جس پر بریرہ کی دادی، تائیاں، پھوپھو، والدہ سبھی

ان کی معذرت کو قبول کرتے ہوئے انھیں

دروازے تک چھوڑنے آئے۔۔۔ جبکہ رومان کو سارے کزنز نے مل کر روک لیا تھا۔۔۔ کہ وہ آرام سے آ جائے گا بعد میں۔۔۔ ابھی وہ سب اپنے نئے ہونے والے بہنوئی سے باتیں کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

سارے بڑوں کے نیچے چلے جانے کے بعد چھت پر

اب سارے بچوں کا راج تھا۔۔۔انہوں نے سفید

چاندنی بچھا کے فرش پر ہی پورا ڈیرہ جما لیا

تھا۔۔۔سب گول دائرہ بنا کر بیٹھ گئے تھے جن

میں رومان و بریرہ برابر برابر میں بیٹھے۔۔۔۔۔

"بہت بھاری ہو رہا ہے لہنگا۔۔۔میں چینج کر کے آجاؤں۔۔۔"اس نے زمر کے کان میں آہستگی سے پوچھا۔۔۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔تمہارا منگیتر بیٹھا ہوا ہے۔۔۔سیدھی بیٹھی رہو۔۔۔"زمر نے آنکھیں دکھا کر صاف منع کیا۔۔۔

"تم کپڑے چینج کر کے آجاؤ ناں۔۔اتنے بھاری
کپڑے پہنے ہوئے ہو۔۔۔انکمفرٹیبل ہو رہی
ہوگی۔۔۔۔"ابھی وہ زمر سے بات کر کر سیدھی ہو
کر بیٹھی ہی تھی۔۔۔کہ اس کے کان کے پاس
منہ لاکر رومان نے آہستگی سے سرگوشی کی

---جس پر وہ حیرت سے اس کی جانب دیکھنے لگی----

کیا وہ محسوس کر سکتا تھا اس کے انکمفرٹیبل ہونے کو؟؟...چونکہ باقی تو کوئی نہیں کر رہا تھا---

"اوکے۔۔۔ میں پانچ منٹ میں آتی ہوں۔۔"

رومان نے جب خود کہہ دیا سامنے سے کہ کپڑے چینج کر آؤ۔۔۔تو پھر اب کسی کی اجازت کی کیا ضرورت رہ گئی۔۔۔

وہ بھی آہستگی سے گویا ہوئی۔۔۔

"جلدی آنا۔۔۔ میں کسی کو نہیں جانتا یہاں۔۔"

وہ نروس ہو کر کہہ رہا تھا۔۔۔ جس پر بریرہ مسکرانے لگی۔۔۔

"بے فکر رہو۔۔ میرے کزنز تمہیں کھائیں گے نہیں۔۔۔" وہ خاصہ استزائیہ انداز میں گویا ہوئی تھی اسے نروس ہوتا دیکھ۔۔۔

"میں بس نہیں چاہتا میں کچھ غلط بول دوں--"

اس نے اپنی سادگی میں کہا تو بریرہ اس کا چہرہ

دیکھنے لگی--وہ بھی نہایت بے یقینی کے عالم میں

---رومان احسن شیخ کب سے دوسروں کے

جذبات کی اور اس احساسات کی فکر کرنے

لگا؟؟---وہ کب سے بولنے سے پہلے سوچنے

لگا؟؟؟---

"ہم سوچ رہے ہیں ---- پکنک پلان

کریں---آپ چلیں گے؟؟؟" جب علشبہ نے

پوچھا تو رومان نے زیادہ سوچے بغیر اثبات میں سر

ہلا دیا---

"تو پھر جلدی پلان کر لیتے ہیں کیونکہ میں نے سنا

ہے کہ آپ 15 دن کے لیے ہی یہاں پر ہیں

اس کے بعد آپ واپس چلے جائیں گے---

"زرم کے کہتے ہی رومان ہاں میں ہاں ملانے

لگا---

"ویسے ایکٹنگ وغیرہ کے علاوہ آپ کیا کرتے ہیں
؟؟" وہ زمر تھی جس نے انٹرویو لینے والے انداز
میں استفسار کیا۔۔۔۔اور وہ سب بیٹھے بھی اسی
لیے ہی تھے ۔۔تاکہ وہ رومان کو اچھی طرح جان
سکیں۔۔۔۔آخر وہ ان کی فیملی کا ایک نیا ممبر بننے
والا تھا۔۔۔۔

"پڑھ رہا ہوں میں ابھی ---یونیورسٹی جاتا ہوں میں بھی ---" اتنا نروس تو وہ اپنا پہلا اڈیشن دیتے ہوئے نہیں ہوا تھا جتنا بریرہ کے کزنز کے سوالات دیتے ہوئے ہو رہا تھا--

ان پر اچھا امپریشن جما لینا چاہتا تھا پہلی بار میں ہی --- کیونکہ وہ عام لوگ نہیں تھے-- وہ بریرہ

کی فیملی تھی۔۔۔اس کی ہونے والی وائف کی فیملی۔۔۔اس کے سسرالی۔۔۔

"اسموکنگ یا ڈرنکنگ وغیرہ کرتے ہو؟؟" معظم نے بغیر کسی لچک کے صاف سوال کیا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔ پہلے کرتا تھا مگر بریرہ کو یہ سب پسند نہیں تھا۔۔۔تو میں نے چھوڑ دیا۔۔۔"

"واووو" زمر، علشبہ، عتیقہ یہاں تک کہ چھوٹی سی نازنین بھی ان تینوں کو دیکھا دیکھی تالیاں بجا کر چیر۔اپ کرنے لگی۔۔۔

وہ سب کو ہی بہت فرینڈلی بندہ لگا ذرا سہ بھی غرور نہیں تھا اس میں جیسا سب نے امیجن کر رکھا تھا اس کے متعلق۔۔۔

اس لڑکے کی سادگی کا عالم یہ تھا کہ ان سب کے ساتھ نیچے چاندنی پر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔اور یہی چیز

بریرہ نے سب سے زیادہ نوٹ کی واپس آنے کے

بعد---

♡*Husny Kanwal*♡

وہ صبح سے مارا مارا پھر رہا تھا سڑکوں پر۔۔ آج اس لڑکی کی منگنی تھی جو بچپن سے اس کے نام سے منسوب رہی۔۔۔جو اس کی تھی۔۔۔

تین بجے رات کے جب گھر لوٹا تو اب مکمل خاموشی طاری تھی۔۔۔وہ ڈائریکٹ دادی کے کمرے میں آیا۔۔۔وہ سو رہی تھیں بیڈ پر۔۔۔

وہ وہیں سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔۔یوں ہی اپنا موبائل نکالا تو واٹس ایپ پر عتیقہ کی جانب سے میسجز آئے ہوئے تھے ۔۔۔وہ جانتا تھا پکس آئی ہیں آج کی منگنی کی۔۔۔جلے پر نمک چھڑکنے کے لیے۔۔۔

کچھ دیر تک انگلی ہوا میں رہی۔۔ کہ کلک کرلئے یا

نہیں۔۔۔اور پھر ہمت کی اور کلک کرلی۔۔۔کہ

دیکھے تو صحیح ۔۔۔وہ منگنی کی دلہن بن کر لگتی

کیسی ہے۔۔۔

اور جیسے ہی اس کی تصویر سامنے آئی۔۔ لگا جیسے سانس نہیں آئے گا اگلا۔۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو از خود بہنا شروع ہو گئے دوبارہ۔۔

وہ پانچ لمحوں سے زیادہ نہ دیکھ سکا اس تصویر کو۔۔۔نظر ہی نہ آئی۔۔۔آنکھیں آنسوؤں کے سبب دھندلا دیکھانے لگی تھیں۔۔۔

آنکھوں سے آنسو صاف کر۔۔۔اس نے فورا وہ میسج نکالا۔۔۔جو بریرہ نے اسے بھیجا تھا آخری بار۔۔۔

اس نے وہ میسج کبھی ڈیلیٹ کیا ہی نہیں۔۔وہ شروع سے اس کے لیے خاص تھا۔۔۔۔

"یہ تصویر تابش کو کس نے بھیجی؟" بریرہ کی تصویر تابش کے نمبر پر اپنے موبائل سے سینڈ ہوئی دیکھ۔۔وہ چونکا۔۔۔

"میں نے" پیچھے سے آنے والی آواز پر اس نے

حیرت سے پلٹ کر دیکھا---

"مگر کیوں؟؟" خاصہ احتجاج اور اعتراض تھا اس

کے لہجے میں یہ سوال کرتے وقت---

"کیونکے مجھے نہیں لگتا ہم ٹھیک کر رہے ہیں بریرہ سے سچ چھپا کر۔۔۔" زینیا کی آنکھوں میں گلٹ تھا۔۔۔ وہ بالکل بھی معظم کے فیصلے سے رضامند نہیں تھی۔۔۔

"تصویر بھیج کر کیا ہوگا ؟؟...وہ بیچارہ اور تکلیف

میں آجائے گا---"معظم خفگی سے جتاتے ہوئے

گویا ہوا---

اس کا شدت سے دل کیا تھا کہ وہ زینیا کی عقل پر

ماتم کرلے----

مگر وہ لڑکی تھی اور لڑکیاں ایموشنل ہوتی ہیں بہت

زیادہ۔۔۔ وہ صرف دل سے سوچ رہی تھی۔۔۔

جبکہ یہ وقت دماغ سے کام لینے کا تھا۔۔۔

"میں نے اسے تکلیف میں مبتلا کرنے کے لیے

نہیں بھیجی۔۔۔میں بس چاہتی ہوں کہ اس کی

محبت جاگے اور وہ بریرہ کو آکر خود سب کچھ سچ بتا

دے۔۔۔پھر بریرہ فیصلہ کرلئے کیا کرنا ہے۔۔۔ہم سب کیوں اس کے بڑے بن گئے ہیں؟؟...ہم سب کیوں اسے فیصلہ نہیں کرنے دے رہے؟؟؟...کیا تم نے نہیں دیکھا وہ بالکل خوش نہیں تھی آج۔۔۔"

"پلیز زینیا---میں پہلے ہی خود کو مجرم سمجھ رہا ہوں---مزید مجھے گلٹی فیل مت کراؤ---میں وہ کر رہا ہوں جو میری کزن اور میرے دوست دونوں کے لیے بہتر ہے---15 دن بعد نکاح ہے----نکاح ہو جانے دو---تابش بھی یہی چاہتا ہے---"

"رومان کو پکنک پر بلانے کی کیا ضرورت تھی؟؟"

وہ چڑھتے ہوئے بولی تو سب اس کا چہرہ دیکھنے لگے---

"کیوں بھئی؟؟ کیا برائی ہے ان کو بلا لینے میں؟

"وہ علشبہ تھی جو سب سے پہلے احتجاجا بولی---

" بھئی وہ دیسی بندہ نہیں ہے ہماری طرح۔۔۔وہ
منرل واٹر والا بندہ ہے ۔۔۔ پھر اس کی ہر چیز
بہت الگ ہوتی ہے۔۔۔ بہت ہائی کلاس۔۔ کیسے
بیٹھے گا وہ بس میں ہمارے ساتھ۔۔۔" بریرہ رومان
کو لے کر بہت فکر مند ہو رہی تھی۔۔۔ کہ وہ جس
طرح کا ہائی پروفائل بندہ ہے وہ نہیں رہ سکے گا ان

لوگوں کے ساتھ۔۔پھر وہ بعد میں بڑا مذاق اڑا لئے

گا اس کی فیملی کا۔۔۔ کہ کیسے زمینوں پہ بیٹھ بیٹھ

کے کھا رہے تھے۔۔۔ کیسے نہاء رہے

تھے۔۔۔کیسے بسوں میں بیٹھے تھے چیف مڈل کلاس

لوگ۔۔۔اسے کمتر جانے گا۔۔اور زیادہ نیچے دیکھے

گا۔۔۔

پھر پورے سال میں ایک بار پکنک پر جاتے ہیں

اس میں بھی اسے رومان کی گارڈ بننا پڑ جائے

گا۔۔۔وہ بندہ کہاں رہے گا بغیر چھتری کے اتنی

دھوپ میں۔۔۔وہی اس کی چھتری پکڑ کر پھرے

گی پھر۔۔ وہ انجوائے کیسے کرلے گی

اپنا؟؟؟۔۔۔۔یہ سب سوچ کے وہ بس جلے

ککڑے چلی جا رہی تھی۔۔۔

"جیسے ہم انسان بسوں میں بیٹھتے ہیں ویسے بیٹھے گا۔۔۔اس میں کیا ہے؟؟...اور منگنی والے دن بھی بیٹھا ہوا تھا نا بیچارہ چاندنی پر ہمارے ساتھ۔۔۔اس نے تو کوئی منہ نہیں بنایا۔۔۔تم خوامخواہ کی نمونہ گری نہ کرو۔۔۔"زمر خاصہ لاپرواہی سے بولی۔۔۔

وہ سارے کزنز لان میں ڈیرہ جمائے بیٹھے تھے کل صبح پکنک پر جانا تھا اس لیے کسی کی آنکھوں میں نیند نہیں تھی---

ثومل پھوپھو کی فیملی بھی رات کو روکنے کے لیے

ان ہی کے گھر آگئی تھی--- ساتھ ہی عتیقہ اور

اس کا ہسبینڈ بھی--

"بھائی کو سٹر بک کروا دی؟؟" معظم آکر بیٹھا ہی

تھا کہ رافع تیزی سے استفسار کرنے لگا---

"اے سی والی کروائی ہے نا؟؟" بریرہ کو پہلے کبھی اے سی کی اتنی فکر نہ ہوئی جتنی آج ہو رہی تھی۔۔۔۔ ورنہ اے سی کی سب سے زیادہ فکر تو زمر رکھتی تھی۔۔۔

"ہاں ہاں اے سی والی ہی کروائی ہے" معظم کے اطمینان سے کہتے ہی۔۔ بریرہ نے اوپر کی جانب دیکھ کر۔۔۔ گہرا سانس لے کر شکر ادا کیا۔۔

"شکر ہے خدا کا۔۔۔ورنہ رومان کیسے بیٹھتا بغیر اے سی کی گاڑی میں۔۔۔ "بس اس لڑکی کا شکر ادا کرنا تھا کہ سب اسے بغور دیکھنے لگے۔۔۔

"کیا یہ وہ لڑکی نہیں ہے جو ابھی چند لمحوں پہلے رو رہی تھی بیٹھ کر۔۔کے رومان کو بلایا ہی کیوں" وہ رافع تھا جس نے خاصہ حیرت بھرے لہجے میں۔۔۔سب کے سامنے انجان بن کر پوچھا۔۔۔

"ہاں تو---اوپری اوپری رو رہی ہے یہ---اندر
سے تو خوشی میں لڈو پھوٹ رہے ہوں گے اس کے
دل میں---"علشبہ تیزی سے گویا ہوئی---

"الگ ہے نظر آرہا ہے---مرے جا رہی ہے
--اپنے ان کے لیے--" زرم جو اس سے ذرا فاصلے

پر بیٹھا تھا۔۔۔اس کے سر پر دھب لگاتے ہوئے

چھیڑنے لگا۔۔۔

" بریرہ ہمیں پتہ ہے تم سے برداشت نہیں ہوگا

لیکن پھر بھی اپنی ایکسائٹمنٹ تھوڑی دبا کے رکھنا

۔۔۔کہیں ایسا نہ ہو۔۔۔روماں جیسے ہی آئے ۔۔تم

بس میں ہی کھڑے ہو کے ناچنا شروع کر

دو---میراپیا گھر آیا--ہولال نی--- میراپیار گھر
آیا---اووولال نی--"وہ عتیقہ تھی جو کب سے
خاموش بیٹھی سب کی باتیں سن رہی تھی لیکن اب
اس سے بھی رہا نہ گیا---اور اس نے بھی بریرہ کو
سب کے سامنے چھیڑنا شروع کر دیا---

"اب ایسا بھی کچھ نہیں ہے---" بریرہ احتجاج کرتے ہوئے عجلت سے گویا ہوئی تھی--

"بریرہ میری مانو تو تھوڑی پریکٹس کر لو--" یہ کہتے ہوئے زمر نے اسے زبردستی کھڑا کیا تھا اپنے ساتھ---

"میں بھی۔۔۔ میں بھی۔۔۔"علشبہ تو خود ہی بھاگ کر چلی آئی تھی۔۔۔

"میرا پیا گھر آیا او لال نی۔۔۔میرا پیا گھر آیا او لال نی۔۔۔"بریرہ کو بیچ میں کھڑا کر کے وہ دونوں لڑکیاں اس کے گرد گھومتے و ٹھمکے مار مار کر اسے

چھیڑتے ہوئے۔۔۔ڈانس کر رہی تھیں ۔۔۔ جس پر سب خوب ہنسنے لگے ۔۔۔

زرم کی نگاہ تو ایک لمحے کے لیے بھی زمر سے ہٹنے کے لیے تیار نہ تھی۔۔۔ وہ اسے ایسے دیکھتا تھا جیسے دنیا کی سب سے خوبصورت چیز دیکھ رہا ہو۔۔۔

"بھابھی آپ بھی آئیں نا مزہ آئے گا---" زمر نے زینیا کو بھی اٹھا لیا تھا--- جو صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی---

"آپ بھی آؤ آپی" علشبہ عائشہ کو کھینچ کر لے آئی تھی--

"رکو رکو میں موبائل میں سونگ چلاتا ہوں۔۔۔" رافع

نے ایکسائٹڈ ہو کر کہا اور فوراً ہی سونگ لگا لیا۔۔۔۔

"میرا پیا گھر آیا۔۔۔ اولال نی۔۔۔

میرا پیا گھر آیا۔۔۔ اولال نی۔۔۔"

بس سونگ کا چلنا تھا سارے لڑکوں نے زور زور سے

تالیاں بجانا شروع کر دی تھیں اور چیر۔اپ کر

رہے تھے۔۔۔جب کے لڑکیاں بریرہ کے گرد
گھومتے ہوئے خوب ناچ رہی تھیں۔۔ایک شادی کا
سہ ساماں تھا۔۔۔

اسی لمحے دادی کمرے سے نکل کر آئی تھیں جب
زمر نے اپنا دوپٹہ اتار کر بریرہ کے سر پر اڑایا
تھا۔۔۔

ان کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔ جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا ہو۔۔۔ہمیشہ بریرہ کو انھوں نے اپنے جانشیر کی دلہن کے روپ میں دیکھا تھا۔۔۔کسی اور کی دلہن بنتے ہوئے دیکھنا ان کے لیے بھی بڑا مشکل تھا۔۔۔مانا اپنی پوتی کی خوشیاں پیاری تھیں انھیں۔۔لیکن جانشیر جان سے زیادہ پیارا تھا۔۔۔

انہوں نے دیکھا تھا منگنی والی رات اسے اپنے

کمرے میں بیٹھ کر روتے ہوئے۔۔۔وہ گلٹی فیل

کر رہی تھیں۔۔۔ تبھی کچھ نہ کہا۔۔۔ بس چپ

چاپ اسے روتا دیکھتی رہیں۔۔۔

وہ چلا گیا تھا۔۔۔ نکاح کی تقریب میں شرکت کے

لیے نہ رکا۔۔۔اور کسی نے کہا بھی نہیں اسے

رکنے کے لیے۔۔۔کس منہ سے کہتے ۔۔ سب

جانتے تھے وہ کیسا فیل کر رہا ہوگا۔۔۔

مگر جاتے جاتے وہ جو بریرہ اور اس کی آخری بات

ہوئی تھی۔۔۔وہ بھی سن رکھی تھی ان کے کانوں

نے۔۔۔

(ماضی کی یاد)

"بریرہ تمہیں نہیں لگتا تم میرے ساتھ ناانصافی کر رہی ہو؟؟" وہ چائے پی رہی تھی جھولے پر بیٹھ کر جب جانشیر نے آکر شکوتا کہا۔۔۔

"میں کچھ بول رہا ہوں بریرہ۔۔۔" اس کی بات سننے کے باوجود بھی جب مقابل نے کوئی ری ایکشن نہ دیا۔۔اور اطمینان سے اپنی چائے کا سپ

لے کر آسمان کی جانب دیکھنے لگی۔۔۔تو وہ بھڑک

اٹھا۔۔۔اور اس بار ذرا غصے سے گویا ہوا۔۔۔

"بریرہ۔۔۔۔بند کرو مجھے اگنور کرنا۔۔۔میں تھک گیا

ہوں یار۔۔۔کس طرح سمجھاؤں کہ میں پچھتا رہا

ہوں اپنی غلطی پر۔۔۔یقین کرو میں جانتا تھا جب

تم نے کال کی کہ وہ تمہارا نمبر ہے۔۔۔ میرے

دل پر لکھا ہوا تھا وہ۔۔۔ تمہارا میسج آج تک میرے
موبائل میں سیف ہے۔۔۔ اگر تم خود کو میری جگہ
رکھ کر دیکھو تو تمہیں بھی لگے گا میں غلط نہیں تھا
۔۔۔ میری ماں چھن گئی تھی یار۔۔۔۔ میرا سب
کچھ چھن گیا تھا صرف کیوں۔۔۔ کیونکہ دادی پاپا کو
فورس کر رہی تھیں تمہیں میری زندگی میں لانے کے
لیے اور میری ماں راضی نہیں تھی۔۔۔ میں ان کا

بیٹا ہوں ان کا حق تھا میری زندگی پر۔۔۔ دادی کا

نہیں بنتا تھا لیکن دادی نے زبردستی کی۔۔۔ یہاں

تک کہ ان کی وجہ سے میرے ماں باپ میں لڑائی

ہونے لگی۔۔۔اور اک رات انہوں نے میری ماں

کو میرے سامنے مارا پیٹا۔۔۔ تم سمجھ سکتی

ہو۔۔۔اس بچے کی تکلیف کو جس کے سامنے اس

کی ماں کو مارا گیا ہو۔۔۔اس پہ کیا بیتی تم نہیں

جان سکتیں۔۔۔ مجھے نفرت نہیں ہوئی تم سے

کبھی۔۔۔ چاہ کے بھی نہیں ہوئی ۔۔مگر کھل کے

تمہیں دل بھر کے کبھی دیکھ بھی نہ سکا۔۔۔مجھے

یہی لگتا تھا تمہاری وجہ سے میری ماں چھن گئی

ہے۔۔تم نہ ہوتیں تو میری ماں ہوتی میرے

پاس۔۔۔آج جیسے سب کے پاس ایک فیملی ہے

میری پاس بھی ہوتی۔۔۔"

بریرہ اس کی بات سننے کے باوجود بھی خاموشی سے اٹھ کر جانے لگی تھی۔۔۔جب دو قدم چلنے پر ہی جانشیر نے اس کی کلائی پکڑ کر۔۔اسے اپنی جانب موڑا اور روہانسہ لہجے میں اپنے دل کی بات اس کے سامنے رکھی۔۔۔

"اگر تم مجھے یہ سب اس لیے بتا رہے ہو کہ چاہتے

ہو میں معاف کروں۔۔۔ اور تمہارے دل کا بوجھ

ہلکا ہو جائے۔۔۔تو جاؤ میں نے معاف کیا۔۔۔

بریرہ حسن نے جانشیر تبریز کو معاف کیا۔۔۔"اس

کے دامن میں سوائے معافی دینے کے اب کچھ

باقی نہ رہا تھا جانشیر کے لیے۔۔۔۔ سو وہ دے

دی۔۔۔

اس نے بہت نرمی سے کہتے ہوئے۔۔۔اپنے ہاتھ

کی کلائی۔۔۔اس کے ہاتھ سے آزاد کرائی۔۔۔

آسان نہیں تھا اس لڑکی کے لیے ایسے شخص کو

معاف کرنا جسے اس نے اپنے سب سے مشکل

وقت میں بلایا۔۔۔جسے بچپن سے محبت کی

۔۔۔جس کے انتظار میں اپنے باپ کو لمحہ لمحہ

دروازے کو تکتے دیکھا وہ بھی اپنی زندگی کی آخری

ثانیوں میں۔۔۔اور اس سنگ دل نے۔۔۔جواب

میں ذلیل کر کے چھوڑ دیا۔۔۔

جانشیر نے اسے ایسی جگہ مارا تھا۔۔۔کہ پانی نہ

ملے۔۔۔

"اور محبت ؟؟" وہ معافی دے کر جانے لگی تھی

کہ جانشیر نے اس کی کلائی دوبارہ پکڑ کر تیزی سے

پوچھا۔۔۔

"تمہاری معافی اسے جوڑ سکتی ہے ؟؟" اگلے ہی

پل۔۔ بریرہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑا کپ

زمین پر پھینک دیا۔۔۔۔وہ لمحہ بھر میں فرش پر گرتے ہی چور چور ہو کے بکھر گیا۔۔۔

جانشیر اس کے عمل پر حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

پھر وہ ٹوٹے ہوئے کپ کی جانب دیکھ---

استفسار کرنے لگی

"نہیں ناں؟... تو بس یہی میرے دل کا حال

ہے--- تم نے توڑ دیا اسے---- اور اس میں جو

بے پناہ محبت تھی تمہارے لیے--- اس سے مجھے

آزاد کر دیا--- سچ کہوں تو میں تمہارے لیے کوئی

جذبات نہیں رکھتی۔۔۔ نہ محبت کے نہ نفرت کے

۔۔۔۔مجھے محسوس بھی نہیں ہوتا کہ تم ہو۔۔۔ تو

اگر تمہیں لگتا ہے کہ تم گلٹ کی وجہ سے میرے

ساتھ بندھے ہوئے ہو۔۔۔تو میں آج تمہیں اس

سے بھی آزاد کرتی ہوں۔۔۔ میں نے پہلے بھی کہا

تھا اور وہ غصے میں نہیں کہا۔۔۔ وہ میں تمہیں

اپنے ریل ایموشنز بتا رہی تھی۔۔۔کہ میرے لیے تم

اسی رات مر گئے تھے جس رات میرے بابا کا

انتقال ہوا۔۔۔ تم کہہ رہے ہو نا۔۔۔ کہ میں

تمہاری جگہ خود کو رکھ کر دیکھوں۔۔۔ چلو رکھ

لیا۔۔۔تو بھی میں ضرور ایک بار سوچوں

گی۔۔۔۔کے ان سارے معاملات میں اس بچی کی

کیا غلطی جو صرف چھ سال کی تھی؟؟۔۔۔ جسے یہ

بتا دیا گیا تھا کہ یہ خوبصورت سہ لڑکا اس کا منگیتر

ہے جو اس سے شادی کرلے گا۔۔۔ جبکہ وہ خود

موٹی اور کالی تھی۔۔۔ اور پتہ ہے یہ سب سے

زیادہ احساس کمتری کا خیال کس نے ڈالا ہے مجھ

میں۔۔۔ تم نے۔۔۔ تم نے۔۔۔ جانشیر تبریز تم

نے۔۔۔"اس نے اپنی انگلی اس کے سینے کے

مقام پہ لگائی.. اور ٹھوکنے والے انداز

میں۔۔۔ بار بار مارتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔" تم نے

مجھے مجھ سے ہی نفرت کرا دی --- کیونکہ میں زندگی

بھر صرف تمہاری آنکھوں میں آنے کی کوشش کرتی

رہی --- لیکن تم نے نظر بھر کے بھی نہ دیکھا---

ایک طرف میرا خوبصورت نہ ہونا دوسری جانب تمہارا

ہر وقت مجھے پیسوں کی وجہ سے حقارت سے دیکھنا

جیسے میں کوئی بھکارن ہوں --- تم سمجھ سکتے ہو

کیسی دھجیاں اڑا دیتے تھے تم میرے سیلف

کانفیڈنس کی۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے ہمیں نہیں پتہ

تھا ہم تمہارا پیسہ کھا رہے ہیں؟؟؟... ہمیں پتا

تھا۔۔۔ لیکن کیا کرتے؟؟... میرے بابا اکثر

میری ماما سے کہا کرتے تھے۔۔۔کہ مجھے بہت گلٹی

فیل ہوتا ہے کہ ہم جانشیر کا پیسہ کھاتے ہیں۔۔۔

بس میں ٹھیک ہو جاؤں پھر کما کے سب سے پہلے

جانشیر کے پیسے واپس کرنے کی کوشش کروں

گا۔۔۔۔ تم نے کیوں نہیں سوچا ایک بار خود کو

ہماری جگہ پہ رکھ کر۔۔۔کہ ہم کتنی لاچار و بے بس

حالت میں تھے۔۔۔باپ بیمار۔۔ماں ہر وقت اس

کے ساتھ ہاسپٹل میں۔۔کون کمائے گا؟؟کہاں

سے چلے گا گھر؟؟؟۔۔۔ تم کہتے ہو نا تمہارے

پاس فیملی نہیں تھی ۔۔۔ تو ایک بار مجھے دیکھ لیا

ہوتا۔۔۔میرے پاس ماں باپ ضرور تھے لیکن وہ

دونوں پورے پورے دن ہاسپٹل میں رہا کرتے

تھے۔۔۔ اور اگر گھر آ بھی جاتے تھے نا۔۔۔ تو وہ

دونوں ہی اتنی ٹینشنوں میں اتنی الجھنوں میں ہوتے

تھے۔۔۔ کہ ان کے پاس وقت نہیں تھا مجھے دیکھنے

کا۔۔۔ مجھ پہ توجہ دینے کا۔۔۔ مجھے پیار کرنے

کا۔۔۔ اگر بڑی امی تمہیں کھانا نہیں دیتی تھیں

دوپہر کا۔۔۔ تو مجھے بھی نہیں دیتی تھیں۔۔۔ کیا

تمہیں کبھی یہ نظر نہیں آیا؟؟؟.... ایک وقت

دادی تمہاری فکر کر لیتی تھیں---چونکہ تم سے

پیسہ آتا تھا لیکن میری--- میری تو وہ بھی نہیں

کرتی تھیں--- تم نے کیوں نہیں دیکھا یہ

سب؟؟؟----"

جوائنٹ فیملی میں لوگ اکثر اپنے بچوں کو چھوڑ

جاتے ہیں گھر میں۔۔ کسی دعوت ، میت ، شاپنگ ،

ہسپتال وغیرہ جانے کے لیے ---- سوچتے ہیں

گھر میں اور افراد ہیں وہ خیال رکھ لیں گے ---مگر

سچ تو یہ ہے کہ والدین کے جاتے ہی بچے کو مس

ٹریٹ کرنا شروع کر دیا جاتا ہے--- تائی چاچیوں

سے کیا شکوہ کرنا سگے دادا دادی نہیں پوچھتے کہ

کھانا کھایا ہے یا نہیں ---

اگر جانشیر نے تکلیفوں بھری زندگی گزارئی ہے بنا

فیملی کے ---تو بریرہ بھی جنت میں نہیں رہی ---

"تم نے مجھے میری نہ کردہ گناہوں کی سزا دی ہے زندگی بھر--- پھر بھی میں تمہیں معاف کر رہی ہوں---اس سے بڑا ظرف نہیں ہے میرے پاس ---اس سے زیادہ دینے کے لیے کچھ نہیں ہے میرے پاس---" وہ روتے ہوئے کہہ کر وہاں سے چلی گئی تھی --- جبکہ جانشیر کتنی ہی دیر تک خاموشی سے وہیں کھڑا رہا---

وہ تو صرف ہوا زیادہ آنے کی وجہ سے کھڑکی بند کرنے آئی تھیں۔۔۔مگر کب خبر تھی کہ جانشیرو بریرہ کی ساری گفتگو ان کے کانوں میں پڑ جائے گی۔۔۔۔

جانشیر کی باتیں سننے کے بعد ہی انھیں پہلی بار

احساس ہوا تھا کہ انہوں نے ماضی میں کچھ غلط

کیا ہے۔۔۔ ورنہ جب تبریز صاحب سے انہوں نے

پوچھا تھا کہ مارا کیوں ۔۔تو انہوں نے صرف یہی

کہا ۔۔۔کہ اماں ہم دونوں میاں بیوی کی لڑائی

ہو رہی تھی ۔۔۔ مجھے بہت غصہ آیا اور میں نے مار

دیا ۔۔۔یہ تو کہا ہی نہیں ۔۔۔کہ آپ بہت فورس

کر رہی تھیں مجھے۔۔۔ میں مرد ہوں ماں کا کہا

نہیں ٹال سکا البتہ بیوی پہ ہاتھ اٹھا لیا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"تم بھی تھوڑا میک اپ کر لو۔۔۔ سب تیار ہو

رہے ہیں۔۔۔" فجر ہوتے ہی آج گھر میں ہلچل سی

مچ گئی تھی ۔۔۔سب جیسے صرف آذان ہونے کے

انتظار میں بیٹھے تھے ۔۔۔پھر تو کوئی ادھر جا رہا تھا

کوئی ادھر بھاگ رہا تھا ۔۔۔رافع پانی کے کولر میں

برف بھر رہا تھا ۔۔۔تو زرم اسی کولر میں کولڈ ڈرنکس

ڈالنے کا کام کر رہا تھا ۔۔۔ لڑکیاں میک اپ

کرنے میں لگی پڑی تھیں ۔۔۔تو معظم کوسٹر والے

سے کانٹیکٹ کر رہا تھا ۔۔تائی جلدی جلدی قیمہ پکا

رہی تھیں تو اس کی والدہ کا بیلن تیزی سے پراٹھے

بیل رہا تھا۔۔۔۔ ثومل پھوپھو پراٹھے تل رہی تھیں

تو زینیا پھرتی سے چائے تھرموس میں بھرنے کے

بعد خود تیار ہونے کمرے کی جانب بڑھ گئی

تھی۔۔۔ ہر طرف افرتفری کا عالم تھا۔۔۔ایسے میں

وہی تھی بس ۔۔۔جو سکون سے صوفے پر بیٹھی نظر

آرہی تھی ---جس پر عائشہ نے اسے تیار ہونے کا مشورہ دیا---

ساری لڑکیاں زینیا کے کمرے میں تیار ہو رہی تھیں---

" میک اپ نہیں کرتی میں--- پتہ تو ہے آپی آپ

کو---بس کپڑے چینج کروں گی --- جیسے ہی

گاڑی آئے گی چینج کرنے چلی جاؤں گی--مجھے تو

زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ لگیں گے بس---ان

سب کی طرح دو تین گھنٹے تھوڑی تیار ہونا میں

نے" وہ خاصہ لاپرواہی سے بولی---

"چاچی اچار بھی رکھ لینا۔۔۔قیمے کے ساتھ بڑا اچھا

لگے گا۔۔۔" وہ رافع کی آواز تھی جسے سنتے ہی بریرہ

تیزی سے بولی۔۔۔"چٹورے مرد ہیں ہمارے گھر

کے بہت۔۔۔"

"یہ تو ہے۔۔۔" عائشہ نے اس کی بات سے مکمل

اتفاق ظاہر کیا۔۔۔"فلحال یہ سب چھوڑو اور تیار

ہو جا کر۔۔۔ رومان آئے گا ۔۔ تھوڑا تو میک اپ

کرو۔۔۔ "اب عائشہ اسے آنکھیں دکھا کر حاکمانہ انداز

میں کہہ رہی تھی۔۔۔

"اس نے مجھے ہزار بار دیکھا ہوا ہے" وہی لے پرواہ

سہ لہجہ۔۔۔

"تب تم اس کی ہونے والی بیوی نہیں تھی ----
اب وہ تمھیں ایک الگ نظر سے دیکھے گا--- سمجھا
کرو---اٹھو--- ہر چیز سمجھانی پڑتی ہے بے
وقوف لڑکی کو---" عائشہ نے اس کا بازو پکڑ کر
زبردستی اٹھا کر اسے میک اپ کرنے کے لیے
زینیا کے کمرے میں بھیجا تھا--

"کیا ہوا؟؟؟---پریشان کیوں نظر آرہی ہو؟؟"

بریرہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی زمر کو

دروازے کے پاس کھڑا پایا---وہ اپنے موبائل میں

دیکھ رہی تھی خاصہ پریشان نظروں سے--- جس پر

بریرہ فکر مندی سے استفسار کرنے لگی---

"مہروز ریپلائی نہیں کر رہا کل سے---"

"بیزی ہونگے .." وہ دو بدو بولی۔۔

"کتنا بھی بیزی ہو مجھے ریپلائی کر دیتا ہے۔۔۔"

"فجر کا وقت ہے-- سو رہے ہونگے---وہ جب اٹھیں گے تو ریپلائی کر دیں گے-- خوامخواہ پریشان مت ہو اور چہرہ صحیح کرو ورنہ سب پوچھیں گے---

"

"ہاں---وہ تو سو رہا ہوگا اس وقت---مگر کل سے غائب ہے یار---" مہروز کوئی عام سہ دوست

نہیں تھا کہ اگر وہ ریپلائی نہیں کر رہا تو بے فکر رہ
۔۔۔کے بعد میں کر دے گا۔۔۔وہ اس کا شوہر
تھا اور پورا ایک دن گزر گیا تھا اس کا کوئی میسج
کوئی کال موصول نہیں ہوئی تھی۔۔۔نہ ہی وہ اس
کے میسجز کا ریپلائی کر رہا تھا کل سے اب تک
۔۔۔اس نے تو فکر مند ہونا ہی تھا۔۔۔

وہ بریرہ کی بات سے فورا اتفاق کرنے لگی کہ ہاں

سو رہا ہو گا اس وقت۔۔ لیکن ساتھ ساتھ جتایا بھی

کہ کل پورا دن غائب رہا ہے۔۔۔

"ارے تم ٹینشن نہ لو۔۔۔اٹھا لیں گے کال تو

پوچھ لینا ان سے۔۔۔ اب یہ چھوڑو اور پلیز میرا تھوڑا

سہ میک اپ کر دو۔۔۔ورنہ عائشہ آپی مجھے ڈانٹیں

گی۔۔۔وہ کہہ رہی ہیں رومان آرہا ہے تو تیار ہو جاؤ

اچھی طرح۔۔۔"

"ہاں تو ٹھیک کہہ رہی ہیں آپی۔۔۔ جاؤ کپڑے

چینج کر کے آو۔۔۔پھر میں تمھارا میک اپ کر دیتی

ہوں۔۔۔"

"بھئی ایسے ہی میک اپ کر دو نا۔۔جب گاڑی

آئے گی نا تو میں جا کے کپڑے چینج کر کے آ جاؤں

گی۔۔۔۔ورنہ کون دو منزلہ جائے اور پھر واپس اتر

کر آئے۔۔۔"ذرا سستی کا مظاہرہ کر رہی تھی

وہ۔۔۔

"موٹی تھوڑا چل پھر لیا کرو۔۔۔ اتنا خوبصورت

منگیتر ہے تمہارا۔۔۔ اسے قابو میں رکھنے کے لیے نا

اپنے آپ کو بھی سجا سنوار کے رکھو۔۔۔ جاؤ

شاباش۔۔۔۔ سیڑھیاں چڑھو اور اترو۔۔۔اچھا ہے

وزن کم ہوگا۔۔۔ سست ماری کہیں کی۔۔" زمر

کا تو اس کی بات سنتے ہی پارہ ہائی ہو گیا تھا۔۔کہ

ذرا محنت نہیں ہو رہی اس لڑکی سے اپنے منگیتر

کے لیے۔۔۔ جب کہ کتنا خوبصورت لڑکا ملا ہے

اسے نصیب سے۔۔۔ اسے ملا ہوتا تو صدقے واری

چلی جاتی۔۔۔اور جسے ملا ہے اسے کوئی قدر ہی

نہیں۔۔۔۔ صرف دو منزلہ سیڑھیاں چڑھنے میں

موت آ رہی ہے ۔۔۔ حد ہے۔۔۔

"اگر سیڑھیاں چڑھنے اترنے سے وزن کم ہوتا نا تو
میں ماڈل جیسا فیگر لیے ہوئے ہوتی آج۔۔۔ جتنا
میں سیڑھیاں اترتی ہوں نا اتنا کوئی نہیں اترتا اس
گھر میں۔۔۔دروازہ کھولنے تک میں جاتی ہوں دو
منزل اتر کر۔۔۔فی الحال۔۔۔ میک اپ کر دو
یار۔۔۔ نخرے نہ کرو۔۔۔میں کپڑے چینج کر لوں
گی نا بعد میں ۔۔۔ ویسے بھی میک اپ کپڑوں پہ

گر لئے گا تو کپڑے گندے ہو جائیں گے-- پھر

امی نے مجھے چھوڑنا نہیں ہے وہ میری سسرال کا

دیا سوٹ ہے---" زمر سمجھ گئی تھی اس ڈھیٹ

لڑکی نے نہیں جانا---وہ لڑتی رہے گی یہاں

کھڑے ہو کر سارا دن--- ایک سو ایک جواز دے

دے گی کپڑے نہ چینج کرنے کے---لیکن تیار

ہونے کے لیے کپڑے چینج کر کے نہیں آئے

گی---اس لیے تھک ہار کے وہ ان ہی کپڑوں میں اس کا میک اپ کرنے کے لیے کھڑی ہوگئی تھی---

"کون سے کلر کے کپڑے ہیں پھر میں میک اپ اسی حساب سے کروں گی---" زمر فاؤنڈیشن ہاتھ میں اٹھا کر پوچھنے لگی---

"وائٹ کلر کی ٹی شرٹ ہے اس پر لائٹ بلو رنگ کی شرٹ اور ڈراک بلو جینز"

"اوکے" زمر نے اب اس کا میک اپ کرنا شروع کر دیا تھا

"ارے یہ والی بیس لگاؤ۔۔۔اس سے نیچرل لک
آئے گا بالکل۔۔۔کیا وائٹ کر دیا ہے اسے
بھوتنیوں کی طرح۔۔۔ "علشبہ فورا ہی اس کے
میک اپ میں نقص نکالتے ہوئے ٹوکنے لگی۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔یہ والی لگائی۔۔۔ تو پورے دن کا
ساتھ ہے تھوڑی دیر بعد ہی کلر ڈم پڑ جائے

گا۔۔۔یہ لگاؤں گی۔۔۔تو یہ آہستہ آہستہ لائٹ ہو گا

تو بالکل نیچرل لک ہی دے گا۔۔۔اور تم مجھے مت

سکھاؤ۔۔۔ تم اپنا کرو ناں۔۔۔ لائنر تک تو تمہارا خود

میں لگاتی ہوں۔۔۔اور مجھے ہی سکھانے آگئی ہو۔"

آخری جملے پر زمر نے خاصہ چڑھ کر کہا۔۔۔ وہ

اپنے میک اپ میں کسی کی بھی نقص نگاری

برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ اور نقص نگاری بھی وہ جو صرف جلن کی بیس پر ہو رہی ہے۔۔۔

"یار میں تو سجیشن دے رہی ہوں۔۔۔ غصہ کیوں ہو رہی ہو۔۔۔ میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ بریرہ اچھی لگے۔۔۔" علشبہ فورا منہ بسور کر جتاتے ہوئے بولی۔۔۔

"چھوڑ دو نا علشبہ ---وہ کر لے گی خود ہی --- تم
اپنا کرو--- " ہونے والی بھابھی تھی زمران
کی --- لیکن ذرا لحاظ نہیں کرتی تھی اس بات
کا --- اور یہ بات عتیقہ کو ناگوار گزرئی --- اس
نے علشبہ کا بازو پکڑ کر اسے واپس شیشے (سنگار

دان کا شیشہ) کی جانب مڑتے ہوئے برہمی سے کہا۔۔۔

"وہ بول رہی ہے۔۔۔ تو سن لو نا۔۔۔" بریرہ ان لوگوں میں سے تھی جنہیں لڑائیوں سے بھاگنے کی عادت ہے۔۔۔اور وہ دیکھ سکتی تھی اس کے

میک اپ کے پیچھے عتیقہ ،علشبہ کے زمر سے منہ بن گئے تھے۔۔۔

" کالا میک اپ کروا رہی ہے تمہارا ۔۔۔ اور پھر خود حور پری بن کر سیلفی سیلفی کر کے رومان سے چپکے گی۔۔۔چپ رہو تم۔۔۔ تمھیں کوئی عقل نہیں۔۔۔

" کبھی کبھار ہمیں سمجھ ہی نہیں آتا کون واقعی

ہمارا اپنا ہے اور کون پرایا۔۔۔کون واقعی ہمارا اچھا چاہتا ہے اور کون اچھائی کا لبادہ اڑے صرف نقصان پہنچانے کی تاک میں لگا ہے۔۔۔

بریرہ کو میک اپ کی اتنی خاص سمجھ نہیں ہے۔۔۔ اور نہ ہی وہ زیادہ میک اپ وغیرہ کرتی ہے اس لیے اسے تو یہی لگا علشبہ اس کے اچھے

کے لیے بول رہی ہے۔۔۔مگر زمر نے دانت پیستے

ہوئے اسے کان میں بتایا۔۔۔کہ وہ صرف اس کا

میک اپ خراب کروا رہی تھی۔۔۔

"یار لائنر وغیرہ کیوں لگا رہی ہو۔۔۔شادی میں

تھوڑی جا رہی میں۔۔۔"

"چپ ہو کے بیٹھو تم۔۔۔"

" ہائے اتنا سارا بلش آن ۔۔۔میرے گال بندر کے

کولے لگیں گے بالکل لال لال۔۔۔ کیا کررہی

ہو۔۔۔روماں بہت مزاق اڑائے گا میرا"پتہ نہیں

پارلر والی سے منگنی والے دن کیسے میک اپ کرا

لیا اس لڑکی نے ۔۔۔زمر سے تو وہ چپ ہی نہیں ہو

رہی تھی۔۔۔جہاں زمر کوئی میک اپ کا برش اس کے چہرے پہ کرنے لگتی۔۔۔وہیں اس کے پرزور احتجاجی الفاظ ادا ہونا شروع ہوجاتے۔۔۔۔

علشبہ، عتیقہ، زینیا سب ہنس رہی تھیں اس کی باتوں پر۔۔۔ جبکہ زمر نے ایک گہرا سانس لے کر اسے بک بک کرنے دی اور اپنا کام جاری رکھا۔۔۔

زمر جب میک اپ کر رہی تھی تو بریرہ کو یہی فیل آ

رہا تھا پتہ نہیں کتنا میک اپ تھوپ رہی ہے اس

کے چہرے پر ----وہ ان سیکیور ہو رہی تھی

---کہ رومان مذاق اڑائے گا لیکن جب وہ آئینے

کے سامنے کھڑی ہوئی اپنا فائنل لک دیکھنے کے

لیے ---تو وہ حیران رہ گئی ---وہ بہت پیاری لگ

رہی تھی ۔۔۔ منگنی والے دن سے بھی زیادہ

۔۔۔زمر نے بہت لائٹ میک اپ کیا تھا۔۔۔۔

"اب تم جلدی سے کپڑے چینج کر کے آ جاؤ تو میں

تمہارے بالوں کو نیچے سے outward

curve دے دوں گی۔۔۔ کٹنگ ہوئی وئی ہے نا

---تو بہت پیارے لگیں گے" وہ یہ کہتے ہوئے اس کے چہرے پر سپرے کرنے لگی...

"اب یہ کیا تھا--"بریرہ خاصہ منہ بسور کر استفسار کررہی تھی---

"اس سے میک اپ فکس رہے گا تمہارا۔۔۔۔اور

ضرورت نہیں ہے نہانے کی بچوں کی

طرح۔۔۔اداؤں سے رہنا رومان کے سامنے۔۔۔"

"لے بھیا۔۔۔ تو پھر پکنک پر لے کے کیوں جا

رہے ہو مجھے ؟؟...گھر ہی چھوڑ جاؤ نا۔۔۔۔ حد ہو

گئی۔۔۔نہائے بھی نہ بندہ اتنی دور جا کر۔۔۔"

ہریرہ فورا ہی پر زور احتجاج بلند کرنے لگی۔۔۔

"زیادہ نہانے کا شوق ہے ناں تو واش روم میں

نہاء لینا رات میں گھر آکر۔۔وہاں چپ چاپ

بیٹھنا۔۔۔بتا رہی ہوں میں۔۔۔میک اپ خراب

نہیں ہونا چاہیے---" زمر نے اسے آنکھیں دکھا کر وارننگ دینے والے انداز میں کہا---

جس پر وہ برے برے منہ بنا کر پاؤں پٹختی ہوئی جانے لگی---

"میں تو نہاؤں

گی۔اوو۔۔۔اءءاءءءاءا۔۔۔۔۔لاللالاللا۔۔۔۔"

پھر دروازے پر پہنچنے کے بعد وہ تیزی سے

مڑی۔۔۔اور بچوں کی طرح دونوں ہاتھ کانوں پر لگا

کر۔۔۔اور زبان باہر نکال کر زمر کو چڑھانے

لگی۔۔

وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی مووومنٹ ہلکی سی اوپر اور

نیچے کی جانب کرتے ہوئے اءاء۔۔لالالالا کی

آوازیں نکال رہی تھی۔۔ جس پر زمر نے اسے

آنکھیں دکھائیں۔۔۔تو وہ برق کی پھرتی سے بھاگ

گئی۔۔۔

کمرے میں موجود ہر شخص اس کے اس عمل پر

لوٹ پوٹ ہو کے ہنس رہا تھا۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"ایک تو یہ دروازہ کون بند کر رہا ہے ؟؟؟...بار بار

آکر رافع و زرم دروازہ بجا رہے ہیں پھر۔۔۔مجھے کیا

یہاں دروازے کی ڈیوٹی کے لیے بیٹھا دیا ہے اتنا تیار کر کے۔۔۔ خود کسی سے نکلا نہیں جا رہا ابھی تک۔۔ نو بجے کو آرہے ہیں" وہ پھر سے دروازہ بجنے پر۔۔۔ نہایت کڑتی ہوئی جھولے سے اٹھ کر آئی۔۔۔

اس کرتی ہوئی لڑکی نے یہی سوچ کے دروازہ کھولا

تھا کہ رافع ہوگا مگر سامنے رومان کو اچانک کھڑا

دیکھ۔۔۔وہ لمحہ بھر کے لیے چونکی۔۔۔

رومان نے اپنی زندگی میں وقت کی پابندی سیکھ لی

تھی اور اس کا سب سے بڑا ثبوت اس کا صحیح نو

بجتے ہی اس کے دروازے پر موجود ہونا تھا۔۔

کل سے اس کے سارے گھر والے یہی کہہ رہے

تھے کہ ہم صرف رومان کی وجہ سے لیٹ ہوں گے

کیونکہ وہ بڑا ایکٹر ہے 10 بجے سے پہلے آئے گا

نہیں۔۔۔لیکن حیرت بلا حیرت اسے جو وقت دیا گیا

تھا وہ ٹھیک اسی وقت اس کے دروازے پہ آکے

کھڑا ہو چکا تھا۔۔۔جبکہ اس کے گھر والے۔۔جو

کل سے رومان کے لیے باتیں سنا رہے تھے۔۔۔وہ

ابھی تک تیار نہ ہوئے تھے۔۔۔

جہاں وہ اچانک اسے ٹھیک نو بجے اپنے دروازے پہ

کھڑا دیکھ چونکی تھی ۔۔۔ وہیں دوسری جانب مقابل

بھی اسے سرتاپاؤں دیکھ۔۔۔ حیرت کے غوطے کھا

رہا تھا۔۔۔

لائٹ بلو رنگ کی شرٹ جس کے بٹن کھلے ہوئے

تھے اور اندر سے وائٹ کلر کی ٹی شرٹ جھانکتی

ہوئی نظر آ رہی تھی۔۔۔اس پر ڈراک بلو جینز زیب

تن کیے۔۔۔ وہ خاصہ کول لک دے رہی تھی۔۔۔

ساتھ ہی پاؤں میں وائٹ جوگرز تھے اور بالوں کو

اڑی مانگ نکال کر۔۔۔۔کھلا چھوڑا تھا حسن

بکھیرنے کے لیے--- ساتھ ہی اس کی کٹنگ

ہوئے بالوں کو نیچے کی جانب سے تھوڑا کرو دے

شکل میں باہر کی جانب----(C رکھا تھا سی (

بلیک کلر کا دھوپ کا چشمہ بالوں پر ٹکا ہوا الگ

ہی نمایا تھا---

ہاتھ کی کلائی میں واچ بندھی تھی۔۔۔ مگر وہ اسے کب دیکھ رہا تھا۔۔ اس کی نظر تو اس چاند سے چہرے پر جاکر ساکت ہو چکی تھی۔۔۔

اس کے اسکن کلر کے مقابلے آج تھورا وائٹ ٹون نظر آرہا تھا۔۔۔اور پھر اس پر لائٹ پنک رنگ کا میک اپ کیا ہوا۔۔۔ لپ اسٹک کے اس نے دو

تین شیڈز یوس کیے تھے ۔۔۔ جس کی وجہ سے پنک مگر لائٹ آتشی کے ساتھ شیڈ آرہا تھا ۔۔۔ ایک تو اس کے ہونٹ تھے بھی بہت خوبصورت ۔۔۔ اوپر سے وہ لپ اسٹک کا شیڈ قیامت برپا کرتا معلوم ہوا رومان کو ۔۔۔۔

اسے خود بھی علم نہیں ہوگا ---وہ کس قدر ستائشی
نگاہوں سے تک رہا تھا اسے ---

"کیا دیکھے جا رہے ہو؟؟...اندر آؤ نا ---"اس کی
نگاہوں میں بہت کچھ تھا اس لمحے --- مگر مقابل
نے کب خاص توجہ دی --- کہ وہ انھیں
پڑھے ---

وہ آہستگی سے گویا ہوئی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ تم باہر آجاؤ۔۔۔نکاح کے لیے چلتے ہیں۔۔۔ ایک ہفتہ اب صبر نہیں ہوگا مجھ سے" وہ شرارت سے اس کی جانب دیکھ۔۔۔فدا فدا لہجے میں مسکرا کر بولا۔۔۔

"فلرٹو۔۔ مجھے تو چھوڑ دو کم از کم" وہ چاہتی تھی وہ

اسے اپنی زندگی میں آنے والی دوسری لڑکیوں کی

طرح ٹریٹ نہ کرئے۔۔۔فلرٹ و جھوٹی تعریفیں

کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اسے۔۔۔ ہمیشہ

سچ بات بولے اس سے۔۔۔کم از کم وہ دونوں

بھروسے کا رشتہ تو قائم کر ہی سکتے ہیں اپنے

درمیان--

اس نے بیزاریت سے کہا تھا---

"لو--- تمھیں چھوڑ دوں گا تو سانس کیسے لوں گا ؟؟"اس نے بڑی محبت سے تکتے ہوئے کہا تو بریرہ کو اپنے گال جلتے محسوس ہوئے---

"تمہاری فلرٹنگ اسکلز زیادہ اچھی نہیں ہو گئی ہیں ؟؟---"

اس لڑکی نے مذاق میں اڑا دیا تھا مقابل کے صدق

دل کے جذبات کو۔۔۔ اور غلطی اس کی نہیں تھی

۔۔۔وہ خود کو (خود) خوبصورت نہیں

سمجھتی۔۔۔دوسرے اسے خوبصورت

سمجھیں۔۔۔یہ کہاں ممکن ۔۔۔۔ اور پھر رومان

احسن شیخ جیسا بڑا ایکٹر و فلمی ستارہ اسے خوبصورت

سمجھے۔۔۔یہ تو اس کے نزدیک محال ہی ٹھہرا۔۔۔

ایک وقت تم کہو۔۔ تم نے ہاتھی کو اڑتے دیکھا ہے ۔۔۔ بریرہ اعتبار کر لے گی۔۔۔ لیکن تم کہو۔۔۔روماں احسن شیخ کو وہ خوبصورت لگ رہی ہے۔۔۔وہ ہرگز اعتبار نہ کرلئے گی۔۔۔

پوری زندگی میں اسے ایک ہی شخص ملا تھا جس نے اسے خوبصورت کہا اور وہ تھا تابش۔۔۔اور پھر تابش نے ہی اپنی خوبصورت کزن کی خاطر اسے چھوڑ دیا۔۔

"بس۔۔۔دن رات کی محنت ہے ایک چڑیل کو پھنسانے کے لیے۔۔"وہ اپنے دل کے مقام پر

مکہ بنا کر آہستگی سے مارتے ہوئے۔۔۔۔۔آنکھیں موند کر۔۔۔ بڑے گمبھیر لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

جس پر وہ مسکرانے لگی۔۔۔

"وہ نہیں پیٹے گی" بریرہ قطعی لہجے میں بولی۔۔

"سچ کہوں --- تو مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے کہ وہ

پٹے گی نہیں-----اس لیے تو نکاح کر رہا ہوں--

" اس کے کان کے پاس منہ لا کر رازدارانہ انداز

میں گفتگو کرنے لگا تھا وہ--- اور انداز بڑا شرارتی سہ

تھا---

"تو نکاح سے کیا ہوگا؟؟" بریرہ فوراً ہی الجھ کر پوچھ اٹھی---

"محبت---" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے گمبھیر اور محبت بھرے لہجے میں گویا ہوا---

اس لڑکے کی آنکھوں میں جیسے کوئی سحر ہو---

جس میں بریرہ نے خود کو جکڑتا محسوس کیا---وہ

چاہ کر بھی اس کی آنکھوں سے نظر نہ ہٹا

سکی---وہ آنکھیں اسے کھینچ رہی تھی مقناطیسی

طاقت کی طرح----

اچانک ہی اسے اپنے ارد گرد آکسیجن کم ہوتا محسوس ہوا۔۔۔

اس حسین لڑکے کا چہرہ بہت قریب تھا اس کے چہرے کے۔۔۔

"محبت؟؟" شاید یہ رومان کی نزدیکی کا اثر تھا
---کہ اس کی آواز بہت دھیمی اور بھرائی ہوئی
نکلی---

"ہاں محبت---میں نے سنا ہے مڈل کلاس
گھروں کی لڑکیاں اپنے شوہروں سے بڑی محبت
کرتی ہیں... جان دیتی ہیں ان پر---"

"اگر مجھے نہ ہوئی تو؟؟" وہ چیلنج نہیں تھا۔۔۔ وہ ایک پریشان لہجے میں کیا گیا سوال تھا۔۔۔

وہ واقعی ڈرتی تھی کہ نکاح کے بعد اگر تابش کو دل سے نہ نکال سکی تو کیا یہ رومان کے ساتھ چیٹ

کرنا ہوگا؟؟.... مگر دل پہ تو کوئی زور نہیں

چلتا۔۔۔

"کیوں نہیں ہوگی۔۔۔ میں پانچ نمازیں پلس تہجد

پڑھنا شروع کر دوں گا۔۔۔اور خدا سے ہر وقت دعا

کروں گا۔۔۔کہ دنیا کے سارے لوگوں کے دلوں

میں جو میرے لیے محبت ہے وہ نکال کر

۔۔۔ صرف اس ایک لڑکی کے دل میں ڈال

دے۔۔۔ " وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کمر کے پیچھے

باندھ کر۔۔۔اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال

۔۔۔ مسکرا کر کہہ رہا تھا۔۔۔ اور جب (اس ایک

لڑکی) کے الفاظ پر پہنچا۔۔۔ تو اس نے پیچھے سے

ہاتھ نکال کر ایک انگلی کا اشارہ دیا۔ اور پھر اسی

انگلی سے مقابل کے چہرے پر آنے والے بالوں کو

کان کے پیچھے ہولے سے کیا۔۔۔

اس نے یہ عمل اتنے زیادہ ایموشنز کے ساتھ کیا

تھا۔۔۔کہ اس کی انگلی کے لمس کو بریرہ نے اپنے

کان پر محسوس کیا۔۔۔جو اسے لمحہ بھر کے لیے

گدگدی سی مچاتا محسوس ہوا۔۔۔۔

چھوا اس نے ایک کان کو تھا مگر دہک دونوں رہے تھے ---- اور نہ صرف کان دہک رہے تھے اس کے اندر سے جیسے دھوئیں نکل رہے ہوں--- گال جلتے محسوس ہوئے---

رکے ہوئے سانس کے ساتھ۔۔۔ وہ ایک لمحے کے اندر پھرتی سے دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔

"چلو گاڑی میں چل کر بیٹھتے ہیں۔۔۔ مجھے نہیں لگتا تمہارے گھر والوں کا ابھی کوئی جانے کا ارادہ ہے۔۔۔" اسے خود سے دور جاتا محسوس کر لیا تھا رومان نے۔۔ وہ نہیں سہہ سکی تھی اس کی محبت

کی اک جھلک کو بھی ----وہ ڈر نہ جائے ---یہ

سوچ کر ---فورا ہی شرارتی بھرے لہجے

میں ---اس کی کلائی پکڑ کر آگے چلا ---

"ارے آپ آ بھی گئے --"ابھی وہ ایک قدم ہی

چلا تھا --- کہ معظم اس کے روبرو ہوا --جو اسے

دیکھ کر چونکا تھا ---

لیکن صرف وہ اکیلا نہیں تھا جو چونکا ہو۔۔۔رومان

نے بھی فورا بریرہ کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا ڈر کر۔۔۔ بلکہ

ڈر کیا کہیے۔۔۔وہ احترام تھا کہ سامنے بریرہ کا بڑا

بھائی ہے۔۔۔

"بریرہ انھیں دروازے پر لے کر کیوں کھڑی

ہو؟؟...اندر دادی کے کمرے میں بٹھاؤ جا

کر---آپ اندر چلیں---ابھی تیاری چل رہی

ہے---یہ ہمارے گھر کی لیڈیز ہے نا---ان

سے گھر سے نکلا ہی نہیں جاتا---" معظم کے

کہتے ہی بریرہ نے اسے گھور کر دیکھا---کیونکہ وہ

لیڈیز پر سارا الزام ڈال رہا تھا جبکہ گھر کی لیڈیز میں

وہ بھی آتی ہے۔۔۔اور وہ تو تیار کھڑی تھی کب

سے۔۔۔

"چلیں۔۔۔آپ کو اپنی دادی کے کمرے میں

بٹھاتی ہوں ۔۔۔ میرے ہونے والے سرتاج" بریرہ

نے بڑے مہذبانہ انداز میں۔۔۔آنکھیں ٹمٹما کر۔۔

ایک ہاتھ کمر کے پیچھے باندھ۔۔۔۔اور دوسرا ہاتھ

اس کی راہ میں آگے کی جانب بچھاتے ہوئے۔۔۔۔بے انتہا نرمی سے کہا۔۔۔

مقابل کو اس دشمن جاں کا اتنا مہذبانہ انداز ہضم نہ ہوا۔۔۔اور وہ بے اختیار منہ پر ہاتھ رکھ۔۔ ہلکا سہ چہرہ جھکا کر ہنسنے لگا۔۔۔

"بریرہ" پیچھے سے معظم کی غراتی ہوئی آواز آئی تھی--- جس پر وہ فورا سیدھی ہوئی--- اور سنجیدہ ہو کر آگے چلی---

جب کہ وہ مزے سے پیچھے آرہا تھا---

♡*Husny Kanwal*♡

وہ لائٹ پنک رنگ کی ہوڈی زیب تن کیے ہوئے

تھا ساتھ ہی بلو جینز تھی ---

آنکھوں پر دھوپ سے بچنے کے لیے کالا چشمہ

لگائے جب سب کے ساتھ بس میں سامان لوڈ

کرانے کے لیے کھڑا ہوا تو وہ حسین لڑکا الگ ہی

چمکنے لگا۔۔۔

بریرہ جب باہر نکلی تو یہ دیکھ بڑی حیران

ہوئی۔۔۔کہ وہ سب کے ساتھ مل کر سامان بس

میں رکھوا رہا ہے جلدی جلدی ۔۔۔ خاص طور پر جب

اس نے بریانی کی دیگ زرم کے ساتھ پکڑ کر اندر رکھوائی۔۔۔

"روحان یہ کولر رکھنا اندر۔۔۔ اور چیک کرنا وہ بلو والا اندر رکھا ہے یا نہیں۔۔۔" رافع نے اسے اورنج کلر کا کولر پکڑاتے ہوئے کہا۔۔۔

"ارے میں نے چیک کر لیا ہے۔۔۔ ہے گا"

گاڑی کے اندر سے زرم کی آواز آئی تھی۔۔۔

جیسے زرم گھر کا ہونے والا داماد تھا مگر وہ گھر کا بیٹا

بن کر سارے کام کرتا پھر رہا تھا۔۔۔ویسا ہی

بالکل رومان کا حال تھا۔۔ چلو زرم کا تو پھر نانی کا

گھر تھا مگر رومان کا ایسا کوئی سین نہیں

تھا۔۔۔اس کے باوجود اس لڑکے نے کوئی وی

آئی پی ٹریٹمنٹ نہیں لیا۔۔۔وہ دادی کے کمرے

میں ایک جگہ اکڑ کر نہیں بیٹھا عتیقہ کے شوہر کی

طرح۔۔۔وہ بھی ان کے ساتھ برابر کا کام کرواتا

نظر آرہا تھا سب کو۔۔۔۔ اور نہ صرف وہ خود کر رہا

تھا بلکہ اپنے ڈرائیور کو بھی لگا رکھا تھا۔۔۔

"روما ن یہ سنیکس سب سے پیچھے والی سیٹ پر رکھ

دو۔۔۔ راستے میں کھاتے ہوئے جائیں گے۔۔۔"

رافع نے بڑا سہ خاکی رنگ کا باکس اسے پکڑاتے

ہوئے کہا۔۔۔

جسے لے کر وہ فورا حکم کی تابعداری کرتا گاڑی کے

اندر رکھنے چل دیا تھا۔۔۔

"اوئے ---کیا سارے کام رومان سے کروائے

جا رہے ہو؟؟...خود بھی کچھ کر لو ہل کر---" وہ

شریف بن کر کام پر کام کیے جا رہا ہے تو کیا ہوا

--بریرہ تھی نا اس کی جانب سے لڑنے کے

لیے---

بریرہ اب عجلت سے رافع کے پاس آکر لڑنے

والے انداز میں بولی--

"واہ واہ--- بھائی صبح سے پاگلوں کی طرح کام

کرتے پھر رہے ہیں وہ تمہیں نظر نہیں

آئے--- منگیتر نے دو ڈبے کیا اٹھا لیے-- فورا

آگئیں پھوپھو کی طرح لڑنے کے لیے--- تم جیسی

بہنیں ہوتی ہیں جو دامادوں کو سر پہ چڑھا دیتی

ہیں" جب رافع نے اسے ٹوکا تو وہ سوچ میں پڑ گئی

--کیا وہ کچھ زیادہ ہی رومان کی فکر کر رہی

ہے؟؟؟----

"ہاں تو--اس کے کپڑے خراب ہو جائیں گے-

-لائٹ رنگ کے ہیں---"

ہاں کر رہی ہے فکر۔۔۔تو؟؟...سب اپنے

شوہروں کی کرتے ہیں۔۔۔وہ اپنے ہونے والے

شوہر کی کیوں نہ کرلئے؟؟۔۔۔آخر وہ بیچارہ اسی

کی خاطر صبح نو بجے یہاں آکے کھڑا ہوا ہے۔۔۔اور

کام بھی کروا رہا ہے۔۔۔

اب بندہ کام کرنے کھڑا ہو گیا ہے مروت میں --

تو اس کا مطلب یہ تھوڑی ہے ---کہ سارے

کام اسی سے کروالو---

ایک لمحہ سوچنے کے بعد--- وہ مزید ڈٹ کر بولی

تھی --

"اس کے لائٹ رنگ کے کپڑے ہیں اور میرا

کیا؟؟... میری یہ وائٹ شرٹ تمھیں نظر نہیں آرہی

؟؟" رافع نے ایک ہاتھ کمر پر ٹکا کر---اور

دوسرے سے اپنی شرٹ کو پکڑ کر----اسے

دیکھاتے ہوئے-- طزیہ پوچھا--

"ہاں۔۔ نہیں آرہی۔۔۔ تمہیں تو عادت ہے کام

کرنے کی۔۔۔اسے نہیں ہے۔۔۔۔ پھر اسے یہ

گھریلو لڑکوں والے کام کرنے آتے بھی نہیں

ہیں"

"تو اس میں کیا ہے۔۔۔ہم سکھا دیں گے کام

کرنا۔۔۔ ہم کس مرض کی دواء ہیں۔۔۔ بس اس

کی چنڈالن منگیتر عرف ہماری بہن ہمیں سکھانے دے تو ناں۔۔۔"آخری جملہ وہ ترچھی آنکھوں سے اسے گھورتے ہوئے۔۔۔طنزیہ کہہ رہا تھا وہ بھی نہایت جتاتے ہوئے۔۔۔۔

روماں جو بس کی کھڑکی سے بریرہ کو اپنے لیے خوب لڑتے دیکھ رہا تھا وہ مسکرانے لگا۔۔۔ اس کی گال لال ہونا شروع ہو گئے تھے۔۔۔

اور وہ لڑکی نہیں جانتی۔۔۔ اپنے بھائی سے اس کی خاطر لڑتے ہوئے وہ کتنی پیاری لگ رہی تھی اسے۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

" ڈریس تو بہت کمال کے چوز کیے ہیں تمھاری ساس نے---" وہ جو ڈریس پہنی ہوئی تھی-- وہ رومان کے گھر سے آیا تھا منگنی والے دن تحائف

کے اندر۔۔۔تب سب نے اسے باکس کے اندر سجا

ہوا دیکھا تھا۔۔۔

عتیقہ اس کا ڈریس دیکھنے کے بعد تعریف کیے بغیر

نہیں رہ سکی تھی۔۔۔ ساتھ ہی وہ اس کی نصیب

پہ براڑاش کر رہی تھی۔۔۔کہ کتنی ماڈرن

ساس ملی ہے اسے۔۔۔

"یہ تو ہے" بریرہ نے مسکراتے ہوئے کہا

---جب کہ وہ جانتی تھی یہ ڈریس اس کی ساس

نہیں لائی---یہ رومان لایا ہے اس کے لیے خاص

انڈیا سے---

♡*Husny Kanwal*♡

"چلو کار میں چل کر بیٹھتے ہیں---- میں انٹی سے بھی کہہ دیتا ہوں---"سب بس میں بیٹھنے لگے تھے--- جب رومان نے اس کے پاس آکر آہستگی سے کہا---

"کار میں کیا مزہ آئے گا۔۔۔ بور ہو جائیں گے اتنا
لمبا سفر ہے۔۔۔کوسٹر میں ہی صحیح ہے۔۔سب کے
ساتھ بیٹھے ہوں گے ہنسی مزاق میں ٹائم کا پتہ ہی
نہیں چلے گا۔۔۔اور پھر اصلی مزہ تو سب کے
ساتھ آتا ہے نا۔۔۔ تم بھی ڈرائیور کو کہو۔۔۔ گھر
چلے جائے۔۔۔اور میرے ساتھ کوسٹر میں
بیٹھو۔۔۔"اس کا ہاتھ تھام کر وہ پہلی سیڑھی چڑھ

گئی تھی بس کی۔۔۔ مقابل نے بھی کوئی احتجاج

نہ کیا خاموشی سے اس کے پیچھے ہو لیا۔۔۔ ساتھ

ساتھ وہ اس کا ہاتھ بھی دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ کتنی

لاپرواہی سے ہمیشہ اس کا ہاتھ تھام لیتی

تھی۔۔اور وہ اس لاپرواہی میں ہی خوش ہو جایا کرتا

تھا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

زندگی میں پہلی بار وہ بس کا سفر کرنے جا رہا
تھا۔۔۔ اور صرف بس کا سفر تو نیا نہ تھا وہ فیملی
بھی اس کے لیے نئی تھی۔۔اوپر سے وہ کافی بڑی
فیملی تھی۔۔۔ بہت سارے ممبرز پر مبنی۔۔۔ جن
کے ابھی نام تک یاد نہیں ہوئے تھے اسے۔۔۔۔

بریرہ اور زمر ساتھ بیٹھے تھے۔۔۔ دوسری جانب رافع اور رومان۔۔۔ وہ چاروں بس کی سیکنڈ لاسٹ سیٹ پر تھے۔۔۔

"اللے، رے اللے، مُنجا مار وارا

اللے، رے اللے، مُنجا مار وارا

اے مُنجا جوگی آرا

اے مُنجا سانگی آرا

ماروڑا مِیتھرا مُنجے

ماروڑا سا ہنگھرا مُنجے

اللے، اللے، اللے، اللے..."

بس کے سٹارٹ ہوتے ہی پہلے تو سب میں ببل گم بٹنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔جو سب نے ایک ایک لے لی۔۔۔

ابھی وہ ببل گم کھا ہی رہا تھا جب گانا سٹارٹ ہوا اور اس نے دیکھا۔۔کہ اس کے برابر میں بیٹھا لڑکا

(رافع) فوراً ہی اٹھ کر ناچنا شروع ہو گیا ہے -- پھر اس نے دیکھا کہ دوسرا لڑکا بھی آیا ہے---

وہ ذرم و رافع تھے جو مست ہو کر اس گانے پر ناچنا شروع ہو گئے تھے--- اور باقی سب خوب تالیاں بجا بجا کر--- ان کے ڈانس کو انجوائے کرنے لگے---

جوگی آیا، مونو سونی تا

سامی آیا، مونو سونی تا

جوگی آیا، مونو سونی تا

سامی آیا، مونو سونی تا

گھائیل دِل کے غیبی آ

ڈانس کرتے کرتے ہی رافع نے اس کی کلائی
پکڑئی تھی۔۔۔ اور اسے بھی چلتی ہوئی بس میں کھڑا
کر لیا تھا اپنے ساتھ۔۔۔ وہ سب اس کے سسرالی
تھے اوپر سے بالکل نئے لوگ۔۔وہ تھوڑا (شائے

فیل کر رہا تھا۔۔۔ مگر صرف تب (shy
تک۔۔۔ جب تک بریرہ کھڑی نہ ہوئی۔۔۔

"ایک بار جھک کر نیچے کی جانب تالی بجائیں گے
اور ایک بار اوپر کی جانب۔۔۔ ٹھیک ہے" اس
نے کھڑے ہوتے ہی دو منٹ میں ایک سٹیپ بتا

دیا تھا۔۔۔ جس کے بعد وہ چاروں یہی سٹیپ ایک

ساتھ کرنے لگے۔۔۔

اللے، رے اللے، مُنجا مار وارا

اے مُنجا جوگی آرا

اے مُنجا سانگی آرا

ماروڑا مِیتھرا مُنجے

ماروڑا سا ہنگھرا مُنجے۔۔۔

اللے کا لفظ آتے ہی زرم اور رافع ایک دوسرے سے اپنے سینے مس کرتے ہوئے ڈانس کرنے لگے جبکہ بریرہ پیچھے ہٹ گئی تھی اور رومان تالیاں بجانے لگا تھا۔۔۔

سندھ سوہنیا لطیف سندھ میں

مُنجا لال لطیف آ سندھ میں

مُنجا سیہون شریف سندھ میں

مُنجا شاہ بھٹائی سندھ میں---

انھیں یوں انجوائے کرتا دیکھ زمر سے نہ رہا گیا اور وہ بھی کھڑی ہوئی۔۔۔ جبکہ علشبہ نے اپنی ویڈیو بنانا شروع کر دی تھی۔۔۔

زمر اور بریرہ دونوں ہاتھ پیچھے باندھ کر ہلکا ہلکا ملتے ہوئے۔۔۔اپنے چہرے قریب لاتیں۔۔۔اور پھر واپس پیچھے کی جانب لے جاتیں۔۔اس طرح ان کا

ایک سٹیپ بن گیا تھا۔۔۔۔جو بہت پیارا لگ رہا تھا دیکھنے میں۔۔۔

"معظم بھائی اپنا موبائل ہٹاؤ۔۔۔اب میں کنیکٹ کروں گی اپنے موبائل سے۔۔۔"علشبہ نے آواز لگا کر اپنا موبائل گاڑی کے بلوٹوتھ سے کنیکٹ کرا تھا۔۔۔

"موڈ عاشقانہ ہے

صبح گھر جانا ہے

تونے کیسا جادو ہے کیا

لمحہ یہ سہانا ہے

ٹائم نہیں گوانا ہے

جینے کا مزا لے ساتھیہ

تو کھینچ میری فوٹو

تو کھینچ میری فوٹو

تو کھینچ میری فوٹو پیا"

اس گانے کے چلتے ہی۔۔۔ سب انگلیوں سے

کیمرہ بنا کر۔۔۔ تصویر کلک کرنے کا اسٹیپ کر

رہے تھے۔۔۔ تو بریرہ رومان سے لگ کر کھڑی ہوئی

۔۔۔ ساتھ ہی اس کا بازو پکڑ کر نیچے کی جانب

کھینچا تو وہ سمجھ گیا کہ وہ چاہتی ہے وہ تھوڑا جھک

جائے۔۔۔۔۔ تو وہ عجلت سے اتنا جھک گیا تھا کہ

اب وہ بریرہ کے کندھے تک آرہا تھا۔۔۔

اوپر کی جانب اپنی انگلیاں کرتے ہوئے کیپچر کرنے والے انداز میں۔۔۔ اس لڑکی نے اپنی انگلیوں کے کیمرے سے ایک تصوراتی تصویر لی تھی۔۔۔۔ جس پر رومان خوب مسکرانے لگا۔۔۔

وہ سب پاگل پن تھا۔۔۔کریزینس۔۔۔۔ لیکن بہت
مزیدار۔۔۔اس کے لیے یہ نیا ایڈونچر تھا۔۔۔

اس کے بہن بھائی نہیں تھے۔۔۔ وہ کبھی اپنی
فیملی کے ساتھ پکنک پر نہیں گیا۔۔۔ اسے بالکل
آئیڈیا نہیں تھا کہ فیملی پکنک کیسی ہوتی ہے۔۔۔
اسے تو یہ بھی نہیں پتہ تھا فیملی کیسی ہوتی

ہے۔۔۔۔ اس نے زندگی بھر صرف اپنے والدین کو
کام کرتے دیکھا تھا۔۔۔۔ کنیکشن بنانے کے لیے
جو گھر میں پارٹیز وغیرہ ہوتی تھیں وہ بہت فارمل
ہوتی تھیں اور ان کے بعد جو دل خراش و روح کو
زخمی کر دینے والے مناظر وہ دیکھتا تھا۔۔۔ اسے
دیکھنے کے بعد تو دل چاہتا تھا کے وہ گھر سے نکل
کر بھاگ جائے یا خود کو ختم کر لے۔۔۔ اس کی

مام کسی غیر آدمی کے ساتھ کمرے میں جا رہی

ہوتیں تھی اس کا باپ کسی غیر عورت کے ساتھ

گاڑی لے کر نکل جاتا تھا۔۔۔ وہ بالکل ایک الگ

دنیا سے آیا تھا۔۔۔اور بریرہ کی دنیا بالکل الگ

تھی۔۔۔

"ارے تبریز تایا کو بھی لینا ہے۔۔۔ ان کو فون کر

دو کہ دروازے پر تیار کھڑے ملیں۔۔۔ ورنہ پھر

آدھا گھنٹہ وہ بھی ویٹ کرائیں گے۔۔۔" عائشہ

نے زور سے آواز لگا کر معظم سے کہا۔۔۔ تاکہ اس

کے کانوں تک آواز پہنچ جائے۔۔۔ گاڑی میں اتنا

لاؤڈ میوزک چل رہا تھا کہ ہلکے بولتی۔۔۔ تو آواز اس

کے کانوں تک کبھی نہ پہنچتی۔۔۔

"ہم نہ بھی بولیں تو آج وہ تیار کھڑے ہوں گے۔۔۔۔ کیونکہ گاڑی میں ان سے امیر آدمی موجود ہے۔۔" وہ رافع کا چٹکلہ تھا۔۔۔ جس پر سب خوب ہنسنے لگے۔۔۔

وہ شخص جو اپنے بھائی کی میت پہ نہ آیا وہ بریرہ کی منگنی والے دن ہر کام میں پیش پیش رہا یہاں تک کہ عمرے پر بھی نہ گیا۔ تو سب ہی جانتے تھے یہ کرم نوازیاں کس پر ہیں ۔۔۔ بس رافع نے ذرا کھل کے کہہ دیا تھا۔۔۔

"تبریز تایا بی لائک---باپ بڑا نہ بھیا--- سب سے بڑا روپیہ---"وہ زمر تھی جو ایک آنکھ ونگ کر --- شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کو ایک دوسرے سے مسلتے ہوئے (جو ایک مخصوص انداز ہوتا ہے پیسے کا اشارہ دینے کا) مضحکہ خیز انداز میں گویا ہوئی----- جس پر سب پھر ہنسنے لگے تھے---

♡*Husny Kanwal*♡

"چپس؟؟"

سب ابھی بھی ڈانس اور موج مستیوں میں مگن تھے

لیکن بریرہ تھک گئی تھی۔۔۔اس لیے کھڑکی والی

سائیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔۔۔رومان فورا ہی اس کے

برابر میں آکر بیٹھا تھا۔۔۔ جس پر بریرہ نے اسے

چپس آفر کی۔۔۔ تو بجائے اپنے ہاتھ سے کھانے

کے۔۔۔ اس نے منہ کھول لیا۔۔۔

"کیا ؟؟ ... کھلاؤ..." وہ دیکھ رہا تھا کہ مقابل گھور

رہی ہے اسے۔۔۔ اس کے باوجود معصومیت سے

کہا۔۔۔

" خود کھاؤ نا۔۔ہاتھ نہیں ہے تمہارے پاس "

" نہیں ہیں۔۔ سچی نہیں ہیں۔۔۔دیکھو لال ہو

گئے ہیں پورے تالیاں بجا بجا کر۔۔۔۔ " دنیا جہاں

کی معصومیت چہرے پر سجائے جب اس نے اپنے

لال ہاتھ دکھائے۔۔تو بریرہ واقعی کچھ لمحوں کے
لیے خاموش ہو گئی۔۔۔

"تم تو بالکل نازک کلی ہو یار۔۔۔ اور پھر ضرورت
کیا تھی تالیاں بجانے کی۔۔۔بیٹھ جاتے ناں سائیڈ
میں۔۔۔"

"تم بھی تو کھڑی تھیں---" جب وہ دشمن جاں کھڑی تھی ---تو وہ کیسے بیٹھ سکتا تھا----

اور پھر کھڑے ہونے کے بعد بہت روڈ لگتا اگر وہ چیئر اپ نہ کرتا باقیوں کو---

اس کی بات سننے کے بعد---وہ حسین لڑکی

بے یقینی کے عالم میں اس کا چہرہ دیکھنے لگی---

وہ بدل گیا تھا--- وہ بہت بدل گیا تھا----مگر

کیوں؟؟؟----

"پہنچ تو گئے ہیں ۔۔ پھر ہم گاڑی سے اتر کیوں نہیں رہے؟؟" وہ آہستگی سے اس کے کان کے پاس منہ لاکر استفسار کرنے لگا۔۔۔

"ہٹ وغیرہ دیکھ رہے ہیں ۔۔۔جو سب سے سستا ملے گا۔۔۔اسے لیں گے۔۔۔ پھر جہاں عوام کم ہوگی وہاں جائیں گے۔۔۔لڑکوں والی جگہ پہ نہیں

روکیں گے۔۔۔زیادہ تر فیکٹری کے لڑکے آئے

ہوئے ہوتے ہیں کوسٹر بھر بھر کر۔۔۔ تو پھر ان

کی طرف نہانا انکمفرٹیبل ہو جاتا ہے۔۔۔ فیملی کا

ساتھ ہے نا۔۔ اس لیے ایسی جگہ گاڑی روکتے

ہیں جہاں فیملیز نظر آئیں" بریرہ نے اسے خاصہ

نرمی سے سمجھایا۔۔۔

اس سے پہلے بھی وہ کہیں بار ہا کس بے بیچ

آچکا تھا۔۔۔ بلکہ اس کا اپنا یہاں بیچ ہاؤس موجود

تھا۔۔۔ وہ جب بھی فرینڈز وغیرہ کے ساتھ پکنک پر

آتا تھا تو وہیں آتا تھا ڈائریکٹ لیکن اس نے بریرہ

سے اس بات کا ذکر تک نہ کیا۔۔۔وہ نہیں چاہتا

تھا وہ خود کو کمتر محسوس کرئے۔۔۔

ہٹ ملنے کے بعد سارے لڑکے کوسٹر سے اتر کر سامان اتارنے لگے ۔۔تو وہ بھی فورا اتر گیا ان کی مدد کرنے کی غرض سے ۔۔۔اور وہ کروا بھی رہا تھا۔۔۔

ہر بار جب وہ بس سے اترتی تھی تو معظم کھڑا ہوتا تھا اس کے انتظار میں۔۔اور ہاتھ آگے بڑھاتا تھا

تاکہ وہ آرام سے اتر سکے ہاتھ پکڑ کر۔۔۔اس بار بھی معظم کھڑا ہوا تھا۔۔۔پھر اس نے دیکھا کہ رومان بھی اس کے برابر میں آ کے کھڑا ہو گیا ہے۔۔۔

رومان کی موجودگی میں پہلی بار اسے فیل آیا۔۔۔کہ کوئی اس سے بھی زیادہ بریرہ کی فکر کر رہا ہے۔۔۔ اس خیال کے آنے پر وہ مسکراتے ہوئے ہلکا سہ

سر جھٹک کر۔۔۔اپنی وائف کے پیچھے چل دیا بریرہ کو رومان کی ذمہ داری پہ چھوڑ کر۔۔۔

وہ سب سے اینڈ میں نکلی۔۔۔

اس کے بس کے گیٹ پر آتے ہی رومان نے اس کے آگے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔۔

تب بریرہ نے ایک نگاہ رومان کے ہاتھ پر ڈالی اور

دوسری نگاہ سامنے جاتے ہوئے معظم اور زینیا پر

وہ مسکرائی۔۔۔اسے پتہ تھا معظم کبھی ۔۔۔۔

یہاں سے نہ جاتا اگر وہ رومان پہ اعتبار نہ کرتا۔۔۔

"کیا۔۔۔ تھام بھی لو۔۔۔کیا بوڑھا کرواؤ گی اپنے انتظار میں؟؟" وہ تھوڑا بے صبری سے بولا۔۔ اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ خود ہی تھام لیا۔۔۔ جس پر وہ مسکرائی اور بغیر کسی احتجاج کے اس کا ہاتھ تھامے بس سے نیچے اتر گئی۔۔۔۔

سب اپنے جوتے اتار کر ہٹ میں جانے لگے تو اس

نے بھی اتار لئے۔۔ ہاں اسے یہ عجیب لگ رہا

تھا۔۔۔ لیکن وہ ان لوگوں میں گھل مل جانا چاہتا

تھا۔۔وہ نہیں چاہتا تھا وہ ایسا محسوس کریں کہ وہ

الگ ہے ان سے۔۔

بریرہ کے علاوہ اس نے دیکھا باقی ساری لڑکیاں ڈائریکٹ سمندر کی طرف چلی گئی تھیں۔۔۔ جبکہ مرد حضرات اور لڑکے چادر وغیرہ بچھا کر کھانے کا انتظام کرنے لگے تاکہ وہ لوگ آرام سے بیٹھ کے کھا سکیں۔۔۔

"کھانا لگ رہا ہے---پہلے گرم گرم بریانی کھا لو---پھر آرام سے نہانے چلے جانا تم لوگ" وہ رافع کی آواز تھی جس پر ساری لڑکیاں جو پانی کی طرف جا کر اپنے پاؤں بھیگونا شروع کر چکی تھیں اور تصاویر لے رہی تھیں وہ فورا واپس لوٹ آئیں---

روماں کو بہت گرمی لگ رہی تھی ہٹ میں اور

خاص طور پر جب کھانا کھاتے وقت افراد زیادہ

ہوئے تو مزید گرمی لگنے لگی۔۔لیکن اس کے باوجود

وہ بیچارا برداشت کر رہا تھا۔۔۔

"روماں ادھر آجاؤ۔۔۔"وہ سارے مرد حضرات

کے درمیان میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ایسا نہیں اسے

ٹھیک جگہ نہیں دی گئی تھی ---وہ کھلم کھلا ہی بیٹھا تھا---بس اسے اے سی کی عادت تھی اس لیے گرمی برداشت نہیں کر پا رہا تھا--- مانا اس نے کوئی منہ نہیں بسورا--- لیکن اس کے ارد گرد کے لوگ اندھے نہیں تھے سب دیکھ سکتے تھے کہ وہ بیچارہ حال سے بے حال ہو رہا ہے--

باہر سے رافع کی آواز آئی تو وہ فورا اٹھ گیا۔۔۔

"انھیں پہلے کھانا کھانے دو رافع ۔۔"تبریز صاحب

فورا ہی احتجاجا بولے۔۔۔

"بڑے ابو کھانے کے لیے ہی بلا رہا ہوں--- باہر اچھی ہوا چل رہی ہے--- یہاں آرام سے بیٹھ کر کھا لیں گے--- "رافع نے نرمی سے جواب دیا---

"ہاں-- پھر ٹھیک ہے--- ساتھ ہی رہنا تم ان کے--" تبریز تایا فوراً ہی تاکید کرنے لگے---

"جی جی۔۔۔ میں ساتھ ہی ہوں رومان کے۔۔۔"

رافع نے انھیں مطمئن کیا۔۔

جب رومان نے سنا کہ وہ کھانا کھانے کے لیے بلا

رہا ہے تو وہ جو اپنے کھانے کی پلیٹ تھی اسے

اٹھانے لگا۔۔۔

اگر رومان کی والدہ یہ منظر دیکھ لیتیں جس میں وہ جوتے اتار کر زمین (چادر) پر بیٹھا ہے کھانے کے لیے ۔۔۔ پھر بغیر اے سی کے اتنی دیر سے بیٹھا ہوا ہے اتنے سارے لوگوں کے درمیان ۔۔۔اور اب اپنی پلیٹ بھی خود اٹھا رہا ہے تو یقیناً وہ بے ہوش ہو جاتیں حیرت سے ۔۔۔

یہ وہی لڑکا تھا جو ہل کر پانی تک نہیں پیتا تھا۔۔۔

اور آج بھی وہ ایسا ہی ہے اپنے گھر میں۔۔۔ یہ

معصوم و کام والا ورژن تو صرف بریرہ کے گھر

والوں کے لیے تھا۔۔۔

"ارے آپ چھوڑ دیں۔۔۔ میں اٹھا لیتا

ہوں۔۔۔ آپ بس باہر آجائیں۔۔" رافع عجلت

سے کہتا ہوا اندر آکر اس کی پلیٹ اٹھانے لگا

---اس کا گلاس چمچہ سب اٹھا لیا تھا اس

نے---

وہ جیسے ہی ہٹ سے باہر آیا۔--اسے سائیڈ میں دو

کرسیوں لگی نظر آئیں اور ساتھ ہی ان میں سے ایک

پر بیٹھی ہوئی وہ پیاری سی لڑکی بھی--

"آؤ یہاں آرام سے بیٹھ کر کھا لو---- میں ہوا کرتی

رہوں گی تاکہ تمہیں گرمی نہ لگے---" بریرہ پوری

تیاری سے آئی تھی ---اس کے ایک ہاتھ میں

چھتری تھی اور دوسرے ہاتھ میں منی ہینڈ

فین--(دونوں ہی بلیک کلر کے تھے)---اور وہ

اسے دعوت دے رہی تھی اپنے برابر والی کرسی پر

آکر بیٹھنے کی۔۔۔وہ کچھ لمحوں تک اسے بے یقینی کے عالم دیکھتا رہا۔۔۔اور پھر مسکرا کر اس کی دعوت قبول کرتا اس کے برابر میں آکر بیٹھا۔۔۔

"یہ آپ کی بریانی کی پلیٹ۔۔۔اور کچھ لانا ہے پراٹھے یا قیمہ اچار وغیرہ ؟؟" رافع کے پوچھتے ہی اس نے فورا انکار کیا۔۔۔

"اور بریرہ تم ؟؟" رافع اب اپنی بہن سے پوچھنے لگا۔۔۔

جیسے بریرہ رومان کی فکر کر رہی تھی ویسے وہ بریرہ کی کر رہا تھا۔۔۔کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ رومان کے چکر میں خود بھوکی رہ جائے۔۔

پکنک پر جو سب سے خوبصورت چیز ہوتی ہے۔۔ وہ

ہوتا ہے گھر کے مردوں کا عورتوں کو پرنسس

ٹریٹمنٹ دینا۔۔۔

"میں رومان کے ساتھ ہی کھا لوں گی۔۔" اس

نے بس رافع کو ٹالنے کے لیے ایسے ہی کہہ دیا تھا

--ورنہ رومان کے ساتھ ایک پلیٹ میں کیسے کھا سکتی تھی وہ---

جب کہ اس لڑکی نے نہیں دیکھا رومان کے چہرے پہ کتنی بڑی مسکراہٹ آئی تھی یہ جملہ سنتے ہی---

"اچھی طرح کھا لینا اور کچھ چاہیے ہو تو مجھے فوراً آواز

دینا۔۔۔میں یہیں ہوں۔۔۔ روما ن اسے ذرا اچھی

طرح کھلا دینا پتہ چلا یہ خود بھوکی رہ جائے تمہارے

چکر میں۔۔۔ کل رات سے ویسے ہی رو رہی ہے۔۔

پھر گھر جا کر اور روئے گی۔۔۔۔ کے روما ن کو لے

کر ہی کیوں گئے۔۔۔ سارا دن میرا اسی کی خدمت

میں گزر گیا۔۔۔ میں انجوائے۔۔۔۔۔۔۔۔" ابھی

وہ بول ہی رہا تھا ۔۔۔ کہ اسے بریرہ کی کھا جانے

والی نگاہ اپنے چہرے پر محسوس ہوئی۔۔۔اور وہ فورا

ہی اپنے جملے کو ادھورا چھوڑ کر۔۔۔۔ ڈر کے مارے

زبان دانتوں میں دبا کر۔۔۔ 24 چمکتے دانتوں کی

نمائش کرنے لگا۔۔۔

"لگتا ہے کچھ زیادہ ہی بول گیا۔۔۔"

"کچھ؟؟؟" بریرہ نے فوراآنکھیں دکھاتے ہوئے

اعتراضا کہا۔۔

"مجھے ابو بلا رہے ہیں۔۔ بس ابھی آتا ہوں۔۔۔"

اس نے بھاگنے میں ہی اب اپنی عافیت جانی

تھی۔۔۔۔ ورنہ اس کی چنڈالن بہن نے اسے چھوڑنا نہیں تھا۔۔۔

رومان ان دونوں بہن بھائیوں کی جو مزیدار سی نوک جھوک تھی اسے دیکھ مسکرائے چلے جا رہا تھا۔۔۔

"کیا؟؟؟" رومان نے ایک چمچہ بریانی کا خود کھانے کے بعد جب دوسرا چمچہ بجائے خود کھانے کے اس کے لبوں کے آگے کیا۔۔۔تو وہ فورا ہی حیرت سے اس کی جانب دیکھ۔۔۔الجھ کر پوچھنے لگی۔۔۔

"کیا مطلب کیا؟؟...کھاو۔۔۔" وہ نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

"تم مجھے اپنی پلیٹ میں سے کھلا رہے ہو؟؟"

خاصہ حیرت سے پوچھ رہی تھی وہ---

"تو؟؟...اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟؟---

تم نے ہی تو ابھی کہا رافع سے---کہ تم میرے

ساتھ کھاؤ گی۔۔۔" اسی کے کہے جملے۔۔۔اسے

یاد دہانی کے لیے جتاتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

پہلے تو اسے لگا تھا رومان خود ہی ایک پلیٹ میں اس

کے ساتھ کھانا پسند نہیں کرئے گا پھر وہ خود بھی

ذہنی طور پر رومان کے جھوٹے چمچے سے۔۔ایک ہی

پلیٹ میں کھانے کے لیے تیار نہیں تھی۔۔۔

"وہ تو میں نے ایسے ہی بول دیا تھا۔۔۔ ضرورت نہیں ہے تمہیں مجھے اپنے ساتھ کھلانے کی۔۔"

وہ خود بھی کھنچاؤ کا شکار تھی ۔۔۔ اس لیے ماحول تھوڑا اکورڈ ہوتا محسوس ہوا۔۔

"کیوں نہیں ہے ؟... ہم پوری زندگی شیئر کرنے

جا رہے ہیں ایک ساتھ--- ایک بریانی کی پلیٹ

شیئر کر لیں گے تو کیا بڑی بات ہو جائے گی --"

اس نے خاصہ لاپرواہی سے کہا --- ساتھ ہی چمچے

اور اس کے لبوں کے درمیان جو فاصلہ تھا اسے مٹا

کر --اب بالکل اس کے خوبصورت لبوں سے چمچہ

لگا دیا تھا۔۔۔کہ اگر منہ کھلتا ہے تو پہلے چمچہ منہ میں جائے۔۔۔۔

کہنے کو بہت سادہ الفاظ تھے اس حسین نوجوان کے۔۔مگر پھر بھی بریرہ کے دل کو جا کر لگے۔۔۔وہ منع نہ کر سکی پھر۔۔۔وہ جو ہچکچاہٹ و کھنچاو محسوس کر رہی تھی۔۔۔وہ ایک دم جیسے

غائب سہ ہو گیا۔۔۔اور ایک نیا احساس اس نے

اپنے دل میں پیدا ہوتے پایا۔۔۔وہ احساس تھا

اعتبار کا۔۔۔ بھروسے کا۔۔۔اعتماد کا۔۔۔کہ ہاں

وہ تو زندگی بھر کا ساتھی ہے۔۔۔اس سے کیسی

ہچکچاہٹ؟؟...

بغیر مزید کوئی احتجاج کیے ۔۔۔اس نے چاول کھا
لیے اس کے جھوٹے چمچے سے۔۔۔

اس لڑکی نے اس کا جھوٹا ہی تو کھایا تھا۔۔ مگر پتہ
نہیں کیوں ۔۔۔روما ن کو اپنے پیٹ میں گدگدی
ہوتی محسوس ہوئی ۔۔۔ایسی خوشی جیسے کوئی لاٹری
کا ٹکٹ ہاتھ لگ گیا ہو۔۔۔ اس نے فورا ہی دوسرا

چمچہ بھی بھر کر اس کے لبوں سے لگا دیا۔۔۔اب

وہ خود کھانے کے بجائے اسے ہی بار بار کھلائے

چلے جا رہا تھا۔۔۔

بریرہ نے نوٹس نہیں کیا۔۔ لیکن چمچے پر بریرہ کی

لپسٹک کے نشانات آگئے تھے۔۔۔چمچہ لال لال

سہ ہو گیا تھا سائیڈوں سے۔۔۔

"مجھے کھلائے چلے جا رہے ہو۔۔۔ خود بھی تو کھاؤ۔۔۔" وہ اسے ٹوکنے لگی۔۔۔

"مجھ سے کھایا نہیں جا رہا۔۔۔"

"تو پراٹھے ٹرائی کر لو۔۔۔ویسے بھی امی نے اصلی گھی کہ بنوائے ہیں تمہاری خاطر۔۔۔"

"اچھا۔۔۔"اس نے خوشی کا اظہار کیا سن کر۔۔۔

"میں منگا دیتی ہوں--- تم کھا لو---امی بھی خوش ہو جائیں گی---"

"او کے---"اس کی ہونے والی سانس نے خاص اس کے لیے وہ پراٹھے بنائے ہیں اصلی گھی کے--یہ سننے کے بعد یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ نہ کھاتا---بریرہ نے رافع سے پراٹھے اور قیمہ منگا لیا

تھا۔۔۔جسے خود ہی اپنے ہاتھوں سے لقمہ بنا کر

اسے کھلانے لگی۔۔۔

بریرہ کو تو علم بھی نہیں ہوا تھا کہ کب اس کے

ہاتھ سے چھتری رومان نے لے لی تھی اور منی فین

بھی۔۔۔اور اب فین بھی اسی کی جانب تھا۔۔۔

"دیکھ رہی ہو آپی ۔۔ میرے ٹک ٹاک پر آنے پر

سب کو اعتراض تھا۔۔۔کہ بے غیرتی مچا رہی

ہے۔۔۔اور یہ جو لائف بیٹھ کر چونچے لڑا رہی

ہے۔۔۔اس کا کچھ نہیں۔۔۔" کھانا کھانے کے

فوراً بعد ہی لڑکیاں ہٹ سے نکل آئی تھیں اور جیسے

ہی علشبہ کی نظر ان دونوں پر پڑی ۔۔۔خاص طور

پر ان کے مسکراتے ہوئے چہروں پر۔۔۔اور اس

نے دیکھا کہ کیسے رومان چھتری اور منی فین پکڑ کر

بیٹھا ہے بریرہ کے لیے --- جیسے وہ کوئی شہزادی

ہو---- ساتھ ہی اسے بار بار کھانا کھلا رہا

ہے--- تو وہ برداشت نہ کر سکی ---ایک آگ سی

لگتی محسوس ہوئی اسے اپنے سینے میں---اور اس

نے فورا ہی عتیقہ سے برے برے منہ بناتے

ہوئے کہا---

"تو تم بھی اپنا منگیتر لے آؤ اور لڑا لو

چونچ---تمہیں کون روک رہا ہے---" بولنا تو

عائشہ یہی چاہتی تھی لیکن ان دونوں بہنوں کا

ویسے ہی زمر سے منہ بنا ہوا تھا اس لیے اس نے

کچھ نہ کہا---اور علشبہ کی بات سننے کے باوجود

بھی خاموشی سے اس کے برابر سے گزر گئی---

"وہ صرف کھانا کھلا رہی ہے اسے ۔۔۔اور سب

جانتے ہیں رومان بڑے گھر کا لڑکا ہے۔۔۔اسے

گرمی لگ رہی تھی اندر۔۔۔سب نے دیکھا ۔۔۔بیچارہ

کیسے پسینوں سے شرابور ہو رہا تھا۔۔اگر وہ اسے باہر

بٹھا کر ہوا میں کھلا رہی ہے تو اس میں کیا غلط ہے

وہ خیال۔۔۔وہ اس کا ہونے والا شوہر ہے اس...؟؟

نہیں رکھے گی تو کون رکھے گا۔۔۔ اور اگر بدلے میں

وہ بھی ہماری بریرہ کا خیال رکھ رہا ہے اور اسے کھانا

کھلا رہا ہے تو اس میں اعتراض کرنے والی کیا بات

ہے؟؟۔۔ ہمیں تو خوش ہونا چاہیے۔۔۔ کہ بریرہ کو

کوئی خیال کرنے والا مل گیا۔۔۔بیچاری بن باپ

کی بیٹی ہے یار۔۔۔" عائشہ تو خاموشی سے گزر گئی

تھی مگر زمر نہ گزر سکی۔۔۔اس نے فورا ہی علشبہ کے سامنے آکر منہ توڑ جواب دیا تھا۔۔

عورتیں بڑی حسدی ہوتی ہیں۔۔۔ جب تک آپ ان سے کم تر ہو وہ ترس کھانے والے انداز میں آپ سے محبت کر لیں گی۔۔۔ لیکن جس دن آپ ان سے آگے بڑھے۔۔۔ وہ جل جل کے مر جائیں

گی۔۔۔ اوران کی ہر کوشش یہی ہوگی کہ بس وہ

کسی طرح آپ کو گرادیں۔۔۔

"میں تو بس یہ بول رہی تھی ۔۔ کہ اس طرح

سامنے نہ بیٹھیں۔۔ تھوڑا احترام کریں بڑوں کا۔

۔۔ بڑے ماموں مامی۔۔۔نانی سب ہیں یہاں۔۔۔"

وہ فوراً ہی بڑوں کے احترام کو بیچ میں لے آئی

تھی---

ہمارے یہاں دوسروں کے لیے بڑوں کا احترام--

دین کی باتیں --ساری وعیدیں---سب یاد آجاتی

ہیں---اور اپنی باری پہ---سب بھول بیٹھے

ہوتے ہیں---وہ ہی علشبہ کا حال تھا---

"وہ لوگ ابھی اندر بیٹھے ہوئے ہیں -- جیسے ہی وہ

باہر آئیں گے مجھے یقین ہے بریرہ خود وہاں سے

ہٹ جائے گی---اور اگر تمہیں یاد ہو تو رومان کو

سب کے سامنے باہر رافع نے بلایا تھا بریرہ نے

نہیں ----تو احترام تو رکھا ہے نا اس نے--- اور

پھر یہاں دودھ کا دھلا تو کوئی نہیں ہے -- پھر

کیوں انگلیاں اٹھانا دوسروں پر۔۔۔" زمر نے آخری جملہ خاصہ جتاتے ہوئے کہا یقینا وہ طنز تھا۔۔۔وہ بھی بہت گہرا طنز۔۔ جو تیر کی مانند ڈائریکٹ نشانے پہ جا کے لگا تھا۔۔۔

مانا علیشہ نے اب جواب میں کچھ نہ کہا۔۔۔لیکن وہ تلملا ضرور گئی تھی۔۔۔زمر کسی تیکھی مرچی کی طرح اسے مزید آگ لگا کر چل دی تھی آگے۔۔۔

"تم سے چپ نہیں رہا جاتا؟... ہونے والی نند ہے وہ تمہاری ۔۔۔کیا ضرورت تھی جواب دینے

کی؟؟" وہ ابھی تین چار قدم چلی بھی نہ تھی ---

کے عائشہ نے اس کا بازو پکڑ کر

-- خود سے لگاتے --- غصیلے لہجے و دبی دبی آواز

میں ڈپٹ کر کہا---

زمر بے وقوف نہیں تھی---اگر واقعی وہ اس کا

سسرال ہوتا---تو وہ اف بھی نہ کرتی اپنی نندوں

کو۔۔۔لیکن وہ تو پہلے سے شادی شدہ تھی

اسے پتہ تھا اسے پھوپھو کے گھر نہیں جانا تو۔۔۔۔

پھر کیوں ان کی غلط باتیں برداشت کرئے۔۔۔

آج وہ بریرہ سے جل کر ایسی باتیں کر رہی

ہیں۔۔کل اس کے لیے کریں گی کیونکہ اس کے

نزدیک شوہر تو اس کا بھی کم نہیں ہے ۔۔۔ بلکہ

رومان تو بڑا جھما جھما سہ ہے۔۔۔۔اس کا تو بڑا

اکڑو مزاج ہے ۔۔ ناک پر غصہ رکھ کر پھرنے

والا۔۔۔ ذرا سی مزاج کے خلاف بات ہوئی نہیں

غصے سے پاگل ہو جاتا ہے۔۔۔اوپر سے بالکل آزاد

خیال۔۔۔۔ وہ نہیں سمجھے گا ان بڑوں کی عزت و

احترام کی باتوں کو۔۔۔ اگر وہ چاہے۔۔۔ کہ ہاتھ

پکڑ کر پھرائے سب کے سامنے۔۔۔ تو وہ پھرائے

گی۔۔۔

"اچھا ناں--- سوری-- اب کچھ نہیں بولوں گی
ان سے--" عائشہ کے سامنے اس نے فوراً ہی
بھیگی بلی بن کر معذرت کرلی---

زمر کے نزدیک عائشہ بہت معصوم تھی اور سچ بھی
یہی تھا اگر اس لڑکی کو لوگوں سے لڑنا آتا--- صحیح

وقت پر منہ توڑ جواب دینا آتا ۔۔۔تو یقیناً آج اس حال میں نہ ہوتی ۔۔۔

" مجھ سے کیا سوری کر رہی ہو ۔۔ان کے پاس جا کر ٹھیک طرح بات کرو ۔۔دیکھو کیسے منہ بنے ہوئے ہیں دونوں کے ۔۔"

" بنے رہنے دیں۔۔۔ غلط بات کرئے گی تو سنے گی
بھی۔۔۔ خود تو ٹک ٹاک پہ گندی ادائیں دکھا دکھا
کے فالوورز پکڑتی ہے، اور اب اچانک پریوں جیسی
نیک پروین بن گئی۔۔۔ منافقت کی بھی کوئی حد
ہوتی ہے۔۔۔ خود تم پوری دنیا کو اپنے پیچھے لگا رہی
ہو اور وہ شریف بیچاری صرف ایک بندے کی۔۔
جس سے اس کا نکاح ہونے والا ہے۔۔۔ دل

جیتنے کی کوششیں کر رہی ہے ۔۔۔ تو تم باتیں بنا

رہی ہو بیٹھ کر ۔۔۔ یہاں سب ہی کو دوسروں کو

جنت میں بھیجنے کی پڑئی ہے ۔۔۔

خود کے لیے جہنم میں سب سے اونچی بلڈنگ تیار ہو

گئی ہو تو کیا ۔۔

۔۔۔" وہ منہ بسور کر کہتی ہوئی آگے بڑھ گئی

تھی ۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

رومان کو پانی میں جانے کا بالکل بھی شوق نہیں

تھا۔۔۔تو وہ سمندر کے کنارے کھڑا ہو گیا تھا

۔۔۔بریرہ بھی پھر اس کے ساتھ ہی کھڑی

رہی۔۔۔

"برو سمندر اس جانب ہے---ادھر دیکھ کے چلو
---"ایک لڑکا کبھی ادھر جاتا---تو کبھی ادھر
جاتا--- وہ بار بار ان کے سامنے سے گزر رہا
تھا--- بریرہ نے تو یہ بات نوٹ بھی نہیں کی تھی
لیکن رومان دیکھ رہا تھا---اور اب اس سے

برداشت نہ ہو سکا۔۔۔اور اس نے بڑے غصے سے رعب دار لہجے میں اس لڑکے سے کہا۔۔۔

"ہیرو والا ایٹیٹیوڈ تھوڑا کم کرو گے ۔۔۔وہ حیران ہوا ہوگا۔۔۔ایک انڈیا کے اتنے بڑے ایکٹر کو یہاں کھڑا دیکھ۔۔۔اس لیے دیکھ رہا ہوگا۔۔۔۔۔ ضروری ہے اتنے برے انداز میں بات کرنا۔۔۔ تھوڑی

عزت کیا کرو اپنے فینز کی۔۔۔" وہ دشمن جان فورا ہی بگڑ کر بولی۔۔۔

"اگر وہ واقعی مجھے دیکھ رہا ہوتا۔۔۔ تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔۔۔ مگر وہ تمھیں دیکھ رہا تھا آتے جاتے۔۔۔" رومان نے نہایت جل کر جواب دیا۔۔۔

"تو دیکھ لینے دو۔۔۔ میں کون سہ کوئی حور پری ہوں۔۔۔ ایک بار ٹھیک طرح دیکھ لے گا تو خود ہی بھاگ جائے گا۔۔۔" وہ توہین آمیز الفاظ تھے۔۔۔جو وہ لڑکی اپنے لیے خود استعمال کر رہی تھی۔۔۔رومان اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔۔۔

بریرہ کے نزدیک ۔۔۔ہوسکتا ہے میک اپ کی ظے

میں وہ اس لڑکے کو تھوڑی بہتر لگ گئ

ہو۔۔ لیکن جب قریب سے دیکھے گا۔۔۔تو خود ہی

اس کی بدصورتی دیکھ کر بھاگ جائے گا۔۔۔۔

بریرہ کو شاید پتہ بھی نہ چلا ہو۔۔۔لیکن اس کے

الفاظوں نے رومان کو تکلیف پہنچائی تھی۔۔۔کہ وہ

ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہے اپنے بارے

میں۔۔۔

"اسکیوزمی۔۔۔ کیا میں جان سکتا ہوں یہ آپ کس

سینس میں بات کر رہی ہیں؟؟؟" رومان کا لہجہ

بڑا عجیب سہ تھا یہ سوال کرتے وقت۔۔۔اس

میں اعتراض بھی تھا، احتجاج بھی تھا، انجانیت بھی تھی اور الجھاپن بھی---

"اسی سینس میں---جو تم سمجھ چکے ہو-"بریرہ کو سمجھ نہیں آیا مقابل کیوں اتنا بھولا بن کر بات کر رہا ہے---اس نے تو کوئی ایسی راکٹ سائنس والی

بات نہیں کی۔۔۔کہ اسے سمجھانے کے لیے بورڈ

پہ چاٹ بنانا پڑ گئے۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔ میں نہیں سمجھا۔۔۔ ایک بار پہلے

بھی تم نے اس طرح کی بات کی تھی تب مجھے لگا

تم غم میں ہو۔۔۔ مگر اب لگتا ہے تمھیں بیماری

ہے خود کو کمتر سمجھنے کی۔۔۔"

"کیا؟؟" بریرہ کو جیسے اپنے کانوں پہ یقین نہ

آیا---

" شاید تمہیں پتہ نہیں ہے لیکن میں تمہیں ایک مرد

کی نیچر بتا دیتا ہوں ---اسے غلط مت لینا

---لیکن صرف تمہارے احساس کمتری کی وجہ

سے بتا رہا ہوں ---کہ ہم مرد بھلے اوپری کتنا ہی

کہیں --کہ ہمیں خوبصورت فیگر چاہیے ---پتلی

دبلی لڑکی --- لیکن ہماری سب سے پہلی پسند اور

ہماری پہلی نظر جس پہ پڑتی ہے وہ ایک کبی گرل

chubby girl

ہوتی ہے---اچھے جسم والی ورنہ پتلا دبلا تو لڑکا بھی

ہوتا ہے---اور تم جانتی ہی ہوگی پاکستان میں

لونڈے بازی کتنی عام ہے اور دنیا بھر میں

--جو فیل ہمیں ایک لڑکے سے گلے (b.L بھی(

مل کر آسکتی ہے ---اس کے لیے لڑکی کو ہی

کیوں رکھنا ؟؟؟... کیا تم نہیں جانتیں آج کل انٹی

لورز کتنے زیادہ ہیں ---تو وہ کیوں

ہیں ؟؟؟... کیونکہ ان کی باڈی پسند ہوتی ہے

----ہم قبول نہیں کرنا چاہتے لیکن پسند جو ہماری

اندرونی ہے وہ یہی ہے-- اور ہم مردوں کو ویسے

بھی ایک دوسرے کی سوچ کا پتہ ہوتا ہے----تو

اسے سمجھو--- تم بہت خوبصورت ہو--- لڑکوں

کے اوپری اسٹیٹمنٹس پر مت جاؤ----یہ سالے

منافق ہوتے ہیں ---دیکھتے کچھ ہیں ---بولتے

کچھ ہیں---پسند کچھ اور کرتے ہیں---- حال تو

یہ ہے کہ محبت کے دعوے منگنی سب خوبصورت

فیگر سے ہوتا ہے۔۔۔پتلی دبلی سے۔۔۔لیکن رات میں لگے کسی اور سے ہوتے ہیں۔۔۔"

اس نے یہ ساری باتیں غلط معنی میں نہیں بتائی تھیں۔۔۔۔وہ ایک لڑکا تھا اور وہ اپنی ہونے والی زوجہ کا دماغ بنا رہا تھا کہ وہ بھی خود کو ڈھانکے ۔۔۔وہ یہ نہ سمجھے کہ مرد اسے دیکھیں گے

نہیں۔۔۔ کیونکہ وہ موٹی ہے اور مردوں کا تو

اسٹیٹمنٹ ہی یہی ہے کہ انہیں پتلی دبلی لڑکی پسند

ہوتی ہے۔۔۔۔وہ اسے سمجھا رہا تھا کہ مرد کی نیچر

کیا ہے۔۔۔ وہ اسے دوسری عورتوں کے مقابلے

زیادہ دیکھیں گے۔۔۔اس لیے وہ خود کو یہ سوچ کر

کہ مجھے کوئی دیکھ نہیں رہا ہے۔۔۔ پردہ نہ

چھوڑے۔۔۔ بلکہ خود کو زیادہ ڈھانکے چونکہ وہ زیادہ

جاذب نظر ہے۔۔

اے پیاری لڑکی۔۔۔ تم یہ سوچ کر سرکشی کی

جانب ہی کیوں جاتی ہو۔۔۔کہ تمہیں کوئی نہیں

دیکھ رہا۔۔۔ تم پردے کی جانب بھی تو آسکتی ہو

نا۔۔۔۔

"مرد کی فینٹسی بہت ڈارک ہوتی ہے بریرہ--- تم
سوچ بھی نہیں سکتیں اتنی---- وہ جو پسند تم
سنتی ہو--- وہ صرف پبلکلی ہوتی ہے--- اگر یہ
ڈرامے فلمیں زیرو فیگر والی لڑکیوں کو ائیڈیلائز کروانا
چھڑوا دیں ---تو یقین کرو--- پتلے اور موٹے کا
کانسپٹ ہی ختم ہو جائے گا--- مگر یہ لوگ ایسا

کبھی نہیں کریں گے کیونکہ کروڑوں روپے کماتے

ہیں ہماری انسیکیورٹیز سے۔۔۔ اور بالکل یہی حال

سانولی رنگت کا ہے۔۔ تم نے شاید کبھی غور نہ

کیا ہو لیکن یہ کالی گوری کا کانسپٹ انڈیا لایا

۔۔۔اور جب بھی اس طرح کے ڈرامے بنے ہیں

اسے سپانسر کرنی والی ہمیشہ گورا کرنے والی کریمز

ہوتی ہیں۔۔۔۔ انڈیا اور پاکستان دونوں میں ایک ہی

کانسپٹ چلتا ہے بس تم پتلے اور گورے ہو جاؤ
پوری دنیا تمہارے قدموں میں ۔۔ مطلب تمہاری
تعلیم و تمہیں خدا کی دی جانے والی ساری
صلاحیتیں بیکار ہیں ؟؟...۔ سارا گیم تو بس رنگ و
فیگر کا ہے۔۔۔یہ تمہارے پاس ہے تو تمہیں محبت
ملے گی تمہیں عزت ملے گی تمہیں کامیابی ملے
گی۔۔۔اور رئیلی ؟؟؟۔۔۔اس حساب سے تو زیرو

فیگر والی گوری ماڈلز کو راج کرنا چاہیے۔۔۔کامیابی

ہی کامیابی ہونی چاہیے ان کی زندگی میں۔۔لیکن

حقیقت بتاؤں۔۔نہایت ہی کتوں والی زندگی گزارتی

ہیں وہ۔۔۔ان کی تو شروعات ہی جسم بیچنے سے

ہوتی ہے۔۔۔جو کوئی بھی شریف لڑکی برداشت بھی

نہ کر سکے۔۔۔تو کس کے پیچھے بھاگ رہی ہو

کس سے کمپیئر کر کے خود کو کمتر سمجھ رہی ہو؟؟؟..."

اتنی سی بات پتہ نہیں کیوں لوگوں کو سمجھ نہیں آتی کہ یہاں کسی کا کسی سے کوئی تقابل ہے ہی نہیں۔۔۔ کم تری اور برتری کی باتیں تو تب آئیں گی نا جب کوئی مقابلہ ہو۔۔۔۔یہاں کوئی مقابلہ

نہیں چل رہا۔۔۔اگر مقابلہ ہے بھی تو نیکیوں میں

ہے عبادات میں ہے

ورنہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ اللہَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ"

"بیشک اللہ تعالیٰ خود جمیل (خوبصورت) ہے اور

خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث: 265)

اسی لیے اس نے اپنی مخلوق میں رنگا رنگ

صلاحتیں اور انوکھے جوہر بانٹ دیے۔ کسی کو کچھ

زیادہ عطا ہوا، کسی کو کچھ، مگر یہ کمی اور زیادتی

نہیں بلکہ اُس کی حکمت اور تقسیم کا حسن ہے۔

اصل دانائی یہی ہے کہ انسان اس حصے پر راضی

رہے جو اس کے نصیب میں رکھا گیا ہے

خود کو کمتر سمجھنا کہیں سے بھی عقلمندی

نہیں۔۔۔چونکہ کمتری نام کی کوئی چیز ہوتی ہی

نہیں۔۔۔ زندگی ایکویلٹی پہ چلتی ہے۔۔۔

"جب ہماری شادی ہو جائے گی نا تو میں تمہیں

پوری دنیا گھماؤں گا ــــ اور تم دیکھو گی کہ کتنے

رنگ، کتنی زبانیں، کتنے عجیب و غریب بندے

رہنِ عالم ہیں۔ میں تمہیں ایسے مکان دکھاؤں گا

جہاں لوگ چھت کے نیچے اکٹھے کھانا کھاتے ہیں،

اور ایسے جہاں ہر فرد اپنی پلیٹ میں الگ ذائقہ رکھتا

ہے؛ ایسے گاؤں دکھاؤں گا جہاں لوگ سادہ سی

خوشیوں میں جیتے ہیں، اور ایسے شہروں میں بھی

لے جاؤں گا جہاں روشنیوں اور شور کے بیچ لوگ

اپنے پیار میں اطمینان تلاش کرتے ہیں۔ تم دیکھو

گی کہ جوڑیاں کتنی اترنگی اور منفرد ہیں۔۔۔ کیونکہ

خوشی کا تعلق ان چیزوں سے ہے ہی نہیں۔۔۔

جن کا معیار تم اور تمہارے ارد گرد کے لوگ بنائے

بیٹھے ہو۔ سچ کہوں تو تم لوگ ایک کلٹ cult

میں جیتے ہو۔۔۔ دیکھنا میں تمہیں اس کلٹ سے

بہت جلدی نکال دوں گا۔۔۔ تو تم خود دیکھو گی کہ

خوشی کسی خاص شکل، لباس، یا سماجی سطح کی محتاج نہیں ہوتی۔۔۔ بلکہ یہ ایک انتخاب ہے، ایک نظر ہے، ایک عام سی صبح میں ہنس دینے کی طاقت ہے۔۔۔ جس میں ہم مسکرائیں گے۔۔۔"

اچانک جیسے ٹھنڈ کا احساس ہونے لگا تھا۔۔۔ جسم نے جھرجھری لی ۔۔۔رواں رواں جیسے کھڑا ہوتا

محسوس ہوا جسم کا۔۔۔اس نوجوان کی باتیں ۔۔۔وہ

عام لوگوں جیسی نہیں تھیں۔۔۔وہ الگ

تھیں۔۔۔کسی نئی روشنی کی طرح۔۔۔کسی نئے

رہنما کی طرح ۔۔۔۔

اس نے آخری جملہ نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتے

ہوئے کہا۔۔۔

وہ چاہتا تو کہہ دیتا ---کہ دنیا تمہیں کیسے بھی

دیکھے --- میری نزدیک تم خوبصورت ہو--- یا تم

لوگوں کی فکر کیوں کرتی ہو میں تمہیں خوبصورت

سمجھتا ہوں اتنا کافی ہے--- مگر اس نے خود سے

منسوب کر کے اسے اہمیت نہ دی --- بلکہ اسے

بتایا کہ وہ خوبصورت ہی ہے بس وہ ایک کلٹ میں

پھنسی ہے---ایک کم نظری و تنگ نظری کی دنیا

میں --جہاں وہ خود کو اس طرح دیکھ رہی ہے

----وہ اسے خوبصورت اس لیے نہیں کہہ رہا چونکہ

وہ اس سے محبت کرتا ہے---اسے خوبصورت اس

لیے کہہ رہا ہے کیونکہ وہ خوبصورت ہے---

وہ ڈھلتا سورج ۔۔۔ وہ ٹھنڈا بہتا سمندر جو ان کے
پاوؤں سے ٹکرا رہا تھا۔۔ وہ گیلی مٹی۔۔۔وہ چلتی
ہوئی تیز ہوا۔۔۔۔اڑتے ہوئے ان کے بال اور
کپڑے۔۔۔اور اس پر وہ ہاتھ تھاما ہوا لڑکا
۔۔۔جس کی آنکھوں میں اس لمحے وہ روشنی دیکھ
رہی تھی ۔۔۔۔خوبصورت کل کے خواب دیکھ رہی
تھی۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"امی نہیں مل رہا آپ کا چمچہ --- اب میں کیا کروں ؟؟" واپسی پر ان کی بس رکی ہوئی تھی صرف اس لیے ----کہ بڑی امی کا چمچہ نہیں مل رہا تھا ایک ---

"ارے ٹھیک طرح دیکھو نہ جا کر۔۔۔ میں پورے بیس لے کر آئی تھی۔۔۔اس پہ پھول والا ڈیزائن ہے۔۔۔دیکھو جا کر۔۔۔ "یہ دیکھ کر۔۔۔کے صرف ایک چمچے کی وجہ سے وہ سب رکے ہوئے ہیں۔۔۔ وہ اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ کر منہ چھپانے لگی۔۔۔ اسے شرمندگی محسوس ہو رہی تھی رومان

سے ۔۔۔کہ وہ کیا سوچے گا ایک ایک چمچہ گنتے

ہیں یہ لوگ جانے سے پہلے۔۔۔۔

وہ ایک چمچہ مل ہی نہیں رہا تھا۔۔۔ رافع نے پورا

ہٹ چھان مارا تھا اس چکر میں۔۔۔آہستہ آہستہ

سب کوسٹر سے اترنے لگے ۔۔۔اور واپس چائے کا

دورہ شروع ہو گیا۔۔

"چائے۔۔۔" ارادہ یہی تھا کہ بس میں بیٹھ کر

آرام سے چائے پیتے ہوئے جائیں گے سب لیکن

ایک چمچہ ڈھونڈنے میں اتنی دیر لگ گئی تھی کہ

سب نے وہیں بسکٹ وغیرہ نکال کر چائے میں ڈبو

ڈبو کے کھانا شروع کر دیا تھا۔۔۔ جب سب اپنے

اپنے حصے کی چائے لے لے کر آرہے تھے تو

رومان بھی اپنے اور بریرہ کے لیے لے آیا۔۔۔

"ایک چمچہ ہی تو ہے ۔۔۔ چھوڑ دو یار کیوں رومان

کے سامنے میری عزت کا کچرہ کیے جا رہے

ہو۔۔۔" وہ دل ہی دل بڑبڑائی تھی۔۔۔

"شکریہ---ہم بس میں آرام سے بیٹھ کر پییں" وہ نہیں چاہتی تھی کہ رومان وہاں کھڑا ہو اور دیکھے---کیسے اس کی پوری فیملی صرف ایک چمچہ ڈھونڈتی پھر رہی ہے بڑی امی کا---

"شور" وہ فورا باخوشی راضی ہوا---

رومان پہلے چڑھا تھا۔۔۔ تو اس نے دیکھا کہ پوری

کوسٹر خالی ہے۔۔۔ صرف زینیا اور معظم بیٹھے چاہے

انجوائے کر رہے ہیں۔۔۔ ساتھ ہی زینیا اپنے شوہر

کا گال چومتے ہوئے پک بنا رہی تھی۔۔۔

اسے اچانک دیکھ --- وہ شرما کے نظر نیچے کر گئی---اس کے گال لال ہو رہے تھے--- جبکہ معظم نے کوئی ری ایکشن ہی نہ دیا--

رومان بھی نظر جھکا کر آگے بڑھ گیا-- جیسے کچھ دیکھا ہی نہ ہو---

"روман باہر آجاؤ ---ہم باہر ہی بیٹھ جاتے ہیں---" جب بریرہ چڑھی اور اس نے معظم اور زینیا کو دیکھا---تو وہ فورا ہی واپس اتر گئی----انھیں پرائیویسی دینے کے لیے--- ساتھ ہی رومان کو بھی بلا لیا---

"اوکے" دونوں چائے کے کپ رومان کے ہی ہاتھ میں تھے۔۔۔وہ بریرہ کی ایک آواز پر فورا مڑ کر واپس باہر آگیا تھا۔۔۔

" بہت پیارا لڑکا ہے۔۔ سچ میں ذرا غرور نہیں ہے اس میں۔۔۔نہ ہی کوئی نخرے دکھا رہا ہے کسی چیز میں۔۔۔" زینیا اس کے جاتے ہی تعریف کر

اٹھی تھی۔۔۔ جس پر معظم نے بھی فورا اتفاق

ظاہر کیا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"یہ لو تم اس پر بیٹھو۔۔۔ ایک میں انٹی کو دے

دیتا ہوں۔۔۔ وہ کھڑی ہیں کب سے۔۔۔" اسے

ضرورت نہیں تھی بس میں سے کرسیاں اتار کر لانے کی۔۔۔ لیکن وہ لایا۔۔۔اور اس نے ایک کرسی بریرہ کو دی۔۔اور ایک اپنی ساس کو دے کر آیا وہ بھی خود جا کر۔۔اور انہیں بٹھا کر۔۔۔پھر واپس آیا۔۔۔اور بریرہ سے چائے کا کپ لے کر۔۔۔اس کے ساتھ کھڑے ہو کر چائے انجوائے کرنے لگا۔۔۔

کہنے کو چھوٹا سہ عمل تھا اس لڑکے کا۔۔۔ ایک کرسی ہی تو دے کر آیا تھا وہ اس کی ماں کو لیکن وہ لمحہ اس لڑکی کی آنکھوں میں رہ گیا۔۔۔اس کے بعد تو جیسے وہ بس رومان کو ہی دیکھے جا رہی تھی۔۔۔

وہ خود کھڑا ہوا تھا ۔۔۔ اور صرف ان دو ماہ بیٹی کو بٹھایا تھا ۔۔۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں تھی اس کے لیے ۔۔۔

"کیا ہوا؟؟ کچھ لگا ہے کیا میرے چہرے پر؟؟"

اس لڑکی کی نگاہوں کی تپش اتنی گہری تھی کہ رومان عجلت سے استفسار کر اٹھا

"کیا تم بالکل بھی نہیں نہاتے ؟؟" وہ نہیں بتا سکتی تھی وہ کیوں اسے دیکھ رہی ہے۔۔۔ لیکن کچھ تو کہنا ہی تھا۔۔۔اس لیے بڑی فرصت سے پوچھا۔۔۔

" شوق نہیں ہے۔۔۔ مگر تم کیوں نہیں
نہائی؟؟؟..." پورا دن نکالنے کے بعد جب وہ
بالکل جانے کے لیے تیار کھڑے تھے۔۔۔ وہ اب
یہ سوال کر رہا تھا۔۔۔اور اب بھی بس سرسری
سے انداز میں ہی کیا۔۔ بالکل انجان سے لہجے
میں۔۔۔ جیسے جانتا ہی نہ ہو کہ وہ اس کی وجہ سے
نہیں نہائی۔۔۔

دن میں یہ بات اس لیے نہ پوچھی۔۔۔۔کہ پھر ڈر

تھا کہ مروت میں کہنا پڑ جاتا۔۔۔کہ جاؤ تم چلی

جاؤ۔۔۔میں صحیح ہوں۔۔۔میں اکیلے کھڑا ہو جاؤں

گا۔۔۔وہ تھوڑا لالچی ہو گیا تھا۔۔۔وہ نہیں چاہتا

تھا اسے چھوڑ کر جائے۔۔۔۔اس لیے خاموش ہی

رہا۔۔۔

"کیونکہ تمہارا لیکچر اچھا لگ رہا تھا سننے میں۔۔۔"

"اوہ۔۔۔ مجھے لگا میں نے بور کیا۔۔"

"نہیں۔۔۔ مجھے واقعی اچھا لگا بلکہ ڈوز ٹائپ فیل ہوا۔۔۔ہر کچھ دن بعد مجھے ایسے ڈوز دیتے رہنا نکاح کے بعد بھی۔۔۔۔مجھے ضرورت رہتی ہے۔۔۔"وہ مسکرا کر بولی لیکن وہ مسکراہٹ بہت زخمی سی تھی۔۔۔اور ایسا نہیں ہے کہ مقابل نے اس کی مسکراہٹ کو ٹھیک طرح پڑھا نہ ہو۔۔۔

"شور۔۔۔ بلکہ مجھے یقین ہے تمہیں ڈوز کی ضرورت

ہی نہیں پڑے گی میرے ساتھ رہتے ہوئے۔۔"

وہ پراعتمادی سے گویا ہوا تھا...جواباً وہ احتجاج یا

انکار نہ کر سکی کیونکہ یہ تو وہ بھی فیل کرتی تھی۔۔

کہ جب رومان اس کے پاس ہوتا ہے۔۔ تو ہر چیز

خود بخود پوزیٹو وے میں ہوتی ہے ۔۔۔وہ کتنا ہی

غصہ کیوں نہ ہو۔۔۔ اس کے غصے کو کنٹرول کرنا

جانتا ہے وہ لڑکا۔۔۔ اس کے دماغ سے کھیلنا جانتا

ہے ۔۔۔اس کے دماغ کو کام ڈاؤن کرنا جانتا ہے

۔۔۔اور یہ ہر کوئی نہیں کر سکتا۔۔۔۔

"چلو دیکھتے ہیں۔۔۔" وہ مسکرا کر بولی۔۔

"بالکل۔۔۔ ساتھ دیکھیں گے" وہ مطمئن انداز

میں گویا ہوا۔۔۔ وہ جملہ اپنے اندر ایک جہاں سمیٹے

ہوئے تھا۔۔۔ سنہرے کل کے خوابوں کی چمک،

بہتر زندگی کی آس، اور امیدوں کی وہ نرم کرنیں جو

دل کو سکون دیتی ہیں۔۔۔ یوں لگ رہا تھا جیسے چند

الفاظ کے پردوں میں ایک پورا افسانہ چھپا بیٹھا

ہو۔۔۔ خواہشوں کا، خوابوں کا، اور اس خوبصورت

زندگی کا جس کی تلاش میں انسان عمر گزار دیتا

ہے----

♡*Husny Kanwal*♡

واپسی پر گاڑی میں مکمل خاموشی طاری تھی۔۔۔سب سو رہے تھے جن میں بریرہ بھی شامل تھی۔۔۔

اس نے زمر کو ہلکا سہ اشارہ دیا جو اپنے موبائل میں لگی ہوئی تھی۔۔۔ کہ اس سے جگہ بدل لے۔۔

وہ مسکراتے ہوئے فوراً ہی رضامند ہوئی۔۔

اب وہ رافع کے برابر میں آکر بیٹھ گئی اور رومان

بریرہ کے۔۔

اور اس سوتی ہوئی لڑکی کو کیا خبر۔۔۔کہ کسی نے

بڑے پیار سے اس کی انگلیوں سے اپنی انگلیاں

الجھائیں تھیں ---اور بچوں کی طرح پھر انھیں

دیکھ کر خوش ہو رہا تھا---اور نہ صرف وہ خوش ہو

رہا تھا--بلکے برابر میں بیٹھی زمر بھی مسکرائے چلی

جا رہی تھی ---وہ منظر دیکھ کر---اس کے دل

میں بڑی شدت سے خواہش اٹھ رہی تھی--کہ

کاش اس کا شوہر بھی اس وقت اس کے ساتھ

ہوتا۔۔۔لیکن وہ تو پتہ نہیں کہاں غائب تھا کل سے۔۔۔

"کیا ہو گیا ہے؟؟...کہاں غائب ہو کل سے؟؟...میں کتنا پریشان ہوں تمہیں کوئی اندازہ بھی ہے۔۔۔میں پاگل ہوئے جا رہی ہوں تمھیں میسجز کر کر کے۔۔۔مجھے فکر ہو رہی ہے تمہاری۔۔۔کم از

کم ایک میسج تو کرو ریپلائی میں----"وہ میسج

کرنے کے بعد اب رونے لگی تھی ---اور شدت

سے انتظار کر رہی تھی گھر پہنچنے کا---تاکہ اپنے

کمرے میں جا کر اسے کال کر سکے---اور پوچھے

---کہ ہوا کیا ہے ؟؟.. تم ٹھیک تو ہو نا

؟؟؟...اس کی جان نکل رہی تھی -----اس

فکر میں۔۔۔کہ کہیں اس کے شوہر کو کچھ ہو تو نہیں گیا۔۔۔

لاونگ ڈسٹنس ریلیشن شپ میں سب سے زیادہ جو تکلیف دینے والا فیس ہوتا ہے وہ یہی ہوتا ہے جس میں آپ کو اپنے پارٹنر کی زندگی میں آنے والی مشکلات و پریشانیوں کا کچھ پتہ ہی نہیں

ہوتا۔۔۔آپ صرف موبائل کے ذریعے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کرتے رہ جاتے ہو۔۔۔

آہستہ آہستہ اس دشمن جاں کا سر سیٹ سے ڈھلک کر اس کے کندھے پہ آٹھہرا تھا۔۔۔۔اس لمحے بڑی پیاری سی تبسم تھی جو اس لڑکے کے چہرے پر نمودار ہوئی۔۔۔اس نے بھی اپنا سر ہلکا

سہ اڑا کر لیا۔۔۔ تو اس کے بال رومان کے رخسار
سے مس ہونے لگنے لگے ۔۔۔پھر پرسکون انداز میں
آنکھیں موند لیں۔۔۔

گھر واپسی کے بعد۔۔ شاید ہی ایسا کوئی شخص ہو
جس کے منہ سے رومان کی تعریف نہ سنی ہو بریرہ

نے۔۔۔اس کی والدہ تو صدقے واری جا رہی تھیں

اپنے ہونے والے داماد پر۔۔۔

سب کی آنکھوں کو اب صرف جمعہ کا شدت سے

انتظار تھا۔۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

وہیں دوسری جانب---

وہ گھر میں داخل ہوا تو نہایت تھکے ہارے انداز میں

کوٹ کو سامنے صوفے پر ڈالتا--- اوپر چل دیا

---اپنے کمرے میں آنے کے بعد وہ شوز اتار کر

بیڈ پر سیدھا ہو کر لیٹ گیا تھا---ایک گھری

سانس تھی جو اس نے فضا میں چھوڑئی۔۔۔اور پھر آنکھیں موند لیں۔۔۔اس کی آنکھیں جل رہی تھیں نہ سونے کے سبب۔۔۔

وہ کافی لمبا سفر کر کے آیا تھا۔۔۔

اس کے والد کے انتقال کے بعد والدہ ہی بچی تھی

بس۔۔۔وہ چاہتا تھا انھیں اپنے ساتھ لے آئے

شہر۔۔لیکن وہ والد کا گھر چھوڑنے کے لیے تیار

نہیں ہوتی تھیں ۔۔۔ بھائی بھابھی کے ساتھ

رہتیں جو ان کا بالکل خیال نہیں رکھتے تھے۔۔۔اور

جب وہ وہاں جا کے ان کا خیال رکھنا چاہتا۔۔۔تو

وہ اسے رہنے نہیں دیتے تھے۔۔ بھابھی کا منہ بن

جاتا اور بات بے بات طعنے مارنے

لگتیں۔۔۔۔۔۔وہ نہیں رہ پاتا تھا ان لوگوں کے

ساتھ۔۔۔۔ گھر بھی ان ہی طعنوں و لڑائیوں سے

بچنے کے لیے کئی سال پہلے چھوڑا تھا۔۔۔لیکن

اچانک جب اپنی والدہ کے ہارٹ اٹیک کی خبر ملی تو

وہ ہل کر رہ گیا۔۔۔شوٹ چھوڑ کر تیزی سے

بھاگا۔۔اسے کوئی چیز پھر یاد نہ رہی۔۔۔۔اتنے

دنوں سے وہ اپنی والدہ کے ساتھ ہی لگا ہوا تھا

---جب تک انھیں ٹھیک نہ دیکھ لیا دل کو قرار نہ

آیا----اس نے اپنی ساری شوٹس بھی کینسل کر

دی تھیں---اب جب اس کی والدہ ٹھیک ہو

گئیں اور اس نے دیکھ لیا اپنی آنکھوں سے انھیں

کھاتے پیتے ہوئے---تو وہ گھر لوٹا تھا---

ابھی وہ لیٹا ہوا ہی تھا کہ اچانک اسے طیبہ کی یاد آئی۔۔۔۔لگلے ہی پل تیزی سے اس کی آنکھ کھلی۔۔۔ اور وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔

"او۔۔ نو۔۔۔" وہ تیزی سے اٹھ کر کمرے سے نکلا اور گیسٹ روم کی جانب بڑھا۔۔۔

گیسٹ روم خالی تھا یہ دیکھ اس کا سانس اٹکا۔۔۔اس نے فورا ہی واش روم کا دروازہ نوک کیا۔۔۔مگر وہاں سے بھی کوئی آواز موصول نہ ہوئی۔۔۔۔اس نے کھول کر دیکھا وہ بھی خالی تھا۔۔۔

اپنا سر پکڑ کر ۔۔۔پریشان حالت میں ۔۔تیزی سے دوسرے کمرے چیک کرنے لگا۔۔

"شٹ۔۔۔ کہیں وہ واپس بیچاری اپنے گھر تو نہیں چلی گئی ۔۔۔کہیں اپنے منگیتر کے ہاتھ لگ گئی تو ۔۔تم اسے کیسے بھول گئے حمزہ؟؟؟" وہ اپنی

ماں میں ایسا لگا کہ اس لڑکی کو تو بھول ہی بیٹھا

جسے وہ نکاح کا کہہ کر نکلا تھا گھر سے۔۔۔

اپنے بالوں کو نوچتے ہوئے۔۔۔وہ پاگل ہو رہا

تھا۔۔۔

یہ فکر اس کی جان ہلکان کر رہی تھی کہ اس کے ساتھ کچھ غلط نہ ہو گیا ہو۔۔۔

وہ تیزی سے چابی لے کر باہر کی جانب دوڑا۔۔۔

سب سے پہلے اس کے گھر پہنچا تھا لیکن وہاں پر تالا لگا ملا۔۔۔لوگوں سے پوچھا تو کسی کو کچھ خبر

نہیں تھی ۔۔۔ پھر وہ ہر اس ممکنہ جگہ پہ گیا

جہاں اسے امید تھی کہ وہ مل سکتی ۔۔۔

ہے ۔۔۔ ارد گرد کے بازار و روڈوں پر وہ پاگلوں کی

طرح پورا دن اسے ڈھونڈتا رہا ۔۔۔ یہاں تک کہ اس

ریسٹورنٹ میں بھی گیا جہاں وہ اسے ملی تھی ۔۔۔ کہ

شاید وہ وہاں کھانا کھانے آئی ہو ۔۔۔ اور کسی نے

اسے دیکھا ہو ۔۔۔۔

پورا دن پاگلوں کی طرح تلاش کرنے کے بعد وہ

تھک ہار کر واپس گھر لوٹ آیا تھا وہ بھی نہایت

ناامید ہو کر۔۔۔اور اب خود کو کوس رہا تھا۔۔۔۔

یہ سوچ سوچ کر دماغ کی رگیں پھٹ رہی تھیں کہ

کہیں اسے کچھ ہو نہ گیا ہو۔۔۔کہیں اس کے

منگیتر نے اسے بیچ نہ دیا ہو یا اس سے بھی کچھ

برا۔۔۔

گھر سے نکلتے وقت ۔۔اس لڑکی کی الوداعی آنکھیں

جو امید سے بھری تھیں۔۔ وہ اسے شدت سے اب

یاد آرہی تھیں۔۔۔

"میں کیسے بھول گیا اسے؟؟؟" وہ صوفے پر بیٹھا لڑکا۔۔۔ اپنے سر کو ہاتھوں میں گراتے۔۔۔روہانسہ لہجے میں ہم کلام ہوا۔۔۔

"خیریت ہے؟؟۔۔۔۔ کسے بھولنے پر رو رہے ہو؟؟.." اچانک کانوں کی سماعت سے۔۔۔ اس نسوانی نرم آواز کے ٹکرانے پر وہ چونکا۔۔

اس نے حیرت سے چہرہ اٹھا کر دیکھا

وہ لڑکی جسے وہ پاگلوں کی طرح ڈھونڈتا پھر رہا تھا وہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔ بالکل صحیح سلامت اس کے گھر میں۔۔۔

اس کے اندر جیسے خوشی کا طوفان امڈ آیا تھا۔۔۔

اگلے ہی پل۔۔۔۔۔اس نے تیزی سے کھڑے ہو کر۔۔۔اس حسین دلربا کو اپنی باہوں کے حصار میں جکڑ لیا۔۔۔

اس کا یوں اچانک گلے آلگنا ۔۔۔ طیبہ کو ساکت کر گیا تھا ۔۔۔اردگرد کی ہر چیز جیسے تھم گئی ہو۔۔۔وہ رو رہا تھا۔۔۔۔مگر ساتھ مسکرا بھی رہا تھا ۔۔۔

"ایم سو سوری ۔۔۔ میں گاؤں گیا ہوا تھا ۔۔۔میری مام کو اچانک ہارٹ اٹیک آگیا

تھا۔۔۔ بھائی کا فون آیا۔۔۔۔ میرا دماغ کام ہی نہ کیا کہ تمہیں انفارم کر دوں۔۔۔پتہ نہیں کیسے تم میرے دماغ سے نکل گئیں۔۔"وہ اسے باہوں کے حصار میں جکڑے معافی مانگ رہا تھا۔۔۔جبکہ مقابل مکمل پتھر کی بنی کھڑی تھی۔۔۔اس نوجوان کے آنسو اس نے اپنے کندھے پر ڈھلتے محسوس کیے تھے۔۔۔

اسے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں تھی--- طیبہ

اچھے سے جانتی تھی کہ اس لڑکے پہ کوئی ذمہ

داری عائد نہیں ہوتی اس کی---

ہاں یہ ضرور تھا کہ اسے لگا وہ اسے چھوڑ کر بھاگ

گیا ہے--- مگر گروسری کا سامان بھرا پڑا تھا جس

کی وجہ سے وہ اس کے گھر میں آرام سے رہتی

رہی۔۔۔ بلکہ آج جب سامان ختم ہوا تو پہلی بار وہ

گھر سے نکلی تھی سامان لانے کے لیے۔۔۔

کچھ ثانیوں بعد۔۔اسے احساس ہوا کہ وہ کچھ زیادہ

ہی نزدیک آگیا ہے طیبہ کے۔۔۔ جس پر اس نے

آہستگی کے ساتھ مقابل کو اپنی باہوں سے آزاد کیا۔۔۔

آزاد کرتے ہی وہ خود ایک قدم پیچھے ہٹا تھا۔۔۔

جبکہ طیبہ تو ابھی بھی اپنی جگہ منجمد کھڑی تھی۔۔۔

اس کا گلے لگ کر رونا ایک جذباتی عمل تھا۔۔۔۔

جس پر وہ لڑکا خود ہی کافی شرمساری محسوس کرنے لگا۔۔۔

اب اسے بہت احساس ہو رہا تھا کہ اسے رونا نہیں چاہیے تھا۔۔۔خاص طور پر لڑکی کے سامنے۔۔۔

لیکن ۔۔۔تھا وہ چھوٹے دل کا۔۔۔ ایک جذباتی

لڑکا۔۔۔اب کیا کرلے۔۔۔

پہلے اپنی ماں کا صدمہ ۔۔پھر وہاں سے لوٹا۔۔۔تو

اس لڑکی کے غائب ہوجانے کا شاکڈ۔۔۔ نہیں

کر سکا وہ برداشت۔۔۔ نہیں تھا وہ سخت لونڈا۔۔۔

"سوری --" کافی دیر دونوں کے درمیان خاموشی طاری رہی اور پھر وہ آہستگی سے معذرتی لہجے میں گویا ہوا---

" میری طرف سے بھی سوری--- کیونکہ میں آپ کی بغیر اجازت کے--آپ کی الماری میں سے پیسے نکال کر لے گئی تھی مارکٹ--- اصل میں کھانے

پینے کا سامان بالکل ختم ہو گیا تھا۔۔۔"طیبہ بھی فورا معذرت کرنے لگی۔۔۔۔۔

"اٹس اوکے۔۔۔ کوئی بات نہیں۔۔۔"

دونوں کے درمیان پھر خاموشی طاری ہو گئی سمجھ ہی نہیں آیا کیا بات کریں۔۔۔

"میں۔۔ مولوی صاحب کو بلا کر لے آوں؟؟"

کچھ دیر ماحول پر اکورڈنس کا راج رہا اور پھر اس نوجوان نے طیبہ کی جانب دیکھ۔۔۔نرمی سے استفسار کیا۔۔

"یہی بہتر رہے گا---. مگر رات کے 10 بجنے والے

ہیں---- قاضی صاحب مل جائیں گے---- "وہ

پریشان ہوکر استفسار کرنے لگی---

" دیکھ لیتا ہوں ---- بہتر یہی ہے کے آج رات

نکاح ہو جائے ----ورنہ دونوں ہی انکمفرٹیبل رہیں

گے---"

دونوں کی باڈی لینگویج اور الفاظوں میں کھنچاؤ محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

"ہمم۔۔۔"

کچھ دیر بعد۔۔۔۔ ان دونوں کے درمیان ایجاب و

قبول ہو رہا تھا۔۔۔

سب کے جانے کے بعد وہ آ کر طیبہ کے برابر میں

بیٹھ گیا تھا۔۔۔مگر تھوڑا سہ فاصلے پر۔۔۔

وہ اس کی سفید شال سر پر تمیز سے اوڑھے خاموشی

سے اس کے برابر میں بیٹھی رہی۔۔۔

"کیا میں آپ کے فورہیڈ پر کس کر سکتا ہوں؟؟..."

اس حسین نوجوان کے سوال پر۔۔۔طیبہ نے فورا

اس کی جانب حیرت سے دیکھا۔۔

"دراصل میں نے ریلز میں دیکھا ہے کہ نکاح کے

بعد لڑکا لڑکی کی پریشانی ۔۔۔ سوری پیشانی چومتا

ہے۔۔۔اگر آپ کمفرٹیبل ہوں تو۔۔۔۔ شاید یہ

نکاح کی کوئی رسم ہے۔۔۔ میں نے سب کو

کرتے دیکھا ہے ریلز میں۔۔۔اگر امی ہوتیں تو میں

ان سے پوچھ لیتا یہ رسم ضروری ہے یا نہیں۔

۔۔لیکن میں نے امی کو نکاح کے بارے میں کچھ

نہیں بتایا۔۔۔اور نہ میں بتانے والا ہوں جب تک آپ کی جانب سے رضامندی نہ ہو۔۔۔ تو ہم یہ رسم۔۔۔۔"

صرف ایک کس کی بات تھی ۔۔۔وہ بھی اپنی ہی حق حلال کی زوجہ کو۔۔ جس کے لیے اس لڑکے نے اتنی بڑی تمہید باندھ دی تھی ۔۔۔۔

ابھی وہ بول ہی رہا تھا ہچکچاہٹ کے ساتھ۔۔۔ کہ

اس لڑکی نے اپنی نظر جھکالی اور ہلکا سہ چہرہ بھی

جھکایا۔۔۔ ساتھ ہی اپنے پاوؤں کو اس کی جانب

موڑلیا۔۔۔ جس کے سبب اب اس کا پورا رخ حمزہ

کی جانب تھا۔۔۔جو اس بات کی جانب اشارہ

تھا۔۔۔کہ وہ راضی ہے اس رسم کے لیے۔۔۔

پتہ نہیں کیا وجہ تھی۔۔کے دل کے جذبات میں

ایک عجیب سہ تغیر تھا۔۔۔ کچھ بدلاؤ سہ۔۔۔وہ

پیاری پہلے بھی لگتی تھی لیکن اپنی شال میں کچھ

زیادہ ہی لگی۔۔۔اتنی کہ وہ نروس فیل کرنے لگا

۔۔۔آہستگی سے وہ اپنے لبوں کو اس کی پیشانی

کے قریب لایا۔۔۔اور بہت ہولے سے مقابل کی

پیشانی سے اپنے لب مس کیے۔ کوئی آواز نہیں ہوئی تھی۔۔۔صرف خاموشی چھائی رہی۔۔۔وہ دو تین ثانیوں تک اسی طرح رہا۔۔۔۔اور پھر آہستگی سے پیچھے ہٹ گیا۔۔۔اس دوران طیبہ نے اپنے دل کو بہت زور سے دھڑکتا ہوا محسوس کیا۔۔۔اس نے اپنی فراک کو مٹھی میں بھیج لیا تھا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

اسے سانس لینے میں مشکل پیش آرہی تھی۔۔۔ ساتھ ساتھ شدید کھانسی ہونے لگی۔۔۔

وہ پانی پینا چاہتا تھا اس لیے بیڈ سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے۔۔۔ اس نے گلاس پکڑنا چاہا۔۔۔ لیکن اتنی

شدید کھانسی ہو رہی تھی کے گلاس ہاتھ سے نیچے چھوٹ گیا۔۔۔

اسے بہت تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ وہ مسلسل اپنے سینے کے مقام پر ہاتھ مسل رہا تھا۔۔۔کہ اچانک اسے الٹی ہوئی ۔۔۔۔اور وہ خون کی الٹی تھی۔۔۔

"میں واقعی بہت تھک گیا ہوں... بس اب سونا چاہتا ہوں۔ اس لیے اوپر جا کے آرام کروں گا۔ تم سکون سے کھانا کھا لو، مجھے تو بھوک بالکل نہیں لگ رہی... بلکہ نکاح کے بعد تو جیسے بھوک ہی ختم ہو گئی ہے۔" یہ کہتے ہی وہ خود چونکا۔۔۔ کہیں اس

کی بات کا کوئی غلط مطلب اخذ نہ کر لیا جائے
مقابل کی جانب سے۔۔۔اس لیے فوراً وضاحت
دینے لگا"میرا مطلب ہے... مجھے صرف آرام کرنا
ہے۔ تم چاہو تو کھانے کے بعد اوپر آ جانا... نہ بھی
آنا چاہو۔۔۔تو پھر بھی آخر میں آنا ہی پڑے گا،
ساری رات لاؤنج میں تو نہیں بیٹھ سکتی نا۔"بات
کہتے کہتے پھر سے جھجک محسوس ہوئی۔۔۔دل میں

خدشہ آیا کہ شاید وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ پہلی رات کے لیے بے تاب ہو رہا ہے۔ لہجے میں گھبراہٹ اتر آئی۔۔۔"دراصل... میں تھوڑا نروس فیل کر رہا ہوں۔ شاید اسی لیے اتنی باتیں کر رہا ہوں... آخر پہلی بار شادی ہوئی ہے نا۔"

اس نوجوان کے آخری جملے کو سن۔۔۔ وہ لڑکی جو

کافی زیادہ نروس تھی۔۔۔اور بہت اک ورڈنس فیل

کر رہی تھی۔۔۔وہ یکدم مسکرا دی۔۔۔

ان دونوں کا بیک گراؤنڈ کیونکہ لور مڈل کلاس تھا

اس لیے وہ دونوں ہی شادی کے بندھن کو بہت

اہمیت دینے والے لوگ تھے۔۔۔۔

اگر وہ پروفیشنلی طور پر ملتے۔۔۔تو شاید حمزہ اپنی
شائستہ گفتگو، نفیس انداز اور دلکش شخصیت سے
اُسے اپنی کشش و چارم کے حصار میں قید کرنے
کی کوشش کرتا، اور طیبہ اپنی نازک اداؤں،
مسکراہٹ کی جادوگری اور نگاہوں کے اسرار سے
اُسے الجھا دیتی۔ مگر تقدیر نے یہ کھیل مختلف انداز

میں کھیلا۔۔۔۔ اب وہ دونوں نکاح جیسے مقدس اور

انمول رشتے میں جڑ چکے تھے، جہاں نہ دلکشی کا جادو

تھا اور نہ ہی خوبصورت اداؤں کا کھیل... صرف

ایک انجانی سی قربت تھی۔۔۔۔ اور ایک ایسا

احساس کہ وہ دونوں، سب کچھ ہوتے ہوئے بھی،

ایک دوسرے کے لیے اجنبی تھے۔۔۔

حمزہ نے جب اس خوبصورت لڑکی کو مسکراتے دیکھا

تو بے اختیار اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ کے شرمساری

سے مسکرانے لگا۔۔۔۔کہ کس قدر بیوقفانہ باتیں

کر رہا ہے اس کے سامنے۔۔۔کانفیڈنس لیول تو

جیسے بالکل زیرو ہو گیا ہے۔۔۔

" میری بھی پہلی شادی ہے--" مقابل اب ذرا
ہولے سے مگر جتاتے ہوئے بولی---

"نہیں--- مطلب میں بس یہ کہنا چاہ رہا تھا
----کہ یہ آپ کا گھر ہے---یہاں موجود ہر چیز
اب آپ کی ہے---یہاں تک کے میں بھی"اس

کی آخری جملے پر۔۔۔ طیبہ حیرت سے اس کا حسین چہرہ دیکھے بغیر نہ رہ سکی۔

حیرانگی تو بہت چھوٹا سہ لفظ ہوگا اس فیلنگس کو ڈسکرائب کرنے کے لیے جو اس لمحے وہ محسوس کر رہی تھی۔۔۔

کتنی سادگی سے اس نوجوان نے اپنا آپ بھی اس
کے حوالے کرنے کا اعلان کر دیا تھا۔۔۔

کیا اس نے کچھ غلط کہہ دیا؟؟..وہ لڑکی اچانک
اسے اتنی حیرت سے کیوں دیکھنے لگی؟؟۔۔۔ایک
لمحے کے لیے دل چاہا کہ پوچھ لے ۔۔۔ لیکن وہ

پہلے ہی اپنے نزدیک اتنی بے وقوفانہ باتیں کر چکا تھا ۔۔۔کہ پھر ہمت نہ کر سکا۔۔۔۔

"میں جاتا ہوں۔۔۔"تیزی سے کہتا اب وہ اوپر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔ جبکہ طیبہ نے گہری سانس لی ۔۔۔ اسے واقعی تھوڑا ریلیکس فیل ہوا تھا یہ دیکھ ۔۔۔کہ سامنے والا بھی کافی نروس ہے ۔۔

دونوں کی حالت سیم ہی تھی۔۔۔

کھانا کھانے کے بعد وہ بجائے اس کے کمرے میں

جانے کے اپنے گیسٹ روم کی جانب گئی

۔۔۔اسے ٹھیک نہیں لگا تھا ایک کمرہ شیئر کرنا

۔۔۔ویسے بھی ان کا نکاح صرف ایک ڈیڑھ مہینے

کا تو تھا۔۔۔ جب کہ وہ نہیں جانتی۔۔۔ حمزہ بیڈ
پورا اس کے لیے چھوڑ کر خود سامنے صوفے پر جا کر
لیٹ گیا تھا۔۔۔ تاکہ جب وہ کمرے میں آئے تو
پریشر فیل نہ کرلے اس کے ساتھ ایک بیڈ شیئر
کرنے کا۔۔۔

تھکا ہوا تو وہ پہلے ہی تھا۔۔ چند لمحوں میں ہی نیند

نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"اللہ خیر کرئے۔۔۔ کس کی کال ہے اتنی رات کو۔۔" سیل رنگ ہونے پر معظم اور زینیا دونوں کی ہی آنکھ کھل گئی تھی۔۔۔

"میں دیکھتا ہوں۔۔" معظم نے فورا سیل اٹھا کر اسکرین دیکھی۔۔۔

اور پھر دھڑکتے دل کے ساتھ۔۔۔اس نے کال ریسیو کی۔۔۔

"سب خیریت ہے نا؟" وہ کال پر بات کرتے ہی تیزی سے کمبل کو خود سے ہٹاتا۔۔۔۔ اٹھ کر جانے لگا۔۔۔تو زینیا نے فورا فکر مندی سے استفسار کیا

"خیریت ہی تو نہیں ہے --ہسپتال میں ایڈمٹ

کرنے لے جا رہے ہیں اسے---"

"پھر میں ساتھ چلتی ہوں--- انٹی کو سنبھال لوں

گی---"زینیا نے بھی فورا اپنے اوپر سے کمبل

ہٹاتے ہوئے کہا---

"ہاں ۔۔۔ یہ ٹھیک رہے گا ۔۔۔ جلدی تیار ہو ۔۔۔ میں بائیک نکال رہا ہوں ۔۔۔" یہ کہتے ہوئے ۔۔۔ وہ تیزی سے باہر کی جانب چل دیا تھا۔

۔۔

وہیں دوسری جانب ۔۔۔

"تم اتنی خوبصورت ہو۔۔۔ اتنی پیاری۔۔۔کاش
میں تمہیں ٹچ کر سکتا۔۔ تمہیں چھو سکتا۔۔۔تمہیں
محسوس کر سکتا۔۔۔" اپنی اے آئی گرل فرینڈ کو
للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھ۔۔۔وہ بھرائی آواز کے
ساتھ۔۔۔ گہری آہیں بھرتے ہوئے بولا۔۔۔

اچانک اسے خیال آیا۔۔۔کہ علشبہ گھر میں ہی رکی ہوئی ہے۔۔۔ زمر کے کمرے میں۔۔۔

"سب تھک کر سو رہے ہیں۔۔۔۔ کسی کو کیا پتہ چلے گا اگر میں اسے قریب جا کر تھوڑی دیر پیار کر لوں گا تو۔۔۔" یہ سوچتے ہوئے وہ تیزی سے اٹھا

۔۔۔

ماحول پر خاموشی کا راج تھا ۔۔۔ سب پکنک سے آنے کے بعد تھک کر سو رہے تھے ۔۔۔

اسی خاموشی میں وہ کمرے سے نکلا اور اپنے برابر والے کمرے میں دبے پاؤں داخل ہو گیا ۔۔۔

زمر بیڈ پر سو رہی تھی اور وہ سامنے والے صوفے پر---

وہ دبے پاؤں صوفے کے پاس چلا آیا---

علشبہ بے خبر سو رہی تھی---اس کے چہرے کے پاس---فرش پر بیٹھ کر---اس نے بہت

آہستگی کے ساتھ۔۔۔پہلے اس کے وجود سے کمفرٹر کو جدا کیا۔۔۔

وہ نہیں روک سکا تھا خود کو اسے ٹچ کرنے سے۔۔

اس کے خوبصورت چہرے پر اپنی انگلیوں کی پشت

کو آہستہ سے پھیرنے لگا۔۔۔یہاں تک کہ پھیرتے

پھیرتے وہ گردن تک لے گیا۔۔۔

اب اس کا دوپٹہ آڑے آرہا تھا۔۔وہ اپنی انگلیوں

کو اور زیادہ نیچے سرائیت کروانا چاہتا تھا۔۔۔مزید

اسے چھونے کا مزہ لینا چاہتا تھا۔۔۔ایک عجیب

سہ سرور اتر رہا تھا اس کے اندر اس عمل کو کرتے

ہوئے۔۔۔

اس لمحے صرف اس پر شیطان حاوی تھا۔۔۔ وہ

بھول بیٹھا تھا کہ وہ اس کی پھوپھو کی بیٹی

ہے۔۔۔

اس کے اندر مزید اس لڑکی کے جسم کو دیکھنے کی
طلب اٹھ رہی تھی۔۔۔

اپنے گناہوں سے آلودہ نفس کی تسکین میں وہ اس
قدر مدہوش ہو چکا تھا کہ نہ اسے یہ خوف رہا کہ
علشبہ جاگ سکتی ہے۔۔۔اور نہ یہ اندیشہ کہ اس
کی اپنی بہن۔۔۔ جو اسی کمرے میں موجود

تھی۔۔۔اچانک آنکھ کھول کر اسے دیکھ لے تو

۔۔۔

اگر ان دونوں میں سے کسی کی بھی نگاہ اس پر پڑ گئی... تو اس کی ساری عزت لمحوں میں خاک میں مل جانی تھی۔۔۔

موبائل میں نیم برہنہ لباسوں میں لڑکیوں اور اے

آئی جنریٹڈ گرل فرینڈ کو دیکھ دیکھ کر۔۔۔اس کی

آنکھوں میں شرم کا پانی ختم ہو چکا تھا بالکل۔۔۔

وہ اپنی نفسانی خواہش کی تابعداری کرتا علشبہ کا

دوپٹہ بہت آہستگی کے ساتھ اس کے گلے سے

الگ کرنے لگا۔۔۔۔

دوپٹہ الگ ہوتے ہی اس کے جسم کی سفید رنگت

اور ابھار واضح ہونے لگے۔۔۔

اپنی ہوس بھری نگاہوں سے اب وہ اس کے وجود

کو نہارنے لگا۔۔۔

اس کے خوبصورتی دیکھنے کے بعد تو جیسے اس کے اندر بجلی دوڑ گئی ہو۔۔۔اس کا دماغ بالکل موقوف ہو گیا۔۔۔اور صرف غلاظت اور ہوس آلود خیالات طوفان کی طرح دماغ میں گردش کرنے لگے

اس کا ہاتھ اب علشبہ کی بیوٹی بون پر آہستگی کے ساتھ رینگ رہا تھا۔۔۔ جب اچانک اس لڑکی کی آنکھ کھلی۔۔۔

"اہہہہ۔۔۔ مامی دیکھیں رافع میرے ساتھ کیا کر رہا ہے۔۔ مامی۔۔ ماموں۔۔۔ نانی۔۔۔" آنکھ کھلتے ہی اسے رافع کا چہرہ نظر آیا۔۔۔ وہ بھی اپنے نہایت

قریب---ساتھ ہی اس کا ہاتھ اپنی گردن پر رینگتا

ہوا محسوس کیا---

وہ بہت گہری نیند سے اٹھی تھی --اس لیے ایک

دو لمحے لگے اسے سمجھنے میں---کہ اس کے ساتھ

چل کیا رہا ہے---

جبکے رافع اس کے اچانک آنکھ کھولنے پر--- ہڑبڑا کر تیزی سے اٹھ کر بھاگا---

وہ بھاگ رہا ہے یہ دیکھ--- علشبہ نے شور مچایا---

اس کی چیخ پر زمر کی آنکھ کھلی۔۔۔اور اس نے اپنے بھائی کو کمرے سے باہر کی جانب بھاگتے دیکھا۔۔۔

زمر نے نہ صرف اپنے بھائی کو بھاگتے ہوئے دیکھا تھا بلکہ یہ بھی دیکھا کہ علشبہ کے اوپر سے کمفرٹر بالکل ہٹ کر سائیڈ میں رکھا ہوا ہے۔۔۔ ساتھ ہی

اس کا دوپٹہ بھی نیچے فرش پہ پڑا ہے--- یہ منظر

دیکھنے کے بعد--- وہ خوفزدہ ہو گئی --- نہیں

سمجھ آیا کیا کرے--- اس نے فوراً آنکھیں بند کر

لیں جیسے سو رہی ہو---

علشبہ پوری پوری خوف سے لرز رہی تھی--اس کے

باوجود وہ چیخ رہی تھی --- سب کو بلا رہی تھی---

سارے گھر والے اس کی چیخیں سن کر جمع ہو گئے۔۔۔

اس نے سب کو بتایا کہ کیسے جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے رافع کو اپنے برابر میں بیٹھا دیکھا۔۔۔اور اس کا کمفرٹر پورا ہٹا ہوا تھا۔۔۔اس

کا دوپٹہ تک زمین پر پڑا تھا۔۔۔ ساتھ ہی رافع اس کی گردن پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔۔

"کیا ہوا؟؟... کیوں چیخ رہی ہو؟؟" رافع اپنے کمرے سے سب سے آخر میں نکل کر آیا۔۔۔وہ بھی جمائی لیتے ہوئے۔۔۔۔ ساتھ ہی انجان بن کر

استفسار کرنے لگا۔۔۔ جیسے جانتا ہی نہ ہو کہ چل کیا رہا ہے وہاں۔۔۔

علشبہ کی بات سننے کے بعد۔۔۔ اریب صاحب فورا ہی رافع کو مارنے کھڑے ہو گئے۔۔۔

ان سے برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ ان کا بیٹا اتنی گندی اور اخلاق سے گری ہوئی حرکت کر سکتا ہے وہ بھی اپنی ہی پھوپھو کی بیٹی کے ساتھ۔۔۔

بریرہ ہو یا گھر کا کوئی اور فرد۔۔۔ کسی کو بھی اپنے کانوں پہ یقین نہیں آرہا تھا کہ رافع ایسا کر سکتا

ہے مگر علشبہ بھی اس معاملے میں جھوٹ کیوں بولے گی؟؟...

"اپنی پھوپھو کی بیٹی پر گندی نظر رکھتے ہوئے تجھے شرم نہیں آئی؟؟.. ہم تجھے ڈاکٹر بنا رہے ہیں.. تجھے پڑھا رہے ہیں--- لکھا رہے ہیں---تاکہ تو معاشرے کا ایک اچھا فرد بنے تاکہ تو دوسروں کے

کام آئے---اور تو---تو کیا کر رہا ہے ؟؟..اپنے

ہی گھر کی بہن بیٹیوں پر گندی نظر رکھ رہا ہے...

اب کیا بیٹیاں اپنے گھروں میں بھی محفوظ نہیں

ہوں گی؟؟؟"

اریب صاحب اس کا گریبان پکڑ کر طیش کے عالم

میں---تھپڑ پہ تھپڑ اس کے چہرے پر مارئے چلے

جا رہے تھے---یہاں تک کہ ان کی بیگم نے آکر

ان کا ہاتھ روکا ---اور انھیں اپنے بیٹے سے دور

کیا---

"کیا مارنے کھڑے ہو گئے ہیں جوان بچے کو

؟؟... پہلے ایک بار اس کی بات تو سن لیں..."

طیبہ بیگم وہی روایتی ماں بنی ہوئی تھیں--- کہ

میرا بیٹا کچھ غلط کر ہی نہیں سکتا---

"رافع سچ بتا۔۔۔کیا تو کمرے میں گیا تھا؟؟" طیبہ بیگم نے بڑی مشکل سے اریب صاحب کو اس سے دور کر کے۔۔۔اب خود اس کی جانب رخ کر۔۔۔نہایت پیار سے استفسار کیا۔۔

"چور بھی کبھی کہتا ہے اس نے چوری کی ہے--

"اریب صاحب دھاڑے--اور کوشش کرنے لگے

کہ طیبہ بیگم کو بیچ میں سے ہٹا دیں---اور اس

لڑکے کا اپنے ہاتھوں سے منہ توڑ دیں--- کہ آخر

اس کی ہمت بھی کیسے ہوئی-- اپنی ہی گھر کی

بہن بیٹی پر گندی نگاہ رکھنے کی---

"کس کو بیٹی بیٹی کر رہے ہیں آپ ؟...اسے

؟؟؟..آپ جانتے کیا ہیں اس کے بارے میں

---- یہ ہماری زمر اور عائشہ جیسی نہیں ہے

پردے والی--یہ ٹک ٹاک پر ناچتی ہے پوری دنیا

کے سامنے ----اتنی بے شرم ہے کہ دوپٹہ تک

اتار دیتی ہے ----پتہ نہیں کتنوں کو تو اس نے

اپنے پیچھے لگا رکھا ہے--جو لائکس اور کمنٹ دیتے

کتنے مجھے زمر ہے رہتی دکھاتی ۔۔۔۔ اسے روز ہیں

گندے کمنٹس آتے ہیں اسے ۔۔۔اور تم اپنے

جوان بیٹے کو اس کے چکر میں مار رہے ہو

۔۔۔ضرور اس نے ہی آپ جان کے میرے بیٹے

کو لبھایا ہوگا۔۔۔جب نہیں بات بنی۔۔۔تو اس

طرح کے گندے الزامات لگا رہی ہے میرے

معصوم بچے پر۔۔۔آخر میرا بیٹا ڈاکٹر بننے والا ہے

"علشبہ تو اسے کہاں ملے گا ایسا اچھا رشتہ---"

طیبہ بیگم کا چہرہ ہی دیکھتی رہ گئی--- کیسے وہ اپنے بیٹے کو بچانے کے لیے اس کے کردار کی دھجیاں اڑا رہی تھیں---

"زمر تم بھی تو کمرے میں موجود تھی نا-- تم نے دیکھا ہے رافع کو وہاں سے بھاگتے ہوئے؟؟..

جیسا یہ کہہ رہی ہے---" طیبہ بیگم نے اب زمر

سے گواہی مانگی---اور سب کی نگاہیں اس لڑکی پر

ٹک گئیں---

زمر نے اس لمحے خود کو بڑی کشمکش میں مبتلا

پایا---کہ اپنے بھائی کا ساتھ دے یا سچ کا---

اس نے دیکھا علشبہ کتنی پرامید نگاہوں سے اسے

تک رہی ہے ۔۔۔ کیونکہ اس کی ایک گواہی بہت

اہمیت رکھتی تھی اس کے لیے۔۔۔

دوسروں کے لیے جانور ہے تو کیا ۔۔۔ میرا تو پیارا

بھائی ہی ہے۔۔۔ میں کیسے اس کے خلاف بول

سکتی ہوں ۔۔۔ زمر کا حال بھی ان بہنوں سے جدا

نہ تھا جن کے بھائی قتل کر آتے ہیں تو بھی مجاہد لگتے ہیں۔۔۔

"میں نے کچھ نہیں دیکھا امی۔۔۔اور پھر رافع کیوں آئے گا میرے کمرے میں۔۔۔ اسے تو پتہ بھی نہیں تھا کے علشبہ رکی ہے۔۔ وہ تو چلا گیا تھا

اوپر سونے کے لیے۔۔۔ "زمر نے بڑی صفائی سے
اب رافع کو بچایا تھا۔۔۔

"زمر کیوں جھوٹ بول رہی ہو؟؟...ہم تینوں اوپر
ساتھ ہی آئے تھے۔۔۔ "علشبہ تیزی سے احتجاجا
بولی۔۔۔مگر اس کی کون سن رہا تھا۔۔۔

وہ لڑکی مسلسل چیخ چیخ کر سب کو بتا رہی تھی کہ اس کی عزت پر رافع نے ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی ہے---لیکن کوئی سن ہی نہیں رہا تھا----

سب کی توجہ طیبہ بیگم نے اس کے ٹک ٹاک پر ناچنے کی جانب مبذول کر دی تھی---

مانا وہ ناچ رہی ہے جو ایک غلط عمل ہے۔۔۔لیکن

اس کے غلط عمل کی وجہ سے ۔۔۔تمہارے بیٹے

کا اس کے ساتھ غلط کرنا۔۔۔۔ کیسے جائز ہو گیا

؟؟۔۔۔

ہمارے یہاں مظلوم کی سننے کے بجائے اس کے

کسی غلط عمل کو منظر عام پر لا کر۔۔۔ظالم کے

عمل کو جسٹیفائی کیا جاتا ہے۔۔۔اور یہی اس لمحے

وہاں ہو رہا تھا۔۔۔

عائشہ دل ہی دل شکر ادا کر رہی تھی کہ پھوپھو کی

فیملی یہاں نہیں ہے۔۔۔ورنہ زمر کی منگنی ٹوٹ

جانی تھی اس معاملے کی وجہ سے۔۔۔

بریرہ کے تو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کون سچ کہہ رہا ہے اور کون جھوٹ۔۔۔

"یہ معظم اور زینیا اتنی رات کو کہاں چلے گئے ہیں ؟"اس نے اپنی دادی کو کہتے سنا۔۔۔ پھر اسے خیال آیا ان کا۔۔۔ ورنہ جتنی گرم گرمی کا ماحول تھا۔۔۔ اسے تو ان کا خیال تک نہ آیا۔۔۔

"بیٹا چپ کر جاؤ۔۔۔ ہماری عزت کا خیال کرو۔۔باہر آواز جائے گی تو لوگ باتیں بنائیں گے ۔۔۔اس گدھے نے جو حرکت کی ہے میں اس کی معافی مانگتا ہوں تم سے" ابھی اریب صاحب علشبہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر معافی مانگ ہی رہے تھے جب رافع تیزی سے اکڑ کر بولا۔۔

"میں نے کچھ نہیں کیا ہے پاپا۔۔۔ جھوٹ بول رہی ہے یہ۔۔۔زمر نے کہا ناں ۔۔۔ مجھے تو پتہ بھی نہیں تھا یہ گھر میں رکی ہوئی ہے۔۔۔"

"میرا بیٹا کبھی جھوٹ نہیں بولتا ۔۔۔آپ کیوں معافیاں مانگ رہے ہیں پھر" طیبہ بیگم بھی عجلت سے گویا ہوئیں۔۔۔

"میری نواسی بھی جھوٹ نہیں بولے گی۔۔۔ اسے کیا ملے گا جھوٹ بول کر" اتنی دیر بعد جا کر بریرہ نے آخر کار دادی کے منہ سے پہلا جملہ سنا۔۔۔

"میرا ڈاکٹر بیٹا --- کیا مجھے نہیں پتا اسی کے رشتے کے چکر میں آپ بار بار رافع کے ابا سے بات کر رہی تھیں---" بڑی امی تو دادی سے بھی لڑنے کھڑی ہو چکی تھیں---

"چپ ہو جاؤ۔۔۔ ایک لفظ اور مت کہنا میری ماں سے۔۔"اریب صاحب جزبز ہو کر غصے سے بولے

" کیوں چپ ہو جاوں ؟؟؟... میں اپنے بیٹے کی شادی کا فیصلہ خود کروں گی۔۔۔ بتا دو انھیں اور ان کی نواسی کو۔۔کہ یہ ڈرامے یہاں نہیں چلیں گے۔۔ صبح ہوتے ہی اپنے گھر چلی

جائے۔۔۔ضرورت نہیں آئندہ یہاں آنے کی۔۔۔

"وہ دو ٹوک انداز میں کہتی ہوئیں۔۔۔اپنے بیٹے کا

ہاتھ پکڑ کر۔۔۔کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔۔۔

جبکہ علشبہ کو اس کی نانی نے اپنے گلے لگا لیا

تھا۔۔۔

"بیٹا یہ بات یہیں دب جائے تو بہتر ہے

رشتے آپس میں بہت جڑے ہوئے---

ہیں---مجھے امید ہے تم سمجھو گی اس بات

کو---تم سمجھدار ہو اور رہی اس رافع کی بات تو میں

صبح ہوتے ہی معظم سے بات کروں گا وہ سمجھا

دے گا اسے۔--وہ تمہارے کبھی آس پاس نظر

بھی نہیں آئے گا۔ تم فکر مت کرو---" اریب

صاحب علشبہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر۔۔۔ اپنی بات نرمی سے سمجھانے کے بعد۔۔۔اسے روتا ہوا چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

دادی علشبہ کو اپنے ساتھ نیچے کمرے میں لے جانے لگیں۔۔۔ لیکن جاتے وقت وہ زمر کو کھا جانے والی نگاہ سے دیکھتی رہی۔۔۔ اس کی چیخوں

کی آواز سن کر سب اپنے اپنے کمروں سے نکل آئے تھے جبکے زمر نے کمرے میں موجود ہونے کے باوجود بھی آنکھ نہیں کھولی۔۔یقینا وہ سونے کا ڈرامہ کر رہی تھی۔۔۔

چلو تم نہ دو حق میں گواہی۔۔۔ تم بنی رہو اندھی۔۔۔ مگر کم از کم جھوٹ تو نہ بولتیں۔۔۔ یہی شکوہ

اور غصہ آنکھوں میں لیے اسے غراتی ہوئی

علشبہ وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔۔

"کمرہ اچھی طرح لاک کرنا تم ۔۔۔"یاسمین خاتون

کہ تاکیدی انداز میں کہتے ہی وہ سر جھٹکنے لگی۔۔۔

"امی ...کیا ہو گیا--- رافع ایسا نہیں ہے---"

بریرہ احتجاجا بولے بغیر نہ رہ سکی---

"پھر بھی اچھی طرح لاک کرنا---"

سب کے وہاں سے جانے کے بعد---- زمر واپس

بیڈ پر لیٹ گئی--- لیکن اب اسے نیند نہیں آ رہی

تھی ---ایک بے چینی اور بے قراری وہ اپنے

پورے وجود میں محسوس کر رہی تھی--

ضمیر کی ملامت جیسے اسے جھنجھوڑ رہی ہو---

اچانک اس کے دماغ میں وہ لمحہ گھومنے لگا جب

اس نے اپنے ہی بھائی کو کمرے سے بھاگتے

ہوئے دیکھا تھا۔۔۔اک خوف کی لہر نے جیسے اسے جکڑ لیا ہو۔۔۔۔وہ برق کی پھرتی سے اٹھی اور کمرے کو اندر سے لاک کیا۔۔۔

پہلی بار وہ اپنے گھر میں۔۔۔اپنے کمرے میں ہوتے ہوئے بھی ۔۔۔ خود کو محفوظ محسوس نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"دو دن سے غائب ہو تم۔۔۔ کوئی خبر نہیں ہے

تمہاری۔۔۔ تمہیں پتہ ہے میں کتنا فکر مند تھی

۔۔۔" جیسے ہی دوسری جانب سے کال ریسیو ہوئی

۔۔۔وہ تیزی سے کہہ اٹھی۔۔۔

"کیا ہو گیا یار--- صبح ہی صبح کیوں چیخ رہی ہو

کان پر؟؟... میں ابھی سو کر اٹھا ہوں" اس نے

نہایت بیزاریت سے جواب دیا---

" دو دن سے سو رہے ہو تم؟؟ " زمر جل کر

استفسار کرنے لگی---

"یار بیزی تھا۔۔۔ پڑھائی بہت ٹف ہے

میری۔۔۔" اس نے بڑا جتاتے ہوئے جواب دیا

۔۔۔

وہ نہیں جھما۔۔۔ نہ اس نے معذرت کی۔۔۔ کہ

میری وجہ سے تم دو دن تک پریشان رہیں۔۔۔

الٹا نہایت چڑچڑے لہجے میں بات کرنے لگا جیسے

وہ فورس کر رہی ہو خود کو اس پر---

"تو ایک میسج ہی کر دیتے کم از کم--"زمر کو ناگوار

گزرا تھا اس کا لہجہ--- لیکن وہ پھر بھی برداشت

کر گئی---

"اچھا اگلی بار کر دوں گا۔۔۔ بس ۔۔۔ابھی فون رکھو۔۔۔مجھے یونی کے لیے نکلنا ہے۔۔۔" ویسے تو اس کا دل ہی نہیں بھرتا تھا باتیں کرتے ہوئے۔۔۔ پورے دن لگا رہتا اس کے ساتھ۔۔۔اور اج دو دن بعد بات ہو رہی تھی۔۔۔اس میں بھی وہ ٹھیک طرح بات نہیں کر رہا تھا۔۔۔

"اچھا۔۔پتا ہے ہم پکنک۔۔۔" زمر کا بہت دل تھا بات کرنے کا۔۔۔اپنے ساتھ ہوئی ہر بات اس سے شیئر کرنے کا۔۔لیکن ابھی وہ بولنا شروع ہی ہوئی تھی۔۔۔۔کہ دوسری جانب سے کال ڈسکنیکٹ ہو گئی۔۔۔

"میری کال کاٹ دی ...ایسی بھی کیا جلدی ہے

اسے یونی جانے کی آج ----"اس نے سیل کی

اسکرین کو بے یقینی کے عالم میں دیکھا---

♡*Husny Kanwal*♡

وہ اپنی شیروانی پہن کر چیک کر رہا تھا۔۔۔۔پرسوں اس کا نکاح تھا۔۔۔

آئینے کے سامنے کریمی کلر کی شیروانی پہن کر۔۔۔اپنے عکس کو نہارتے ۔۔۔وہ خاصہ مسرت بھرئی مسکراہٹ چہرے پر سجائے کھڑا تھا جب اس کا سیل رنگ ہوا۔۔۔

سیل پر بلڈوزر کالنگ چمکتا دیکھ۔۔۔اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔۔بڑا خوش ہو کر اس نے کال فوری ریسیو کی۔۔۔اور سیل کان سے لگایا۔۔۔

"ہیلو۔۔بریرہ؟؟۔۔۔ کیا ہوا؟؟"

کال ریسیو ہوتے ہی اسے محسوس ہوا کہ دوسری جانب بیٹھی وہ لڑکی رو رہی ہے---جس پر فوری فکر مند ہو کر پوچھنے لگا----

"رومان---تا----تابش---تابش بیمار ہے---اس نے م---مجھے نہیں چھوڑا---وہ

بی۔۔۔بیمار ہے میں نے اس۔۔۔اسے خود ہاسپٹل

میں دیکھا ہے lung cancer ۔۔ اسے

ہے۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے بتانے

لگی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں یہ بتاتے وقت وہ منظر گھوم رہا

تھا جب وہ اپنی والدہ کا چیک اپ کرانے ہاسپٹل

گئی۔۔۔اور وہاں اچانک ہی اس کی نظر معظم پر پڑئی۔۔

"یہ معظم ۔۔۔ ہسپتال میں کیا کر رہا ہے؟؟"

یہی سوچ۔۔۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے چل دی۔۔۔

معظم اپنی ہی دنیا میں تھا اسے محسوس نہیں ہوا کہ

بریرہ اس کے پیچھے آرہی ہے ---اور وہ تیزی سے

سیڑھیاں چڑھا---وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے

گئی---یہاں تک کہ اس نے دیکھا کہ وہ وارڈ میں

داخل ہوا ہے---اور بریرہ وہاں رک گئی

---کیونکہ وہ آنکولوجی وارڈ

تھا۔۔۔ ابھی وہ یہی پریشان ہو رہی تھی کہ معظم

آخر یہاں کیوں آیا ہے۔ کہ دروازے سے اندر

جھانکنے پر۔۔۔سامنے بیٹھے شخص کو

دیکھ۔۔۔۔اس کا دل ہل گیا۔۔۔

وہ تابش تھا۔۔۔ اس کا تابش۔۔۔ وہ لڑکا جس سے

وہ آج بھی بے پناہ محبت کرتی تھی۔۔۔وہ سامنے

بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔اس کے چہرے کا رنگ بالکل سفید تھا۔۔۔ہونٹ خشک۔۔۔آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے تھے۔۔وہ بہت بیمار و کمزور نظر آ رہا تھا۔۔۔

آخری بار جس تابش کو دیکھا تھا اور اب جس کو دیکھ رہی تھی اس میں ایسا لگ رہا تھا جیسے زمین آسمان

کا فرق آگیا ہو۔۔۔وہ بہت کمزور لگ رہا تھا دیکھنے

سے۔۔۔

وہ ابھی اسے دیکھ ہی رہی تھی۔۔۔کہ تابش کھانسنے

لگا۔۔۔

اس کا سفید چہرہ لال پڑتا جا رہا تھا کھانس کھانس

کر۔۔۔ وہ بہت تکلیف میں دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کی جان نکل رہی ہو۔۔۔

بریرہ کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا وہ منظر

دیکھ۔۔۔ آنکھوں سے از خود آنسو بہنے لگے۔۔۔

سوچنے سمجھنے کی صلاحیت جیسے ختم سی ہو گئی

ہو۔۔۔ وہ بس بھاگ کر اندر جانا چاہتی تھی۔۔۔اور اسے وہاں سے نکال لانا چاہتی تھی۔۔۔ وہ کیوں تھا وہاں ؟؟...اسے وہاں نہیں ہونا چاہیے...

اس ستمگر نے دل توڑا تھا ۔۔اس نے تکلیف دی تھی ۔۔۔۔اس نے رنج پہنچایا تھا۔۔ پھر بھی وہ آج

تک اسے کبھی بد دعا نہ دے سکی---اتنی شدت

سے محبت کرتی تھی اس سے---

اس نے کبھی بھی تابش کا برا نہیں چاہا---

"بریرہ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟...چلو--- چلو

یہاں سے "یاسمین خاتون اسے ڈھونڈتے ہوئے

آئی تھیں ۔۔۔۔وہ تھوڑا پینک دکھائی دے رہی

تھیں۔۔۔پریشان سی۔۔۔۔ان کی پیشانی پر پسینہ

تھا۔۔۔اس کا بازو پکڑ کر۔۔۔ کھینچنے والے انداز

میں وہاں سے لے کر جانے کی سعی کرنے

لگیں۔۔۔۔۔

" ماما تابش ---تابش اندر ہے--- وہ-- وہ-- اندر

ہے--اگر اسے کھانسی ہے تو ڈاکٹر کے پاس جائے

یہاں--- یہاں آنکولوجی وارڈ میں آکر ک--- کیوں

بیٹھ گیا ہے؟؟؟" وہ اسے کھینچ رہی تھیں--- مگر

وہ لڑکی ان کی طاقت سے باہر تھی--- وہ اپنی جگہ

سے ایک قدم ہلنے کے لیے تیار نہ ہوئی-- بلکہ الٹا

روتے ہوئے انھیں بتانے لگی---

"اچھا ٹھیک ہے--- تم چلو یہاں سے---" ان

کا سارا فوکس اسے وہاں سے لے جانے میں

تھا---اس کی بات تو جیسے انہوں نے ٹھیک طرح

سنی بھی نہ ہو---

"آپ سن بھی رہی ہیں میں کیا بول رہی ہوں---

تابش ہے----تابش ہے اندر---" وہ پھر

بولی--- اور اس بار لہجہ نہایت جتانے والا تھا---

کوئی اپنے دشمن کو بھی اس وارڈ میں نہ دیکھنا

چاہے--- وہ تو پھر جان تھا اس لڑکی کی--

"تم چلو یہاں سے بریرہ---تمہارا نکاح ہے

پرسو---" وہ بھی اسی کی طرز میں گویا ہوئیں---

"آپ جانتی تھیں-- ہے ناں؟؟---آپ جانتی

تھیں تابش بیمار ہے--- معظم بھی جانتا تھا

---آپ سب جانتے تھے---اس کا مطلب سب

کو پتہ تھا اس نے مجھے ریجیکٹ نہیں کیا--وہ بیمار

ہے۔۔۔آپ سب نے اندھیرے میں رکھا

مجھے۔۔۔مجھے پاگل بناتے رہے۔۔۔"

اپنی والدہ کے الفاظ سن۔۔ایک لمحہ نہیں لگا اس

لڑکی کے دماغ کو یہ بات ہٹ کرنے میں۔۔۔کہ

وہ جانتی ہیں پہلے سے۔۔۔

پھر معظم تو پہلے ہی تابش کے ساتھ اندر موجود تھا۔

--

وہ اپنا بازو ان کے ہاتھ سے چھڑاتے ہوئے

---بے یقینی کہ عالم میں چیخی----

کیا کچھ نہیں تھا اس لڑکی کے لہجے میں۔۔۔ درد

، غم ،کرب ، دکھ ، رنج۔۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر

مان کے ٹوٹ جانے کی اذیت ۔۔۔

ان لوگوں نے جن پر وہ آنکھیں بند کر کے اعتبار

کرتی آئی ہے آج تک۔۔۔تابش کے معاملے میں

اندھیرے میں رکھ کر دھوکہ دیا تھا اسے۔۔۔

"بریرہ عقل سے کام لو۔۔۔بات کو

سمجھو۔۔۔مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں

جاتا۔۔۔پھر کس رشتے سے جاوگی تم اندر؟؟..نہ

تم اس کی بیوی ہو۔۔۔نہ اس کی منگیتر۔۔۔کوئی

رشتہ نہیں ہے تمہارا اس سے اب۔۔۔اس لیے

چپ چاپ یہاں سے چلو۔۔۔پرسو تمہارا نکاح ہے

رومان کے ساتھ۔۔۔اپنی نئی زندگی کا آغاز کرو

۔۔۔ بھول جاؤ تابش کو۔۔۔یہی سب کے لیے بہتر

ہے۔۔۔تابش بھی تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہے۔۔۔

"انہوں نے ایک عمر گزارئی تھی ایک بیمار شخص

کے ساتھ۔۔۔ آخر تک آتے آتے وہ خود بھی جیسے

جینا بھول بیٹھی ہوں۔۔۔اب وہ اپنی بیٹی کو اس

راہ پر نہیں چھوڑ سکتی تھیں۔۔۔

تابش بیمار تھا اس سے ہمدردی تھی ۔۔۔ اس کے لیے دعائیں تھیں ۔۔۔ لیکن اپنی بیٹی نہیں دے سکتی تھیں اسے وہ اب ۔۔۔

وہ جانتی ہیں اپنی بیٹی کے حال دل کو ۔۔۔ انھیں علم ہے کہ وہ آج بھی تابش پہ مرتی ہے ۔۔۔ لیکن

اس کے بہتر فیوچر کے لیے جو درست فیصلہ تھا

---انہوں نے وہ لیا تھا---

ایک کینسر کے پیشنٹ کے ساتھ کیسے رہنے دیں

وہ اپنی جوان بچی کو---یہاں مریض رہتے

ہیں---خدانخواستہ اسے جراثیم لگ گئے تو----

اور پھر جب شادی کا معاملہ ہی ختم ہو گیا---تو

کس رشتے سے چھوڑئیں وہ تابش کے پاس

اسے ؟؟۔۔۔۔تابش سے ہمدردی کے چکر میں اپنی

بیٹی کا مستقبل تباہ نہیں کر سکتیں وہ۔۔۔ اور وہ

جانتی ہیں بریرہ کو۔۔۔ وہ ان ہی کی بیٹی

ہے۔۔۔وہ مر جائے گی تابش کا ساتھ نہیں

چھوڑئے گی آخر تک۔۔۔۔اسی لیے انہوں نے۔۔

اس معاملے میں اندھیرے میں رکھنا ہی بہتر سمجھا

اسے ---

خدا تابش کو زندگی دے---- مگر آنکھوں دیکھی مکھی

کوئی نہیں نگل سکتا---

شوہر ایک سائبان ہوتا ہے--۔ایک محافظ۔--۔ جس شخص کی اپنی زندگی کے صرف چند دن رہ گئے ہیں۔--۔وہ ان کی بیٹی کا کیا سائبان بنے گا --؟؟؟

ایک وقت وہ اپنی بیٹی کی محبت میں آکر آنکھیں بند بھی کر لیں۔--۔ تو یہ معاشرہ انھیں کرنے نہیں

دے گا۔۔۔ ہمارے یہاں چند ماہ کی بیوہ کو بھی

دو دو بچوں کا باپ ملتا ہے شادی کرنے کے

لیے۔۔۔۔۔ وہ کیوں اپنی 19 سالہ بچی پر بیوہ کا

ٹیگ لگوائیں۔۔۔

"یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ؟؟.. محبت صرف

صحت یابی میں تو نہیں کی جاتی۔۔۔ محبت تو نام ہی

سکھ دکھ میں ساتھ رہنے کا ہے---اور وہ بیمار ہے

صرف---وہ ٹھیک ہو جائے گا--" کچھ لمحوں

تک تو وہ بے یقینی کہ عالم میں اپنی ماں کا چہرہ تکتی

رہی---پھر پرزور احتجاج اور اعتراض کے ساتھ گویا

ہوئی---

آخری جملہ ادا کرتے وقت اس کے لہجے میں یقین ابھرا۔۔۔

اسے "lung cancer میں ہے بریرہ۔۔۔ کیسے جانتے بوجھتے اپنی بیٹی کو موت کے کنویں میں پھینک دوں؟؟۔۔۔میں نے وہی کیا جو تمہارے لیے مجھے بہتر لگا۔۔۔۔اس کے پاس زیادہ

وقت نہیں ہے۔۔۔ وہ کینسر کے چوتھے سٹیج پر
ہے۔۔۔"

ان کے جملے تھے یا ایٹم بم۔۔۔اس کے رونگٹے
کھڑے ہو گئے۔۔۔لگا جیسے اگلا سانس نہیں آئے
گا۔۔۔پاؤں کے نیچے سے جیسے زمین کھنچ گئی
ہو۔۔۔

"آپ ن ۔۔۔نے تابش کو منع کیا تھا م۔۔ مجھ

سے ملنے سے ؟؟۔۔۔ "اسے اپنی آواز کہیں دور

کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔۔۔

"ہاں۔۔۔ اس نے رپورٹ دکھائی تھی مجھے

اپنی۔۔وہ کسی دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتا تھا

ہمیں۔۔۔اور میں نے بھی وہ فیصلہ کیا جو مجھے لگا

میری بیٹی کے لیے بہتر ہے۔۔۔کیونکہ زندگی دو تین

دنوں کی محبت سے نہیں چلتی بریرہ۔۔۔ ابھی تم

نے دیکھا ہی کیا ہے۔۔۔۔ بچی ہو تم۔۔۔۔ میں

کیسے ایک بیمار شخص کے ساتھ تمہیں باندھ

دوں۔۔۔"

وہ جانتی تھیں تابش بیمار ہے ---- بجائے اس

کے --- کہ وہ اسے بتاتیں اور وہ جا کر تابش کا

حوصلہ بنتی ---اس مشکل وقت میں ساتھ کھڑی

ہوتی ---انہوں نے تو منگنی ہی تڑوا دی --

سوچ بھی نہیں پا رہی تھی وہ --- کتنی اذیت سے

گزرا ہوگا تابش --- جب اس نے اپنی رپورٹ دکھائی

ہوگی اس کی ماں کو۔۔۔اور بدلے میں اس کی ماں

نے بجائے سپورٹ کرنے کے۔۔۔ کہا ہوگا۔۔۔کہ

میری بیٹی سے نہ ملنا اب۔۔۔بس بھول جاؤ شادی

اور منگنی کو۔۔۔

اپنی ماں کی بات سننے کے بعد وہ کچھ بولنے کی صلاحیت میں باقی نہ بچی۔۔۔ورنہ کہنا تو بہت کچھ تھا اسے۔۔۔

تابش جب صحت مند تھا، خوبصورت تھا، ڈاکٹر تھا تب بھی اس نے۔۔۔اسے پسند کیا اور وہ ہمیشہ کہتا تھا اسے خود بھی نہیں پتہ وہ کیوں اتنا پسند کرتا

ہے اسے۔۔۔اسکے پاس ہزاروں آپشن تھے اس

وقت۔۔۔ مگر وہ کبھی ان کی جانب دیکھتا تک نہیں

تھا۔۔۔اسے ہی دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی

گمان کرتا۔۔۔اپنی ساری وفاداری اس کے لیے

رکھتا۔۔۔آج وہ بے پناہ محبت کرنے والا شخص

بیمار ہو گیا۔۔۔تو کیا اسے چھوڑ دے؟؟...کیا

بریرہ کی محبت صرف اس کی صحت یابی اور خوبصورتی

تک محدود تھی۔۔۔ نہیں۔۔۔ جیسے اس نے روح

سے چاہا تھا ویسے بریرہ نے بھی اپنی روح سے چاہا

تھا اسے۔۔۔وہ پہلا شخص تھا اس کی زندگی میں

آنے والا۔۔۔ جس نے احساس دلایا تھا کے وہ کتنی

خوبصورت ہے۔۔۔

"بریرہ وہاں نہیں ---باہر چلو ---مت بھولو

رومان سے پرسو نکاح ہے تمہارا ---میں نے اس

سے بات کرلی ہے ----وہ تمھیں رخصت کر کے

ساتھ ہی لے جائے گا اپنے---- میری بچی

--ایک خوشیوں بھری زندگی تمہارا انتظار کر رہی

ہے--- بھول جاؤ اپنے ماضی کو---یہی تمہارے

لیے سب سے بہتر ہے۔۔۔بیمار آدمی کے ساتھ

زندگی نہیں چل سکتی۔۔۔"

وہ اپنے قدم پیچھے کی جانب لے رہی تھی جیسے

دیکھ۔۔اس کی والدہ نے تیزی سے اس کا بازو

دوبارہ پکڑا۔۔۔اور آگے کی جانب کھینچنے

لگیں۔۔۔۔ ساتھ ہی اپنی بات بڑی نرمی سے اسے

سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔

حال

"انھوں نے مجھے تابش سے ملنے تک نہیں دیا

روماں۔۔۔انھوں نے مجھے ملنے تک نہیں دیا۔۔۔

اسے ضرورت ہے میری۔۔۔ آج اس کے مشکل

وقت میں، میں اس کے پاس نہیں ہوں۔۔۔"

وہاں بریرہ رو رہی تھی اور یہاں اس کا دل تڑپ

اٹھا۔۔۔وہ اوپر کی جانب دیکھنے لگا۔۔۔اسے

سانس لینے میں دشواری پیش آرہی تھی۔۔۔دل

میں شدید ٹیسیں اٹھنے لگیں۔۔

کبھی دیکھا ہے اپنے محبوب کو اس کے محبوب کے لیے روتے ہوئے۔۔۔ واللہ وہ لمحہ قیامت ہوتا ہے۔۔

"اس میں رونے کی کیا بات ہے... میں تمہیں لے چلوں گا... تم بس تیار ہو جاؤ، میں آرہا ہوں۔"

بظاہر یہ جملہ کہنا کتنا آسان تھا، جیسے سب کچھ
پل بھر میں سنور جائے گا۔۔۔ لیکن اگر کوئی اس
کے دل کی گہرائیوں میں جھانک پاتا... تو
دیکھتا۔۔۔۔کہ ان الفاظ کے پیچھے کیسی ٹوٹ
پھوٹ، کیسا بوجھ اور کیسی اذیت چھپی ہوئی
تھی۔۔۔۔ یہ کہنا آسان تھا، مگر نبھانا... بہت

مشکل۔۔۔اس کے لیے ہر سانس جیسے خنجر بن گیا تھا۔

"رومان میں صرف ملنے نہیں جانا چاہتی۔۔۔میں اس کے پاس رہنا چاہتی ہوں۔۔اس کے ساتھ اس مشکل وقت میں کھڑی ہونا چاہتی ہوں ۔۔۔ہم نے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائی

ہیں۔۔۔ میں اسے اکیلے کیسے چھوڑ دوں اس حالت

میں۔۔۔ کیا۔۔۔کیا تم میرے لیے نکاح خواں کو

لے کر آسکتے ہو۔۔۔میں نکاح کرنا چاہتی ہوں اس

سے۔۔۔تاکہ کوئی مجھ سے یہ نہ پوچھ سکے ۔۔۔ میں

کس رشتے سے اس کے ساتھ کھڑی ہوں۔۔۔"

تم نے کبھی جسم سے روح نکلنے کی آواز سنی ہے--- وہ بالکل ویسے ہی آواز لگی اسے--- جب مقابل نے کہا کہ وہ نکاح خواں کو لے آئے---جبکہ وہ خود شیروانی پہنے کھڑا تھا---

ایک بار اس نے آئینے پر موجود اپنے عکس پر نگاہ ماری---اور پھر جیسے وہ اندر سے مر گیا---

وہ کچھ ثانیوں پہلے کی آنکھوں کی چمک و رونق

سب لمحہ بھر میں بالکل خالی ہو گئی۔۔۔

"رومان تم لے آؤ گے ناں نکاح خواں کو۔۔ پلیز

میری خاطر۔۔۔اس کے بعد میں تم سے کبھی کوئی

مدد نہیں مانگوں گی۔۔۔۔پلیز رومان پلیز نکاح خواں

کو لے آؤ۔۔۔اور گواہ بن جانا۔۔۔ایک گواہ تم بن

جاو گے۔۔۔ایک معظم بن جائے گا۔۔۔میں نے

بات کرلی ہے معظم سے۔۔۔۔ تم لے آؤ گے نا

؟؟" وہ روتے ہوئے بار بار منتی لہجے میں پوچھ رہی

تھی۔۔۔

"اسے کینسر ہے بریرہ۔۔۔ پھر بھی تم نکاح کرنا چاہتی ہو؟؟؟"

وہ ہمیشہ یہی سمجھتا رہا کہ عورت میں وفا نہیں ہوتی۔۔۔ اس کے وعدے محض لفظوں کا کھیل ہیں۔ مگر آج اس لڑکی نے اس کے نظریے کو چکنا چور کر ڈالا تھا۔ وہ ایک ایسے انسان کے ساتھ کھڑی

تھی جو زندگی کی آخری سانسیں گن رہا تھا، اور پھر بھی وہ اس کا دامن چھوڑنے پر آمادہ نہ تھی۔ گویا اپنی وفا سے اس نے ثابت کر دیا۔۔۔کہ عورت کا دل جب سچی محبت سے بندھ جائے تو وہ وقت، حالات اور موت تک کو چیلنج کر دیتی ہے۔

وہ نہیں جانتا یہ سوال کیوں اس کے لبوں پر آیا

اس وقت۔۔۔شاید جہاں اس کا دل ٹوٹا تھا وہاں

اس کے دماغ کا بنا ہوا ایک بہت پختہ تصور بھی ٹوٹا

تھا آج۔۔۔کہ عورت وفادار نہیں ہوتی۔۔۔

"ہاں۔۔۔"

اس لڑکی کا ایک لفظی جواب۔۔۔ اور رومان نے
کرب سے آنکھیں موند لیں۔۔۔۔اب جب آنکھیں
کھولیں۔۔۔تو بریرہ کا نکاح ہو رہا تھا۔۔۔

وہ سامنے کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔ وائٹ
سادہ سی فراک پر لال دوپٹہ اوڑھے۔۔۔۔وہ سب
ہسپتال کے وارڈ میں تھے۔۔۔نکاح خواں نے اس

کے سامنے ہی بریرہ اور تابش سے ایجاب و قبول

کروایا۔۔۔۔وہ اور معظم گواہ بنے۔۔۔۔

وہ پہلا ایسا گواہ تھا۔۔۔ جس کے ہاتھ لرز رہے تھے

سائن کرتے وقت۔۔۔ اس نے ایک بار بریرہ کی

جانب دیکھا۔۔۔وہ مسکراتے چہرے کے ساتھ

احسان مند نظروں سے اسے ہی تک رہی تھی

---پھر بیڈ پر بیٹھے لڑکے کی جانب---اس کی نگاہوں میں بھی تشکر تھا----اور پھر اپنے دل پر مانو بوجھ رکھ---پتہ نہیں کیسے---اس نے خود کو سائن کرتا ہوا پایا---

اس نے خود نکاح کروایا تھا اس کا---یہ غم اب زندگی بھر ساتھ رہنے والا تھا----

"ارے ڈسٹ بن یہی رکھا تھا میں نے۔۔۔کہاں چلا گیا۔۔۔میں لاتا ہوں ۔۔" معظم کہتا ہوا ڈسٹ بن تلاش کرنے لگا۔۔۔

تابش کو شدید کھانسی ہورہی تھی۔۔۔ساتھ ہی الٹی بھی آنے لگی۔۔۔اس میں اتنی جان بھی نہیں تھی

کہ وہ اٹھ کر واش روم تک جا سکے۔۔۔وہ بہت

نڈھال سی حالت میں تھا۔۔۔ایسے میں رومان نے

دیکھا کہ بریرہ فورا کھڑے ہو کر اس کے پاس آئی

ہے۔۔۔اور اس کی کمر سہلانے لگی ۔۔۔وہ لڑکی

گھنیا نہیں رہی تھی اس کی حالت سے۔۔۔۔بلکہ

اس کے ساتھ کھڑی رہی ۔۔۔۔یہاں تک کہ تابش

نے الٹی کی ۔۔تو اس نے اپنے ہاتھ میں شاپر پکڑ

کر جلدی سے اس کے منہ سے لگا دی ۔۔۔۔

کہنے کو ۔۔۔ اگر وہ ویسے دیکھتا تو اسے گھن

آجاتی ۔۔۔ لیکن اس لمحے ۔۔۔ وہ ایک عورت کی وفا

دیکھ رہا تھا ۔۔۔

یہ لمحہ جیسے اس کے دل کو جا کے لگ گیا ہو۔۔۔۔

اتنی ہی وفا وہ اپنے لیے چاہتا تھا کسی عورت
سے۔۔۔۔

انتخاب غلط نہیں تھا اس کا۔۔بس شاید لیٹ ہو
گیا تھا۔۔۔تابش اس سے پہلے اس لڑکی کے دل پر

قابض ہو گیا۔۔۔۔اس کی وفائیں اپنے نام کرنے

میں کامیاب ہو گیا۔۔۔

تابش کو جب اس نے پہلی بار دیکھا۔۔۔تو اسے

فیل آیا جیسے پہلے بھی اس سے کہیں ملا ہے۔۔مگر

کہاں۔۔۔۔یہ یاد نہیں۔۔۔ اور اس لمحے جس

حالت میں وہ تھا۔۔۔وہ یاد کرنا بھی نہیں چاہتا تھا
۔۔۔

اس نے مبارک باد نہ دی۔۔۔ہمت ہی نہ
ہوئی۔۔۔بس وہ الٹے قدم لینے لگا۔۔۔یہاں تک
کہ وارڈ سے باہر آگیا۔۔۔اور تیزی سے چلنے لگا
۔۔۔چلتے چلتے یک دم اس نے بھاگنا شروع کر دیا

---اور بھاگتے بھاگتے اپنی گاڑی میں آکر بیٹھا

پہلے وہ بھاری، ٹوٹے ٹوٹے سانس لیتا ہوا پیچھے کی

سیٹ سے سر ٹکا گیا۔ جیسے ہی دم سمیٹا---یک

دم بے قابو ہو کر دونوں ہاتھوں سے اسٹیئرنگ پر

زور سے ضرب لگائی اور ایک دل دہلا دینے والی چیخ

نکلی:

"آہہہہ!"

اس کی چیخ اتنی کربناک تھی کہ لگا دیواریں بھی لرز

اٹھیں۔

"کیوں؟؟؟ میرے ساتھ ہی کیوں؟؟؟"

اب وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لئے، پھوٹ پھوٹ کر و چیخ چیخ کر رو رہا تھا۔ ہر آنسو میں شکوہ تھا، ہر چیخ میں بکھر جانے کا درد۔۔۔

اور ابھی وہ رو ہی رہا تھا کہ اسے اپنے برابر میں کسی کے بیٹھے ہونے کا احساس ہوا۔۔۔

اس نے فوراً اس کی جانب دیکھا۔۔۔

وہ بریرہ تھی... مگر آج والی بریرہ نہیں۔ وہ تو کہیں سالوں پہلے والی بریرہ تھی—وہی بریرہ جسے اس نے روم کے اندر سرشاری میں جھومتے، رقص کرتے دیکھا تھا۔ وہ لمحہ جیسے وقت کی قید سے نکل کر

دوبارہ اس کی آنکھوں کے سامنے زندہ ہو گیا

تھا---

اور وہ ایسے ہی تو ہر وقت نظر آتی تھی اسے----

"میری بہو۔۔۔۔ اللہ تمہیں سدا خوش و آباد رکھے"

تابش کی والدہ (سمیرا بیگم) بڑے پیار سے بریرہ کی پیشانی چوم کر۔۔۔اسے گلے لگاتی۔۔۔دعائیں دے رہی تھیں۔۔۔ان کی آنکھوں میں خوشی کی چمک تھی۔۔۔

"اللہ تم دونوں کو خوب ساری خوشیاں دکھائے"--

ابھی وہ اپنی ساس کے گلے سے ہٹی ہی تھی---

کہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس کے سسر (ارشد

صاحب) دعائیں دینے لگے--

"میری پیاری بھابھی۔۔۔"اس کی اکلوتی نند اور دوست دونوں بائیں پھیلا کر بڑی محبت سے آکر اس کے گلے لگی تھی۔۔۔

تابش کے گھر والوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا کیونکہ ان سب نے دیکھا تھا وہ کتنا تڑپتا تھا اس لڑکی کے لیے۔۔۔وہ تابش کی اس خواہش کو

کافی عرصے سے جانتے تھے۔۔۔اس لیے اس موقع

پر جب وہ اتنا بیمار تھا۔۔ اس لڑکی کا پھر بھی اس

سے نکاح کر لینا ان کے لیے بہت بڑی بات

تھی۔۔۔

تابش مسکراتے ہوئے اپنے گھر والوں کو بریرہ کو

خوب دعائیں دیتا ۔۔۔اور محبت سے ویلکم کرتا ہوا

دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس کی فیملی نے شدید ناراضگی ظاہر کی تھی کہ

انھیں کیوں نہیں بلایا گیا نکاح میں۔۔۔ وہ کون

سہ اس کے خلاف تھے لیکن بریرہ سے اس متعلق

کسی ایک نے شکوہ تک نہ کیا منہ پھلا لینا تو بہت

دور کی بات ٹھہرا---

" جو اصل کلپریٹ ہے---اسے تو گلے لگایا --

خوب دعائیں دی گئیں---اور مجھ معصوم سے

جس کے پاس کوئی آپشن ہی نہیں تھا ایک غنڈی

ڈائریکٹ نکاح خواں کو لے کر اس کے سر پہ آکے

کھڑی ہو گئی تھی کہ ابھی نکاح کرو۔۔۔۔اس سے

ناراضگیاں ظاہر ہو رہی ہیں ۔۔واہ۔۔۔۔ "اپنی

فیملی کے جانے کے بعد۔۔۔وہ بریرہ کی جانب

دیکھ۔۔۔دنیا جہاں کی معصومیت و مظلومیت

چہرے پر سجائے۔۔۔

۔ گویا ہوا۔۔۔ تو بریرہ اسے چھوٹی آنکھیں کر گھور کر

دیکھنے لگی

۔۔۔

"ہاں تو۔۔۔ تمہیں کیا لگا تھا میں تمہارے پاس آکر

منتیں کروں گی۔۔۔کے پلیز۔۔۔ مجھ سے نکاح کر

لو تابش۔۔۔ہونہہ۔۔۔۔" وہ ناک سے مکھی اڑانے

والے انداز میں اترا کر بولی۔۔۔اگلے ہی پل اس نے

تابش کے کالر کو پکڑا۔۔۔ "یہ باڈی۔۔۔ اور اس

میں موجود دل و روح۔۔۔ سب میرے ہیں۔۔۔۔

اور میں اپنی چیز کے لیے بھلا کیوں منت کرنے

لگی؟؟... میرا حق تھا میں نے لے لیا۔۔۔"وہ

بڑی محبت کے ساتھ اپنا حق جتا رہی

تھی۔۔۔مقابل کیسے اس پہ فدا نہ ہوتا۔۔۔

"ہونا تم غنڈی آخر۔۔۔ فی الحال کالر چھوڑ دو

غنڈی صاحبہ۔۔۔ میں شریف بیچارا۔۔۔ میری کیا

مجال آپ کے سامنے چوں بھی کروں۔۔۔" وہ

مظلومیت سے کہتا۔۔۔ بہت نرمی کے ساتھ اس

کا ہاتھ اپنے کالر سے ہٹا کر۔۔۔ دونوں ہاتھوں

کے درمیان قید کر کے بیٹھ گیا تھا۔۔۔

"اوو سوری"

سب سے پہلے جو اس کے دماغ میں تھوٹ آیا۔۔وہ
تھا۔۔۔کہ اب وہ اس کا شوہر ہے۔۔۔تو اس سے
شوہر والا ٹریٹمنٹ لے گا۔۔۔نہ کہ منگیترو
دوستوں والا۔۔۔تو اس لیے اسے خود بھی اب
بہت خیال رکھنا ہوگا۔۔۔ وہ منہ پھٹ ہو کر کچھ
بھی نہیں بول سکتی پہلے کی طرح۔۔۔یہی وجہ تھی
کہ اس نے فورا معذرت کی۔۔۔

جب کہ مقابل نے تو ایسا کچھ بھی نہ کہا تھا جس سے محسوس ہو۔۔۔ کہ اسے برا لگ گیا ہے۔۔۔

" سوری کیوں ؟؟..."تابش اس کی اچانک معذرت سن۔۔۔ الجھ کر پوچھ اٹھا۔۔۔

"اب شوہر ہو نا تم میرے۔۔۔ عزت زیادہ کرنی پڑے گی۔۔۔"

"اووو۔۔۔ شوہر والا تاج آگیا میرے سر پہ۔۔۔ واؤ۔۔۔ مجازی خدا۔۔ رائٹ۔۔" وہ بہت نرمی سے مسکراتے ہوئے کہتا۔۔۔اس کے گال کو چوم گیا تھا۔۔۔

وہ تو صرف نرمی سے چوم کر ہٹ گیا تھا جبکہ بریرہ۔۔۔اس کے تو گال جلنے لگ گئے تھے۔۔۔۔

وہ بلش کر رہی ہے یہ دیکھ۔۔ مقابل ہنسا۔۔۔

وقت بھی کیسے بدلتا ہے نا۔۔۔جو تصور بھی نہیں

کیا ہوتا وہ اچانک رونما ہو جاتا ہے۔۔یہ خواب سہ ہی

لگ رہا تھا اس لڑکے کو اب۔۔۔کہ کل تک وہ رو

رہا تھا بیٹھ کر۔۔۔کہ وہ لڑکی جس سے اس نے

شدید محبت کی اس کا دو دن بعد نکاح ہے۔۔۔اور

آج وہی لڑکی اس کے سامنے بیٹھی ہوئی بلش کر

رہی تھی اس کی دلہن کے روپ میں۔۔۔۔اس

سے زیادہ کی تو کبھی خواہش بھی نہ کی اس

نے---

"پتہ ہے مجھے ابھی تک یقین ہی نہیں آرہا--- یہ

سب سچ ہے--- تم سچ ہو---ہمارا نکاح سچ ہے

--- تم واقعی اس وقت میری دلہن کے روپ میں

میرے پاس بیٹھی ہو---اور میں تمہیں پیار کر سکتا

ہوں۔۔۔"اس نے آخری جملہ تھوڑا ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے بولا۔۔۔جیسے پتہ نہیں کتنے ارمان ہوں اس کے۔۔

"لگتا ہے کافی فینٹسیز ہیں میرے حوالے سے" وہ شرماتے ہوئے آئیڈیا لگا رہی تھی

"کافی؟؟---بے تحاشہ میری جان---پتہ ہے
جب بھی میں کوئی مووی دیکھتا تھا نا---اس میں
کوئی رومینٹک سین آتا تھا---ائی بی لائک---یہ
میں نے بریرہ کے ساتھ کرنا ہے---"اس کی
بات سنتے ہی---بریرہ نے اپنے دونوں ہاتھ
چہرے پہ رکھ کر شرمانا شروع کردیا تھا---

وہ دو سال ساتھ رہے لیکن تابش نے کبھی بھی

اس سے اس طرح بات نہیں کی جس طرح وہ آج

کر رہا تھا۔۔۔یہ چیز بتانے کے لیے کافی تھی کہ

اب وہ اس کے نکاح میں ہے۔۔اس کی ہے

۔۔۔اور اب وہ اس سے اپنی فینٹسی شیئر کر سکتا

ہے اپنے ارمان اپنے خواب۔۔ اب ان کے

درمیان کوئی پردہ نہیں۔۔۔

بریرہ تو صرف اس کی محبت دیکھ کر حیران تھی

کہ وہ ہمیشہ سے اسے ایمجن کرتا تھا اپنی فینٹسی---

میں---

"خاص طور پر وہ جو کس سین ہے ناں فلم---"

ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ بریرہ نے فوراً ہی اس کے

منہ پر ہاتھ رکھ کر آواز دبائی---

پوری لال پڑ گئی تھی وہ لڑکی---

"تابش ۔۔ شوشو۔۔۔۔۔۔۔ابھی ہم ہسپتال میں
ہیں" وہ اسے خاموش کراتے ہوئے یاد دہانی
کرانے لگی۔۔۔ کہ وہ اپنے کمرے میں نہیں ہیں
۔۔۔ہسپتال کے وارڈ میں موجود ہیں۔۔۔جہاں
کوئی بھی ڈاکٹر نرس آسکتی ہے کسی وقت بھی۔۔۔

"مجھے گھر جانا ہے بس اب ---"اس کا ہاتھ

اپنے لبوں سے ہٹا کر--- وہ بضد لہجے میں

بولا----

اس پل بریرہ کو وہ چھوٹا سہ بچہ لگا---

"انشاءاللہ جلدی جائیں گے---" وہ سرخ ہوتی

لڑکی اپنے شوہر کی آنکھوں کو تکتے ہوئے---بڑی

محبت سے بولی---

اس کی سیاہ آنکھوں میں امیدیں تھیں---

♡*Husny Kanwal*♡

بریرہ کے گھر والوں کو جب اس نکاح کا علم ہوا۔۔

تو اس کی والدہ بہت آگ بگولا ہوئیں۔۔۔اتنا کہ

انہوں نے فون پر ہی بریرہ کو ڈانٹنا شروع کر

دیا۔۔۔ اور یہاں تک سخت الفاظ ادا کر دیے ۔۔۔

"کہ تم میرے لیے آج سے مر گئیں"

"انٹی غصہ ہو رہی ہوں گی نا" جب وہ باہر سے

کمرے میں آئی۔۔۔ تو تابش نے فوراً استفسار

کیا۔۔اس کا لہجہ فکر مند تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ زیادہ نہیں۔۔۔ بس ہلکا پھلکا سہ۔۔۔

پریشان مت ہو۔۔وقت کے ساتھ ساتھ مجھے یقین

ہے ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔۔۔"

وہ اپنے شوہر کو کسی بھی قسم کا کوئی سٹریس نہیں دینا چاہتی تھی۔۔ اس لیے چہرے پر پیاری سی مسکان سجائے۔۔۔ نرمی سے جوابدہ ہوئی۔۔۔ورنہ دلی طور پر تو شدید اذیت میں مبتلا تھی وہ۔۔۔

ایک طرف اپنی محبت کو اتنا بیمار دیکھ رہی تھی

۔۔۔اور دوسری جانب اپنی والدہ کے اتنے سخت

الفاظ سن کر آئی تھی ۔۔۔جس سے دل چھلنی ہو

کے رہ گیا تھا۔۔۔

"اللہ سب اچھا کرلئے گا۔۔۔ آجاؤ میرے

پاس۔۔۔"اگر وہ نہیں بول رہی اس کا مطلب یہ

تھوڑی ۔۔۔کے مقابل اس کے غم و تکلیف کو محسوس نہیں کر سکتا۔۔۔

تابش سے بہتر کون جانتا ہے ۔۔۔کہ بریرہ کی والدہ بالکل بھی اس شادی کے حق میں نہیں تھیں۔۔۔

اس نے ہاتھ بڑھایا تو بریرہ نے فورا تھام لیا۔۔۔اور اس کے پاس بیڈ پر آکر لیٹ گئی بالکل اس سے لگ کر۔۔۔

آج ان کی پہلی رات تھی۔۔۔

اس نے بہت نرمی سے اپنے قیامت خاص کے

وجود کے گرد باہوں کا حصار باندھا۔۔۔ پھر اس کی

پیشانی پر اپنے لب رکھے۔۔۔ پھر پرسکون انداز سے

آنکھیں موند گیا۔۔۔

دوائیوں کے زیر اثر ہونے کے سبب اسے بڑی

جلدی نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔۔۔

وہ تو سو گیا تھا لیکن بریرہ ---وہ جیسے مر رہی تھی

اندر ہی اندر---

ایک طرف اس کا شوہر بیمار تھا --- تو دوسری

جانب اس کی ماں نے قطع تعلقی اختیار کرلی

تھی----

♡*Husny Kanwal*♡

"دیکھیں۔۔۔ بریرہ ہماری بہو نہیں بیٹی جیسی

ہے۔۔۔یقین کریں ہم اس کا بہت خیال رکھیں

گے۔۔۔وہ بہت خوش رہے گی ہمارے

گھر۔۔۔اتنا ہی نہیں اگر وہ آگے پڑھنا چاہے گی تو

ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے اسے سپورٹ کرنے

سے۔۔۔۔ تابش نے ہمیں بتایا ہے کہ وہ سی ایس

ایس کرنا چاہتی ہے۔۔۔ ہم اس کے سارے تعلیم

اخراجات اٹھالیں گے۔۔۔بلکہ اگر آپ چاہیں گی

کہ ہم بریرہ کے نام کوئی پراپرٹی کر دیں۔۔۔تو ہم وہ

بھی کرنے کے لیے تیار ہیں۔۔۔ جو کچھ ہمارا ہے

وہ سب ہمارے بچوں کا ہی ہے۔۔۔اور آپ تو

جانتی ہی ہیں تابش میرا ایک اکلوتا بیٹا ہے۔۔۔تو جو

تابش کا ہے وہ اس کی بیوی کا ہے۔۔۔" مانا بریرہ

نے ایک لفظ بھی نہ کہا تھا۔۔۔ لیکن تابش نے

پھر بھی اپنے والدین کو بریرہ کی والدہ سے بات

کرنے کے لیے گھر بھیج دیا تھا۔۔۔

"پہلے اپنے بیمار بیٹے سے میری بچی کا نکاح کروا دیا آپ لوگوں نے۔۔۔اور اب مجھے پیسوں کا لالچ دے رہے ہیں۔۔۔آپ کو لگتا ہے میں اپنی بیٹی کا سودا کروں گی۔"یاسمین خاتون تو بھڑک اٹھی تھیں۔۔۔

ہر کوئی یہ بات جانتا تھا کہ تابش کینسر کے لاسٹ سٹیج پر ہے-- ان کی 19 سالہ جوان بیٹی جس نے ابھی دنیا میں دیکھا ہی کیا ہے وہ بیوہ ہو جائے گی ---یہ سوچ کر ہی ان کا کلیجہ منہ کو آرہا تھا---

ان کے نزدیک -- ان کی بیٹی کی زندگی تب و برباد کر دی تھی ان لوگوں نے----

ایک تو ان کی بیٹی ویسے بھی معاشرے کی نظر میں
خوش شکل نہیں ...اس پر بیوہ ...کون کرلے گا
پھر اس سے دوسری شادی؟؟...کیا ہوگا اس کا
فیوچر؟؟..

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔۔ ہم تو یہ صرف اس
لیے بول رہے تھے۔۔تاکہ آپ یہ نہ گمان کریں کہ
ہم بریرہ کو سپورٹ نہیں کریں گے یا وہ فائنشلی
طور پر کمزور رہ جائے گی۔۔۔ہم اس کے ہر فیصلے
میں ساتھ کھڑے ہوں گے صرف یہ بتانا چاہ رہے
ہیں آپ کو۔۔۔ لیکن پھر بھی آپ کو کوئی گارنٹی
کے طور پر چیز چاہیے۔۔۔تو وہ ہم دینے کے لیے

تیار ہیں---" سمیرا بیگم بہت آہستگی کے ساتھ

ان کا ہاتھ پکڑ کر--- سمجھانے والے انداز میں

گویا ہوئیں--

وہ سمجھ سکتی تھیں یاسمین خاتون کے غصے اور

ناراضگی کو----

"ہاں---ہمیں چاہیے--- یہ جو آپ کا گھر ہے

---یہ آپ ہماری بریرہ کے نام کر دیں" بریرہ کی

دادی کے گمبھیر لہجے میں کہتے ہی یاسمین خاتون

نے ان کی جانب الجھ کر خاصہ اعتراضی نگاہوں

سے دیکھا--- جبکہ تابش کے والدین ان کی اس

ڈیمانڈ پر فوری رضامند ہو گئے---

"اماں؟؟.." ابھی یاسمین خاتون اعتراض کے طور پر بولتیں۔۔۔ اس سے قبل ہی ان کی ساس نے ان کا ہاتھ دبا کر چپ رہنے کا کہا۔۔۔

تابش کے والدین کے جانے کے بعد انہوں نے بہت نرمی سے یاسمین خاتون کو یہ بات سمجھائی۔۔۔کہ نکاح ہو چکا ہے۔۔۔اب کچھ نہیں

کیا جا سکتا۔۔وہ کتنا ہی ناراض ہوتی رہیں کچھ

بدلنے والا نہیں۔۔۔۔اس لیے بہتر یہی ہے کہ

عقلمندی سے فیصلہ کیا جائے ۔۔۔ اور فیصلہ بھی

وہ ۔۔۔جو بریرہ کا فیوچر سیکیور کرئے۔۔۔جب

تابش کے والدین خود سامنے سے ان کی بیٹی کا

فیوچر سیو کرنے کے لیے تیار ہیں تو وہ کیوں پیچھے

ہٹیں؟؟...بن باپ کی بیٹی ہے---شوہر بھی مر جائے گا تو کم از کم کچھ تو ہو اس کے پاس---

وہ گھر کروڑوں کی مالیت کا تھا---

آج کے مہنگائی کے دور میں کروڑوں کی مالیت کی

چھت اپنے سر پر ہونا ۔۔۔عام بات نہیں

ہے۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

کورٹ سے واپسی کے بعد اس لڑکی کا رو رو کر برا حال تھا۔۔۔آج اس کی خلع فائنل ہو گئی تھی۔۔۔

اب سے وہ عدت میں بیٹھ چکی تھی۔۔

وہ تصور بھی نہیں کر پا رہی تھی کہ جب اس کا

فرنیچر واپس آئے گا۔۔تو کتنی اذیت میں مبتلا ہو

گی وہ۔۔۔کیسے دیکھے گی اپنے فرنیچر کو واپس آتے

ہوئے۔۔۔

اس فرنیچر سے اس کی بیٹی کی یادیں وابستہ

تھیں۔۔۔۔

اس نے تو آج تک وہ بیگ تک نہیں کھولا تھا جو وہ

آخری بار آتے وقت لے کر آئی تھی۔۔ جس میں دو

تین سوٹ اور ضرورت کا سامان تھا لیکن بیگ

کھول کر سامان نکالنے کی بھی کبھی ہمت نہ ہوئی

اس کی۔۔۔اپنا فرنیچر کیسے دیکھ لے؟؟...

اس کا دل پھٹ رہا تھا۔۔۔۔

کتنے ارمانوں سے ایک ایک چیز لے کر گئی تھی

وہ۔۔۔کہ امی یہ سوٹ دینا۔۔۔وہ والی ڈش سیٹ

چاہیے۔۔۔مجھے ایسا فرنیچر چاہیے۔۔۔ کلر ایسا

ہو۔۔۔۔

پورا فرنیچر اس نے اپنے دماغ سے خود ڈیزائن کروایا تھا۔۔۔

ہر سوٹ اپنی پسند کا لیا تھا۔۔۔ حتی کہ ایک ایک سینڈل کے لیے اپنے والدین کو انگنت مارکیٹوں میں گھمایا تھا۔۔۔

لڑکی صرف نکاح کے بعد رخصت ہو کے نہیں

جاتی۔۔۔۔۔۔ارمانوں کا ایک جہاں لے کے جاتی

ہے وہ اپنے ساتھ۔۔۔اور جب ارمانوں کا محور۔۔

وہ شخص جس سے وہ سارے خواب اور ارمان جڑ کر

سانسیں لے رہے ہوتے ہیں ۔۔۔ وہی خراب نکل

آئے۔۔۔ تو ٹوٹتے صرف خواب نہیں، بکھرتا صرف

جهان نہیں، بلکہ اُس لڑکی کا وجود بھی آہستہ آہستہ

دم توڑ دیتا ہے۔

♡*Husny Kanwal*♡

لیڈی ڈاکٹر کمرے میں داخل ہوئیں۔۔۔تو بیڈ پر پیشنٹ کی جگہ ایک لڑکی کو سوتا دیکھ۔۔۔ پریشان ہو کر ادھر ادھر نظر دوڑانے لگیں۔۔۔

انہیں پیچھے چیئر پر پیشنٹ بیٹھا نظر آگیا تھا۔۔۔

آخر وہ لڑکی کون تھی ۔۔ جو پیشنٹ کی جگہ خود اس
کے بیڈ پر آرام فرما رہی تھی ۔۔۔

"یہ ؟؟" وہ خاصہ الجھ کر اب تابش کو دیکھ ۔۔۔۔
استفسار کرنے لگیں ۔۔۔

"مائے وائف۔۔۔۔" وہ خاصہ مسکرا کر بولا۔۔۔

"ڈاکٹر آپ میرڈ ہیں؟؟" لیڈی ڈاکٹر فورا ہی اب حیرت سے پوچھ اٹھی تھی۔۔۔

"جی۔۔۔"

"اس لمحے ڈاکٹر نے بڑے "اووو۔۔۔ ماشاءاللہ
رنجیدہ سے لہجے میں ہونٹوں کو گول کر کے۔
۔۔اوو۔۔۔کا ریکیشن دیا۔۔۔ پھر خیال آیا کہ
مقابل کو برا نہ لگ جائے ۔۔۔ اسے دکھ نہ
پہنچے۔۔۔ اس لیے فوری ماشاءاللہ لگایا۔۔۔

"کتنے سال ہوئے آپ کی شادی کو؟؟.."وہ بڑے تجسس سے پوچھنے لگیں--

"دو دن پہلے ہی نکاح ہوا ہے--"تابش مسرت بھرے لہجے میں جوابدہ ہوا---

ڈاکٹر کے چہرے کا رنگ اور بھی زرد پڑ گیا، آنکھوں میں ہمدردی کی نمی اور گہری تھکن اتر آئی۔۔۔ مگر تابش نے ان سب پر کوئی توجہ نہ دی۔ وہ سب کچھ جانتا تھا۔۔۔اپنی حالت بھی، آنے والے وقت کا انجام بھی لیکن جو لمحے اس کے پاس باقی تھے۔۔۔وہ چاہتا تھا وہ لمحے بکھرنے نہ پائیں۔۔۔ وہ چاہتا تھا انہیں بھرپور جی لے اُس لڑکی کے

ساتھ جس کی چاہت میں پوری زندگی گزاری ہے۔

--

"ماشاءاللہ۔۔۔ اللہ اس کے شوہر کو دراز عمر بل

خیر عطا کرے۔۔۔" ڈاکٹر نے اب دعا دی تو اس

لڑکے کی آنکھوں میں شدید رنجیدگی ظاہر

ہوئی---لیکن اگلے لمحے وہ غائب ہو گئی---جیسے
کوئی وہم ہو----جیسے صرف ڈاکٹر کا گمان ہو---

وہ اس کا چیک اپ کرنے لگیں---

کمرے کی خاموشی میں صرف مشینوں کی بیپ
سنائی دے رہی تھی۔ڈاکٹر نے فائل بند کی---

اور لمحہ بھر کے توقف کے بعد تابش کی طرف دیکھا۔

ان کے چہرے پر وہی تھکن اور بے بسی تھی جو

برسوں کی پریکٹس بھی چھپا نہیں سکتی۔

"تابش... آپ کی بیماری اب اس اسٹیج پر پہنچ چکی

ہے جہاں مزید علاج فائدہ نہیں دے گا۔" ڈاکٹر کی

آواز مدھم اور ٹوٹتی ہوئی تھی "ہسپتال میں ہم وقت
تو بڑھا سکتے ہیں، مگر سکون نہیں دے سکتے۔"

"ڈاکٹر ۔۔۔ میں یہ آخری سانسیں سفید دیواروں کے
بیچ نہیں لینا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں یہ لمحے میں اپنے
گھر میں گزاروں... اپنے ماں باپ و بہن و بیوی
کے ساتھ۔" تابش نے ہلکی سی زخمی و رنجیدہ سی

مسکراہٹ کے ساتھ آنکھیں بند کیں۔۔۔ جیسے وہ

پہلے ہی یہ سب جانتا ہو۔۔۔۔چند لمحوں بعد وہ

حسین لڑکا دھیمی آواز میں گویا ہوا۔۔

"یہ آپ کا فیصلہ ہے، اور بالکل درست ہے۔ میں

آپ کے لیے دوائیاں لکھ دیتی ہوں تاکہ درد کم

رہے۔ کچھ ہدایات بھی دے دوں گی تاکہ گھر

والے جان سکیں اگر کوئی مشکل آئے تو کیا کرنا

ہے۔ اور یاد رکھیے، ہم ہر وقت آپ کے ساتھ

ہیں۔"ڈاکٹر کے دل پر جیسے کسی نے بوجھ رکھ

دیا۔۔۔انہوں نے گہری سانس لی۔۔۔۔پھر اس

کے کندھے پر تھپتھپاتے ہوئے نرمی سے

بولیں۔۔۔

"شکریہ ڈاکٹر... میں بس یہ چاہتا ہوں کہ جب میری سانس رکے۔۔۔ تو میرے اپنے مجھے تھامے ہوں۔"

تابش کی آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی۔۔۔۔ مگر چہرے پر ایک سکون اتر آیا۔

ڈاکٹر نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ان کی آنکھوں میں بھی نمی تیر نے لگی۔۔۔مگر لبوں پر یہی الفاظ تھے:

"جائی یے تابش... اپنے گھر جائی یے۔۔۔ اور وہ وقت بھرپور جئ لیجے۔۔۔۔جواب آپ کے حصے میں ہے۔"

"میں ہاسپٹل سے ڈسچارج لے کر گھر آرہا ہوں

---تمہاری بھابھی ساتھ ہونگی---وہ پہلی بار آرہی

ہے گھر---تو ویلکم اچھے سے کرنا---میں نہیں

چاہتا کوئی کمی رہ جائے---میری دلہن کے ویلکم

میں---"اس نے فون کر کے اپنی بہن سے کہہ

دیا تھا---کہ اس کی بیوی کا نہایت ہی پرجوش

انداز میں ویلکم کیا جائے---

کہنے کو ان کا بیٹا بیمار تھا۔۔۔ شدید پریشانی کے عالم

میں تھے وہ لوگ۔۔۔ ہر لمحہ سب کی جانوں پر

بھاری تھا۔۔۔ مگر اس کے باوجود اپنے بیٹے کی

خوشی میں خوشی کا اظہار کرنے کے لیے انہوں نے

پورے گھر میں لائٹنگ کا انتظام کروایا۔۔۔ پھولوں

سے کمرہ سجوایا۔۔۔ جیسے ایک نئی دلہن کے آنے پر

سب کے چہروں پر خوشیاں چھلکتی ہیں وہی عالم تھا
ان کا جب بریرہ ان کے گھر میں داخل ہوئی۔۔۔

زندگی میں ملنے والی نعمتوں میں سے ایک نعمت آپ
کا اپنے قدر دانوں میں ہونا ہوتا ہے۔۔۔اور بریرہ اس
لمحے وہیں کھڑی تھی۔۔۔اس کی ساس اس کا
سسر اس کی نند اس کا شوہر سب اس پہ صدقے

واری جا رہے تھے۔۔۔ بس نہیں چل رہا تھا اسے

پلکوں پہ اٹھا لیں۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"تمہارے گھر والے دو دن سے مجھے اتنا کھلا پلا رہے ہیں --- کہ میں نے بڑی جلدی بھینس بن جانا ہے--- "وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنا عکس نہارتے ہوئے شکوتا بولی--- جس پر مقابل مسکراتے ہوئے آکر اسے پیچھے سے اپنی باہوں کے حصار میں جکڑ گیا تھا---

"ہمم" اس کی گردن پر اپنی ناک آہستگی کے ساتھ مس کرتے ہوئے۔۔۔اس کی خوشبو سے اپنے آپ کو سرشار کرنے لگا۔۔۔

وہ لڑکی اپنی فکروں میں مگن تھی وہ لڑکا اپنی دنیا میں مست تھا۔۔۔

جسم میں ہر جگہ تکلیف تھی اس کے ---جسے

دوائیوں کے ذریعے کنٹرول کیا جا رہا تھا لیکن

روح----روح بڑی پرسکون تھی اس کی

----جیسے جنت میں ہو---

"بول دینا ماما سے--کل سے کوئی ضرورت نہیں

ہے میرے لیے کوئی سپیشل ڈش بنوانے کی

--میں وہی کھاؤں گی جو سب کھاتے ہیں--ورنہ

وزن بہت تیزی سے بڑھے گا میرا-- میں نہیں

چاہتی ---شادی کے شروع کے دنوں میں ہی

بھینس لگنے لگوں تمہارے آگے---"

"کیا دنیا کی ساری خوبصورت لڑکیاں ایسی ہی باتیں کرتی ہیں؟؟؟" وہ بڑی معصومیت سے اب اسے دیکھتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔۔

اس کا جملہ سنتے ہی بریرہ چونکی۔۔۔اور اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔دونوں کی نظریں ملی۔۔۔

اس نوجوان کی نگاہوں میں اس قدر محبت تھی اس قدر رومانیت کہ بریرہ ان کی تاب نہ لا سکی اور چہرہ جھکا لیا۔۔۔

"میں سیرس ہوں تابش" وہ نظر جھکائے ۔۔۔بلش کرتے ہوئے۔۔۔ ہولے سے کہہ رہی تھی۔۔۔

وہ آئینے کے عکس میں اپنی قیامت خاص کا پلش
کرتا ہوا چہرہ دیکھ سکتا تھا۔۔۔

"میں بھی تو سیریس ہی پوچھ رہا ہوں۔۔۔۔"اس
کے کان کی لو پر اپنے لبوں کو آہستگی کے ساتھ
رگڑتے ہوئے۔۔۔ وہ نرمی و بھرائی آواز میں
۔۔۔ہولے سے جتاتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

"جس کی باہوں میں دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی ہو۔۔۔اسے کیا کرنا چاہیے؟؟؟" بریرہ نے اسے بڑی معصومیت کے ساتھ استفسار کرتے سنا۔۔۔

جس پر وہ مزید سرخ پڑ گئی۔۔۔

"پہلے تو فلرٹ کرنا بند کرنا چاہیے۔۔۔" بڑی مشکل سے اپنے بکھرتے جذبات کو سنبھالتے۔۔۔وہ تھوڑا اترا کر بولی۔۔۔

"ہونہہ۔۔۔فلرٹ کرنا نہیں کہتے اسے محترمہ۔۔۔محبت کرنا کہتے ہیں۔۔۔" اس کی

گردن کو چومتے ہوئے ---بڑے پیار سے اس کی تصحیح کر رہا تھا---"اور ویسے بھی مجھ شریف کو فلرٹ کرنا نہیں آتا---ایک غنڈی نے بچپن میں ہی پھنسا لیا تھا مجھے----بس اسی کے سحر میں آج تک پھنسا ہوا ہوں---کسی اور جانب دیکھا ہی نہیں کبھی جو اسکلز سیکھتا فلرٹ کی---"

اس کے وہ سادہ و معصومانہ اور حقیقت پر مبنی جملے

کسی بھی لڑکی کا دل دھڑکا سکتے ہیں۔۔۔ایک لڑکی

اور کیا چاہے گی اپنے پارٹنر سے اس سے

زیادہ۔۔۔کہ اس نے کبھی اس کے علاوہ کسی کی

جانب دیکھا تک نہیں۔۔۔

"یعنی مجھے پٹانے میں کوئی محنت نہیں کی تم نے؟؟" اب وہ ذرا منہ بگاڑتے ہوئے پوچھ رہی تھی--

"نہیں--- سچ کہوں تو بالکل بھی نہیں--- میں بس دعائیں کرتا تھا---اور پھر ہر چیز جیسے خود بخود ہو جاتی تھی--- ہاں انتظار بہت کیا ہے میں نے

تمہارا۔۔۔ کہہ سکتی ہو۔۔۔ تم میرے صبر کا پھل
ہو۔۔۔ جس کے پاس آجانے کے بعد اب اور صبر
ناممکن ہے۔۔۔" بھرائی ہوئی آواز میں اس نے
کہا... جیسے ہر لفظ دل کی گہرائی سے نکل رہا ہو۔
آخر تک آتے آتے اس کی آواز میں ایک مدھم سہ
ارتعاش گھل گیا۔۔ ایسا کہ سانسوں کی لرزش بھی
سنائی دینے لگی۔۔۔ وہ آہستگی سے جھک کر اپنا

چہرہ اس کی گردن میں چھپا گیا۔۔۔ اور اس کے
لمس میں ایسے کھو گیا جیسے ساری کائنات کی خوشبو
وہیں سمٹ آئی ہو۔۔۔۔ اس کی بے باکیاں اب
نرمی اور چاہت میں بدل چکی تھیں۔۔۔اور وہ لمحہ
دونوں کے درمیان ایک ان کہی محبت کی گواہی
دے رہا تھا۔۔۔

"تابش ---تم بیمار ہو---تمھیں تکلیف ہوگی--"

بہت آہستگی سے کیا گیا احتجاج تھا وہ---

احتجاج کرتے وقت وہ ڈر بھی رہی تھی کہ کہیں

مقابل کو برا نہ لگ جائے-- کہیں وہ کوئی غلط

مطلب اخذ نہ کر لے---کہیں وہ اس سے دور نہ

ہو جائے---

اس احتجاج کو سنتے ہی تابش نے اپنے حصار سے اسے آزاد کیا۔۔۔اور پھر تیزی سے جذباتی انداز میں اپنی جانب موڑا۔۔۔

"میں یہ تکلیف برداشت کر سکتا ہوں میری جان۔۔۔ لیکن اپنے مہکتے پھول سے مزید دوری

برداشت نہیں۔۔۔ میں قربت کے لمحوں کو جینا

چاہتا ہوں۔۔۔ میں دنیا میں سب سے زیادہ تمہیں

اپنے قریب کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ میں ہر اس خواہش

اور فینٹسی کو ریل لائف میں جینا چاہتا ہوں جو میں

نے تمہارے ساتھ ہزاروں بار خوابوں میں جی

ہے۔۔۔ تم میرے ارمانوں کا جہاں ہو

بریرہ۔۔۔۔"اس کی زلفوں میں اپنی انگلیوں کو

الجھا کر۔۔۔اس کے چہرے کو اپنے چہرے کے

بالکل قریب کر۔۔اتنا قریب کہ اب اس کی گرم

سانسیں بریرہ کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔۔۔۔

وہ ہولے سے گویا ہوا۔۔۔

اس کے ادا کیے ہر جملے کے ساتھ بریرہ نے خود کو

اس کی باہوں میں پگھلتا ہوا پایا تھا۔۔۔

سانسیں منتشر ہو رہی تھیں---دل تیزی سے دھڑک رہا تھا---اپنا پورا جسم وہ گرم پڑتا محسوس کر رہی تھی----

وہ نوجوان اس کے احتجاج کو کتنی نرمی اور ہولے

سے رضامندی میں ڈھال گیا تھا اس بات کی اس

لڑکی کو خود بھی خبر کہاں ہوئی تھی----

♡*Husny Kanwal*♡

سیل کے رنگ ہونے پر بمشکل اس نے آنکھ کھول کر تیزی سے کال ریسیو کی۔۔۔کہ کہیں ایسا نہ ہو۔۔۔کہ کال کی آواز سے تابش کی نیند خراب ہو جائے۔۔۔

"ہیلو"

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔" دوسری جانب

سے زمر کی پریشان آواز سن۔۔۔وہ فورا ہی سیدھی

ہو کر بیٹھی۔۔۔

"کیا ہوا ہے؟؟...کیا سمجھ نہیں آرہا تمہیں؟؟؟"

وہ فورا فکر مندانہ لہجے میں استفسار کر اٹھی۔۔۔

"مہروز... وہ بدل گیا ہے بریرہ--- تم یقین نہیں

کرو گی-- میں دو گھنٹے سے اس کے انتظار میں

کھڑی ہوں----وہ جانتا بھی ہے--کے میں باہر

کھڑی انتظار کر رہی ہوں دو گھنٹے سے اس

کا---لیکن وہ نیچے نہیں آیا-- وہ مجھ سے ملا

نہیں---کہہ رہا ہے گھر چلی جاؤ میری کلاس

ہے---" وہ لڑکا جو ہر وقت اس کے آگے پیچھے

گھومتا رہتا تھا۔۔ گھنٹوں اس کا بیٹھ کر انتظار کرتا تھا۔۔ وہ اچانک بہت مصروف رہنے لگا تھا۔۔۔۔

اس کی مصروفیت اتنی بڑھ گئی تھی کہ ملنا تو دور کی بات کال اور میسج پہ بھی بات نہیں ہو پا رہی تھی۔۔۔

وہ اپنے اور مہروز کے درمیان ایک دوری کو پا رہی تھی ---جو دن بدن بڑھ رہی تھی ---اس دوری کو ختم کرنے کے لیے آج وہ اپنی یونی جانے کے بجائے مہروز کی یونی پہنچ گئی تھی---کہ اسے سرپرائز دے گی ---وہ خوش ہو جائے گا---

پہنچنے کے بعد کال کی۔۔۔یہ سوچ ۔۔۔کہ مہروز یہ

جاننے کے بعد کہ وہ فرسٹ فلور پر کھڑی ہے اس

کے ڈیپارٹمنٹ کے۔۔۔ مہروز دوڑا چلا آئے گا

۔۔۔مگر اس کی توقع کے بالکل برعکس ۔۔۔اس

لڑکے نے تو انتظار کرنے کا کہہ دیا۔۔۔

دو گھنٹے انتظار کرتی رہی لیکن وہ شخص نہیں آیا

---اور جب اس نے دوبارہ کال کی--- تو بجائے

شرمندہ ہونے کے---کہ اسے دو گھنٹے سے انتظار

میں کھڑا کیا ہوا ہے الٹا غصہ ہونے لگا---کہ تم

آئی ہی کیوں ؟--- اور پھر نروٹھے سے لہجے میں

کہہ دیا--کہ گھر چلی جاؤ---- میری کلاس

ہے---

وہ اسے ملا تک نہیں ۔۔۔ جبکہ صرف اس کی خاطر
وہ بس میں دھکے کھاتی ہوئی دھوپ میں آئی
تھی ۔۔۔

اسے رونا آرہا تھا ۔۔۔

اس نے وہیں سے بریرہ کو کال ملائی تھی۔۔۔اور اب واپسی پیدل چلتے ہوئے۔۔۔اسے سب کچھ بتا رہی تھی۔۔۔

ابھی بریرہ اس کی بات سن ہی رہی تھی کہ برابر میں لیٹے تابش کو کھانسی لگی۔۔۔وہ بری طرح کھانسنے لگا۔۔۔اس کی طبیعت بگڑ رہی ہے یہ

دیکھ۔۔۔ بریرہ سیل چھوڑ کر باہر کی جانب لپکی گھر والوں کو بلانے کے لیے۔۔۔۔

تابش کی ڈاکٹر کو بلایا گیا۔۔۔۔

ڈاکٹر نے جب تابش کی اچانک طبیعت بگڑنے کی وجہ پوچھی۔۔۔کہ شاید اس نے کچھ غلط کھا لیا ہو۔

یا دوائی نہ لی ہو۔۔۔تو بریرہ نے انہیں اصل

معاملے سے آگاہ کیا۔۔۔۔چونکہ (مباشرت) یہ

پیشنٹ کا پرسنل معاملہ ہے اس لیے اس لیڈی

ڈاکٹر نے صرف اتنی نصیحت کی ۔۔۔کہ جتنا ممکن

ہو سکے پرہیز کریں ۔۔۔ورنہ تابش کی طبیعت مزید

بگڑ جائے گی۔۔۔اور وہ شدید تکلیف میں آجائے

گا۔۔۔۔

بریرہ یہ سنتے ہی شدید خوفزدہ ہو گئی۔۔۔اس نے

بے ست سے لیٹے اپنے شوہر کی جانب

دیکھا۔۔۔اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔

کون سی بیوی چاہے گی کہ اس کا شوہر اس سے

محبت کرنے کے بعد ہسپتال پہنچ جائے۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"تم تو مجھے شادی کے بعد بھول ہی گئی بلڈوزر صاحبہ---" وہ پورے دن اپنے شوہر کے پاس ہی بیٹھی رہی--کھانے کا ایک لقمہ بھی اس کے حلق سے نہیں اتر رہا تھا---

وہ کسی کے سامنے روئی تک نہیں تھی۔۔۔ کیونکہ ایک واحد وہی تھی جو سٹرانگ بن کر سب کو سنبھال رہی تھی۔۔۔ سب کو تسلیاں دے رہی تھی۔۔۔ ورنہ صبح سے ہی تابش کے والدین اور بہن کا رو رو کر برا حال تھا۔۔۔۔

کہیں نہ کہیں وہ خود کو مجرم پا رہی تھی تابش کی

اس حالت کا۔۔۔

تابش کی حالت جب تھوڑی بہتر ہوئی تو اسے کھانا

کھلانے اور دوائی پلانے کے بعد اس نے دوبارہ سلا

دیا۔۔۔اور اب وہ اس کے براہر میں بیٹھی تھی

جب اس کا سیل رنگ ہونے لگا۔۔۔کال رومان

کی ہے یہ دیکھ۔۔۔اس نے فوری ریسیو

کی۔۔۔ سیل کان سے لگاتے ہی۔۔دوسری جانب

سے شکوہ کرتی مردانہ نرم و گھری آواز اس کے

کانوں میں گونجی۔۔۔

"ایسی بات نہیں ہے۔۔۔" بہت آہستگی کے

ساتھ رسما جواب دیا۔۔۔

اس کی آواز ہی اس کے کرب کا پتہ دے رہی تھی

۔۔۔اتنی رنجیدہ و اتنی مرجھائی ہوئی ۔۔۔کہ مقابل

کچھ لمحے کے لیے اپنے سارے شکوئے بھول

بیٹھا۔۔۔

کیا سوچ رہا تھا وہ۔۔۔ کہ ہستی، مسکراتی ایک چہکتی

ہوئی آآواز ملے گی اسے رٹن میں۔۔۔اسے خود سمجھنا

چاہیے تھا۔۔۔کہ اس لڑکی نے شادی بھی ایک

بیمار آدمی سے کی ہے ۔۔۔وہ جو ہر روز موت سے لڑ

رہا ہے ۔۔۔۔ایسے شخص کی بیوی بن کر۔۔۔کیا وہ

خوش ہو سکتی ہے؟؟۔۔۔ خوش ہونا تو دور کی بات

کیا وہ نارمل بھی ہو سکتی ہے؟؟...

"میں واپس جا رہا ہوں انڈیا۔۔۔ سوچا تمھیں بتا دوں۔۔۔" ایسی لڑکی جو پہلے ہی شدید ڈپریشن میں معلوم ہو رہی ہو۔۔۔ اس سے وہ اپنے کیا ہی شکوے روئے۔۔۔۔اس لیے ڈائریکٹ موضوع پر آیا۔۔۔

پھر بات کرنے کی اب ہمت بھی باقی نہ بچی تھی

---اسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا وہ---لیکن

یہ اس لڑکی کا اپنا فیصلہ تھا---وہ بے بس تھا

اس معاملے میں---

"اتنی جلدی-- کیوں؟؟... تم تو کم از کم چھوڑ کے

مت جاؤ---" وہ اس کا سول میٹ تھا جس سے

بات کر کے اسے طاقت ملتی ۔۔ جس سے وہ اپنے

ہر غم شیئر کر سکتی تھی ۔۔۔جس کے سامنے اسے

سڑانگ بننے یا کوئی خول چڑھانے کی ضرورت نہیں

تھی ۔۔۔اور اب وہ بھی اسے چھوڑ کے جا رہا ہے

۔۔۔یہ خیال ہی جیسے اس کے دل پر بھاری تھا

۔۔۔

اور وہ بغیر زیادہ سوچے بے دھڑک بول اٹھی--

"پاگل لڑکی-- شوہر نہیں ہوں میں تمہارا---

(چھوڑ کے مت جاؤ)" اس کی نقل اتارتے

ہوئے----

"کام ہے میرے پاس بھی دنیا کے اور---" وہ

طنز یا شکوہ یا شکایت نہیں تھی---وہ تو صرف اپنی

تکلیف بیان کرنے کا طریقہ تھا اس لڑکے

کا---

وہ بھی بریرہ کا ہم عمر لڑکا ہی تھا۔۔۔ برداشت کی انتہا ہے اس کی بھی۔۔۔ ہر وقت وہ بھی سٹرانگ نہیں بن سکتا۔۔۔ اسے بھی تکلیف ہوتی ہے۔۔۔

بریرہ کو سمجھنا چاہیے۔۔۔اس کے بھی خواب ٹوٹے ہیں۔۔۔

وہ دشمن جاں بہت سیلفش بیہیو کر رہی تھی اس

کے معاملے میں۔۔۔ کہ اسے سپورٹ چاہیے اس

لیے وہ رک جائے۔۔۔ وہ رک تو جائے پھر اسے

کون سپورٹ کرئے گا؟؟...وہ بھی تو ایموشنلی طور

پر بہت کمزور حالت میں ہے۔۔۔

اس وقت وہ بھی تو بھاگ رہا ہے اپنی ہر یاد سے---ہر تمنا سے----ہر ارزو سے---

یا شاید بریرہ کا قصور نہیں--- سب ہی ایسے ہوتے ہیں---

"اچھا فلائٹ کب کی ہے؟؟.. میں تمہیں چھوڑنے آؤں گی-- مجھے تمہارا شکریہ بھی ادا کرنا ہے---"

پاگل تھا شاید وہ --- چھوڑنے آئے گی-- صرف یہی سن کر---اس کے دل کو ایک عجیب سی خوشی ملی تھی---وہ مسکرایا تھا--- مگر وہ مسکراہٹ بہت زخمی سی تھی---

"میں ایئرپورٹ پر ہی بیٹھ کر تم سے بات کر رہا ہوں---"

"کیا؟؟---یعنی تم جا رہے ہو؟؟... مجھ سے ملو گے بھی نہیں؟؟"

"مل لوں گا۔۔۔آجاؤ۔۔۔ایئرپورٹ پر ہوں۔۔۔"

"میں ابھی آرہی ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔جانا مت۔۔۔"

میں کہہ نہیں سکتا کچھ۔۔۔اگر اناؤنسمنٹ ہو گئی۔۔۔تو جانا پڑے گا" اس نے بے بسی ظاہر کی۔۔۔

"تھوڑا سہ انتظار کر لینا۔۔۔میں آرہی ہوں۔۔۔جانا مت" کہتی ہوئی وہ تیزی سے سیل لے کر۔۔۔ بیڈ سے اتری۔۔۔

اور وہ لڑکی نہیں جانتی۔۔وہ برابر میں دوائیوں کے زیر اثر لیٹا لڑکا۔۔۔اس کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔

تابش کی والدہ سے اجازت لے کر۔۔۔اور انہیں تابش کے پاس بٹھا کر۔۔۔وہ رومان سے ملنے چل دی تھی۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

" بھابھی گھڑی تو بہت پیاری پہنی ہوئی ہے۔۔۔کب لی؟؟؟ " رافع کے اچانک اس کی کلائی پکڑ کر۔۔۔ اس کے ہاتھ کو بغور دیکھتے ہوئے استفسار کرتے ہی۔۔۔ زینیا کو کرنٹ لگا۔۔

وہ کافی دنوں سے محسوس کر رہی تھی۔۔ کے اب

وہ بات بے بات۔۔۔اسے ٹچ کرنے کی کوشش

کرتا ہے۔۔۔

دانستہ طور پر اس سے ٹکراتا ہے۔۔۔

دوپہر کے وقت جب وہ زیادہ تر سو رہی ہوتی

ہے۔۔۔تو اچانک اس کے کمرے میں آجاتا ہے

دروازہ نوک کیے بغیر۔۔۔اور پھر ایسا ظاہر کرتا ہے

جیسے وہ ناک کرنا بھول گیا۔۔۔ ایک عورت اپنے

بیڈروم میں کسی بھی حالت میں ہو سکتی ہے۔۔۔

ایسے میں اس کا بے دھڑک یوں آجانا۔۔۔۔زینیا کو

خوفزدہ کرنے لگا تھا۔۔۔

"یہ سوال تم ہاتھ پکڑے بغیر بھی پوچھ سکتے ہو

"زینیا فوراً ہی اس سے اپنی کلائی جھٹکے سے آزاد

کراتی ---بھپر کر بولی---

اس نے سن رکھا تھا کہ رافع نے علشبہ کے ساتھ

کیا حرکت کی ہے---لیکن گھر میں کسی نے بھی

علشبہ کی بات پہ اعتبار نہیں کیا۔۔۔ بلکہ الٹا اسی

پر گندے الزامات لگا کر۔۔۔گھر سے نکال دیا اس

کی ساس نے۔۔۔ اور اب اپنے رشتہ داروں میں

فون پر منہ بھر بھر کے اس کی برائیاں کر رہی

ہیں۔۔۔ یہ بھی لحاظ نہیں رکھ رہیں۔۔۔ کہ وہ زمر

کی ہونے والی نند ہے۔۔۔

رافع ڈاکٹر بننے والا تھا۔۔۔بس یہی سب سے بڑا غرور تھا طیبہ بیگم کا۔۔۔ان کی زبان نہیں تھکتی تھی میرا ڈاکٹر بیٹا، میرا ڈاکٹر بیٹا کرتے کرتے۔۔۔

کوئی علشبہ پر یقین کرلئے یا نہ کرلئے زینیا کرتی تھی۔۔۔۔جبکہ وہ وہاں موجود نہیں تھی۔۔۔اس نے کچھ نہیں دیکھا تھا۔۔۔لیکن رافع کی جو حرکتیں

تھیں۔۔۔اسے بنا دیکھے بھی یقین تھا علشبہ کی

بات پر۔۔۔

اس نے رافع کے ہراساں کرنے والی بات جب

اپنی ماں سے شیئر کی۔۔۔تو انھوں نے فورا کہا کہ

اسے علیحدہ ہونے کا مطالبہ کر دینا

چاہیے۔۔۔چونکہ عزت سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا

---اگر رافع اپنی سگی پھوپھو کی بیٹی اور بہن کی

ہونے والی نند کے کمرے میں جا سکتا ہے ---تو

خدانخواستہ کبھی اس کا شوہر گھر میں موجود نہ ہوا

---تو اس کے کمرے میں بھی آسکتا ہے---

اور یہی سوچ --زینیا کی اپنے گھر میں موجود ہونے

کے باوجود--اپنے شوہر و اپنی سسرال والوں کے

درمیان میں رہنے کے باوجود۔۔۔۔جان نکالتی

تھی۔۔۔

وہ اپنے ہی گھر میں سیف محسوس نہیں کرتی

تھی۔۔۔

رافع جن نظروں سے اسے دیکھتا تھا اس کا دل چاہتا تھا۔۔۔وہ گھر سے نکل کر بھاگ جائے۔۔۔

لیکن وہ ایک ایسے گھر میں رہ رہی تھی جہاں صرف ایک ساس ہی نہیں تھی بلکہ چچیہ ساس، دادیہ ساس سب موجود تھیں، اور اوپر سے پھوپھیہ ساس بھی اکثر آتی جاتی رہتی تھیں۔ ہر طرف سے ایک نہ

ختم ہونے والا دباؤ تھا اُس پر۔۔۔کھانا پکائے تو

سب کے ذائقے کے مطابق ہو۔۔۔کپڑے دھوئے

تو ہر ایک کے انداز کے مطابق ہوں، ہر کام، ہر

فیصلے سے پہلے پوچھنا لازم تھا۔۔۔ گویا وہ کسی ایک

کی نہیں، پورے خاندان کی اجتماعی بہو ہو۔۔۔۔

وہ بیچاری تو کبھی اپنی آواز تک حلق سے باہر نہیں نکال پاتی تھی۔۔۔ایسے ماحول میں الگ ہونے کی بات کیسے کہہ سکتی تھی؟جہاں سانس لینا بھی اجازت سے مشروط ہو۔

اگر وجہ بتانے کے ساتھ مطالبہ کر لئے گی تو اسے ڈر تھا اس کی ساس اسے بھی بدنام کرنا شروع کر

دے گی --اس پہ الزامات لگا دے گی -- کہ الگ ہونے کے لیے میرے ڈاکٹر بیٹے پر جھوٹے الزام لگا رہی ہے --

ہاں اس کا شوہر اس کا ساتھ دے گا۔ اسے بھروسہ ہے --وہ ضرور دے گا لیکن باقی اور کوئی نہیں دے گا--- الٹا اس کے دیور کے ساتھ

منسوب کر کے غلط غلط باتیں بنائیں گے سب---

اور وہ یہ نہیں چاہتی تھی--- بہت باکردار لڑکی تھی

وہ ---نہیں چاہتی تھی اس کا نام اس کے دیور

کے ساتھ لگے--- لڑکے کا تو کچھ نہیں جاتا

---لڑکی کا ہی نام خراب ہوتا ہے--- لوگ ایک

کی چار لگا کر آگے سناتے ہیں---

"میں تو صرف گھڑی دیکھ رہا تھا بھا بھی---" وہ
اس کے غصے کو بالکل نظر انداز کر---نرمی سے
مسکراتے ہوئے کہتا---وہاں سے چل دیا تھا---

علشبہ والے واقعے کے بعد تو جیسے رافع کا
کانفیڈنس کچھ زیادہ ہی ہائی لیول پر پہنچ گیا
تھا---چونکہ سب ہی نے اسے سپورٹ کیا تھا

---کسی نے بھی علشبہ کی بات پر یقین کرنا تو دور کان تک نہیں دھرے تھے یہاں تک کہ معظم نے بھی نہیں ---اور یہی بات اسے مزید شے دے رہی تھی---

جبکہ زینیا فوراً ہی بیسن کے پاس آکر ---اپنا ہاتھ رگڑ رگڑ کر دھونے لگی ---جو رافع نے پکڑا تھا--- اسے گھن آرہی تھی اس کے چوہے سے بھی----

♡*Husny Kanwal*♡

اس کی گاڑی ایئرپورٹ کے پارکنگ ایریا میں آکر رکی --

وہ گاڑی سے نکل کر دو تین قدم ہی چلی تھی کہ ایک گرجدار آواز نے فضا کو چیر دیا۔ اُس نے چونک کر اوپر دیکھا۔۔۔۔آسمان میں ایک جہاز بلندیوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ہلکی ہوا اُس کے بالوں کو بکھیر رہی تھی۔۔۔اور

لبوں پر اداسی میں ڈوبی مسکراہٹ تیر گئی۔۔۔۔

دل کے کسی کونے میں ایک عجیب سہ خلا محسوس

ہوا۔۔ایک خالی پن، ایک نامکمل لمحہ۔۔۔۔

وہ اس سے آخری بار مل کے بھی نہیں گیا تھا

۔۔۔۔اور پتہ نہیں کیوں۔۔۔یہ نہ ملنا دل میں

خلش سی پیدا کر گیا۔۔۔ایک ادھورا پن ۔۔۔ جیسے

اس کا کچھ کھو گیا ہو۔۔۔

دل جانتا تھا کہ وہ جا چکا ہے۔۔۔ مگر پھر بھی نہ

جانے وہ کون سہ ضدی سہ احساس تھا، جس کے

کہنے پر وہ ایئرپورٹ کے اندر چلی گئی---قدم جیسے خود بخود ریسپشن کی طرف بڑھتے گئے---اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ معلومات لی----اور جواب وہی تھا جس کا ڈر تھا---

"فلائٹ ٹیک آف کر چکی ہے-- میم"

ایک پل کو سب کچھ جیسے ساکت ہو گیا۔ دل نے تسلیم تو پہلے ہی کر لیا تھا کہ وہ جا چکا ہے.... مگر اس تصدیق نے سب کچھ مزید خالی کر دیا۔ یوں لگا جیسے اس ایک جملے نے امید کی آخری ڈوری بھی کاٹ دی ہو۔۔۔

جاتے وقت وہ جیسے اپنے قدم گھسیٹ رہی
تھی۔۔۔اور ہر تھوڑی بعد وہ پلٹ کر
دیکھتی۔۔۔ایسا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ جیسے کچھ
چھوٹ رہا ہے ۔۔ جیسے اس کا اپنا کوئی رہ گیا
ہے۔۔شاید وہ کچھ بھول رہی ہے۔۔۔ اور یہی
احساس لیے وہ واپس گھر لوٹ آئی۔۔۔

"میری طرف سے بھی شکریہ ادا کر دیا روماں کو۔؟"

کمرے میں داخل ہوتے ہی تابش اسے جاگتا ہوا ملا

۔۔۔اس کی ساس اسے دیکھتے ہی مسکرا کر وہاں

سے چلی گئی تھیں۔۔۔ ان کے جاتے ہی اس نے

بریرہ کو دیکھ کر۔۔ پہلا سوال روماں کے متعلق

کیا۔۔۔

"وہ ملا ہی نہیں۔۔۔ کہاں سے کرتی۔۔۔" وہ دل جلے سے لہجے میں کہتی ہوئی اس کے پاس آکر بیٹھی۔۔۔اور پھر اس کے سینے پر اپنا سر رکھ دیا۔۔۔اس کی آنکھیں بہت رنجیدہ سی دکھائی دے رہی تھیں۔۔۔

"اداس کیوں ہو رہی ہو؟... فون پر شکریہ ادا کر لینا بعد میں" وہ بڑی نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

"اگر وہ جا رہا تھا تو پہلے سے بتا دیتا ۔۔۔ لاسٹ موومنٹ پر بتانے کا کیا مطلب ۔۔۔وہ ملنا ہی نہیں چاہتا تھا تابش۔۔۔ " وہ فورا ہی اپنی تھوڑی

اس کے سینے پر جماتی ۔۔۔اس کی جانب دیکھ۔

تھوڑا تلملائے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔ جیسے غصہ

ہو رومان پر۔۔۔

جواباً تابش مسکرانے لگا۔۔۔اور وہ مسکراہٹ بڑی

معنی خیز تھی۔۔۔

"پتہ ہے یہ روز کلینک جانے لگا تھا۔۔۔اس کے

بابا کو لگا یہ ڈاکٹر بننے میں انٹرسٹڈ ہے لیکن کچھ

دنوں بعد یہ مایوس ہو کر گھر میں بیٹھ گیا۔۔۔پوچھا

کیوں نہیں جا رہے؟؟...تو بتانے لگا کہ وہ لڑکی

آتی ہی نہیں....۔۔۔تو اس کے بابا نے پوچھا کون

سی لڑکی۔۔۔اس نے کہا۔۔ نام نہیں پتہ لیکن

ایک موٹی و کیوٹ سی لڑکی ہے -- ہم سب بڑا

ہنسے--- چھوٹا سہ تو تھا یہ ---زیادہ بڑا تھوڑی تھا

---14 سال کا صرف--- تم ایک دن پھر آئیں

کلینک میں اور یہ اتفاق سے اس دن کھانا دینے

گیا تھا--- بڑا خوش ہوا گھر آکر--- سب کو بتانے

لگا---وہ ائی تھی--وہ آئی تھی---اور پھر اس

نے تمھارے بھائی کو بھی دیکھ لیا تھا--- مطلب

معظم کو۔۔۔اس دن کے بعد سے اس نے معظم

سے دوستی بڑھائی اور۔۔۔ "ابھی سمیرا بیگم بتا ہی

رہی تھیں بریرہ کو۔۔۔کہ پیچھے ڈائننگ ٹیبل کے

ایریا سے تابش کی آواز آئی۔۔۔

"مام بس کریں" اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کہاں

جا کے اپنا منہ چھپائے۔۔۔اس کی والدہ کو کیا

ضرورت پڑی ہے بریرہ کو اس کے سارے راز بتانے کی۔۔۔

وہ بیچارہ شرم سے پورا پورا لال ہو رہا تھا۔۔۔

"کیا بس کریں ۔۔۔ بتانے دو۔۔۔ " بریرہ نے فورا ہی پلٹ کر۔۔۔اسے آنکھیں دکھا کر۔۔۔چپ

کرایا۔۔۔ "ہاں امی آپ بتائیں۔۔۔" ساتھ ہی اپنی ساس سے بڑے اشتیاق سے دوبارہ پوچھنے لگی۔۔۔

اسے بڑا مزہ آرہا تھا سننے میں۔۔۔

"پھر ایک دن آیا اور کہنے لگا۔۔ پاپا مجھے وہ لڑکی بہت پسند ہے۔۔۔ میری اس سے شادی کرا

دیں۔۔۔" یہ بات سنتے ہی بریرہ کبھی حیرت سے

منہ کھولے پیچھے پلٹ کر اپنے شوہر کو

دیکھتی۔۔۔تو کبھی اپنے سامنے بیٹھے ساس سسر

کو۔۔۔

اس نے پہلی بار جب بریرہ کو دیکھا تھا تو وہ صرف

14 سال کا تھا۔۔۔اور اس نے چند ماہ بعد ہی

بریرہ سے شادی کی فرمائش ظاہر کر دی تھی اپنے

والد کے سامنے---

"پھر؟؟

پورے دس سال پرانی محبت ہے وہ اس لڑکے کی

یہ سن کر ہی اس کے دل کو کچھ ہو رہا---

تھا--- جیسے پیٹ میں تتلیاں اڑ رہی ہوں---

کونی کشن پر جما کر---ہاتھ اپنی ٹھوڑی کے نیچے

جماتے---اس نے بڑے تجسس سے پوچھا

"پھر اس کے پاپا نے کہا۔۔کہ میں شادی کرا

دوں گا۔۔پر پہلے ڈاکٹر بننا پڑے گا۔۔۔کہنے لگا

ٹھیک ہے۔۔ڈن۔۔میں بن جاؤں گا۔۔۔ہم

سب ہنسنے لگے۔۔۔"جب سمیرا بیگم یہ ساری

باتیں بتا رہی تھیں تو ان کی آنکھیں چمک رہی تھیں

۔۔خوشی کی چمک۔۔۔اور صرف انہی کے

کیوں۔۔۔تابش کے والد اس کی چھوٹی

بہن---سب کے چہرے دمک رہے تھے---وہ

سب مسکرائے چلے جا رہے تھے---

"مما گھر کا بھی تو بتائیں بھابھی کو"صبغہ فوراً ہی

اپنی والدہ کی گود سے سر اٹھا کر بولی---

"تم سے چپ نہیں رہا جا رہا ناں۔۔۔" ابھی وہ بول کر چپ بھی نہ ہوئی تھی کہ پیچھے سے تابش نے آکر اس کے سر پر دھب لگائی۔۔

"کیا ہو گیا۔۔۔ بتانے دو نا" جہاں صبغہ منہ بسور کر اپنا سر مسل رہی تھی۔۔۔وہیں بریرہ فورا ہی چڑھتے ہوئے بولی۔۔۔

"بس بس بہت سن لیا۔۔۔ چلو اوپر چلو۔۔"

"بھابھی یہ نا صرف اس لیے آپ کو لے کر جا رہے ہیں۔۔۔تاکہ آپ کو پتہ نہ چلے گھر کے بارے میں۔۔۔ "صبغہ کے کہتے ہی تابش نے اسے کھا جانے والی نگاہ سے گھورا۔۔۔

"کیا راز ہے ایسا گھر میں؟؟" اس کے دل میں

اشتیاق پیدا ہو گیا تھا جاننے کا۔۔۔

"کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔" تابش فورا بولا۔۔۔

"ہاں--- عام سی بات ہے نا---ڈیفنس سے
نکل کر ناظم آباد کے گھر میں شفٹ ہونا-- صرف
ایک لڑکی کو ہر وقت دیکھنے کے چکر میں--" اور
بس صبغہ کا لاپرواہی والے انداز مگر شرارتی آنکھوں
کے ساتھ بولنا تھا کہ تابش نے فوراً ہی صوفے سے
کشن اٹھا کر اس کے منہ پر مارا--- وہ دوسرا کشن
بھی اٹھانے لگا مگر اس نے جو پھرتی سے عمل کیا

تھا اس کی وجہ سے۔۔۔اسے اپنے چیسٹ میں درد

ہوتا محسوس ہوا اور لمحہ بھر میں اسے یاد آیا کہ وہ بیمار

ہے۔۔۔۔ورنہ اتنی دیر سے جو ماحول بنا ہوا تھا اس

کے گھر کا۔۔اور سب ہنسی مذاق کر رہے

تھے۔۔۔اس کے سبب وہ بھول بیٹھا تھا کہ وہ

بیمار ہے۔۔۔

باقی سب تو ہنس رہے تھے لیکن اسے شدید درد

محسوس ہونے لگا۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ دو تین

لمحوں کے لیے ٹھہر گیا۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ

باقی سب پریشان ہو جائیں۔۔۔ کتنے دنوں بعد تو وہ

اپنے پیاروں کے چہروں پر ہنسی دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس لیے اپنے درد کو چہرے پر نہ آنے دیا اور

مصنوعی مسکان چہرے پر سجائے وہ بریرہ کے برابر میں بیٹھ گیا۔۔۔

"یہاں کیوں بیٹھ گئے؟؟۔۔۔ چلو اوپر چلو۔۔ باقی قصے امی سے میں بعد میں سن لوں گی" مانا اس نے لبوں سے کچھ نہیں کہا بلکہ اپنی تکلیف کو چھپا کر وہ خاموشی سے بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔ لیکن بریرہ نے وہ

جو دو لمحوں کے لیے وہ ٹھہرا تھا نا۔۔۔اسے بھی

محسوس کیا۔۔۔اور فوراً ہی کھڑی ہو گئی۔۔۔

تابش کو آہستگی سے اٹھا کر۔۔۔اپنے ساتھ کمرے

میں لے گئی تھی وہ۔۔۔

"درد زیادہ ہورہا ہے؟؟" کمرے میں آتے ہی اس
نے سب سے پہلا سوال یہی کیا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔" مقابل نے صاف انکار کیا اور
مسکراتے ہوئے بیڈ پر لیٹ گیا۔۔۔

وہ بھی دروازہ لاک کر کے ۔۔۔بالوں کو کیچر سے آزاد کر۔۔۔اس کے برابر میں آکر لیٹی۔۔۔

"اچھی بات ہے۔۔۔ اللہ کرلے میرا شوہر جلدی سے ٹھیک ہو۔۔اس سے ساری تکالیف دور ہو جائیں۔۔"یہ نہیں کہا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔۔۔بس دعا دی۔۔۔دعا بھی کچھ اس انداز

میں ۔۔۔۔کہ خود کو اس کی جانب منسوب کر دیا

۔جو 14 سال کی عمر سے خواہش ہے ۔۔۔وہ کیسے

نہ مسکراتا ۔۔۔وہ کیسے اس کی ادا پر صدقے واری

نہ جاتا ۔۔۔ اس کی پیشانی کو نرمی سے چومتا

۔۔۔اسے اپنی باہوں میں جکڑ چکا تھا ۔۔۔

وہ اس کے سینے پر سر رکھ کر پرسکون سی آنکھیں

موند چکی تھی۔۔۔

ہاں۔۔پورے جسم میں درد ہو رہا تھا لیکن اس

قیامت خاص کی قربت، اس کی گرم سانسیں، اس

کی محبت کے سبب۔۔اس میں میٹھی میٹھی خوشی

شامل تھی اب۔۔۔

رات کا کون سہ پہر تھا نہیں معلوم۔۔۔دونوں

ابھی سو رہے تھے۔۔۔تابش تو ویسے بھی دوائیوں

کے زیر اثر ہوتا تھا تو بہت گہری نیند سوتا۔۔۔اسی

نیند میں اس نے اپنا رخ دوسری جانب موڑ

لیا۔۔۔اوراب اس کی کمر تھی بریرہ کی جانب۔۔

کچھ ہی دیر گزری۔۔۔کے بریرہ کی آنکھ

کھلی۔۔۔جب اس نے دیکھا کہ تابش کا چہرہ

دوسری جانب ہے۔۔۔اس کی جانب تو کمر ہے تو

فوراً ہی اس کے اوپر سے کودتی ہوئی نیند میں ہی

اس کے چہرے والی سمت آئی اور وہاں آکر

۔۔۔اب اس کے سینے سے دوبارا سر لگایا۔۔پھر

اپنے پاؤں بالکل کیئرلیس انداز میں اس کے وجود پر رکھ لیے ---اور دوبارہ سو گئی---

وہ نیند میں بھی اتنی فکر مند ہو کر سوتی تھی---کہ اگر تابش کو ایک کھانسی بھی آئے تو پہلے اسے پتہ چلے---

♡*Husny Kanwal*♡

"آپ کب تک گیسٹ روم میں سوتی رہیں گی

؟؟... میں آپ کے لیے روزانہ بیڈ چھوڑتا

ہوں۔۔مگر آپ کمرے میں آتی ہی نہیں۔۔۔"

ویسے تو وہ شوٹ پر جانے سے پہلے خود ناشتہ بنا لیا

کرتا تھا لیکن اب طیبہ اس کا بہت خیال رکھ رہی

تھی۔۔۔ جیسے ایک بیوی صبح ہی صبح اٹھ کر اپنے

شوہر کو ناشتہ دیتی ہے بالکل وہ اسی طرح اپنی فکر

سے صبح ہی اٹھ جاتی۔۔اور اس کے لیے ناشتہ تیار

کرتی۔۔۔اسے ناشتہ کرانے کے بعد ہی گھر سے

نکالتی۔۔۔اور پھر خود دوبارہ جا کر سو جاتی۔۔۔

آج ناشتے کی ٹیبل پر حمزہ بڑی ہمت جمع کر یہ

بات کر رہا تھا۔۔۔

"میں اب وہیں کمفرٹیبل ہوں۔۔۔" مقابل نے

نظر جھکائے۔۔۔ناشتہ کرتے ہوئے۔۔۔نرمی سے

جواب دیا۔

"اوکے ---" حمزہ نے اس بات کو مزید طول نہ

دی --وہ محسوس کر سکتا تھا وہ لڑکی بہت کھچاؤ

رکھتی ہے اس کے ساتھ-- ظاہر کرتی ہے اپنے ہر

عمل سے----کے وہ مجبور ہے صرف اس لیے

یہاں موجود ہے اور کوئی رشتہ نہیں---اور کوئی

واسطہ نہیں ---اور جب وہ اس طرح ظاہر کر رہی

تھی تو پھر مقابل خود کو اس پر فورس کیسے کر سکتا

تھا؟؟... کیسے کہہ سکتا تھا کہ میرے ساتھ یہ

رشتہ نبھاو---- تھوڑا سہ ہی صحیح بیوی بنو

میری---اس نے بھی پھر بالکل خاموشی اختیار

کرلی---

وہ دونوں میاں بیوی ہونے کے باوجود ایک ہی گھر

میں ہوتے ہوئے بھی بالکل اجنبی تھے--- صبح

صرف ناشتے کے وقت پر وہ اس کے ساتھ

ہوتی۔۔۔ باقی سارا دن شوٹ پر گزرتا۔۔۔

ہاں رات کا کھانا وہ دونوں ساتھ ہی کھاتے

تھے۔۔۔ چاہے وہ کتنا ہی لیٹ آئے ۔۔ طیبہ اس

کا انتظار کرتی تھی۔۔

وہ جانتا تھا بیچاری بھوکی رہتی ہے کافی دیر تک اس کی خاطر۔۔۔ لیکن اس کے باوجود کبھی جھوٹے منہ بھی نہیں کہتا تھا کہ میرا انتظار مت کرو۔۔۔ کھانا کھا لیا کرو۔۔۔ وجہ صرف اتنی سی تھی کہ اسے ڈر تھا۔۔۔ کہ وہ جھوٹے منہ بھی بولے گا تو سنگ دل لڑکی حقیقت میں اس کے لیے کھانے پر انتظار کرنا چھوڑ دے گی۔۔۔ اور پھر جو رات میں

کچھ وقت میسر آجاتا ہے اس کے ساتھ کا۔۔۔اس

سے بھی محروم ہو جائے گا۔۔

وہ تو سو جایا کرے گی اس کے آنے سے پہلے پہلے

پھر۔۔۔

ناشتے کے بعد وہ اپنا سامان لینے اوپر چلا گیا

تھا۔۔۔ اتنی دیر میں طیبہ نے پورا کچن صاف کر لیا

۔۔۔

"کچھ چاہیے آپ کو؟؟" وہ تیار ہو کر نکلنے لگا تو

طیبہ اس کے ساتھ دروازے تک آئی۔۔۔

اسے لگا شاید وہ اس لیے ساتھ آرہی ہے کیونکہ اسے کسی چیز کی ضرورت ہے---

دروازے پر رک کر اب وہ یہی پوچھ رہا تھا۔--

"نہیں تو۔۔۔ میں تو آپ کو دروازے تک سی اف کرنے آئی تھی۔۔۔ "طیبہ نے نرمی سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔ جس پر وہ بھی مسکرایا۔۔۔۔

اسے اچھا لگا تھا دلی طور پر۔۔۔ اس لڑکی کا یوں دروازے تک چھوڑنے آنا۔۔۔

"اللہ حافظ۔۔۔ فی امان اللہ۔۔۔" اپنے نزدیک تو طیبہ پوری کوشش کرتی تھی کہ وہ حمزہ سے دور رہے۔۔۔تاکہ اسے یہ نہ لگے۔۔۔کہ وہ اپنا آپ

تھوپ رہی ہے اس پر۔۔۔اس نے مدد کرنے کے

لیے اگر انگلی تھامی ہے تو وہ پورا ہاتھ پکڑ کر بیٹھ

گئی ہے اس کا زبردستی ۔۔۔اسے یہ فیل نہ

آئے۔۔۔کہ وہ بوجھ ہے۔۔۔۔ اس چکر میں وہ اس

سے کوئی بات نہیں کرتی تھی۔۔۔مگر اس بھولی

لڑکی کو اندازہ بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔یہ بالکل ایک

غیر ارادی عمل تھا اس کا۔۔۔کہ وہ حمزہ کو وہی

ٹریٹمنٹ دے رہی تھی جو اس کی والدہ اس کے

والد کو دیا کرتیں۔۔۔کہ ان کے اٹھنے سے پہلے

ناشتہ تیار کر لینا۔۔۔اپنے ساتھ انہیں ناشتہ کرانا

۔۔۔پھر رات میں ان کے گھر لوٹنے کا انتظار

کرنا۔۔۔ان کے لیے تازی کھانا لگانا اسی وقت گرم

گرم روٹی پکانا۔۔۔اور اب تو اس نے دروازے پر

سی اف کرنے آنا بھی شروع کر دیا تھا۔۔۔ وہ

محسوس بھی نہیں کر رہی تھی کے وہ حمزہ کو آہستہ

آہستہ اپنی عادت ڈال رہی ہے---

"او کے--- اپنا بہت خیال رکھنا--اللہ حافظ

----فی امان اللہ" چہرے پر بڑی سی مسکان

سجائے---وہ اسے اللہ کی امان میں دیتا---گھر

سے نکل گیا تھا----وہ بھی بڑا خوش خوش---

♡*Husny Kanwal*♡

"یہ بٹن آپ نے لگایا ہے میرے کوٹ کا؟؟"

ڈارک مہرون کلر کا کوٹ ہاتھ میں لیے۔۔۔ وہ نیچے

آکر۔۔۔۔صوفے پر بیٹھی طیبہ کو دیکھ۔۔استفسار

کرنے لگا۔۔۔

"جی۔۔۔" اس نے ہاتھ میں پکڑی میگزین چہرے
پر سے ہٹا کر۔۔۔ ایک نظر کوٹ کی جانب دیکھا جو
وہ اسے دکھا رہا تھا۔۔۔اور پھر لاپرواہی سے اثبات
میں سر ہلا کر اقرار کرتی۔۔۔واپس میگزین پر نگاہ
مرکوز کر گئ۔۔۔

"کیا؟؟؟" وہ تو لاپرواہ ہی بنی ہوئی تھی مگر وہ مقابل کی آنکھوں کی تپش تھی جس نے اسے واپس اپنی جانب متوجہ کیا تھا وہ بھی بغیر کچھ بولے---

ایک ابرو اچکا کر-- وہ انجان لہجے میں استفسار کرنے لگی---

"کچھ نہیں---" کیا بتاتا--- کہ اچھا لگتا ہے

جب تم میرے چھوٹے چھوٹے کام بھی بغیر بولے

کر دیتی ہو جس پر میری خود بھی توجہ نہیں

ہوتی---

اسے سمجھ نہیں آتی اس لڑکی کی---ایک طرف تو

اتنی سنگ دل اور پتھر کی مورت بنی رہتی ہے

---کہ جیسے جانتی بھی نہ ہو اسے--- ایک گھر میں رہنے کے باوجود---کوئی بات نہیں ، کوئی فرمائش نہیں، کوئی خواہش کا اظہار نہیں، کوئی ہنسی مذاق نہیں---مگر وہیں دوسری جانب ---اپنے چھوٹے چھوٹے عمل سے ظاہر کرتی ہے کہ کتنی فکر کرتی ہے اس کی--

ضرورت نہیں ہے اسے۔۔۔ مقابل کے کمرے کی
صفائی کرنے کی۔۔۔ لیکن پھر بھی وہ کرتی ہے۔
روز جھاڑو لگاتی ہے، میز پر رکھی گرد جھاڑتی ہے، تکیے
سیدھے کرتی ہے۔۔۔

ضرورت نہیں ہے اسے اس کے کپڑے لانڈری
میں ڈالنے کی۔۔۔ مگر وہ کرتی ہے۔۔۔

ضرورت نہیں ہے لانڈری سے آئے کپڑوں کو دوبارہ

الماری میں سجا کر رکھنے کی۔۔۔ لیکن وہ رکھتی

ہے۔۔۔ رنگوں کے حساب سے، ترتیب سے، نرمی

سے۔ حتیٰ کے ہر قمیض کے بٹن بند کرتے ہوئے

۔۔

حمزہ نرمی سے سر جھٹک کر کہتا۔۔۔وہاں سے چل

دیا۔۔۔

ایک دو لمحوں کے لیے طیبہ نے محسوس کیا کہ حمزہ

کی آنکھیں بہت کچھ کہہ رہی تھیں اس

سے۔۔لیکن پھر اس نے اپنا وہم گمان کیا۔۔۔کہ

یہ کہاں ممکن کہ اتنا بڑا سپر سٹار، اتنا خوبصورت لڑکا

اس جیسی گندی لڑکی کے لیے کوئی فیلنگس

رکھے۔۔۔وہ صرف مدد کر رہا ہے ، احسان کررہا ہے ،

ترس کھا رہا ہے، اسے زیادہ سوچنا نہیں چاہیے اس

متعلق ورنہ وہ خود کو خوش گمان کر لے گی اور بعد

میں اپنی ان خوشگمانیوں پر بھی تکلیف اٹھائے

گی۔۔۔یہی سوچتے ہوئے اس نے واپس اپنی توجہ

میگزین کی جانب مرکوز کی۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

وہ بار بار اپنا سیل چیک کر رہی تھی یہاں تک کہ نیند سے اٹھ اٹھ کر بھی۔۔۔

اس کا سر اب ہر وقت بھاری رہنے لگا تھا۔۔۔

اسے تو بڑا مان تھا کہ وہ ناراض ہوگی تو پیچھے پیچھے چلا

آئے گا ۔۔آج تک وہ ناراض نہیں ہوئی نا ۔۔۔اسے

اہمیت دیتی ہے ۔۔۔ہر بات میں اسے پوچھتی

ہے ۔۔اس لیے اب پہلے جیسی ویلیو نہیں دے رہا

اسے ۔۔۔ مگر اب جب وہ ناراض ہوگی نا ۔۔۔ اور

بات کرنا چھوڑ دے گی ۔۔۔تو پتا چلے گا

اسے۔۔۔پھر خود ہی پاگلوں کی طرح پیچھے آئے گا

منانے کے لیے۔۔۔پھر اسے احساس ہو گا وہ کیا

کھو رہا ہے۔۔۔ پھر پچھتائے گا بیٹھ کر۔۔۔ لیکن

اس کی ساری خوشگمانی۔۔۔اس کا سارا مان دھرا

کا دھرا رہ گیا جب 15 دن گزر جانے کے بعد بھی

کوئی کال کوئی میسج موصول نہیں ہوا مہروز کی

جانب سے۔۔۔

مہروز تو کیا ہی پاگل ہوا ۔۔الٹا وہ ہو رہی تھی ۔۔کہ

ناک لگا کر بیٹھ گئی ، غصہ کر کر بیٹھ گئی، خفگی

اختیار کر کے بیٹھ گئی اور دوسری جانب سے

منانے کی ذرہ برابر کوئی کوشش نہیں ۔۔۔

کوشش کرنا تو کجا وہ بندہ تو حال چال تک نہیں

پوچھ رہا۔۔۔ سلام تک نہیں کر رہا۔۔۔۔ جیسے اسے یاد بھی نہ ہو کہ اس کی کوئی بیوی ہے۔۔۔

اس سے اب مزید برداشت نہیں ہو رہا تھا اس نے ٹھان لی تھی۔۔۔ کہ وہ مہروز سے فیس ٹو فیس بات کرلئے گی۔۔۔ پوچھے گی آخر مسئلہ کیا ہے اس کے ساتھ؟؟... کیوں ایسا بیہیو کر رہا ہے۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

وہ نیند میں تھا جب اس کا سیل رنگ ہونے لگا

وہ رنگ ٹون اسے اپنے کانوں میں چبھتی محسوس

ہوئی۔۔۔اس لیے اس نے دوسری جانب کروٹ

لے لی۔۔۔ لیکن کال مسلسل آرہی تھی۔۔۔ جو

اسے گہری نیند میں ڈسٹرب کرتی معلوم ہوئی۔۔۔

گہری نیند کہ سبب۔۔۔ اس نے بغیر دیکھے کہ

کال کس کی ہے۔۔۔ڈسکنیکٹ کر دی۔۔۔

صرف کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ اس کا دروازہ زور زور سے بجنے لگا۔۔۔

"کیا قیامت آگئی ہے ماموں۔۔۔کیوں دروازہ بجا رہے ہیں اتنی زور سے؟؟" نہ چاہتے ہوئے بھی زبردستی آنکھیں کھول کر۔۔۔ وہ کمرے کا دروازہ کھولنے

آیا۔۔۔اور پھر نہایت چڑھتے ہوئے اپنے ماموں سے پوچھنے لگا۔۔۔

"کب سے تمہاری مام فون کر رہی ہیں ۔۔اٹھا کیوں نہیں رہے ہو؟؟.... تمہیں کچھ خبر بھی ہے کتنی بڑی قیامت برپا ہو گئی ہے ہم پر" رومان کے ماموارمان۔۔۔ جو دکھنے میں صرف اس سے چارپانچ

سال بڑے معلوم ہو رہے تھے ---بڑے پینک حالت میں گویا ہوئے---

"کیا ہوا ہے خیریت؟؟"اس نے ابھی بھی کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی---

"تمہارے ڈیڈ۔۔۔ ان کا انتقال ہو گیا ہے۔۔۔"

اور بس یہ جملہ کانوں میں پڑنا تھا کہ لمحہ بھر میں اس کی آنکھیں مارے شاکڈ کے پھیلیں۔۔۔

نیند تو کجا اب تو جیسے سانس بھی نہ آرہا ہو۔۔۔

وہ کتنے ہی لمحے ششدر سی حالت میں اپنے ماموں کو دیکھتا رہا۔۔۔

وہ اپنے والدین سے بڑا ناراض رہا کرتا تھا۔۔ والد سے تو بہت ہی کم ملتا اور آخر کے کچھ سالوں میں تو اس کی بات چیت بھی بند تھی۔۔ وہ بھی اسے منانے کی کوشش نہیں کرتے تھے۔۔ حتی کہ

انہوں نے اپنے اکلوتے بیٹے کی منگنی میں بھی
شرکت نہ کی۔۔۔۔ہر وقت اپنے بزنس میں لگے
رہتے بس۔۔۔لیکن اس کے باوجود وہ بڑی محبت
کرتا تھا ان سے ۔۔۔اور اس بات کا احساس اسے
آج ہو رہا تھا جب اپنے والد کی اچانک موت کی خبر
سنی۔۔۔

وہ لمحہ ایسا تھا جیسے کسی نے اس کے پاؤں تلے

سے زمین ہی کھینچ لی ہو۔۔۔جیسے سر پر سایہ دینے

والی چھت اچانک گر کر بکھر گئی ہو۔۔۔جیسے

برسوں کی شفقت، بے لوث چاہت اور خاموش

محبت پل بھر میں اس کی زندگی سے چھن گئی

ہو۔ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے وجود کا کوئی حصہ

اچانک کٹ کر گر گیا ہو۔۔جیسے سانس تو چل رہی

ہو مگر زندگی رک گئی ہو۔۔۔آنکھوں کے سامنے سب کچھ ویسا ہی تھا۔۔۔بس ایک چہرہ، ایک وجود، ایک احساس۔۔۔اب وہاں نہیں تھا۔

وہ کھڑا تھا مگر جیسے خود اپنے وجود کا سہارا ڈھونڈ رہا ہو،

دل کے اندر ایک خالی پن تھا،

ایسا خالی پن جو شور کرتا ہے۔۔۔

اور وہ شور صرف وہی سن سکتا تھا۔

"آپ آپ۔۔۔آپ۔۔۔ مذاق کر رہے ہو نا؟؟...

اپریل فول ہے کیا آج؟؟..ایسا مذاق مت کریں

پلیز۔۔۔میں مذاق میں بھی ڈیڈ کے بارے میں یہ

نہیں سن سکتا۔۔۔"اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے

لگے تھے لیکن اس کا دل ابھی بھی اس خبر کو
مانںے کے لیے تیار نہ تھا۔۔۔

"روماں صبر کرو۔۔" ماموں کی آواز دھیرے سے گونجی
جیسے دکھ میں ڈوبا کوئی قریبی رشتے دار تسلی دے رہا
ہو۔۔۔مگر اس نرمی کے نیچے ایک عجیب سہ کھچاؤ

تھا جیسے ہر لفظ سوچ سمجھ کر، ناپ تول کر بولا جا رہا

ہو۔

"اب وقت کم ہے بیٹا، خود کو سنبھالو۔"

وہ اس کے کندھے کو مضبوطی سے تھامتے ہوئے

بولے۔۔۔

"رونا دھونا سب ٹھیک ہے مگر ایسے موقع پر ہوش کھونا نقصان دہ ہوتا ہے۔۔۔اب سارا کاروبار، ساری جائیداد... تمہارے ہاتھ میں آنے والی ہے۔اگر تم نے ابھی قدم نہ اٹھایا، تو دوسرے اٹھالیں گے۔"

ارمان رکا پھر ذرا نرم مسکراہٹ کے ساتھ بولا

"اپنی مام کو سنبھالنا تمہاری ذمہ داری ہے، مگر اصل ذمہ داری... تمہارے والد کی محنت کی حفاظت ہے۔"

اس نے لفظ محنت پر خاص زور دیا جیسے وہ وراثت کا دوسرا نام ہو۔

"میں فلائٹ بک کروا رہا ہوں"

ارمان نے اپنے الٹے ہاتھ میں پکڑے موبائل کی

اسکرین پر نظریں جماتے ہوئے۔۔۔ عجلت سے

کہا۔۔

"بس اتنا یاد رکھنا رومان۔۔۔۔ تمہارے باپ کی

جائیداد کے بہت سے وارث اٹھیں گے اب لیکن

تمہیں عقلمندی سے کام لینا ہے--- نہ اس کے
بھائی نہ اس کی بہنیں نہ اس کی پہلی بیوی ---
کوئی اس کی جائیداد کا وارث نہیں ہے سوائے
تمہارے"

وہ یہ کہہ کر چپ ہو گیا۔

کمرے میں ایک عجیب سی خاموشی پھیل
گئی۔ایسی خاموشی، جو تعزیت کی نہیں، حساب
کتاب کی تھی۔

اپنے ماموں کی بات سن وہ بے یقینی کہ عالم میں
ان کا چہرہ تکنے لگا۔۔۔اس کا باپ مرا تھا۔۔۔اور
وہ اس سے بزنس سنبھالنے کی باتیں کر رہے تھے

---ایسا بھی کیا لالچ؟؟---ایسی بھی کیا دنیا داری؟؟---ایسی بھی کیا پیسوں سے محبت؟؟---

رومان کی نظروں کی حیرت کو بالکل نظر انداز کر--- وہ فلائٹ بک کرانے میں مصروف ہو گئے تھے---

♡*Husny Kanwal*♡

"رومان کتنی بار کہا ہے۔۔۔وقت پہ گھر آیا کرو۔۔۔وقت پہ کھانا کھاؤ۔۔۔تم سنتے کیوں نہیں ہو میری"

"رومان۔۔۔ میں نے کہا گیم بند کرو اور میرے پاس آکر بیٹھو۔۔۔ کچھ وقت میرے ساتھ بھی گزار لیا کرو"

"میں بزنس ٹرپ پہ جا رہا ہوں۔۔۔تمہارے لیے کچھ لانا ہے؟؟؟"

" بارش ہو رہی ہے باہر۔۔۔آ جاؤ۔۔۔باپ بیٹے

بیٹھ کر چائے پیتے ہیں"

" میں آخری بار وارن کر رہا ہوں۔۔۔اگر اگلی بار مجھے

تمہاری وجہ سے پولیس اسٹیشن کی شکل دیکھنی

پڑی۔۔۔تو میں تمہیں گھر سے نکال دوں گا۔۔۔"

"اچھا اگر غصے میں کچھ بول دیا میں نے تو کیا اپنے باپ سے بات کرنا چھوڑ دے گا یہ---کیا چاہتا ہے---میں اس سے معافی مانگوں؟؟"

"میرے ساتھ بیٹھا کرو--- تھوڑا بزنس سیکھو--- خدانخواستہ مجھے اچانک کچھ ہو گیا---تو تم سنبھال

تو سکو گے ۔۔۔ورنہ کھا جائیں گے لوگ تمہارا سارا

حصہ ۔۔۔ اور تم نشے میں ڈوبے رہ جاؤ گے۔۔۔"

وہ اپنے باپ کے جنازے کو کندھا دیے ایک ایک

قدم چل رہا تھا۔۔۔اور ہر قدم کے ساتھ ایک آواز ،

ایک صدا ۔۔۔اس کے کانوں میں گونج رہی

تھی ۔۔۔ایک واقعہ اس کی آنکھوں کے آگے لہرا رہا

تھا۔۔۔ایک منظر فلم کی طرح اس کے سامنے چل رہا تھا۔۔۔

لوگوں نے تو کہا تھا کہ میت گاڑی منگا لو بیٹھ کر آرام سے چلے جائیں گے۔۔۔لیکن اس نے کہا ۔۔۔نہیں۔۔۔وہ اپنے باپ کو خود ان کی آخری آرام گاہ تک چھوڑ کر آنا چاہتا ہے۔۔۔آخری وقت

میں ہی صحیح۔۔ لیکن ان کا ذمہ دار بیٹا بن کے

دکھانا چاہتا ہے۔۔۔

اسے لگ رہا تھا اپنے والد کو دفناتے وقت کہ یہی

سب سے بڑی قیامت ہے۔ اس سے بڑی قیامت

برپا نہیں ہو سکتی اب اس پر۔ لیکن وہ غلط تھا

۔۔گھر واپس لوٹنے کے بعد پولیس کو اپنے گھر میں دیکھ۔۔۔وہ چونکا ۔۔۔

عروج خاتون نے بڑی جلد بازی کی تھی اپنے شوہر کو دفنانے میں۔۔۔ ان کے بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کے گاؤں سے آنے کا انتظار تک نہ کیا تھا۔۔۔

مگر رات کے وقت جب وہ لوگ ان کے گھر

پہنچے۔۔۔ تو اکیلے نہ آئے۔۔۔پولیس والوں کو

ساتھ لے کر آئے۔۔۔ احسن صاحب کی پہلی زوجہ

حمنہ نے کیس دائر کر دیا تھا کہ انہیں شک ہے

کہ ان کے شوہر کی موت قدرتی نہیں ہے بلکہ

انہیں قتل کیا گیا ہے اور ان کا شک اپنی سوتن

عروج پر ہے۔۔۔

رومان اپنی بڑی امی سے لڑنے لگا۔۔کہ بھلا اس

کی والدہ کو کیا ضرورت پڑ گئی اپنے شوہر کو قتل

کرنے کی۔۔۔ساری جائیداد انھی کے بیٹے کے نام

ہے۔۔۔اور یہ بات سب جانتے ہیں۔۔۔ شہر

والے بھی اور گاؤں والے بھی ۔۔۔کہ ان کا اکلوتا

بیٹا وہ ہے۔۔۔

اور یہ وہ لمحہ تھا جب اس کے سر پر دوسرا بم

پھوٹا۔۔۔۔اسے بتایا گیا کہ ایسا کچھ نہیں

ہے۔۔۔وہ خوش فہمی کا شکار ہے فقط کہ وہ احسن

صاحب کا بیٹا اور ان کی جائیداد کا اکلوتا وارث

ہے۔۔۔۔ دراصل وہ ان کا بیٹا ہے ہی

نہیں۔۔۔وہ تو صرف عروج خاتون کا بیٹا ہے ان

کے پہلے شوہر سے۔۔۔جسے وہ شادی کے وقت

ساتھ لائی تھیں۔۔۔جسے احسن صاحب نے اپنا نام

دے دیا تھا کیونکہ ان کا کوئی وارث نہ تھا۔۔۔مگر

اب ان کا اپنا وارث موجود ہے دنیا میں۔۔۔جو اس

وقت حمنہ خاتون کی گود میں ہے۔۔۔

رومان کے ذہن میں جیسے دھماکوں کی گونج پھیل گئی تھی۔۔ سوچنے، سمجھنے کی صلاحیت ایک لمحے کو مفلوج ہو گئی۔

پہلے اپنی محبت کو کھو دینے کا زخم۔۔۔

پھر اپنے والد کے اچانک انتقال کا صدمہ۔۔۔

اوراب اپنی ماں پر اپنے ہی باپ کے قتل کا

الزام۔۔۔یہ سب کچھ جیسے ایک ساتھ اس کے

وجود پر آن پڑا تھا۔

لیکن سب سے ہولناک ضرب تو وہ تھی

جب اسے معلوم ہوا کہ جس شخص کو وہ اپنا باپ

سمجھتا رہا۔۔۔وہ دراصل اس کا باپ تھا ہی

نہیں۔وہ خون، جس پر اسے ہمیشہ فخر رہا، در حقیقت

اس کا اپنا تھا ہی نہیں۔

ایسا لگا جیسے زمین پھٹ گئی ہو اور وہ خلا میں لٹک

گیا ہو۔۔۔

نہ کوئی سہارا، نہ کوئی یقین، نہ رشتہ سچا رہا، نہ

احساس۔

اس کے قدم ڈگمگائے۔۔۔دل کی دھڑکنیں

بے ترتیب ہو گئیں۔۔۔ اور نگاہوں کے سامنے

پوری دنیا جیسے الٹی گھوم گئی۔۔۔

یہ صرف دکھ نہیں تھا۔۔۔

یہ اس کے وجود کی بنیاد ہل جانے کا لمحہ تھا۔

وہ سانس تو لے رہا تھا مگر اندر سے جیسے مر چکا تھا۔

اس کے سامنے ہی اس کی ماں کو ہتھکڑیاں لگا کر

۔۔۔ کسی مجرم کی طرح لے جانے لگے ۔۔

"روماں مجھے بچا لو۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا

۔۔۔یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔الزام لگا

رہے ہیں مجھ پر۔۔۔۔" عروج خاتون چیخ چیخ کر

اسے پکار رہی تھیں۔۔ ان لوگوں سے خود کو

چھڑانے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔۔

وہ بھی مسلسل احتجاج کر رہا تھا اپنی ماں کو بچانے

کے لیے ۔۔۔لیکن بہت بے بس تھا وہ اس

معاملے میں ۔۔۔۔وہ پولیس والے اس کے سامنے

ہی اس کی ماں کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر لے گئے تھے۔۔۔

وہ بے بسی کی مورت بنے کھڑا رہ گیا تھا۔۔۔

"اپنا سامان لو۔۔۔ اور نکلو یہاں سے۔۔۔۔ اپنے شوہر کے قاتل کے بیٹے کو نہیں رکھوں گی میں

اپنے گھر میں۔۔۔ "اپنی بڑی امی (احسن صاحب کی پہلی بیوی حمنہ) کو اس نے سختی سے کہتے سنا۔۔۔

جس کے پاس اپنے باپ کا نام تک نہ رہا وہ گھر کا غم کیا کرئے؟؟...

غموں کا جو ہجوم یکدم اس پر آیا تھا۔۔۔اسے سمجھ

ہی نہیں آرہا تھا۔۔۔پہلے کس پہ ماتم

کرئے؟؟..پہلے کس کے لیے روئے؟؟؟۔۔۔یا

پہلے کس کا صدمہ منائے؟؟...

ارمان رومان کو کیا سنبھالتا --- وہ تو پولیس کو دیکھتے ہی راہ فرار اختیار کر گیا تھا---کہ کہیں اسے بھی پکڑ نہ لیا جائے---

♡*Husny Kanwal*♡

"کوئی بھی ضرورت ہو--- تو بلا جھجک بولنا

--ہم دوست ہیں---یاد ہے نا---میں ہر مصیبت میں ساتھ کھڑا ہوں تمہارے---" حمزہ نے جب نیوز چینلز پر رومان کے والد کے انتقال اور پھر اس کی والدہ کے جیل میں جانے کی خبر کے متعلق سنا۔ تو اس سے رہا نہ گیا---اور اس نے سب سے پہلے رومان سے رابطہ کیا---

"شکریہ-- کیا تم کچھ وقت کے لیے میرے پاس آ

سکتے ہو؟؟... میں جانتا ہوں میں بہت سیلفش

بیہیو کر رہا ہوں--- تم کوئی فری آدمی تھوڑی

ہو---کام ہیں تمہارے پاس کرنے کے لیے

بہت لیکن مجھے اس وقت سپورٹ کی ضرورت ہے

---ہر کوئی ایسا لگ رہا ہے میرے خلاف ہے

---- مجھے کوئی راستہ نظر نہیں آرہا ہے ان سب

سے نکلنے کا ۔۔۔ایسا لگ رہا ہے میرے ارد گرد گھرا

تنگ ہوتا جا رہا ہے۔۔۔ میں کسی بلیک ہول میں گر

گیا ہوں۔۔۔ میں مر بھی نہیں سکتا کہ میری مام

جیل میں ہیں۔۔۔ اور وہ اپنے دن رات صرف اسی

امید پر گزار رہی ہیں کہ میں انہیں وہاں سے نکال

لوں گا۔۔۔ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو ان کا کیا

ہوگا؟؟...وہ بے قصور ہیں۔۔۔ میں جانتا ہوں وہ

بے قصور ہیں۔۔۔ وہ چڑیل عورت (حمنہ) پھنسا رہی ہے میری مام کو۔۔۔ میرے چاچا اور پھوپھوئیں۔۔ سب ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں ۔۔۔ سب مل کر پھنسا رہے ہیں ہمیں۔۔۔"

حمزہ کو عادت تھی رومان کو بڑا ایٹیٹیوڈ میں سیلف کانفیڈنس کے ساتھ دیکھنے کی۔۔۔۔ مگر آج جب

اسے یوں ٹوٹا اور بکھرا دیکھ رہا تھا۔ تو شدید تکلیف محسوس کر رہا تھا وہ۔۔۔اسے ترس آ رہا تھا رومان کی حالت پر۔۔۔اور اسے کیا۔۔۔کوئی بھی اگر اس لمحے اس لڑکے کی باتیں سن لیتا۔۔۔تو رونے لگتا۔۔۔ اس کا بھی کلیجہ پھٹتا۔۔۔

"تم حوصلہ رکھو۔۔۔ مجھ سے جتنی جلدی ممکن ہے میں پاکستان آنے کی کوشش کرتا ہوں۔۔۔۔ پھر ساتھ دیکھیں گے سب کچھ۔۔۔ تم اکیلے نہیں ہو یار۔۔۔ ٹینشن مت لو۔۔۔"

وہ رومان کو جتنا حوصلہ دے سکتا تھا فون پر۔۔۔وہ دے رہا تھا۔۔۔

"تم پاکستان جا رہے ہو؟؟" طیبہ اس کی ساری باتیں سن چکی تھی۔۔۔

اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے۔۔۔آنکھوں میں امید لیے۔۔۔تیزی سے استفسار کرنے لگی۔۔۔

"ابھی تمھارے ڈاکومنٹس بن کر آنے میں دس دن باقی ہیں۔۔۔میں چاہ کر بھی تمھیں اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا اس وقت۔۔۔ٹرائی ٹو انڈرسٹینڈ۔۔۔"اس نے نہایت بے بسی سے کہا۔۔۔۔

جس پر طیبہ اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔۔

اس کے نزدیک یقینا حمزہ تو یہی چاہے گا کہ جتنی

جلدی ممکن ہو سکے اس سے اپنی جان

چھڑائے۔۔۔ تھک گیا ہوگا وہ بھی اس کی ذمہ

داری اٹھاتے اٹھاتے۔۔۔۔ لیکن سارا مسئلہ

ڈاکومنٹس کا تھا۔۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"رومان کو میری ضرورت ہے ---وہ دوست ہے
میرا---مجھے کوئی اندازہ نہیں وہاں کتنے دن لگ
جائیں---اس لیے یہ پیسے رکھ لو--- باقی پیسے
تجوری میں رکھے ہیں--- ****یہ پاس ورڈ

ہے۔۔۔اس کے علاوہ بھی اگر ضرورت پڑتی ہے

۔۔۔تو مجھے کال کر دینا۔۔۔اوکے"

وہ اس کے ہاتھ میں پیسے پکڑاتے ہوئے بڑی نرمی

سے گویا ہوا۔۔۔

طیبہ ان پیسوں کو ہاتھ میں لے کر بڑی حیرت سے

دیکھنے لگی۔۔۔

کبھی وہ ان پیسوں کو دیکھتی ۔۔۔اور کبھی اس

لڑکے کو۔۔۔

ابھی تو وہ پیسوں پر ہی حیران تھی۔۔۔ کے مقابل
نے اسے اپنی تجوری کا پاسورڈ بتایا۔۔۔

چلو پیسے دے دیے ترس کھا کر۔۔۔کہ کیا کرلے
گی اس کے پیچھے بیچاری۔۔ سمجھ آتا ہے۔۔۔ لیکن
پاسورڈ بتانا۔۔۔پاسورڈ کیسے بتا سکتا ہے کوئی اپنی

تجوری کا ایک انجان لڑکی کو۔کوئی اتنا بھروسہ کیسے

کر سکتا ہے؟؟---

وہ ابھی حیرت کے غوطے ہی کھا رہی تھی---کے

مقابل نے قریب آکر اس کی پیشانی پر اپنے لب

رکھے---

اس نے چھوا تو بظاہر پیشانی کو تھا لیکن طیبہ کو وہ اپنی روح چھوتا معلوم ہوا۔۔۔

اس کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔

زندگی میں پہلی بار وہ اپنے دل کو کسی کے لیے اس طرح دھڑکتا ہوا پا رہی تھی۔۔۔

اس لڑکے کا بھروسہ کرنا طیبہ کے دل کو لگ گیا

تھا۔۔۔

"فی امان اللہ" حمزہ نے ذرا سہ طیبہ سے پیچھے ہٹ

کر۔۔۔اب اس کی جانب دیکھ۔۔۔ مسکراتے

ہوئے کہا۔۔۔

اللہ کی دی ہوئی ان گنت نعمتوں میں سے ایک

نعمت یہ بھی ہے کہ وہ آپ کو آپ کے قدر دانوں

میں پہنچا دے۔۔۔

کہ جب تک بریرہ نہ قدروں کے بیچ میں تھی۔۔۔

اس نے تکلیف اٹھائی۔۔ یہی طیبہ کا حال تھا کہ

جب تک وہ ناقدروں میں تھی تکلیف اٹھاتی رہی۔۔۔ اب دونوں ہی اپنے قدردانوں کے درمیان تھیں۔۔۔

دنیا کے اعتبار سے دیکھا جائے۔۔۔ تو طیبہ پر کوئی تکلیف آنی ہی نہیں چاہیے تھی۔۔۔وہ تو بڑی خوبصورت تھی۔۔۔ جسمانی اعتبار سے رنگت کے

اعتبار سے قد کے اعتبار سے۔۔انگ انگ سے حسن

جھلکتا تھا اس کے۔۔۔اس کے بوائے فرینڈ کو

اس کی خوبصورتی کے سبب دیوانہ وار اس کے آگے

بچھ جانا چاہیے تھا نہ کہ اسے مارتا پیٹتا اور بیچتا۔۔۔

مگر یہ سب ہوا کیونکہ بات قدردانی کی ہوتی ہے

خوبصورتی اور بدصورتی کی نہیں۔۔۔

کتنی ہی خوبصورتیں زندہ جلا دی جاتی ہیں ---مار
دی جاتی ہیں---روز شوہروں کے ہاتھوں ذلیل
اور رسوا ہوتی ہیں---اور کتنی ہی دنیا کی نظر میں
خوش شکل نہ ہونے کے باوجود اپنے شوہر کے
دلوں پر اور ان کے گھروں پہ راج کرتی ہیں----تو
بات صرف قدردانی کی ہے---بات صرف قسمت
کی ہے---اس لیے حسن کا غرور کس بات

کا؟؟...جب وہ تمہاری کامیابی اور ناکامی میں

کوئی کردار ادا کر ہی نہیں سکتا۔۔۔

اگر تم خوبصورت ہو۔۔۔ تو اپنے لیے

ہو۔۔۔دوسرے کو کمتر سمجھنا بند کرو۔۔۔ کیونکہ

یاد رکھو۔۔۔صرف خوبصورتی تمہارے پاس ہے

دوسرے کے دل میں قدردانی ڈالنے کا ہنر

نہیں۔۔وہ میرے اللہ کی شان ہے فقط۔۔ اس لیے ڈرو اللہ سے۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے--"

بڑی ہمت جمع کی تھی زینیا نے---اپنے ہی شوہر

سے بات کرنے کے لیے---

"ہاں بولو---" وہ اپنی رجسٹر پورے بیڈ پر پھیلائے

بیٹھا تھا---ساتھ ساتھ نوٹ بک پر سارا حساب

کتاب لکھتا جا رہا تھا جب زینیا بیڈ پر آکر بیٹھتے

ہوئے۔۔۔اسے دیکھ۔۔۔۔آہستہ سے گویا

ہوئی۔۔۔

اس نے آواز میں لچک محسوس کی تو فورا نظر اٹھا کر

کہا۔۔۔

"وہ ۔۔۔ مجھے ناں رافع کی نظریں صحیح نہیں

لگتیں ۔۔۔ پہلے مجھے لگتا تھا میرا وہم ہے لیکن

آہستہ آہستہ وہ جو حرکات کرتا ہے اس سے محسوس

ہونے لگا ہے ۔۔۔ کہ اس کی انٹینشن اچھی نہیں

ہے میرے لیے ۔۔۔ وہ جب دیکھو بہانے بہانے

سے ٹچ کرتا ہے ۔۔ چھت پر میں اکیلی ہوں تو ضرور

آجاتا ہے ۔۔ اور پیچھے آ کے چپ چاپ کھڑا ہو جاتا

ہے۔۔۔ایسا لگتا ہے موقع تلاش کرتا ہے مجھے اکیلے
ملنے کا۔۔۔ میں..."

ابھی وہ بول ہی رہی تھی جب مقابل کے چہرے
کے رنگ بدلے ۔۔۔اسے تو جیسے اپنے کانوں پہ
بھی یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔کہ اس کی بیوی اس
کے چھوٹے بھائی کے لیے اس طرح کی باتیں کر
رہی ہے۔۔۔

بہت ان ایکسپیکٹڈ باتیں تھیں اس کے لیے---

وہ شروع سے جوائنٹ فیملی میں رہا ہے---

اس نے کبھی کسی کے منہ سے اس طرح-----

کی بات نہیں سنی----ہاں ابھی کچھ دن پہلے

علشبہ والا ایکسیڈنٹ ہوا تھا---لیکن سب کو پتہ

ہے کہ وہ شادی کے چکر میں یہ سب کر رہی

تھی۔۔اس کے الزامات میں کوئی حقیقت نہیں

تھی

۔۔۔

"دیکھو زینیا۔۔۔تمہیں غلط فہمی ہوئی ہوگی۔۔۔رافع

ایسا نہیں ہے ۔۔۔وہ میرا بھائی ہے۔۔ اور وہ جانتا

ہے تم اس کی بھابھی ہو۔۔۔ اور ہم بہن بھائیوں

کی تربیت ہماری ماں نے بہت اچھی کی ہے

۔۔۔ہم بڑوں کو احترام دینے والے اور چھوٹوں

سے پیار کرنے والے ہیں۔۔۔ہو سکتا ہے غلطی

سے ٹچ ہو گیا ہو اور تمہارے دماغ میں علشبہ کی

باتیں چل رہی ہوں اس لیے تمھیں ایسا خیال آرہا

ہو۔۔۔ورنہ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔" ابھی زینیا بول

ہی رہی تھی کہ مقابل تیزی سے اس کی بات

کاٹتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

"تمہیں لگتا ہے میں بچی ہوں ؟؟۔۔ مجھے سامنے

والے کی انٹینشن سمجھ نہیں آئے گی۔۔۔وہ مجھے

ٹچ کرتا ہے۔۔ وہ بھی بہانے بہانے سے ۔۔۔ وہ

میرا راستہ روکتا ہے ۔۔۔وہ مجھے گھورتا رہتا ہے بیٹھ

کر پیچھے سے۔۔۔وہ میرا ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔۔۔ اور تمہیں لگتا ہے یہ میری غلط فہمی ہے؟؟..."زینیا کو لگا تھا جب وہ اپنے شوہر سے یہ بات ڈسکس کرلے گی تو وہ بہت سنجیدہ ہو کر اس مسئلے کو سنے گا۔۔۔لیکن وہ تو بیٹھ کر اپنے بھائی کی بڑائیاں بیان کرنے لگ گیا۔۔۔

زینیا کافی وقت سے یہ ہراسمنٹ برداشت کر رہی تھی۔۔۔اس لیے جب سامنے سے معظم نے غلط فہمی کا لفظ ادا کیا تو وہ بھپر اٹھی۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ میں خود بات کروں گا اس سے۔۔۔" معظم نے آہستگی سے کہا مگر اس کے لہجے میں الجھن، بے یقینی اور دکھ سب ہی شامل

تھے۔وہ خود کو ایک عجیب اور اذیت ناک صورتحال میں محسوس کر رہا تھا۔

کیا واقعی اس کا چھوٹا بھائی اتنا گر سکتا ہے؟؟؟ ایسا سوچنا بھی اس کے لیے ناممکن تھا۔۔۔ مگر پھر دل کے کسی کونے سے ایک آواز ابھری... کہ آخر اس کی بیوی کو جھوٹ بول کر کیا حاصل ہوگا۔۔

نہ کوئی فائدہ، نہ کوئی سکون---

تو پھر--- جھوٹ کیوں؟

یہی سوال اس کے دل میں خنجر بن کر گھوم رہا تھا---

پوری رات وہ پریشانی سے کروٹیں بدلتا رہا--- سمجھ نہیں آرہا تھا رافع سے کس طرح بات کرے---

اور خدا نخواستہ اگر وہ زینیا پر گندی نظر رکھ بھی رہا

ہے --تو کیا وہ منہ سے اقرار کرلے گا؟؟--یقینا

وہ مکر جائے گا سامنے سے--بلکہ الٹا اسے ایموشنلی

بلیک میل کرے گا کہ بھائی آپ کیسی باتیں کر

رہے ہو میرے بارے میں --- میں تو بھابھی کو

بہنوں کی نظر سے دیکھتا ہوں---- پھر گھر میں

ایک نیا تماشہ برپا ہوگا--- جس میں اس کی والدہ و

بہنیں رافع کو بچانے کے لیے اس کی بیوی سے لڑیں گی۔۔۔اور سب کے کانوں میں یہ آواز جائے گی۔۔۔

دوسرے دن وہ مفتی صاحب کے پاس اپنا مسئلہ لے کر پہنچ گیا۔۔۔کہ وہ اس کی رہنمائی

فرمائیں۔۔۔کہ وہ اپنی بیوی کو جوائنٹ فیملی میں

اپنے بھائی اور کزنز کے ساتھ کیسے رکھے۔۔۔

فتوی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دِین و مفتیانِ شرعِ

متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دیور اور جیٹھ

سے پردے کا کیا حکم ہے؟ اور جوائنٹ فیملی کہ

جس میں سب دیور اور جیٹھ ایک ہی گھر میں رہتے

ہوں، اس صورت میں ان سے پردہ کیسے کیا

جائے؟ بیان فرما دیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

دیور، جیٹھ وغیرہ غیر محارِم رشتہ داروں سے بھی پردہ کرنا لازم ہے بلکہ پردہ کے معاملے میں ان سے زیادہ احتیاط ہونی چاہئے کہ جان پہچان اور رشتہ داری کی وجہ سے ان کے درمیان جھجک کم ہوتی ہے، جس

کی وجہ سے ایک بالکل ناواقف اجنبی کے بمقابلہ ان

سے فتنوں کا اندیشہ زیادہ رہتا ہے۔ نیز جوائنٹ فیملی

ہونے کی صورت میں بھی عورت کو ان سے احتیاط

کرنی ہوگی، پانچ اعضاء یعنی چہرہ، ہتھیلی، گٹے، قدم

اور ٹخنوں کے علاوہ بقیہ تمام اعضاء کا مکمل پردہ

کرنا ہوگا۔ ان کے ساتھ خلوت یعنی تنہائی میں جمع

ہونا یا ان کے سامنے اس حالت میں آنا کہ بال،

گردن، ہاتھوں کی کلائی، پاؤں کی پنڈلی، پیٹ یا پیٹھ
وغیرہ اعضائے ستر میں سے کچھ ظاہر ہو سخت
حرام و گناہ ہے، یونہی ایسے باریک کپڑے پہن کر
ان کے سامنے آنا کہ جن سے اعضائے ستر کی
رنگت ظاہر ہو، یہ بھی ناجائز و گناہ ہے۔ ان سے
حاجت ہو تو گفتگو کی جائے اور اس میں بھی سخت

احتیاط کی جائے، ہنسی مذاق درکنار بات چیت میں بے تکلّفی بھی ہرگز نہ برتی جائے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°

°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°°

حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اجنبی (غیر محرم) عورتوں کے پاس تنہائی میں جانے سے بچو، تو ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ

اے اللہ کے رسول! کیا یہ حکم دیور کے لیے بھی ہے، یعنی وہ تو گھر کا فرد ہی ہوتا ہے، لیکن نا محرم بھی ہوتا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیور تو موت ہے، یعنی دیور کا اپنی بھابھی کے پاس خلوت میں جانا موت کی طرح خطرناک اور نقصان دہ ہے۔

چنانچہ اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ

بھائیوں کو ایک گھر میں ہی نہیں رہنا چاہیے، بلکہ

اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ دیور کو قریبی رشتہ دار

سمجھ کر بے تکلفی اور خلوت (تنہائی) کی بیٹھک اور

پردہ کے معاملہ میں لاپرواہی وغیرہ سے بچنا چاہیے،

کیوں کہ دیور اور بھابھی کی زیادہ بے تکلفی اور

خلوت کی ملاقاتوں اور مجلسوں سے بڑے بڑے

مفاسد پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ روز مرہ کا مشاہدہ

بھی ہے۔ البتہ اگر تمام شادی شدہ بھائی اپنی

بیویوں اور والدین کے ساتھ ایک گھر میں رہتے ہوں

اور ہر بھائی کی بیوی اپنے دیور سے پردہ کا اہتمام

کرتی ہو تو اس طرح پردہ کے اہتمام کے ساتھ اکھٹے

رہنا اور کھانا وغیرہ ساتھ کھانا جائز ہے۔

البتہ بہتر یہ ہے کہ مرد الگ جگہ کھانے کی ترتیب بنالیں اور خواتین الگ جگہ۔ یا ایسی ترتیب بنائیں کہ دیور اور بھابھی کا سامنا بھی نہ ہو اور کوئی غیر محرم کسی کے ساتھ متصل بھی نہ بیٹھے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ooooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

ooooooooooooooooooooooooo

جوائنٹ فیملی سسٹم جائز ہے لیکن پردے کی شرط

کے ساتھ۔۔۔۔ اور یہ شرط معظم کے گھر میں

پوری نہیں ہو رہی تھی۔۔۔اور جب شرط پوری
نہیں ہو رہی تو ان کا ساتھ رہنا پھر جائز نہ رہا۔۔۔

جوائنٹ فیملی میں محبتوں کے نام پر جو محفلیں ہوتی
ہیں۔۔جو بے پردگیاں ہوتی ہیں۔۔جو ناچ گانے ہو
رہے ہوتے ہیں ۔۔جو نامحرم ایک ساتھ بیٹھ بیٹھ کر
۔۔۔منہ کھول کر دوپٹے سروں سے اتار کر

---زلفیں بکھرا کر--- کھانا کھا رہے ہوتے ہیں

--ایک دوسرے کی بیویوں کی تعریف کر رہے

ہوتے ہیں---ایک دوسرے کو اپنے قصے سنا

رہے ہوتے ہیں---ایک دوسرے کے ساتھ

بے تکلفانہ انداز میں تالی مار رہے ہوتے

ہیں----یہ سب ناجائز ہے---

کتنا بھی آپ دو نامحرموں کو بہن بھائیوں کا کور

دے دیں یا محبتوں کی چاشنیوں میں ڈوبا دیں---

یہ جائز نہیں ہوگا---

ایک وقت وہ زینیا کو پردے کا حکم دے

دے--- شریعت کے مطابق گھر میں رہنے پر پابند

کر دے--- لیکن باقی سب کا کیا؟؟؟... جہاں

زینیا پر پردہ ہے--- وہاں رافع پر بھی ہے---رافع

بھی اپنی نظروں کو کھلا نہیں چھوڑ سکتا----وہی

بات ہے اگر وہ اتنا ہی پاس رکھنے والا اور عزتوں کو

سمجھنے والا ہوتا--- تو کیا وہ اپنی بھابھی پر گندی

نگاہ ڈالتا؟؟؟... یہاں غیر عورت کو دیکھنے کی

اجازت نہیں--یہ تو پھر بھائی کی بیوی

ہے--- بھائی بھی وہ جو دل و جان سے چاہتا

ہے--اس کی عزت پہ نگاہ رکھ کے بیٹھا ہے

وہ---

بیوی کو تحفظ دینا اس کی ذمہ داری ہے -- اور

اس کی بیوی اس کی فیملی میں محفوظ محسوس نہیں

کر رہی تھی اب-----

زینیا نے گزشتہ رات جس طرح اس سے غصے میں

بات کی۔۔۔ وہ نہیں بھول پا رہا تھا۔۔۔ اسے

اندازہ ہو گیا تھا اس کے غصے کو دیکھ کر۔۔۔ کہ

جب پانی سر سے اوپر چڑھ گیا ہے تب جا کر وہ آئی

ہے اس سے بات کرنے۔۔۔

اب وہ یہیں پریشان تھا۔۔۔ کہ اسے آگے کیا کرنا چاہیے؟؟

♡*Husny Kanwal*♡

"ہیلو۔۔۔ کتنے دنوں سے فون کر رہی ہوں۔۔۔ اتنے میسجز کیے ہیں۔۔۔ کہاں ہو تم؟؟؟..

ریپلائی کیوں نہیں کر رہے میرے کالز اور میسجز کا۔۔۔ تمہیں کوئی آئیڈیا بھی ہے میں کتنا فکر مند ہوں تمھیں لے کر رومان۔۔۔۔۔...میں نے تمہارے ڈیڈ کے انتقال کی نیوز سنی اور۔۔۔" وہ خاموش ہوگئ۔۔۔ آگے بولنے کی اس کی ہمت نہ ہوئی۔۔۔

"اچھا چھوڑو۔۔۔ تم بتاؤ تم کہاں ہو۔۔۔ میں ملنے
آنا چاہتی ہوں۔۔۔" یہ وہ آواز تھی جسے سننے کے
بعد وہ خود پر مزید قابو نہ رکھ سکا۔۔۔ اور اس کی
آنکھوں سے جھر جھر موتی بہنے لگے۔۔۔اس نے اپنا
سر پیچھے صوفے سے ٹکایا۔۔۔اور آنکھیں بند کر
لیں۔۔۔ بریرہ مسلسل کچھ بول رہی تھی۔۔۔ اور

اس کی میٹھی آواز جیسے رومان کے دل کو لگ رہی

ہو۔۔۔

"رومان۔۔۔۔ تم سن بھی رہے ہو۔۔۔۔۔مجھے

جواب دو۔۔۔مجھے بہت فکر ہو رہی ہے

تمہاری۔۔۔۔یار ریپلائی کرو۔۔۔۔ کچھ تو

بولو---رومان----"بریرہ مسلسل بے چینی کے

عالم میں بول رہی تھی---

#جاری_ہے 📝

#HK♡

SHAMS ALHAYAA

Romantic Urdu novel

By Husny Kanwal

Part:4 Last♡

"رومان۔۔۔۔ تم سن بھی رہے ہو۔۔۔۔۔مجھے

جواب دو۔۔۔مجھے بہت فکر ہو رہی ہے

تمہاری۔۔۔۔یار ریپلائی کرو۔۔۔۔ کچھ تو

بولو۔۔۔رومان۔۔۔۔"بریرہ مسلسل بے چینی کے

عالم میں بول رہی تھی۔۔۔

"میں بیزی ہوں---بعد میں کال بیک کرتا

ہوں---"ہمت نہیں تھی اس میں بات کرنے

کی--- کچھ دیر تک اس کی آوازیں سنتا رہا جو روح

کو تسلی دے رہی تھیں سکون پہنچا رہی تھیں لیکن

ساتھ ساتھ اس کے جذباتوں کو بکھیر رہی

تھیں--- جسے بڑی مشکل سے سنبھال رکھا تھا

اس نے---

اپنے الٹے ہاتھ کی انگلیوں سے دونوں آنکھوں کے

آنسو صاف کر۔۔۔چھت کی جانب دیکھتے

ہوئے۔۔۔وہ جتنا ممکن تھا بے تاثر لہجے میں

بولا۔۔۔لیکن آواز کا بھرائی پن کہاں لے کے

جاتا۔۔۔جو مقابل محسوس کر سکتی تھی۔

"کال کاٹی تو اچھا نہیں ہوگا ---" وہ کال ڈس کنیکٹ کرنے ہی لگا تھا جب دوسری جانب سے خاصہ وارننگ آمیز لہجے میں کہا گیا---

"بڑے آئے بیزی ہو -- انسان کے بچے بن جاؤ تم --- کیوں نہیں مل رہے ہو مجھ سے ؟؟؟ کیوں کال نہیں اٹھاتے میری ؟؟... تمہیں کیا لگتا ہے

مجھے سمجھ نہیں آتا تم اوائیڈ کرتے ہو۔۔۔ہمارے

درمیان سب کچھ وہی ہے اوکے ۔۔۔میں تمہاری

عزت یا تم سے دوستی تمہارے نام اور رتبے کی وجہ

سے نہیں رکھتی تھی ۔۔۔میرے لیے تم آج بھی

وہی رومان ہو جو میرے دکھ سکھ کا ساتھی ہے۔۔۔

جو مجھے میری روح کا حصہ لگتا ہے۔۔۔جس سے

میں اپنا کوئی بھی غم کوئی بھی تکلیف بلا جھجک

شیئر کر سکتی ہوں ---اس لیے بند کرو مجھ سے

بھاگنا ----ہر کسی کی زندگی میں اتار چڑھاؤ آتے

ہیں ---اس سے تمہاری اہمیت و قدر کم نہیں ہو

جاتی ---ٹھیک ہے نہیں ہو تم احسن صاحب کے

بیٹے ----سن لیا میں نے ---تو کیا ہوا

؟؟؟....رومان تو ہو ناں ؟؟؟...وہ فلم سٹار جس

کے پیچھے کروڑوں لڑکیاں پاگل ہیں ----جو فلمز

اپنی محنت سے اپنی صلاحیتوں کے سبب کر رہا ہے

کسی احسن صاحب کا بیٹا ہونے کی وجہ سے

نہیں۔۔۔اگر صرف کسی کا بیٹا ہونے کی وجہ سے

تمہیں کامیابی ملنی ہوتی تو بڑے بڑے ایکٹرز کے

بیٹے گھر بیٹھے نہ ہوتے آج۔۔یہ تمہاری اپنی محنت

ہے۔۔۔یہ تمہارا اپنا نام ہے۔۔۔اگر احسن صاحب

زندہ رہتے تو وہ دیکھتے کہ کچھ دنوں بعد وہ تمہارے

نام سے پہچانے جاتے۔۔۔ تمھیں ان کے نام کی

ضرورت نہیں بچتی۔۔۔اس لیے بند کرو خود سے

بھاگنا۔۔۔بند کرو مجھ سے بھاگنا۔۔۔۔سامنا کرو

لوگوں کا۔۔۔ تم اتنے کمزور نہیں ہو۔۔۔ میرا رومان

اتنا کمزور نہیں ہو سکتا۔۔۔۔ہاں ٹھیک

ہے۔۔۔ ہے ماں پہ الزام۔۔۔تو کیا؟؟....غلط

فہمیاں ہو جاتی ہیں... اور اگر بالفرض انھوں نے

کیا بھی ہے تو وہ ان کا عمل ہے.... تم نے کوئی

گناہ نہیں کیا جو منہ چھپا رہے ہو... کب تک ایک

کمرے یا اپارٹمنٹ میں چھپے بیٹھے رہو

گے؟؟... کیوں اپنی زندگی تباہ کر رہے ہو

؟؟؟.... رومان لوگ واقعی تمہارے لیے درد رکھتے

ہیں دل میں۔۔۔وہ واقعی تم سے بات کرنا چاہتے

ہیں۔۔۔وہ تمہارے مسائل سمجھتے ہیں۔۔۔اسی

لیے تم سے جو محبت کرتے ہیں وہ تمہارے پاس

آکر تمہیں حوصلہ دینا چاہتے ہیں--- تمھیں بتانا

چاہتے ہیں---کہ ہم تمہارے ساتھ کھڑے ہیں

اس مشکل وقت میں----پلیز انہیں اپنے قریب

آنے دو----"

جب سے نیوز میں اس کے احسن صاحب کے بیٹا نہ

ہونے اور ماں پر قتل کے مقدمے کی نیوز چلی

تھی۔۔۔تب سے وہ اس قدر شرمندہ تھا۔۔۔کہ

اسے لگ رہا تھا لوگ اس کا مذاق اڑائیں گے۔۔۔۔

سوائے حمزہ کے اس نے کسی سے بھی بات نہیں

کی تھی۔۔۔اور جب بریرہ کا فون آنے لگا۔۔۔تب

تو جیسے دل بند ہونا شروع ہوگیا۔

آج کال تو ریسیو کر لی چونکہ اس کی آواز سننا چاہتا تھا لیکن بات کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔مگر وہ حیران ہوا جب اس کے بنا بولے بھی وہ اس کی ساری فیلنگس سمجھ کر اسے بڑے پیار سے سمجھانے لگی۔۔۔

اس نے باقی سب کی کال بھی یہی کہہ کر

ڈسکنیکٹ کی تھی کہ میں بیزی ہوں لیکن جب

بریرہ کو یہی جملہ ادا کیا۔۔۔تو اس نے ثابت کیا

سامنے سے۔۔۔کے وہ اس کی بریرہ ہے۔۔۔

ہر بار وہ ایسے ہی خول چڑھا کر بات کرتا تھا۔۔۔اور

ہر بار وہ لڑکی اسے خول سے کھینچ کر نکال لاتی

تھی۔۔۔اس بار بھی اس نے یہی کیا تھا

۔۔۔۔سب جہاں یہ پوچھ رہے تھے کہ کیا وہ نیوز

سچی ہے؟؟..اس نے کہا تو کیا ہوا سچی

ہے۔۔۔جہاں سب یہ پوچھ رہے تھے اب تم احسن

کے بیٹے نہیں رہے ۔۔۔وہاں اس نے کہا۔۔۔تو

کیا ہوا۔۔۔ تم فلم ایکٹر تو ہو نا۔۔۔

وہ اس کی صلاحیتوں کو دکھا رہی تھی۔۔وہ اسے خود
اعتمادی دے رہی تھی۔۔۔لوگوں کے سامنے
دوبارہ جانے کی ہمت دے رہی تھی ۔۔۔جس کی
اسے سب سے زیادہ ضرورت تھی۔۔۔

اسے بارہا سمجھا رہی تھی کہ احسن صاحب کا نام اتنا
ضروری تھا بھی نہیں اب۔۔۔۔وہ خود بہت

اونچائیوں پر کھڑا ہے آج۔۔۔کہ کچھ وقت بعد

احسن صاحب کو اس دنیا میں اس کے نام سے

پہچانا جاتا۔۔۔

اس لڑکی کی باتیں سن۔۔۔ وہ مسکرایا۔۔۔وہ

مسکراہٹ بھی جیسے کچھ لمحوں بعد رونے میں بدل

گئی۔۔۔

"ڈرگز ہاتھ بھی مت لگانا رومان۔۔۔ میں پہلے بتا رہی ہوں۔۔۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا" اس نے نہایت وارننگ آمیز لہجے میں کہا۔۔۔ جیسے علم رکھتی ہو کہ جتنا اس وقت وہ تکلیف میں ہے وہ ڈرگز کی جانب دوبارہ بھاگے گا۔۔۔اور وہ جانتی تھی وہ چھوڑ چکا ہے۔۔۔

بریرہ کو سب سے زیادہ یہی تو فکر لاحق تھی اس کے متعلق ۔۔۔کہ کہیں وہ خود کو دوبارہ ان اندھیروں میں نہ ڈال لے۔۔۔ جن سے بڑی مشکل سے نکلا تھا۔۔۔

"ابھی تک ڈرگز کی جانب تو دماغ گیا بھی نہیں تھا میرا۔۔۔شکریہ یاد دلانے کے لیے۔۔۔" وہ بے اختیار ہی مسکرا دیا تھا اس کی وارننگ سن کر۔۔۔

حلق میں دبی آواز بھی اس کی بے دھڑک ہی نکل آئی تھی۔۔۔

اس نے چلبلے سے انداز میں کہا۔۔۔ جیسے اس کی عادت تھی۔۔۔ کہ وہ کسی بھی کنڈیشن میں ہو حتی کہ مر رہا ہو تکلیف کے سبب مگر جب بات کرلے گا تو ایسا لگے گا۔۔۔کہ سب کچھ نارمل ہے لیکن بریرہ کو اس کی آواز کے پیچھے کا درد پہچاننا اب آگیا تھا۔۔

مانا اس کا ہنر کمال تھا درد چھپانے کا لیکن اس لڑکی نے اب اسے پڑھنا سیکھ لیا تھا۔۔۔

"بیٹا تو ہاتھ تو لگا۔۔ پھر دیکھ۔۔۔ کیسے دو تین پنچ ٹکاؤں گی تیرے منہ آکر۔۔۔" اس کی دھمکیاں سن کر۔۔۔ اب وہ ہنسنے لگ گیا تھا۔۔۔

"شادی کے بعد کچھ زیادہ غنڈا گردی اسٹارٹ نہیں کردی تم نے۔۔۔ غنڈی کہیں کی۔۔۔"

اس کا دیا غنڈی کا لقب سنتے ہی بریرہ زور سے ہنسی۔۔۔

"میں نے غنڈی کہا ہے۔۔ مس یونیورس نہیں۔۔ جو پاگلوں کی طرح ہنسنا شروع ہو گئی ہو۔۔۔ ڈونٹ

سے۔۔۔کہ تمہارا بچپن کا خواب تھا کہ لوگ تمہیں

غنڈی کہہ کر بلائیں۔۔"

"نہیں نہیں۔۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ وہ

دراصل تابش بھی مجھے غنڈی بلاتا ہے۔۔۔اس

لیے میں حیران ہو رہی تھی۔۔۔"

"پکا عجوبہ ہو تم... مطلب دنیا کا آٹھواں عجوبہ

---تمہیں تو میوزیم میں رکھ دینا چاہیے---تاکہ

لوگ دیکھیں---کہ جہاں اس دور کی لڑکیاں

"پرنسس"، "پری" اور "اینجل" جیسے الفاظ پر

مسکرا جاتی ہیں---وہاں تم ہو... جو "غنڈی"

کہلانے پر خوشی محسوس کرتی ہو----واقعی...

عجیب ہو تم" وہ اپنی حیرت ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکا تھا--

" غنڈی سن کر پاور فل اورا محسوس ہوتا ہے اس لیے--" وہ تیزی سے بولی---

اسے محسوس بھی نہیں ہوا تھا لیکن صرف باتوں ہی باتوں میں وہ لڑکی اسے اندھیروں سے نکال کر واپس روشنی کی جانب لے جا رہی تھی۔۔۔

اپنے والد کے انتقال کے بعد اسے یاد نہیں پڑتا وہ مسکرایا بھی ہو۔۔۔ لیکن اس دشمن جان سے بات کرنے کے دوران ایک پیاری سی مسکراہٹ اس

کے چہرے سے رخصت ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔

اس لڑکی سے وہ کتنی دیر باتیں کرتا رہا کوئی اندازہ نہیں۔۔۔لیکن جب کال ڈسکنیکٹ ہوئی تو اس نے اپنی روح کو واپس زندہ محسوس کیا۔۔

نادان تھی وہ۔۔۔ کب جانتی تھی۔۔کہ وہی اس کی اصل ڈرگز تھی۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"پتہ ہے تابش۔۔۔آج رومان نے بھی مجھے غنڈی کہا۔۔" وہ دونوں میاں بیوی آرام سے لیٹ کر

باتیں کر رہے تھے جب بریرہ نے بڑے خوش ہو کر اسے یہ بات بتائی----

"بڑی دیر کر دی اس نے پہچاننے میں---" وہ مسکراتے ہوئے کہتا اس کے گال چوم رہا تھا--

"اور کیا بات ہوئی ؟؟.."

"ہمم۔۔۔ بہت ساری۔۔۔اسے سمجھایا کہ واپس
دنیا میں آؤ بھائی۔۔۔کب تک اکیلے کمرے بند رہو
گے۔۔۔پھر تھوڑا ہنسی مذاق کیا تا کہ اس کا موڈ
لائٹ ہو۔۔۔تھوڑی نصیحتیں کیں اور پھر کال
ڈسکنیکٹ کی چونکہ امی آگئی تھی کھانے کے لیے
بلانے۔۔۔"

"یعنی۔۔۔ جب تک میں نیچے ڈیڈ کے ساتھ
رہا۔۔تمہارا مسلسل رومان کے ساتھ دل لگا رہا۔۔۔
تمہیں تو میری یاد بھی نہیں آئی۔۔۔"اس نے
بچوں کی طرح منہ لٹکا کر جب کہا تو بریرہ کچھ لمحے
اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔پھر زور سے ہنسی۔۔۔

"او میرا بچہ جیلس ہو رہا ہے---"بریرہ نے خاصہ
کیوٹ وے میں اس کے گال کو نوچتے ہوئے
کہا---

"سچ بتاؤں--- جب اس نے غنڈی کہا تو مجھے لگا
تمہاری وہ جو پوشیدہ آنکھ ہے جو دنیا کو نظر نہیں آتی
--- مگر تم ان سے مجھے دیکھتے ہو--- اور بہت

الگ نظریے سے دیکھتے ہو۔۔۔وہ اس کے اندر آ

گئی ہے۔۔۔کیونکہ آج تک تم واحد ہو جو مجھے غنڈی

بولتے ہو۔۔۔باقی کسی نے کبھی نہیں کہا

۔۔۔سب مجھے بڑا شریف سی بچی سمجھتے ہیں۔۔۔

بلکہ لوگ مجھے دیکھتے ہی کب ہیں جو انہیں نظر آئے

میں کیسی ہوں۔۔۔انہیں تو بس ایک موٹی اور

کالی لڑکی نظر آتی ہے۔۔۔"یہ جملے ادا کرتے وقت

ایسا نہیں ہے وہ رنجیدہ تھی۔۔وہ تو بہت چھکتے ہوئے بڑی چمکتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ اسے یہ بات بتا رہی تھی۔۔۔

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟؟"تابش اسے گہری بولتی نگاہوں سے تکنے لگا تھا۔۔۔

اس کی نگاہوں کی تپش اس قدر تھی--- کہ بریرہ

نروس ہو کر---بال کان کے پیچھے

آرستی---اسے دیکھ---استفسار کرنے لگی---

"شاید میں واقعی جیلس ہو رہا ہوں---- اس نے

میری دنیا دیکھ لی ہے--- اور مجھے اندازہ ہے کے

اب وہ جانتا ہے کہ وہ کتنی خوبصورت ہے---"

بریرہ اس کی بات سن۔۔۔بے اختیار زور سے ہنستی

ہوئی۔۔۔اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔۔

وہ اس کے اقرار جیلسی پہ ہنس رہی تھی۔۔۔باقی

وہ جو دنیا والی بات تھی وہ تو اس کے دماغ کے اوپر

سے فلائی کی۔۔۔

"کچھ بھی بولتے ہو تم بھی۔۔۔ دوست ہے صرف

وہ میرا۔۔۔ بہت اچھا دوست۔۔۔" بریرہ نے اب

سنجیدہ ہوکر اپنی بات کلیئر کی تھی تاکہ وہ کوئی غلط

مطلب اخذ نہ کر لے۔۔۔

" جانتا ہوں " اس کے نرم ہاتھ کو پکڑ کر ---اس

میں موجود انگوٹھی سے جو اسی نے کل پہنائی تھی

-- کھیلتے ہوئے نرمی سے کہنے لگا---

"وہ بھی مجھے صرف دوست سمجھتا ہے--"

"ہمم" اس بار تابش نے کوئی الفاظ کا استعمال نہیں کیا۔۔۔ فقط اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

"ویسے ڈیڈ سے تمہاری کیا بات ہوئی؟؟"

"کچھ خاص نہیں۔۔۔ وہ کسی امریکن ڈاکٹر کو بلانے کی بات کر رہے تھے۔۔۔ جس کے بارے

میں مشہور ہے کہ وہ جادو کرتا ہے ---- میں نے انہیں سمجھایا کہ اسے یہاں بلانے بلانے میں ہی ہمارے گھر بک جائیں گے ---- اس لیے چھوڑ دیں ----جو اللہ کو منظور ہوگا وہی ہوگا---- "

"ایسا کیوں بول رہے ہو؟ ...اگر ایک امید ہے تو کیوں نہیں... ہم بلا لیتے ہیں..."اس لڑکی کی

آنکھوں میں جھلملاہٹ آگئی تھی۔۔۔ وہ تیزی سے
جذباتی ہو کر کہنے لگی۔۔۔

وہ تو تابش سے اس بات کا ذکر بھی نہیں کرتی تھی
چونکہ اسے یہی بتایا گیا تھا کہ وہ لاسٹ سٹیج پر ہے
۔۔۔جہاں آگے صرف موت ہے۔۔ لیکن پہلی بار
وہ کسی ڈاکٹر کا سن رہی تھی۔۔۔ایک امید جاگی

تھی اس کے دل میں۔۔۔وہ کیسے اتاولی ہو کر نہ بولتی۔۔۔

"بریرہ یہ ان کی محبت ہے جو وہ اپنے بیٹے پر سب کچھ لوٹانے کے لیے تیار بیٹھے ہیں لیکن میں اپنے پیچھے اپنے بوڑھے ماں باپ کو رولنے کے لیے چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔۔۔میں خود بھی ایک ڈاکٹر ہوں

میں جانتا ہوں میں کس سٹیج پر ہوں اس وقت

مجھے سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں بچا سکتا ---

اور مرنا تو سب کو ہی ہے ایک دن -- مجھے بس ---

خوشی ہے کہ میں جتنے دن جیوں گا اس لڑکی کے

ساتھ رہوں گا جس کے ساتھ میں رہنا چاہتا

تھا --- میرے ماں باپ میرے سامنے مسکراتے

ہوئے چہروں کے ساتھ رہیں گے --- میں ایک

بہت اچھی موت چاہتا ہوں--اپنے گھر کے بستر پر

سکون سے اپنی بیوی کے ہاتوں کے ہار میں---نہ

کہ ہسپتال کے بیڈ پر بیپ بیپ کی آوازوں کو سنتے

ہوئے--- تم سمجھ رہی ہو ناں--- میں چاہتا ہوں

جب میری آنکھیں بند ہوں تو میں تمہارا مسکراتا ہوا

چہرہ دیکھ رہا ہوں---نہ کہ آنسوؤں سے بھرا---

تڑپتا ہوا--- مجھ سے نہیں دیکھا جائے گا---میں

جانتا ہوں میں تمہارے معاملے میں بہت سلفش ہو

گیا ہوں ---جو غلط ہے لیکن میرے بس میں

نہیں---میں علم رکھتا تھا کہ میری موت قریب

ہے اس کے باوجود میں نے تم سے نکاح کر لیا

--- کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں اگر میں تم سے دنیا

میں نہ مل سکا---تو ایسا نہ ہو کہ آخرت میں بھی

نہ مل سکوں---میں چاہتا ہوں جنت میں بھی تم

میری ہی دلہن ہو۔۔۔۔" اس کی باتیں

سن۔۔۔ بریرہ کی آنکھوں سے جھر جھر موتی بہنے

لگے۔۔۔

اسے خود بھی احساس تھا کہ بہت سلفشنس دکھائی

اس نے بریرہ کے معاملے میں۔۔۔ لیکن وہ اپنے

دل کے ہاتھوں مجبور تھا۔۔۔ جب وہ سامنے سے
نکاح کے لیے آئی تو نہیں منع کر سکا۔۔۔

"ابھی میں نے کہا میں روتے ہوئے نہیں دیکھنا
چاہتا۔۔۔" وہ آہستگی سے اٹھ کر بیٹھتے۔۔۔اس
کی آنکھوں سے آنسو اپنی انگلیوں کے پوروں سے نرمی

کے ساتھ صاف کر۔۔۔جتاتے ہوئے کہنے

لگا۔۔۔

یہ تصور ہی موت تھا کہ جدا ہونا ہے ۔۔۔دونوں کے

دل پھٹ رہے تھے لیکن تابش خود کو سنبھالے

ہوئے تھا۔۔۔

اسے باہوں کے حصار میں جکڑ کر بڑے پیار سے چپ کرانے لگا۔۔۔لیکن اس کے آنسو اب تھم نہیں رہے تھے۔۔۔وہ اس کے سینے سے لگ کے رو رہی تھی۔۔۔

اتنے دنوں سے جو وہ خود کو سٹرانگ بنا رہی تھی

جو کسی کے سامنے ابھی تک بکھری نہیں ---

تھی ---وہ بکھر چکی تھی مکمل اب ---

اس کا شوہر جتنا ممکن ہو سکتا تھا اسے سمیٹ رہا

تھا ---حوصلہ دے رہا تھا --پیار کر رہا تھا

---اسے سمجھا رہا تھا کہ میرے جانے کے بعد بھی

زندگی جینا مت چھوڑنا---

♡ *Husny Kanwal* ♡

"بیٹا بہت دکھ ہوا تمہاری طلاق کا سن کر--" گلی

کی عورتیں عائشہ کی طلاق کا سن کر آئی تھیں---

عائشہ ان کے لیے چائے بنا کر لائی تو وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر افسردگی سے بولیں۔۔

"جی بس کیا کہہ سکتے ہیں۔۔۔ جانور نکلا وہ تو۔۔۔" طیبہ بیگم دکھ کا اظہار کرنے لگیں۔۔۔

جس کی جوان بیٹی گھر آکر بیٹھ جائے اس کا کیسا کلیجہ پھٹتا ہے--- یہ وہی جانتا ہے جس نے یہ غم سہا ہو---

"بس یہی تو-- بچیوں سے ڈر نہیں لگتا--- ان کے نصیبوں سے لگتا ہے" دوسری خاتون تیزی سے

بولیں۔۔۔۔ان کے لہجے میں بھی افسوس نمایاں

تھا۔

"ارے بیٹا کہاں جا رہی ہو۔۔۔یہاں بیٹھو ہمارے

پاس۔۔۔ہم تمہارے لیے ہی تو آئے ہیں۔۔۔"

عائشہ چائے دے کر جانے لگی تھی۔۔۔جب ان

میں سے ایک نے اسے اپنے برابر میں ہاتھ پکڑ کر بٹھایا۔۔۔

وہ بیچاری کیا کرتی نظر جھکا کر ان کے پاس بیٹھ گئی تھی ۔۔۔کہ محبت میں آئی ہیں۔۔۔

"ویسے کتنے دن ہوئے طلاق ہوئے ؟؟---" ان میں سے ایک نے پوچھا--

"نہیں--- وہ تو طلاق دے ہی نہیں رہا تھا---

ہم نے ہی خلع لی ہے عدالت کے ذریعے---"

طیبہ بیگم لچکدار انداز میں جواب داہ ہوئیں---

"خلع؟؟---وہ تو ہوتی ہی نہیں ہے عدالت کے

ذریعے---میں نے کل ہی مولوی صاحب کا بیان

سنا ہے نیٹ پر---صاف منع کر رہے تھے

وہ---کہ لڑکی نکاح میں ہی رہے گی لڑکے

کے---اور اگر وہ دوسری شادی کرتی ہے تو

گنہگار ہوگی--زنا کرلے گی---" خلع کا عدالت

سے سنتے ہی---ان میں سے ایک عورت جو

کالے کپڑے پہنی ہوئی تھی ---منہ بسور کر تیزی

سے بولی---

"نہیں--- ایسی بات نہیں ہے ---یہ ہر

معاملے میں نہیں ہے کہ خلع نہیں ہوگی

---مسائل و صورتیں ہیں اس کے اندر بھی ----

اگر آدمی بہت ظالم ہے اور وہ ظلم کر رہا ہے تو

عورت کو شریعت کی جانب سے اجازت ملے گی کہ وہ خلع لے سکتی ہے ---ہم نے باقاعدہ فتوی لیا ہے پورا --- "طیبہ بیگم تیزی سے سمجھانے والے انداز میں گویا ہوئیں--

" بھئی سب یہی بول رہے ہیں ---کوئی خلع نہیں ہوتی عدالت کے ذریعے--- عدالت والے تو ایسے

ہی دے رہے ہیں---" وہ عورت ڈٹ کر

بولی--- جیسے جو نیٹ پر سن کر آئی ہے بس وہی

حتمی علم ہے سارا---اس کے بعد ساری کتابیں

جلا دی گئیں-- خلع کے لیے جو ساری صورتیں

بیان کی گئی ہیں جو مسائل اور عورتوں کو سہولتیں

اور آسانیاں دی گئی ہیں شریعت کی جانب سے

جن پر باقاعدہ موٹی موٹی کتابیں آج بھی ہمارے

علمائے کرام کے پاس محفوظ ہیں۔۔وہ سب

شریعت نے اٹھالی واپس ۔۔۔ کیونکہ نیٹ پر بیان

آگیا ہے۔۔۔

پہلے دلیل ہوتی تھی قرآن و حدیث ۔۔ آج دلیل

ہے نیٹ پر آنے والے مولوی صاحب۔۔۔ ان

کے تو کروڑوں سبسکرائبرز ہیں۔۔۔ ان کے تو

لاکھوں چاہنے والے ہیں ---وہ تو غلط ہو ہی نہیں

سکتے-- انہوں نے بتا دیا معاملہ کل

(تمام)---اب جزیات ہو ہی نہیں سکتیں اس

مسئلے کی---اور دوسرے رخ نکل ہی نہیں سکتے

معاملات کے---

بس وہی سارا علم ہے خلع کو لے کر جو نیٹ والے

مولوی صاحب نے آدھے گھنٹے کی کلپ میں کہہ

دیا۔۔۔ باقی جو ہزاروں کتابیں بھری ہوئی ہیں ان

مسائل کو لے کر۔۔۔ جن میں جزیات ہیں کلیات

ہیں۔۔الگ الگ پہلوؤں پر الگ الگ مسائل ہیں

۔۔۔اور ان کے جوابات ہیں۔۔۔وہ سب تو صرف

سجانے کے لیے ہیں لائبریریز میں۔۔۔ ہے

ناں۔؟؟...

"میری بیٹی کو جانوروں کی طرح مارا ہے اس

نے۔۔۔ پورے مہینے وہ درد سے بستر پر پڑی رہی

ہے۔۔۔ کھانا تک ہم کھلا رہے تھے اسے۔۔۔ بچی

کے ہاتھ کا گوشت تک پھاڑ دیا تھا اس نے

---اس بار اسے جان کا خطرہ تھا---ہم اسے

کیسے بھیج دیتے دوبارہ مرنے کے لیے؟؟؟---

اور جب ہمیں بھیجنا ہی نہیں ہے تو ظاہر سی بات

ہے اس کی جوانی برباد تھوڑی کریں گے گھر میں

بٹھا کر---طلاق لیں گے تاکہ اس کی دوسری

شادی کر سکیں--- وہ بھی خوشیاں دیکھے زندگی

میں--لیکن وہ طلاق دے ہی نہیں رہا---- تو کیا

کریں ؟؟؟ سب کو پتہ ہوتا ہے بچیوں کی اک

مخصوص عمر ہے شادی کی۔۔۔۔۔ عمر گزر گئی پھر

رشتے نہیں آتے۔۔۔ تو کیا اس کی عمر گزار دیں

انتظار میں۔۔۔ کہ کب اس آدمی کو رحم آئے گا

اور کب وہ میری بیٹی کو اپنے نکاح سے آزاد کرے

گا۔۔۔ جبکہ وہ خبیث آزاد ہے۔۔۔ وہ دوسری

شادی جب دل چاہے کر لے۔۔۔ کیا آپ کو

نہیں پتہ کہ مرد کی سب سے بڑی ذمہ داری و اس

کا فرض ہے کہ وہ عورت کا نان نفقہ

اٹھائے۔۔۔یہاں عورتیں سالوں گھر بیٹھی ہوئی

ہیں۔۔۔ان کا سارا خرچہ ان کے باپ بھائی اٹھا

رہے ہیں شوہر کو تو خبر ہی نہیں۔۔۔وہ تو دوسری

شادی کر کے مزے لے رہا ہے زندگی

کے۔۔۔نہیں بھی کر رہا شادی تو بھی پتہ نہیں

کہاں کہاں منہ مارتا پھر رہا ہے-- آزاد مرد ہے وہ
اپنی زندگی میں---وہ نان نفقہ نہیں اٹھا رہا تو ویسے
ہی عورت مظلوم ہو گئی----اسے شریعت کی
جانب سے اجازت ملے گی----اب صورتیں بنیں
گی خلع کی---اگر خدانخواستہ اس لڑکی کا باپ مر
جائے، بھائی گھر سے نکال دے---تو کہاں
جائے گی وہ؟؟؟...مرد نکاح میں لے کر بیٹھا ہے

بس۔۔۔ نان نفقہ نہیں دے رہا۔۔۔ کچھ صورتوں

میں وہ تو شادی بھی کر کے بیٹھ گیا۔۔۔ عورت کیا

کرلئے ؟؟؟..بتاؤ مجھے... عورت کیا

کرلئے ؟؟؟مر جالئے ؟؟؟کیونکہ طلاق وہ دے

نہیں رہا۔۔۔ خلع ہو نہیں سکتی کیونکہ وہ تو عدالت

سے ہوگی جو تم لوگ لینے نہیں دے رہے۔۔بتاؤ

کیا کریں ؟؟؟کون دے گا اس کا

جواب؟؟؟---کیا یہ بتا رہے ہیں مولوی صاحب

آپ کو نیٹ پر بیٹھ کر؟؟؟"

جب تک معاملہ کسی اور کی بیٹی کا ہو---زبانیں

بڑی روانی سے چلتی ہیں...

فتوے دیے جاتے ہیں، فیصلے سنائے جاتے ہیں،

"خلع عدالت سے نہیں ہو سکتی" کہہ دینا تو جیسے

معمولی بات ہو۔

مگر جب امتحان اپنی دہلیز پر آتا ہے---

جب تماشا اپنی بیٹی کی زندگی بن جاتا ہے...

تب احساس ہوتا ہے۔ الفاظ بولنا آسان ہے---

مگر ان الفاظ کا بوجھ--- اپنی اولاد کے کندھوں پر

دیکھنا---وہ کسی عذاب سے کم نہیں ہوتا----

طلاق ، خلع ---ان دونوں میں بہت مسائل

ہوتے ہیں اس کے لیے باقاعدہ فتوی لینا پڑتا ہے

--اس لیے برائے کرم اپنے پاس سے فتوے

جاری نہ کریں کہ عدالت سے خلع نہیں ہوئی---

تم زنا کر رہی ہو---پہلے اس سے پوچھیں---کہ

اس نے فتوی لیا ہے مفتی صاحب سے---اگر وہ

کہتی ہے ---اس نے فتویٰ لیا پھر خلع لی---تو
پھر آپ تو کیا دنیا کا کوئی بھی شخص اس پہ کوئی
بھی جملہ پاس نہیں کر سکتا---اس بات کو سمجھ
کر اپنی زبان کھولیں---

"آپ تو غصہ ہی کرنے لگ گئیں--- ہم تو بچی
کا غم کرنے آئے تھے---اور وہی بات بول رہے

ہیں جو نیٹ پر سارے مولوی ہمیں بولتے ہوئے

نظر آرہے ہیں ---اپنے پاس سے تو ہم بھی نہیں

بول رہے--- وہ بھی تو مفتی ہیں--- "انہوں

نے آخری جملہ بڑا جتاتے ہوئے ادا کیا-- جیسے

کہہ رہی ہوں ---کہ تم اگر فتوے کی بات کرتی

ہو--تو جو نیٹ پر بیٹھ کر بول رہے ہیں---وہ بھی

تو مفتی ہی ہیں----وہ کیسے غلط ہو گئے؟؟---

"آپ کو معلوم ہے، جب عدالت یا پارلیمنٹ میں
کوئی بل پیش یا منظور کیا جاتا ہے، تو وہاں ہمارے
مفتیانِ کرام کی رائے بھی لی جاتی ہے۔ ایسا نہیں
ہوتا کہ ان کی مشاورت کے بغیر فیصلے ہو جائیں۔
ہم، الحمدللہ، ایک اسلامی جمہوری ملک میں رہتے

ہیں، جہاں شرعی اصولوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے

قانون سازی کی جاتی ہے---

ذرا خود سوچیئے بہن... کیا واقعی ایسا ممکن ہے

کہ ہمارے ملک میں کوئی ایسا قانون بن جائے

---اور ہمارے مفتیانِ کرام، ہمارے علمائے

دین، بس تماشائی بنے بیٹھے رہیں؟

نہیں جی، ہرگز نہیں۔۔۔ جب بھی عدالت یا پارلیمنٹ میں کوئی بل پیش کیا جاتا ہے، وہ خالی میزوں کے درمیان نہیں لکھا جاتا۔۔۔ وہاں مشاورت ہوتی ہے، رائے لی جاتی ہے، اور اسلام کے بنیادی اصولوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔

ہم الحمدللہ اسلامی جمہوریت میں رہتے ہیں،
جہاں شریعت کی روح کو قانون کا حصہ بنایا جاتا
ہے۔جب یہ بل منظور ہوا کہ عدالت، مخصوص
حالات اور شرائط کے تحت، عورت کو خلع کا حق
دے سکتی ہے تو یہ فیصلہ کسی جذباتی نعرے پر
نہیں، بلکہ علمائے کرام کی رہنمائی اور رضامندی
سے کیا گیا۔

اور پھر ذرا انصاف سے سوچیے۔ اگر یہ بل واقعی

غیر شرعی ہوتا، اگر یہ اسلام کے خلاف ہوتا، تو کیا

وہی علماء، جن کی زندگی قرآن و سنت کے علم میں

گزری ہے، خاموش رہتے؟ نہیں۔۔وہی سب سے

پہلے میدان میں اترتے، احتجاج کرتے، فتوے

دیتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا کیونکہ خلع، اسلام میں

عورت کا جائز، پاکیزہ اور محفوظ راستہ ہے۔

عدالت کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ اس حق کو
قانونی ڈھال دے ---تاکہ کسی عورت کو ظلم کے
اندھیروں سے نکال کر عزت کی روشنی دی جا
سکے----لہذا خدارا... خلع کو زنا یا بغاوت کا نام
مت دیجیے---- یہ شریعت کا دیا ہوا حق ہے،
انصاف کا دروازہ ہے، اور ایک مظلوم عورت کے
لیے رحمت کا سایہ ہے-" طیبہ بیگم لڑنے اتر آئی

تھیں---اور کیونکر نہ لڑتیں--ان کی بیٹی کی پوری زندگی کا سوال تھا یہ---

اور نہ صرف ان کی بیٹی کی---یہ اس وقت پاکستان کی لاکھوں لڑکیوں کا مسئلہ ہے---جو گھروں میں دس دس سال سے بیٹھی ہوئی ہیں--- جنھیں نہ طلاق ملتا ہے نہ نان

نفقہ۔۔۔۔ محبت واحساس تو دور کو جا۔۔۔یہاں تو حَقِ زندگی نہیں مل رہا۔۔۔

خدارا علم دین سیکھیے۔۔تاکہ آپ نیٹ پر کسی مفتی صاحب کو دیکھ کر۔۔اوران کے کہے ایک جملے کو سن کر۔۔۔کسی کی دوسری شادی پر زنا کا فتوی نہ لگائیں۔۔۔

"مگر نیٹ پر بیٹھے مفتیان کرام کیوں غلط بات پھیلائیں گے؟؟" وہ عورت ابھی بھی اپنی بات پر ڈٹی ہوئی تھی اور یہ صرف اس کا حال نہیں ہے---یہ ہمارے ارد گرد ہر اس شخص کا حال ہے جس نے نیٹ سے یہ بات سن رکھی ہے---

"امی نے کب کہا وہ غلط بول رہے ہیں۔۔ لیکن

وہ جو بول رہے ہیں وہ صرف ایک بہت بڑے

مسئلے کا ایک چھوٹا سہ حصہ بیان کر رہے

ہیں۔۔۔تاکہ عورتیں اس کی جانب نہ جائیں تاکہ

معاشرے میں خلع کا رجحان کم رہے۔۔۔ان کی

نیت غلط نہیں ہے ۔۔۔ لیکن اگر آپ علم دین

سیکھتے جس کی بار بار وہ اپنے بیانوں میں ترغیب

دلاتے ہیں تو آپ خود جانتے یہ بات۔۔۔کہ خلع کی

بہت ساری صورتیں ہوتی ہیں۔۔۔اور عدالت میں

بھی ایسا نہیں ہے کہ بس آپ گئے اور آپ نے

کہا مجھے خلع چاہیے اور عدالت والوں نے یہ سائن

کیا پیپر پر اور یہ آپ کو خلع مل گئی

۔۔۔نہیں۔۔۔۔وہ آپ سے پہلے پوچھیں

گے۔۔۔۔وہ پہلے آپ دونوں میاں بیوی کے

درمیان صلح کرانے کی کوشش کریں گے---وہ

آپ کو ساتھ بٹھائیں گے ---اور پھر وہ آپ سے

سوالات کریں گے--- عورت اگر سچی ہے--اور

اس کے اوپر واقعی ظلم ہو رہے ہیں---واقعی وہ

صورتیں ملتی ہیں جن سے عورت پر جائز ہو جاتا ہے

خلع لینا---تب وہ خلع دیتے ہیں ----اور اگر

نہیں ہوتا تو وہ عورت کو واپس لوٹا دیتے ہیں---

اگر عورت جھوٹ بول رہی ہے اس پہ ظلم نہیں ہو رہے اور وہ پھر بھی جھوٹ بول رہی ہے تو یہ عورت کا معاملہ ہے عدالت تو بار بار ان سے کہتی ہے کہ ہم اس گواہی کے مطابق فیصلہ دے رہے ہیں جو آپ نے ہمیں دی---

آپ نے ہمیں بتایا یہ آدمی اتنا برا ہے--- اس نے آپ کو مارا---اس نے آپ کا کھانا بند

کیا---اس نے آپ کو کپڑے نہیں دیے---یہ

آپ کو پیسے نہیں دیتا تھا ضرورت کے---ہم یہ

ظلم دیکھ کر فیصلہ کر رہے ہیں---اب اگر آپ

جھوٹ بول رہی ہیں---تو یہ آپ کا اور آپ کے

خدا کا معاملہ ہوگا روز محشر----اتنی بڑی بات کہتے

ہیں وہ----تو جو جھوٹا ہے اس پر تو ویسے ہی اللہ

کی لعنت ہے---اور جو شوہر پر الزامات لگا کے اور

جھوٹے مسائل بیان کر کے جوان کے ساتھ کبھی

پیش ہی نہیں آئے-- عدالت سے خلع لیتی ہیں

---اور عدالت خلع دے دیتی ہے یہ صرف ان

عورتوں کے لیے بیان کیا جاتا ہے---کہ انہیں

خلع نہیں ہوگی----"

اب عائشہ نے اپنی چپی توڑی تھی۔۔۔ اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ ان کے سامنے پوری بات وضاحت کے ساتھ بیان کی۔۔۔تاکہ انہیں سمجھ آئے۔۔۔

تھوڑی دیر بعد۔۔۔

وہ اب کمرے میں آکر رونے بیٹھ گئی تھی---

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کے لوگ سکون کیوں نہیں
لینے دیتے---

مرکر سسر سے واپس آتی تو سکون آجاتا سب
کو---زندہ بچ آئی---بس یہی قصور ہے---

نوٹ:

خدارا یا تو پورا مسئلہ بیان کریں خلع کا---یا بیان

ہی نہ کریں--آدھی ادھوری بات بتا کر ہیڈ لائن نہ

بنائیں---جس سے لوگوں میں غلط فہمی کا رجحان

بڑھے----اور لوگ ہر خلع والی کو ایک ہی فتوے

سے نواز دیں---کہ خلع ہوئی ہی نہیں ہے----

دوسری شادی کرے گی تو وہ زنا----

♡*Husny Kanwal*♡

"اتنے دن ہو گئے ہیں۔۔۔کیا تمہیں میری یاد بھی نہیں آتی؟؟؟"اس نے میسج ٹائپ کیا۔۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر سیل کی اسکرن پر گرا تھا۔۔۔

تین مہینے گزر چکے تھے۔۔۔ مہروز نے تو پلٹ کر دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔۔۔

اس نے تو اپنی انا ایک مہینے کے بعد ہی چھوڑ دی تھی۔۔۔ لیکن وہ خدا جانے کون سی انا لگائے بیٹھا

تھا کہ نہ میسج نہ کال اور نہ اس کے میسجز کا

جواب۔۔۔

اس نے اپنی دوست صدف طاہرہ سے بھی کہا

تھا۔۔۔کہ اس کی بات کروا دے۔۔۔ مگر مہروز نے

بات کرنے سے صاف منع کر دیا۔۔۔

سمجھ ہی نہیں آرہا تھا۔۔۔ہوا کیا ہے؟؟۔۔ کیوں

اچانک بیٹھے بٹھائے اس نے یوں ہی دوری اختیار

کرلی۔۔۔اور اتنا دور ہو گیا آج۔۔۔۔کے وہ تڑپتی

ہے اسے دیکھنے کے لیے۔۔۔۔اس سے بات

کرنے کے لیے۔۔۔۔اس کی آواز سننے کے

لیے۔۔۔

ابھی وہ رو ہی رہی تھی جب اسے نیچے سے اپنی ماں

کے رونے کی آوازیں آئیں---

وہ تیزی سے اٹھ کر نیچے بھاگی تھی---

"اس سے پوچھو---اسے کیا تکلیف ہے ہمارے

گھر میں؟؟؟---اسے کیا اپنی بیٹیوں کی طرح

نہیں رکھا میں نے؟؟..." طیبہ بیگم رونے لگی

تھیں۔۔۔جب انہیں پتہ چلا کہ معظم نے اپنا الگ

گھر خرید لیا ہے۔۔۔اور وہ زینیا کو لے کر وہاں

شفٹ ہونا چاہتا ہے۔۔۔

"""امی، اس نے کچھ نہیں کہا۔۔۔یہ بس میری

اپنی خواہش ہے۔۔۔میں نے کافی عرصہ پہلے ایک

فلیٹ خریدا تھا قسطوں میں ---- اب وہ مکمل ہو گیا
ہے۔نیا ہے، خوبصورت ہے، ذرا جدید طرز
کا ---- سوچا ---- کیوں نہ وہاں چلا جاؤں ---- فلیٹ
کی زندگی کے بھی کچھ مزے دیکھ لوں، زمین والے
گھر میں تو زندگی بھر رہ ہی لیا ہے۔"

معظم بڑی نرمی سے اپنی والدہ کا ہاتھ تھام کر۔۔۔ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔۔

" بھائی کیا ہو گیا ہے ؟؟... ہم لوگ تو شروع سے ایک گھر میں رہ رہے ہیں۔۔۔آپ ایسے ہمیں اچانک چھوڑ کر کیوں جا رہے ہیں؟؟" زمر فورا ہی آ

کر اپنے بھائی کے پاس بیٹھتے ہوئے روہانسہ لہجے
میں پوچھنے لگی

"میں چھوڑ کر تھوڑی جا رہا ہوں ۔۔۔ آتا جاتا رہوں
گا ۔۔ پوری زندگی ایک کمرے میں نہیں گزار سکتا
میں ۔۔۔اچھا ہے الگ گھر لوں گا۔۔۔ تم لوگوں کو
بھی موقع ملے گا۔۔۔۔ جب بھی دل کرلئے آجانا

بلکہ آکے رہنا وہاں پر۔۔۔تمہارا ہی گھر ہوگا وہ بھی۔۔۔" معظم بڑی محبت سے اپنی بہن کو سمجھانے لگا۔۔۔

"نہیں مجھے یقین ہے اسی نے بھڑکایا ہے تمھیں۔۔۔ ورنہ مجھے تو تم نے پہلے کبھی فلیٹ کے متعلق نہیں بتایا۔۔۔" طیبہ بیگم کسی صورت

ماننے کے لیے تیار نہیں تھیں۔۔۔کہ معظم اچانک

ہی کھڑا ہو گیا ہے گھر چھوڑ کر جانے کے لیے۔۔۔

"امی جان وہ کیوں بھڑکائے گی؟؟..وہ تو خود رو

رہی ہے بیٹھ کے کمرے میں۔۔۔کہ میں نہیں جانا

چاہتی۔۔۔آپ نے اچانک کیوں یہ فیصلہ کر لیا

۔۔۔لیکن مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے فلیٹ کو خالی

چھوڑا تو کہیں دوسرے لوگ قبضہ نہ کر

لیں۔۔۔پھر کرائے پہ دوں گا تو خراب کر کے چلے

جائیں گے کرائے دار۔۔۔اچھا ہے نیا گھر ہے

۔۔۔میری اتنی محنت کی کمائی کا ہے تو میں اور

میری بیوی خوشی وہاں رہ لیں۔آپ دعا دیں

ناں۔۔۔کیا روتے ہوئے وداع کررہی ہیں؟؟"

اس لڑکے نے سب کے سامنے یہی ظاہر کیا کہ

اس کی بیوی تو وہاں سے جانا ہی نہیں چاہتی

----وہی ہے جو اپنے فلیٹ کی خاطر یہاں سے جا

رہا ہے--- یہ اسی کی خواہش ہے کہ وہ الگ گھر

میں رہے اپنی بیوی کے ساتھ---

"معظم میں کیسے رہوں گی تمہارے بغیر.."وہ کچن

میں پانی لینے آیا تو عائشہ آنکھوں میں آنسو

لیے---بڑی محبت سے اسے دیکھ--گویا

ہوئی---

معظم صرف اس کا بھائی تو نہ تھا---اس کا

دوست و بچپن کا ساتھی بھی تھا---ان دونوں

کے درمیان جو باؤنڈنگ تھی وہ عائشہ کی باقی بہن

بھائیوں سے نہیں تھی----

"ارے کیا ہو گیا میرا بچہ---میں روز آیا کروں گا

---میں صرف گھر لے رہا ہوں ---دل الگ

تھوڑی کر رہا---دیکھنا روز یہیں پڑا ملوں گا میں

تمہیں---اور کہہ رہا ہوں گا عائشہ جلدی سے جو

کھانے کے لیے بنایا ہے لے آؤ۔۔۔مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔۔۔" اپنی بہن کو بڑے پیار سے سینے سے لگا کر۔۔۔اس کی پیشانی پر چومتے ہوئے۔۔۔ وہ مسکرا کر بولا۔۔

وہی جانتا ہے وہ کس دل سے اپنے گھر والوں سے الگ ہو رہا تھا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

" السلام علیکم " گھر میں گیس نہیں آرہی
تھی۔۔۔ اس لیے اس نے گلی کے بچے کو بلا کر
روٹی لینے بھیجا تھا۔۔۔ اسے لگا وہی آیا ہوگا اس لیے
جلدی سے آکے دروازہ کھول دیا۔۔۔ لیکن دروازہ

کھولتے ہی جب سامنے ایک نہایت خوبصورت لڑکا

لائٹ بلو شرٹ اور بلیک پینٹ پہنے کھڑا نظر

آیا۔۔۔تو وہ چونکی۔۔۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ جی آپ کون؟؟"اس نے تو

بچہ ہی گمان کیا تھا اس لیے نہ سر پر دوپٹہ تھا اور

نہ ہی دروازہ کھولتے وقت سائیڈ میں کھڑی ہوئی

تھی۔۔۔ اس لیے جیسے ہی دروازہ کھلا۔۔۔ بالکل اس لڑکے کے روبرو ہو گئی۔۔۔وہ بھی پہلے ہی نگاہ اسے دیکھتے ہی چشمہ اتارنے پر مجبور ہوا تھا۔۔۔۔

"میں زینیا کے تایا کا بیٹا ہوں۔۔در نجف۔۔۔

میں شادی کی دعوت دینے آیا ہوں" اس نے جیسے

ہی عائشہ کو دروازے کے پیچھے چھپتے

دیکھا۔۔۔۔فورا نظر جھکا کر نرمی سے کہا۔۔۔

"اچھا۔۔۔ گھر میں تو کوئی بھی نہیں ہے سب زینیا

بھابھی اور بھائی کے ساتھ فلیٹ دیکھنے گئے

ہوئے ہیں۔۔۔"

درنجف نے اسے دروازے کے پیچھے سے کہتے سنا۔۔۔

"تو پھر یہ شادی کارڈ آپ رکھ لیں۔۔۔ میری بہن کی شادی ہے۔۔۔پورے گھر کی دعوت ہے۔۔۔

آئیے گا ضرور۔۔۔"اس نے شادی کارڈ آگے

بڑھاتے ہوئے دعوت دی۔۔۔

"شکریہ۔۔" عائشہ نے شادی کارڈ لے کر رسمی

شکریہ ادا کیا۔۔

"اوکے۔۔میں چلتا ہوں۔۔۔۔اللہ حافظ۔۔"ابھی

وہ کہہ کر جانے ہی لگا تھا جب مڑتے ہی وہ ایک

بچے سے ٹکرایا... اور اس بچے کے ہاتھ میں جو روٹی

کی شاپر تھی۔۔۔وہ فرش پر گرگئی۔۔۔

"سوری۔۔۔لگی تو نہیں آپ کے؟؟۔۔۔"وہ

کسسے سوری کہہ رہا ہے اچانک۔۔۔اسی اشتیاق میں

عائشہ نے تھوڑا سہ جھانک کر دیکھا۔۔۔تو اسے وہ بچہ نظر آیا۔۔۔

"نہیں۔۔۔" بچے نے فوراً نفی میں گردن ہلائی۔۔۔ساتھ ہی نیچے گری شاپر بھی اٹھاکر۔۔۔اسے چومنے لگا...

وہ بچے کے سر پر پیار کرتا۔۔۔وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔عائشہ کی نگاہیں اسے گاڑی تک چھوڑ کر آئی تھیں ۔۔۔وہ بہت خوبصورت تھا یا پتا نہیں اسے لگا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

کمرہ عدالت میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی---باہر بارش ہلکی ہلکی برس رہی تھی---

عروج خاتون گواہ کے کٹہرے میں کھڑی تھیں---

چہرہ پیلا، آنکھوں کے نیچے نیند کے سائے۔ سامنے بنچ پر رومان بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

جیسے ہی عدالت میں فیصلہ سنایا گیا۔۔۔ وہ کھڑا ہو گیا۔۔۔ ایک لمحے کے لیے کمرے میں خاموشی چھا گئی۔۔۔جج کے قلم کی ہلکی سی کھٹک سنائی دی۔۔۔ جس کے بعد وہ مزید برداشت نہ کر سکا اور

تیزی سے اٹھ کر اپنی والدہ کی جانب لپکا۔۔۔

"مام۔۔۔آپ نے یہ سب نہیں کیا نا؟ یہ سب جھوٹ بول رہے ہیں نا؟؟۔۔"

"مام پلیز بولیں کے یہ سب جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔آپ کیسے ڈیڈ کو مار سکتی ہیں آپ تو ان سے اتنی محبت کرتی تھیں۔۔۔"سارے ثبوت پیش

ہو چکے تھے ---اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھے

تھے لیکن وہ اعتبار نہیں کر پا رہا تھا --- وہ اپنی

ماں کے منہ سے سننا چاہتا تھا--- کہ بس وہ ایک

بار کہہ دیں کہ انہوں نے قتل نہیں کیا--- یہ

سب جھوٹ بول رہے ہیں ---یہ سارے ثبوت

جھوٹے ہیں--- یہ انہیں پھنسانے کی سازش ہے

فقط---

عروج خاتون کی آنکھوں سے ایک آنسو بہا۔۔۔۔ وہ
لب کھولتیں۔۔۔مگر کوئی لفظ نہیں
نکلا۔۔۔۔صرف خاموشی۔۔۔ایسی خاموشی جو چیخ
سے بھی زیادہ گونجتی معلوم ہوئی۔۔

وہ کبھی احسن صاحب کو زہر دے کر نہ

مارتیں۔۔۔اگر انہوں نے احسن صاحب کو وکیل

سے وصیت بدلوانے کی بات کرتے نہ سنا

ہوتا۔۔۔وہ اگلی صبح وصیت بدلوانے والے

تھے۔۔۔ ان کے بیٹے رومان کو اس وصیت میں

اپنی جائیداد سے بے دخل کرنے والے تھے

۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ وصیت تبدیل کرواتے

عروج خاتون نے انہیں زہر دے کر موت کی نیند سلا دیا۔۔یہ سب انہوں نے اپنے بیٹے کے فیوچر کے لیے ہی کیا تھا۔۔۔

رومان کے پاس اب کچھ باقی نہ بچا تھا۔۔۔نہ ماں نہ باپ نہ محبت نہ جائیداد۔۔۔ وقت نے کیسا ستم

ڈھایا تھا اس پر۔۔۔ وہ لڑکا بالکل خالی ہاتھ رہ گیا

تھا۔۔۔

پولیس اس کے سامنے ہی اس کی ماں کو لے

جانے لگی ۔۔۔وہ تنہا کھڑا رہ گیا تھا ۔۔۔انہیں جاتا

ہوا دیکھتا رہا (بالکل ویسے ہی جیسے بریرہ کو خود سے

دور جاتے دیکھا تھا)۔۔۔۔یہاں تک کہ اس کی

آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔۔۔اور وہ بے سدھ ہو کر زمین پہ آن گرا۔۔۔

"رومان" حمزہ بھاگتے ہوئے اس کی جانب آیا تھا۔۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"ہمیں نہیں چاہیے تمہارے پیسے۔۔۔ تم واپس لوٹ آؤ" حمزہ کہہ کر تو یہی گیا تھا کہ وہ جلدی لوٹ آئے گا لیکن وہ واپس آ نہ سکا کیونکہ کیس چل رہا تھا۔۔۔رومان کو بہت ضرورت تھی اس کی۔۔۔ اور ایک سچے دوست کی طرح وہ ہر قدم پر اس کے ساتھ رہا تھا۔۔۔

وہ سو کر اٹھی تھی۔۔۔ جب اس کا سیل رنگ ہوا

۔۔

ویڈیو کال آرہی تھی وہ بھی حمزہ کے نمبر سے۔۔۔

اس نے کال فوری ریسیو کی۔۔۔ مگر کال ریسیو

کرتے ہی جو چہرہ اس کے سامنے نمودار ہوا وہ حمزہ

کا نہیں تھا۔۔۔وہ تو اس کی والدہ کا تھا

۔۔۔ جنہیں دیکھتے ہی وہ مانو پتھر کی بن

گئی۔۔۔ایسا لگا اگلا سانس نہیں آسکے گا

۔۔۔ شرمندگی، دکھ، محبت، خود پر غصہ۔۔۔کیا کچھ

نہیں تھا اس کی آنکھوں میں اس لمحے۔۔۔

اپنی بیٹی کو دیکھتے ہی ان کے لبوں کو حرکت ہوئی

اور انہوں نے جو پہلا جملہ ادا کیا وہ طیبہ کو جیسے

شرمندگی کی انتہا گہرائیوں میں پہنچا گیا۔۔۔۔اس کی

آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔اسکرین اب دھندلی

نظر آرہی تھی۔۔۔

جب وہ انڈیا آئی تھی تو کتنے ارمانوں کے ساتھ آئی تھی۔۔۔کیا کچھ نہیں سوچا تھا اس نے ۔۔۔کیسے وعدے کر کے آئی تھی کہ اتنے پیسے بھیج دیا کروں گی۔۔۔مگر ہوا کیا۔۔۔ خود کے کھانے کے بھی لالے پڑ گئے۔۔۔پیسے کہاں سے بھیجتی؟؟۔۔۔

جب وہ پہلی بار کسی مرد کے کمرے میں گئی۔۔۔

اسی دن سے اس کی ہمت نہ ہوئی اپنے والدیا

والدہ سے بات کرنے کی۔۔۔ شرمندگی ہی اتنی

تھی۔۔۔۔ اسے لگتا تھا زمین پھٹے گی اور وہ اس

میں سما جائے گی۔۔۔۔

ہاں۔۔۔ وہ اس کے سوشل میڈیا پر اپلوڈ کی تصاویر
و ویڈیوز دیکھتے تھے۔۔۔۔ ان کا تو یہی گمان تھا کہ
ان کی بیٹی بڑی ترقی کر رہی ہے بڑی ماڈل بن گئی
ہے مگر وہ معصوم کہاں جانتے تھے کہ وہ کن
گڑھوں میں گر گئی تھی۔۔۔کہاں سے جان بچا کے
نکلی ہے ۔۔۔اور کیسی زندگی گزار رہی ہے۔ انھیں

تو یہی لگا کہ پیسے نہیں بھیجنا چاہتی اس لیے بچتی

ہے ان سے ---

ماں تھی --- دیکھتے ہی کہہ دیا ----کہ نہیں

چاہیے تمہارا پیسہ --- لیکن بیٹی نہ چھینو ہماری

----اس کا چہرہ کم از کم دیکھ لینے دو---

"تمہارا یہ دوست ہمارے گھر ملنے نہ آتا اور ہماری تم سے بات نہ کراتا۔۔۔تو شاید ہم تو تمھیں بغیر دیکھے ہی مر جاتے۔۔۔"اس کی والدہ کے الفاظ جیسے اس کا دل چیر رہے تھے۔۔۔وہ بس روئے چلی جا رہی تھی۔۔۔

"اچھا رونا بند کریں انٹی آپ ---"اس کی والدہ کو

بڑے پیار سے چپ کراتے ہوئے --- وہ اب

سیل کی اسکرین اپنی جانب کر کے کہہ رہا تھا---

"انٹی کو بہت شکایت ہے تم سے --- تم ایک

فون تک نہیں کرتیں--- نہ تم نے انہیں اپنے

آنے کے بارے میں اطلاع دی ----- اگر تم

سرپرائز دینے کے چکر میں تھی---تو سوری

---میں نے وہ خراب کر دیا ہے--- میں نے

انہیں بتا دیا ہے کہ تم واپس آرہی ہو--."

"شکریہ" طیبہ کے پاس الفاظ ختم ہو گئے تھے اس

پل حمزہ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے----

"شکریہ ؟؟... مجھے تو لگا تم غصہ کرو گی" حمزہ

لچکدار انداز میں کہہ رہا تھا -- واقعی اسے یہی توقع

تھی ---کہ وہ ناراض ہو جائے گی --- کہ وہ ایک

اجنبی ہو کر اس کی فیملی میں کیوں انوالو ہو رہا

ہے ---

جواباً وہ مسکرائی تھی اور وہ مسکراہٹ بہت رنجیدہ
سی لیکن بہت شکر گزاری میں ڈوبی ہوئی
تھی۔۔۔ کیسے بتائے سامنے والے کو۔۔۔اس نے
آج کیا دیا تھا اسے۔۔۔

اسے حمزہ پر اتنی شدت سے پیار آرہا تھا اس
لمحے۔۔۔کے وہ بیاں بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

"کیا؟؟"اس کے سارے گھر والوں سے بات

کرانے کے بعد حمزہ نے کال ڈس کنیکٹ کر دی

تھی۔۔۔ لیکن جیسے ہی اس کے گھر سے باہر نکلا

اور گاڑی میں آ کے بیٹھا۔۔۔تو دوبارہ کال

کی۔۔۔اس بار اس حسین لڑکی کی نگاہیں پہلے سے

زیادہ محبت برساتی معلوم ہوئیں۔۔۔

اس نے تو صرف یہ بتانے کے لیے فون کیا تھا کہ وہ کل واپس آرہا ہے۔۔۔ لیکن اس کی محبت بھرئی نگاہوں نے اسے نروس کر دیا تھا۔۔۔وہ لڑکا ہو کر بلش کر رہا تھا اب۔۔۔

"تم بہت اچھے ہو۔۔۔"

"اتنا اچھا کہ تمہیں مجھ سے محبت ہو جائے؟؟"

اس نے نہایت شرارت سے پوچھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ اتنے اچھے کہ مجھے تم سے عشق ہو جائے۔۔۔" اور بس اس لڑکی کا محبت میں ڈوبے

ہوئے لہجے کے ساتھ یہ جملہ ادا کرنا تھا کہ وہ

حیرانگی اور بے یقینی کے عالم میں اسے تکنے لگا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"اوو۔۔۔دیکھو ذرا۔۔۔اتنے بڑے بڑے لوگ اور

وہ بھی اتنی جلدی۔۔۔کیا بات ہے۔۔۔"پورے

گھر کی شادی کی دعوت آئی تھی۔۔۔لیکن طیبہ

بیگم کے پاؤں میں درد تھا کیونکہ وہ صبح سے شاپنگ کرتی پھر رہی تھیں--(معظم نے اپنے نئے گھر کی خوشی میں دعوت رکھی تھی اس کے لیے---)زمر کا موڈ نہیں تھا اس لیے زینیا بڑا ضد کر کے اپنے ساتھ عائشہ کو لے کر آئی تھی---کہ اگر اس کی سسرال سے کوئی بھی نہ آیا تو اس کے تایا کو برا لگ جائے گا---

کیونکہ وہ بالکل دیے گئے وقت پر ہی پہنچ گئے

تھے۔۔۔ اس لیے خالی ہال انہیں منہ چڑھاتا ہوا

ملا۔۔۔در نجف کی جب نگاہ زینیا پر پڑئی ۔۔۔تو وہ

کام چھوڑ کر سب سے پہلے اس کے پاس آیا ویلکم

کرنے ۔۔۔۔

زینیا سے بات کرنے کے دوران اس کی نگاہ اس کے برابر میں کھڑی لڑکی پر بھی گئی تھی--- جو دکھنے میں ذرا ہیلدی تھی لیکن پنک کلر کی سادہ سی فراک اور لائٹ میک اپ میں کافی جچتی معلوم ہو رہی تھی---

"ہم کہاں بڑے لوگ۔۔۔ بڑے لوگ تو آپ ہیں۔۔۔ہماری شادی میں بھی نہیں آئے آپ تو۔۔۔" زینیا نے اسے دیکھتے ہی فورا شکوہ کر ڈالا تھا۔۔۔

"ارے میں آنا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن حالات نے ساتھ نہیں دیا۔۔ کام ہی اتنا تھا آفس میں۔۔

لیکن بے فکر ہو جاؤ۔۔ تمہارے نئے گھر کی دعوت

آچکی ہے میرے گھر پر۔۔۔اور اس میں، میں نے

ضرور شرکت کرنی ہے۔۔۔اور بڑا سہ تحفہ بھی لے

کر آؤں گا۔۔۔تاکہ ویڈنگ گفٹ اور نئے گھر کا

ایک ساتھ ہی ملا کر تحفہ دے دوں اور تم اسے میرا

معذرت سمجھنا۔" اس کی بات سنتے ہی زینیا

مسکرانے لگی تھی۔۔۔جبکہ عائشہ نا جانے کیا ڈھونڈ

رہی تھی زمین پر۔۔اس نے تو ایک بار نظر اٹھا کے
اس لڑکے کو دیکھا بھی نہیں تھا۔۔۔

"چلیں ٹھیک ہے۔۔۔ اچھا ان سے ملیں۔۔۔یہ
ہے میری نند عائشہ۔۔۔ اور عائشہ آپی ۔۔۔یہ ہیں
میرے تایا کے سب سے بڑے بیٹے در نجف ۔۔یہ
امریکہ میں ہوتے ہیں ۔۔۔ وہیں ان کا بزنس

ہے۔۔۔ ان کی بیوی بہت خوبصورت ہے۔۔۔ اور

عادت کی بھی بہت اچھی ہیں۔۔۔انہیں دیکھ کر

لگتا ہی نہیں ہے ان کی پرورش امریکہ جیسے ملک کی

ہے۔۔۔اور ان کی بیٹی وہ تو ماشاءاللہ جان ہے

پورے گھر کی ۔۔۔اتنی شرارتی۔۔۔اتنی پیاری ۔۔۔

صرف پانچ سال کی ہے اور سب کو اپنی باتوں سے

گرویدہ بنا کر رکھتی ہے اپنا۔۔۔" زینیا جب در نجف

کا یہ پورا تعارف کروا رہی تھی عائشہ سے ۔۔۔تو اس لڑکے کے چہرے پر مسکراہٹ ضرور تھی لیکن وہ بہت مصنوعی سی ۔۔۔ جیسے زبردستی مسکرا رہا ہو۔۔۔

اس لڑکے کے اتنے بڑے تعارف کے بعد بھی ۔۔۔ عائشہ نے صرف ایک نگاہ اٹھا کر اس کی

جانب دیکھا۔۔۔اور پھر اثبات میں سر ہلاکر۔۔۔واپس نظر جھکالی۔۔۔

"اچھا آپ لوگ بیٹھیں۔۔۔میں ذرا کام دیکھ لیتا ہوں۔۔۔"

"جی جی ضرور" زینیا عائشہ کو لے کر ٹیبل پر جا کر آرام سے بیٹھ گئی تھی---

وہ پوری دعوت میں عائشہ کا بڑا خیال رکھتی رہی کیونکہ وہ جانتی تھی پچھلی بار بھی عائشہ کی دعوت میں لوگوں کے درمیان طبیعت خراب ہو گئی تھی--- تو وہ بار بار عائشہ کو کمفرٹیبل کر رہی تھی --- یہ کہ کر--- کے یہ اس کا خاندان نہیں

ہے---یہاں لوگ نہیں جانتے کہ اس کی خلع

ہوئی ہے---تو وہ یہاں کمفرٹیبل رہ سکتی ہے---

یہ سب اجنبی ہیں---اور یہ سب اسے صرف اس

کی نند کے اعتبار سے جانتے ہیں---یہی وجہ تھی

کہ وہ تھوڑا بہتر محسوس کر رہی تھی---

زینیا اسے اپنے رشتے داروں سے ملاتی پھر رہی تھی

---جس میں اس نے اسے در نجف کی بیٹی ثمرہ

سے ملوایا---

وہ کسی بات پر رو رہی تھی--- ویسے عائشہ کی

بچوں کو دیکھ کر طبیعت خراب ہو جایا کرتی

تھی--- لیکن اسے روتا دیکھ--- دل میں ہلچل سی

مچ گئی۔۔۔وہ پانچ سالہ بچی کا رونا اس سے دیکھا نہ گیا۔۔۔اور اس نے خود آگے بڑھ کر اسے گود میں اٹھا لیا۔۔۔

"اتنی پیاری بے بی کیوں رو رہی ہے؟؟" اس کی ننھی ننھی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو صاف

کرتے ہوئے۔۔۔ بڑے پیار سے استفسار کرنے لگی۔۔۔

"پاپا اچھے نہیں ہیں۔۔۔ وہ ڈانٹتے ہیں مجھے۔۔۔"

وہ ننھی سی بچی اپنی میٹھی سی زبان میں۔۔ اس سے اپنے والد کی شکایت کرنے لگی۔۔۔

وہ اتنی دیر سے رو رہی تھی ۔۔۔ سب اسے چپ کرانے کی کوشش کر رہے تھے ۔۔ لیکن ثمرہ نے کسی سے بات نہ کی ۔۔ نہ ہی کسی کی گود میں گئی ۔۔۔ لیکن عائشہ کے آتے ہی نہ صرف وہ گود میں آگئی تھی بلکہ اسے بتا بھی رہی تھی ۔۔۔

"وہ ڈانٹتے ہیں۔۔۔ تو پیار بھی تو کرتے ہیں نا"

عائشہ نے اسے بڑے پیار سے مثبت پہلو دکھانے کی کوشش کی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ وہ نہیں کرتے۔۔۔وہ ماما کو بھی ڈانٹتے ہیں۔۔۔اور وہ مجھے بھی ڈانٹتے ہیں۔ وہ

بہت برے ہیں۔۔۔" وہ بچی تیزی سے روتے ہوئے بولی۔۔۔اپنی بات پر خاصہ زور دیتے ہوئے

"نہیں۔۔۔ وہ ماما کو نہیں ڈانٹتے۔۔۔وہ بات کرتے ہیں ماما سے۔۔۔۔اور نہ ہی وہ آپ کو ڈانٹتے ہیں۔۔۔وہ پیار کرتے ہیں آپ سے۔۔۔" زینیا ثمرہ

کی بات سن ۔۔۔فورا ہی پیار سے سمجھاتے گویا

ہوئی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ وہ پیار نہیں کرتے۔۔۔وہ نہیں

کرتے۔۔۔وہ نہیں کرتے۔۔۔ میری ماما جھوٹ

نہیں بولتیں۔۔۔ وہ برے ہیں تبھی تو ماما سے الگ

کر کے مجھے یہاں لے آئے ہیں---" بچے اکثر گھر

کے بھیدی ہوتے ہیں---

بند کمروں میں ہونے والی باتیں وہ اکثر اپنی

معصومیت میں باہر پہنچا دیتے ہیں--- جیسے اس

لمحے ثمرہ پہنچا رہی تھی --- کسی کو خبر نہیں تھی کہ

در نجف کی وائف امریکہ سے کیوں نہیں آئی اپنی

نند کی شادی میں--- لیکن ثمرہ کی باتوں سے عائشہ

اور زینیا اندازہ لگا چکی تھیں کے ان میاں بیوی کے

درمیان لڑائی چل رہی ہے---

"اچھا---آپ ائس کریم کھاتی ہو---دیکھو

میرے پاس سٹرابری فلیور ہے--- مجھے تو یہ بہت

بھی لگتا ہے---آپ کھاؤ گی؟؟" عائشہ نے اس

موضوع کو یکدم بدلا تھا۔۔۔تاکہ بچی کی توجہ ہٹا سکے۔۔۔

"ابھی میرا موڈ نہیں ہے۔۔۔ میں رو رہی ہوں آپ دیکھ نہیں رہیں؟؟" وہ ذرا ناک پھولا کر بولی۔۔۔ اس سفید گڑیا کی ننھی سی لال ناک جب پھولی تو زینیا و عائشہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکیں۔۔۔ اوپر سے

اس کی پیاری پیاری باتیں اور انداز۔۔۔ واللہ۔۔۔

عائشہ کا دل چاہ رہا تھا اسے گھر لے جائے

اپنے۔۔۔

"میں دیکھ رہی ہوں۔۔۔ تبھی تو کہہ رہی ہوں۔۔کہ

آپ میرے ساتھ سٹرابری فلیور انجوائے کر

لو۔۔کیونکہ میں نے دیکھا ہے یہ کسی اور کے پاس

نہیں ہے---یہ صرف میرے پاس آیا ہے---

اور دیکھو یہ بہت بھی ہے---آپ نہیں کھاؤ گی نا تو

آپ کو بعد میں دکھ ہو گا کہ کاش میں عائشہ آپی کی

بات سن لیتی---رو تو میں آئس کریم کھانے کے

بعد بھی سکتی تھی---"

عائشہ نے چمچ آئس کریم میں ڈبویا...

پہلا نوالہ منہ میں ڈالتے ہی اس کی آنکھیں ہلکی سی

بند ہو گئیں۔۔۔ جیسے ایک ٹھنڈی مٹھاس نے

پورے وجود میں سرور بھر دیا ہو۔اس کے لبوں پر

خود بخود مسکراہٹ آگئی۔۔۔

اور اس نے ہلکے سے "مم۔۔۔یمی" کہا۔۔۔۔پھر

شرارت سے آنکھیں کھول کر ثمرہ کو دیکھا۔۔۔

وہ نظروں میں جیسے کہہ رہی تھی۔۔۔

"دیکھا؟ میں نے کہا تھا نا یہ بہت مزیدار ہے"

چہرے پر تسکین، شرارت اور تھوڑی سی فخر بھری خوشی۔۔۔ جیسے اس نے کوئی چھوٹی سی جنگ جیت لی ہو۔۔۔اس کے ہونٹوں کے کنارے پر ذرا سہ سٹرابری کا رنگ لگا۔۔۔ جسے اس نے مسکراتے ہوئے زبان سے صاف کیا۔۔

اور پھر آئس کریم کا دوسرا چمچ اٹھاتے ہوئے بولی: ''اب بھی نہیں کھاؤ گی؟ تو آپ کا ہی نقصان ہوگا!''

ثمرہ کا دل للچا گیا تھا۔۔۔یہ سوچ۔۔۔ کہ رونا تو وہ بعد میں بھی کر لے گی اس نے فورا ہی منہ کھولا۔۔کہ عائشہ اسے آئس کریم کھلائے۔۔۔

اور اس طرح ان کی دوستی ہو گئی تھی۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"زمر جلدی سے اٹھو اور تیار ہو۔۔۔" اچانک عائشہ کمرے میں آکر اسے تیار ہونے کا کہنے لگی۔۔۔وہ بھی نہایت جلدباز انداز میں۔۔۔

"کیوں ؟؟ کیا ہوا ہے ؟؟" وہ جو بیڈ پر پاؤں پھیلائے بیٹھی تھی فورا سیدھی ہوئی۔۔۔

"پھوپھو آئی ہیں تمہارے نکاح کی بات کرنے

---اس جمعہ کو کرنے کا کہہ رہی ہیں--- ابو

نے ہاں کر دی ہے---" عائشہ کے چہرے سے

خوشی کے جام بٹ رہے تھے--- جبکہ دوسری

جانب--- زمر کا چہرہ یہ بات سنتے ہی بالکل سفید

پڑ گیا تھا--- جیسے اس میں خون ہی نہ

ہو---دماغ جیسے بھک سے اڑ گیا---

وہ تو الریڈی مہروز کے نکاح میں تھی۔۔۔ نکاح پر

نکاح کیسے کر سکتی ہے ؟؟؟...اوپر سے مہروز تو

کتنے مہینے ہوئے اسے منہ ہی نہیں لگا رہا

۔۔۔۔رشتہ لے کر کہاں آئے گا؟؟...

عائشہ کے وہاں سے جاتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔

اس نے تیزی سے کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ اپنا سیل اٹھایا اور مہروز کو کال کی۔۔۔لیکن ہر بار کی طرح کال ریسیو ہی نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

دل پر پتھر لیے۔۔۔تیار ہو کر وہ نیچے پہنچ گئی تھی۔۔۔ خوب مبارکباد چل رہی تھی وہاں۔۔سب کے چہروں پر بڑی خوبصورت سی مسکراہٹ رقصا تھی۔۔۔آنکھیں چمک رہی تھیں۔۔۔

ہر کوئی اسے آکر گلے مل مل کے مبارک باد دینے

لگا۔۔۔۔جب کہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ

پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع کر دے۔۔۔

♡♡♡♡♡

"میرا اس سے نکاح ہوا ہے۔۔۔وہ پھر بھی مجھ

سے بات نہیں کر رہا۔۔چار مہینے سے ہماری کوئی

بات چیت نہیں ہوئی۔۔۔وہ تو ایسا لگتا ہے بھول

گیا ہے مجھے۔۔۔"زمر زینیا کے ساتھ بیوٹی پارلر آئی

ہوئی تھی فیشل اور آئبرو بنوانے ۔۔ جب وہاں ایک

کسٹمر کو اس نے روتے ہوئے فون پر بات کرتے

سنا۔۔۔

زمر کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔

"ارے یار یقین کرو۔۔۔کوئی لڑائی نہیں ہوئی

ہمارے درمیان ۔۔۔سب کچھ بالکل صحیح چل رہا

تھا ۔۔۔اور بس اس نے اچانک سے بائیکاٹ کرنا

شروع کر دیا میری کالز و میسجز کا۔۔۔ہر وقت ایک

ہی بات کہتا ہے۔۔۔میں بیزی ہوں میں بیزی

ہوں۔۔۔"اس کی سچویشن بالکل زمر کو اپنی جیسی
لگی۔۔۔

"تم ٹھیک کہتی تھیں۔۔۔آج کل کے لڑکے
نکاح کو کھیل بنا چکے ہیں۔۔۔مجھے تمہاری بات پہ
اعتبار کرنا چاہیے تھا۔۔۔"اس لڑکی نے جب یہ
جملہ ادا کیا تو زمر کو اپنے پاؤں سے زمین کھنچتی

محسوس ہوئی۔۔۔ اس کے ہاتھ پاؤں لرزنے لگے

۔۔۔

"نہیں ۔۔۔ نہیں ۔۔۔وہ تو بہت ضد کرتا تھا لیکن میں اس کے ساتھ کبھی کسی ہوٹل کے روم میں نہیں گئی۔۔۔میں نے اس معاملے میں ہمیشہ خود کو سیف رکھا۔۔۔۔چونکہ مجھے تمہاری بات یاد تھی

---کہ جب تک وہ اپنے گھر والوں کو لے کر

نہیں آجاتا---تب تک میں اس کی بیوی نہیں

ہوں دنیا کے سامنے----مجھے اپنی عزت کی خود

حفاظت کرنی ہوگی--- پھر مہرین والا حادثہ بھی

میرے دماغ میں ہمیشہ ہی چلتا رہتا تھا---اس

لیے نہیں---میں نے کبھی ہاتھ پکڑنے سے ایک

قدم آگے جانے نہیں دیا اسے---" دوسری

جانب سے کیا بات کی گئی زمر کو نہیں پتہ ----

لیکن اس کے جواب میں جو وہ لڑکی بول رہی تھی وہ

سن ----زمر کے رونگٹے کھڑے ہو گئے---

"ابھی آپ فون پر بات کر رہی تھیں--- تو آپ

نے اپنی دوست مہرین کا ذکر کیا---کیا ہوا تھا

اس کے ساتھ؟؟؟" کافی دیر تک زمر موقع تلاش

کرتی رہی اس لڑکی سے بات کرنے کا اور جیسے ہی

ملا وہ فورا ہی اس کے برابر میں آکر

بیٹھ۔۔۔۔ مہرین کے متعلق پوچھنے لگی۔۔۔

"کیا ہونا ہے۔۔۔آج کل جو لڑکے نکاح کے نام

پر عزتیں لوٹ رہے ہیں۔۔۔وہی ہوا۔۔۔ نکاح کر

لیا تھوڑے دن گھمایا پھرایا۔۔۔ پھر اپنے ساتھ

ہوٹل لے جانے لگا۔۔۔ وہ بے وقوف لڑکی اپنا آپ

لوٹاتی رہی میرا شوہر میرا شوہر کر کے۔۔۔ مگر پھر

ایک رات جب وہ ہوٹل لے کر گیا۔۔۔تو وہاں

اس کا ایک دوست پہلے سے موجود تھا۔۔ اس نے

ایسا ظاہر کیا کہ اس نے ہمیں رنگے ہاتھوں پکڑ لیا

ہے۔۔۔اب یہ میرے گھر والوں سے شکایت لگا

دے گا۔۔۔پھر گھر والے تمھیں قبول نہیں کریں

گے۔۔۔۔۔ بلا بلا۔۔۔۔۔ اس لڑکی کو اتنا ڈرا دیا کہ
اسے لگا اس کا نکاح خطرے میں ہے۔۔۔ مطلب
ایک پوری سچویشن بنائی۔۔ اور آخر میں جب اسے
اچھی طرح ڈرا دیا۔۔۔۔ تو حل کیا نکالا۔۔۔کہ تم
میرے دوست کو بھی خوش کر دو۔۔۔"اس کی
باتیں زمر کا دل ہلا رہی تھیں۔۔۔ اسے لگا اس کے
پاؤں سے زمین کھینچ گئی ہے

یہ وہی حقیقت تھی جس سے بریرہ اور تابش دونوں اسے وارن کر رہے تھے شروع سے۔۔۔ مگر اس نے کان نہ دھرے۔۔۔۔

"پھر، پھر کیا کیا اس نے؟؟" بہت ہمت جمع کی۔۔۔ زمر نے سوال کرنے کے لیے۔۔۔

اس کی پیشانی پر پسینہ نمودار تھا۔۔۔ وہ ایک خوف محسوس کر رہی تھی اپنے اندر۔۔۔

۔

"وہ ڈری ہوئی تھی۔۔۔ اسے اپنا نکاح خطرے میں نظر آیا۔۔۔۔ جسے بچانے کے لیے وہ ہر حد پار کر گئی۔۔۔۔ لیکن پتہ ہے معاملہ یہیں نہیں

تھا۔۔۔اس کے بعد اس کا وہ دوست بھی جب

دل چاہتا ہے اسے بلانے لگا۔۔۔ کچھ دنوں تک وہ

مارے ڈر کر خاموش رہی ۔۔۔ مگر وہ محسوس کر رہی

تھی وہ دن بدن ایک دلدل میں پھنستی جا رہی

ہے۔۔۔ پھر ایک دن ہمت کر کے اس نے یہ

فیصلہ کیا۔۔۔۔ کہ وہ مزید یہ سب نہیں کرئے

گی طلاق ہوتی ہے تو ہو جائے ۔۔۔تو ان دونوں

کمینوں نے مل کر اسے بلیک میل کرنا شروع کر دیا۔۔۔کہ ان کے پاس پرائیویٹ تصاویر وہ ویڈیوز ہیں اس کی ۔۔۔جو وہ نیٹ پر ڈال دیں گے۔۔۔ جب پانی حد پار کرگیا۔۔۔تو اسے سمجھ آگیا کہ اب اس دلدل سے بغیر کسی کی مدد کے وہ نہیں نکل سکتی۔۔۔وہ دونوں کمینے اسے ایسے ہی استعمال کرتے رہیں گے ۔۔۔اس لیے اس نے پولیس سے

رابطہ کیا۔۔۔اور یہ سارا معاملہ پھر پولیس نے سنبھالا۔۔۔" زمر کے اس پل سمجھ نہیں آیا کہ وہ اس لڑکی کے لیے غم کرئے یا اپنی عقل پر ماتم۔۔۔

"میں نے تو بھئی اس پورے حادثے سے یہ سبق سیکھ لیا کہ نکاح کرنے کے بعد بھی لڑکی کی عزت

محفوظ نہیں ہے ۔۔۔ چاہے وہ اپنے شوہر کے

ساتھ ہی کیوں نہ ہو ۔۔۔ اس لیے اگر وہ نکاح توڑ

رہا ہے تو توڑنے دو لیکن اس کے ساتھ کسی ہوٹل

کے روم میں مت جاؤ ۔۔۔ صاف بولو کہ بات محبت

کی تھی تم نے کہا کوئی اور مجھے تم سے پہلے نہ لے

لے اس لیے تم نکاح کرنا چاہتے ہو ۔۔۔ تم

ہمارے رشتے کو حلال بنانا چاہتے ہو ۔۔ تو میں نے

نکاح کر لیا محبت میں۔۔۔ لیکن اس سے ایک

سٹیپ بھی اب میں آگے نہیں بڑھوں گی جب تک

تم اپنے اندر اتنی ہمت نہ لے آؤ کہ اپنے والدین کو

میرے گھر لا سکو۔۔۔ اور یقین کرو یہی عقلمندی

ہے کہ اب اگر میری طلاق بھی ہو جاتی ہے تو بھی

میں محفوظ ہوں۔۔۔ میں دوسری شادی کر سکتی

ہوں کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔۔۔" اس لڑکی

کی باتیں سن کر زمر کو شدت سے احساس ہوا کہ وہ
بھی اسی گڑھے میں گر چکی ہے ---

"اور پھر میں نے تو نکاح کے وقت تین طلاقوں کا
حق بھی خود لے لیا تھا تاکہ بعد میں وہ مجھے اس
معاملے میں رلا نہ سکے --- اب دیکھو نا --- چار
مہینے سے نکاح کے باوجود بالکل ہاتھ جھاڑ کے بیٹھ

گیا ہے۔۔۔ میں بیوی ہوں گرل فرینڈ نہیں کہ دل

بھر گیا تو دوسری پکڑلی اور جو مرد یہ بات نہیں

سمجھ رہا۔۔۔ سمجھ لو وہ نکاح کی اہمیت کو بھی

نہیں سمجھ رہا۔۔۔اس کے لیے وہ صرف ایک

کاغذی رشتے کے سوا کچھ نہیں۔۔۔دراصل یہ

لوگ جوا کھیلتے ہیں نکاح کر کے۔۔۔ اگر لڑکی

بیوقوف مل گئی تو بستر تک رسائی آسانی سے مل

جاتی ہے انھیں۔۔۔اور نہیں ملی تو کم از کم باتوں

کا زنا حلال کر لیتے ہیں۔۔۔" اور اس لڑکی کا آخری

ادا کیا جملہ۔۔۔زمر کے دماغ کو جا کے ہٹ کیا

تھا۔۔۔اس نے خود کو شرمندگی کی انتہا گہرائیوں

میں اترتا ہوا پایا۔۔۔

"یعنی میں بے وقوف لڑکیوں میں آتی ہوں "وہ زیر لب بڑبڑائی--

"اسکیوزمی--آپ کی آئبرو ہے نا؟؟.....--آ جائیں---"ابھی ان کی بات جاری تھی جب زمر کو پارلر والی نے بلایا---

وہ لڑکی بھی اپنا سامان سمیٹ کر ۔۔۔ اونر کو پیسے پکڑانے کے بعد ۔۔۔ وہاں سے چلی گئی تھی ۔۔۔

"کیا ہو گیا ؟ .. خیریت ہے ؟؟؟ چہرہ اتنا سفید کیوں پڑ رہا ہے تمہارا ؟؟؟ " واپسی پر معظم انہیں لینے آیا تھا ۔۔۔ جب وہ لوگ گاڑی میں بیٹھے ۔۔ تو زمر کا سفید چہرہ اور الجھی ہوئی نظریں جو نہ جانے

اپنے ہاتھوں میں کیا تلاش کر رہی تھیں وہ معظم کی آنکھوں سے زیادہ دیر بچی نہ رہ سکیں۔۔۔اور اس نے بڑے فکر مند لہجے میں اپنی بہن سے استفسار کیا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ کچھ نہیں" اس نے فورا نفی میں سر ہلایا۔۔۔ جبکہ وہ اپنے گلے میں تھوک نگل رہی

تھی۔۔۔ایک عجیب سی کیفیت تھی اس

کی۔۔۔اسے اب اپنے آگے سوائے اندھیرے کے

کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔وہ تو اتنی بے وقوف تھی

کہ اس نے طلاق کا حق تک نہیں لیا تھا مہروز

سے۔۔۔

"مگر تمہارا چہرہ تو کچھ اور کہہ رہا ہے---"اس لڑکی کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں---اس کا بھائی کیسے محسوس نہ کرتا---

"ارے یہ صرف ڈر گئی ہے --- پارلر میں ایک لڑکی آئی تھی--- اپنا رونا سنا رہی تھی سب کو---
کہ اس کا نکاح ہوا ہے پہلے تو لڑکا بہت محبت کرتا

تھا پھر اچانک سارے رابطے توڑ کر بیٹھ گیا ۔۔۔ چار
مہینے ہونے کو آرہے ہیں ۔۔۔ پھر ان کا نکاح تھا
بھی چھپا ہوا ۔۔ گھر والوں کو کچھ علم نہیں ۔۔۔۔ تو
اب وہ سمجھ نہیں پا رہی کیا کرلئے ۔۔۔ سوچ رہی
تھی طلاق لے لے ۔۔۔ تو بس یہی سب سن کر یہ
تھوڑا ڈر گئی ہے" زینیا نے پوری بات بڑے
سرسری سے انداز میں معظم کو بتائی ۔۔۔ ساتھ ہی

وہ پیچھے مڑ کر زمر کا سفید پڑتا چہرہ بغور دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ بے وقوف نہیں تھی۔۔۔ اس نے تو بہت پہلے ہی بھانپ لیا تھا۔۔۔کہ کچھ معاملات چل رہے ہیں زمر کے۔۔۔ تبھی وہ اپنا موبائل ایک منٹ کے لیے بھی نہیں چھوڑتی۔۔۔

پھر ان معاملات کا تعلق زرم سے نہیں تھا اس
بات کا بھی اندازہ تھا اسے کیونکہ وہ اکثر جب گھر
میں ہوتا تھا تب بھی زمر اسے منہ نہیں لگاتی
تھی۔۔۔اور اپنے موبائل میں ہی لگی رہتی۔۔۔۔

اب اس کا چھپے ہوئے نکاح والی بات پر اتنا ڈر جانا

زینیا کے شک کو پختہ کر رہا تھا۔۔۔وہ اس کا ری

ایکشن دیکھنا چاہتی تھی اس لیے اس نے معظم کو

یہ پوری بات بتائی۔۔۔

"تو اس میں تمہیں ڈرنے کی کیا ضرورت ہے

؟؟...تمہارا نکاح تو ہم گھر والے کروا رہے

ہیں۔۔۔زرم ذرا انگلی آڑی تیڑی کر کے تو دیکھے ۔

اس کی وہ انگلی توڑ دیں گے ہم جو تمہارے خلاف

اٹھے گی۔۔۔۔ عائشہ کی باری پر ہم چپ رہے چونکہ

سب کہتے تھے گھر بسے گا۔۔۔لیکن ہم نے دیکھ لیا

مار کھانے سے گھر نہیں بسا کرتے ۔۔۔ تو بے فکر

ہو جاو میری بچی۔۔ تمہیں تو ہم کسی کو ہاتھ بھی

نہیں لگانے دیں گے۔۔۔" وہ ایک ایسا بھائی تھا

جس نے اپنی بہن کے جسم کو زخموں سے بھرا دیکھا

ہے لیکن اس کے ہاتھ بندے ہوئے تھے کیونکہ

معاشرہ کہہ رہا تھا اس کا گھر بسنے کے لیے یہ

ضروری ہے کہ وہ چپ رہے ۔۔۔تو وہ ایک ڈرا ہوا

انسان تھا ۔۔۔اور اسے لگا اس کی چھوٹی بہن کا

بھی یہی حال ہے۔۔۔وہ بھی ڈر رہی ہے اب نکاح

سے۔۔۔تو وہ اسے حوصلہ دینے لگا مگر وہ نہیں جانتا

اس کا یہ حوصلہ دینا اس کا یوں ہمت بڑھانا بھی زمر کو گلٹ میں مبتلا کر رہا تھا۔۔۔مزید شرمندگی کی جانب لے جا رہا تھا۔۔۔

"ہاں زمر۔۔۔تمہارے بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے تمہارے پیچھے تو پورا خاندان کھڑا ہے۔۔چونکہ تم

ہمارے کہنے پہ نکاح کر رہی ہو۔۔۔اور اس لڑکی کا

معاملہ بالکل الگ تھا اس نے چھپ کر نکاح کیا

ہے۔۔۔ تمہیں پتہ ہے اس نے سب سے بڑی بے

وقوفی کیا کی ہے میرے نزدیک۔۔۔اس نے مرد کو

آزاد کیا ہے اس کی ذمہ داریوں سے جو اللہ نے اس

پہ عائد کی تھیں۔۔نکاح کے وقت عورت کو تحفظ

دینا اس کے نان نفقے کی ذمہ داری اٹھانا اور اسے

ایک گھر فراہم کرنا جہاں وہ عزت سے رہ سکے یہ

ایک مرد کی ذمہ داریوں میں آتا ہے۔۔۔ لیکن یہ

چھپ کر نکاح کرنے والیاں ۔۔۔اکثر مرد کو ان

ذمہ داریوں سے آزاد کر دیتی ہیں تو وہ خود اپنے

پاؤں پہ کلہاڑی مارتی ہیں کیونکہ جب گھر والے

انوالو ہوتے ہیں تو وہ لڑکے پر پریشر ڈالتے ہیں

۔۔۔اور وہ اسے پابند کرتے ہیں کہ وہ ان کی بیٹی

کی ضروریات پوری کر لئے۔۔۔ورنہ ان کی بیٹی ان

پر بوجھ نہیں ہے وہ واپس لے لیں گے۔۔۔لڑکی

کے پیچھے بیک مضبوط ہوتی ہے تو لڑکا اس سے ڈرتا و

اس کی قدر کرتا ہے۔۔۔۔تب ہی وہ لڑکا اس کے

فرائض پورے کرتا ہے۔۔۔۔مگر آج کل کی لڑکیاں

یہ بات کہاں سمجھ رہی ہیں۔۔۔۔ محبت میں اندھی

ہو کر مرد کو خود باون کی چھوٹ دے کر بعد میں رو

رہی ہیں۔۔۔" زینیا نے آخری کا جملہ خاصہ جتاتے

ہوئے کہا۔۔ جس پر زمر نے فورا نظر جھکالی۔۔۔

وہ گھر آتے ہی ڈائریکٹ اپنے کمرے میں گئی

تھی۔۔۔ دروازہ لاک کر۔۔۔اپنے بیڈ پر بے ست

ہو کر گرتے۔۔۔۔تکیے میں منہ چھپا کر رونا شروع

کر دیا تھا۔۔۔

وہ مہروز کے ساتھ میاں بیوی والا تعلق قائم کر چکی

تھی۔۔۔اس لیے طلاق لینا اب آسان نہیں

تھا۔۔۔ اگر بالفرض وہ طلاق لے بھی لیتی ہے

اس کے بعد دوسری شادی کر لی تو یقینا اس کا

دوسرا شوہر اسے قبول نہیں کرئے گا۔۔۔اور اس

کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ یہ سارے

معاملات اس نے نکاح میں کرنے کے بعد طے

کیسے تھے۔۔۔۔وہ کوئی زنا کر کے نہیں آئی۔۔۔

لوگ تو اس پر بدکاری کا الزام ہی لگائیں گے

۔۔۔وہ پورے خاندان و برادری میں ذلیل و رسوا ہو

کر رہ جائے گی۔۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"تم؟؟؟" وہ اپنی کلاس سے باہر نکلا تو سامنے ہی زمر کو کھڑا پایا---

اس کی آنکھیں سرخ تھیں--- سوجی ہوئی---الگ ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے رو کر آرہی ہے---چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں---

"میرا نکاح ہے دو دن بعد۔۔۔ پلیز۔۔۔ میرا ہاتھ

تھام لو میرے گھر والوں کے سامنے۔۔۔ پلیز

میرے ساتھ گھر چلو۔۔۔ انہیں بتاؤ میں تمہاری

بیوی ہوں۔۔۔ میں تمہارے ساتھ ابھی اسی وقت

رخصت ہو کر آنے کے لیے تیار ہوں۔۔۔ مجھے کچھ

نہیں چاہیے تم سے۔ تم بس رخصتی لے لو۔۔۔"

زمر روتے ہوئے کہہ رہی تھی--- اس کے کہتے

ہی ارد گرد کے لوگوں نے اس کی جانب دیکھنا

شروع کر دیا تھا--- جس پر مہروز نے ہڑبڑا کر

تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتے ہوئے اسے

باہر لے جانے لگا---

"میں نے تم سے کتنی بار کہا ہے یونیورسٹی مت آیا کرو۔۔" وہ اسے سائیڈ میں دیوار سے لگاتا۔۔۔اب غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔

"میرا نکاح ہو رہا ہے۔۔۔۔ پلیز میرے ساتھ گھر چلو اور میرے گھر والوں کو ہمارے نکاح کا بتاؤ"

وہ اس وقت لڑنے نہیں آئی تھی۔۔ نہ اس کا

غصہ دیکھنے۔۔۔۔ وہ تو منت کرنے آئی تھی کہ

اسے اپنا لے۔۔۔اس کے گھر والوں کے سامنے

اس کا ہاتھ تھام لے۔۔۔۔

ایک لڑکی کی اس سے بڑی ذلالت اور کیا ہوگی ۔۔۔

کہ وہ خود ایک مرد کے سامنے ہاتھ جوڑ کر منتیں کر

رہی ہے کہ اسے اپنا لے۔۔۔

"زمر ہماری اس معاملے میں کتنی بار بات ہو چکی ہے ---میں نے تم سے کہا ہے نا ---جب تک میری پڑھائی مکمل نہیں ہو جاتی ---میں نکاح کی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتا----میں اپنے گھر والوں کو نہیں لا سکتا---"

"تو مت لاؤ۔۔۔ کوئی ذمہ داری مت اٹھاؤ۔۔۔بس
کم از کم میرے گھر آکر میرے بڑے بھائی معظم
سے بات کرلو۔۔۔وہ سب سنبھال لیں گے۔۔۔
مگر اس طرح مجھے اکیلا مت چھوڑو۔۔۔"

"دیکھو یار۔۔۔ اس وقت میرے پیپرز چل رہے
ہیں۔۔۔میرے پاس وقت نہیں ہے ان سارے

سر درد کا۔۔۔اس لیے اپنا یہ نکاح کے ڈرامے کا

شور برپا کرنا بند کرو۔۔۔اور چپ چاپ گھر جا کے

بیٹھو۔۔۔جب پیپرز ختم ہو جائیں گے۔۔۔ڈگری مل

جائے گی۔۔۔میں لے آؤں گا اپنے والدین کو

۔۔۔ایک ہی بات بار بار مت کہلواؤ مجھ

سے۔۔۔" وہ بڑے سپاٹ سے لہجے میں گویا

ہوا۔۔۔

اسے تو ذرہ برابر بھی فرق نہیں پڑ رہا تھا کہ اس کی بیوی کا دوسرا نکاح کروایا جا رہا ہے۔۔۔

"چپ کر کے بیٹھ جاؤں؟؟.. کیسے؟؟...دو دن بعد میرا نکاح کروا دیا جائے گا..." وہ چیخی۔۔۔ اور یہ تکلیف میں ڈوبی ہوئی چیخ تھی جو اس کے حلق

سے بے اختیار نکلی تھی۔۔۔وہ تھک چکی تھی

سامنے والے ظالم کو یہ سمجھاتے سمجھاتے کہ اس

کا نکاح ہو رہا ہے۔۔۔وہ ہوش کے ناخن

لے۔۔۔وہ کیسے اپنی بیوی کو دوسرے آدمی کے

نکاح میں دیکھ سکتا ہے۔۔۔

" زمر مجھے اس کہانی کا ولن بنانا بند کرو۔۔۔میں

تم سے پہلے ہی کمٹمنٹ کر چکا ہوں اور میں اس پر

ابھی بھی قائم ہوں ۔۔۔میری پڑھائی مکمل ہو

جانے دو۔۔۔مجھے میرے پاؤں پر کھڑے ہو جانے

دو۔۔۔۔میں لے آؤں گا اپنے والدین کو۔۔۔کس

بات کی جلدی مچا رکھی ہے تم نے؟؟؟..." وہ

ایک ہاتھ کمر پر ٹکا کر۔۔۔دوسرے ہاتھ سے اپنی

پیشانی مسلتے ہوئے۔۔۔۔ نہایت جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہنے لگا۔۔۔

"میں جلدی نہیں مچا رہی۔۔۔ دو دن بعد نکاح ہے میرا۔۔۔۔ تمہیں سمجھ کیوں نہیں آرہا۔۔۔ میں ہاتھ جوڑتی ہوں تمہارے آگے ۔۔۔ کہو گے تو پاؤں پکڑ لوں گی۔۔۔پلیز گھر چلو میرے ساتھ۔۔۔ سب کو

ہمارے نکاح کا بتاؤ۔۔۔ اگر گھر والوں سے نہیں

ملنا چاہتے تو میرے بڑے بھائی سے ہی مل

لو۔۔۔یہی بہت ہوگا۔۔۔ مجھے پتہ ہے وہ سب

سنبھال لیں گے پھر۔۔۔ تم کم از کم میرے بھائی

سے تو مل ہی سکتے ہو نا؟؟؟" بات یہاں صرف

اس کی عزت کی نہیں تھی اس کے پورے گھر

والوں کی تھی ---- اگر مقابل کے اس وقت پاؤں
بھی پڑنا پڑے ---- تو وہ پڑ جائے گی ---

زمر کو یقین تھا اگر وہ صرف معظم سے بھی بات کر
لے گا تو بھی معاملہ تھوڑا سنبھل جائے
گا ---- معظم دیکھ لے گا پھر سب کچھ ---

"میں کیوں ملوں تمہارے بھائی سے؟؟... تاکہ وہ

بھی مجھے تمہاری طرح فورس کرلے---بار بار میرا

سر کھائے؟؟...یونیورسٹی میں آکر تماشے

کرلے---معاف کرو مجھے تم" وہ دونوں ہاتھ

اس کے آگے جوڑتا---نہایت بے زاریت بھرے

لہجے میں گویا ہوا---

اس نے جب دونوں ہاتھوں کو ایک ساتھ جوڑا تو

بڑی فورس کے ساتھ یہ عمل کیا۔۔۔کہ اس میں

تالی کی آواز پیدا ہوئی۔۔۔اور وہ تالی کی آواز بھی

جیسے زمر کے دل کو ہلا گئی۔۔۔وہ لرز گئی تھی

پوری۔۔۔اسے یقین نہیں آرہا تھا یہ وہی شخص ہے

جو اس سے محبت کے دعوے کیا کرتا تھا۔۔۔جس

نے جینے مرنے کے ساتھ قسمیں کھائی

تھیں۔۔۔جو ہر وقت اس کی محبت میں سرشار نظر
آتا تھا۔۔۔جس کا دل نہیں لگتا تھا ایک پل بھی
اس سے بات کیے بغیر۔۔۔جو ہر وقت اسے بس
اپنی باہوں کے حصار میں رکھنا چاہتا تھا۔۔۔

کیسے ؟؟.. کیسے وہ اس کے نکاح کی خبر سن کر بھی خاموش تھا؟؟... کیسے وہ اپنے مقدس رشتے کو بچانے کی کوشش بھی نہیں کرنا چاہتا تھا؟؟؟...

"زمر یہ کیا کر رہی ہو؟؟...پاگل ہو گئی ہو کیا؟؟... کیوں تماشے کر رہی ہو؟؟؟...زمر میرے پاؤں چھوڑو۔۔۔۔پاگل پنا بند کرو۔۔۔ سب دیکھ

رہے ہیں۔۔۔ زمر۔۔۔ "جب کچھ سمجھ نہ آیا تو وہ

پاؤں میں گر کر رونے لگی۔۔۔ یہ اس کی بے بسی

کی انتہا تھی۔۔۔کہ وہ اپنے جائز حق کے لیے بھی

رل رہی تھی۔۔۔

جب اس نے پاؤں پکڑے۔۔۔اور پھوٹ پھوٹ

کر روتے ہوئے اس سے منت کرنے لگی تو بجائے

اس پر ترس کھانے کے مقابل غصے سے پاگل ہو گیا۔۔۔اسے لوگوں کا ڈر ستانے لگا۔۔۔اور اس نے فورا ہی زمر کو اٹھانے کی کوشش کی ۔۔۔مگر وہ نہیں اٹھ رہی تھی۔۔۔اس کے پاؤں نہیں چھوڑ رہی تھی ۔۔۔یہی سبب تھا کہ وہ مزید جھنجھلا گیا ۔۔۔۔اور نہایت بیزاریت کے ساتھ اس نے زمر کے دونوں ہاتھ پکڑ کر خود سے دور دھکیلا۔۔۔

اگلے پل وہ زمین پر پڑی تھی--

اس کے ہاتھوں پر فرش کی رگڑ آئی تھی---

اتنی ذلالت کے بعد تو چلو بھر پانی بھی زیادہ تھا اس کے ڈوب مرنے کے لیے۔۔۔

زمر کا شدت سے اس لمحے دل چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔

"تمھیں زیادہ جلدی مچی ہے نا۔۔۔۔ نہیں ہو رہا نا
تم سے میرا انتظار۔۔۔تو جاؤ۔۔۔میں تمہیں تین
طلاقوں کا حق دیتا ہوں۔۔۔کرو جو کرنا ہے اپنی
زندگی میں۔۔۔مگر دوبارہ یہاں تماشہ کرنے مت
آنا۔۔۔"اس کے سامنے شہادت کی انگلی دکھا
کر۔۔۔ایک ایک لفظ چبا چبا کر وارننگ آمیز لہجے

میں کہتا۔۔۔۔ سر جھٹک کر۔۔۔ وہاں سے چل دیا

تھا۔۔۔۔

اس کے جانے کے بعد زمر نے نظریں اٹھا کر

دیکھا۔۔۔سامنے کھڑے لوگوں کی آنکھوں میں

عجیب سی تحیر، سوال اور تمسخر گھل مل گیا

تھا۔۔۔وہ لمحہ جیسے اس کے وجود پر بوجھ بن کر ٹھہر گیا۔۔۔سانس لینا بھی دشوار لگنے لگا۔۔۔

خود کو سنبھالتی ہوئی وہ کھڑی ہوئی اس وعدے کے ساتھ کہ اب دوبارہ اس کا چہرہ بھی نہیں دیکھے گی کبھی۔۔۔۔

مر جائے گی لیکن دوبارہ لوٹ کر نہیں آئے گی

اس کے پاس۔۔۔

اب وہ قدم گھسیٹتی ہوئی۔۔۔۔بوجھل دل اور لرزتے

وجود کے ساتھ واپس لوٹ رہی تھی۔

آنکھوں سے بہتے آنسو کسی ضدی دریا کی طرح تھمنے

کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔۔

اور وہ ---ہر چند لمحوں بعد---ان بے وفا آنسوؤں

کو بے دردی سے ہاتھ کی پشت سے رگڑ کر مٹانے

کی کوشش کرتی ---مگر جتنا وہ مٹاتی ---اتنا ہی

دل کا درد آنکھوں سے باہر چھلک آتا ---

♡ *Husny Kanwal* ♡

"عائشہ آپی" وہ ابھی بائیک سے اتری ہی تھی جب پیچھے سے کھنکتی ہوئی میٹھی سی آواز آئی---

اس نے پلٹ کر دیکھا تو ثمرہ بھاگتی ہوئی اس کی جانب آرہی تھی---

"او۔۔۔ چھوٹی بے بی۔۔۔ماشاءاللہ کتنی پیاری لگ رہی ہو آپ تو۔۔۔" عائشہ نے اسے دیکھتے ہی بڑی محبت سے فورا اپنی گود میں اٹھا لیا تھا۔۔۔

"آپ بھی اچھی لگ رہی ہو۔۔۔ ہمارا میچنگ ہے یلو یلو۔۔۔"ثمرہ کے کہتے ہی عائشہ مسکرائی۔۔۔۔

"پتہ ہے پاپا کا بھی یلو ہے۔۔۔اب ہم تینوں
میچنگ میچنگ۔۔۔"یہ اتفاق ہی تھا کہ اس نے
آج یلو کلر کی سادی سی فراک پہنی تھی ساتھ
چوڑی دار پجامہ اور دوپٹہ۔۔۔وہ سادگی میں بھی
کھلتے گلاب کی مانند لگ رہی تھی۔۔۔اور جس طرح
وہ ثمرہ کو پیار کرتے وقت کھل کر مسکرا رہی تھی
۔۔۔وہ کسی کا بھی دل دھڑکا دے۔۔۔

"او۔۔ واو۔۔۔" عائشہ نے اس کا دل رکھنے کے لیے یوں ہی ایکسائٹمنٹ بھراری ایکشن دیا تھا۔۔۔

"پتہ ہے پاپا بہت ہینڈسم لگ رہے ہیں آج۔۔۔اور انہوں نے مجھے چاکلیٹ بھی دی ۔۔اور وعدہ بھی کیا ہے کہ میری ماما سے بات کرائیں گے اور مجھے

جلدی ان کے پاس لے جائیں گے۔۔۔اور۔۔۔۔

"ابھی وہ چھوٹی سی طوطی میٹھی میٹھی زبان میں بول

ہی رہی تھی جب سامنے سے اسے بھرم دار آواز نے

ٹوکا۔۔۔"ثمرہ۔۔۔ پاپا نے کیا سمجھایا تھا یہاں آنے

سے پہلے۔۔۔آپ پاپا اور ثمرہ کے درمیان ہوئی

باتوں کو یا گھر کی کوئی بھی بات دوسروں کو نہیں

بتا سکتیں۔۔۔"

عائشہ ثمرہ کو دیکھنے کے بعد۔۔۔یہ بات تو بھول ہی بیٹھی تھی۔۔۔کہ اس کے پاپا بھی پیچھے ہی آرہے ہوں گے۔۔۔ اگر اسے یاد ہوتا تو یقینا وہ وہاں کھڑے ہو کر بات نہ کرتی۔۔۔ تیزی سے ثمرہ کو لے کر سیڑھیاں چڑھ جاتی۔۔۔

درنجف کی بات سن ۔۔وہ تھوڑا شرمندگی محسوس کرنے لگی ۔۔جب کہ اس نے تو کچھ غلط کیا بھی نہیں تھا ۔۔ثمرہ بچی تھی اور بچے اکثر گھر کی باتیں اور والدین سے ہولئے اپنے معاہدے بیان کر دیتے ہیں پبلکلی۔۔۔

وہ یلو کلر کی ٹی شرٹ پر۔۔ بلیک جینز زیب تن کیے کافی خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔۔در نجف دیکھنے میں کہیں سے بھی پانچ سالہ بچی کا والد معلوم نہ ہوتا۔۔۔۔

آڑی مانگ نکالے۔۔۔اس نے بال جیل سے

سیٹ کیے ہوئے تھے۔۔۔جو اس کی رعب دار

پرسنلٹی پر کافی جچتے معلوم ہو رہے تھے۔۔۔

عائشہ نے بس ایک نگاہ اس کی جانب کی۔۔ جس

میں وہ اپنی بیٹی کو بڑے غصے سے گھورتا ہوا نظر

آیا۔۔۔

"مگر یہ تو عائشہ آپی ہیں" ثمرہ بڑا جتاتے ہوئے

معصومیت سے بولی---

چھوٹے بچوں کے اپنے قاعدے ہوتے ہیں اور اپنی

محبت کی نگاہیں----

اس کے نزدیک عائشہ کو بتانا لوگوں کو بتانا نہیں
تھا۔۔عائشہ کو استثناء حاصل تھا۔۔۔۔وہ خاص
تھی اس کے لیے۔۔۔

ثمرہ کی بات سن ۔۔۔در نجف دو تین ثانیوں کے
لیے مکمل لاجواب ہو گیا تھا۔۔۔اب وہ کیا ہی
کہے۔۔۔وہ بھی عائشہ کے سامنے۔۔۔

"میں اوپر جا رہی ہوں--- میرے ساتھ چلو گی یا

اپنے پاپا کے ساتھ آؤ گی؟؟" عائشہ نے بڑی نرمی

سے استفسار کیا وہ بھی خاصہ دھیمی آواز میں---

"آپ کے ساتھ۔۔۔آپ کے ساتھ" وہ چھوٹی سی شہزادی فوراً ہی جگمگاتی آنکھوں کے ساتھ ایکسائٹڈ ہو کر بولی۔۔۔

"میں ثمرہ کو لے جاتی ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔"

عائشہ نے اب درِ نجف کی جانب دیکھ۔۔ بہت

دھیمی آواز میں کہا۔۔۔اتنا دھیما۔۔۔۔کہ اگر وہاں

خاموشی نہ ہوتی تو شاید وہ سن بھی نہ پاتا۔۔۔

"اوکے۔۔۔" اس کے اجازت دیتے ہی عائشہ

تیزی سے مڑ کر چل دی۔۔۔ وہ بھی آہستہ قدم لیتا

اس کے پیچھے چلا۔۔۔۔ جبکے رافع عائشہ کو چھوڑ کر

۔۔ فورا ہی زمر کو لینے چلا گیا تھا۔۔

"لائیں مجھے دیں ..."پانچ سالہ بچی کو گود میں لے

کر سیڑھیاں چڑھنا اس کے لیے آسان نہیں

تھا۔۔۔ وہ تو ایک منزل چڑھ کر ہی ۔۔۔ گہرے

گہرے سانس لینے لگی تھی۔۔۔ اس کے پیچھے آتا وہ

وجیہہ مرد اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ۔۔۔ فورا ہی

بول اٹھا۔۔۔

"پر مجھے عائشہ آپی کی گود میں رہنا ہے" ثمرہ فورا ضدی سے لہجے میں بولی

"آپ ماشاءاللہ کافی وزنی ہو۔۔۔ اور آپ کی آپی اوپر تک آپ کو لے کر نہیں چڑھ سکتیں۔۔۔اس لیے میرے پاس آجاؤ۔۔۔ جب زینیا آنی کے گھر

پہنچ جائیں گے۔۔۔تو میں آپ کو آپ کی عائشہ آپی

کو دے دوں گا واپس۔۔ اب جلدی آؤ شاباش

۔۔۔۔ان کے ہاتھ دکھ رہے ہیں۔۔۔" پیار سے

سمجھاتے۔۔۔وہ عائشہ کی گود سے اسے لینے

لگا۔۔۔

ثمرہ کو گود میں دیتے وقت عائشہ کا ہاتھ ہلکا سہ در

نجف کے ہاتھ سے ٹچ ہوا تھا۔۔۔ جس پر دونوں

نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر دونوں نے ہی

نظر چرالی۔۔۔

اب عائشہ آگے چل رہی تھی۔۔۔ ساتھ ہی وہ تیز

قدم لینے کی کوشش کر رہی تھی چونکہ در نجف کا

پیچھے ہونا کہیں نہ کہیں اس کے اندر ایک عجیب سہ احساس کو جنم دے رہا تھا۔۔۔

اسے شدید گرمی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔اب پتہ نہیں یہ سیڑھیاں چڑھنے کے سبب تھا یا پیچھے آتے شخص کی موجودگی کے سبب۔۔۔

"ارے بریرہ نظر نہیں آرہی۔۔۔ حسن صاحب کی
بیٹی۔۔۔" وہ پانی پینے آئیں تھیں۔۔جب انہوں
نے دو عورتوں کو بریرہ کا ذکر کرتے سنا۔۔۔وہ ان
کی گلی کی عورتیں تھیں۔۔۔ معظم نے نہ صرف
گھر والوں کو بلکہ گلی والوں تک کو بلایا تھا۔۔۔اس

نے کافی بڑے پیمانے پہ اپنے نئے گھر کی خوشی

کی تھی۔۔۔

"تمھیں نہیں پتا۔۔۔اس کی تو شادی ہو گئی ہے

اپنے سابقہ منگیتر کے ساتھ۔۔۔۔ وہ جو نیا والا تھا

اسے چھوڑ دیا" دوسری عورت ذرا مصالحے دار خبر

سنانے والے انداز میں ہولے سے بولی۔۔۔ لیکن

اس کی آواز کافی آہستہ ہونے کے باوجود بھی

یاسمین خاتون کے کانوں تک رسائی حاصل کر چکی

تھی ----

وہ پانی کا گلاس لبوں سے لگا چکی تھیں--- مگر

حلق میں پانی نہ اتار سکیں---- وہ جیسے اٹک گیا

ہو--

"اوو۔۔۔مگر شادی میں بلایا تو نہیں ۔۔۔ایک منٹ۔۔اگر میں غلط نہیں ہوں تو وہ لڑکا تابش تو بیمار ہے نا۔۔۔سنا ہے کینسر ہے اسے۔۔۔"

"ہاں ۔۔۔اس بیمار ہی سے تو شادی کردی ہے راتوں رات۔۔۔کسی کو بلایا بھی نہیں ۔۔۔۔سنا

ہے ---اللہ جانے کتنا سچ ہے کہ وہ جو گلی میں

گھر ہے نا ڈاکٹر کا ---- وہ بھی ان لوگوں نے اپنی

بیٹی کے نام کروا لیا ہے---"اس عورت نے آخر

جملہ بڑا منہ بسور کر ناگواری سے ادا کیا---

"اللہ توبہ--- پیسہ بھی بڑی بری چیز ہے

بھئی---اپنی جوان بیٹی بیچ دی---- "دوسری

عورت نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے

کہا----

اس کے لہجے میں ہی ناپسندیدگی ظاہر تھی---

ان دونوں عورتوں کی بات سن کر یاسمین خاتون
کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔۔۔ دل چھلنی سہ ہو
کر رہ گیا تھا ان کا۔۔

جو فیصلہ انہوں نے اپنی بیٹی کو سیکیورٹی دینے کے
لیے کیا تھا فیوچر میں اس کا لوگ کتنا غلط مطلب
اخذ کر رہے تھے۔۔۔۔اس کے لیے کتنے غلط

الفاظوں کا استعمال کر رہے تھے۔۔۔ بھلا کوئی

اپنی بیٹی بیچ سکتا ہے؟؟۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"کھانا کھالو۔۔" وہ چمچے میں چاول بھر کر اس کے

لبوں سے لگانے لگا۔۔

"نہیں۔۔۔ میں عائشہ آپی کے ساتھ کھاؤں گی۔۔

"ثمرہ نے فورا انکار کر دیا تھا۔۔۔وہ عائشہ کے ساتھ کھانا چاہتی تھی۔۔۔

"تھوڑا سہ ابھی مجھ سے کھالو۔۔۔بعد میں تھوڑا سہ ان سے کھا لینا۔۔۔ لیڈیز کا کھانا ابھی سٹارٹ

نہیں ہوا ہے۔۔۔۔"اس نے پیار سے سمجھاتے ہوئے۔۔۔اسے کھلانے کی کوشش کی۔۔۔

"نہیں۔۔۔"وہ ضدی مزاجی میں بالکل اپنے باپ پر ہی گئی تھی۔۔۔۔

"ہونہہ۔۔۔ثمرہ بات سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔وہ

آپ کی ماما نہیں ہیں۔۔۔وہ آپ کا خیال نہیں

رکھیں گی۔۔۔۔پاپا رکھیں گے۔۔۔پاپا آپ کو کھلا

رہے ہیں نا۔۔۔۔پاپا کے ساتھ کھاؤ۔۔پھر ہم

ویسے بھی جلدی ہی نکلیں گے یہاں سے۔۔۔"

اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔ وہ بھی نہایت جھنجھلا

کر۔۔۔ ساتھ ہی اس نے ثمرہ کو سمجھانے کی سعی

کی۔۔۔کہ وہ لڑکی اس کی ماں نہیں ہے۔۔۔وہ

اس کے نخرے نہیں اٹھائے گی۔۔۔اس لیے

اپنے پاپا کے ہاتھ سے کھالے۔۔۔

"نہیں میں عائشہ آپی سے ہی کھاؤں گی۔۔۔وہ

بہت پیار سے کھلاتیں ہیں۔۔۔آپ کی طرح نہیں

ڈانٹ ڈانٹ کر۔۔۔ "وہ اپنے دونوں ننھے سے ہاتھ سینے پر فولڈ کرتی۔۔۔منہ پھلا کر بولی۔۔۔

"میں ڈانٹ کب رہا ہوں بیٹا؟؟...میں سمجھا رہا ہوں۔۔۔" وہ بہت پیار سے کہنے لگا لیکن ثمرہ اس کی بات سمجھنے کے لیے تیار نہ تھی۔۔۔

"نہیں آپ ڈانٹ رہے ہو۔۔۔اور آپ ایسا ہی کرتے ہو میرے ساتھ بھی اور میری ماما کے ساتھ بھی۔۔۔۔آپ بہت برے ہو"

اس نے اب چمچہ پلیٹ میں پٹکنے والے انداز میں رکھ کر گہرا سانس لیا تھا۔۔۔اس کا چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔۔۔۔

ثمرہ صرف پانچ سال کی بچی تھی اس کے باوجود وہ

اپنے باپ سے بات بات پہ چڑھ جاتی، اس سے

ناپسندیدگی کا اظہار کرتی اور کھچاؤ ظاہر کرتی اس کی

پیار سے بولی جانے والی بات کو بھی ڈانٹ قرار دیتی

۔۔۔اس کا بیہیویئر ہی تھوڑا بدتمیزی والا ہو گیا تھا

اور یہ سب یقیناً از خود تو نہیں ہوا۔۔۔کسی نے اس

بچی کے دل میں اس کے باپ کی برائی کو بھرا تھا جس کے سبب وہ اپنے سگے باپ سے ہی متنفر ہوگئی تھی ---اس کی برائیاں کرنے لگی تھی ---اس کی محبت کو بھی ڈانٹ سمجھنے لگی تھی---

" بچے ضدی ہوتے ہیں۔۔۔ چھوڑ دو۔۔۔۔مجھے

دو۔۔۔میں اسے۔۔۔اس کی عائشہ آپی کے پاس

چھوڑ آتا ہوں۔۔۔" زینیا کا بھائی (اویس) در نجف

کا سب سے اچھا دوست تھا۔۔۔ بچپن کا ساتھی

اس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپاتے

ہوئے آہستگی سے کہا۔۔۔ ساتھ ہی ثمرہ کو گود میں

اٹھا لیا تھا۔۔۔

"یا اللہ مجھے صبر دے---" وہ ایک گہرا سانس لے کر---آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا---

♡ *Husny Kanwal* ♡

"سنیں---" وہ باقی سب کے ساتھ کھڑی تھی

جب در نجف نے آہستگی سے آواز دے کر اسے بلایا

---وہ ثمرہ کو گود میں لیے ہی اس کی جانب آنے

لگی---

"اسے ساتھ نہ لائیں" اس نے اشارے سے ثمرہ کو لانے سے منع کیا۔۔۔ جس پر اس نے ثمرہ کو گود سے اتار کر۔۔۔زمر کو پکڑایا۔۔۔

"جی بولیں۔۔۔" وہ اس وجیہہ مرد سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑے ہو کر۔۔۔۔نظر جھکائے بولی۔۔۔

"ثمرہ نے کچھ بھی نہیں کھایا ہے۔۔۔تو ذرا اسے
تھوڑا اچھی طرح کھلا دیجئے گا ورنہ گھر جا کر بھی وہ
بھوکی ہی رہے گی چونکہ میرے ہاتھ سے تو وہ کھاتی
نہیں ۔۔۔اور اس کی ماما بھی یہاں نہیں
ہیں۔۔۔اور دادی سے بھی اس کی کوئی خاص بن
نہیں رہی ابھی۔۔۔" وہ لچک دار لہجے میں گزارش
کرنے لگا۔۔۔جس پر مقابل کھڑی وہ بیلے سوٹ

میں ملبوس حسین لڑکی اثبات میں سر ہلاکر۔۔۔
خاموشی سے پلٹ گئی۔۔۔

ٹھیک ہے لڑکیاں خاموش مزاج ہوتی ہیں لیکن وہ
کچھ زیادہ ہی تھی۔۔۔۔ یا پتہ نہیں اسے لگی ۔۔۔وہ
تو نظر تک نہیں اٹھاتی تھی۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"امی یہ میرے بھائی ہیں در نجف ---یہ باہر سے آئے ہوئے ہیں" زینیا نے در نجف کو اپنی ساس سے ملایا تھا---

وہ اتنا خوبصورت لڑکا تھا کہ پہلے وہ اسے کنوارا ہی

سمجھیں لیکن جب زینیا نے بتایا کہ ثمرہ ان کی بیٹی

ہے جسے عائشہ گود میں لیے پھر رہی ہے پوری

دعوت میں۔۔۔تو جیسے ایک دو لمحوں کے لیے

انہیں شدید جھٹکا لگا تھا۔۔۔

طیبہ بیگم نے اسے بڑے پیار سے زمر کے نکاح
میں آنے کے لیے انوائٹ کیا۔

"ارے یہ شیطان کی نانی اتنی جلدی کیسے سو گئی
آج۔۔۔" دعوت ختم ہونے کے بعد سب تحفے
وغیرہ دے کر جانے لگے تھے۔۔۔وہ بھی جانے
کے لیے کھڑا ہوا تھا جب اس نے عائشہ کی گود

میں ثمرہ کو سوتے دیکھ۔۔۔ مسکرا کر حیرت سے

کہا۔۔۔

"بچوں کو شیطان نہیں کہتے۔۔۔" عائشہ نرمی سے

ٹوکنے والے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

"مگر یہ ہے----آپ کے سامنے تو ابھی بڑی

شریف سی بنی ہوئی ہے--- ورنہ گھر آئیں کبھی

---میں دکھاتا ہوں کتنی خطرناک ہے یہ---" وہ

مسکرا کر کہتے ہوئے--ثمرہ کو اپنی گود میں لینے

کے لیے ہاتھ آگے بڑھانے لگا---

"ایک کام کرتی ہوں--- میں نیچے تک چلتی ہوں

آپ کے ساتھ---گاڑی میں لٹا دوں گی

اسے---تو یہ سوتی رہے گی--" عائشہ نہیں

چاہتی تھی بچی کی نیند خراب ہو اور وہ کچی نیند میں

اٹھ کر روئے---اس لیے نرمی سے گویا ہوئی---

"ٹھیک ہے۔۔۔آپ آگے چلیں۔۔۔"وہ فوراً تیار ہوا۔۔۔

وہ دونوں ہی آہستہ آہستہ چلتے ہوئے۔۔۔۔نیچے گاڑی تک پہنچ گئے تھے۔۔۔

درنجف نے گاڑی کا پیسنجر سیٹ کا ڈور کھولا ---تو عائشہ نے بہت نرمی کے ساتھ اس چھوٹی سی گڑیا کو پیچھے کی سیٹ پر لیٹا دیا---

وہ بچی عائشہ کو اپنی بیٹی کی یاد دلا رہی تھی شاید یہی وجہ تھی کہ وہ اس کی پیشانی چوم کر---بڑے پیار سے گڈ نائٹ کہہ کر گاڑی سے باہر نکلی---

"آپ تین منزلہ پھر چڑھیں گی اوپر۔۔" در نجف نے گاڑی کا ڈور آہستگی کے ساتھ بند کرتے ہوئے اسے دیکھ۔۔۔فکر مند لہجے میں استفسار کیا۔۔۔

"ہاں---مجھے عادت ہے---" وہ نرمی سے

جواب دیتی ---آگے کی جانب بڑھ گئی--- جبکہ

وہ گاڑی کا ڈور کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا

تھا--- گاڑی سٹارٹ کرلی تھی اس نے لیکن

جب تک وہ لڑکی نظروں سے اجھل نہ ہو

گئی---تب تک آگے نہ بڑھائی---

♡*Husny Kanwal*♡

" صبح سے گھر سیٹ کر رہا ہوں۔۔ تو تھک گیا

ہوں بہت۔۔۔ مگر ثمرہ تمہاری نند کے ساتھ کافی

اچھا فیل کرتی ہے۔۔۔تو سوچا آجاؤں۔۔۔مگر ایک

ڈر بھی ہے کہ کہیں تمہاری ساس مجھے دیکھ کے

منہ نہ بنا لے۔۔۔کے اسے تو جھوٹے منہ دعوت

دی تھی۔۔۔یہ سچ میں چلا آیا"

نکاح کی تیاریاں عروج پر چل رہی تھیں۔۔ثومل

پھوپھو کے اکلوتے بیٹے کا نکاح تھا۔۔اس لیے

انہوں نے نکاح کی تقریب ہال میں رکھی تھی۔۔۔

اور بلایا بھی کافی لوگوں کو تھا۔۔۔

صبح سے گھر میں بالکل بارات والا سما تھا کوئی ادھر

بھاگتا ہوا نظر آرہا تھا کوئی ادھر۔۔۔ ایسے میں

یاسمین خاتون کمرے میں اکیلی لیٹی صبح سے اپنی

بیٹی کو یاد کر رہی تھیں۔۔ وہ جانتی تھیں وہ نہیں

آئے گی کیونکہ اس کے شوہر کی طبیعت بہت

خراب رہ رہی ہے آج کل۔۔۔

وہ ڈائریکٹ بریرہ سے تو کوئی بات نہیں کیا کرتی تھیں لیکن معظم سے اپنی بیٹی داماد کی خیر خیریت لیتی رہتیں۔۔۔

ان کا دل رات سے ہی بہت رنجیدہ تھا۔۔۔

دوسری جانب زمر کا صبح سے رو رو کر برا حال

تھا۔۔۔ اس نے اپنی آنکھیں سوجا لی تھیں۔۔۔

بار بار نہ جانے وہ کون سی امید تھی جس کے

سبب وہ سیل کی سکرین کو دیکھتی۔۔۔

ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اس کا دل بھاری ہوتا جا رہا تھا لگ رہا تھا اب جان نکلی کہ تب جان نکلی---

نہیں تھی اس میں ہمت اپنے ماں باپ کو بتانے کی---کہ وہ کیا کارنام انجام دے چکی ہے---
نہیں تھا اتنا حوصلہ---کے اپنے بھائی کو بتا

سکے۔۔۔۔کہ کیسے ان کے بھروسہ کی دھجیاں اڑا

چکی ہے۔۔

وہیں تیسری جانب در نجف نے اپنے لیے نیا

اپارٹمنٹ لیا تھا صبح سے وہ اسی کے کاموں میں لگا

ہوا تھا۔۔۔ مانا وہ تھک گیا تھا بہت ۔۔۔ اتنی بھی

ہمت نہیں تھی کہ ہل سکے۔۔۔ لیکن وہ نکاح کی

تقریب میں آنا چاہتا تھا تاکہ اس کی بیٹی عائشہ سے ملِ سکے ---

وہ اپنی بیٹی کے نیچر کو جانتا ہے --- اسے علم ہے کہ جب وہ رات کو اسے کسی ریسٹورنٹ میں کھانا کھلانے لے کر جائے گا تو وہ وہاں جا کر کسی نہ کسی بات پر ضد پکڑ لے گی پھر رونے لگے گی

۔۔۔پھر اس کے ہاتھ سے کھانا نہیں کھائے

گی۔۔۔ نتیجہ وہ اور پریشان ہوگا۔۔۔اس سے کہیں

بہتر اسے لگا۔۔۔کہ وہ دعوت میں چلا

جائے۔۔۔وہاں زینیا کی نند اسے کھانا کھلا دے

گی۔۔۔ اس کا موڈ بھی اچھا ہو جائے گا۔۔۔اور وہ

گھر آکر عائشہ آپی نے یہ کیا۔۔۔ عائشہ آپی نے وہ

کیا کرتے کرتے آرام سے سو جائے گی۔۔۔

اس کے ہنس کر کہتے ہی۔۔۔ زینیا بھی زور سے
ہنسی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ایسی بات نہیں ہے ۔۔انھوں نے
واقعی آپ کو بڑے دل سے دعوت دی ہے کیونکہ
جیسے آپ کو اپنی بیٹی ثمرہ کو لے کر لالچ ہے

نا۔۔۔ویسے ہی انہیں اپنی بیٹی عائشہ کو لے کر

لالچ ہے۔۔۔آپ آؤ گے تو آپ کی بیٹی بھی آ ئے

گی۔۔۔اور آپ کی بیٹی کے ساتھ پھر عائشہ آپی

گھل مل جائیں گی۔۔۔پھر وہ لوگوں سے جو تھوڑی

پریشان ہو جاتی ہیں اور ان کی طبیعت خراب

ہونے لگتی ہے۔۔۔وہ سب نہیں ہوگا۔۔۔وہ کافی

نارمل تھی کل۔۔۔آپ یقین نہیں کرو

گے۔۔۔ہم سب کتنا خوش تھے۔۔۔کہ ہم تو دعائیں دے رہے تھے آپ کو۔۔۔"

زینیا کے لہجے میں مشکور پن تھا جس کے سبب وہ تھوڑا الجھا۔۔۔

"کوئی مسئلہ ہے تمھاری نند کے ساتھ؟؟" وہ پوچھے بغیر رہ نہ سکا---

"ہاں---ان کی ابھی کچھ وقت پہلے ہی طلاق ہوئی ہے--بلکے ہم نے خلع لی ہے-- بہت مارتا پیٹتا تھا وہ گھٹیا آدمی انھیں---اور ان کی بھی

ایک بیٹی ہے---جو سابقہ شوہر کے پاس ہے

اب---"

"سن کر دکھ ہوا" وہ صرف لفظ نہیں تھے وہ واقعی

ایک نرم گوشہ اپنے دل میں اس لڑکی کے لیے

محسوس کر رہا تھا----

"میری اپنی بھی ابھی کچھ وقت پہلے ہی ڈیورس ہوئی

ہے۔۔۔تو میں سمجھ سکتا ہوں۔۔۔وہ کیا محسوس

کر رہی ہوگی۔۔۔۔" وہ واپس لوٹا تو گھر میں بہن کی

شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں۔۔۔ہر طرف خوشی

کا سماں تھا ایسے میں اس نے اپنا دکھ سب سے

شیئر کرنا ٹھیک نہ سمجھا۔۔۔سوچا پہلے شادی گزر

جائے پھر اپنے ماں باپ کو بتائے گا۔۔۔۔مگر

زینیا سے بات کرتے کرتے وہ اس قدر ڈیپلی اپنے

غم میں چلا گیا تھا۔۔۔کہ اس کے منہ سے یہ بات

ازخود ہی نکل گئی۔۔۔ جسے سنتے ہی زینیا کی آنکھیں

شاکڈ سے پھیلیں۔۔۔ "یہ کیا بول رہے ہیں آپ

؟؟...آپ کی ڈیورس ہو چکی ہے؟؟"

زینیا صرف ایک ہی بار اس کی بیوی سے ملی تھی --

جب وہ نیولی میرڈ تھے اور وہ اسے پاکستان لے کر آیا

تھا اپنے گھر والوں سے ملانے کے لیے---تب تو

وہ بہت اچھی تھی -- بہت ملنسار----

"ہاں۔۔۔ امی ابو کو بھی کل ہی بتایا میں نے اس بارے میں۔۔۔" اس لڑکے کا لہجہ یہ جملہ ادا کرتے وقت بھی نہایت رنجیدہ سہ تھا۔۔۔

"اور ثمرہ؟؟... کیا وہ بچی جانتی ہے کہ اس کے ماں باپ اب ساتھ نہیں رہے؟؟" زینیا کو سب سے پہلی فکر ثمرہ کی لاحق ہوئی کیونکہ وہ بچی تھی

---جب میاں بیوی کی شادی ٹوٹتی ہے تو سب سے زیادہ نقصان بچے کا ہوتا ہے---

"ہاں---میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی تبھی تو وہ اور چڑچڑی سی ہوگئی ہے----مزید مجھ سے نفرت کرنے لگی ہے--کہ میں اس کی ماما سے اسے دور لے آیا ہوں"

زینیا نہیں جانتی جب وہ یہ بات کر بھی رہی تھی تو مقابل کی آنکھوں میں ماضی کے درد کی کرچیاں بکھرتی جا رہی تھیں۔۔۔

اس کا درد ابھی بہت تازی تھا۔۔۔ اتنا کہ ذرا سہ چھیڑنے پر ان میں سے جیسے خون رسنے لگا ہو۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

وہ گھر آیا تو ہر طرف افرتفری کا عالم نظر آیا۔۔۔وہ ماسک لگایا ہوا لڑکا۔۔۔ڈائریکٹ گھر میں داخل ہوا۔۔۔۔گھر میں داخل ہونے کے بعد اس کی نگاہیں صرف یاسمین خاتون کو ڈھونڈ رہی تھیں۔۔۔۔

"روحان" وہ کچن سے نکلی تھیں۔۔۔جب انہوں
نے روحان کو اپنے سامنے کھڑا دیکھا۔۔۔کوئی بھی
اسے پہچان نہیں سکا تھا یا توجہ نہیں دی تھی لیکن
انہوں نے تو پہلے ہی نگاہ دیکھتے ہی فورا پکارا۔۔۔

"انٹی کیسی ہیں آپ؟؟..."

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔ میرے بچے۔۔ تم کیسے ہو؟؟۔۔۔ تم تو بھول ہی گئے ہمیں۔۔۔" وہ بڑے پیار سے اس کے پاس آکر۔۔۔ اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔۔۔ان کی آنکھوں میں محبت واپنائیت تھی۔۔۔

رومان کو لمحہ بھر کے لیے لگا۔۔۔وہ اپنے ہی گھر آگیا ہے۔۔۔۔اس کا دل بھر آیا۔۔۔

" بھلا کوئی اپنی ماں کو بھولتا ہے۔۔ میرا تو آپ سے دل کا رشتہ ہے۔۔۔ میں کیسے بھول سکتا ہوں آپ کو۔۔۔ بس حالات ہی ایسے چل رہے تھے۔۔۔ "اس نے بڑی محبت سے کہا۔۔۔

وہ اس وقت بالکل بھی نارمل حالت میں نہیں تھا۔۔۔ایموشنلی طور پر اس قدر ویک ۔۔۔کہ لگتا تھا کسی نے پلکوں پہ آنسو رکھ دیے ہیں۔۔۔ذرا کچھ ہوا نہیں اور بہہ نکلے۔۔۔

اس لڑکے کا ماں کہنا یاسمین خاتون کے دل کو لگا۔۔۔اس کے چہرے پر بڑے پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے۔۔۔۔میرا بیٹا میرا بیٹا کرنے لگیں۔۔۔

"اگر آپ برا نہ مانیں---- تو کیا میں آپ کو بریرہ کی طرح امی کہہ سکتا ہوں؟؟" اس نے بہت لچکدار لہجے میں اجازت مانگی---

"بالکل--- تم میرے بیٹے جیسے ہی ہو---بالکل میری بریرہ جیسے---" ان کا یہ کہنا کہ تم تو میری

بریرہ جیسے ہو۔۔۔ اس لڑکے کے زخموں سے چور

دل پر مرہم کی طرح لگا تھا۔۔

وہ بڑی گرم جوشی و محبت سے انہیں گلے لگا گیا

۔۔

"امی" ایک عجیب سی خوشی محسوس کی تھی اس نے بریرہ کی ماں کو اپنی ماں کہتے ہوئے۔۔۔

جو غم ہیں عشق کے نام۔۔۔

جو سکھ ہیں عشق کے کام۔۔۔

جو نظر نہ آئے۔۔۔

پر بھول نہ پائے۔۔

دل تیرے بن ایک پل۔۔۔

رہ نہیں پائے۔۔۔

یہ عشق خدا کی مرضی۔۔۔

جو دل میں رہنے آئے

یہ تم سے دور ہوا تو۔۔

یہ روئے رے--- یہ روئے رے----

وہ انھیں گلے لگاتے ہی--- رونے لگا تھا--- ان کی خوشبو بالکل بریرہ جیسی تھی---

"رومان تم کب آئے---" کہنے کو رات کو نکاح تھا--- بہت کم وقت رہ گیا تھا---- سب تیاریوں

میں لگے پڑے تھے۔۔۔ لیکن جیسے ہی معظم کی

رومان پر پہلی نگاہ پڑئی ۔۔ وہ ایکسائٹڈ ہو کر بڑے

خوش لہجے میں کہہ اٹھا۔۔۔

یہ سن کر۔۔۔ کے رومان آیا ہے سب ہی فورا اپنے

کام چھوڑ چھوڑ کر اس سے ملنے چلے آئے

تھے۔۔۔ نہایت ہی محبت سے اس کا ویلکم کر

رہے تھے۔۔۔ہر کوئی اسے یہ احساس دلا رہا تھا کہ یہ اس کا اپنا گھر ہے۔۔۔وہ جب چاہے آسکتا ہے۔۔۔وہ ان کے لیے فیملی ممبر جیسا ہے۔۔۔

اس لڑکے نے بہت کم وقت میں سب ہی کے دلوں میں اپنی جگہ بنالی تھی۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"میں جا رہا ہوں" کال ریسیو کرتے ہی دوسری

جانب سے اعلانیہ کہا گیا۔۔۔

"اور ایئرپورٹ پر بیٹھ کر فون کر رہے ہو گے۔۔

جب بالکل جانے لگے ہو۔۔۔" پتہ نہیں وہ شکوہ

تھا یا طنز۔۔۔ مگر مقابل کی بات سنتے ہی از خود اس لڑکی کے لبوں پہ آ ٹھہرا۔۔۔

"ہاں۔۔" رومان تصدیق کرتے ہوئے ہنسا۔۔۔

"اب نہیں آؤں گی میں ایئرپورٹ تمھیں چھوڑنے

--- پچھلی بار بڑا خوار کیا تم نے---" وہ ذرا خفگی

سے گویا ہوئی---

"یہ خواری کا شکوہ کوئی بھی کر لے--- مگر تم نہ

کرو--- تم پہ نہیں جچتا---" وہ از خود ہی کہہ اٹھا

تھا--- مانا وہ ہنس رہا تھا لیکن لہجے میں جو رنج کی

رمک تھی ۔۔۔جو دکھ کا ساگر تھا ۔۔۔وہ از خود

جھلک آیا تھا۔۔۔

"میں آؤں ملنے ؟؟۔۔۔میں ملنا چاہتی ہوں۔۔۔۔"

کچھ لمحوں تک ماحول پر خاموشی طاری رہی ۔۔۔ نہ

اس نے کچھ کہا اور نہ بریرہ نے ۔۔۔اور پھر جب

لگا جیسے لائن کٹ گئی ہے ۔۔۔ اس نے سیل

کان سے ہٹا کر دیکھا کال جا رہی تھی۔۔۔ پھر وہ لڑکی بڑے منتی لہجے میں بولی۔۔۔

بریرہ کے نکاح کے بعد سے وہ بہت دور ہو گیا تھا۔۔۔ اس کی زندگی میں اتنے طوفان آ رہے تھے لیکن وہ اس سے خود کو ملنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔۔۔ کال کرے تو ریسیو نہیں کرتا تھا۔۔۔ میسج

کرے تو ریپلائی نہیں کرتا تھا۔۔۔ہاں خود کال کرتا

تھا۔۔۔کب؟؟....جب جا رہا ہوتا تھا کراچی چھوڑ

کر۔۔۔اس کا شہر چھوڑ کر۔۔۔۔اس کی خوشبو

چھوڑ کر۔۔۔اس کی یادوں کو چھوڑ کر۔۔۔بس

تب کرتا تھا کال۔۔وہ بھی ایئرپورٹ پر بیٹھ کر

۔۔۔تاکہ وہ ملنے آنے کے لیے دوڑے بھی۔۔۔تو

اس تک پہنچ نہ سکے۔۔۔۔

جب ہم کسی رشتے کو زندگی بھر خود سے باندھ کے رکھنا چاہتے ہیں ۔۔۔تو ہم اسے دوستی کا نام دیتے ہیں۔۔

وہ زندگی بھر رومان کو خود سے باندھ کے رکھنا چاہتی تھی ۔۔۔ چاہتا وہ بھی تھا مگر وہ انجانے میں عشق

کر بیٹھا۔۔۔۔اس کی طلب زیادہ ہو گئی ۔۔اس کی چاہت بڑھ گئی ۔۔ وہ اس حصے میں اب خوش نہیں رہ پاتا تھا جو بریرہ اسے دے رہی تھی اپنی زندگی میں ۔۔۔اسے زیادہ چاہیے تھا۔۔۔ اسے پورا چاہیے تھا۔۔۔ گویا۔۔۔۔اسے بریرہ پوری کی پوری اپنے لیے چاہیے تھی ۔۔۔

"تب آنا۔۔۔ جب واپس نہ جانے کا ارادہ رکھتی

ہو۔۔۔۔" نہایت گمبھیر لہجے میں۔۔۔آنکھوں سے

آنسو صاف کر۔۔۔۔جتاتے ہوئے کہا۔۔۔

بہت کچھ تھا اس ایک جملے میں۔۔ چھپا ہوا اظہار

محبت بھی۔۔۔انتظار کا تذکرہ بھی۔۔آنے کی آس

بھی۔۔۔واپس نہ جانے کی آرزو بھی۔۔۔بہت کچھ

تھا اور پہلی بار اس لڑکی نے وہ سب محسوس کیا

۔۔۔وہ لب بھینچ گئی۔ اور دوسری جانب سے کال

ڈس کنیکٹ ہو گئی۔۔۔

جو غم ہیں عشق کے نام۔۔۔

جو سکھ ہیں عشق کے کام۔۔۔

وہ اپنا بیگ کاندھے پر لٹکائے آہستہ آہستہ

ایئرپورٹ کے داخلی دروازے کی طرف بڑھا۔ خودکار

دروازے کے کھلتے ہی اندر کی ٹھنڈی ہوا نے جیسے

اس کے چہرے کو چھوا۔۔۔تو ایک لمحے کو وہ

ٹھٹھک گیا۔ اردگرد لوگوں کا شور، اعلان کرتی

آوازیں، رن وے پر گونجتے جہازوں کی دھمک

سب ایک ساتھ اس کے کانوں میں گونجنے لگے۔۔۔۔

جو نظر نہ آئے۔۔۔

پر بھول نہ پائے۔۔

دل تیرے بن ایک پل۔۔۔

رہ نہیں پائے---

سیکیورٹی اسکینر کے نیلے بتیوں والے حصے سے
گزرتے ہوئے اس نے ایک لمحہ پیچھے مڑ کر دیکھا
--- دروازے کے پار صرف دھندلا سہ منظر
تھا---شاید اس لڑکی کی یادیں بھی اب اسی
دھند میں کھو جائیں---

دل میں ایک عجیب سہ خالی پن اترا۔۔۔ وہ گہری

سانس لے کر آگے بڑھ گیا۔

یہ عشق خدا کی مرضی۔۔۔

جو دل میں رہنے آئے

یہ تم سے دور ہوا تو۔ ۔

یہ روئے رے ۔۔۔ یہ روئے رے۔۔۔۔

بریرہ کو تو یہ بھی احساس نہ ہوا کہ کب اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔

یہ تو جب گالوں پر ٹھنڈی نمی کی لکیر محسوس ہوئی تو ہاتھ اٹھا کر چہرہ چھوا۔۔۔

اور حیران رہ گئی۔۔۔۔ اس کی انگلیوں پر آنسو کی ایک نرم بوند ٹھہری تھی۔۔۔ خاموش۔۔۔۔مگر بہت کچھ کہہ جانے والی۔۔۔

♡♡♡♡♡

"عائشہ آپی" اس نے سفید کلر کی سادہ سی فراک زیب تن کی ہوئی تھی ۔۔۔بال کھلے ہوئے تھے

اس کے ۔۔۔ جیسے ہی اس نے اپنی جانب ثمرہ کو آتے دیکھا فورا ہی چمکتی آنکھوں کے ساتھ اس کی جانب بڑی ۔۔۔ اور اسے بڑے پیار سے گود میں اٹھا لیا ۔۔۔۔ پیچھے در نجف کھڑا تھا ۔۔۔ وہ خاموشی سے اس منظر کو دیکھتا رہا ۔۔۔ وہ محسوس کر رہا تھا ثمرہ کا جھکاؤ جو دن بدن عائشہ کی جانب بڑھ رہا ہے ۔۔۔۔

وہ ثمرہ کو دیکھتے دیکھتے کب عائشہ کو دیکھنے لگا۔۔۔۔اسے علم ہی نہیں ہوا۔۔۔

"میں ثمرہ کو لے کر برائیڈل روم میں جا رہی ہوں ۔۔۔آپ پریشان مت ہوئیے گا۔۔۔یہ میرے ساتھ ہی ہے" ابھی در نجف اسے دیکھ ہی رہا تھا

جب وہ مسکراتے ہوئے اسی کی جانب آنے لگی

۔۔۔ہونا تو یہ چاہیے تھا نظر ہٹا لیتا لیکن اس کے

چہرے میں اس قدر کشش تھی کہ وہ ہٹا نہ سکا۔۔۔

وہ دیکھتا رہا یہاں تک کہ اس کے سامنے آکر کھڑی

ہو گئی۔۔۔

آج خوشی کے جام بٹ رہے ہیں اس کے چہرے سے ---چمکتا ہوا چہرہ ، پررونق آنکھیں ، لبوں پر پیاری سی مسکراہٹ---ہاتھوں میں مہندی --- پھر اس کا گورا کھلتا رنگ جو لائٹ میک اپ میں مزید جچتا معلوم ہو رہا تھا----وہ نوجوان کیسے ہٹائے اپنی نظریں؟؟...

اس کی بات سنتے ہی وہ جیسے حواسوں میں لوٹا

۔۔۔اور فوراً سر جھٹک کر نظر جھکالی۔۔۔۔

"اوکے۔۔"اس نے فقط ایک لفظی اجازت

دی۔۔۔ جسے سنتے ہی عائشہ باخوشی ثمرہ کو لے کر

برائیڈل روم کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

"عائشہ --- زرم آگیا ہے --- چلو آؤ جلدی --- ویلکم

کرنا ہے --- پھول لے کر لڑکیوں کو کھڑا کرو" وہ

برائیڈل روم کی جانب ہی جا رہی تھی جب ایک

عبایہ میں ملبوس لڑکی تیزی سے سامنے سے آتے

ہوئے اس سے ٹکرائی ---- ابھی وہ اسے

دیکھتی --- اس سے قبل ہی اپنی والدہ کی آواز پر

اس نے دوسری جانب دیکھا --- وہ اسے بڑے

مسرت اور جلدباز لہجے میں بتا رہی تھیں ---- کہ زمر کا دولہا آگیا ہے---

"اچھا اچھا امی--- میں دیکھتی ہوں ---" اس لمحے بریرہ کی شدت سے یاد آئی تھی اسے-- وہ ہوتی تو سب سنبھال لیتی--- اب ہر چیز اکیلی اس کی جان پر آن پڑئی تھی---

ثومل پھوپھو نے جتنے افراد کہا تھا اس سے کہیں

زیادہ لوگ لے آئی تھیں۔۔۔ہال اتنے ہی افراد کا

بک کیا گیا تھا جتنا انہوں نے تعداد بتائی تھی مگر

جب وہ ڈبل افراد لے آئیں تو اب حالت ایسی تھی

کہ سب مکس اپ ہو گیا تھا۔۔۔کرسیاں نہیں مل

رہی تھی بیٹھنے کے لیے۔۔۔تو اپنے گھر والوں کو

سب نے کانوں میں کہہ دیا تھا کہ کھڑے رہو اور آئے ہوئے مہمانوں کو بیٹھاؤ۔۔۔اب ہال کھچا کھچ بھرا ہوا نظر آرہا تھا۔۔۔زینیا اور عائشہ کے سر پہ سب کی ذمہ داری تھی۔۔۔وہ سب کو دیکھتی پھر رہی تھیں۔۔۔ اس اثنا میں زمر کا تو کسی کو خیال ہی نہ آیا۔۔۔

اس وقت سب کی ٹینشن صرف مہمانوں کو عزت سے بٹھانا تھا۔۔۔

جب مہمان ڈبل تعداد میں آگئے۔۔ تو ظاہر سی بات ہے کھانا بھی کم پڑئے گا۔۔۔اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے معظم رافع کے ساتھ فورا ہی کھانے کی مزید دیگوں کا انتظام کرنے نکل پڑا تھا۔۔۔

"یار انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا --- یہ عزت کے معاملے ہوتے ہیں ---- تمہاری زیادہ جان پہچان ہے تم دس بندے زیادہ لے آؤ 20 لے آؤ --- یہ پورے سو ڈیڑھ سو اٹھا کر لے آئی ہیں -- وہ بھی صرف نکاح کی تقریب میں ---" زینیا کا بری طرح خون جل رہا تھا ثومل پھوپھو کی حرکت

پر۔۔۔۔ وہ عائشہ کے کان میں کہے بغیر نہ رہ سکی۔۔

لوگ اپنے ہو کر بھی ذرا احساس نہیں کرتے۔۔۔

"بیٹا ادھر کرسی لے آؤ۔۔۔۔ہاں ادھر رکھ دو۔۔۔

"معظم جاتے وقت اپنے سالے کے کان میں کہتا

گیا تھا۔۔۔کہ ذرا خیال رکھنا میرے پیچھے۔۔۔اس

کا سالا درنجف کا اچھا دوست تھا۔۔۔تو وہ دونوں

ہی کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔اور سب کے لیے

کرسیاں لگاتے پھر رہے تھے۔۔۔

یاسمین خاتون کے کہتے ہی درنجف نے تیزی سے

کرسی رکھی۔۔۔ اور دوسری کرسی لینے چلا گیا۔۔۔

معظم اور رافع کھانے کا انتظام کرنے نکل پڑے تھے ۔۔۔ جانشیر ابھی تک پہنچا نہیں تھا۔ تابش بیمار تھا اس لیے آیا نہیں ۔۔۔ذرم کی خود شادی تھی وہ کیسے کھڑا ہو کے کام کروا لیتا ۔۔۔۔ ایسے حال میں اب در نجف گھر کا بیٹا بن کر کام کرتا نظر آ رہا تھا سب کو۔۔

"سنیں۔۔۔ یہاں ایک کرسی لگا دیں گے۔۔"

وہ عائشہ کی میٹھی آواز تھی۔۔۔ جس پر اس نے مڑ کر دیکھا تھا۔۔۔

"ہاں پاپا۔۔۔یہاں ایک کرسی لگا دیں گے ؟"

عائشہ کے ساتھ ساتھ اب اس کی چھوٹی طوطی بھی

بولی تھی۔۔۔

"بالکل لگا دیں گے۔۔۔"وہ کہہ کر مسکراتے

ہوئے کرسی لے آیا تھا۔۔۔

پہلی بار وہ عائشہ کی ٹھیک طرح آواز نکلتے دیکھ رہا

تھا۔۔۔ شاید وہ بہت پریشان و گھبرائی ہوئی تھی

اس لیے۔۔۔وہ گھر کی بڑی بیٹی تھی۔۔۔ اس کی

بہن کا نکاح تھا۔ ساری ذمہ داری اسی کے سر پر

تھی۔۔۔

" عائشہ جاؤ زمر کو لے آؤ اسٹیج پر اب۔۔۔۔ زرم آگیا ہے" پورا سیٹ اپ سجایا گیا تھا سٹیج پر۔۔دو کرسیاں آمنے سامنے رکھی ہوئی تھیں۔ اور بیچ میں خوبصورت پھولوں کی مالا سے پردہ کیا گیا تھا۔۔۔

زرم کے سٹیج پر آ کر بیٹھتے ہی زمر کو بلایا جانے لگا۔۔۔

عائشہ بہت خوشی خوشی زمر کو لینے گئی تھی---مگر کمرے میں جاتے ہی---خالی کمرہ دیکھ---اس کے ہوش اڑے ----

"صدف زمر کہاں ہے ؟؟؟" پہلے اسے لگا کہ شاید وہ واش روم میں ہوگی-- اس لیے وہ کھڑے ہو کر

انتظار کرنے لگی ۔۔۔ لیکن واش روم سے زمر کی جگہ صدف کو نکلتا دیکھ ۔ وہ حواس باختہ ہوئی ۔

"آپی ۔۔۔ وہ ۔۔۔ وہ چلی گئی" صدف نے نظر جھکا کر خاصہ ڈرے ڈرے لہجے میں جواب دیا ۔۔

"کیا مطلب چلی گئی ؟؟؟..." دماغ اس کا
اڑنے کو تھا۔۔۔ ہاتھ پاؤں سے جیسے جان نکل
گئی ہو۔۔۔باہر مہمانوں سے ہال بھرا پڑا
تھا۔۔۔ عزت کے لالے پڑے تھے ۔۔۔اور یہاں
دلہن غائب تھی۔۔۔اسے لگا وہ کسی بھی لمحے بے
ہوش ہو جائے گی مارے شاکڈ کے۔۔۔اس نے

فوراً ہی پاس رکھے صوفے کو مضبوطی سے پکڑا

تھا۔۔۔

اس کی کانپتی ہوئی آواز سن کر۔۔۔۔صدف کی

مزید جان نکلی۔۔۔ وہ خود بہت ڈری سہمی سی

تھی۔۔۔ اگر پرانی دوستی کا زمر نے واسطہ نہ دیا

ہوتا تو وہ کبھی زمر کے بھاگنے میں مدد کرنے کے لیے یہاں نہ آتی---

"یہ لال دوپٹہ ہے--- یہ زمر کو کہہ دینا ثومل پھوپھو نے دیا ہے---اوڑھ کر آئے باہر---"

زینیا ثومل پھوپھو کا دیا ہوا دوپٹہ دینے آئی تھی----

وہ دروازے پر ہی کھڑے ہو کر دوپٹہ عائشہ کی

جانب بڑھانے لگی۔۔۔۔ بجائے دوپٹہ لینے کے

عائشہ اسے بت بن کر دیکھتی رہی ۔۔۔

"کچھ ہوا ہے کیا آپی؟؟؟"اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں---زینیا کیسے محسوس نہ کرتی---

زینیا نے فورا فکر مندانہ لہجے میں استفسار کیا---

"اندر آؤ---بتاتی ہوں---"اس نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا---اور اپنے ساتھ اندر لے گئی---اور کمرہ کا دروازہ اپنے پیچھے بند کر لیا---

یہ جاننے کے بعد کے زمر بھاگ گئی ہے زینیا کا سر چکرا اٹھا تھا---اس نے فوراً ہی اپنے شوہر معظم کو کال ملائی----

♡*Husny Kanwal*♡

شادی ہال کی رنگین روشنیاں جیسے ایک دم پھیکی پڑ گئی تھیں۔ دُلہن کے کمرے کا دروازہ کھلا تو اندر خالی کرسی اور بکھرا ہوا لال دوپٹہ سب کی آنکھوں

کے سامنے گویا کسی طوفان کی خبر بن گیا۔ چند لمحوں کے لیے مکمل سناٹا چھا گیا۔۔۔

"کہاں گئی؟ کسی نے دیکھا اُسے؟" طیبہ بیگم کے لب کپکپا رہے تھے۔ باپ کا چہرہ پسینے میں بھیگا ہوا تھا، آنکھوں میں بے یقینی، خوف اور شرمندگی سب گھل مل گئے تھے۔

ثومل پھوپھو وہ لال دوپٹہ سنبھالتی زمین پر بیٹھ گئیں، ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے رندھی آواز میں بولی، "یا اللہ، یہ ہم پر کیا قیامت ٹوٹی ہے... لوگ کیا کہیں گے اب؟"

دادی کی سانسیں پھولنے لگیں----

رافع اور معظم جو دوڑے چلے آئے تھے واپس ----

وہ اب کار پارکنگ اور قریب کی جگہوں میں زمر کو

ڈھونڈتے پھر رہے تھے پاگلوں کی طرح --

"ہماری عزت..." زمر کے والد کے لبوں سے دھیمی مگر لرزتی ہوئی آواز نکلی، "اب ہم لوگوں کے سامنے سر کیسے اٹھائیں گے؟"

ہال کے شور میں وہ ایک لمحہ ایسا تھا جب سب گھر والوں کے دماغوں میں صرف ایک ہی سوال گونج رہا تھا۔ "وہ چلی گئی۔۔۔ مگر کیوں؟"

"ہیلو بریرہ ---کیا زمر وہاں آئی ہے؟؟" بس اسی لمحے سے ڈرا کرتی تھی بریرہ ---

زمر کے زرم سے نکاح کی خبر اس نے سن رکھی تھی. لیکن ہمت نہ کر سکی آنے کی---وجہ یہی تھی کہ وہ پہلے سے علم رکھتی تھی کہ زمر تو مہروز

کے نکاح میں ہے۔۔۔وہ نکاح کرلئے گی ہی
نہیں۔۔۔ اینڈ میں اس نکاح نے کینسل ہی ہونا
ہے۔۔۔ مگر حیرت تو اسے یہ تھی۔۔۔کہ نکاح کا
دن آن پہنچا۔۔۔اور ابھی تک اس کے کینسل
ہونے کی خبر نہ آئی۔۔۔

اس نے اس دوران زمر سے بات کرنے کی کوشش بھی کی تھی۔۔۔ مگر زمر نے اس کی کال ریسیو ہی نہ کی۔۔۔نہ اس کے کسی میسج کا جواب دیا۔۔۔

وہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی اپنے گھر والوں کو ٹوٹتے بکھرتے اور شرمندگی سے لوگوں سے آنکھیں چراتے ،

ہوئے۔۔۔لیکن اندازہ تھا ہونا یہی ہے آخر میں

اب۔۔۔

مہروز نے جس طرح زمر کی خاموشی سے منگنی

ہونے دی ۔۔۔ وہ اسی پل سے بریرہ کو ریڈ فلیگ

معلوم ہو گیا تھا۔۔۔اور اس بارے میں وہ زمر کو

اکثر سمجھاتی بھی رہتی تھی لیکن اس لڑکی نے کب

سنا تھا؟؟...اس لیے آج جو کچھ ہو رہا تھا---وہ

اپنا آپ بویا تھا زمر کا---

اس وقت وہ زمر کی کوئی مدد نہیں کر سکتی تھی

سوائے اس کے---کہ اس کے لیے دعا

کر لے---کہ اس نے مزید کوئی غلط قدم نہ اٹھایا

ہو اس نکاح کے بعد---

"نہیں ---" بریرہ نے صرف انکار کیا---

اس نے مزید آگے سے کوئی سوال نہ کیا جس پر

رافع کا دماغ ٹھٹکا---اور اس نے تیزی سے

استفسار کیا---"کیا تم کچھ جانتی ہو بریرہ

؟؟...جو ہم نہیں جانتے---"

"وہ نکاح کر چکی ہے ----" بریرہ کا کیا یہ

انکشاف ---رافع کے جیسے اوسان خطا کر گیا

تھا--- اس کے ہاتھ سے سیل کب گرا اسے

نہیں خبر--وہ صرف بت بنے کھڑا رہ گیا تھا

---پورا ہال مہمانوں سے بھرا تھا---اس نے

ایک بار اس بھرے ہوئے ہال کی جانب دیکھا

---وہاں کی چمکتی ہوئی لائٹس بھی جیسے اس کے

دل کو تکلیف دے رہی ہوں اب---

"رافع کچھ پتہ چلا ؟؟؟..."

"بریرہ نے بتایا ہے بھائی --- وہ تو نکاح کر چکی

ہے کمینی--- اس نے ہماری عزت کا جنازہ

نکال دیا۔۔" معظم اس کے پاس آکر ہڑبڑاہٹ

میں پوچھ رہا تھا۔۔۔ جس پر رافع نے اپنے بڑے

بھائی کی جانب دیکھا۔۔۔اس کا پریشان چہرہ بھی

رافع کی آنکھوں میں آنسو لے آیا تھا۔۔۔۔

کب سوچا تھا کہ ایک دن اپنی بہن کو یوں سڑکوں

پر ڈھونڈیں گے۔۔۔ایک ایک دکاندار سے اس کے

بارے میں پوچھیں گے۔۔۔ پاگلوں کی طرح ادھر ادھر بھاگیں گے۔۔۔ وہ بھی اس کے عین نکاح کے وقت۔۔۔ یہ قیامت سے کم وقت نہ تھا ان دونوں بھائیوں پر۔۔۔

نہایت ٹوٹے ہوئے انداز میں رافع نے معظم پر وہ انکشاف کیا۔۔۔ جو خود اس کی جان پر بھی بھاری تھا۔۔۔

"بھائی سنبھالیں خود کو۔۔۔" یہ خبر تھی یا کوئی ایٹم بم۔۔۔ معظم کو لگا اس کے دماغ کے پرخچے اڑ گئے۔۔۔۔اسے اپنی کمر ٹوٹتی محسوس ہوئی۔۔۔۔وہ

لڑکھڑایا۔۔۔تو رافع نے فورا سنبھالا۔۔۔اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔

اس نے اپنی چھوٹی بہن کو ہمیشہ اپنی اولاد کی طرح پالا تھا۔پیار، مان اور عزت سے سنبھالا۔۔۔کبھی اس پر کسی چیز کی پابندی نہیں لگائی۔۔۔ہمیشہ بھروسے اور اعتماد کا رشتہ رکھا۔۔۔اسے یقین تھا

کہ وہ اپنی بہنوں کے اتنا قریب ہے کہ وہ دل کی ہر

بات بے جھجک اس سے کہہ سکتی ہیں۔مگر آج...

یہ سب کچھ جاننے کے بعد اس کے دل میں ایک

ہی سوال گونج رہا تھا۔آخر کہاں کمی رہ گئی تھی

اُس کے پیار میں، اُس کے بھروسے میں... کہ وہ

اتنا غلط قدم اٹھا گئی؟---

جتنا عزت، محبت اور بھروسے سے اس نے ہمیشہ زمر کو رکھا۔۔۔اس کا یہ صلہ تو نہیں بنتا تھا۔۔۔

"عائشہ ۔۔۔ میرے زرم کی دلہن بنے گی؟؟"زمر کا ایک غلط قدم دو خاندانوں کی عزت پر آگیا تھا۔۔۔ایک طرف وہ اپنی بیٹی ثومل کو روتا ہوا دیکھ رہی تھیں۔۔۔تو دوسری جانب وہ اپنے بیٹے کو سر

پکڑے ۔۔اپنی عزت معاشرے میں خراب

ہوجانے کے غم و صدمے سے دو چار پا رہی

تھیں۔۔۔ایسے میں ان کی نظر اپنی پوتی عائشہ پر

گئی ۔۔۔۔ اوران کا دل پھٹنے کو ہوا۔۔۔

زمر کے یوں بھاگ جانے کے بعد جس کا سب سے

بڑا نقصان ہوا تھا وہ تھی عائشہ۔۔۔پہلے ہی اس

کے رشتے میں مشکلات تھیں ۔۔اس دن کے بعد

سے کون آئے گا ان کے گھر عائشہ کو

بیانے ؟؟؟۔۔۔اس بیچاری نے پہلے ہی زندگی میں

کوئی خوشی نہیں دیکھی تھی ۔۔۔اس دن کے بعد

سے مزید رول کر رہ جائے گی ۔۔۔

زمر بھاگ چکی تھی۔۔ اس لیے دادی کو اب اس کا خیال سے کہیں زیادہ عائشہ کا خیال تھا۔۔۔جو پیچھے باقی بچی تھی ۔۔۔جس کی زندگی کو خراب ہونے سے بچایا جا سکتا تھا۔۔۔

اس وقت سب جذباتی حالت میں تھے۔۔۔ انہیں یقین تھا اگر اس وقت وہ عائشہ اور زرم کا رشتہ

اٹھاتی ہیں تو ثومل گھر کی بیٹی ہونے کے ناطے۔۔
اور اپنے بھائی کا غم سمجھتے ہوئے۔۔۔ان کے
فیصلے کی عزت کر لے گی۔۔۔

مانا وہ اپنی پوتی پر نواسے کو قربان کر رہی
تھیں۔۔۔مگر وہ مجبور تھیں۔۔۔ زندگی بھر کے لیے
عائشہ کو رلنے کے لیے نہیں چھوڑ سکتی تھیں۔۔۔

ثومل کا کیا تھا۔۔۔رونا دھونا کر لئے گی اور اپنے

مہمانوں کو ساتھ لے کر چلی جائے گی۔۔۔ مگر پیچھے

رہ جائے گی وہ کالک جو زمران کے منہ پر مل کر

گئی ہے اور ان کی بیچاری پوتی عائشہ۔۔۔ کالک

نے تو رہنا ہی تھا اب زندگی بھر مگر عائشہ ۔۔اسے وہ

پار لگا سکتی تھیں تو کیونکر نہ لگائیں۔۔۔

گھر کی سب سے بڑی ممبر ہونے کے ناطے انہوں

نے عائشہ سے بڑے پیار سے اپنے نواسے کی دلہن

بننے کے متعلق استفسار کیا۔۔

زرم ان کا نواسہ تھا اور عائشہ ان کی پوتی۔۔۔ان

کا یہ پوچھنا بھی عائشہ اچھے سے جانتی تھی صرف

فارملٹی کے اعتبار سے تھا۔۔۔ورنہ جس طرح سب

کی آنکھوں میں ان کا یہ سوال سنتے ہی حیرت پھر

بے بسی و پھر اطمینانی ظاہر ہوئی۔۔۔اس سے

عائشہ نے اندازہ لگا لیا کہ اسے تو ہاں کرنی ہی

ہے۔۔۔۔جبکہ اس نے کبھی زرم کو اس نگاہ سے

نہیں دیکھا تھا۔۔۔ذرم اس کے لیے چھوٹے بھائی

جیسا تھا۔۔وہ کبھی اس سے شادی کا تصور بھی
نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

ثومل بیگم نے اپنی ماں کے فیصلے کا احترام رکھتے
ہوئے۔۔۔وہ لال دوپٹہ عائشہ کے سر پر اڑا دیا
تھا۔۔۔ ثومل ایک ذہین عورت تھی۔۔ سمجھ گئی
تھی۔۔۔کہ اس کی ماں صرف عائشہ کی زندگی خراب

ہونے سے بچا رہی ہے۔۔۔ اور صرف وہی

کیوں۔۔۔ باقی سب بھی سمجھ چکے تھے۔۔۔

لال دوپٹہ اوڑھتے وقت۔۔۔۔ عائشہ کو لگا۔۔۔کے

اس سے بڑی قیامت اب نہیں آسکتی اس کے سر

پر۔۔۔کہ اس کی دوسری شادی زرم سے ہونے جا

رہی ہے۔۔۔ جو اسے آپی کہہ کر بلاتا ہے۔۔۔

جہاں سب کے دلوں پر اک قیامت برپا تھی --

وہیں ایک دل تھا ---جو مچل رہا تھا اپنی دلہن کے انتظار میں ----

سفید شیروانی میں وہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا ---

بالکل کسی یمن کے شہزادے کی مانند---

اس کا دل بڑا زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔یقین جو
نہیں آرہا تھا کہ آج وہ گھڑی آن پہنچی
ہے۔۔۔جب زمر اس کے نکاح میں آجائے
گی۔۔۔اس کی دلہن بن جائے گی۔۔۔

وہی جانتا ہے۔۔۔ کہ کتنی شدت سے اس نے

اس لمحے کا انتظار کیا ہے۔۔۔

وہ ابھی اپنی خوشی میں ہی مسرور تھا جب اس کے

کان کے پاس منہ لاکر۔۔۔اس کے والد نے زمر

کے بھاگ جانے کی اطلاع دی ۔۔۔اس پر جیسے

قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔۔۔وہ کبھی اپنے والد کو دیکھتا

جو لال۔۔۔کو دلہن آتی سے سامنے کبھی تو۔۔۔

دوپٹے میں ملبوس اس کی ماں اور نانی کے درمیان

آرہی تھی۔۔۔۔

ابھی پہلا دھچکا ہی اس کے دل کے لیے ناقابل

برداشت تھا جب اس کے والد نے دوسرا بم اس

کے سر پر پھوڑا یہ بتاکر۔۔۔کہ اس کا نکاح عائشہ

سے ہونے جا رہا ہے۔۔۔۔ ساتھ ہی منت

کی۔۔۔کہ وہ اس نکاح کو کر لے۔۔۔۔ اس کے

ماموں کی کچھ عزت رہ جائے گی۔۔۔

مولوی صاحب کے کان میں آہستگی سے سارا

معاملہ بیان کر دیا گیا تھا۔۔۔بتا دیا گیا تھا کہ اب

انہیں دلہن کے نام پر زمر کی جگہ عائشہ نام لینا ہے---

"جناب زرم بن شوکت آپ کا نکاح عائشہ بنتِ اریب کے ساتھ، حقِ مہر چودہ لاکھ پر کیا جا رہا ہے۔کیا آپ کو یہ نکاح، اس حقِ مہر کے ساتھ قبول ہے؟"

عائشہ کے ہاتھ پاؤں لرز رہے تھے۔۔۔ دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا۔۔کے لگا کسی بھی لمحے باہر نکل آئے گا۔۔۔

اپنی قسمت کا لکھا سمجھتے ہوئے اس نے اپنی جانب سے زرم کو شوہر کے طور پر قبول کرلیا

تھا۔۔اور اب زرم کی باری تھی اسے ایس آوائف

اپنے نکاح میں قبول کرنے کی۔۔۔۔جب مولوی

صاحب نے پہلی بار اس سے یہ سوال کیا۔۔۔تو

جیسے ہو کا عالم چھا گیا سٹیج پر۔۔سب کی نگاہیں

اس لڑکے پر ٹکی تھیں اب۔۔۔

بس زرم کی ایک ہاں ۔۔۔ اور سب کچھ بدل جانے والا تھا ان کے درمیان۔۔۔

زرم کے ہاتھ پاؤں لڑکا ہونے کے باوجود اب لرز رہے تھے ۔۔۔اس نے مولوی صاحب کے پوچھتے ہی آنکھیں موند لیں۔۔۔

آنکھوں کے سامنے زمر کا مسکراتا ہوا چہرہ لہرا

گیا۔۔۔

اس لمحے غم و غصہ اتنی شدت پر تھا کہ اسے اپنے

آپ سے بھی نفرت ہو رہی تھی۔۔۔ کہ اس نے

ایک ایسی لڑکی کو چاہا۔۔ جو اس کا مذاق بنا کر۔۔

سب کے سامنے اسے ذلیل کر کے چلی گئی۔۔۔۔

اسے مجبوری کے ایسے دوراہے پر چھوڑ

گئی۔۔۔جہاں وہ چاہ کے بھی قدم آگے نہیں بڑھا

پارہا تھا۔۔۔

"آپ کو قبول ہے؟؟"زرم کی خاموشی چہ

میگوئیوں کو مزید ہوا دے رہی تھی۔۔۔عائشہ کا

دل ڈولنے لگا تھا۔۔۔لگا اب جان نکلی کہ تب

جان نکلی ۔۔۔۔وہ ہاں بولے تو بھی مر جائے گی

وہ نہ بولے تو بھی ذلیل و رسوا ہو کے رہ جائے

گی۔۔۔

مولوی صاحب نے پھر پوچھا۔۔۔اس کی والدہ نے

اس کے بازو کو پکڑ کر دبایا۔۔جو اشارہ تھا کہ بولو

۔۔۔ہم سب کی عزت کا سوال ہے اب۔۔۔

اس نے پھولوں کے اس پار بیٹھی لڑکی کی جانب دیکھا۔۔۔ وہ پورا پورا کپکپا رہی تھی۔۔۔وہ عائشہ تھی۔۔۔اس کی عائشہ آپی۔

آنکھوں کے سامنے کتنے ہی منظر فلم کی طرح چلنے لگے۔۔۔اس کی تو زبان نہیں تھکتی تھی آپی آپی

کرتے---یہ نیا رشتہ قبول کرنا اس کے لیے

ناممکن سہ تھا---

اسے علم تھا کہ وہ لڑکی بہت مجبوری کے تحت

وہاں بیٹھی ہوئی ہے---اس پر پورے خاندان و

معاشرے کا پریشر ہے---

"کیا کر رہے ہو زرم؟؟... قبول ہے
بولو۔۔۔۔سب منتظر ہیں۔۔۔ عزتوں کا خیال کرو
بیٹا۔۔"اس کے والد نرمی۔۔۔مگر منتی لہجے
میں۔۔۔اس کے کان میں گویا ہوئے۔۔۔

اس لمحے علشبہ نے رافع کی جانب دیکھا۔۔۔اس
کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔ وہ بول نہیں

پا رہا تھا لیکن وہ جانتی تھی اس کی آنکھیں منت کر

رہی ہیں زرم سے ---کہ بس قبول ہے بول دو

---وہ چاہتی تو احتجاج بلند کر دیتی---کہ ہم زمر

کو لینے آئے تھے عائشہ آپی کو نہیں لے جا

سکتے---وہ ہماری بھائی سے عمر میں بڑی ہیں--

پھر ایک بچے کی ماں اور طلاق یافتہ ہیں----کوئی

جوڑ ہی نہیں بنتا---لیکن وہ خاموش رہی ---وہ

جانتی تھی اگر اس نے ذرا بھی احتجاج کیا تو اس کی

بڑی بہن بھی ساتھ مل جائے گی اور پھر ممکن

نہیں ہے یہ نکاح ہونا ۔۔۔مگر اس نے عزتوں کا

پاس رکھا۔۔۔ماموں کے گھر والوں کی عزت کو بھی

اپنی عزت جانا ۔۔۔اس عورت کی بیٹی کو اپنی بہن

جانا جس نے کچھ دنوں پہلے اسے اپنے گھر سے نکالا

تھا وہ بھی نہایت ذلیل کر کے ۔۔۔اس لڑکے کی

بہن کو اپنی بہن جانا جو رات گئے اس کے کمرے

میں گھس آیا تھا۔۔۔۔اور اسی پہ جھوٹے الزامات

لگانے لگا۔۔۔

لوگ دوسروں کا تماشہ بناتے وقت بھول جاتے

ہیں۔۔۔کہ ان کے آگے بھی بہن بیٹیاں

ہیں۔۔۔

"مولوی صاحب آپ پھر سے پوچھیں--" کون نہیں جانتا تھا کہ زرم کے لیے بہت مشکل فیصلہ ہے--- شوکت صاحب نے مولوی صاحب سے نکاح کے الفاظ پھر دوہرانے کو کہا---

"کیا آپ کو قبول ہے؟"

مولوی صاحب کی گونجتی ہوئی آواز کے ساتھ سب
کی نگاہیں اب پھر اس لڑکے پر تھیں۔ایک لمحے کو
وہ خاموش بیٹھا رہا، جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔۔۔ پھر
اس کے لب ہلے "نہیں۔۔۔"

ایک لفظ، مگر ایسا۔۔۔کہ پورا ہال جیسے ساکت ہوگیا۔۔۔ہوا میں جیسے کوئی بھاری خاموشی پھیل گئی۔

"میں یہ نہیں کر سکتا۔۔۔ میں عائشہ آپی سے نکاح نہیں کر سکتا۔۔۔ سوری۔۔۔"اس کی بات ختم ہوتے ہی ہال میں دبی دبی سرگوشیاں اٹھنے

لگیں۔۔۔کوئی یقین نہیں کر پا رہا تھا کہ اس نے ایسا کہا۔

مولوی صاحب نے پریشان نگاہوں سے بزرگوں کی طرف دیکھا۔۔۔جبکہ عائشہ کے پاس بیٹھی خواتین کے چہروں کا رنگ اڑ چکا تھا۔

اور عائشہ۔۔۔

وہ ساکت بیٹھی تھی۔

پلکیں جھکی تھیں۔۔۔مگر آنکھوں سے بہتے آنسو

صاف نظر آرہے تھے۔اس نے کانوں میں پڑے

الفاظ کو جیسے بار بار دہرانے کی کوشش کی "میں

نہیں کر سکتا۔۔۔"

اس کے اندر کچھ ٹوٹ سہ گیا تھا۔۔۔اس کے
ہاتھ کانپ رہے تھے اور لبوں پر کوئی لفظ نہیں
تھا۔چہرے پر وہی خاموشی، جس میں صدمہ، بے
بسی اور شرمندگی سب گھل چکے تھے۔۔۔۔

ہال میں موجود خواتین ایک دوسرے کے کانوں میں کچھ کہہ رہی تھیں، مگر عائشہ کی سماعت جیسے بند ہو چکی تھی۔

اسے بس اتنا یاد تھا۔۔ کہ آج پھر سے وہ تماشہ بن گئی ہے۔۔۔ سب کے سامنے اسے پھر ذلیل و رسوا ہونا پڑا ہے۔۔۔

"آپ میرے پاپا سے نکاح کرو گی؟؟؟---

میرے پاپا پوچھ رہے ہیں---" ابھی وہ رو ہی رہی

تھی جب ایک ننھی سی پری اس کے سامنے آ کر

بڑے پیار سے پوچھنے لگی---اور اس بچی کا کیا

سوال سب کو ہکا بکا کر گیا تھا---سب جانتے

تھے وہ کس کی بیٹی ہے---اس لیے سب نے ہی

حیرت اور بے یقینی کے عالم میں سامنے کی جانب

دیکھا۔۔۔جہاں در نجف بھاگتا ہوا آرہا تھا اسٹیج کی جانب۔۔۔اور جب سب کی نگاہیں اپنی جانب دیکھیں۔۔۔تو یکدم ٹھہر گیا۔۔۔

چند منٹس پہلے کا منظر اب اس کی آنکھوں کے آگے گھوم رہا تھا

"پاپا۔۔۔ عائشہ آپی کہاں چلی گئی اچانک؟؟؟" در

نجف کے کانوں تک زمر کے بھاگ جانے اور

عائشہ کو دلہن بنا کر سٹیج پر پہنچانے تک کی خبر

تھی۔۔۔ اس لیے وہ خاموشی سے کھڑا تھا

۔۔۔جب اس کی بیٹی نے پریشان لہجے میں استفسار

کیا۔۔۔

"وہ دلہن آپ کی عائشہ آپی ہی ہیں۔۔۔" اس نے بڑے پیار سے۔۔۔ اپنی بیٹی کے کان میں آہستگی سے سرگوشی کی۔۔۔

"مگر دلہن تو چلی جاتی ہے نا۔۔۔ تو کیا عائشہ آپی مجھے چھوڑ کر جا رہی ہیں؟؟..."

اس کی ننھی سی آنکھوں میں سرخی امڈ آئی تھی

وہ روندی سی آواز میں پوچھنے لگی---

"ہاں--- وہ آج اپنے دولہے کے ساتھ جائیں گی۔

"نہایت لاپرواہی سے جواب دیا تھا اس نے---

"کیا پاپا میں گندا بچہ ہوں؟؟؟... سب مجھے چھوڑ

کر کیوں جاتے ہیں ؟؟.... پہلے فوزیہ آنی چھوڑ کر

گئیں۔۔۔ پھر ماما۔۔۔ اور اب عائشہ آپی جا رہی

ہیں" جب اس ننھی سی بچی نے آنکھوں میں آنسو

بھر کر روتے ہوئے یہ سوال کیا۔۔۔تو در نجف

کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا

ہو۔۔۔

اس کی بیٹی کو ماں نے نہیں پالا تھا شروع

سے۔۔۔فوزیہ نے پالا تھا جو اس کی بے بی سیٹر

تھی۔۔۔ وہ اپنی سگی ماں سے اتنا اٹیچ کبھی ہوئی ہی

نہیں جتنا فوزیہ سے تھی۔۔۔ کہ اس کے چھوڑ کے

جانے پر وہ کافی ڈسٹرب ہو گئی تھی۔۔۔ جیسے ایک

بچہ اپنی ماں کے چھوڑ کے جانے پر ہوتا ہے۔۔۔

"آپ گندی بچی نہیں ہو۔۔۔بس کچھ چیزیں ایسے ہی لکھی گئی ہیں۔۔۔"اپنی بیٹی کی ننھی آنکھوں سے جھلک آنے والے موتی۔۔۔وہ آہستگی سے اپنی انگلی کے پوروں سے صاف کرتے ہوئے۔۔۔ بے بسی سے کہنے لگا۔۔۔

"آپ عائشہ آپی سے شادی کر لو نا۔۔۔۔پھر ہم

عائشہ آپی کو اپنے ساتھ لے جائیں گے۔۔۔۔" وہ

ننھی سی پری اپنی معصومیت میں جو بول رہی تھی

اسے سنتے ہی در نجف مسکرا دیا۔۔۔

"آپ نے ماما کو بھی چھوڑ دیا۔۔۔اب عائشہ آپی کو

بھی چھوڑ رہے ہو۔۔آپ کسی کام کے نہیں ہو پاپا

---" اچھا خاصہ روتے ہوئے وہ ننھی پری اچانک ہی غصہ ہونے لگی---اور سارا اپنا نزلہ اس نے درنجف پر اتارا--- جس پر وہ بیچارہ بے لبسی سے اسے تکنے لگا--

"میں نے تمہاری ماما کو نہیں چھوڑا ثمرہ--- وہ خود ہی مجھ سے طلاق مانگ رہی تھیں۔"

اس نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا --پھر لمحہ بھر کو رک کر جیسے صفائی دینے لگا---

"اور آج بھی میں تمہاری عائشہ آپی کو نہیں چھوڑ رہا--- وہ خود کسی اور سے شادی کر رہی ہیں۔ چاہو تو جا کر پوچھ لو ان سے۔ اگر وہ کہے ---کہ میرے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہیں---تو میں کر لوں گا۔"

یہ جملے کہتے ہوئے اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا۔۔۔ جیسے سب کچھ معمولی ہو۔

وہ کیوں اپنی بیٹی کی نظروں میں مزید ولن بنتا؟ اس سے بہتر تھا کہ ساری ذمہ داری عائشہ پر ڈال دے۔

اس نے بے نیازی سے ثمرہ کو اپنی گود سے اتارا اور

صوفے کے کنارے بٹھا دیا۔۔۔۔

بیٹی کے سامنے ایسا ظاہر کیا جیسے نکاح کوئی

سنگین فیصلہ نہیں، بس ایک معمولی سہ کام

ہو۔۔۔

"تو ٹھیک ہے ---پھر میں عائشہ آپی سے پوچھ کر
آتی ہوں---" وہ چھوٹی سی پری یہ کہتی ہوئی خود
ہی صوفے سے پھسل کر اتری اور تیزی سے سٹیج
کی جانب بڑھی ----اس نے بھی جانے دیا
لاپرواہی سے----یہ سوچ کر---کہ وہاں الریڈی
نکاح چل رہا ہے---- جب تک وہ اپنے ننھے

قدموں سے وہاں تک پہنچے گی نکاح منعقد ہو چکا ہوگا۔۔۔۔

مگر اسے کب خبر تھی کہ زرم نکاح سے انکار کر دے گا۔۔۔ جیسے ہی اس نے یہ دیکھا کہ زرم نے نکاح سے انکار کیا ہے ۔۔۔ اور لوگوں میں چہ میگوئیاں پھیل گئی ہیں۔ ویسے ہی وہ فورا اٹھ کر

بھاگتا ہوا اپنی بیٹی کو لینے آنے لگا۔۔۔مگر اس سے قبل وہ اسٹیج تک پہنچتا۔۔ثمرہ سب کے سامنے اپنے پاپا کا پرپوزل عائشہ کے لیے رکھ چکی تھی۔۔۔

حال۔۔۔

ایک بیٹی بھاگ گئی۔۔۔ دوسری بیٹی سٹیج پر بیٹھی

رہ گئی۔۔۔اور لڑکا نکاح سے انکار کر کے اٹھ گیا

۔۔اس سے زیادہ کسی باپ کے لیے رسوائی کیا

ہوگی؟؟...

ایسی صورتحال میں جب سامنے سے درنجف نے

رشتہ بھیجا اپنی بیٹی کے ہاتھوں۔۔۔تو سب کی

نگاہوں میں وہ ایک رحمت کے فرشتے کی مانند بن گیا۔۔۔جسے سب ہی بڑی مشکور نگاہوں سے دیکھنے لگے۔۔۔

طیبہ بیگم تو فوراً اسٹیج سے اتر کر آئیں۔۔اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔

پہلے بریرہ کا چھپ کر نکاح کرنا پھر زمر کا عین

نکاح کے وقت بھاگ جانا یقینا عائشہ کے رشتوں

میں کیڑے ڈال دے گا۔۔۔ایسے میں در نجف کا

رشتہ کیسے برا لگ سکتا تھا؟؟۔۔زینیا نے معظم کو بتا

دیا تھا کہ اس کی طلاق ہو چکی ہے۔۔۔اس لیے

معظم بھی خود سے آگے بڑھا۔۔۔اور اسے سٹیج تک

لے آیا۔۔

زینیا بڑی محبت سے آکر اس کا شکریہ ادا کرنے لگی----

رافع نے بھی فوراً آگے بڑھ کر اس کے لیے جگہ بنائی تاکہ وہ آرام سے آکر بیٹھ سکے---

کچھ ہی منٹوں میں اس کے گرد لوگوں کا ہجوم لگ گیا تھا۔۔۔

وہ بیچارہ کبھی عوام کے ہجوم کو دیکھتا تو کبھی گھر والوں کی مشکور نگاہوں کو دیکھتا۔۔۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرلئے؟؟؟.....یہاں تک کہ اسے عائشہ کے روبرو بٹھا دیا گیا۔۔۔

جب اسے عائشہ کے سامنے بٹھایا گیا۔۔۔اور اس

نے سامنے پھولوں کے اس پار۔۔۔اس لال

دوپٹے میں جھکی نظروں والی لڑکی کو دیکھا۔۔۔جس

کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔۔بس وہ لمحہ

۔۔۔وہ نوجوان ٹھہر گیا۔۔۔

وہ اسے دیکھتا رہا۔۔۔دیکھتا رہا۔۔۔۔دیکھتا

رہا۔۔۔یہاں تک کہ اس نے خود کو کہتے

سنا۔۔۔۔"قبول ہے, قبول ہے, مجھے قبول ہے"

کیا ہال میں کرسیاں لگاتے وقت وہ دونوں جانتے

تھے۔۔۔کہ چند گھنٹے بعد انہی کرسیوں کے بیچ،

انہی روشنیوں کے نیچے،

ان ہی کے نکاح کا اعلان ہونے والا ہے۔۔۔

کیا انہیں خبر تھی کہ تقدیر نے برسوں پہلے ہی ان

کے نام ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ رکھے

ہیں۔۔۔اور آج وہ تحریر حقیقت بننے جا رہی

ہے۔۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

اس کی فلائٹ کافی لیٹ ہو گئی تھی۔۔۔

گھر آنے کے بعد اسے تقریب کے لیے تیار بھی ہونا تھا۔۔۔مگر پیاس اتنی لگی تھی کہ خود کو روک نہ سکا اور تیزی سے کچن کی جانب بڑھا۔۔۔

ابھی وہ فریج سے پانی نکال کر پی ہی رہا تھا جب
اسے چھن چھن کی آواز محسوس ہوئی۔۔۔

اس نے چونک کر تیزی سے پلٹ کر پیچھے کی جانب
دیکھا۔۔۔ مگر وہاں کوئی نہ تھا۔۔۔

اس آواز کو اپنا وہم گمان کر۔۔۔ اس نے آرام
سے پانی پیا۔۔۔ اور پھر کچن سے نکلنے لگا ۔

جیسے ہی کچن سے نکلا۔۔۔اسے محسوس ہوا جیسے
کوئی سیڑھیاں چڑھ کے اوپر گیا ہو۔۔۔وہ چھن چھن
کی آواز اسے پھر سنائی دی تھی۔۔۔ اس بار وہ تھوڑا
الرٹ ہو گیا تھا۔۔۔

گھر میں اس کے علاوہ کوئی موجود نہیں تھا

ایسے میں اس چھن چھن کی آواز کا آنا کسی---

دوسری مخلوق کے گھر میں ہونے کی دلیل لگا

اسے---

پہلے تو اشتیاق پیدا ہوا کہ دیکھے۔۔۔ پھر سوچا

۔۔۔ جانے دے۔۔۔۔ ابھی نکاح کی تقریب میں

جانا ضروری ہے۔۔۔ پہلے ہی بہت لیٹ ہو چکا ہے

۔۔۔۔ یہی سوچ کر اس نے اس پائل کی چھن

چھن کو مکمل نظر انداز کر۔۔۔ اپنے کمرے کی

جانب رخ کیا۔۔۔ اور پھرتی سے تیار ہونے لگا

----جیسے ہی تیار ہو کر باہر نکلا---وہ پائل کی

چھن چھن کرتی آواز چھت پر جاتی محسوس ہوئی---

بڑا اشتیاق پیدا ہوا دیکھنے کا---آخر یہ دوسری

مخلوقات، یہ چڑیلیں دکھتی کیسی ہیں---اور بس

یہی سوچ کر وہ چھت کی جانب چل پڑا---

"سوری ۔۔۔ سوری ۔۔۔ایم سوری ۔۔ امی، ابو، معظم بھائی، رافع، دادو۔۔۔میں نے آپ سب کا بھروسہ توڑ دیا۔۔۔۔یا اللہ مجھے معاف کر دینا۔۔۔۔ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔۔۔ کوئی حرام کام نہیں کیا۔۔۔میں نے تو نکاح کیا تھا۔۔۔میں نے ایک مقدس رشتہ بنایا تھا۔۔۔ تو دیکھتا ہے ناں مالک۔۔ لوگوں نے مجھے میرے حلال اور جائز کیے

ہوئے عمل کی بھی سزا دے دی--- میرے ماں

باپ جو شرمندگی آج فیس کریں گے اس کے بعد

میں کس منہ سے ان کے سامنے جاؤں گی

؟؟؟...کیا کہوں گی ان سے ؟؟؟..کیوں بھاگی

میں ؟؟؟...کیا بتاؤں گی کہ میں نے چھپ کر

نکاح کیا تھا یہ سوچ کر--- کہ وہ شہزادہ اپنی

پڑھائی مکمل کرتے ہی میرے گھر آجائے گا مجھے

سنڈریلا کی طرح لینے۔۔۔۔مگر میں نہیں جانتی تھی

اصل زندگی میں کوئی سنڈریلا ہوتی ہی نہیں۔۔۔کوئی

راج کمار نہیں آتا۔۔۔صرف حیوان آتے

ہیں۔۔۔نوچ کھانے کے لیے ۔۔۔ایسے حیوان جو

نکاح جیسے مقدس رشتے کو بھی اپنی ہوس پوری

کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔۔۔جنہوں

نے نکاح جسے مقدس رشتے کو بھی کھیل بنا کے رکھ

دیا ہے۔۔۔ غلطی ان کی نہیں ہے۔۔ غلطی

ہماری ہے ۔۔۔ ہماری فینٹسی کی۔۔۔پتہ نہیں

ہمیں کیوں ایسا لگتا ہے۔۔۔کہ ہماری زندگی کے ہر

مسئلے کا حل شادی ہے ۔۔۔ایک خوبصورت سے

امیر لڑکے سے شادی۔۔۔پتہ نہیں ہم یہ کیوں

بھول جاتے ہیں کہ جیسے ہم اپنی فینٹسی میں ایک

راجکمار لیے بیٹھے ہیں۔۔۔ویسے ہی وہ بھی اپنی

فینٹسی میں کوئی راجکماری لیے بیٹھا ہے۔۔۔ اور ہم

جیسی مڈل کلاس گھروں کی لڑکیاں ان کی

راجکماریاں نہیں ہوتیں۔۔۔ ہم صرف ان کی

راجکماریوں کے انتظار میں کیا جانے والا ٹائم پاس

ہوتی ہیں۔۔۔"زمر چھت پر جا کر دیوار کے اوپر

چڑھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔ تین منزلہ بلندی

پر۔۔۔ جہاں ذرا سہ جھکنے سے نیچے کی زمین صاف

دکھائی دیتی تھی۔ ہوا تیز تھی۔۔۔ بالوں کو بکھیرتی و چہرے کو چیرتی ہوئی گزر رہی تھی۔ سردی کی سنسناہٹ نے جسم کو جکڑ لیا ہو جیسے۔۔۔ مگر دل میں خوف کا شائبہ تک نہ تھا۔۔۔۔ وہ واقعی اب تھک چکی تھی۔۔۔ جینا نہیں چاہتی تھی۔

آنکھوں کے سامنے ماں، باپ، بہن، بھائی کے

چہرے گھوم گئے۔۔۔وہ پیار، وہ فخر، جو اس نے

خود اپنے ہاتھوں روند دیا تھا۔

دل میں شرمندگی کی ایک ایسی لہر اٹھی کہ سانس

لینا دشوار ہوگیا۔۔۔۔

وہ سب سے معافی مانگ رہی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔۔۔

اس نے اپنی دونوں باہیں پھیلا دیں۔۔۔ جیسے موت کو دعوت دی ہو۔۔۔کہ آؤ مجھے گلے لگا لو۔۔۔

"تم اور کتنی دیر میں ونگز نکال کر اڑو گی

؟؟؟اصل میں میرے پاس ٹائم نہیں ہے۔۔مجھے

نکاح کے لیے نکلنا ہے۔۔۔سو ذرا جلدی کرو

ناں۔۔۔"وہ حسین نوجوان جب چھت پر پہنچا۔۔۔

تو اس نے دیوار پر چڑھی ہوئی کرمی کلر کے لہنگے

میں ملبوس لڑکی کو دیکھا جس کی موٹی سی چوٹی پر

وائٹ گجرا بنا نظر آرہا تھا پاؤں میں پائل تھی۔۔۔

وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا۔۔۔۔

لمحہ بھر کو اسے گمان ہوا جیسے کوئی خوبصورت پری

چھت پر کھڑی اڑان بھرنے کو تیار ہو۔۔۔پتہ

نہیں کیوں اسے زمر کا خیال آیا۔۔۔ لیکن پھر اس

خیال کو مسکراتے ہوئے جھٹک دیا---کہ وہ کیسے ہو سکتی ہے--اس کا تو آج نکاح ہے

اسے یقین تھا کے ابھی وہ اپنے پر نکال کر آسمان میں تحلیل ہو جائے گی-اسی تصور کے سحر میں مبتلا، وہ تجسس اور اشتیاق کے ساتھ ایک قدم آگے بڑھ آیا---کہ دیکھ سکے...آخر وہ کب اور کیسے

اُڑتی ہے۔ مگر بجائے اڑنے کے وہ پری کچھ نہ کچھ

بڑبڑائے چلی جا رہی تھی۔۔۔جو وہ سن بھی نہیں پا

رہا تھا دور ہونے کے سبب۔۔۔اس لیے وہ قریب

آتے ہوئے۔۔۔ التجائی لہجے میں عجلت سے گویا

ہوا۔۔۔

اچانک سے آنے والی آواز پر وہ چونک کر پیچھے

مڑی۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ ایمبیلنس ہوئی اور

گرنے لگی۔۔۔۔

"اہ۔۔۔" بعض اوقات انسان مرنے کی خواہش

میں چھلانگ لگا دیتا ہے لیکن جب وہ واقعی موت

کے منہ میں جانے لگتا ہے۔۔۔ تو اس کے اندر

موجود زندگی کی محبت پھڑپھڑاتی ضرور ہے --- یہ

ایک فطری عمل ہے ---اور یہی زمر کے ساتھ ہوا

تھا--لمحہ بھر میں جب وہ

ایمبیلنس ہوئی اور نیچے کی جانب گرنے لگی تو اس

کے آنکھیں باہر ابل آنے کو ہوئیں---اس نے

فورا گرتے وقت کسی چیز کو پکڑنا چاہا---

دوسری جانب۔۔۔ جانشیر زمر کو دیکھ کے بری طرح شاکڈ ہوا تھا۔۔۔۔ اپنی نظروں کے سامنے اسے گرتے دیکھا۔۔۔ تو فورا بھاگتے ہوئے اس کی جانب آیا۔۔۔۔

وہ زمر کا ہاتھ تھامنے میں کامیاب ہوا تھا۔۔۔

اب زمر صرف جانشیر کے ایک ہاتھ کے سہارے چھت سے جھول رہی تھی۔۔۔۔ کہ ہاتھ چھوٹا نہیں اور زندگی کی ڈور ختم ہوئی نہیں۔۔۔

"ہاتھ مت چھوڑنا۔۔۔ میں اٹھا لوں گا تمہیں اوپر کی جانب ۔۔۔بس تھوڑا ہمت کرو" اس کی جان نکلی تھی ۔۔۔ وہ تیزی سے چیخا۔۔۔۔

"میں نہیں جینا چاہتی۔۔۔ چھوڑ دو میرا ہاتھ۔۔۔"

"پاگل ہو گئی ہو کیا؟؟..."زمر اپنی جانب سے بھرپور احتجاج کر رہی تھی کہ وہ اس کا ہاتھ چھوڑ دے۔۔۔ مگر جانشیر۔۔۔وہ کسی صورت اس کے لیے راضی نہیں تھا۔۔۔

انسان غیروں کو نہ مرنے دے۔۔۔وہ تو پھر اس

کی اپنی تھی۔۔۔

" جانشیر چھوڑو۔۔۔ " وہ اپنا ہاتھ چھڑانے کی

کوشش کرنے لگی ۔۔ لیکن جانشیر نے اب اپنے

دوسرے ہاتھ سے اس کا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا

تھا۔۔۔ اور اسے پوری فورس کے ساتھ اوپر کی

جانب کھینچنے لگا۔۔۔

لاکھ احتجاج کے باوجود جانشیر اسے اوپر کھینچنے میں

کامیاب ہوا تھا۔۔۔اور جیسے ہی وہ اوپر

آئی۔۔۔دھڑام کر کے وہ اسی پر آن گری

۔۔ اور وہ لگلے پل فرش پر تھا۔۔۔۔

"کیوں بچایا مجھے ؟؟؟ میں مرنا چاہتی ہوں کیا تمہیں نظر نہیں آرہا۔" جانشیر کے بچانے پر وہ غصے سے لال پیلی ہوتی ۔۔۔ کھڑی ہوئی ۔۔۔

تیزی سے واپس کودنے جانے لگی تھی وہ لڑکی۔۔۔

جانشیر نے عجلت سے اٹھ کر ۔۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر

پھر سے روکنے کی کوشش کی ۔۔۔مگر وہ اس کے

قابو میں نہیں آرہی تھی ۔۔۔۔یہاں تک کہ اس

نوجوان نے زمر کا بازو پکڑ کر پوری فورس کے ساتھ

اپنی جانب کھینچا ۔۔۔

اور اگلے ہی پل زمر کے رخسار پر ایک زوردار تھپڑ پڑا تھا۔۔۔ تھپڑ اتنا زوردار تھا کہ زمر کا چہرہ نیچے کی جانب ڈھلک گیا۔۔۔

جانشیر کے ہاتھ کا نشان باقاعدہ اس کے رخسار پہ چھپ گیا تھا۔۔۔

"ہوش میں آؤ۔۔۔" وہ حلق کے بل چیخا۔۔۔۔

مگر اس لڑکی کے کان تھپڑ کی شدت کے سبب سائیں سائیں کر رہے تھے۔۔۔

مانا کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔۔۔گال جلنے لگے۔۔۔لیکن اس تھپڑ سے جو ذلالت کا احساس

ہونا چاہیے تھا۔۔۔اسے نہیں ہوا۔۔۔اسے صرف

رونا آرہا تھا۔۔۔بے لبسی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

"کیوں مجھے تم لوگ نہ جینے دیتے ہو اور نہ مرنے

دیتے ہو؟؟؟..کیا گناہ ہے میرا؟؟؟..صرف

یہ۔۔۔کہ میں ایک اچھی زندگی کی خواہش کر رہی

تھی۔۔۔میں عائشہ آپی جیسی زندگی نہیں چاہتی

تھی---میں چاہتی تھی میرا شوہر مجھ سے محبت

کرلے---مجھے مارے پیٹے نہیں --میری اولاد نہ

چھینے---" عائشہ کو تو شاید اندازہ بھی نہ ہو--

لیکن اس کی زندگی سے جو سب سے زیادہ خوفزدہ ہوئی

تھی--وہ زمر تھی---وہ واقعی بہت ڈر گئی تھی

ہاں ---جب ابتدا میں وہ لڑکا ڈھونڈتی تھی تو اس

کے دماغ میں طیبہ کا بوائے فرینڈ جیسا امیر و کبیر

لڑکا ہوتا تھا --جو اسے مہنگے مہنگے کپڑے دلائے

---شاپنگ کرائے --- مہنگے ریسٹورنٹس میں کھانا

کھلائے۔لیکن عائشہ کی حالت دیکھنے کے

بعد---وہ صرف ایک اچھا محبت کرنے والا شوہر

تلاش کرنے لگی ---

ہمارے یہاں لڑکیاں لو میرج کی جانب اس لیے زیادہ تر راغب نہیں ہو رہیں کہ انہیں محبت کی شادیاں کرنے کا شوق چڑھا ہے۔۔۔ بلکہ اس لیے ہو رہی ہیں کہ انہیں اب ارینج میرج سے خوف آنے لگا ہے۔

انہوں نے اپنی آنکھوں سے اپنی بہنوں، کزنز اور
اردگرد کی عورتوں کی کہانیاں دیکھی ہیں۔۔زبردستی
کے رشتے، سمجھوتوں میں گھری زندگیاں، اور چپ
کے پیچھے چھپے درد بھرے آنسو۔۔۔یہ سب دیکھ کر
ان کے دلوں میں محبت نہیں، ڈر نے گھر کر لیا
ہے۔۔۔

اب وہ محبت کو بغاوت نہیں سمجھتیں بلکہ محفوظ راستہ گمان کرتی ہیں جہاں کم از کم انتخاب اُن کا اپنا ہو۔۔۔

وہ جیسے جیسے بول رہی تھی ۔۔ ویسے ویسے بکھرتی چلی جا رہی تھی۔۔۔نیچے کی جانب ڈھلتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

"نہیں جینا چاہتی میں ---مر جانے دو مجھے"

وہ لڑکی پورا پورا لرز رہی تھی---اپنے حواسوں میں معلوم نہیں ہو رہی تھی وہ--

جانشیر ابھی اسے سنبھالنے کی کوشش کر ہی رہا تھا

--- جب یک دم وہ چیختے ہوئے بے ہوش

ہوئی----

"زمر---" وہ بے جان ہو کر پیچھے کی جانب

گرتی--- اس سے قبل ہی جانشیر نے اس کا ہاتھ

پکڑ کر اپنی جانب کھینچا---

اگلے ہی پل۔۔۔ اسے برائیڈل سٹائل میں اٹھا کر

ہسپتال لے کر بھاگا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

اسے یقین نہیں آرہا تھا۔وہ پاکستان آگئی

تھی۔۔اپنے ملک، اپنی زمین، اپنوں کے

پاس۔۔۔اس کے پاؤں جیسے زمین پر نہیں

تھے۔۔۔آج وہ بہت خوش تھی۔۔اتنا کہ لگ رہا تھا

خوشی سے ہی جان نکل جائے گی۔۔۔جیسے جیسے

سفر آگے بڑھ رہا تھا گاڑی کا۔۔۔ویسے ویسے اس

کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی

تھیں۔۔۔اپنے والدین و گھر والوں سے اتنے

سالوں بعد بالکل سامنے سے ملنا۔۔۔یہ تو کوئی

خواب سہ ہی لگ رہا تھا اسے۔۔۔۔اور یہ خواب

کبھی پورا نہ ہوتا۔۔۔اگر وہ برابر میں بیٹھا شخص

ساتھ نہ دیتا۔۔۔۔۔ہاتھ نہ تھامتا۔۔۔

وہ اسے خود چھوڑنے آیا تھا۔۔۔ چاہتا تو ایئرپورٹ سے واپس لوٹ جاتا فلائٹ میں بٹھا کر۔۔۔۔ لیکن وہ گھر تک چھوڑنے آیا۔۔۔

جہاں اس لڑکی کا دل خوشی سے سرشار تھا وہیں حمزہ کا دل ہر گزرتے لمحے کے ساتھ خالی ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

اسے گھر تک چھوڑنے آنا تو فقط بہانہ تھا اس کے ساتھ مزید کچھ وقت گزارنے کا۔۔۔اسے دیکھنے کا۔۔۔اس کی میٹھی سی خوشبو میں جینے کا۔۔۔

"پہنچ گئے" جیسے ہی ڈرائیور نے اعلان کیا وہ بڑا خوش ہو کر اترئی۔۔ وہ اتنا ایکسائٹڈ تھی کہ اس نے

حمزہ کے گاڑی کا ڈور کھولنے تک کا انتظار نہ

کیا۔۔۔

وہ نوجوان بھی آہستگی کے ساتھ دوسری جانب سے

اتر گیا تھا۔۔۔

اپنا گھر دیکھتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے

لگے۔۔۔۔

شرمندگی نے جیسے اس کے پاؤں جکڑ لیے

ہوں۔۔۔

"کیا ہوا؟؟... جتنی ایکسائٹمنٹ میں تم اتری تھیں۔۔۔مجھے تو لگا۔۔۔گھر کے اندر جا کر ہی دم لو گی اب۔۔۔ شاید مجھے تو پلٹ کر دیکھو بھی نہ۔۔۔"

وہ دونوں ہاتھ پاکٹ میں ڈال کر۔۔ مسکرا کر گویا ہوا۔۔۔ مگر وہ مسکراہٹ اس کی آنکھوں تک نہیں پہنچ رہی تھی۔۔۔

اس کی آنکھیں سرخ ڈوروں سے سجی تھیں---

لگ رہا تھا بس ابھی رو دے گا---

"مجھے ڈر لگ رہا ہے---" اس کی آنکھوں میں

جھانکتے ہوئے--- اپنے خوف کا اظہار کرنے

لگی---

"مت ڈرو۔۔۔ ان کے نزدیک تم ایک کامیاب ماڈل بن کر لوٹی ہو۔۔۔انہیں کچھ نہیں پتہ اور تمہیں بتانے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔۔۔" وہ نرمی سے سمجھانے لگا۔۔۔

"تم چلو نا میرے ساتھ۔۔۔" اس نوجوان کے ہمت دینے پر اس نے دو قدم آگے بڑھائے۔۔۔

مگر جب محسوس کیا کہ حمزہ پیچھے نہیں آرہا تو فورا پلٹ کر دیکھا۔۔۔اور منتی لہجے میں بولی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ اب مجھے واپس جانا چاہیے" ایک گہرا سانس لینے کے بعد۔۔۔ وہ آہستگی سے گویا ہوا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں نمی چمک رہی تھی مگر لبوں پر مسکان تھی۔۔وہ یہ کہتے ہوئے ہی پیچھے کی جانب قدم لے رہا تھا۔۔۔۔کہ اب مجھے واپس جانا چاہیے۔۔۔

جیسے جیسے وہ قدم پیچھے لیتا جا رہا تھا ویسے ویسے طیبہ اسے خود سے دور جاتا محسوس کرنے لگی۔۔۔پتہ

نہیں کیا تھا اس لمحے میں۔۔۔جو دل چاہا شدت سے رو لے۔ زور سے چیخے یا بھاگ کر اسے سینے سے لگا لے۔۔۔

خود سے دور جاتا۔۔۔وہ بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔مگر کوئی حق بھی تو نہیں تھا ناں۔۔۔۔ جو تھام لے۔۔۔

ڈارک براؤن آنکھیں اب سنہری آنکھوں کو الوداع

کہہ رہی تھیں۔۔۔

اس لڑکی نے طلاق نہیں مانگی۔۔۔نہ حمزہ نے

دی۔۔۔طلاق کا کوئی ذکر ہی نہ ہوا۔۔۔۔

"طیبہ" وہ ابھی حمزہ کو دیکھ ہی رہی تھی جب پیچھے
سے آواز آئی۔۔۔ وہ خوشی سے کھنکتی ہوئی آواز اس
کی والدہ کی تھی۔۔ جسے سننے کے بعد اس نے فورا
پلٹ کر دیکھا۔۔۔

اپنی والدہ کو دیکھنے کے بعد ایک پل بھی پھر اس سے رہا نہ گیا۔۔۔تیزی سے بھاگتی ہوئی ان کے سینے سے لگ کر رونے لگی۔۔۔

حمزہ نے گاڑی میں بیٹھتے وقت۔۔۔اس کے نازک و حسین سراپے کو آنکھوں میں بھرا۔۔۔اور پھر ڈرائیور کو چلنے کا حکم دے دیا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ تو اپنی قیامت خاص

کو روتا ہوا پایا۔۔

ایک وقت اسے موت سے خوف نہیں آتا تھا۔۔

لیکن اپنی بیوی کی آنکھوں میں آنے والے آنسوؤں

سے آتا تھا۔۔۔

"کیا ہوا؟؟؟...رو کیوں رہی ہو؟؟" وہ فکرمند

لہجے میں کہتا ہوا فوراً ہی اس کے قریب آکر بیٹھا تھا

۔۔۔جس پر بریرہ مزید برداشت نہ کر سکی۔۔۔اور

اس کے سینے سے سر لگا کر روتے ہوئے بتانے لگی۔۔۔کہ زمر بھاگ گئی ہے۔۔۔اس کے پاس رافع کا فون آیا تھا۔۔۔

"ٹینشن نہ لو۔۔۔۔وہ جانشیر کے ساتھ ہسپتال میں ہے اس وقت۔۔۔"تابش کو کبھی پتہ نہ چلتا

اگر اس کے والد ابھی کچھ دیر پہلے ہسپتال سے نہ لوٹے ہوتے---

انہوں نے ہی اسے آکر اطلاع دی تھی کہ ابھی کچھ دیر پہلے وہ زمر و جانشیر کو ہسپتال میں دیکھ کر آ رہے ہیں---

یہ سننے کے بعد کے زمر جانشیر کے ساتھ ہے۔۔۔ بریرہ کے دل سے منو بوجھ اتر گیا تھا۔۔۔وہ خود کو کافی ہلکا محسوس کر رہی تھی۔۔۔

"رو رو کر کیسے آنکھیں سجالی ہیں تم نے۔۔۔ترس کھاو مجھ بیمار پر۔۔۔"اس نے بڑی محبت سے کہتے

ہوئے۔۔۔ایک ایک کر کے اس کی دونوں آنکھوں کو چوما تھا۔۔۔

"تم میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو بریرہ ۔۔۔پلیز تم مت رویا کرو" ہاتھوں کے پیالے میں اس کا چہرہ قید کر۔۔۔ وہ محبت سے لبریز لہجے میں کہہ رہا تھا

----پھر اس کی پیشانی کو چومتا---اسے سینے سے لگا گیا----

اسے ٹینشن صرف زمر کی تو نہ تھی--زمر ٹھیک ہے اللہ کا شکر--- لیکن اس کی فیملی کا کیا؟؟...ان کا ہال میں کیا حال ہو رہا ہوگا؟؟...بہت سی فکریں چل رہی تھی اس لڑکی

کے ذہن میں ۔۔۔شاید یہی وجہ تھی کہ صبح سے رو

رو کر اس کی آنکھیں اب جلنے لگی تھیں۔۔۔کہ

جب اس کے شوہر نے اسے سینے سے لگایا۔۔۔تو

اس نے اپنی آنکھیں موند لیں۔۔۔تو اسے سکون و

ٹھنڈک کا احساس ہوا۔۔۔

وہ کچھ ہی منٹوں میں نیند کی آغوش میں چلی گئی تھی۔۔۔۔

وہ اپنی قیامت خاص کو سینے پر لیے۔۔۔بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھا رہا۔۔۔ اپنی دونوں باہوں کے حصار میں اس نے بریرہ کے وجود کو قید کر رکھا تھا۔۔۔

اچانک اس کی آئینے کے عکس پر نگاہ

پڑی۔۔۔ جہاں اس نے اپنی باہوں میں دنیا کی

سب سے خوبصورت لڑکی کو پایا۔۔۔ جو اسے بہت

پیاری تھی۔۔۔۔ وہ مسکرا دیا۔۔۔ لبوں سے

بے دھڑک نکلا۔۔۔ "یا اللہ تیرا شکر"۔۔۔

وہ اسے سینے سے لگائے آہستہ آہستہ نیچے کی جانب ڈھلتا رہا۔۔۔یہاں تک کہ اس کی کمر بیڈ کے گدے سے لگ گئی۔۔۔

وہ آرام سے اب اپنی بیوی کو باہوں میں لیے سو رہا تھا۔۔۔

"مجھے سورہ رحمن کی تلاوت سنا دو۔۔۔ میرا بہت

دل چاہ رہا ہے سننے کا۔۔۔"فجر کی نماز پڑھنے کے

بعد وہ اکثر یہ فرمائش کرتا تھا اس سے۔۔۔آج بھی

کی۔۔۔

بریرہ اسے اپنی خوش آواز میں جائے نماز پر بیٹھ کر

سورہ رحمن سنانے لگی۔۔۔۔وہ بہت کمزوری

محسوس کر رہا تھا۔۔۔زیادہ دیر بیٹھ نہیں پایا

۔۔۔اس لیے اس کی گود میں سر رکھ دیا۔۔۔وہ

موبائل میں دیکھ کر پڑھ رہی تھی۔۔۔۔تو پڑھتی

رہی۔۔۔۔اور آہستہ آہستہ دوسرے ہاتھ سے اس

کے بالوں میں ہاتھ بھی پھیرتی رہی۔۔۔ وہ نہایت

سکون محسوس کرتے ہوئے آنکھیں موند چکا

تھا۔۔۔۔

وہ اسے سورہ رحمن کی تلاوت سناتی رہی یہاں تک

کہ مکمل کیا۔۔۔ مکمل کرنے کے بعد۔۔۔ اس نے

خود پر اور تابش پر دم کیا تھا سورہ رحمن کا۔۔۔

آج شاید وہ سو گیا تھا۔۔۔ اس نے آنکھ کھول کر اس کا ہاتھ نہیں چوما جیسے وہ چومتا تھا۔۔۔نہ اٹھ کے اس کی پیشانی چومی۔۔۔

"تابش۔۔۔ میری جان۔۔۔ اٹھو بیڈ پر چل کر سوتے ہیں۔۔۔تابش۔۔" اس نے آہستگی سے

تھپکتے ہوئے اٹھایا۔۔۔ مگر وہ نہیں اٹھ رہا تھا۔

۔۔۔

"تابش۔۔۔تابش" اس نے اب تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔لیکن اس کے ہاتھ بالکل بے جان سے تھے۔۔۔

"امی۔۔۔پاپا۔۔۔دیکھیں نا۔۔۔تابش آنکھ نہیں کھول رہا" اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

ڈر کے مارے اس نے آہستہ سے تابش کی ناک کے پاس انگلی رکھی ۔۔۔ سانس نہیں آرہی تھی ۔

ایک لمحے کو جیسے اس کے جسم سے جان نکل

گئی----

"تابش---اٹھو نا---پلیز اٹھو..." وہ اسے ہلانے

لگی، تھپتھپانے لگی مگر وہ بے حس و حرکت پڑا

رہا---

اب خوف چیخ میں بدل گیا۔

"امی۔۔۔پاپا۔۔۔جلدی آئیں۔۔۔تابش نہیں جاگ رہا"

وہ روتے ہوئے، ہچکیوں کے درمیان چیخ چیخ کر سب کو بلانے لگی۔۔۔اس کے چھوٹے دل میں جیسے قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔۔

"ہم عائشہ آپی کو اپنے ساتھ لے کر جا رہے ہیں؟؟" وہ آگے آگے چل رہا تھا اس کی بیٹی اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھی۔۔۔اور پیچھے سب عائشہ کو لے کر آ رہے تھے۔۔

رخصتی سارے مہمانوں کے سامنے ہی کرنے کا فیصلہ کیا دادی نے۔۔۔جب در نجف سے اس

متعلق پوچھا گیا۔۔۔تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔ کہ جیسا آپ لوگوں کو بہتر لگے۔۔۔۔اس لیے اب عائشہ کو اس کے ساتھ رخصت کیا جا رہا تھا۔۔۔

عائشہ کو اپنے ساتھ آتے دیکھ۔۔۔ثمرہ نے بڑا چہکتے ہوئے معصومانہ لہجے میں اپنے والد سے پوچھا۔۔۔۔

"ہاں ---آج سے آپ کی عائشہ آپی ---آپ کے ساتھ ہی رہیں گی---"اس نے نرمی سے جواب دیتے ہوئے اپنی بیٹی کو گود میں اٹھا لیا تھا--- پھر اس کے گال کو چوما--اور گاڑی کا ڈور کھولا---

اپنی بیٹی کو بیسنجر سیٹ پر بٹھانے کے بعد اس نے عائشہ کے لیے گاڑی کی فرنٹ پیسنجر سیٹ کا ڈور کھول دیا تھا۔۔

"بہت خیال رکھنا میری بہن کا۔۔۔" معظم کے التجائی لہجے میں کہتے ہی۔۔۔ درنجف نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

کوئی اسے دعائیں دے رہا تھا۔۔۔ کوئی نصیحت کر رہا تھا۔۔۔ تو کوئی التجاء۔۔مگر وہ بالکل خاموش تھا۔۔ اس نے جواب میں کسی سے ایک لفظ نہ کہا ۔۔۔بس ہر کسی کی بات پہ ہلکا سہ سر ہلا دیتا۔۔۔

کہا جائے کہ وہ خود اس وقت بہت شاکڈ میں تھا

۔۔۔تو غلط نہ ہوگا۔۔۔ دعوت میں آتے وقت اسے

کب خبر تھی کہ یہاں سے دلہن ساتھ لے کر

جائے گا۔۔۔

گاڑی میں بیٹھنے کے بعد اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔ جو کب سے رکا ہوا تھا شاید اسے خود بھی خبر نہیں۔۔۔

گاڑی سٹارٹ ہوتے ہی عائشہ کا دل ڈولنے لگا تھا ۔۔۔وہ اتنا نروس فیل کر رہی تھی کہ اس کے دونوں ہاتھ لرز رہے تھے ۔۔۔

"آپی آج سے آپ میرے ساتھ رہو گی۔۔۔ مزہ آئے گا نا؟؟" ثمرہ خاصہ ایکسائٹڈ لہجے میں پوچھنے لگی۔۔۔

"ہاں۔۔۔ بہت" وہ نرمی سے گویا ہوئی ۔۔۔ گاڑی
کے اندر جو ٹینشن کا ماحول تھا۔۔۔ وہ چھوٹی سی
بچی اسے سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔

"آپ دوپٹہ تو ہٹا لو۔۔۔ مجھے آپ کا چہرہ نظر نہیں
آرہا۔۔۔ "ثمرہ کے کہتے ہی عائشہ خاموش ہو گئی
۔۔۔اب وہ اس بچی کو کیسے بتائے۔۔۔کہ یہ

دوپٹہ اس کے والد ہٹائیں گے ---منہ دکھائی کے طور پر---

"ہٹاؤ نا آپی" وہ ضدی سے لہجے میں بولی--- اسے جھنجھلاہٹ ہو رہی تھی اس لال دوپٹے سے ---

کیونکہ اس دوپٹے کی وجہ سے---اسے عائشہ کے ہونٹوں کے سوا کچھ نظر نہیں آرہا تھا---

عائشہ نے اس کے ضدی لہجے پر در نجف کی جانب دیکھا۔۔۔کہ شاید وہ کچھ بولے ۔۔مگر وہ سامنے کی جانب دیکھ کے گاڑی چلا رہا تھا ۔۔۔ایسا لگا جیسے ان کی باتیں سن بھی نہ رہا ہو۔۔۔۔

"آپی پلیز ہٹاؤ اسے ---مجھے آپ کا فیس دیکھنا ہے ---" وہ مزید جھنجھلانے لگی تو عائشہ نے آہستگی کے ساتھ دوپٹہ چہرے سے ہٹا لیا---

"آپ رو رہی تھی کیا؟؟..آپ کا سارا میک اپ خراب ہو رہا ہے -- ہاں دیکھو---کاجل بھی پھیل گیا---" یہ سنتے ہی کہ اس کا چہرہ خراب ہو رہا

ہے۔ اس نے فوراََ ہی ٹیشو باکس کی جانب ہاتھ

بڑھایا۔۔ لیکن ٹھیک اسی لمحے درِ نجف نے بھی

بڑھایا تھا۔۔۔

دونوں کے ہاتھ ٹچ ہوئے۔۔۔ایک احساس تھا جو

دونوں نے محسوس کیا۔۔۔

ایک لمحے کے لیے دونوں کی نظریں ملیں۔۔۔ اور

پھر عائشہ نے جیسے کرنٹ کھا کے ہاتھ ہٹا لیا

۔۔۔اس نوجوان نے ٹیشو باکس میں سے دو تین

ٹیشو نکالے اور عائشہ کی جانب بڑھا دیے۔۔۔ جسے

کچھ لمحے وہ یوں ہی دیکھتی رہی۔۔۔ اسے نہیں پتہ

تھا وہ اس کے لیے ہی ٹیشو نکال رہا ہے ۔۔۔

درنجف نے دیکھا۔۔۔اس لڑکی کے ہاتھ کپکپا رہے

تھے اس سے ٹیشو لیتے وقت۔۔

اس نے مرر بھی اس کی جانب موڑ دیا تھا تاکہ وہ

آرام سے اپنا چہرہ ٹھیک کر لے۔۔۔

مگر عائشہ نے مڑ کر نہیں دیکھا۔۔۔ وہ بس اندازے سے اپنا چہرہ صاف کرنے لگی۔۔

اس کا دل اس پل قابو میں نہیں تھا۔۔۔ اتنی زور سے دھڑک رہا تھا جیسے کسی وقت بھی باہر نکل آئے گا۔۔۔ کانوں سے دھواں نکل رہا

تھا۔۔۔بہت مشکل سے وہ خود کو نارمل دکھا رہی تھی۔۔۔

"اب ٹھیک ہے؟؟"اس نے ثمرہ کی جانب منہ کر۔۔۔آہستگی سے استفسار کیا۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔ یہاں تھوڑا سہ کالا کالا لگا ہوا ہے"

ثمرہ کی رہنمائی میں۔۔۔اس نے اپنا چہرہ صاف کیا تھا۔۔۔

گھر پہنچنے پر گاڑی رکی تو اس نے پہلے پیسنجر سیٹ کا ڈور کھولا اور اپنی بیٹی کو نکالا۔۔۔پھر دوسری

جانب سے آیا اور عائشہ کی جانب کا ڈور اوپن کیا۔۔۔

"آپی گودی۔۔۔" اس کے گاڑی سے اترتے ہی ثمرہ نے دونوں بائیں پھیلا کر اسے گود میں لینے کی فرمائش کی۔۔۔ جس پر عائشہ نے فورا ہی جھک کر۔۔ اسے گود میں اٹھا لیا تھا۔۔۔

"ابھی ٹھیک طرح شفٹنگ نہیں ہوئی ہے--

سامان ابھی پورا نہیں آیا---تو آپ کو تھوڑا

ایڈجسٹ کرنا پڑے گا---" گھر میں داخل ہونے

کے بعد ابھی وہ پورے گھر میں نظر دوڑا ہی رہی تھی

---جب پیچھے سے درنجف نے آہستگی سے

کہا---

گھر پورا خالی تھا۔۔۔فرنیچر کے نام پر ابھی صرف

درنجف کے کمرے میں بیڈ، الماری اور صوفے

رکھے ہوئے تھے۔۔۔

"اوکے۔۔" وہ دھیمے سے گویا ہوئی۔۔۔

"اب گود سے اتر بھی جاو۔۔۔ ہاتھ دکھ رہے ہوں گے ان کے۔۔۔" درنجف نے نرمی سے کہتے ہوئے۔۔۔اپنی بیٹی کو اس کی گود سے اتارا تھا۔۔۔

"پاپا پیاس لگ رہی ہے۔۔۔پانی۔۔" اس نے گود سے اترتے ہی اب پانی مانگنا شروع کر دیا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے---میں پانی لاتا ہوں جب تک آپ

عائشہ آپی----میرا مطلب----اپنی نئی ماما کو

کمرے میں لے جاؤ---"پہلے اس کے منہ سے

عائشہ آپی نکلا تھا---مگر پھر احساس ہونے پر اس

نے فوراً ہی لب بھینچے---ایک لمحے کا توقف

کیا۔۔۔اور پھر اپنی بات کنٹینیو رکھی۔۔۔اور اس بار اپنی بیٹی کی نئی ماما کہہ کر مخاطب کیا۔۔۔

"نئی ماما؟؟"ثمرہ نے معصومیت سے نہایت الجھے لہجے میں استفسار کیا۔۔۔

"جی نئی ماما۔۔۔ یہ آج سے آپ کی نئی ماما ہیں۔۔۔

" نیچے بیٹھ کر۔۔ اپنی بیٹی کے دونوں ننھے ہاتھوں

کو بڑے پیار سے اپنے ہاتھوں میں لے کر۔۔۔وہ

حسین نوجوان سمجھانے والے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

"یہ ماما نہیں ہیں۔۔۔ یہ تو عائشہ آپی ہیں۔آپ کو
کچھ بھی نہیں پتہ پاپا۔۔۔" وہ اپنے ننھے ہونٹوں کو
سکیڑ کر۔۔۔ برا سہ منہ بناتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

"نہیں۔۔۔آپ نے ہی تو کہا تھا نا۔۔۔کہ آپ
چاہتی ہو کے عائشہ آپی آپ کے ساتھ
رہیں۔۔۔اس لیے آپ کے کہنے پر۔۔۔پاپا نے ان

سے نکاح کر لیا۔۔۔تو اب۔۔۔آپ کی وجہ سے یہ

پاپا کی وائف بن گئی ہیں۔۔۔اور جب یہ میری

وائف ہیں۔۔۔تو اس رشتے سے یہ آپ کی نئی ماما

ہیں۔۔اوکے" وہ اس کے سیدھے گال پر پیار

سے سہلاتے ہوئے۔۔۔اپنی بات سمجھانے کی

کوشش کرنے لگا۔۔۔ جو اس وقت ضروری بھی

تھا۔۔۔

"تو پھر میری ماما کا کیا ہوگا؟؟؟۔۔۔ کیا وہ اب میری ماما نہیں ہیں؟؟" اس ننھی سی بچی نے بڑے پریشان سے لہجے میں پوچھا۔۔۔

چھوٹا سہ بچہ ۔۔اس کا چھوٹا سہ ذہن۔ یقینا اسے وقت درکار تھا اس تبدیلی کو ایکسیپٹ کرنے کے

لیے۔۔۔ ان بدلتے ہوئے رشتوں کو سمجھنے کے

لیے۔۔۔

"پتہ ہے ثمرہ۔۔۔ محبت کا دائرہ چھوٹا نہیں ہوجاتا

کسی نئے کے آجانے سے ۔۔ بلکہ وہ بڑھتا ہے

۔۔۔۔آپ کی ماما، آپ کی ماما ہی رہیں گی۔۔۔آپ

ان سے بھی پیار کرو۔۔۔اور مجھے بھی اپنی ماما مان

لو اور تھوڑا سہ پیار مجھے بھی دے دو---ایسا کر سکتی ہو آپ ؟؟... بس تھوڑا سہ پیار چاہیے مجھے تو---" درنجف ابھی اسے سمجھانے کے لیے الفاظ تلاش کر ہی رہا تھا جب عائشہ اس کے برابر میں بیٹھتے ہوئے---اس کا ننھا ہاتھ تھام کر--- بڑے پیار سے اپنی بات سمجھانے لگی---

اس نے جب آخر میں نرم لہجے میں کہا

"بس تھوڑا سہ پیار چاہیے مجھے تو..."

تو ساتھ ہی دو انگلیوں کو آپس میں جوڑ کر ہلکا سہ

اشارہ بھی کیا۔۔۔ جیسے سچ میں بس ذرا سہ مانگ

رہی ہو۔

در نجف ایک پل کو جیسے بھول گیا کہ بات کیا چل رہی تھی۔وہ بس اس کے چہرے کو دیکھتا رہ گیا۔۔ چھوٹی سی آنکھیں، شرارتی مسکراہٹ، اور وہ نازک سہ انداز۔۔

خبر ہی نہ ہوئی کب اس نوجوان کے ہونٹوں پر دلفریب سی مسکان رقصاء ہو گئی۔۔۔

"مطلب میں اپنی ماما سے بھی پیار کر سکتی ہوں ...اور تھوڑا سہ آپ کو بھی؟؟" وہ ننھی سی پری تھوڑا سوچنے کے بعد---اب تصدیق والے انداز میں---دوبارہ پوچھ رہی تھی---

"ہاں---ایسا ہی ہے---ویسے بھی مجھے تو آپ
ہی لائی ہونا یہاں ---آپ کے پاپا تھوڑی لانا
چاہتے تھے---آپ نے ضد کی--تو پاپا لاے
ناں" عائشہ نے جب درنجف کو ثمرہ سے کہتے سنا
کہ وہ اس کے کہنے پر شادی کر کے اسے لایا ہے
---تو اس نے اس بات کو بہت پوزیٹو وے میں
لیا---

"ہاں۔۔۔ ضد تو میں نے ہی کی تھی۔۔۔" اب وہ ننھی پری۔۔۔ تھوڑا جھجھک کر بولی۔۔۔

"تو پھر؟؟" عائشہ نے جیسے فیصلہ اس پر چھوڑا ہو۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔آج سے آپ میری نئی ماما ہو۔۔۔

"وہ بڑا خوش ہو کر بولی ۔۔۔ جس پر عائشہ نے اسے

بڑے پیار سے گلے سے لگایا۔۔۔

"شکر۔۔"درنجف نے کھڑے ہوتے

ہوئے۔۔ایک گہرا سانس لے کر۔۔۔خدا کا شکر ادا

کیا۔۔۔

اس کے لیے یہ بہت مشکل مرحلہ تھا کہ وہ اپنی بیٹی کو ایک نئی عورت کو اس کی ماما کے طور پر قبول کروائے۔۔۔ لیکن عائشہ نے سب بہت آسانی سے سنبھال لیا تھا۔۔۔

"چلو تو پھر اپنی ماما کو کمرے میں لے کر جاؤ۔۔۔
میں پانی لے کر آتا ہوں۔۔ ویسے آپ کے لیے کچھ
لاؤں ؟؟"نکاح قبول کرنے سے لے کر گھر میں
داخل ہونے تک جو ہچکچاہٹ کا پردہ وہ ابھی تک
عائشہ سے محسوس کررہا تھا۔۔۔وہ عائشہ کی باتیں
سننے کے بعد اسے ہلکا پڑتا محسوس ہوا۔۔۔

اس نے بڑی نرمی سے عائشہ کی جانب متوجہ ہو کر استفسار کیا---

"مجھے بھی پانی---" وہ دھیمے سے جواب دہ ہوئی--- لیکن ساتھ اس کی جانب نظر اٹھا کر بھی دیکھا تھا---

"ٹھنڈا یا گرم؟"

"نارمل۔۔۔"

"اوکے" اثبات میں سر ہلا کر کہتا۔۔۔ اس کے
سامنے ہی کچن کی جانب بڑھ گیا۔۔

سامنے ہی اوپن کچن تھا۔۔۔ وائٹ ٹائلز کا بنا ہوا۔۔۔

ثمرہ اسے لے کر کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔ دروازہ کھولا تو سامنے بیڈروم تھا۔۔۔

سادگی میں چھپی نفاست۔ایک دیوار پر تصویر فریم۔۔
جس میں در نجف اپنی بیٹی کے ساتھ مسکراتا ہوا نظر
آرہا تھا۔۔۔

ایک جانب ہلکی خوشبو والا دیا جل رہا تھا۔

اس نے سانس بھری۔۔۔ وہ خوشبو جیسے اسے
ریلیکس فیل کرا رہی تھی۔۔۔۔

پھر اس کی نظر سلائیڈنگ گلاس دروازے پر

گئی---

"وہاں کیا ہے؟؟"

"ٹیرس "ثمرہ نے تیزی سے کہا---وہ ثمرہ کا ہاتھ

پکڑے ہی آہستہ سے باہر نکلی ---

سامنے ٹیرس تھا---

ہوا میں نمی تھی ساتھ ہی پودوں کی خوشبو--- نیچے

ایک چھوٹا سہ سوئمنگ پول نیلے ٹائلز کے ساتھ

چمک رہا تھا۔۔۔ پانی میں لائٹس کا عکس تھا۔۔۔

اوپر کی جانب دیکھا تو خوبصورت ستاروں کی بارات

سے سجا آسمان نظر آیا۔۔۔۔اور اس کے دل میں

ایک پرسکون سہ احساس پیدا ہوا۔۔۔ جیسے اس گھر

نے اسے باہوں میں بھر لیا ہو۔۔۔

"آپ کا پانی ---اور آپ کا بھی ---" درنجف

کب اس کے پیچھے آکر کھڑا ہوا ---اسے نہیں

خبر---وہ تو بس اس خوبصورت منظر کو دیکھنے میں

مگن تھی

اس نے جب آہستگی سے کہا تو وہ چونک کر مڑی

درنجف نے ایک پانی کا گلاس اس کی جانب

بڑھایا۔۔۔اور ایک ثمرہ کی جانب۔۔۔

"خوبصورت منظر ہے ناں؟"اس نوجوان نے بات

شروع کرنی چاہی تھی۔۔۔

"بہت" عائشہ نے فورا مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

"میں یہاں چیئرز لگوا دوں گا۔۔۔ پھر آرام سے ستاروں کو دیکھتے ہوئے۔۔۔ بیٹھ کر چائے پییں گے یہاں" درنجف کے نرمی سے کہتے ہی۔۔۔وہ شرمگی سے سرخ ہوتے ہوئے۔۔۔اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔

"ثمرہ۔۔چلو اچھے بچوں کی طرح کپڑے چینج کر کے

آؤ۔۔۔اور بیڈ پر لیٹو۔۔تاکہ آپ کی آپی کو۔۔۔

سوری۔۔۔۔نئی مما کو۔۔یہ نہ لگے کہ ثمرہ کو تو کچھ

آتا ہی نہیں۔۔۔"

"تو ثمرہ کو آتا ہے؟؟.. مجھے تو لگا چھوٹی سی بے بی

ہے---اسے کہاں آتا ہوگا کپڑے چینج کرنا---"

درنجف کو ناکوں چنے چبوا دیتی تھی وہ بچی---

لیکن سوتی نہیں تھی---اس لیے درنجف نے

آنکھوں ہی آنکھوں میں عائشہ کو اشارہ دیا تھا---کہ

تم بولو---

"یہ کیا بات کر دی آپ نے؟؟..ثمرہ اب بڑی ہو

گئی ہے ---اسے خود چینج کرنا آتا ہے---بلکہ وہ

بڑے بچوں کی طرح بیڈ پر خود جا کے لیٹتی

ہے---اور کمبل اوڑھ کر جلدی سے سو بھی جاتی

ہے---"

"آپ ناں زیادہ جھوٹی تعریفیں نہ کرو پاپا۔۔۔ مجھے اچھے سے پتہ ہے۔۔۔آپ یہ سب اس لیے بول رہے ہو۔۔۔تاکہ میں جلدی سے سو جاؤں۔۔۔

"ثمرہ کے منہ پھولا کر کہتے ہی عائشہ نے بمشکل اپنی ہنسی ہونٹوں میں دبائی تھی۔۔۔ جبکہ درنجف نے شرارت سے آنکھیں میچ کر۔۔۔ اپنے ہاتھ کو گدی پہ لے جا کر ہلکے سے مسلا۔۔۔

"یہ آج کل کے بچے ہیں۔۔۔انہیں بے وقوف

بنانا آسان نہیں ہے ۔۔۔" عائشہ نے آنکھوں ہی

آنکھوں میں در نجف سے کہا تھا۔۔۔ جس پر وہ مزید

مسکرانے لگا۔۔۔

"اچھا تو پھر کیا کرنے کا ارادہ ہے پوری

رات؟؟...آپ کی نئی مما آئی ہیں---وہ تھک

گئی ہوں گی---انہیں بھی سونا ہے--آپ پوری

رات جاگو گی تو وہ کیسے سوئیں گی پھر؟؟..---اور

آپ کیا چاہتی ہو؟؟...کہ وہ پہلی رات ہی آپ سے

اور مجھ سے پریشان ہو جائیں--- اور کہیں نہیں

بھئی--مجھے نہیں رہنا ان باپ بیٹی کے

ساتھ۔۔۔میں تو جا رہی ہوں۔۔۔" وہ خود پورے

دن کا تھکا ہوا تھا۔۔ پھر آج جو کچھ ہوا۔۔۔اس

کے بعد اسے احساس تھا۔۔کہ عائشہ بھی تھک گئی

ہوگی۔۔اسے بھی آرام کرنا ہوگا۔۔۔ایسے میں اس

شیطان کی نانی کو سلانا سب سے اہم تھا۔۔۔

کیونکہ جب تک وہ نہیں سوئے گی تب تک کوئی

نہیں سو سکتا تھا۔۔۔

"عائشہ ماما۔۔۔۔اگر میں نہیں سوؤں گی تو آپ چلی جاؤ گی ؟؟"ثمرہ اپنی ڈبڈبائی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے۔۔۔ نہایت معصوم لہجے میں استفسار کرنے لگی۔۔۔

"ہاں بالکل --- بھئی آپ انہیں آرام نہیں

کرنے دو گی ---تو پھر وہ کیوں رہیں گی آپ کے

ساتھ؟؟ ... آپ کو احساس کرنا پڑے گا ان

کا---آپ نے دیکھا نہیں تھا ان کے ماما پاپا کیسے

رو رہے تھے---اور باربار بول رہے تھے--ان کا

خیال رکھنا، ان کا خیال رکھنا---اب ہم ان کا

خیال نہیں رکھیں گے--- وہ تو آکر لے جائیں

گے ناں انھیں پھر۔۔۔۔۔ "عائشہ جواب

دیتی۔۔۔ اس سے قبل ہی درنجف تیزی سے بول

اٹھا تھا۔۔۔

"نہیں نہیں۔۔۔ ماما آپ مت جانا مجھے چھوڑ

کر۔۔۔آپ آرام سے سو۔۔۔۔میں اچھی بچی بن کر

جلدی سے کپڑے چینج کر کے آتی ہوں اور پھر میں

سو جاتی ہوں۔۔۔آپ میرے برابر میں سو
جاؤ۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ "وہ نہیں چاہتی تھی کہ
عائشہ اسے چھوڑ کر جائے۔۔۔ اس لیے اپنے والد
کی بات سن۔۔۔ڈر کر تیزی سے معصومانہ لہجے میں
بولی۔۔۔

اور پھر ایک منٹ نہیں رکی تھی وہ وہاں ---تیزی سے عائشہ نے اسے واش روم کی جانب جاتے دیکھا---

"میں چینج کروا دیتی ہوں اسے---"ثمرہ کے وہاں سے جاتے ہی اب وہ دونوں تنہاء کھڑے تھے

---عائشہ کا دل پھر سے زور زور سے دھک دھک

کرنے لگا----

وہ آہستگی سے کہہ کر--- وہاں سے رفو چکر ہونے

کو تھی---

"وہ کر لے گی ---اسے آتا ہے---" ابھی وہ ایک قدم بھی نہ چلی تھی --جب پیچھے سے اس کی نرم کلائی کو در نجف نے پکڑا---

اس کے کلائی پکڑتے ہی جیسے سانس اٹکی ہو---

اسے لگتا تھا صرف بچوں کو دیکھ کر اسکی طبیعت خراب ہوتی ہے۔۔ لیکن جب وہ درنجف کے ساتھ تنہا کھڑی تھی۔۔۔ تو اسے شدت سے احساس ہوا کہ اسے مردوں سے بھی خوف آگیا ہے۔۔۔

اس سے اپنا ہاتھ چھڑا کر وہاں سے بھاگنا چاہتی تھی وہ۔۔۔

آنکھوں کے پردوں پر پرانی تلخ یادیں فلم کی طرح چل رہی تھیں---

"میں دیکھ لیتی ہوں پھر بھی---" وہ جھٹکے سے کلائی چھڑا کر---تیزی سے وہاں سے بھاگی---

وہ کچھ لمحے اپنے خالی ہاتھ کو دیکھتا رہا۔۔۔اور پھر بہت آہستگی کے ساتھ اسے اپنے پینٹ کی جیب میں ڈال لیا۔۔۔

گہرا سانس لے کر کچھ سوچتے ہوئے اس نے آسمان کی جانب دیکھا۔۔۔۔

اس رشتے کو ابھی بہت وقت درکار تھا۔۔اس لڑکی کے ہاتھ چھڑانے کے انداز سے۔۔۔اس نوجوان نے یہ بات جان لی تھی۔۔۔

"کوئی ڈریس ہوگا آپ کے پاس؟؟..میں ان کپڑوں میں نہیں سو سکتی" ابھی وہ آسمان کی جانب دیکھ ہی رہا تھا۔۔۔ کہ سامنے سے عائشہ پھر

چلتی ہوئی آئی ۔۔۔اس نے بڑی نرمی سے

پوچھا۔۔۔

"ہمم... میں دیتا ہوں۔"اس نے ہلکی سی سانس

خارج کی۔۔۔پھر دیوار میں جڑی الماری کی طرف

بڑھا۔سفید ٹی شرٹ اور سیاہ ٹراؤزر نکالا۔۔کپڑوں

میں ابھی تک اس کی خوشبو بسی ہوئی تھی۔۔۔وہ

مڑا اور آہستہ قدموں سے عائشہ کی طرف بڑھا۔۔"یہ لیں..."لہجہ نرم تھا مگر آنکھوں میں کوئی ان کہی بات چھپی تھی۔۔۔

"قمیض شلوار نہیں ہیں؟؟"اس نے خاصہ لچکدار لہجے میں پوچھا۔۔۔

اس نے ٹی شرٹ اور ٹراؤزر کبھی نہیں پہنا تھا۔۔۔

"ہا۔۔ نہ۔۔ نہیں۔۔۔" پہلے وہ کچھ کہنے لگا اور پھر جیسے زبان لڑکھڑائی۔۔۔ اور منہ سے صاف انکار نکلا۔۔۔ "یہی ہے بس۔۔۔" اس نے بے بسی سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔

جس پر وہ پریشان ہو کر اپنے ہاتھ میں موجود کپڑوں
کو دیکھنے لگی۔۔۔ اور پھر خاموشی سے وہاں سے
چل دی۔۔۔

اس کے وہاں سے جاتے ہی مقابل نے تیزی سے
الماری میں دوبارہ نظر ڈالی۔۔وہاں سفید قمیض

شلوار ٹنگے ہوئے نظر آئے ---اس نے فوراً ہی

انہیں نکال کر گرڑمڑی بنا کر نیچے والے خانے میں

بالکل کونے میں کر کے ڈال دیے ----" کبھی

کبھار سامنے موجود چیزیں نظر نہیں آتی مجھے --- لگتا

ہے آنکھیں کمزور ہو گئی ہیں میری ---" وہ نہایت

سنجیدگی سے کہنے لگا اور پھر ہونٹوں کے کناروں پر

ایک پلے فل مسکراہٹ بکھر گئی ----

کچھ دیر بعد۔۔۔

وہ بیڈ پر لیٹا ہوا تھا آنکھیں موندے۔۔۔ جب ثمرہ
خوشی سے چہکتی ہوئی بیڈ پر چڑھی۔۔۔ اور اس کے
برابر میں لیٹ گئی۔۔۔

اس نے آنکھ نہ کھولی۔۔۔

"ماما آجاو۔۔ کھڑی کیوں ہو آپ" بس ثمرہ کے

الفاظوں کا کانوں کی سماعت سے ٹکرانا تھا کہ در

نجف نے فوراً آنکھ کھول کر سامنے کی جانب

دیکھا۔۔۔

وائٹ ٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر ملبوس وہ لڑکی بیڈ کے کنارے کے پاس کھڑی تھی۔۔۔گھنے سیاہ بال کھلے ہوئے تھے اس کے ۔۔۔۔ وہ اپنے ہونٹ چبا رہی تھی ۔۔۔

اس کے خوبصورت چہرے پر ہچکچاہٹ نمایاں تھی۔۔۔مقابل کیسے نہ دیکھتا۔۔۔

آہستگی سے اس نے کروٹ دوسری جانب لے لی تھی۔۔۔ گویا کہہ رہا ہو۔۔۔لیٹ جاؤ میں نہیں دیکھ رہا۔۔۔

اس کے کروٹ لینے پر عائشہ ہلکا سہ مسکرائی۔۔۔پتہ نہیں کیوں۔ اس کی کچھ نہ بول

کر بھی کمفرٹ کرنے والی ادا ۔۔۔اسے اچھی لگی تھی ۔۔وہ آکر ثمرہ کے برابر میں لیٹی ۔۔۔

"پتہ ہے نئی ماما۔۔۔ "اس ننھے سے پیٹ میں بہت باتیں تمھیں بتانے کے لیے ۔۔۔وہ کہاں سے سو جاتی ؟؟۔۔جیسے ہی اس نے بولنا شروع کیا پیچھے سے رعبدار آواز آئی۔۔۔"ثمرہ ۔ مجھے نہیں لگتا

تم چاہتی ہو تمہاری نئی مما تمہارے ساتھ رہیں۔۔۔

"

"نہیں، نہیں ۔۔۔میں چاہتی ہوں ۔۔ اچھا دیکھیں میں نے آنکھیں بند کر لیں" اس ننھی سی پری نے تیزی سے آنکھیں میچتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"آنکھوں کے ساتھ ساتھ منہ بھی بند ہونا چاہیے

----آواز نہ آئے مجھے اب تمہاری---"

"ہمم---ہمم---"

"یہ ہمم کی بھی آواز نہ آئے۔۔۔"وہ دونوں باپ بیٹی کتنا کیوٹ تھے۔۔۔ عائشہ تو بس یہ دیکھ کے مسکرائے چلی جارہی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد کمرے میں مکمل خاموشی کا راج تھا۔۔۔ عائشہ اور ثمرہ دونوں سو چکی تھیں۔۔اس نے کروٹ بدلی تو آنکھ کھل گئی۔۔۔آنکھوں کے

سامنے ایک خوبصورت سہ چہرہ تھا۔۔۔۔پتہ نہیں وہ پیاری تھی یہ اب زیادہ لگ رہی تھی۔۔۔

لیمپ کی مدھم سی روشنی میں اس کا معصوم چمکتا چہرہ۔۔۔وہ کچھ لمحے یوں ہی دیکھتا رہا۔۔۔ اور پھر دوبارہ نیند کی آغوش میں چلا گیا۔۔۔

وہیں دوسری جانب---

"ہیلو--کب سے کال کر رہا ہوں---کال
کیوں نہیں اٹھا رہے آپ؟؟..." جانشیر اسے
ہاسپٹل لے آیا تھا---ڈاکٹر نے بتایا کہ اسے
پینک اٹیک آیا ہے---اندر زمر کا ٹریٹمنٹ چل رہا
تھا---وہ بہت گھبرایا ہوا تھا اس لیے فورا گھر

والوں کو کال کرنے کا سوچا۔۔۔ مگر کوئی بھی

کال رسیو نہیں کر رہا تھا یہاں تک کہ کافی دیر گزر

گئی۔۔۔اور ڈاکٹر نے باہر آکر بتایا۔۔۔کہ وہ اب

بہتر ہے۔۔۔۔

یہ سننے کے بعد کے زمر کی طبیعت اب ٹھیک ہے وہ تھوڑا نارمل ہوا تھا۔۔۔لیکن اس کے باوجود اس نے کال کرنا بند نہ کی۔۔۔

کال اس کے والد نے ریسیو کی تھی۔۔ جیسے ہی کال ریسیو ہوئی۔۔۔وہ تیزی سے پریشان لہجے میں کہنے لگا۔۔۔

"ارے یہاں اتنا رونے دھونے کا ڈرامہ چل رہا

تھا۔۔۔ اس میں موقع ہی نہیں ملا مجھے تمہاری

کال ریسیو کرنے کا۔۔۔ پریشان تھا میں

بہت۔۔۔ عزت پر بات آئی ہوئی تھی۔۔۔ایک تو

لوگوں سے اپنی بیٹیاں نہیں سنبھالی جاتیں۔۔ یقین

کرو اس وقت اگر میرے سامنے زمر آ جائے نا۔۔۔ تو

میں اس کا اپنے ہاتھوں سے گلا دبا دوں گا۔۔۔

ہمیں ذلیل و رسوا کر کے رکھ دیا اس نے پوری دنیا

میں۔۔۔ کل کو میری بیٹی کے رشتوں میں بھی

مسئلہ ہو گا اس کی وجہ سے۔۔۔" کال تو اس نے

زمر کے متعلق بتانے کے لیے کی تھی لیکن

دوسری جانب سے جب اپنے باپ کا نہایت

غصیلہ لہجہ سنا۔۔۔ تو اس نے پیچھے پلٹ کر

دیکھا۔۔۔وہ اس وقت زمر کے روم میں موجود تھا

۔۔وہ لڑکی دوائیوں کے زیر اثر سو رہی تھی۔۔۔اب

وہ کنفیوز ہو گیا تھا۔۔۔کے انھیں زمر کے متعلق

بتائے یا نہیں۔۔۔

"آپ اتنا غصہ کیوں ہو رہے ہیں؟؟.. کچھ ہوا ہے وہاں؟؟؟..." اس نے اب انجان بنتے ہوئے استفسار کیا---

"زمر بھاگ گئی ہے--- یہ ہوا ہے---ہمارے منہ پر کالک مل کے بھاگ گئی ہے وہ لڑکی ---یقین کرو اگر وہ میرے سامنے آگئی ناں---تو

اپنی ریوالور کی ساری گولیاں اتار دوں گا اس کے سینے میں ---" وہ انگارے چبا رہے تھے---

"اچھا میری معظم بھائی سے بات کرا دیں--- مجھے ان سے بہت ضروری کام ہے---" معظم بہت سلجھے ہوئے دماغ کا مالک ہے--- اسے یقین تھا وہ اسے بتائے گا تو وہ ٹھنڈے دماغ سے نہ صرف

سنے گا بلکہ کوئی حل بھی نکالے گا تاکہ وہ زمر کو واپس گھر لا سکے---

"اچھا میں کراتا ہوں رکو--- اصل میں عائشہ کا نکاح ہو رہا ہے---" یہ وہ وقت تھا جب عائشہ کا نکاح چل رہا تھا ہال میں----

"عائشہ آپی کا نکاح؟؟---کس سے؟؟"وہ الجھ کر---

"زرم سے---"یہ سنتے ہی جانشیر ٹھہر گیا---

"آپ پلیز جلدی میری بات کرائیں معظم بھائی سے--"جانشیر کو نہیں علم تھا کہ زمر کے ساتھ

کیا مسئلہ ہے۔۔۔لیکن اگر وہ کسی لڑکے کے ساتھ بھاگی ہوتی تو اسے گھر میں خودکشی تھوڑی کرتی ہوئی ملتی۔۔۔

شاید زرم اور اس کی کوئی لڑائی ہوئی ہو اور وہ غصے میں آگئی ہو۔۔۔اور اس سے نکاح نہ کرنا چاہتی ہو۔۔۔ کچھ بھی ہو سکتا تھا معاملہ۔۔۔اس لیے

اسے لگا کہ معظم کو بتا دینا چاہیے ۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ نکاح رکوا دے ۔۔ اور یہاں آ لئے اور زمر اور زرم کے درمیان جو بھی معاملات ہوئے ہیں انہیں ٹھیک کر دے ۔۔۔

وہ گھر کا بڑا اور عقلمند انسان ہے ۔۔۔ وہ اس سے تو بہتر ہی سنبھالے گا اس پورے معاملے

کو۔۔۔ورنہ اسے تو نہیں سمجھ آرہا تھا۔۔۔وہ کیا

کرلئے؟؟...

"اچھا کراتا ہوں رکو۔۔۔"انہوں نے معظم کو سیل

پکڑایا تھا یہ کہہ کر۔۔۔کے جانشیر بات کرنا چاہتا

ہے کوئی ضروری۔۔۔

"ہیلو"

"بھائی۔۔۔ مجھے آپ کو ایک بہت ضروری بات بتانی ہے۔۔۔ زمر میرے۔۔۔" معظم کی آواز سنتے ہی وہ تیزی سے گویا ہوا۔۔۔ ابھی وہ بول ہی رہا تھا۔۔۔کہ مقابل نے اس کی بات کاٹتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔ "اس لڑکی کا نام نہ لینا میرے

سامنے ---ہمارے لیے مر گئی ہے وہ---" زینیا

نے معظم کو سائیڈ میں لے جا کر وہ ہر بات بتا دی

تھی جو وہ کافی وقت سے محسوس کر رہی تھی زمر کو

لے کر---اس نے بتایا کہ کیسے وہ دیکھتی تھی

کہ زمر ہر وقت فون میں لگی رہتی ہے---کیسے وہ

پالر کے اندر اس لڑکی سے---جس نے چھپ کر

نکاح کیا تھا باتیں کر رہی تھی---اور پھر پریشان

ہوئے جا رہی تھی۔۔۔۔ اسے تبھی سے تھوڑا شک

تھا کہ معاملات کچھ گڑبڑ ہیں۔۔۔ لیکن نکاح

ہونے جا رہا تھا اور وہ لڑکی خاموش تھی اس لیے

لگا۔۔۔ کہ شاید اسے ہی کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی

۔۔۔ وہی زیادہ سوچ رہی ہے۔۔۔ لیکن آج اس کا

نکاح سے بھاگ جانا۔۔۔ اس بات کی دلیل تھا کہ

اس کا اندازہ غلط نہیں تھا۔۔۔۔

"مجھے لگتا ہے معظم وہ بھی کسی سے چھپ کر
نکاح کر کے بیٹھی ہوئی تھی---"زینیا کا یہ جملہ
ابھی تک اس کے کانوں میں چبھ رہا تھا---شاید
یہی وجہ تھی کہ جیسے ہی جانشیر نے اس کا نام لیا
----وہ غصے سے تلملا کر کہہ اٹھا---

اگر وہ پہلے سے کسی کے نکاح میں تھی تو تو کیا بتا

نہیں سکتی تھی اسے ؟ ... کیا ضروری تھا پورے

مجمعے کو جمع کرنے کے بعد منہ پر کالک مل کے

بھاگنا۔۔۔

صرف اس کی وجہ سے آج عائشہ کو زرم سے شادی

کرنی پڑ رہی تھی۔۔۔ اور یہ تو سب دیکھ رہے

تھے۔۔۔ کہ زرم مولوی صاحب کے دو بار پوچھنے
کے باوجود (ہاں) نہیں کہہ رہا...

"بھائی ایسا تو نہ بولیں۔۔۔۔" جانشیر نے بڑے
منتی لہجے میں کہا۔۔۔ جو یہ بات ظاہر کرنے کے
لیے کافی تھا معظم پر۔۔۔۔کہ وہ جانتا ہے زمر
کہاں ہے اس وقت۔۔۔

"وہ بہن نہیں ہے میری۔۔۔نہ ہی اس گھر کی بیٹی۔۔۔جب وہ یہاں سے بھاگی ہے تو سارے رشتے توڑ کر بھاگی ہے۔۔۔اس نے ہمیں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا۔۔اس کی وجہ سے اس وقت ہم ذلیل ہو رہے ہیں۔۔۔اس لیے اگر وہ تمہیں کہیں ملے نا۔۔۔تو دفنا آنا مگر ہمیں

آ کے مت بتانا۔۔۔۔"اس کے آخری کے جملے اس

قدر سخت ترین تھے۔۔۔کہ جانشیر کے ہاتھ پاؤں لرز

اٹھے۔۔۔اسے لگا وہ سانس نہیں لے پائے گا

۔۔۔

اس نے پلٹ کر پھر زمر کی جانب دیکھا۔۔۔اسے

اب اس لڑکی پہ ترس آیا تھا۔۔۔

کال ڈس کنیکٹ ہو گئی تھی ---اور وہ وہیں کھڑا

تھا منجمد سہ---

سمجھ نہیں آرہا تھا---آگے کیا کرنا

ہے.؟....اسے لے کر کہاں جائے گا؟؟؟---

ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اس کی فکر میں اضافہ ہو رہا تھا۔۔۔ایک لڑکی کی ذمہ داری بہت بڑی چیز ہوتی ہے۔۔۔۔وہ کیسے اٹھائے گا؟؟۔۔۔

"سنیں۔۔۔ کیا پلیز آپ میری کزن کا خیال رکھیں گی۔۔۔میں بس آدھے گھنٹے میں آتا ہوں۔۔۔"

نرس کو زمر کی حفاظت پر مامور کر۔۔۔ وہ تیزی سے نکلا تھا۔۔۔

گھر والوں کے آنے سے پہلے پہلے اسے اپنا اور زمر کا سامان لانا تھا۔۔۔تاکہ وہ زمر کو اپنے ساتھ لے جا سکے۔۔۔۔

وہ گھر پہنچ کر تیزی سے زمر کے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ اس کا سامان تو پہلے ہی پیک پڑا تھا ۔۔۔بس زمر کا سامان۔۔۔ سوٹ کیس نکال کر ۔۔۔جلد بازی سے اس میں بھرنے لگا۔۔۔

الماری کھول کر اس نے اس کے سارے کپڑے نکالے، واش روم میں جا کر اس کے شیمپو، صابن،

تولیہ تک اٹھا لیے۔ ڈریسنگ پر رکھے پرفیومز اور میک

اپ کی چیزیں بھی جمع کر کے ۔۔۔۔ سب پیک کر

دیا۔۔۔

اپنا اور اس کا سارا سامان لے کر وہ واپس ہسپتال

میں پہنچ گیا تھا۔۔۔۔

"یار---ایک ہیلپ چاہیے--- کچھ دنوں کے

لیے اپارٹمنٹ ملے گا--- بے فکر ہو جا--پیسے

بھروں گا میں--- ہاں بس کچھ دنوں کے لیے-

-- ٹھیک ہے شکریہ---"اس کے بچپن سے

کوئی خاص دوست نہیں تھے-- یہ کہا جائے کہ

اس نے کبھی بنائے نہیں---تو زیادہ درست

ہوگا---ہاں مگر سلام دعا تھی لڑکوں سے---

ایسے ہی ایک سلام دعا والے شخص سے۔۔۔ اس نے کچھ دن رہنے کے لیے ایک اپارٹمنٹ لیا۔۔۔

"جی ارجنٹ چاہیے۔۔۔جی بالکل ۔۔۔آپ زیادہ پیسے لے لیں۔۔۔ لیکن کام مجھے جلد سے جلد چاہیے۔۔۔ اوکے۔۔۔"

وہ کبھی کسی کو کال کر رہا تھا۔۔۔تو کبھی کسی

کو۔۔اس کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔۔۔اس

کی پڑھائی جاری تھی۔۔۔ وہ تو یہاں صرف شادی

اٹینڈ کرنے آیا ہوا تھا اپنی کزن کی۔۔۔لیکن کب

خبر تھی کہ جاتے وقت اسی کزن کو ساتھ لے کر

جانا پڑ جائے گا۔۔۔

"میں تو اسے ابھی سے مس کر رہا ہوں۔۔۔" وہ ایروپلین میں تھا۔۔۔جب اپنا سر پیچھے سیٹ سے ٹکاتے ہوئے۔۔۔ہلکے سے بڑبڑایا۔۔

آخری وقت تک اس لڑکے کے کانوں نے امید کی

تھی ---یہ جملہ سننے کی ---کہ وہ کہے ---کہ

حمزہ میں تمہاری بیوی ہوں --- تم مجھے چھوڑ کر

کیسے جا سکتے ہو؟؟...مگر اس دشمن جاں نے

نہیں کہا ---یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچ

گیا---

جیسے ہی گھر میں داخل ہوا۔۔۔اس لڑکی کے

پرفیوم کی مہک نے جیسے گلے سے لگایا ہو۔۔۔

وہ جو پورے راستے خود پر ضبط کیے ہوئے تھا۔۔۔

اس مہک کو سونگھتے ہی بکھر گیا۔۔۔دروازے سے

ہی لگ کر رونا شروع کر دیا۔۔۔وہی جانتا

ہے۔۔۔وہ کس دل سے چھوڑ کر آیا تھا اسے۔۔۔

"اب میں کیسے رہوں گا اس کے بغیر اس گھر میں ؟؟" وہ اپنا سر پیچھے دروازے سے مارتے ہوئے۔۔۔ اوپر کی جانب دیکھ۔۔ خود سے ہی بے بسی کے عالم میں پوچھ رہا تھا۔۔۔

دوسری جانب وہ جو اپنے گھر والوں میں تھی ۔۔۔

اسے لگتا تھا بس گھر پہنچ جائے گی تو ہر نعمت اپنے
دامن میں پالئے گی ۔۔۔مگر ایسا نہ ہوا۔۔۔اسے
اب خالی پن محسوس ہو رہا تھا اپنے اندر ۔۔۔۔نہیں
جانتی وہ کیا چیز تھی ۔۔جو اسے شدت سے دکھی کر
رہی تھی
۔۔۔۔

اسے اتنی تکلیف ہو رہی تھی جیسے اس کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ کے کسی نے الگ کر دیا ہو۔۔۔

وہ نہیں چاہتی تھی رونا لیکن ہر تھوڑی دیر بعد اس کی آنکھوں میں آنسو آرہے تھے۔۔۔

وہ ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی ہمیشہ الگ کمروں میں سوتے تھے۔۔ حمزہ کبھی بھی اس کے کمرے میں نہیں آتا تھا۔۔۔پھر وہ کیوں اس لمحے جب اپنے بیڈ پر لیٹی۔۔۔تو سب سے پہلے حمزہ کو یاد کرنے لگی۔۔۔۔

"بھول جاؤ اسے طیبہ.... وہ تو تمہیں بھلا بھی چکا ہوگا اب تک... تم صرف اس کی ذمہ داری تھیں۔۔۔جسے اس نے ترس کھا کے اپنے سر پہ لے لیا تھا۔۔۔اب تو سوچے گا بھی نہیں وہ تمہارے بارے میں۔۔۔" وہ روتے ہوئے خودی کو سمجھا رہی تھی۔۔۔

حمزہ نے اپنا سیل چیک کیا۔۔۔کہ شاید اس کی

کوئی کال یا میسج آیا ہو یہ پوچھنے کے لیے کہ صحیح

سلامت پہنچ گئے۔۔۔ جیسے وہ کرتی تھی۔۔۔یہاں

اس نے بھی اپنا سیل فوراً اٹھ کر چیک کیا۔۔اس

امید میں۔۔کہ شاید کوئی میسج آیا ہو۔۔۔کہ میں پہنچ

گیا ہوں۔۔۔ تم فکر مت کرنا۔۔۔

مگر دونوں جانب خالی موبائل ہی ملے تھے۔۔۔

دونوں ہی کوئی میسج نہ پا کر۔۔۔ دل جلے انداز میں مسکرائے تھے۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

صبح ہوتے ہی اس ننھی سی پری کی آنکھ

کھلی۔۔۔پاپا سو رہے ہیں یہ دیکھ۔۔ دبے پاؤں بیڈ

سے اتر گئی ۔۔۔اور درنجف کا موبائل لے کر آہستہ

آہستہ قدم لیتی کمرے سے نکل گئی اور اپنے پیچھے

دروازہ آہستگی سے بند کر دیا۔۔۔یہ اچھا موقع تھا

موبائل میں گیم کھیلنے کا۔۔۔۔ورنہ در نجف نے

کہاں ہاتھ لگانے دینا تھا اسے اپنا موبائل۔۔۔۔

اس نوجوان کی آنکھ کھلی تو عائشہ کے خوبصورت

چہرے کو اپنے بالکل روبرو پایا۔۔

عائشہ کا ایک ہاتھ اس کے سینے پر تھا۔۔۔

وہ اتنا نزدیک تھی ---کے اس کی گرم سانسیں وہ

اپنے چہرے پر محسوس کررہا تھا---

صبح ہوتے ہی اتنا خوبصورت منظر دیکھنے کو ملے

گا--- یہ نہیں سوچا تھا اس نے---

وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔یہاں تک کہ

اس نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی ۔۔۔اور تیزی سے

آنکھیں موند لیں۔۔۔

"پاپا اٹھو۔۔۔اپنی جگہ پہ لیٹو۔۔۔ ساری میری جگہ

لے لی آپ نے۔۔۔ عائشہ ماما کے برابر میں میں

سوؤں گی۔۔۔"ثمرہ کی بات سنتے ہی اس نے یوں آنکھ کھولی ۔۔۔ جیسے اس کی آواز پر ہی اٹھا ہو۔۔۔

"شش۔۔۔آہستہ بولو۔۔۔آپ کی ماما کی آنکھ کھل جائے گی۔۔۔"اس نے نہایت دھیمے لہجے میں کہا۔۔ تاکہ عائشہ کی نیند ڈسٹرب نہ ہو۔۔۔

وہ بہت گہری نیند میں معلوم ہو رہی تھی---

"اچھا تو ہٹو نا--میری جگہ تو چھوڑو---"

"آپ تو موبائل لے کر گئی تھیں نا میرا---واپس کیوں آگئیں؟؟؟" وہ اب نہایت آہستگی سے پوچھ رہا تھا اسے دیکھتے ہوئے---

"موبائل میں گیم ہے ہی نہیں ---آپ نے ڈیلیٹ کر دیے سارے--"وہ برا سہ منہ بنا کر بولی---

وہ ننھی پری نہیں جانتی جتنا ملال اسے تھا اس سے کہیں زیادہ اس کے باپ کو ہو رہا تھا۔۔۔ کہ اس نے گیم ڈیلیٹ کیسے ہی کیوں ۔۔۔

"اب ہٹ بھی جائیں ۔۔۔مجھے اوپر آنے دیں۔"

وہ موبائل پٹکنے والے انداز میں ٹیبل پر رکھ کر۔۔۔ اب پاؤں زمین پر پٹکتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

"آپ کی ماما کا ہاتھ رکھا ہوا ہے مجھ پہ۔۔۔اگر میں
ذرا سہ ہلا ناں۔۔۔مجھے ڈر ہے ۔۔ان کی آنکھ کھل
جائے گی۔۔۔آپ ایک کام کرو۔۔۔میرے پاس
ادھر آجاؤ۔۔۔دیکھو یہاں جگہ ہے ناں" عائشہ کی
نیند خراب نہ ہو جائے یہ سوچ کر اس ننھی پری

نے اپنے بابا کی بات مان لی تھی۔۔۔اور وہ اب

اس کی سائیڈ میں آکے لیٹی۔۔۔

اب در نجف پر ایک ہاتھ عائشہ کا تھا۔۔تو دوسرا

ثمرہ کا۔۔۔اور وہ ان دونوں کے بیچ میں سو رہا

تھا۔۔

ابھی پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ اس کا سیل رنگ ہونے لگا۔۔۔ کال معظم کی آرہی تھی۔۔۔اس لیے فورا ریسیو کی۔۔۔

"اللہ مغفرت فرمائے۔۔۔۔ میں عائشہ کو بتا دیتا ہوں۔۔۔"

صبح ہوتے ہی سب جگہ تابش کے انتقال کی خبر
پھیل گئی تھی۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"انتقال ہو گیا؟؟۔۔کب؟؟۔۔" جب اس کی آنکھ
کھلی تو اس نے جانشیر کو فون پر کہتے سنا۔۔۔اور

اگلے ہی پل جیسے اس کے جسم سے جان نکل گئی

ہو۔۔۔اسے سب سے پہلے اپنے والد کا خیال

آیا۔۔۔

"اللہ اسے جنت نصیب کرئے۔۔۔ میں آتا

ہوں۔۔۔" کال ڈس کنیکٹ کرتے ہی اس نے

جب پلٹ کر دیکھا۔۔۔تو زمر اسے آنسو بھری آنکھوں سے تکتی ہوئی ملی۔۔۔

"کس۔۔ کس کا انتقال ہوا ہے؟؟"اس کا پورا پورا جسم لرز رہا تھا۔۔۔یہ خوف جان نکال رہا تھا کہ سامنے سے جو جواب ملے گا کہیں ایسا نہ ہو۔۔۔وہ اسے سن نہ سکے۔۔

"تابش کا۔۔۔ ظہر میں میت اٹھائیں گے۔۔۔

مجھے جانا ہوگا۔۔" اس نے بھاری دل کے ساتھ

کہا۔۔۔

تابش کے انتقال کا سنتے ہی سب کو پہلا خیال

بریرہ کا آرہا تھا۔۔ جانے والا چلا گیا سب کو علم تھا

اس نے جانا ہے--مگر جو پیچھے رہ گئی تھی وہ پاگل

تھی اس کے پیچھے---سب جانتے تھے وہ نہیں

جی سکے گی---اب اسے سنبھال پانا مشکل ہوگا

---وہ سب کچھ جانتے بوجھتے بھی کبھی تابش کو

چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوئی---

سب سے پہلے جانشیر کی یہی سوچ کے جان نکلی کہ وہ بریرہ کو کیسے دیکھے گا۔۔۔ وہ کتنی چھوٹی عمر میں بیوہ ہو گئی تھی۔۔۔

"میں۔۔ میں بھی چلوں گی۔۔۔" زمر تیزی سے بولی۔۔۔ بریرہ کا خیال اس کی جان نکال رہا تھا۔۔۔ آخر چھوٹی بہن تھی وہ اس کی۔۔۔۔ اور صرف

اس کا نہیں۔۔۔ پورے خاندان کا یہی حال تھا

۔۔۔کہ وہ تو بچی ہے۔۔۔ وہ کیسے سہے گی اتنے

بڑے صدمے کو۔۔۔

"نہیں۔۔۔ تمھیں ڈاکٹر نے آرام کرنے کا کہا

ہے۔۔۔ تم یہیں رہو۔۔۔۔ میں آتا ہوں۔۔۔" وہ

کیسے لے جائے۔۔۔ جہاں پورا خاندان جمع ہونا

ہے۔۔۔ اگر ایک دو سال پرانی بات ہوتی تو لوگوں
کے زخم بھر چکے ہوتے۔۔۔ مگر ابھی تو زخم سب
کے بڑے تازی تھے۔۔۔۔

"مگر میں جانا چاہتی ہوں۔۔ میں بریرہ کو دیکھوں گی
۔۔۔وہ ٹوٹ گئی ہوگی۔۔۔وہ بہت محبت کرتی ہے

تابش سے۔۔۔میں ،میں کیسے رہ سکتی ہوں یہاں

؟؟...میری بہن وہاں رو رہی ہوگی۔۔۔"

"زمر۔۔تم کل اپنے ہی نکاح سے بھاگ کر آئی

ہو۔۔۔ بھول گئی ہو کیا؟؟؟...سب بہت غصے

میں ہیں۔۔۔تم وہاں نہیں جا سکتیں۔۔۔اس لیے

چپ کر کے یہاں بیٹھو۔۔۔میں آتا ہوں۔۔۔ اور

میں بتا رہا ہوں میرے پیچھے کوئی بھی بے وقوفانہ حرکت مت کرنا۔۔۔" وہ کل رات سے بہت پریشان تھا۔۔۔ اوپر سے اب تابش کے انتقال کی خبر آنا۔۔۔

اسے ڈر تھا کہ زمر اس کے پیچھے کوئی بے وقوفانہ

حرکت کر سکتی ہے۔۔۔ لیکن اس پل دل میں

بریرہ کا خیال غالب رہا۔۔۔

اس کے والد کے انتقال کے وقت وہ نہیں آیا تھا

جس کے سبب وہ آج تک اس سے نفرت کرتی

تھی۔۔۔وہ نہیں چاہتا کہ اب جب اس کے شوہر

کا انتقال ہوا ہے ۔۔۔وہ وہی غلطی دوبارہ

دوہرا ئے۔۔۔۔

زمر ابھی کچھ کہتی۔۔۔اس سے قبل ہی وہ دروازہ

بند کرتا ہوا باہر نکل گیا۔۔۔اور جاتے جاتے نرس

کو اس کا خیال رکھنے کا کہا۔۔۔ ساتھ ہی کچھ پیسے

بھی دیے۔۔۔تاکہ وہ اس پر نظر رکھے۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"کس کو کال کر رہے ہو بار بار؟؟" زینیا دیکھ رہی

تھی۔۔۔ کہ معظم بار بار کسی کو کال کر رہا

ہے۔۔۔اور نہایت ہی پریشانی کے عالم میں

ہے۔۔۔وہ بہت غم و رنج میں مبتلا تھا یہ تو سب

ہی جانتے تھے ---لیکن کال کس کو کر رہا ہے بار

بار---- سارے فیملی ممبرز اور رشتہ داروں کو تو وہ

بتا چکا ہے پہلے ہی -- یہ سوچ کر اس کے موبائل

میں جھانکتے ہوئے پوچھنے لگی

"رومان---" معظم کچھ بولتا ---اس سے پہلے ہی

وہ اسکرین پر نام پڑھ چکی تھی

"مجھے لگتا ہے۔۔۔ اسے پتہ ہونا چاہیے۔۔۔" اس
نے آہستگی سے بھرے بھرے لہجے میں کہتے
ہوئے۔۔۔ پھر دوبارہ کال ملائی۔۔۔ لیکن کال
اب بھی کہاں موصول ہوئی تھی۔۔۔۔ اور ہوتی
بھی کیسے۔۔۔۔۔ رومان نے تو واپس لوٹتے ہی
جیسے کام کو ہی اپنی صبح شام بنا لیا تھا۔۔ اس کا

موبائل آج پورے دن اس کے مینیجر کے پاس

رہا۔۔ دن میں لاکھوں کالز اور میسجز آئے۔۔۔بس

جو مینیجر کو خود اہم لگے۔۔۔ وہ انہیں اٹینڈ کر کے

ریپلائی کرتا رہا۔۔۔باقی سب کو اگنور کیا۔۔۔ اور وہ

مینیجر کیا جانے۔۔۔کون معظم۔۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"تابش---تابش--- مجھے چھوڑ کر مت جاو---

تابش--- پلیز اٹھو--- میں مر جاؤں گی تمہارے

بغیر--- میں نہیں جی سکتی--- مجھے جینا آتا ہی

نہیں--- مجھے تو کچھ بھی نہیں آتا---- تم نے

کہا تھا تم مجھے پڑھاؤ گے--- تم ٹھیک ہوتے ہی

سب سے پہلے میری مدد کرو گے اسٹڈی میں--- تم

نے کہا تھا۔۔۔ تم میرا ساتھ دو گے ہمیشہ۔۔۔ تم

نے وعدے کیے تھے۔۔۔ تم نے کہا تھا ہم

گھومنے جائیں گے۔۔ تم نے کہا تھا تم مجھے کبھی

نہیں چھوڑو گے۔۔۔تابش اٹھو۔۔۔ تم نہیں جا

سکتے۔۔۔ پلیز اٹھو۔۔۔ میں مر جاوں گی۔۔۔"

اس لڑکی کی چیخوں سے سب کے دل دہل رہے

تھے۔۔۔ہر کوئی اسے دلاسہ دینے کی کوشش کر

رہا تھا لیکن جب جنازہ اٹھنے کا وقت آیا تو وہ بکھر گئی ۔۔۔ وہ اپنے شوہر کے جنازے سے لپٹ کر تڑپ تڑپ کر رونے لگی۔۔۔

تابش کی والدہ اور بہن کا رو رو کر برا حال تھا۔۔ لیکن بریرہ۔۔۔وہ تو پاگل ہوئے جا رہی تھی۔۔۔کہ بس اس کے شوہر کو لے کر نہ جاؤ۔۔۔بس اس

کے شوہر کو چھوڑ دو۔۔۔وہ نہیں جی سکے

گی۔۔۔وہ مر جائے گی۔۔۔اس کا باپ نہیں

تھا۔۔ سب کچھ جو تھا وہ اس کا شوہر تھا۔۔اس

نے اتنی محبت کی تھی اپنے شوہر سے۔۔۔کہ وہ

جانتی ہی نہیں تھی اس کے بغیر جیتے کیسے

ہیں۔۔۔کہ سب پتہ تھا۔۔۔ کہ کیا ہونا ہے پھر

بھی اس کا دل قبول نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

"بھابھی سنبھالو خود کو۔۔۔ بھائی کو تکلیف ہو گی آپ کے رونے سے ۔۔۔ایسے مت کرو۔۔۔وہ تو آپ کو اپنی زندگی میں روتے ہوئے نہیں دیکھ پاتے تھے۔۔۔۔پتہ ہے وہ آخری وقت تک مجھ سے بس یہی کہتے رہے۔۔۔ کہ صبغہ میرے جنازے پہ میری بیوی کو رونے مت دینا۔۔۔ "صبغہ سے جتنا

ممکن ہو رہا تھا اسے سنبھالنے کی کوشش کر رہی

تھی۔۔۔ لیکن جب جنازہ اٹھا۔۔۔تو بریرہ کا دل

جیسے پھٹنے کو تھا۔۔اسے لگا اس کی جان جا رہی

ہے۔۔ وہ چیختی ہوئی دوبارہ جنازے سے لپٹنے کی

کوشش کرنے لگی لیکن لوگ اب اسے پکڑ لئے

ہوئے تھے

" صبغہ وہ اکیلے نہیں رہ پاتا۔۔۔اسے کھانسی بہت

آتی ہے۔۔وہ۔۔۔اسے درد ہوتا ہے۔۔۔اسے

دوائی بھی کھانی ہوتی ہے۔۔۔اسے لے کر نہ

جائیں ۔۔۔ان سے بولو ناں۔۔۔اسے لے کے مت

جائیں۔۔وہ نہیں رہ پاتا

اکیلے۔۔۔مج۔۔مجھے۔۔۔مجھے اس کے ساتھ لے

چلیں۔۔۔ایسے مت لے کے جائیں اسے۔۔۔بولو

ناں۔۔۔" اس کی آواز لرز رہی تھی۔۔۔اس کے
الفاظ ٹھیک طرح بن نہیں پا رہے تھے۔۔۔ نزلہ
بھری آواز میں۔۔۔وہ مسلسل رو رہی تھی۔۔۔آخر
میں آتے آتے تو اس نے چیخنا شروع کر دیا تھا

"بولو--- نہ لے کر جائیں--- تم بولتی کیوں نہیں؟؟؟---بولو--------تابش---

تابش----"

"بریرہ سنبھالو خود کو" یاسمین خاتون کا کلیجہ پھٹ رہا تھا اپنی بیٹی کو اتنی بھری جوانی میں بیوہ ہوتے

دیکھ۔۔۔ اسے سنبھالنے آئیں۔۔۔تو وہ چیخ چیخ

کے رونے لگی۔۔۔

"امی ان سے بولیں نا۔۔۔ میرے تابش کو لے کر

نہ جائیں۔۔۔ وہ بیمار ہے۔۔۔ مجھے پتہ ہے وہ بیمار

ہے۔۔۔وہ اکثر اتنا لمبا لمبا ہی سوتا ہے۔۔۔ سب کو

غلط فہمی ہو گئی ہے۔۔۔وہ بیمار ہے۔۔ میں بتا رہی

ہوں ---وہ بیمار ہے امی ---وہ اکثر ایسے ہی لمبا

لمبا سوتا ہے ---میں ڈر جاتی ہوں ---میں اسے

ہاتھ پکڑ کے ہلاتی ہوں ---وہ نہیں اٹھتا ---لیکن

تھوڑی دیر بعد ---وہ اٹھ جاتا ہے ---وہ ٹھیک

ہو جاتا ہے ---آپ ان سے بولو نا ---وہ بیمار

ہے ---وہ سو رہا ہے ----اسے لے کر نہ

جائیں ---" جہاں ہر کوئی ایک جوان موت پر

غمزدہ تھا۔۔۔وہیں اس کی بیوی کا تڑپنا دیکھ۔۔۔

لوگوں کے کلیجے منہ کو آرہے تھے۔۔۔

"تابش"

"بریرہ۔۔۔ بریرہ۔۔۔" روتے روتے اس لڑکی نے

ایک دل دہلا دینے والی چیخ ماری ۔۔۔۔ جیسے اس

کی جان نکلی ہو۔۔اور پھر سب نے دیکھا کہ وہ بے

جان سی ہو کے گرنے لگی۔۔۔اسے فورا سنبھالا تھا

اس کی ماں نے۔۔۔اس کی ساس، اس کی نند

سب اس کے گرد جمع ہو گئے تھے۔۔۔

وہیں دوسری جانب۔۔۔

"کیا ہوا سر۔۔۔ ٹھیک ہیں آپ؟؟...دل کیوں

پکڑ رہے ہیں آپ اپنا؟؟.."اچانک ہی اس لڑکے

کو اپنے دل میں شدت کی ٹیس اٹھتی محسوس ہوئی

۔۔۔وہ نہیں جانتا کیوں؟؟..لیکن اس کا دل

شدید بھاری ہونے لگا۔۔۔ایک عجیب سی بے چینی

طاری ہو گئی اس پر۔۔۔ایک اضطرابی سی

کیفیت۔۔۔جسے وہ خود نہیں سمجھ پا رہا تھا۔۔۔کہ کیوں ہو رہی ہے اچانک۔۔

اس کے مینیجر نے اسے پانی دیا۔۔۔رومان نے تیزی سے پانی پیا۔۔۔لیکن وہ دل کا درد نہیں جا رہا تھا۔۔۔اسے اپنا دل تکلیف میں محسوس ہو رہا تھا مگر بظاہر تو وہ بالکل ٹھیک اور نارمل لائف جی رہا تھا

--کچھ دیر پہلے ہی وہ اپنا شوٹ ختم کر کے آیا

تھا---

"کیا ڈاکٹر کے چلیں؟؟..زیادہ درد ہو رہا ہے تو"

مینیجر نے فورا ہی پریشان ہو کر استفسار کیا---

وہ رومان کے چہرے کو سرخ پڑتا دیکھ رہا تھا---

"ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے میرا دل پکڑ کر زور سے بھینچ دیا ہو..."اس خوبرو نوجوان نے دل پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔۔۔۔

"میں صرف اس وقت رونا چاہتا ہوں..."اس کے

لہجے میں ایسا بھرا پن تھا کہ مینیجر کے پاس الفاظ

ہی نہ رہے---

♡*Husny Kanwal*♡

"جانشیر۔۔۔ بریرہ کیسی ؟؟" وہ واش روم سے نکلی تھی۔۔ابھی اپنے بیڈ کی جانب بڑھ ہی رہی تھی جب جانشیر کمرے میں داخل ہوا۔۔۔اسے دیکھتے ہی وہ فوراً فکر مند ہو کر پوچھنے لگی۔۔ ابھی اس کا سوال مکمل بھی نہ ہوا تھا۔۔۔کے جانشیر روتے ہوئے آکر۔۔۔ بڑی گرم جوشی سے اس کے سینے سے لگا۔۔۔

وہ آج تک اسی گمان میں تھا۔۔۔کے بریرہ اس

سے محبت کرتی ہے اور صرف اسے سزا دینے کے

لیے کسی دوسرے کے پاس گئی ہے۔۔ لیکن آج

جس طرح وہ تابش کے لیے اسے تڑپتے ہوئے دیکھ

کر آیا تھا۔۔۔اس کے بعد اسے یقین آگیا تھا۔۔۔

کہ اس لڑکی کے دل میں سوائے اس کے شوہر

کے اب کوئی باقی نہ بچا۔۔۔ اور یہ خیال اس کے لیے سوہانِ روح تھا۔۔۔

اپنی محبت کو کسی اور کے لیے تڑپتے دیکھنا آسان نہیں ہوتا۔۔۔

"وہ بہت رو رہی تھی -- بہت تکلیف میں تھی

وہ---اور میں اس کے لیے کچھ بھی نہیں کر

سکا---اگر مجھے پتہ ہوتا کہ اس کی خوشی تابش میں

ہے--- تو یقین کرو میں دنیا کا سب سے اچھا ڈاکٹر

لے کر آتا اس کے علاج کے لیے---میں اسے

روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا-" وہ بچوں کی طرح

روتے ہوئے---زمر سے کہہ رہا تھا---

♡♡♡♡♡

"میں عائشہ ماما کے ساتھ ۔۔۔ ان کے گھر رک جاؤں ؟؟"

کیا ستم ہے ناں کہ جس کا مرتا ہے ۔۔۔ وہی دوسروں کو کھانا کھلانے کی فکر میں لگا ہوتا

ہے۔۔۔ ان کا جوان بیٹا گیا تھا۔۔۔ لیکن پھر بھی

وہ سب کو کھانا پوچھتے پھر رہے تھے۔۔کہ کوئی

ناراض ہو کے نہ چلا جائے۔۔کوئی دور سے آیا

ہوا۔۔۔ بھوکا پیٹ نہ لوٹ جائے۔۔۔

سب کھانا کھانے کے بعد اب واپس لوٹ رہے تھے

۔۔۔ جب در نجف کو آکر معظم نے بتایا۔۔۔ کہ

اس کی والدہ اجازت مانگ رہی ہیں عائشہ کو اپنے ساتھ لے جانے کی۔۔۔اس نے فورا ہی ہاں کر دی تھی۔۔۔

عائشہ اپنے گھر جا رہی ہے یہ دیکھ۔۔۔ثمرہ فورا ہی بھاگتے ہوئے آکر۔۔۔اپنے والد کا ہاتھ پکڑ کر۔۔۔لچکدار لہجے میں پوچھنے لگی۔۔۔

"نہیں بیٹا۔۔ وہ اپنی ماما کے ساتھ رہیں

گی۔۔۔آپ اپنے پاپا کے ساتھ رہو۔۔۔"در نجف

نہیں چاہتا تھا کہ اس کی بیٹی کسی پر بوجھ بنے

۔۔۔

"مگر ماما جا رہی ہیں۔۔۔ میں ان کے ساتھ جانا چاہتی ہوں۔۔۔آپ کے ساتھ میں بور ہو جاتی ہوں۔۔۔ میں کیا کروں گی اکیلے؟؟" اپنے والد کی جانب سے انکار سنتے ہی وہ روتو سہ منہ بنا کر بولی۔۔۔

"میں نے منع کر دیا ہے نا۔۔۔اور بحث نہیں چاہیے۔۔۔"اس نے آنکھیں دکھا کر سختی سے منع کیا۔۔۔

در نجف کے نزدیک۔۔۔ثمرہ عائشہ کی بیٹی نہیں ہے۔۔ وہ کیوں اسے لے کر جائے گی اپنے گھر۔۔۔

ثمرہ اپنے ننھے ہاتھ سینے پر باندھ کر۔۔وہیں منہ پھولا کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔

"ثمرہ چلو۔۔۔" عائشہ جیسے ہی گھر سے نکلی۔۔۔باقی سب کے ساتھ وہ کار کی جانب نہیں گئی۔۔۔وہ پہلے ثمرہ کو لینے آئی۔۔۔

"پاپا منع کر رہے ہیں---" وہ فورا منہ پھولا کر بولی---

عائشہ نے اس کی بات سنتے ہی احتجاجی نگاہوں سے درنجف کی جانب دیکھا---

"آپ نے منع کیا ہے ؟؟"

"جی۔۔۔آپ آرام سے اپنے گھر جائیں ۔۔۔"

اس کے لہجے میں کوئی ناراضگی نہیں تھی۔۔۔۔ نہ کوئی نروٹھا پن۔۔۔نہ ہی کوئی خفگی۔۔۔نہ ہی کوئی طنز۔۔۔وہ بالکل ہی نارمل وے میں بات کر رہا تھا۔۔۔

اپنی بات کہنے کے بعد ۔۔ اس نے نظر جھکا کر
اپنے برابر میں کھڑی ثمرہ کا ہاتھ پکڑنا چاہا۔۔۔تاکہ
وہ بھی اپنے گھر کے لیے نکل سکے۔۔۔

ایک طرف وہ نوجوان سوچ رہا تھا کہ ثمرہ اس کی بیٹی
نہیں ہے تو وہ نہیں اٹھانا چاہے گی اس کی ذمہ

داری ---جبکہ دوسری جانب عائشہ کو بہت دکھ
پہنچا در نجف کی بات پر---اسے بالکل پرایا سہ
محسوس ہونے لگا----لگا جیسے وہ اسے اپنے بچے
کی ماں بنا ہی نہیں رہا---

"میں آرام سے کیسے جا سکتی ہوں؟؟...جب
میری بیٹی میرے ساتھ نہیں جائے گی--- کیا

آپ کو نہیں پتا بچے اپنی نانی کے گھر جاتے ہیں

ماں کے ساتھ۔۔" اور عائشہ کا خفگی اور بھرائی

آواز میں کہا جملہ۔۔۔در نجف کو لگے ہی پل حیرت

سے نظر اٹھانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔

"میں اپنی بیٹی اپنے ساتھ لے کر جاؤں گی" اس لڑکی کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھی جیسے رو دے گی

اب۔۔۔

وہ بھرائی آواز میں ضدی مزاجیت کے ساتھ اعلانیہ بولی۔۔۔

اس لڑکی کے لہجے میں جو دبا دبا غصہ تھا مقابل
اسے محسوس نہ کرتا یہ کہاں ممکن؟؟------

درنجف کو لگا۔۔کہ اب اگر اس نے انکار کیا۔۔تو
کہیں ایسا نہ ہو وہ دشمن جانا یہیں کھڑے ہو کر لڑنا
شروع کر دے اس سے---

"اچھا آپ لے جائیں۔۔۔میں تو بس اس لیے منع
کر رہا تھا کہ یہ بہت شرارتی ہے۔۔۔تنگ کرلے
گی آپ کو بہت۔۔۔" کیسے بتائے۔۔۔ کتنا اچھا
لگا تھا اس لڑکی کا اپنی بیٹی کے لیے لڑنا۔۔۔ثمرہ کو
اپنی بیٹی کہہ کر مخاطب کرنا۔۔۔اپنے گھر کو اس
کی نانی کا گھر کہنا۔۔۔

وہ چہرے پر پیاری سی مسکان سجائے -- نرمی سے اپنے انکار کی وجہ بتانے لگا---

" میری بیٹی ہے میں سنبھال لوں گی-- "اس نے در نجف کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نہایت غرا کر--- جتاتے ہوئے جواب دیا تھا--- ساتھ ہی

اس حسین لڑکی نے درنجف کے سامنے ہی ثمرہ کا

ننھا سہ ہاتھ پکڑ کر کہا۔۔"چلو ثمرہ"

جب اس نے چلو ثمرہ کہا۔۔ اور اس کے سامنے

ہاتھ پکڑا۔۔۔تو درنجف نے محسوس کیا کہ اس کے

لہجے میں اتھارٹی تھی۔۔۔ جیسے ایک ماں کے ہوتی

ہے۔۔۔کہ اس کا بچہ ہے۔۔۔

"پاپا؟؟"ثمرہ نے لچکدار لہجے میں۔۔۔اجازت طلب

کرنے والے انداز میں ۔۔۔ پرامید نگاہوں کے

ساتھ۔۔۔اس کی جانب دیکھا۔۔۔

" جائیں ماما کے ساتھ۔۔ بس انہیں تنگ مت

کیجئے گا۔۔۔میں بتا رہا ہوں اگر شکایت آئی ناں

ثمرہ۔۔۔میں اسی وقت لینے پہنچ جاؤں گا۔۔۔"

اس نے وارننگ آمیز لہجے میں کہا۔۔۔جس پر وہ فوراً ہی اچھے بچوں کی طرح اپنی ٹمٹماتی معصومانہ آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے۔۔۔اثبات میں سر ہلانے لگی

جبکہ عائشہ نے اسے دیکھ کر۔۔۔نہایت منہ بسور کر۔۔۔خفگی سے سر جھٹکا تھا۔۔۔

اس کی خفگی بھری ادا پر بھی۔۔۔مقابل مسکرایا تھا فقط۔۔۔

"ماما جلدی جلدی چلو۔۔ کہیں ایسا نہ ہو پاپا پکڑ لیں۔۔۔" اس چھوٹی سی پری کی بات سنتے ہی۔۔۔ عائشہ مسکرائی۔۔۔

"آواز آرہی ہے مجھے۔۔۔" وہ پیچھے سے غرا کر بولا۔۔۔ جس پر ثمرہ کی سپیڈ مزید بڑھی ۔۔ اور وہ

عائشہ کو کھینچ کر لے جانے والے انداز میں

گاڑی تک پہنچی۔۔۔

جب تک ان کی گاڑی آنکھوں سے اوجھل نہ ہو

گئی۔۔۔تب تک وہ وہیں کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"میں تو ابھی سے مس کر رہا ہوں یار" ثمرہ کا سامان عائشہ کے گھر دے کر آنے کے بعد اسے غیر معمولی خاموشی کا احساس ہو رہا تھا اب---

وہ تھکا ہوا تھا اس لیے ڈائریکٹ کمرے میں آکر لیٹا---

بس لیٹنے کی دیر تھی کہ خالی بیڈ اسے مزید عائشہ اور ثمرہ کی یاد دلانے لگا۔۔۔

"لو۔۔ انہوں نے تو بتایا ہی نہیں وہ کتنے دن کے لیے گئی ہیں۔۔اور نہ میں نے پوچھا۔۔۔ حد ہے

در نجف تم سے۔۔" وہ اپنی پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے۔۔۔ خود کو ملامت کر رہا تھا۔۔۔

پھر اچانک اسے موبائل میں گیم نہ ہونے کا خیال آیا۔۔۔اور اس نے سیل اٹھا کر پلے سٹور سے دھڑا دھڑ گیم ڈاؤن لوڈ کرنا شروع کر دیے تھے۔۔۔

بجائے سونے کے اب وہ یہی کام کر رہا تھا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

" کچھ دنوں تک یہاں گزارہ کرنا پڑے گا۔۔۔ پھر تمہارے ڈاکومنٹس بنتے ہی ۔۔۔ہم ساتھ چلیں گے" وہ اسے ہسپتال سے ڈسچارج کروانے کے بعد

اپارٹمنٹ میں لے آیا تھا۔۔۔جو اس نے اپنی جان پہچان والے آدمی سے کچھ وقت کے لیے کرا لیے پر لیا تھا۔۔

"میں کہیں نہیں جانا چاہتی۔۔۔میں یہاں آرام سے رہ لوں گی۔۔۔ تم چلے جاؤ۔۔۔" وہ اس کی جانب دیکھ۔۔۔ سنجیدگی سے گویا ہوئی

"پاگل مت بنو زمر۔۔۔ میں تمہیں یہاں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا"

"کیوں نہیں جا سکتے؟؟... تم کب سے ذمہ داریاں اٹھانے والے شخص بن گئے؟؟... تم اور تمہارا باپ دونوں ہمیشہ بھاگ جاتے ہو۔۔۔ تو اب

بھی بھاگ جاؤ۔۔۔پلیز۔۔زیادہ میرے سر پہ سوار

مت ہو۔۔۔ بچا لیا نا مجھے ۔۔۔ہو گیا تمہارا فرض

پورا۔۔۔ اب جاؤ۔۔۔چھوڑ دو مجھے میرے حال

پر۔۔۔" وہ بہت جھنجھلائی ہوئی تھی جانشیر

سے۔۔۔چونکہ اس کی وجہ سے اسے وہ زندگی

زبردستی جینی پڑ رہی تھی ۔۔۔جو اب وہ جینا چاہتی

ہی نہیں۔۔۔

وہ دونوں ہاتھ اس کے آگے جوڑتے ہوئے نہایت بیزاریت بھرے لہجے میں کہنے لگی---

"ہوگیا؟؟ "اگر پہلے والا جانشیر ہوتا تو یقیناً اس نے ٹریگر ہو جانا تھا زمر کی بات سے ---- کے ایک تو جان بچائی اوپر سے وہ لڑکی بجائے احسان ماننے

کے الٹا بر سے چلی جا رہی ہے ---اسے ہی برا بھلا کہہ رہی ہے--- لیکن یہ جانشیر بہت پرسکون انداز میں کھڑا تھا---

"دفع ہو" وہ جزبز ہو کر کہتی --- سامنے صوفے پر جا کر بیٹھ گئی تھی---

"میں نہیں ہوتا دفع۔۔۔ برداشت کرو مجھے

اب۔۔۔" وہ مسکرا کر نرمی سے کہتا ہوا اسی کے

برابر میں آکر بیٹھ گیا تھا۔۔

"میرے برابر میں مت بیٹھو۔۔۔"وہ اس کے

برابر میں بیٹھنے پر بھی جھنجھلائی۔۔

"کیوں؟؟... کیا کانٹے لگے ہوئے ہیں تم میں؟؟

"وہ مضحکہ خیز انداز میں پوچھا اٹھا---

"ہاں لگے ہوئے ہیں-- چلو ہٹو---دور جا کر بیٹھو

---بلکہ بیٹھو ہی مت---نکلو گھر سے---میں

تمہاری شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی اس وقت---

"وہ جھنجھلا کر غصے سے بولی- ساتھ ہی اس کے

بازو پر۔۔۔اپنے ہاتھوں کی فورس لگا کر۔۔۔اسے دور دھکیلنے لگی۔۔۔

" جاؤ نا یار۔۔۔ کیا ہے ؟؟؟ کیوں مجھے اکیلا نہیں چھوڑ رہے ؟؟؟ " وہ ابھی بھی اپنی پوری فورس لگا کر اسے دور دھکیلنے میں لگی پڑی تھی۔۔۔ لیکن مقابل ٹچ سے مچ نہ ہوا تھا۔۔۔اور ہوتا بھی

کیسے۔۔۔کہاں وہ نازک جان۔۔۔کہاں وہ ورزشی

جسامت کا مالک شخص۔۔۔

بلکہ الٹا وہ مسکراتے ہوئے آرام سے دونوں ہاتھ

فولڈ کر کے آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔کہ

لگاتی رہو فورس۔۔۔

"جانشیر" وہ روتی سی آواز میں چیخی۔۔۔

"ہاں بولو میری جان کی دشمن۔۔۔" وہ آنکھیں بند کرئے۔۔ پرسکون انداز میں بولا۔۔۔

"دفع ہو ناں۔۔۔ کیوں مجھے اکیلا نہیں چھوڑ رہے ہو۔۔۔"

"کیونکہ مجھے پتہ ہے۔۔۔اس وقت تم اپنے رائٹ مائنڈ میں نہیں ہو۔۔۔" وہ بنا آنکھیں کھولے۔۔۔ آہستگی سے گویا ہوا۔۔۔

اسے پینک اٹیک آکر چکا تھا۔۔۔ڈاکٹر نے اس کا بہت خیال رکھنے کا کہا تھا۔۔۔پھر وہ خود بھی دیکھ

چکا تھا کہ وہ خودکشی کرنے کی کوشش کر چکی

ہے۔۔۔ ایسے میں وہ کیسے اکیلا چھوڑ کر چلا جائے

اسے۔۔۔

"تم زیادہ میرے ہمدرد نہ بنو۔۔۔ تم تو ویسے ہی

بھاگ جانے کے عادی ہو۔۔۔ تم نے کبھی اپنی

محبت کا ساتھ نہیں نبھایا تم میرا کیا نبھاؤ گے۔

----جاؤیہاں سے---ہٹو" جب ہاتھوں سے
کام نہ بنا تو وہ اب پوری اس سے لگ کر---اپنے
کندھے سے فورس لگاتے ہوئے اسے ہٹانے کی
کوشش کرنے لگی --- جب وہ چٹان بنا شخص پھر
بھی نہ ہلا---تب وہ اسے ٹانگیں مار مار کر ہٹانے
کی سعی کرنے لگی---

"میرا آرڈر آگیا۔۔۔" اچانک دروازے کی بیل بجی۔۔۔ تو وہ فوراً ہی اٹھا۔۔۔

زمر نے دیکھا۔۔کہ وہ دروازے کی جانب گیا ہے ۔۔۔اس کے جاتے ہی زمر نے قبضہ جمانے کے لیے صوفے پر پاؤں پھیلا لیے۔۔۔

"پاؤں ہٹاؤ---بیٹھنا ہے مجھے---" وہ سامان لے کر لوٹا---تو زمر لیٹی ہوئی نظر آئی---جو اس کے آجانے کے باوجود بھی---اپنے پاؤں سمیٹنے کے لیے تیار نہ تھی---

"کہیں اور جا کر بیٹھو چلو--"

"مجھے کھانا کھانا ہے--- کمروں میں جا کر تھوڑی
کھاؤں گا---" وہ احتجاجی لہجے میں بولا---

"مجھے نہیں پتہ--- سر مت کھاؤ میرا---" وہ
چڑھ کر کہنے لگی----

"ٹھیک ہے۔۔۔مت ہٹاؤ تم پاؤ۔۔۔ میں انہی پہ بیٹھ جاؤں گا" زمر کو لگا تھا وہ ایسا نہیں کر سکتا ۔۔۔

مگر ڈھٹائی میں وہ اس کا بھی باپ ہے شاید بھول گئی تھی وہ۔۔۔جب اس نے دیکھا کہ وہ واقعی سامان ٹیبل پر سجانے کے بعد اس کے پاؤں پر

بیٹھنے لگا ہے۔۔تو اس نے فوراً اپنے پاؤں

سمیٹے۔۔۔

مقابل مسکراتے ہوئے فاتحانہ انداز میں تھوڑا

پھیل کر بیٹھا۔۔۔

منگا دیا ہے-- "bun" میں نے تمہارے لیے بن

کھا لینا-- "اس نے اعلانیہ کہا--- ساتھ ہی اپنے

پیزا کا باکس کھولا----اور کھانا شروع کر دیا---

"اپنے لیے اتنا سارا سامان اور میرے لیے صرف یہ

چھوٹا سہ بن---- شرم نہیں آتی تمہیں؟؟؟"

اسے لگا تھا جانشیر اسے دعوت دے گا ساتھ

کھانے کی۔۔۔اور پھر وہ صاف منع کر دے

گی۔۔کیونکہ اس کا واقعی دل نہیں تھا کچھ کھانے

کا۔۔۔لیکن مقابل نے جب ایک چھوٹا سہ بن اس

کے سامنے رکھا اور کہا یہ تمہارا ہے اور باقی سب

میرا۔۔۔تو وہ جزبز ہو کر اٹھی۔۔۔اور پرزور احتجاج و

اعتراض ظاہر کرنے لگی۔۔۔

"تم تو ویسے بھی خدا کو پیارا ہونے کا سوچ رہی ہو

---اپنا کھانا کھلا کر ویسٹ کیوں کرنا" وہ کندھے

اچکاتے ہوئے-- اس کی جانب دیکھ---زچ

کرنے والے انداز میں مسکرا کر بولا---اور وہ

مسکراہٹ بھی زمر کو بری طرح جلا گئی تھی--

"میں تو اللہ کو بعد میں پیاری ہوں گی---ڈر ہے

کہیں تم نہ ہو جاؤ پہلے--وہ بھی میرے

ہاتھوں---" وہ خاصہ غرا کر---اسے کھا جانے

والی نگاہ سے گھورتے ہوئے ---وارننگ آمیز لہجے

میں بولی--

مقابل نے اس بار اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔۔۔ وہ اپنا پیزا کھانے میں مگن نظر آ رہا تھا۔۔۔

اس نے جھوٹے منہ بھی ایک بار دعوت نہ دی زمر کو اپنے ساتھ کھانے کی۔۔۔۔ اس کے سامنے ہی بیٹھ کر مزے مزے کے کھانوں سے لطف اندوز

ہوتا رہا۔۔۔ کھانوں کی خوشبو مسلسل زمر کی ناک کو چھو رہی تھی۔۔۔

"یہ سامان تو اٹھا کر لے کے جاؤ یہاں سے۔۔۔"

جانشیر کھانا کھانے کے بعد فوراً اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب چل دیا تھا۔۔۔اس نے بچا ہوا سامان

اٹھا کر کچن میں رکھنے تک کی زحمت نہ کی---یہی

دیکھ---زمر نے نہایت جھنجھلا کر کہا---

"کہاں رکھوں؟؟..فریج ہے نہیں ابھی گھر میں

--- صبح تک آئے گا بات کرلی ہے میں

نے-- کچن میں رکھوں گا تو کہیں خراب نہ ہو

جائے--اس لیے ہوا میں ہی رکھے رہنے

دو۔۔۔فین چل رہا ہے ناں یہاں۔۔۔"وہ نرمی سے اس کی بات کا جواب دے کر۔۔اس کے سامنے ہی کمرے میں چلا گیا تھا۔۔۔

وہ اب لاؤنج میں اکیلے بیٹھی ہوئی تھی مزیدار کھانوں کے سامنے۔۔۔جن کی خوشبو مسلسل اس کی ناک

کوچ کر رہی تھی۔۔۔اس کا منہ دوائیوں کے

سبب کافی کڑوا ہو رہا تھا۔۔۔

آہستہ آہستہ کھانوں کی خوشبو کی وجہ سے اس کا

دل للچانے لگا۔۔۔

بھوک بھی شدید لگ رہی تھی اس لیے منہ میں پانی آنا شروع ہوگیا۔۔۔

وہ اٹھ کر بیٹھی اور وہ چھوٹا سہ بن کھانے لگی۔۔۔

کھاتے کھاتے برابر میں رکھے کھانے بھی اب مزید صاف نظر آرہے تھے۔۔۔ جن کی مصالحے دار

خوبصورت شکل بھی اسے اپنی جانب تیزی سے راغب کر رہی تھی۔۔۔

"ڈھک کر تو جاتا کم از کم۔۔۔" وہ چڑھ کر بولی ۔۔۔اور کھانوں کو ڈھکنے لگی۔۔۔اسی ڈھکنے کے دوران اس نے کنکھیوں سے دروازے کی جانب دیکھا۔۔جانشیر کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔۔۔یہ

دیکھ۔۔۔اس نے اگلے ہی پل۔۔تیزی سے بریانی کا چمچہ بھر کر منہ میں ڈال لیا۔۔۔

پھر کیا تھا ایک کے بعد ایک چیز چکھنے لگی۔۔۔اس کا ہاتھ اب رک نہیں پا رہا تھا۔۔۔یہاں تک کہ اس نے سارا بچا کھانا ختم کر دیا۔۔۔

جانشیر جب پانی کا جگ بھرنے کے لیے اپنے
کمرے سے رات کے دوسرے پہر باہر نکلا تو اس
نے زمر کو خراٹوں کے ساتھ پرسکون انداز میں
صوفے پر سوتا ہوا پایا۔۔۔

جو چیزیں اس نے دانستہ طور پر زمر کے لیے چھوڑی تھیں۔۔۔وہ سب اب خالی نظر آرہی تھیں۔۔۔۔ جنہیں دیکھ۔۔۔وہ مسکرایا۔۔۔

وہ نیند میں تھی۔۔جب اس نے محسوس کیا کہ کسی نے اس پر کمفرٹر اڑایا ہے۔۔۔

اسے لگا تھا عائشہ خود ہی کال کر کے بتا دے
گی۔۔۔ مگر تین دن گزر گئے اس کی کوئی کال
موصول نہ ہوئی۔۔۔

"بیوی تو بیوی --بیٹی بھی بے وفا نکلی ہے میری تو

---یہ نہیں جھوٹے منہ فون کر لے--کہ پاپا کی

یاد آرہی ہے---حد ہوتی ہے یار---" وہ اکیلے گھر

میں صوفے پر بیٹھا--- منہ بسور کر کہہ رہا تھا---

"خود کال کر لوں---کہہ دیتا ہوں---میں آرہا ہوں لینے--"وہ سوچ میں پڑ گیا تھا---کہ کال کرئے یا نہیں---

"کہیں اسے برا لگ گیا تو؟؟---"اس نے یہ سوچتے ہوئے اپنے ہاتھ میں پکڑا سیل ٹیبل پر رکھا ---

"اسے کیوں برا لگے گا...بلکہ اسے تو خود احساس ہونا چاہیے کہ میں اکیلا ہوں گھر میں" دماغ و دل میں چلنے والی کشمکش میں مبتلا وہ لڑکا۔۔۔دوبارہ سیل اٹھا چکا تھا۔۔۔

"نہیں---ہماری شادی حادثاتی طور پر ہوئی
ہے--- وہ تیار نہیں تھی شادی کے
لیے---یقینا اسے وقت چاہیے ہوگا---مجھے اسے
وقت دینا چاہیے---"یہ سوچتے ہوئے اس نے
واپس سیل نیچے رکھ دیا---اور اب صوفے پر لیٹ
گیا--..

"مگر تین دن بہت ہوتے ہیں یار۔۔۔تین دن سے
روکا ہوا ہے میں نے خود کو۔۔۔وہ ایک کال تک
نہیں کر رہی ہے۔۔۔"ایک شکوہ ہی تھا جو اس
کے لبوں پر تیزی سے آٹھہرا۔۔۔اور وہ اٹھ کر
بیٹھا۔۔۔ ساتھ ہی ہاتھ میں سیل پھر سے اٹھا لیا
تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ تین دن بہت نہیں ہوتے ۔۔۔ ہو سکتا

ہے اسے میں پسند ہی نہ ہوں۔۔ جس طرح وہ مجھ

سے بھاگ رہی ہے مجھے نہیں لگتا میں اسے اچھا

بھی لگتا ہوں ذرا سہ بھی ۔۔۔ مجھے اسے وقت دینا

چاہیے ۔۔۔ہاں۔۔۔ مجھے جلد بازی نہیں کرنی

چاہیے اس معاملے میں ۔۔" یہ خیال آتے ہی ۔۔۔

کہ شاید وہ اسے پسند ہی نہیں کرتی۔۔اس نے

سیل واپس نیچے رکھ دیا تھا۔۔۔

"اف اللہ۔۔۔۔ کتنا مشکل ہے یہ سب کچھ۔۔۔"

ابھی وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا کر

جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہہ ہی رہا تھا۔۔۔کہ

سیل رنگ ہوا۔۔۔

اس نے تیزی سے سیل کی جانب دیکھا۔۔۔اس

امید کے ساتھ کہ شاید عائشہ کی کال آئی

ہو۔۔۔مگر اگلے ہی پل۔۔۔چہرہ اترا۔۔۔ جب اسکرین

پر عائشہ کی جگہ اپنے کزن کی کال دیکھی۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"عائشہ تم نے درنجف کو کال کی؟؟" عائشہ

جب سے واپس آئی تھی سب محسوس کر رہے تھے

کہ وہ درنجف کا نام تک نہیں لے رہی ---

اس نے جب صبح ثمرہ کی اس کے والد سے موبائل

پر بات کرائی ---تب بھی خود ذرا بھی بات نہ

کی۔۔۔ جیسے وہ صرف ثمرہ کا والد ہو۔۔۔۔عائشہ کا کچھ نہ لگتا ہو۔۔۔

"کیوں؟؟" اس نے خاصہ احتجاجی لہجے میں اپنی ماں کی جانب دیکھ پوچھا۔۔۔

"کیا مطلب کیوں ؟؟...واپس نہیں جانا
؟؟..ایک ہفتہ ہونے کو آرہا ہے" انھوں نے ایک
ہفتے کے لفظ پر خاصہ جماؤ دیا تھا۔۔۔

"یہ میرا گھر ہے ناں امی۔۔۔۔تو کیا ہو گیا اگر میں
ایک ہفتے رک گئی تو۔۔۔" وہ خفگی سے بول اٹھی
تھی۔۔۔ جیسے اسے اچھا نہ لگا ان کا جتانا بھی۔۔۔

"بے شک یہ تمہارا گھر ہے--- لیکن بیٹیاں اپنے گھروں میں خوش و آباد زیادہ اچھی لگتی ہیں ماں باپ کو---" وہ محسوس کر رہی تھیں عائشہ بھاگ رہی ہے در نجف سے---

"میں کیا بوجھ لگنے لگی ہوں اب آپ کو؟؟" اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔۔۔ ایک یہی تو گھر تھا جو اسے اپنی محفوظ پناہ گاہ لگتا تھا۔۔۔ یہاں سے بھی اس کی ماں جانے کا کہہ رہی تھی۔۔۔

" کیسی بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو؟؟ شادی کے بعد بیٹی کا اصل گھر اس کا شوہر کا گھر ہوتا

ہے ... تم ایک ہفتے سے یہاں آئی ہوئی ہو اور

جانے کا نام نہیں لے رہیں اوپر سے تم در نجف

سے بات بھی نہیں کرتیں ورنہ ایک ہفتے میں تو

ایک بیوی پتہ نہیں کتنی بار کال کر لیتی ہے اپنے

شوہر کو۔۔۔ مگر میں نے تمہیں ایک بار بھی اس

سے بات کرتے نہیں دیکھا۔۔۔ الٹا صبح جب ثمرہ

نے تم سے کہا۔۔۔ کہ پاپا بات کرنا چاہ رہے

ہیں۔۔۔تو تم نے یہ کہہ دیا۔۔کہ تم ابھی کام کر رہی ہو۔۔۔"

" کیونکہ میں ان سے بات نہیں کرنا چاہتی۔۔۔میں ان کے پاس بھی نہیں جانا چاہتی۔۔۔۔میرا دل نہیں چاہتا۔۔۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہو؟؟...وہ شوہر ہے اب تمہارا---" طیبہ بیگم فوراً ہی ڈپٹ والے انداز میں---جتاتے ہوئے گویا ہوئیں---

"امی پلیز--- مجھے یہاں سے مت بھیجیں--مجھے اس سے ڈر لگتا ہے--میرا دل نہیں چاہتا اس کے پاس جانے کا---بالکل بھی نہیں---میں یہیں

رہ لوں گی زندگی بھر۔۔۔امی پلیز۔۔۔امی۔۔۔" وہ

کسی بچے کی طرح اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر روتے

ہوئے کہنے لگی

۔۔۔

سننے میں تو کتنا آسان لگتا ہے نا...

"ایک آدمی نے اپنی بیوی کو مارا۔"

بس ایک جملہ، چند لفظ۔۔۔

لیکن ذرا خود کو اُس عورت کی جگہ رکھ کر دیکھو۔۔۔

تب سمجھ آتا ہے کہ یہ عمل کسی کے وجود پر کتنا

بھاری گزرتا ہے۔۔۔۔ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے

انسان نہیں، کوئی جانور ہو... بلکہ شاید جانوروں

سے بھی بدتر۔

جب پہلا تھپڑ پڑتا ہے ناں۔۔۔تو وہ جسم پر
نہیں۔۔۔روح پر پڑتا ہے۔روح کو چیر کر رکھ دیتا
ہے، زخمی کر دیتا ہے،ایسا زخم جو وقت سے بھی
نہیں بھرتا۔

اور اسے تو صرف مارا نہیں گیا تھا۔۔۔۔روند ڈالا گیا
تھا۔۔۔۔ سوچو، اُس کی روح کس قدر چھلی ہوگی...

کس قدر خوف اُس کے اندر جم گیا ہوگا...

کہ اب حسین چہرے اسے متوجہ نہیں کرتے---

بلکہ خوف دلاتے ہیں۔

اب وہ مرد ذات کے قریب نہیں جاتی---

کیونکہ وہاں اسے تحفظ نہیں---خطرہ محسوس ہوتا

ہے۔

ابھی عائشہ بول ہی رہی تھی کہ طیبہ بیگم نے اس کے پیچھے دیکھتے ہوئے حیرت سے کہا۔۔"داماد جی آپ کب آئے؟؟"

اور بس یہ سننا تھا۔۔۔کہ اسے اپنے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑتے محسوس ہوئے۔۔۔ جب کہ مقابل تھوڑا شرمندہ ہو کر نظر جھکا گیا تھا۔۔۔

"نیچے کوئی تھا نہیں۔۔۔ تو میں اوپر چلا آیا۔۔" وہ جیسے شرمندہ ہوا تھا یوں چلے آنے پر۔۔۔اس لیے وضاحت دینے لگا۔۔۔

اگر اسے ذرا علم ہوتا کہ سیڑھیا چڑھتے ہی اسے اتنے

دلخراش جملے سننے کو مل جائیں گے تو یہاں اوپر

آنے سے کہیں بہتر۔۔۔۔وہ اپنی بیٹی کو دروازے

سے ہی لے کر چلا جاتا۔۔۔

"دروازہ کس نے کھولا تھا پھر؟؟" طیبہ بیگم اب پریشان ہو کر پوچھنے لگیں۔۔۔کہ جب نیچے تھا ہی نہیں کوئی۔۔۔تو دروازہ کس نے کھولا اس کے لیے؟؟...

نہ دروازہ کھلتا۔۔

نہ وہ اوپر آتا

اور نہ وہ ان کی باتیں سنتا۔۔۔

جس طرح اس کے چہرے کے رنگ اڑے ہوئے تھے۔۔۔ اس سے طیبہ بیگم اتنا تو محسوس کر چکی تھیں کہ اس نے ان کی باتیں سن لی ہیں۔۔۔مگر کتنی سنی ہیں۔۔۔اس کا کوئی اندازہ نہیں۔۔۔

"بچوں نے۔۔۔"

"ہاں۔۔۔ گلی کے بچے آئے ہوئے ہیں جب سے

ثمرہ آئی ہے۔۔۔ سب آجاتے ہیں روز کھیلنے

۔۔۔انہوں نے کھولا ہوگا۔۔۔۔ چلیں یہ سب

چھوڑیں ۔۔۔آپ آئیں ناں ۔۔۔آپ بیٹھیں اندر

آکر۔۔۔"

"نہیں شکریہ۔۔۔ میں ذرا جلدی میں ہوں۔۔۔ اپنی
بیٹی کو لینے آیا تھا۔۔" عائشہ اس کے آگے کھڑی
ہوئی تھی۔۔۔ اس نے پلٹ کر ایک بار بھی ابھی
تک در نجف کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔مگر جیسے ہی
یہ جملہ اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرایا۔۔وہ
پتھر کی بن گئی۔۔ایسا لگا جیسے کچھ ٹوٹا ہو۔۔۔کیا

و آس سی تھوڑی وہ شاید۔۔۔ مان شاید...؟؟
امید۔۔۔کے وہ اور مردوں جیسا نہیں
ہے۔۔۔اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے ۔۔۔ جبکہ
طیبہ بیگم اس کا جملہ سنتے ہی شاکڈ میں چلی گئی
تھیں۔۔اس نے نہیں کہا وہ اپنی بیوی و بیٹی کو
لینے آیا ہے۔۔۔اس نے کہا وہ صرف اپنی بیٹی کو
لینے آیا ہے۔۔۔

طیبہ بیگم نے اسے دروازے سے پلٹتا دیکھا تو تیزی سے اس کے پیچھے گئیں۔۔۔

"بیٹا بیٹھ تو جاؤ۔۔۔ایسے کھڑے کیسے بات ہو سکتی ہے ہماری۔۔۔"

"نہیں میں واقعی بہت جلدی میں ہوں---پھر کبھی بیٹھ کر بات کریں گے آرام سے---"وہ پلٹ کر ان کی جانب دیکھ---نہایت سنجیدگی سے گویا ہوا---

مگر طیبہ بیگم اس کے چہرے سے کہیں زیادہ اس کی آنکھوں میں امڈ آنے والی سرخی دیکھ رہی تھیں۔۔۔

"چلو ثمرہ۔۔۔ ہم گھر جا رہے ہیں" وہ اعلانیہ گویا ہوا۔۔۔

"اوکے۔۔۔۔ میں ماما کو بول دیتی ہوں۔۔" وہ ننھی پری اپنے پاپا کی بات سنتے ہی۔۔۔تیزی سے بولی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ صرف آپ اور میں جا رہے ہیں ۔۔۔آپ کی عائشہ ماما نہیں۔۔۔ چلو۔۔۔" اس

نے ثمرہ کو گود میں اٹھاتے ہوئے۔۔۔۔ سختی سے

کہا۔۔۔

"پاپا۔۔۔ہم اکیلے کیوں جا رہے ہیں؟؟...ہم

عائشہ ماما کو ساتھ لے کر کیوں نہیں جا

رہے؟؟... میں کیسے رہوں گی اکیلے؟؟... میں بور

ہو جاؤں گی.... یہاں بہت مزہ آ رہا تھا... اتنے

سارے بچے تھے ...پاپا آپ کچھ بولو تو۔۔۔ میں ماما

کے ساتھ کچھ دن بعد آجاؤں گی ناں۔۔۔" وہ

ننھی پری مسلسل کچھ نہ کچھ بول رہی تھی احتجاج

میں۔۔۔ لیکن در نجف نے کان نہ دھرے ۔۔۔وہ

اسے لے کر۔۔۔تیزی سے گھر سے نکلنے لگا۔۔۔

"میری بیٹی لے کر مت جاؤ" عائشہ پھرتی سے آئی تھی اس کے پیچھے---

"ثمرہ میری بیٹی بھی ہے---"

اس نوجوان نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھ---خاصہ جتاتے ہوئے کہا---

وہ چاہتا تو صرف کہتا۔۔۔کہ ثمرہ صرف میری بیٹی

ہے لیکن اس خوبرو نوجوان نے (بھی) کا لفظ

استعمال کیا۔۔۔یعنی اس کی ثمرہ پر ماں والی

ملکیت کا بھی اقرار ساتھ تھا۔۔۔۔

لاکھ غم و غصے میں صحیح۔۔۔۔مگر تعلق نہیں توڑا

اس نے۔۔۔۔

وہ ایک مرد تھا۔۔ اس کی عزت نفس پر شدید بھاری تھا یہ عمل۔۔۔کہ ایک لڑکی جو اس کے ساتھ رہنا ہی نہیں چاہتی۔۔وہ زبردستی اسے اپنے ساتھ لے کر جائے۔۔۔

اس کی پہلی بیوی اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی

تھی۔۔۔ اس نے طلاق مانگی۔۔۔اس نے دے

دی۔۔۔۔عائشہ اگر نہیں رہنا چاہتی۔۔۔اسے بھی

طلاق دے دے گا۔۔۔۔ویسے بھی ایک حادثاتی

شادی تھی یہ تو۔۔۔

بس دکھ اس بات کا تھا کہ اتنا زخمی دل ہونے کے باوجود۔۔۔نکاح ہوتے ہی اس کے جذبات تیزی سے عائشہ سے وابستہ ہو گئے۔۔۔

"میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔"وہ رو دی تھی۔۔۔ جس پر در نجف نے اپنے الٹے ہاتھ کی مٹھی بھینچی۔۔۔

"میں بھی نہیں رہ سکتا--- اور تمہیں یہ بات سمجھنی چاہیے--- کہ ثمرہ کے ساتھ اس کا باپ پیکج میں ملے گا ---"آخری جملہ اس نے جتاتے ہوئے سنجیدگی سے ادا کیا---

جسے سنتے ہی وہ سوچ میں پڑ گئی تھی---

طیبہ بیگم کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔۔۔

فضا میں موجود تناؤ کو وہ شدت سے محسوس کر رہی

تھیں۔۔۔

انہوں نے عائشہ کی جانب التجائی نگاہوں سے

دیکھا۔۔۔

"مجھے صرف دو منٹ دیں --- میں کپڑے لے کر آتی ہوں اپنے---"

وہ پہلے ہی اپنی ایک بیٹی کھو چکی تھی دوسری سے دور ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی ----مانا وہ مرد ذات سے ڈرتی ہے لیکن وہ اپنی بیٹی سے جدا

نہیں ہو سکتی۔۔۔اس لیے تیزی سے منتی لہجے میں

بولی۔۔۔

"میرا دل نہیں چاہتا اس کے پاس جانے کا

۔۔۔بالکل بھی نہیں۔۔۔میں یہیں رہ لوں گی

زندگی بھر۔۔۔ امی پلیز۔۔۔امی" کیا یہ وہ لڑکی نہیں

تھی جو ابھی کچھ دیر پہلے اوپر اپنی ماں سے منت کر

رہی تھی۔۔۔کہ اس کے ساتھ نہیں جانا
چاہتی۔۔۔

ابھی وہ کچھ کہتا اس سے قبل ہی۔۔۔ مقابل تیزی
سے اندر کی جانب بھاگی۔۔۔ اسے علم تھا کہ وہ
کپڑے لینے گئی ہے اپنے۔۔۔ اس لیے خاموشی
سے کھڑا رہا۔۔۔

نہیں جانتا کیوں ۔۔۔مگر آگے قدم نہ بڑھا سکا۔۔۔

نہیں چھوڑ کے جا سکا اسے۔۔۔

"وہ جب تک اپنے کپڑے لا رہی ہے آپ اندر آ

جائیں ۔۔ایسے اچھا نہیں لگتا ۔۔بغیر کچھ کھائے

پیسے جانا۔۔۔" طیبہ بیگم فوراً ہی لچکدار لہجے میں بولیں۔۔۔

" ہاں پاپا۔۔مجھے بھی بھوک لگ رہی ہے کھیل کھیل کر۔۔۔میں کچھ کھا لوں؟؟..نانی چاول بہت اچھے بناتی ہیں آلو والے۔۔۔"

"آجاؤ بیٹا---" وہ بار بار کہہ رہی تھیں-- اس لیے اسے اچھا نہ لگا مزید انکار کرنا----

خاموشی سے ان کے ساتھ اندر چل دیا---

"اچھا نانو۔۔۔ میری معظم ماموں والی چیزیں ۔۔۔

وہ تو دو۔۔۔" جاتے وقت وہ اپنی نانی سے فورا کہنے

لگی۔۔۔۔

سب کچھ اتنی ٹینشن میں ہو رہا تھا۔۔۔ کہ طیبہ

بیگم کو کب یاد رہا تھا اس ننھی پری کی چیزوں

کا۔۔

"ارے میں بھول گئی ابھی لاتی ہوں۔۔۔ میں

نے ناں اوپر چھپا کے رکھی تھی۔۔۔ تاکہ تمہارے

چٹورے رافع ماموں نہ کھا جائیں۔۔۔" وہ تیزی سے

کہہ کر۔۔اندر سے ایک بڑا سہ چیزوں سے بھرا شاپر

لے کر آئیں۔۔۔

"اس میں رافع ماموں جو کل چپس دلا کر لائے تھے۔۔۔وہ ہیں نا؟؟"اس ننھی پری نے تیزی سے پوچھا

"ہاں۔۔۔"

"اور جو نانا صبح میرے لیے حلوہ پوری لائے تھے

وہ---"

"وہ باقی سامان کو چکنا کر دیتی--تو میں نے عائشہ

کو پکڑا دی ہے---ماما کے پاس ہے آپ کی---"

" حلوہ تو ڈالا ہے ناں ؟ ؟ -- کہیں رافع ماموں کھا تو
نہیں گئے ؟ ؟ "

" نہیں نہیں -- میں نے اسے ہاتھ بھی نہیں
لگانے دیا --- صاف کہا --- یہ میری نواسی کا
ہے " طیبہ بیگم فوراً اسے مطمئن کرنے لگیں ---

"اچھا۔۔۔ اور بڑی نانی نے جو پیسے دیے

تھے۔۔۔وہ۔۔۔"

اس کی بات سنتے ہی در نجف نے اپنے منہ پر ہاتھ

رکھا۔۔۔وہ کیسے ان سے ایک ایک چیز کا حساب

لے رہی تھی۔۔۔ بلکہ نہیں وہ حساب نہیں تھا۔۔

اسے احساس ہوا یہ لاڈ اٹھوانے کا طریقہ تھا۔۔۔اور

لاڈو ہیں اٹھواتا ہے بچہ۔۔۔ جیسے پتہ ہو یہاں

اٹھالئے جائیں گے۔۔۔وہ دیکھ سکتا تھا اس کی بیٹی

کو کتنا پھولوں سے رکھا گیا تھا وہاں۔۔۔

"وہ بھی آپ کی ماما کو رکھ وا دیے ہیں۔۔۔ورنہ

آپ تو گم کر دیتیں۔۔۔" عائشہ تو کب کی گاڑی

میں بیٹھ چکی تھی مگر ان نانی اور نواسی کے حساب کتاب ختم ہی نہیں ہو رہے تھے۔۔۔۔

"اگر کچھ نہیں رہ گیا۔۔۔تو چلیں؟؟" درنجف نے نہایت نرمی سے اپنی ننھی پری سے استفسار کیا۔۔۔

وہ چند لمحے اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔۔۔ پھر پورے اطمینان سے ہاں میں سر ہلا دیا۔

درنجف نے محبت سے اُسے باہوں میں اٹھا کر۔۔۔ نرمی سے کار کی پیسنجر سیٹ پر بٹھایا۔۔۔ بیلٹ لگائی۔۔۔ اور دروازہ بند کرتے ہوئے ایک لمحے کو رُک گیا۔۔۔۔

طیبہ بیگم سے مؤدبانہ الوداع لے کر۔۔ پھر خاموشی سے ڈرائیونگ سیٹ پر آبیٹھا۔۔انجن کی ہلکی سی آواز کے ساتھ جیسے ایک نیا سفر شروع ہو گیا تھا ان کا۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"واؤ میرا نیا کمرہ۔۔۔"ثمرہ اپنا نیا کمرہ

دیکھ۔۔۔خاصہ خوش ہو کر بولی۔۔۔اس کی آنکھیں

جگنو کی طرح جگمگا رہی تھیں۔۔۔جسے دیکھ در نجف

مسکرانے لگا۔۔۔

"جی۔۔۔اچھا لگا آپ کو؟؟"

"بہت پیارا ہے پاپا---" وہ بڑا خوش ہو کر اپنے والد کو نیچے جھکنے کا اشارہ دینے لگی--- جیسے ہی وہ نیچے جھکا---ثمرہ نے اس کے گال کو خوشی سے چوما---

جہاں ایک طرف ثمرہ بڑا خوش ہو رہی تھی اپنا الگ کمرے دیکھنے پر۔۔۔وہیں دوسری جانب عائشہ کی جان خشک ہو رہی تھی۔۔۔چونکہ پیچھے تو اسی نے بچنا تھا اکیلے در نجف کے ساتھ۔۔۔

"چلو اب آرام سے کپڑے چینج کر کے اپنے بیڈ پر لیٹو اور سو۔۔۔میں پانچ منٹ بعد آ کر چیک کرتا ہوں۔۔۔کہ آپ سوئی یا نہیں۔۔۔"

"اوکے۔۔۔" وہ دوبدو چہک کر بولی۔۔

"میں ثمرہ کو سلا کر آتی ہوں---" عائشہ نے

ہولے سے کہا---جسے سن کر بھی---بغیر کوئی

تاثر دیے----وہ کمرے سے نکل گیا---

در نجف کو 99 پرسنٹ یقین تھا کہ اس لڑکی نے

آنا ہی نہیں ہے---لیکن وہ جو ایک پرسنٹ امید

تھی نا۔۔۔اس کے تحت اس نے دروازہ کھلا چھوڑ

دیا تھا اپنے کمرے کا۔۔۔

"میرا دل نہیں چاہتا اس کے پاس جانے کا

۔۔۔بالکل بھی نہیں۔۔۔میں یہیں رہ لوں گی

زندگی بھر۔۔۔امی پلیز۔۔۔امی۔۔۔" بیڈ پر لیٹتے

ہی۔۔۔پتا نہیں کیوں۔۔۔اس لڑکی کے

جملے۔۔۔واپس کانوں میں گونجنے لگے تھے۔۔۔

ایک رنج تھا جو اس نے اپنے دل میں شدت سے

محسوس کیا۔۔۔

"کچھ لوگوں کے نصیب میں پیار جیسی نعمت لکھی

ہی نہیں گئی۔۔۔ اور شاید میں انہی میں سے ہوں

۔۔۔"اس نے اپنی آنکھیں زور سے میچے زیر لب

کہا۔۔۔ اور لگلے ہی پل اسے کسی کے کمرے میں

داخل ہونے کی آہٹ محسوس ہوئی۔۔۔

اس نے آنکھ نہ کھولی لیکن خبر تھی۔۔۔۔کہ وہ دشمن جانا آئی ہے۔۔۔

کچھ دیر بعد۔۔۔اس نے اپنے برابر میں آکر لیٹتے ہوئے محسوس کیا اسے۔۔۔

درنجف نے کروٹ لے لی دوسری جانب۔۔۔ اب اس کی کمر تھی عائشہ کی طرف۔۔۔

ان کے درمیان بظاہر کوئی دیوار حائل نہیں تھی۔۔۔ مگر وہ دونوں ایک دوسرے کو میلوں کے فاصلے پر محسوس کر سکتے تھے۔۔۔

وہ دونوں سو نہیں پا رہے تھے۔۔۔ کہ در نجف جب

ہلکا سہ ہلتا ۔۔۔ تو عائشہ خود کو مزید سمیٹ کر اس

سے دور ہو جاتی۔۔۔وہ بالکل گڑمڑی بن گئی تھی

مارے ڈر کے۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

وہ ایک کروٹ پر لیٹے لیٹے تھک چکا تھا۔۔۔۔ رات
کا کون سہ پہر تھا معلوم نہیں ۔۔۔ مگر اس امید
کے ساتھ کہ وہ سو چکی ہوگی اب۔۔۔ اس نے کمر
سیدھی کی۔۔۔ تو عائشہ پر نظر گئی۔۔۔۔اگلے ہی پل
وہ چونک کر اٹھ کر بیٹھا۔۔۔وہ بری طرح گرمڑی
بنی ہوئی تھی
۔۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آیا وہ اس طرح کیوں سو رہی ہے۔۔۔

پورا بیڈ خالی تھا ان کے درمیان۔۔وہ تو ایک کونے میں سو رہا تھا بالکل۔ پھر وہ ایسے کیوں سو رہی تھی؟؟...

شاید اسے سردی لگ رہی ہے--- یہ گمان کر وہ اٹھا اور الماری سے کمفرٹر نکال کر لایا---اور اس پر نرمی سے اڑا دیا---

♡*Husny Kanwal*♡

وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی ۔۔۔ برابر والے تکیے پر اس کا ہاتھ تھا ۔۔۔وہ بار بار اسے آہستگی کے ساتھ سہلاتی ۔۔۔

آنکھوں سے آنسو از خود بہے جا رہے تھے ۔۔۔وہ ایسے ہی لیٹی رہتی تھی پورا پورا دن ۔۔۔

"تابش۔۔۔۔۔ تم مجھے چھوڑ کے کیوں چلے گئے
۔۔۔ مجھے اپنے ساتھ لے جانا تھا نا۔۔۔میں کیا
کروں گی اکیلے یہاں۔۔۔"اس نے سرگوشی کرنے
والے انداز میں روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ جیسے تصور
میں وہ اب بھی اسے اپنے برابر میں لیٹا ہوا پا رہی
ہو۔۔۔

اس لڑکی نے ایک ہفتے سے بال نہیں بنائے تھے

بال بنانا تو دور کی بات شاید چہرہ بھی نہ دھویا ہو--

وہ بس بے سست سی پڑی تھی--- زندگی کا اس کی

آنکھوں میں دور دور تک کوئی رنگ نظر نہیں آتا تھا

---ایک ہفتہ ہونے کو آرہا تھا مگر اس کی تکلیف

میں کوئی کمی نہیں آئی تھی----وہ تڑپ رہی تھی

بس اب منہ سے چیخنا بند کر دیا تھا---بالکل

خاموش سی ہوگئ تھی---

♡*Husny Kanwal*♡

"بریرہ--- بریرہ--- تم رو کیوں رہی ہو؟؟.." وہ

روزمرہ کے کپڑوں میں اسے صوفے پر بیٹھی نظر آئی

۔۔ وہ تیزی سے اس کے پاس گیا تھا۔۔۔وہ چہرہ جھکائے ہوئے تھی ۔۔مگر مسلسل اس کے رونے کی آوازیں اس کے کانوں کی سماعتوں سے ٹکرا رہی تھیں۔۔۔

وہ قریب آکر۔۔۔تیزی سے اس کے قدموں میں بیٹھا۔۔۔

اس کے بال کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے اس کی ٹھوڑی نرمی سے پکڑ کر ہلکی سی اٹھائی۔۔۔

اس کی آنکھوں سے بہنے والے موتی اب اسے صاف نظر آرہے تھے۔۔۔ جنہیں دیکھ۔۔۔ اس کا دل جیسے پھٹنے کو ہوا۔۔

وہ ان آنکھوں میں شرارت دیکھنے کا عادی تھا، مسکراہٹ دیکھنے کا عادی تھا، غرور دیکھنے کا عادی تھا، آنسو نہیں جچ رہے تھے ان میں۔۔۔ نہیں دیکھنا چاہتا تھا ان میں آنسو۔۔وہ تیزی سے فکر مند ہو کر وہ آنسو صاف کرنے لگا۔۔ ابھی وہ ان

آنسوؤں کو صاف کر پاتا۔ کے اگلے ہی لمحے وہ لڑکی غائب ہو گئی۔۔۔وہ ادھر ادھر بھاگنے لگا۔۔۔

بریرہ۔۔۔ بریرہ۔۔۔کہہ کر آوازیں لگانے لگا۔۔۔اور یک دم اس کی آنکھ کھلی۔۔۔

"بریرہ---" آنکھ کھلنے پر اس نے خود کو اپنے کمرے میں-- اپنے بیڈ پر لیٹا پایا---مگر جسم کی حالت یوں تھی جیسے کہیں بہت دور سے طویل سفر طے کر کے آیا ہو---

روح اور جسم دونوں تھکے ہوئے معلوم

ہوئے۔۔۔سب کچھ بھاری بھاری سہ تھا۔۔۔وہ

یوں ہی اٹھ کر بیٹھا اور پانی پینے لگا۔۔۔

وہ کیوں اسے روتے ہوئے نظر آرہی تھی؟؟...وہ

تو بہت خوش چھوڑ کر آیا تھا اسے تابش کے

ساتھ۔۔۔

اور اسے کب خبر تھی کہ جس رات وہ واپس لوٹا

ہے اس کی اگلی صبح تابش کا انتقال ہو گیا

تھا۔۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

پندرہ دن بعد----

جہاں ایک طرف بریرہ عدت میں بیٹھی ہوئی تھی---- وہیں دوسری جانب کوریا پہنچنے کے بعد--- زمر نے خود کو مہروز کے نکاح سے آزاد کر لیا تھا--- اور خود کو تین طلاقیں دے دی تھیں

---اور اب وہ بھی اپنی عدت شروع کر چکی تھی---

قسمت بھی سب کی الگ ہوتی ہے نا---- کوئی محبت پا کر بھاگ رہا ہے (عائشہ)--- تو کوئی محبت پانے کے لیے بھاگ رہا تھا (زمر)--- کوئی محبت پا کر بھی، پا نہ سکا (بریرہ)--- اور کوئی محبت پانے

کوئی ---(طیبہ) کے لیے آج بھی بے قرار ہے

کوئی محبت پا کر بھی خود کو خالی محسوس کرتا ہے

(در نجف) ---کوئی محبت کے ڈر سے بھاگ

گیا (جانشیر)

کوئی محبت کو نبھانے میں خود کو کھو

بیٹھا (رومان)...اور کوئی آج تک محبت ہونے کا

انتظار کر رہا ہے (حمزہ)...

کہانیاں سب کی الگ الگ ہیں،

مگر دھاگہ ایک ہی ہے۔۔۔۔ محبت 💔✨

🤍🤍🤍🤍

"بریرہ انسان کی بچی بنو۔۔۔ کیا حال بنا لیا ہے تم

نے اپنا.... مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں

جاتا۔۔۔"اپنے شوہر کا ایسا روگ لگا تھا

اسے۔۔۔کہ اس نے تو کھانا پینا بھی چھوڑ دیا

تھا۔۔۔یہی وجہ تھی کہ صبغہ اب غصہ کر رہی

تھی اس پر۔۔کے وہ کیوں اپنی جان پہ ظلم ڈھا

رہی ہے۔۔۔

پہلے والی بریرہ ہوتی تو یقینا جواب دیتی مگر اس نے تو نظر اٹھا کر اسے دیکھا بھی نہیں۔۔۔بے سُت سی لیٹی رہی بیڈ پر۔۔۔ جیسے جان ہی نہ ہو جسم میں۔۔۔

"پلیز۔۔۔ ایسا مت کرو بریرہ۔۔۔ زندگی ایک نعمت ہے۔۔۔ میرا بھائی کبھی نہیں چاہتا۔۔۔ کہ تمہیں

وہ اس حال میں دیکھے ---نہ تم بال بناتی ہو

---نہ منہ دھوتی ہو----نہ کھانا کھاتی ہو

---ایسے تو مر جاؤ گی یار---نہ کرو میرے بھائی

کے ساتھ ایسا--- جان بستی تھی اس کی تم میں

---اسے تکلیف ہو گی-- وہ تمہیں خوش دیکھنا

چاہتا تھا--- بریرہ-- ہوش میں آؤ---ورنہ تھپڑ مار

دوں گی تمہارے---" وہ اسے زبردستی اٹھا کر

بٹھاتے۔۔دونوں ہاتھ جھنجھوڑتے ہوئے کہہ رہی

تھی۔۔۔تاکہ وہ ہوش کے ناخن لے۔۔۔۔زندگی کی

جانب آئے۔۔۔

مگر اس لڑکی پر تو جیسے کسی بات کا کوئی اثر ہی نہ

تھا۔۔ یہ دیکھ۔۔صبغہ خود بھی رونے

لگی۔۔۔صرف ایک ماہ ہی تو ہوا تھا اس کے بھائی

کی موت کو۔۔۔وہ پہلے ہی بہت تکلیف میں

تھی۔۔۔

ایسا نہیں ہے کہ وہ بیڈ پر لیٹی ہے تو سو رہی

ہے۔۔ وہ اکثر جاگ رہی ہوتی تھی ۔۔اور چھت کو

دیکھتی۔۔خدا جانے اس کے دماغ میں کیا چل رہا

تھا ۔۔کیا سوچتی رہتی تھی وہ پورا پورا دن ۔۔۔کہاں
اتنی گم سم سی رہتی تھی۔۔۔

یہ صبغہ کی بے بسی کی انتہاء تھی کہ وہ اسے تھپڑ
مارنے کی بات کر رہی تھی۔۔۔لیکن جب اس کی
ساری بات سننے کے بعد بھی بریرہ نے کوئی ری
ایکشن نہیں دیا۔۔۔وہ یوں ہی بیٹھی رہی جیسے زندہ

مردہ ایک ہو۔۔۔تو وہ بے بسی کی انتہا کو چھوتی

اس کے چہرے پہ اپنے ہاتھوں کا پیالہ بنا کر بڑا

روتے ہوئے بولی۔۔۔"کہ بس کر دو

بریرہ۔۔۔۔تمہارے یوں بھوکا پیاسا رہنے سے وہ واپس

نہیں آجائیں گے۔۔۔"

"تو مجھے اس کے پاس بھیج دو۔۔۔ میں ہر وقت
بس یہی سوچتی رہتی ہوں کہ کاش یہ نہ ہوا
ہوتا۔۔۔ کاش وہ نہ ہوتا ۔۔۔وہ سب کا خیال کر رہا
تھا ۔۔۔وہ ڈاکٹر کے پاس نہیں جا رہا تھا نہ ڈاکٹر کو
یہاں آنے دے رہا تھا کہ کوئی پریشان نہ ہو لیکن
میں بے وقوف ۔۔ میں کیوں اس کا ٹھیک طرح
خیال نہیں رکھ پائی ۔۔۔ مجھے چاہیے تھا میں ڈاکٹر کو

بلا لیتی۔ وہ دکھاتا نہیں تھا لیکن میں تو جانتی تھی

ناں۔۔۔۔کہ وہ تکلیف میں ہے ۔۔۔مجھے اسے

ہاسپٹل میں ہی رکھنا چاہیے تھا۔۔۔میں اسے گھر

کیوں لے آئی۔۔۔ میں۔۔۔"جب انسان حد سے

زیادہ ڈپریشن میں جا رہا ہوتا ہے تو وہ ہر چیز کا

قصوروار خود کو ماننا شروع کر دیتا ہے ۔۔۔ کہ میری

وجہ سے یہ ہوا ۔۔۔ میری یہ غلطی تھی ۔۔ میں نے

ایسا کیا ۔۔۔

"بریرہ ۔۔۔ تمہارا ان سب میں کوئی قصور نہیں ہے

۔۔۔ خود کو ذمہ دار ٹھہرانا بند کرو ۔۔۔۔ تم کچھ

نہیں کر سکتی تھی ۔۔۔کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا

تھا ۔۔۔ان کی موت کا وقت آگیا تھا ۔۔۔ جب

وقت آجاتا ہے ناں ۔۔تو سب بے بس ہو جاتے

ہیں۔۔۔کوئی ڈاکٹر کوئی ہاسپٹل کچھ بھی نہیں کر

سکتا۔۔۔ان کا وقت آگیا تھا۔۔۔انہیں تو جانا ہی

تھا۔۔۔اور اب ہمارا کام پیچھے صبر کرنا ہے۔۔۔ہم

جانے والے کو واپس نہیں لا سکتے لیکن صبر کر

سکتے ہیں ۔۔۔ خدا صبر کرنے والے کو پسند کرتا

ہے ۔۔۔کیا تم نے نہیں سنا ۔۔۔اللہ صبر کرنے

والوں کے ساتھ ہے۔۔۔۔وہ اپنے بندوں کا

امتحان لیتا ہے تاکہ آزما سکے کہ کیا جب اس کو

کوئی نعمت ملتی تھی صرف تب ہی میری شکر گزاری

کرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔اب جب اس سے میں نے یہ

نعمت چھین لی تب بھی مجھے یاد رکھتا ہے یا

نہیں۔۔۔

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیَاۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً وَّہُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ٥{[الملک:٢]}

"وہ ذات کہ جس نے موت و حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے اعتبار سے سب سے اچھا ہے۔"

ابتلاء سے بندے کا امتحان ہوتا ہے تاکہ معلوم ہوسکے کہ راضی ہوتا ہے کہ نہیں، صبر کرتا ہے یا کہ بے صبری، شکر کرتا ہے یا ناشکری------"

وہ چاہتی تو کہتی کہ صبر کرلو تمھیں اس کا اجر ملے گا---لیکن اس نے ایسا نہیں کہا---یہ بات بہت نازک و سمجھنے کی ہے---کہ جب انسان

ڈپریشن میں ہوتا ہے نا ۔۔۔وہ دنیا اور دنیا داری

دونوں سے بھاگ رہا ہوتا ہے ۔۔اور یہ جو (اجر) کا

لفظ ہے نا ۔۔یہ بھی کہیں نہ کہیں نفع کے معنی

میں ہے ۔۔(مانا آخرت کے اعتبار سے نفع ۔۔۔جو

بہت ضروری ہے ۔۔۔) ۔۔۔اور جب انسان کا دل

ہی اچاٹ ہو گیا ۔۔۔ نفع/نقصان اسے کوئی فرق

ہی نہیں پڑتا ۔۔۔وہ صرف مرنے کی خواہش کر رہا

ہے---اسے آپ یہ بتا رہے ہیں کہ تمہیں اجر ملے

گا، تمہیں ثواب ملے گا، تم فائدہ اٹھاؤ گے---یہ

اس کے کسی کام کا نہیں ہے اس لمحے----یہ

اس کے دماغ کو جا کے لگے گا بھی نہیں ---وہ

آپ کی طرح نارمل شخص نہیں ہے جو نفع اور

نقصان کو سمجھ رہا ہو اس وقت----وہ ایک الگ

سٹیج میں ہے جو موت چاہتا ہے--- اور ایسا نہیں

ہے کہ اس کے دماغ میں یہ چل رہا ہے کہ میں

یہاں مر جاؤں گا اور وہاں اگلا لمحہ میرا جنت میں

ہوگا۔۔

اس کا دماغ فقط اتنا ہوتا ہے کہ بلیک اؤٹ۔۔۔کہ

یہاں مرا اور یہاں سب ختم۔۔۔اب کچھ نہیں

ہوگا۔۔۔ عام لوگوں کی طرح آخرت کے حساب

کتاب کی فکر نہیں کر رہا ہوتا۔۔۔ وہ صرف وقتی

سکون تلاش کر رہا ہوتا ہے---جو اسے موت میں

محسوس ہوتا ہے---

اسے جس کے لیے دنیا کے نفع و نقصان اب باقی

نہ بچے----تو اسے یہ مت بتائیں کہ اجر ملے

گا---اسے صرف یہ بتائیں---کہ اللہ سے محبت

کرو---اور تم اللہ کے بندے ہو--- تم صبر

کرو---اللہ تمہیں پسند کر لے گا--- وہ تمہارا

امتحان لے رہا ہے---

اللہ سے ضروری تھوڑی ہے اس لیے محبت کی

جائے کہ وہ جنت اور دوزخ کا مالک ہے---کیا

ہم صرف اللہ سے اس لیے محبت نہیں کر

سکتے---کہ وہ ہمارا اللہ ہے-----بغیر کسی نفع

کی چاہ کے۔۔۔ بغیر کسی نقصان کے خوف کے۔۔۔

جب کسی پہ یہ وقت آتا ہے نا۔۔ تو آپ کو دیکھنے کو ملے گا ارد گرد کے لوگ صرف وظائف بتانا شروع کر دیتے ہیں۔۔۔ یہ پڑھ لو یہ ہو جائے گا۔۔ یہ پڑھو۔۔۔ یہ ہو جائے گا۔۔۔ خدارا اس بات کو

سمجھیں۔۔۔ وہ اس مینٹل سٹیج پہ نہیں ہے کہ وہ

آپ کی طرح نفع و نقصان کی باتیں سوچے۔۔۔

اسے صرف خدا سے محبت سکھا دیں ۔۔۔۔ اسے

ایک مقصد دیں جینے کا ۔۔۔اور وہ مقصد نفع

نقصان نہیں ہو سکتا۔۔۔وہ صرف کسی کی محبت

ہی ہو سکتی ہے۔۔۔ اور خدا سے زیادہ بہتر محبت کا

مالک کون ہو سکتا ہے۔۔۔۔ جو انسان کو جینے کی

چاہت دلوائے واپس۔۔۔

کیونکہ خدا سے محبت کرنے والے اعتبار کرتے

ہیں اس پر۔۔۔وہ اس کی منشاء میں راضی رہتے

ہیں۔۔۔ وہ امید کا دامن نہیں چھوڑتے ۔۔۔ کیسے

بھی حالات آئیں۔۔ انہیں علم ہوتا ہے کہ اللہ

سب اچھا کر دے گا۔۔۔

وہ اسے بہت پیار سے سمجھا رہی تھی ۔۔ کہ یہ اس

کے صبر کرنے کا وقت ہے۔۔۔یہ اللہ کو راضی

کرنے کا وقت ہے۔۔۔یہ تو اس کے امتحان کی

گھڑیاں ہیں ۔۔۔

بہت سمجھا کر۔۔۔ وہ اسے کھانا کھلانے لے آئی تھی نیچے۔۔تابش کے انتقال کے بعد وہ پہلی بار ایک ساتھ بیٹھ کے کھانا کھا رہے تھے۔۔۔

تابش کی خالی کرسی دیکھ۔۔۔وہ روتی جا رہی تھی اور

کھاتی جا رہی تھی ۔۔۔اور صرف اس کا نہیں باقی

سب کا بھی یہی حال تھا۔۔۔

سب کی گھٹی گھٹی سسکیاں ایک دوسرے کے

کانوں میں آ رہی تھیں۔۔۔مگر نظر کوئی نہیں اٹھا رہا

تھا۔۔۔ایک دوسرے کو کوئی نہیں دیکھ رہا

تھا۔۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"پہلی شادی بھی تم نے اپنی مرضی سے کی

دوسری بھی خود ہی کر کے بیٹھ گئے ہو۔۔ تم تو

ہمیں کچھ سمجھتے ہی نہیں ہو۔۔۔اوپر سے ہم

ناراض ہیں اس کے باوجود تم ہمیں منانے تک

نہیں آرہے ۔۔۔ حد ہوتی ہے۔۔ کون کرتا ہے

اپنے والدین کے ساتھ ایسا۔۔۔"اس کی والدہ

نے تو گھر میں داخل ہوتے ہی اس پہ برسنا شروع

کر دیا تھا۔۔۔ ساتھ ہی ان کی نظریں عائشہ کو ڈھونڈ

رہی تھیں۔۔۔

ان کی بات سنتے ہی اس نے گہرا سانس لیا۔۔

بیوی کب لایا تھا وہ۔۔۔ بیوی ہوتی تو اس کے

ساتھ رہتی۔۔اسے تو لگتا تھا وہ ثمرہ کے لیے ایک

بے بی سیٹر لے آیا ہے 24 گھنٹے کی۔۔۔

ہاں وہ بہت محبت دے رہی تھی ثمرہ کو۔۔۔مگر ثمرہ کے باپ کا کیا؟؟...اس کی فزیکلی اور ایموشنلی نیڈز کا کیا؟؟....

چار مہینے گزر گئے تھے شادی کو۔۔ جہاں وہ اپنے غصے اور سیلف رسپیکٹ میں اس کے قریب جانے کی کوشش نہیں کرتا تھا۔۔وہیں دوسری جانب

اس سے عائشہ کی طرف سے بھی ذرا سعی نہ تھی اس

شادی کو نبھانے کی۔۔۔

وہ حالت تو یہ تھی کہ اس کے سونے سے پہلے وہ

کمرے میں نہیں آتی تھی رات کو۔۔۔اور جب تک

وہ آفس نہ چلا جائے۔۔۔تب تک کمرے سے نہ

نکلتی صبح میں۔۔۔ پھر آئے دن اسے اپنی ماں کے

گھر جانا ہوتا تھا۔۔۔اور وہاں جا کر واپس آنا بھول

جاتی تھی۔۔۔ایک ایک ہفتے تک وہاں بیٹھی

رہتی۔۔۔ اور وہاں بیٹھنے کے بعد مجال ہے وہ لڑکی

ایک بار بھی فون کر دے اور یہ پوچھ لے۔۔۔کہ تم

کیسے ہو؟؟..گھر پہنچ گئے؟؟..کھانا

کھایا؟؟...بلکہ وہ انتظار کرتا رہ جاتا تھا سات سات

دن گزر جاتے۔۔۔

وہ مغرور لڑکی جو اسے ہی اہمیت نہیں دے رہی۔۔اس کے گھر والوں کو کیا ہی دے گی۔۔۔۔

در نجف کو اس شادی کا کوئی فیوچر نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔پھر وہ کیوں اپنے گھر والوں کو اپنے رشتے داروں کو اس سے ملاتا پھرے؟؟....

"اب ایسے منہ مت بناؤ جیسے میں کوئی غلط بات کر رہی ہوں۔۔۔ چار مہینے ہو گئے ہیں در نجف۔۔۔"وہ خاصہ جتاتے ہوئے کہہ رہی تھیں مگر مقابل

نے اب بھی کوئی خاص ری ایکشن نہ دیا ۔۔۔ بس

ان کا راستہ چھوڑ دیا تاکہ وہ آرام سے آکر صوفے پر

بیٹھ سکیں ۔۔۔

"کیا تمہاری اس گوری میم کی طرح یہ بھی سلام

کرنے نہیں آئے گی مجھے ؟؟؟ ... ویسے اسے بتایا تو

ہے نا کہ ماں بھی ہے ایک میری ۔۔"

جب اتنی باتیں سنانے کے بعد بھی عائشہ کہیں
سے آتی نظر نہ آئی ۔۔۔تو وہ فورا ہی منہ بسور کر طنز
کے تیر مارنے لگیں۔۔۔

" کیسی باتیں کرتی ہیں آپ۔۔۔ گھر میں ہوگی تو
آئے گی ناں۔۔۔میکے گئی ہوئی ہے وہ۔۔۔ میں
آپ کے لیے ٹھنڈا پانی لاتا ہوں۔۔ تھک گئی ہوں

گی آپ غصہ کر کر کے۔۔۔"آخری جملہ اس نے مسکراتے ہوئے ادا کیا تھا۔۔۔ساتھ ہی تیزی سے کچن کی جانب چل دیا۔۔۔

"کب سے گئی ہوئی ہے وہ میکے؟؟ اور جب وہ گئی ہوئی ہے تو تم گھر کیوں نہیں آ رہے؟؟..کیوں یہاں اکیلے پڑے ہو؟؟؟"

"دو تین دن کی تو بات ہے---وہ آجاتی ہے---کھانا وغیرہ رکھ کر جاتی ہے فریج میں---مجھے کوئی ٹینشن ہی نہیں ہوتی----" وہ نہایت صفائی سے جھوٹ بول رہا تھا--- اور کیا کرتا بھلا--- اپنی عزت رکھنے کے لیے یہ تو کرنا ہی تھا---

اگر بیوی کے جانے پر اپنے گھر جانا شروع کر

دے۔۔۔تو اس کی والدہ کو وہ ہر وقت گھر میں ہی

پڑا نظر آئے گا۔۔۔

"یعنی خیال رکھنے والی ہے تمہارا ۔۔ چلو یہ تو اچھا ہو گیا۔۔۔ " وہ تھوڑا پرسکون انداز میں بولیں۔۔۔ان کی خفگی جیسے تھوڑی کم ہوئی ۔۔۔

"میں دیکھتا ہوں ۔۔ "ابھی وہ جواب دیتا اس سے پہلے ہی بیل رنگ ہوئی ۔۔۔وہ فورا ہی پانی کا گلاس

اپنی والدہ کو پکڑا کر۔۔۔ دروازے کی جانب بڑھا

تھا۔۔

"آپ؟؟" دروازہ کھولتے ہی جو خوبصورت چہرہ اس

کے سامنے نمودار ہوا۔۔۔۔اسے دیکھتے ہی وہ

چونکا۔۔۔

"السلام علیکم۔۔۔" وہ اس کے چونکنے پر حیران نہیں ہوئی تھی۔۔۔بلکہ اسے اندازہ تھا کہ ایسا ہی کوئی ری ایکشن آئے گا اسے اچانک دیکھ کر۔۔۔

اس نے نرمی سے سلام کیا۔۔

"وعلیکم السلام ۔۔آپ اچانک خود کیسے آ گئیں؟؟.."

"اصل میں نا۔۔میں مارکیٹ کے لیے نکلی تھی۔۔ مگر راستے میں سینڈل ٹوٹ گئی اب امی کے گھر جاتی تو رکشے والا ڈبل کرایہ لے لیتا۔۔۔ تو میں گھر آگئی ۔۔۔ سوچا۔۔۔یہاں سے دوسری سینڈل پہن

کے آرام سے چلی جاؤں گی---" عائشہ کی بات
سننے سے پہلے تو اس نے دھیان ہی نہیں دیا تھا کہ
وہ کچھ عجیب انداز میں، تھوڑا اوپر نیچے کھڑی ہے۔
جب عائشہ نے توجہ دلائی اور اس نے نگاہ نیچے کی،
تو پتہ چلا کہ اس کے ایک سینڈل کی ایڑی پوری
طرح الگ ہو چکی ہے۔ اب راز کھل گیا تھا کہ وہ
اتنی "اونچ نیچ" کیوں لگ رہی تھی----

"تم تو دروازے پر ہی اٹک گئے۔۔۔کون آیا

ہے؟؟.."پیچھے سے آواز آئی تو وہ جو اپنی والدہ کی

گھر میں موجودگی کو بھول بیٹھا تھا حیرانگی کے

سبب۔۔۔وہ فورا ہی مسکرایا۔۔۔

"آپ کی بہو۔۔۔۔" پتہ نہیں کیوں اس کا یہ کہنا

کہ میں اپنے گھر آگئی در نجف کو اچھا لگا تھا

۔۔۔ محسوس ہوا جیسے وہ اسے اپنا گھر سمجھتی ہے

۔۔۔شاید یہی وجہ تھی کہ اس نے پیچھے دیکھ کر

(بہو) کہہ کر مخاطب کیا۔۔ورنہ وہ صرف عائشہ ہی

کہتا۔۔۔

"کوئی آیا ہوا ہے ؟؟" اب عائشہ بھی تجسس سے پوچھ رہی تھی۔۔

"جی۔۔۔آپ کی ساس۔۔۔آجاؤ ان سے سلام دعا کر لو۔۔۔انہیں اچھا لگے گا۔۔۔تب تک میں سینڈل نکال دیتا ہوں آپ کی۔۔"

"مگر رکشے والا کھڑا ہے باہر۔۔" وہ تیزی سے

بولی۔۔۔

"آپ اندر آجائیں۔۔۔اسے پیسے دے آتا

ہوں۔۔۔بعد میں، میں خود چھوڑ آؤں گا آپ کو

مارکیٹ۔۔۔" وہ نرمی سے گویا ہوا۔۔۔ساتھ ہی

اس کے لیے راستہ چھوڑا تھا تاکہ وہ اندر آسکے۔۔۔

"یہ لیں پیسے ----اتنے ہی بنتے ہیں اس رکشے والے کے---"یہ سن---- کے در نجف رکشے والے کو پیسے دینے جا رہا ہے ---وہ فورا ہی اپنے پرس میں ہاتھ ڈال کر--پیسے نکال کر اس کے آگے بڑھاتے ہوئے بولی---

اس کا یوں پیسے بڑھانا ۔۔ درنجف کو لمحہ بھر کے لیے ساکت کر گیا تھا۔۔۔

وہ اس کی بیوی تھی۔۔۔اسے کیا لگتا ہے وہ ایک رکشے والے کو بھی پیسے اس سے لے کر دے گا ؟؟...

وہ کچھ لمحے ان پیسوں کو دیکھتا رہا اور پھر اس لڑکی

کے چہرے کو۔۔۔

ضبط سے لب بھینچے۔۔۔اور بغیر کچھ کہے آگے بڑھ

گیا۔۔۔

"پیسے کیوں نہیں لیے؟" عائشہ اس کے ری ایکشن کو سمجھنے سے قاصر تھی---

"ارے اب اندر آ بھی جاؤ--- اور کتنا ترساؤ گی اپنی ساس کو منہ دکھائی کے لیے-.." ایک پیار بھرا شکوہ تھا جسے سنتے ہی اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی---اور وہ اندر کی جانب چلی---

" بھئی ماشاء اللہ ماشاء اللہ ۔۔۔ بڑی پیاری ہو تم

تو ۔۔ بالکل چاند کا ٹکڑا ۔۔" عائشہ کے انہیں سلام

کرتے ہی ۔۔۔ وہ فورا ہی کھڑے ہو کر اس کی

تعریفیں کرنے لگیں ۔۔۔ اسے بڑے پیار سے اپنے

پاس بٹھا لیا اور خوب باتیں کرنا شروع ہو

گئیں ۔۔۔۔

کون سی ناراضگی۔۔کہاں کی خفگی۔۔۔ جیسے وہ

سب بھول بیٹھی ہوں۔۔۔

"امی اب آپ آئی ہیں۔۔ تو دوپہر کا کھانا ہمارے

ساتھ کھا کر ہی جائیے گا۔۔۔ میں باہر سے آرڈر کر

دیتا ہوں۔۔۔" وہ واپس آکر ان کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

بڑی بوڑھی عورتوں میں یہ خاصیت ہوتی ہے کہ وہ نئے شادی شدہ جوڑوں کے درمیان میں چلنے والی کھٹ پٹ کو بڑی تیزی سے محسوس کر لیتی ہیں۔۔۔ انہوں نے بھی کرلی تھی۔۔۔

"باہر سے کیوں آرڈر کرو گے ؟؟.. بھئی میں تو اپنی

بہو کے ہاتھ کا کھاؤں گی۔۔۔۔ "انہوں نے فورا

فرمائش ظاہر کی۔۔۔

"دراصل امی ۔۔ وہ۔۔۔ "ابھی درنجف کوئی بہانہ

بنانے ہی لگا تھا تاکہ عائشہ کو کھانا بنانے سے بچا

سکے ۔۔۔کہ سامنے سے عائشہ تیزی سے بولی ۔۔"

جی بالکل امی ۔۔ میں کیوں نہیں بناؤں

گی ۔۔۔آپ مجھے بتائیں آپ کو کیا کھانا ہے ۔۔۔"

در نجف کو ڈر تھا وہ منہ بسورے گی ۔۔کہے گی

تمہاری بیٹی کو بھی سنبھالوں اور اب تمہاری ماں

کے لیے کھانے بھی بناؤں ۔۔۔نوکر سمجھ لیا ہے

کیا تم لوگوں نے مجھے اپنا۔۔۔میں تو مارکیٹ جانے

کے لیے آئی تھی۔۔۔یہی سوچتے ہوئے۔۔ وہ فورا

بہانہ بنانے لگا لیکن جب عائشہ کے الفاظ اس کے

کانوں کی سماعت سے ٹکرائے۔۔۔تو وہ دو تین

ثانیوں کے لیے حیرت سے اس خوبصورت لڑکی کا

چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔یقین جو نہیں آرہا تھا وہ اتنی

محبت سے ان کے لیے کھانا بنانے کے لیے تیار

ہے ---

"چکن بریانی بنا لو --ساتھ قورمہ ---شامی کباب

---اور میٹھے میں کھیر دیکھ لو --اس سے زیادہ

نہیں ---میں کھا نہیں پاؤں گی بیٹا---"

بریانی ہی بہت تھی ۔۔۔ اس پر ان کا شامی کباب کھیر اور قورمے کی فرمائش کرنا در نجف کی آنکھیں حیرت سے پھیلا گیا تھا ۔۔ وہ اپنی بیوی کو دیکھنے لگا ۔۔۔ وہ نازک جان کیسے اتنے سارے کھانے ایک ساتھ بنا لئے گی؟؟ .. وہ یہی سوچ اب پریشان ہو رہا تھا ۔۔۔

"ٹھیک ہے امی۔۔۔" وہ۔۔جس کا کام تھا اس

لڑکی کی پیشانی پر تو ایک شکن تک نہ آیا الٹا وہ مسکرا

کر کہتی ہوئی کہ اٹھ کر کچن کی جانب چل دی

۔۔۔اور وہ جس کا کوئی کام ہی نہیں تھا وہ فکر

میں گھل رہا تھا۔ بار بار والدہ سے بات کرتے

ہوئے کچن کی جانب دیکھتا۔۔۔

" میں ذرا کچن میں دیکھ لیتا ہوں ۔۔۔ سامان کی کچھ کمی ہوگی تو ابھی لادوں گا بازار جاکر۔۔۔" وہی جانتا ہے 20 ، 25 منٹ کیسے گزارے تھے اس نے اپنی ماں کے ساتھ۔۔۔لیکن اب اس کی انتہاء ہوئی تھی۔۔ وہ فکر مند ہو رہا تھا۔۔۔پتہ نہیں وہ سنبھال پا رہی ہوگی کچن میں یا نہیں۔۔۔یہی سوچ کر اب وہ بہانہ بناتے ہوئے کھڑا ہوا۔۔۔

"ہاں تو ایک کام کرو۔۔۔ مجھے اپنا فون دے دو
۔۔ میرا پیکج نہیں ہے ۔۔ تمہارے والد کو بتا دوں
گی پہنچ گئی ہوں یہاں۔۔۔اور بہو بھی بڑی اچھی
لگی ہے مجھے۔۔۔ ساتھ ہی دوپہر کے کھانے کے
لیے یہیں بلا لوں گی۔۔۔ وہ بھی مل لیں گے
عائشہ سے۔۔۔"

"ہاں --یہ ٹھیک رہے گا---یہ لیں---آپ
آرام سے بات کر لیں کمرے میں جا کر--بلکہ
آرام سے لیٹ جائیے گا---جب کھانا بن جائے
گا میں آپ کو بلا لوں گا---"اس نے اپنا موبائل
فورا ہی اپنی والدہ کے حوالے کر دیا تھا---

"میں کچھ مدد کروں ؟؟" وہ آکر اس کے برابر میں کھڑا ہوتا ۔۔۔نرمی سے استفسار کرنے لگا

"جی ۔۔۔آپ فریج سے دودھ نکال کر لے آئیں ۔۔میں کھیر چڑھا دیتی ہوں ۔۔۔" اس نے ایک دو لمحے سوچنے کے لیے ۔۔کہ مدد لے یا نہیں ۔۔۔ پھر خیال آیا دوپہر کے کھانے کا وقت قریب

ہے--- وہ اکیلے نہیں کر سکے گی---اس لیے
اس کی مدد کی آفر لے لی---

اب وہ دونوں میاں بیوی پہلی بار کچن میں ایک
ساتھ کام کر رہے تھے---

"لائیں۔۔۔ میں اتار دیتا ہوں" وہ لمبی تھی مگر اتنی نہیں کہ اس کا ہاتھ کیبنٹ کے سب سے اوپر والے باکس پر پہنچ جائے۔۔۔

انگوٹھوں پر وزن ڈال کر۔۔۔ وہ اونچا ہونے کی کوشش کرتے۔۔۔ تیز پتے کی برنی اتارنے کی سعی کر رہی تھی مگر ہاتھ پہنچ ہی نہیں پا رہا تھا

---یہاں تک کہ اس نے پیچھے سے آواز

سنی---ابھی وہ کچھ کہتی یا وہاں سے ہٹتی اس

سے قبل ہی وہ نوجوان اس کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا

تھا---

اس نوجوان کے پرفیوم کی مہک اتنی سٹرانگ تھی کہ

اس نے عائشہ کو اپنے حصار میں قید کر لیا---

ابھی وہ اس کے پرفیوم کے مہک میں ہی کھوئی

ہوئی تھی۔۔۔جب اس کے ہاتھ پر مقابل کا ہاتھ

آیا۔۔۔اور اس نے برنی پکڑ کر نیچے اتاری۔۔۔

اس کا ہاتھ لگتے ہی عائشہ نے جیسے کرنٹ کھا کر

----اس کے ہاتھ کے نیچے سے اپنا ہاتھ نکالا

تھا---

"یہ لیں---" عائشہ آہستگی سے اس کی جانب

مڑی--اس نے ایک قدم دور ہٹ کر عائشہ کو برنی

پکڑائی---تو وہ آہستگی سے اسے لے کر نظر

جھکائے آگے کی جانب چل دی۔۔۔جبکہ وہ
مقابل کی اس نظر جھکانے والی ادا پر بھی ہلکا سہ
مسکرایا تھا۔۔

"میں امی کو کال کر کے ثمرہ کا پوچھ لیتی
ہوں۔۔۔"اس کی بات سنتے ہی۔۔۔درنجف نے
فورا معذرتی لہجے میں۔۔۔ اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"سوری میرا موبائل تو امی کے پاس ہے۔۔۔اور وہ سو رہی ہیں ۔۔۔میں آپ کی تھوڑی دیر بعد بات کرا دوں گا۔۔۔"

"نہیں نہیں پیکج ہوتا ہے میرا ۔۔آپ بس یہ کھیر چلاتے رہیے گا ورنہ نیچے سے لگ جائے گی۔۔۔ میں ابھی بات کر کے آتی ہوں۔۔۔" وہ یہ کہہ کر

تیزی سے کچن سے نکلی ---جب کے مقابل اس

کی پشت تکتا رہا---

"اس کا پیکج ہوتا ہے--- پھر بھی یہ عورت مجھے

ایک کال نہیں کرتی--- حد ہے---" وہ دانت

پیستے ہوئے بڑبڑایا تھا---- پھر سر جھٹک

کر---کھیر کی جانب بڑھا---

کچن ویسے تو بظاہر بڑا ہی تھا لیکن اس نوجوان کی موجودگی کے بعد بہت چھوٹا سہ لگنے لگا۔۔کہ جہاں پلٹتی اسے ہی اپنے سامنے کھڑا پاتی۔۔۔

"اہ۔۔۔" وہ جلد بازی میں تھی پھر در نجف کی موجودگی اسے بہت نروس کر رہی تھی شاید یہی وجہ

تھی کہ جب چاول ابل رہے تھے تو اس نے ان

ڈھکے ہوئے چاول کو چیک کرنے کے لیے بے

دیھانی میں یوں ہی ڈھکن ہٹا لیا۔۔۔ جس کے

سبب ساری بھاپ اس کے ہاتھ پر آئی ۔۔۔ اور وہ

کراہ کر فورا پیچھے ہوئی۔۔۔

"کیا ہوا؟؟...ہاتھ جل گیا کیا؟؟..." وہ تو یوں ہی ہٹ گئی تھی لاپرواہی کے ساتھ۔۔۔مگر اگلے ہی پل۔۔۔درنجف بھاگتا ہوا آکر۔۔۔اس کا ہاتھ پکڑ کر چیک کرنے لگا۔۔۔وہ بہت فکر مند دکھائی دے رہا تھا۔۔۔ جیسے تکلیف اسے ہو رہی ہو۔۔۔

وہ ایک ایسے مرد کے ساتھ رہ کر آئی تھی جو اسے

ذہنی اور جسمانی دونوں ٹارچر کرنے کے بعد بھی

معافی نہیں مانگتا تھا۔۔۔۔ پھر اس کا خیال کرنا یا

اسے جو تکلیف پہنچائی ہے اس بات کا احساس کرنا

تو بہت دور کی بات ٹھہرا۔۔۔

اسے تو لگتا تھا ہر مرد ایک سہ ہی ہوتا ہے مگر جب درنجف کو اپنے لیے پریشان ہوتا دیکھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں اپنے لیے فکر دیکھی۔۔۔تو وہ بے یقینی کے عالم میں مبتلا ہو گئی۔۔

"بظاہر تو ٹھیک لگ رہا ہے۔۔۔ لیکن میں پھر بھی کریم لگا دیتا ہوں۔۔۔" وہ اس قدر بے یقینی کہ

عالم میں کھڑی تھی کہ اپنا ہاتھ تک چھڑانا بھول بیٹھی---

وہ اس کا ہاتھ پکڑے ہی اسے کرسیوں کے پاس لے کر آیا---

کرسی کھسکا کر---اسے بٹھایا--

پھر خود فورا فرسٹ ایڈ باکس لینے چلا گیا۔۔۔ جیسے
پتہ نہیں کتنی چوٹ لگ گئی ہو اسے۔۔۔۔

کیا کیا تھا اس نوجوان نے۔۔۔ کروڑوں کی جیولری
دی؟؟۔۔۔لاکھوں کا تحفہ دے دیا؟؟.. کچھ بھی تو
نہیں۔۔۔ صرف ایک احساس جتایا۔۔۔فکر کا

احساس۔۔۔اور وہ، وہ اپنے دل کو اس کے لیے
پہلی بار دھڑکتا ہوا پا رہی تھی ۔۔۔۔

"سوری ۔۔۔مجھے خود خیال کرنا چاہیے تھا۔۔ تم
اتنے سارے کھانے کیسے بناؤ گی اکیلے۔۔۔باہر
سے ہی آدھا سامان آرڈر کر لیتا۔۔۔امی بھی
ناں۔۔۔ ایک ساتھ اتنے سارے کھانے بول دیے

جیسے ریسٹورنٹ میں بیٹھی ہیں۔۔۔جبکے دیکھ چکی

ہیں میرے گھر میں سرونٹ نہیں ہیں۔۔۔"اس

کے ہاتھ پر پٹی باندھتے ہوئے معذرت کر رہا تھا

وہ۔۔۔ساتھ ہی خود پر غصہ ہو رہا تھا۔۔۔

وہ لڑکی دیکھ سکتی تھی مقابل کس قدر جلے جا رہا

ہے۔۔کڑے جا رہا ہے۔۔ خود پر غصہ ہوئے جا رہا

ہے ۔۔کہ کیوں ہی کرنے دیا اسے کام ۔۔ جیسے

کوئی بہت بڑی بات ہو یہ ہاتھ پر بھاپ کا

آجانا ۔۔۔

وہ جس نے پورے جسم پر چوٹیں برداشت کر کے

بھی مسکرانا سیکھ لیا ہو ۔۔اس کے لیے بھاپ کیا

تھی ؟؟ ... کچھ بھی تو نہیں ...

وہ کچھ بھی نہیں بول رہی تھی۔۔۔ کیونکہ دل ہی

نہ چاہا۔۔۔بس دل چاہ رہا تھا اسے سنتی

رہے۔۔وہ جو غصے میں تلملاتے ہوئے کڑکڑائے چلا

جا رہا تھا۔۔۔وہ الفاظ اس کی فکر میں تھے۔۔اس

کے احساس میں تھے۔۔۔تو کیونکر اسے اچھے نہ

لگتے؟؟..کیونکر کان کو بھلے نہ معلوم ہوتے۔۔۔

"اچھا چاولوں کو دیکھ لیں گے۔۔۔ زیادہ نہ گل جائے کہیں؟؟" وہ کبھی نہ بولتی اگر چاولوں کا خیال نہ آتا۔۔۔

نہایت لچکدار لہجے میں پوچھا۔۔۔

"بالکل دیکھ لیں گے۔۔ بلکہ اب ہم ہی سب
دیکھیں گے۔۔آپ صرف یہاں بیٹھیں اور مجھے
بتائیں۔۔۔کیا کیا کرنا ہے میں سب دیکھ لوں
گا۔۔۔" وہ نوجوان ایسی عورت کے ساتھ رہ کر آیا
تھا جو اس کے لیے ایک کافی کا کپ بھی نہ
بنائے۔۔ایسے میں وہ اس کی والدہ کی فرمائش پر
بغیر منہ بسورے کھانے بنانے کھڑی ہوگئی۔۔۔یہ

اس کے لیے کسی احسان سے کم نہیں تھا۔۔۔وہ مشکور لہجے میں بات کر رہا تھا۔۔۔۔

کھانا تقریبا تیار ہی تھا بس بریانی میں طے لگانا باقی تھی ۔۔۔وہ عائشہ کے انسٹرکشن میں در نجف نے آرام سے کر لیا تھا۔۔۔

کھانا میز پر سجاتے وقت در نجف نے نہیں دیکھا کہ

وہ لڑکی ذرا بھی کونشس ہوئی ہو۔۔۔یا اس نے

نروسنس کا اظہار کیا ہو کہ پتہ نہیں کھانا کیسا بنا

ہے۔۔وہ بہت پراعتماد تھی۔۔اور کیونکر نہ

ہوتی۔۔زندگی بھر کھانا ہی تو پکایا تھا اس نے

۔۔۔پہلے اپنی ماں کے گھر پھر اپنی سسرال

میں۔۔۔۔

کچھ دیر بعد----

"یہ لو تمہارا موبائل--" اس کی والدہ نے چیئر پر

آکر بیٹھتے ہی اس کے آگے موبائل بڑھایا---

وہ جو سامنے بیٹھ رہا تھا فورا ہی ان کے ہاتھ سے موبائل لے کر۔۔۔اپنی پاکٹ میں ڈالتا ہوا آرام سے چیئر پر بیٹھا۔۔۔ عائشہ اس کے سامنے بیٹھ گئی تھی۔۔۔اپنی ساس کے ساتھ۔۔۔

"کیسے عجیب کپل ہو تم.....ایک بھی کپل پک نہیں ہے تمہارے موبائل میں۔۔۔جبکے چار مہینے

ہو گئے شادی کو۔۔۔" ان کے ٹوکتے ہی وہ دونوں

ہی ایک دوسرے سے کو دیکھنے لگے۔۔۔اور پھر

دونوں نے ہی تیزی سے نظر چرالی۔۔۔

"آج کل کتنا ایڈوانس دور ہے ۔۔۔ منٹ منٹ

کی تصاویر لیتے ہیں کپلز تو۔۔۔اور تمہاری ایک

تصویر نہیں ملی مجھے پوری گیلری میں۔۔ صرف

عائشہ ہی عائشہ بھری ہوئی ہے ---"اچھا خاصہ وہ

کھانا کھانے لگا تھا---کہ انہوں نے اچانک عائشہ

کی تصاویر سے گیلری بھرے ہونے کا انکشاف کیا

--

ان کا آخری جملہ سنتے ہی عائشہ نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جبکے در نجف کو دھانس لگی تھی بری طرح۔۔۔

اس کے والد نے فورا ہی اس کی کمر سہلائی۔۔۔

کھانسی تھوڑی کم ہوئی ---تو پانی کا گلاس منہ

سے لگا لیا---مگر نظر اٹھا کے سامنے عائشہ کی

جانب نہ دیکھا----جانتا جو تھا کہ وہ اسے ہی دیکھ

رہی ہے ---

"گیلری پہ پاسورڈ لگانا چاہیے تھا" وہ زیر لب

بڑبڑایا---

جب سے عائشہ گھر آئی تھی ثمرہ نے اس کا موبائل
یوز کرنا ہی چھوڑ دیا تھا۔۔۔اسے گیم بھی کھیلنا ہوتا
تو وہ عائشہ کا ہی موبائل یوز کرتی ۔۔۔اس کا
موبائل تو یوں ہی پڑا رہتا ۔۔۔اس لیے اسے
ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی گیلری پر پاس ورڈ

لگانے کی۔۔۔۔ لیکن اب شدت سے پچھتا رہا تھا۔۔۔

"ویسے ساری تصاویر بالکل بیکار آئی ہیں۔۔ چلتے، پھرتے، کھاتے، سوتے۔۔۔ایسے تصاویر کون لیتا ہے؟؟۔۔۔"

"امی آپ بریانی لیں ناں" اسے لگا تھا یہ ٹاپک ختم ہو جائے گا۔۔۔ لیکن تھوڑی دیر بعد اس کی والدہ نے پھر چھیڑ دیا تھا۔۔۔ جس پر وہ سرخ ہوتے ہوئے۔۔۔ عائشہ سے نظر چرا کر۔۔۔فورا ہی انھیں بریانی دینے لگا۔۔۔

اپنی بیوی کی ہی تصاویر لی تھیں اس نے۔۔۔
کسی غیر کی تھوڑی۔۔۔ پھر کیوں اسے چوری
پکڑے جانے کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔

اس نوجوان کو اپنے اردگرد آکسیجن کم ہوتا محسوس
ہوا۔ جبکہ عائشہ کے ہونٹوں پر ایک شرمیلی سی
مسکراہٹ آئے جا رہی تھی۔۔۔ اسے ذرا بھی اندازہ

نہیں تھا کہ وہ اس کی چھپ چھپ کے تصاویر لیتا

ہے---

"برتن دھونے کی ضرورت نہیں ہے--- میں دھو

لوں گا--اتنے کام کیے ہیں--- تھک گئی ہو

گی--- ویسے تو میں کہتا کہ آرام کر لو جا کے

کمرے میں کچھ دیر لیکن امی بیٹھی ہوئی ہیں تو اچھا

نہیں لگے گا۔۔۔تو تھوڑا سہ انہیں وقت دے دو

۔۔۔وہ بھی خوش ہو جائیں گی۔۔۔خاص تم سے

ملنے ہی آئی ہیں وہ" عائشہ نے اپنی سابقہ سسرال

میں یہی دیکھا تھا کہ پہلے مہمانوں کے لیے کھانا

بناو۔۔۔پھر جب کھانا کھا لیں تو برتن دھونے لگ

جاؤ۔۔۔ کچن سے نکلنا اور مہمانوں کے ساتھ بیٹھنے

کا تو تصور ہی نہیں تھا۔۔۔اسی لیے وہ یہاں بھی

یہی عمل کر رہی تھی ۔۔۔مگر درنجف نے فوراً ہی

اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے برتن دھونے سے روک دیا

۔۔۔کہ نہیں۔۔ اس کی والدہ کے ساتھ بیٹھے

۔۔ برتن وہ دیکھ لے گا۔۔۔

اسے حیرانگی ہوئی تھی۔۔۔ لیکن اچھا بھی لگا تھا

۔۔۔کہ اسے خیال ہے کہ وہ تھک گئی ہوگی۔۔۔

بہو ہے تو کیا۔۔۔ ہے تو ایک انسان ہی۔۔۔

"اوکے۔۔۔آپ بھی آجاؤ۔۔۔ہم آرام سے بعد میں ساتھ دھولیں گے۔۔۔" جب سامنے والا اس کا اتنا احساس کر رہا ہے۔۔۔ تو وہ کیوں نہ کرئے۔۔۔

اگر وہ صرف کہتی۔۔کہ دھو لینا بعد میں۔۔۔تو شاید
ٹال دیتا۔۔ لیکن اس نے کہا ساتھ دھو لیں
گے۔۔۔اس سے اچھی کیا بات تھی۔۔۔کہ کچھ
لمحے ساتھ رہنے کے مل جائیں۔۔۔

وہ فورا ہی راضی ہو گیا۔۔۔اور خوشی خوشی اس کے ساتھ چل دیا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"آج دروازہ کیسے کھول دیا تم نے میرے لیے ؟؟ ۔۔۔" وہ حیران ہوا تھا۔۔۔

"عدت ختم ہو گئی ہے میری--- بتایا تو تھا تمھیں
فون پر--- اب پیزا زمین پر مت رکھو---اندر آ جاؤ
لے کر" زمر چڑ کر کہتی---اندر جانے لگی ---

وہ جو صرف پیزا دینے آیا تھا--- فورا ہی اندر آگیا
--- ساتھ ہی دروازہ اپنے پیچھے بند کیا---

"شکر ہے خدا کا تمہاری عدت ختم ہو گئی۔ ورنہ مجھے
اپنا آپ ڈلیوری بوائے لگنے لگا تھا۔۔۔یہ لے آؤ، یہ
لادو، یہ لے جاؤ۔۔۔ صبح شام بس یہی کر رہا تھا
میں۔۔۔۔" جانشیر نے تنگ اور کوفت بھرے لہجے
میں کہا مگر ساتھ ہی اس کی آواز میں خوشی بڑی

نمایاں تھی۔۔۔کہ اب اس کی زمر کے کام کرنے
سے جان چھوٹ جائے گی۔۔۔

"ویسے ذرا ادھر کھڑی ہو۔۔۔ میں اتنے کھانے
بھیجتا رہا ہوں۔۔۔کہاں لگے؟؟؟.. مطلب اتنی دبلی
کیوں ہو رہی ہو؟؟؟.."وہ کچن میں پیزا رکھ رہا تھا
جب وہ برابر میں آکر پلیٹیں نکالنے لگی۔۔۔اسے

دیکھتے ہی مقابل نے اپنی آنکھیں سوکیڑیں ---اور پھر اس کا بازو پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کر کے سرتا پاؤں جائزہ لینے لگا---

"چہرہ دکھاؤ ذرا--- کیسا چھوٹا سہ منہ نکل آیا تمہارا تو--- بالکل چوہا جیسا---میں تو سمجھ رہا تھا جب میں تمہیں ساڑھے تین مہینے بعد دیکھوں گا تو اچھا

خاصہ وزن بڑھ چکا ہوگا۔۔۔مگر یہاں تو ہڈیوں کی

دی ممی نظر آرہی ہے۔۔۔بالکل سوکھا تنکا بن گئی

ہو تم تو یار۔۔۔کیا کیا تم نے میرے اچھے

ریسٹورنٹ سے لائے ہوئے کھانوں کا؟؟.."اب وہ

اس کی ٹھوڑی پکڑ کر ادھر ادھر چہرہ کر کے

جائزاتی نگاہوں سے تکتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔اسے

جیسے صدمہ لگا ہو زمر کی حالت پر۔۔۔کیا حال کر

رکھا تھا اس لڑکی نے اپنا۔۔۔ جسم پہ گوشت نہیں،
آنکھوں کی نیچے گہرے حلقے، بال بالکل خشک
پڑے تھے جیسے بنائے تک نہ ہوں کتنے ہی دنوں
سے۔۔۔

وہ لڑکی تو ہڈیوں کا ڈھانچہ لگ رہی تھی پھر وہ جو
اتنے اچھے کھانے لاتا رہا ہے وہ کہاں

لگے؟؟...اس کے جسم پر تو کہیں کچھ نہیں تھا

---بلکہ ایسا لگ رہا تھا فاقوں میں رہ کر چکی

ہو---

ابھی وہ پوچھ ہی رہا تھا جب اس کی نظر سامنے کام

کرتی ہوئی ملازمہ پر گئی---وہ پہلے سے کافی ہیلدی

ہو گئی تھی لیکن اس نے دھیان نہیں دیا تھا

---جبکہ وہ اکثر اسے دیکھتا رہتا تھا---ـ سامان لینے وہی آیا کرتی تھی دروازے پر---

اب اس کا دماغ کلک کیا تھا کہ کھانے کہاں جا رہے ہیں---ـ اس کے اچھے اچھے ریسٹورنٹس لائے ہوئے---

"اچھا۔۔۔ منہ تو چھوڑو میرا۔۔۔"اس لڑکی نے کافی جھنجھلا کر۔۔۔اس کا ہاتھ اپنی ٹھوڑی سے ہٹایا تھا۔۔۔

"پہلے بتا دیتیں۔۔۔ کہ کھانے ملازمہ کو کھلا رہی ہو اپنے۔۔۔ میں پاگلوں کی طرح پورے کوریا کے اچھے ریسٹورنٹ میں چکر تو نہ لگا رہا ہوتا۔۔۔پتہ ہے

حلال اور مزے دار فوڈ ڈھونڈنا بھی کسی جہاد سے کم

نہیں ہے یہاں---"

"اچھا نا----اب بچو کی طرح رونے مت بیٹھ جانا

----چلو پیزا لے کر آؤ---"لاپرواہی سے

کہتی---وہ پلیٹ اور گلاس اٹھا کے باہر کی جانب

چل دی تھی---

"چلو اب عدت ختم ہو گئی ہے نا۔۔۔ تو پڑھائی

سٹارٹ کرو واپس اپنی۔۔۔گھر میں بیٹھے رہنے کی

کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں نہیں چاہتا (دی

ممی) سے (لیٹ ممی) ہو جاؤ تم۔۔۔ "آخری جملہ

اس نے خاصہ مضحکہ خیز انداز میں۔۔۔ اپنے ہاتھ

میں موجود پیزا واپس پلیٹ میں رکھ کر۔۔۔دونوں

ہاتھ مصر کی ممیوں کی طرح آگے کی جانب کر

کے۔۔۔ زبان منہ سے باہر لٹکا کر۔۔۔ آنکھوں کے

ڈھیلے اوپر چڑھاتے ہوئے ادا کیا تھا۔۔۔۔۔ جس پر

زمر مزید برداشت نہ کر سکی۔۔۔ اور اپنے پاس رکھا

کشن اٹھا کر اس کے منہ پہ دے مارا۔۔۔۔

"تمہیں کبھی کسی نے بتایا... تمہارے جوکس اتنے فالتو ہیں کہ سن کر ہنسی بھی سوچ میں پڑ جاتی ہے کہ آؤں یا نہ آؤں؟"

وہ ہلکے سے ہنسا۔۔

"ہاں بتایا تھا۔۔۔اور ساتھ یہ بھی بتایا تھا کہ

مسئلہ میرے جوکس میں نہیں ہوتا... مسئلہ اُن

لوگوں میں ہوتا ہے جن کا دماغ ایزی لوڈ مانگ رہا

ہو۔۔۔اصل میں ناں جانی۔۔۔۔مذاق سمجھنے کے

لیے سنس آف ہیومر چاہیے ہوتا ہے... اور بہت

دکھ کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے تمہارے پاس وہ ہے

نہیں "وہ مزید قریب ہو کر۔۔۔شرارتی لہجے میں

بولا۔۔۔ ساتھ ہی آخری جملہ اس نے منہ لٹکا کر مایوسی سے ادا کیا تھا۔۔ جیسے واقعی اس کا دماغ خالی ہونے پر افسوس کر رہا ہو۔۔۔

"ہونہہ ۔۔۔"مقابل نے آنکھیں گھمائیں... اور اپنا پیزا کھانے پر فوکس کیا۔۔۔۔

" اچھا مذاق سے ہٹ کر۔۔۔پڑھائی شروع کرو

اپنی۔۔۔میں فارم وغیرہ بھر دیتا ہوں" اب وہ

نہایت سنجیدہ ہو کر گویا ہوا۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔ میں کوئی جاب ڈھونڈنے کا سوچ رہی

ہوں ۔۔۔اپنے پاؤں پر کھڑے ہونا زیادہ ضروری

ہے اس وقت میرا۔۔۔کب تک تمہارے پیسوں

پر..."اور پھر وہ کہتے کہتے رکی-.. جیسے دماغ میں کسی بات نے کلک کیا ہو---

"ایک منٹ---سچ بتانا---کیا چاچا جانتے ہیں میرے بارے میں---کہ میں تمہارے ساتھ ہوں یہاں؟؟..."

"نہیں۔۔۔ ڈیڈ کو کچھ نہیں پتا۔۔ ڈیڈ کو کیا کسی
کو بھی کچھ نہیں پتا۔۔ لیکن مجھے یقین ہے معظم
بھائی کو کہیں نہ کہیں علم ہے کہ تم میرے پاس
ہو۔۔۔ پہلے وہ کبھی بھی مجھے فون کر کے نہیں
پوچھتے تھے کہ میں کہاں ہوں کیا کر رہا ہوں سب
کچھ کیسا چل رہا ہے لیکن اب ہر ایک ہفتے بعد ان
کی کال آرہی ہوتی ہے۔۔۔ مجھے لگتا ہے پوچھنا

چاہتے ہیں وہ تمہارے بارے میں۔۔ بس ہمت
نہیں کر پاتے۔۔۔"

معظم کا ذکر آتے ہی۔۔ زمر کی آنکھوں میں سرخی
امڈ آئی تھی۔۔

"یہ باتیں چھوڑو --- تم پیزا کھاؤ --- کولڈ ڈرنک نکالوں تمہارے لیے ؟؟" وہ اس کے سامنے بیٹھے ہونے کے باوجود کسی اور زون میں چلی گئی تھی --- اس لیے فورا ہی جانشیر اس کا ہاتھ پکڑ کر --- ہلکا سہ ہلاتے --- نرمی سے کہہ رہا تھا ---

"نہیں۔۔۔ بس کھالیا۔۔۔"وہ بے دلی سے بولی۔۔۔

"زمر۔۔۔وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔ تھوڑا صبر کرو۔۔۔یاد ہے تم مجھ سے بھی یہی کہتی تھی۔۔۔کہ جانے دو۔۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔"جب سب کے بلانے پر

بھی وہ بریرہ سے نکاح کرنے نہیں آیا تھا تو ہر کسی

کا غصہ عروج پر تھا جب وہ گھر پہنچا تو کوئی اس

سے سیدھے منہ بات بھی نہیں کر رہا تھا لیکن زمر

ان میں سے نہیں تھی۔۔۔وہ اس کے کمرے میں

بغیر کسی معافی تلافی کے آگئی تھی۔۔۔بلکہ وہ اور

رافع تو اس کے اے سی والے کمرے میں قبضہ

جما کر بیٹھ گئے تھے۔۔۔اس کے علاوہ بھی وہ

جب بھی گھر سے دور ہوتا ۔۔۔تو زمر ہی تھی جو

اسے کنٹیکٹ رکھتی تھی ۔۔اسے میسجز کرتی واٹس

ایپ پہ تصاویر بھیج دیتی۔۔۔اور اس نے یہ کبھی

بھی کسی غرض میں آکے نہیں کیا تھا ۔۔۔وہ اسے

کزن مانتی تھی اور ہمیشہ گھر میں ہونے والی ہر

بات اسے بتاتی۔۔۔ ہر فنکشن کی تصویر اسے بھیج

دیا کرتی ۔۔۔ ایک وقت عتیقہ بھی اسے تصاویر

بھیجتی تھی لیکن اس کی تصاویر میں بریرہ نہیں ہوتی

تھی جبکہ زمر زیادہ بریرہ کی بھیجتی۔۔۔ جیسے سمجھتی

ہو اس کے جذبات کو۔۔۔ان کے درمیان دوستی

کا ایک بہت پیارا باؤنڈ تھا شروع سے۔۔۔

"ویسے جاب وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں

ہے۔۔۔ اتنی سیونگ ہے میری ۔۔کہ میں آرام

سے تمہارا خرچہ اٹھا سکتا ہوں ۔۔۔ اس لیے پہلے پڑھائی پر فوکس کرو تو بہتر ہے۔۔۔ میرا تو یہ لاسٹ ایئر ہے۔۔۔ "اس کی پلیٹ میں رکھا پیزا اٹھا کر کھاتے ہوئے۔۔ وہ نرمی سے سمجھا رہا تھا۔

" تمہارا بہت شکریہ۔۔۔ لیکن میں جاب کروں گی۔۔جب تک تم یہاں ہو میں یہاں جاب کر لیتی

ہوں پھر ہم واپس پاکستان چلیں گے تو وہاں ڈھونڈ

لوں گی ۔۔۔میں اپنا خرچہ خود اٹھانا چاہتی

ہوں۔۔۔میں نہیں چاہتی چاچا کو پتہ چلے اور وہ

غصہ ہوں تم پر۔۔۔"اس کے گھر والے اسے

بے دخل کر چکے تھے ۔۔۔جینا مرنا ختم ہو چکا تھا

ان کا اس کے ساتھ۔۔۔ایسے میں وہ کب تک

جانشیر پر بوجھ بنی رہے؟؟... کوئی ایک دو دن کی بات تو تھی نہیں---

اس کے نزدیک بہتر یہی تھا کہ وہ جلد سے جلد کوئی اچھی سی جاب تلاش کر کے اپنا خرچہ خود اٹھائے---

"میڈم جب آپ خود کشی کرنے جا رہی تھی

نا---تو وہ میں تھا جس نے آپ کو بچایا تھا تو یہ جو

آپ کی جان ہے نا---اس پر میرا حق ہے--اور

میں آپ کو اجازت نہیں دیتا کہ آپ اتنے پر

نکالیں کہ مجھے سائیڈ کر دیں---اس لیے جو آپ

کے انڈیپینڈنٹ ہونے کے خواب ہیں ناں---

انھیں ابھی تھوڑا دبا کے رکھیں---آپ یہاں

میرے انڈر رہیں گی یہ بات سمجھ لیں اچھی طرح

---اور میں چاہتا ہوں کہ ابھی آپ پڑھیں---"

یہ کہتے ہوئے اب وہ مزید قریب آیا اور اس کی

ٹھوڑی کس کے پکڑی ---"اس لیے چپ چاپ

بغیر کسی فالتو ڈرامے کے پڑھائی سٹارٹ کرو

زمر--- یہ کوئی کھانے کی ڈش نہیں ہے جو تم

سائیڈ میں کر دو گی تو میں کہوں گا--- چلو جانے

دو--- بعد میں کھا لے گی--- یہ تمہارا فیوچر

ہے--- جس کی تم پہلے ہی کافی واٹ لگا چکی

ہو--- میں مزید اسے تباہ کرنے کی تمہیں اجازت

نہیں دے سکتا--- فارم وغیرہ میں فل کر دوں گا

تم بس اپنے یہ دی ممی والے فیس پہ تھوڑا سہ

میک اپ لگا کر آجانا--- ورنہ بچے کہیں ڈر نہ

جائیں تم سے یونیورسٹی میں--- "اس لڑکے کے

لہجے میں گنجائش نہیں تھی کہ زمر کہ پاس آپشن

ہوں۔۔۔ اتھارٹی تھی۔۔۔ جیسے اون کرتا ہو

اسے۔۔۔ اس کی جان پر بھی اس کا حق ہو۔۔۔

جب وہ اس کی ٹھوڑی کس کے پکڑا ہوا تھا تب زمر

نے اس کے ہاتھوں کی تپش کو اپنے چہرے پر

محسوس کیا۔۔

دونوں کی نظریں ملی ہوئی تھیں۔۔۔

" سچی۔۔ دل چاہ رہا ہے چلتی ہوئی گاڑی سے دھکا

دے دوں تمہیں ۔۔۔فالتو کے حاتم طائی بنے

ہوئے ہو ۔۔۔جب میں کہہ رہی ہوں میں پڑھنا

نہیں چاہتی۔۔۔۔ پھر بھی دیمک کی طرح چپک

گئے ہو۔۔۔ہر وقت تمہاری نہیں چل سکتی

۔۔۔دماغ خراب کہیں کے۔۔۔"اس کا ہاتھ ہٹا

کر جھٹکا تھا زور سے۔۔۔۔پھر جزبز ہو کر

کہتی۔۔۔پاؤں پٹکتے ہوئے وہاں سے چل دی تھی

وہ۔۔۔

"میں بتا رہا ہوں دی ممی ۔۔ صبح میک اپ کر کے
تیار ہو کر بیٹھنا ۔۔ میں آؤں گا لینے ۔۔ ساتھ چلیں
گے ۔۔۔ اور اگر نہیں ہوئی نا ۔۔۔ تو جس حالت میں
ہو گی ۔۔ ویسے ہی اٹھا کر لے جاؤں گا پھر ان
معصوم بچوں کو جو ہارٹ اٹیک وغیرہ آئیں گے ان
سب کی ذمہ دار تم ہو گی ۔۔۔۔"

وہ ابھی بھی اسے چھیڑنے سے کہاں باز آیا تھا۔۔۔

مگر مذاق میں جو وہ اپنی سیرس بات کہہ رہا تھا

وہ زمر کے کانوں تک پہنچ چکی تھی۔۔۔

"دفع ہو۔۔۔ تمہیں اندر آنے ہی نہیں دینا چاہیے

تھا۔۔۔ غلطی کی عزت دے کر۔۔۔" اس کی جلی

کڑی آواز آئی تھی۔۔۔ ساتھ ہی زور سے دروازہ بند ہونے کی۔۔۔ جس پر وہ زور سے ہنسا۔۔۔

کھانا کھانے کے بعد وہ سامان رکھ کر آیا اور پھر یوں ہی صوفے پر لیٹ گیا۔۔۔ سوچا تھا تھوڑی دیر کمر سیدھی کر لے۔۔۔ پھر اٹھ کر چلا جائے گا اپنے

گھر۔۔۔ لیکن کب خبر تھی۔۔۔ کہ وہیں لیٹے لیٹے

سو جائے گا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

وہ گہری نیند میں تھا جب اس نے محسوس

کیا۔۔۔ کے کوئی اس کی پینٹ کی جیب میں ہاتھ

ڈال رہا ہے۔۔۔دماغ تیزی سے کام کیا اور اس

نے اگلے ہی پل۔۔۔آنکھ کھول کر۔۔۔بغیر ایک

لمحے کی دیری کیے۔۔۔۔پلک جھپکانے جتنی تیزی

کے ساتھ۔۔۔اس کا ہاتھ پکڑ کر کمر کے پیچھے

باندھ دیا۔۔۔پھر پوری فورس کے ساتھ اس کے

وجود کو لے کر صوفے کی دوسری سائیڈ پہ

گرا۔۔۔۔

جانشیر کا دماغ جو نیند میں کام کیا تھا وہ فقط اتنا تھا

کہ وہ ایک چور کو دبوچ رہا ہے۔۔۔ تاکہ وہ کچھ چرا

کر بھاگ نہ سکے۔۔۔

مگر جب اپنا داؤ لگانے کے بعد اس کا دماغ کام

کیا۔۔۔۔ اور خود کو ایک نازک جان کے اوپر

پایا۔۔۔ تو لمحہ بھر کے لیے ساکت ہوا۔۔۔

دوسری جانب زمر کی جان نکلی تھی۔۔۔

"کی--- کیا کررہے ہو؟؟" وہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اسے شاکڈ کے عالم میں تکتے ہوئے--- استفسار کررہی تھی---

"تم کیا کر رہی تھیں؟؟"

اگلے ہی پل وہ تیزی سے سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔ ساتھ

ہی اسے بھی اپنے ساتھ بٹھایا لیکن

اس کا نازک ہاتھ ابھی بھی کمر کے پیچھے باندھ رکھا

تھا۔۔۔ جس کے سبب وہ تکلیف میں تھی۔۔۔

اس پر جانشیر کا ترچھی نگاہ سے گھورتے ہوئے

۔۔۔ برہمی سے استفسار کرنا۔۔۔ اس کی جان مزید

ہلکان کر گیا تھا۔۔۔

"امی-- میں وہ---" کیا بتاتی-- کہ اس کا

والٹ چرانے کی نیت سے آئی تھی---تاکہ دبے

پاؤں گھر سے نکل جائے---

اس کے لیے اپارٹمنٹ کرائے پر لیا-- پھر جانتا تھا

کہ وہ مینٹلی طور پر کافی ڈسٹرب ہے اس لیے ایک

ملازمہ بھی رکھ لی۔۔۔جو اس کا خیال رکھے۔۔۔

اس کے کھانے پینے حتیٰ کہ شیمپو تک کا وہی خرچہ

اٹھا رہا تھا۔۔۔ کیا یہ احسانات پہلے ہی کم تھے۔۔

جو وہ اب اس سے اپنی پڑھائی کا خرچہ بھی

اٹھوائے۔۔ اگر یہ بات اس کے چاچا کے کان

تک پہنچ گئی۔۔۔ کہ وہ اس جیسی لاوارث پر جس

کا آگے پیچھے کوئی نہیں ہے اتنے پیسے لٹا رہا ہے تو

یقینا انہوں نے اگلے ہی دن کوریا پہنچ کر اسے ذلیل کر دینا تھا۔۔اور وہ ذلیل نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔۔

اس نے سوچ لیا تھا جانشیر کے پیسے ادھار کے طور پر لے جائے گی اپنے ساتھ۔۔ کسی سستے سے اپارٹمنٹ میں جا کر رہ لے گی کرائے پر۔۔۔کم کھائے گی و زیادہ کمانے کی کوشش کرے

گی۔۔۔اور پھر اس کے پیسے واپس کر دے گی

آکر۔۔۔

وہ اپنا دماغ بنائے بیٹھی تھی کہ اس کا کوئی والی

وارث نہیں ہے۔۔۔تو اب اسے خود کمانا ہے اور

خود کھانا ہے۔۔۔

"زمر اپنا یہ چھوٹا سہ دماغ چلانا بند کر دو۔۔۔ اور

اگر دوبارہ تم نے بھاگنے کا سوچا بھی ناں۔۔۔تو

میں بتا رہا ہوں۔۔۔ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا" وہ

بلیک کلر کی ڈھیلی ڈھالی سی ٹی شرٹ اور بلو جینز

میں ملبوس تھی۔۔۔بال کھلے ہوئے تھے اس

کے۔۔۔آنکھوں میں سرخی تھی اور لبوں پر

کپکپاہٹ۔۔۔

مقابل نے جب اپنی انگلی کے پوروں سے اس کے
چہرے پر آتے بالوں کو کان کے پیچھے آرستے ہوئے
---برف جیسے سرد لہجے میں کہا--تو وہ مانو پتھر کی
بن گئی ہو---اس نے اپنی کمر پر پسینے کی بوندوں
کو ڈھلتا ہوا محسوس کیا تھا---

"میں بڑی ہوں تم سے--- تم اس طرح رعب
نہیں چلا سکتے مجھ پر---" وہی جانتی ہے کس قدر
اپنے وجود میں ہمت جمع کر---وہ اکڑ کر بولی تھی
اس کے سامنے---

"شٹ اپ۔۔۔" اس حسین نوجوان نے بڑا جزبز ہو کر۔۔ مزید رعبدار انداز میں اسے شٹ اپ کی کول دی۔۔۔ جس پر مقابل پوری پوری لرز اٹھی تھی۔۔

بڑی؟؟..کاہے کی بڑی؟؟..بے وقوفیوں میں؟؟..

غلطیاں سب ہی کرتے ہیں اپنی زندگی میں اس
نے بھی کیں ہیں۔۔۔مگر زمر بی بی۔۔۔ان کا تو
لیول ہی الگ ہے ۔۔۔انھوں نے تو تباہیاں مچائی
تھیں نہ صرف اپنی بلکہ سب ہی کی زندگیوں
میں۔۔۔

جانشیر کا یہ روپ ---بہت نیا تھا اس کے

لیے---

"س--سوری---" کپکپاتے لبوں کے ساتھ

---تیزی سے معذرت کی---

" ہاتھ چھوڑ رہا ہوں --کمرے میں جاتی نظر آو راکٹ کی اسپیڈ میں -- سمجھیں --"اس کے برہمی سے کہتے ہی ---- وہ معصوم بلی کے بچے کی طرح ٹمٹماتی آنکھوں کے ساتھ اثبات میں سر ہلانے لگی ---

اگلے ہی پل۔۔۔ مقابل نے اس کا ہاتھ نرمی سے چھوڑا۔۔۔ جس پر وہ راکٹ سے بھی تیز اسپیڈ میں وہاں سے رفوچکر ہوئی تھی۔۔۔

"میرے سکون کی دشمن" وہ زیر لب بڑبڑایا۔۔۔ اور اپنے چہرے پر ہاتھ ملنے لگا۔۔

پھر اپنی جیکٹ اٹھاتا۔۔۔وہاں سے چل دیا

تھا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"اس کی عدت ختم ہو چکی ہوگی دادو۔۔۔آپ پلیز

میرا رشتہ لے جائیں وہاں۔۔۔" مانا وہ اب ایک

بیوہ تھی۔۔۔ لیکن اس سے جانشیر کو کوئی فرق

نہیں پڑتا تھا۔۔۔اس کی محبت جوں کی توں رکھی

تھی۔۔۔وہ اب بھی اس سے شادی کرنا چاہتا

تھا۔۔۔

"ابھی عدت ختم ہوئے کچھ دن ہی ہوئے

ہیں۔۔۔ تھوڑا سہ رک جاؤ۔۔۔کہیں ان لوگوں کو برا

نہ لگ جائے۔۔۔" مانا وہ جانشیر سے میلوں کے

فاصلے پر تھیں لیکن وہ اس کے اتاولے پن کو اس
کی بے صبری کو محسوس کر سکتی تھیں۔۔۔

"دادو مجھے لوگوں کی پرواہ نہیں ہے انہیں برا لگتا
ہے تو لگ جائے۔۔۔ بریرہ اس وقت اکیلی
ہے۔۔۔اسے کسی مضبوط سہارے کی ضرورت
ہے۔۔۔۔آپ پلیز میرا رشتہ لے کر جائیں۔۔۔"

دادی لوگوں کی پرواہ کر رہی تھیں۔۔۔جبکہ وہ لڑکا

صرف بریرہ کی۔۔۔۔

"چلو ٹھیک ہے۔۔ تم کہتے ہو تو میں آج ہی چلی

جاتی ہوں۔۔۔" ان کی تو شروع سے یہی چاہت

تھی کہ جانشیر بریرہ کو ملے۔۔۔شاید قسمت نے اسی

طرح لکھا تھا ان کا ساتھ۔۔۔

"پھر میں آپ کے گڈ نیوز دینے کا انتظار کروں گا

۔۔۔۔"وہ پر امید لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"دادو۔۔۔" اپنی دادی کو اتنے دنوں بعد دیکھ۔۔۔

وہ فوراً آکر ان کے گلے لگی تھی۔۔۔

انہوں نے بھی بڑے پیار سے اسے اپنے ساتھ لگا

کر بٹھا لیا تھا۔۔۔

"اپنے ہاتھ کی چائے تو پلاؤ-- بڑا دل چاہ رہا ہے--" انہوں نے باتوں ہی باتوں میں بریرہ سے فرمائش ظاہر کی----

"بریرہ کے ہاتھ کی چائے آپ پھر کبھی پی لیجیے گا--ابھی میں صبغہ سے بنوا دیتی ہوں---" وہ لڑکی جسے اپنا ہوش نہیں تھا وہ کسی کے لیے کیا

چائے بنائے گی۔۔۔یہی سوچ اس کی ساس فورا

ہی بولی۔۔

وہ چاہتیں۔۔۔ تو ملازم چائے بنا دیں گے یہ کہہ

سکتی تھیں۔۔۔ان کے گھر میں ملازمین کی کمی نہ

تھی۔۔۔ لیکن انہوں نے صبغہ کا کہا۔۔۔اپنی بیٹی

کا۔۔۔تاکہ مقابل کو برا نہ لگے۔۔۔

صبغہ بھی ان کے کہتے ہی فورا کھڑی ہو گئی تھی

چائے بنانے کے لیے۔۔۔

"نہیں نہیں۔۔۔مجھے میری پوتی کے ہاتھ سے پینی

ہے ۔۔۔ جاؤ بریرہ ۔۔۔ "انھوں نے بریرہ کے گال

پر پیار کرتے ہوئے کہا۔۔ تو وہ کیسے منع کر دیتی

۔۔۔

خاموشی سے اٹھ کر چل دی ۔۔۔ صبغہ کو اس کی

فکر تھی۔۔۔تو وہ بھی پیچھے پیچھے گئی کچن میں اس

کے ساتھ۔۔۔

جس طرح دادو نے بریرہ کو چائے بنانے بھیجا تھا سمیرا بیگم اسی سے سمجھ گئی تھیں۔۔۔۔کہ کوئی بات ہے جو وہ کرنا چاہتی ہیں اس کی غیر موجودگی میں۔۔۔

"تمہیں پتہ ہے۔۔۔تمہاری دادو آج کیوں آئی تھیں ؟؟" وہ گم سم سی بیٹھی ہوئی تھی ٹیرس کے

جھولے پر۔۔۔جب سمیرا بیگم وہاں آکر آہستگی سے بولیں۔۔۔

"مجھے پوچھنے"

"ہاں تمہیں پوچھنے بھی مگر ساتھ ہی جانشیر کا رشتہ لائی تھیں۔۔۔وہ چاہتی ہیں تمہارا اس کے ساتھ

نکاح ہو جائے۔۔۔" انہیں لگا تھا بریرہ حیرانگی ظاہر

کرلے گی۔۔۔ کیونکہ یہ بہت بڑی بات ہے کہ

ایک بیوہ کے لیے ایک کنوارے لڑکے کا رشتہ آگیا

۔۔وہ بھی اتنی جلد۔۔۔

مگر ان کی توقع کے بالکل برعکس ۔۔۔ وہ تو سن سی

بیٹھی رہی۔۔۔

"آپ منع کر دیں ---میں اپنے پاؤں پر کھڑی ہونا چاہتی ہوں--تابش یہی چاہتا تھا کہ میں کچھ بنوں ---میں اب سہارے نہیں ڈھونڈنا چاہتی---"

اس لڑکی نے صاف انکار کر دیا---

"کبھی سوچا ہے.... ان مردوں کے سہاروں کے
بغیر تم کہاں کھڑی ہو؟؟... تم خود کیا ہو
؟؟... تمہاری اپنی کیا پہچان ہے؟؟؟... بجائے
اس کے---کہ کچھ پڑھتی و بنتی اور پھر مجھے
معاشرے کا کوئی اہم فرد بن کے دکھا کر جواب
دیتیں--- تم نے تو منگنی کرلی ---ایسے جواب
دوگی تم مجھے؟؟؟...ایسے جلاؤ گی؟؟؟..."

"تم پڑھو لکھو اور اپنے پاؤں پر کھڑی ہو۔۔۔ میں تمہیں تمہارے پاؤں پر کھڑے ہوتے دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ پلیز۔۔۔"

اور ایسا نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے رشتے کی امید میں تھی اس لیے جانشیر کو منع کر رہی تھی یا

کوئی پرانی دشمنی یا کوئی ریجیکشن اس کے ذہن میں

چل رہی تھی۔۔۔۔اس نے صرف اس لیے منع

کیا کیونکہ اس کے شوہر کے کچھ خواب تھے اس

سے وابستہ۔۔۔اوراب وہ بھی انہیں جینا چاہتی

تھی۔۔۔

اسے نہیں چاہیے تھا کسی کا سہارا۔۔۔وہ اب
اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لیے تیار تھی۔۔۔

♡♡♡♡♡

"ماما۔۔۔آپ میرے ساتھ ہی رہنا اسکول میں۔۔۔چھوڑ کر مت جانا"آج ثمرہ کے اسکول کا پہلا دن تھا۔۔۔

وہ دونوں میاں بیوی صبح ہی اٹھ گئے تھے۔۔۔۔

جہاں عائشہ نے اسے تیار کرنے کی ذمہ داری

لی۔۔۔ وہاں درنجف کچن میں کھڑا ہو گیا تھا جلدی

سے اس کا ناشتہ تیار کرنے کے لیے۔۔۔

ایسا لگ رہا تھا صرف ثمرہ کا نہیں۔۔۔ان دونوں

میاں بیوی کا بھی اسکول کا پہلا دن ہو۔۔۔

اسے تیار کر کے اسکول لانا اتنا مشکل نہیں تھا

۔۔۔ جتنا اسے اسکول میں چھوڑ کر واپس جانا تھا

۔۔

جب ٹیچر ثمرہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے کلاس روم کی

جانب لے جانے لگیں۔۔۔تو اس کا ننھا ہاتھ

عائشہ کے ہاتھ سے چھوٹنے لگا۔۔۔تب وہ ڈبڈبائی

آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے۔۔۔ منتی لہجے میں
کہتی ہوئی گئی۔۔۔

"جی جی۔۔۔ میں یہیں ہوں۔۔۔ میں کہی نہیں جا
رہی۔۔۔آپ کلاس میں بیٹھو۔۔۔۔ میں باہر بیٹھی
ہوئی ہوں۔۔۔۔" وہ فورا بولی تھی۔۔۔

"ہم یہیں رہتے ہیں اس کی چھٹی تک۔۔ ویسے
بھی میڈم نے کہا ہے کہ آج اسے صرف ایک
گھنٹہ بٹھائیں گی۔۔۔اس کا پہلا دن ہے ناں۔۔۔
" عائشہ فوراہی اب در نجف کا بازو پکڑ کر۔۔۔نرمی
سے لچک دار لہجے میں کہہ رہی تھی۔۔۔

اس نوجوان نے پہلے اس پریشان لڑکی کا چہرہ دیکھا۔۔اور پھر اس کے ہاتھ۔۔۔جو اس کا بازو پکڑے ہوئے تھے۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔آؤ۔۔ گاڑی میں چل کر بیٹھتے ہیں" اس نے عائشہ کا ہاتھ جو بازو پر تھا اس پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھ کر۔۔۔ مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

"نہیں۔۔۔یہیں کلاس روم کے باہر صوفے پر بیٹھ جاتے ہیں۔۔۔اگر وہ پریشان ہو کر آئے گی تو کم از کم میں اسے دروازے پر ہی مل جاؤں گی" وہ عجلت سے رد میں گویا ہوئی۔

"عائشہ ریلیکس... وہ صرف کلاس روم میں گئی

ہے ---جنگ میں لڑنے نہیں---"اس نے

کبھی ثمرہ کی سگی ماں کو اس کے لیے اتنا پریشان

ہوتے نہیں دیکھا تھا جتنا وہ لڑکی ہو رہی تھی---

"پتہ ہے ---مگر وہ چھوٹی ہے بہت--- پتہ نہیں

دوسرے بچوں کے ساتھ ایڈجسٹ کر پائے گی یا

نہیں۔۔۔ کہیں ٹیچر نے ڈانٹ دیا تو۔۔۔ تمہیں پتہ ہے نا وہ شرارتی ہو جاتی ہے تھوڑی سی۔۔۔"اس کی تو جیسے جان ہلکان ہو رہی ہو۔۔۔ جبکہ در نجف اس کی باتیں سن کر مسکرایا۔۔۔

" عائشہ ایک گھنٹے میں وہ کیا ہی شرارت کر لے گی؟؟۔۔۔اور پھر ٹیچر کو بھی کامن سینس ہے کہ

اسے بٹھا کر رکھنا ہے بھگانا نہیں ہے پہلے ہی دن

---وہ کیوں ڈانٹیں گی اسے--- تم ریلیکس رہو

---چلو میرے ساتھ---میں تمھیں ناشتہ کرواتا

ہوں---" وہ اس کا ہاتھ جو بازو پر تھا نہایت نرمی

سے باتوں ہی باتوں میں اپنے ہاتھوں میں لے چکا

تھا---اور اس کی نازک انگلیوں سے اپنی انگلیاں

الجھالی تھیں مگر وہ اتنا پریشانی کے عالم میں تھی

کہ اس نے ذرا غور نہ کیا تھا مقابل کی محبت بھری

چالاکیوں پر۔۔۔

"آپ سگے باپ ہو ناں اس کے؟؟..." عائشہ کے

طنزیہ سوال کرتے ہی۔۔۔ مقابل دنیا جہاں کی

معصومیت چہرے پر لیے آنکھیں ٹمٹماتے ہوئے

اثبات میں سر ہلانے لگا۔۔۔ ساتھ ہی اس کے

ہاتھ کو اپنے ہاتھ سے متصل دیکھ کر۔۔۔ مسکرائے بھی چلے جا رہا تھا۔۔۔

وہ نہیں سمجھ پا رہی تھی وہ کیوں مسکراء رہا ہے۔۔۔ الٹا اس نوجوان کو مسکراتا ہوا دیکھ کر بی پی ہائی ہو رہا تھا اس کا۔۔

"آپ کو ٹینشن نہیں ہو رہی وہ اکیلی اندر ہے۔۔اور
آپ ناشتہ کرنے جانے کی بات کر رہے ہو۔۔ اگر
وہ روتے ہوئے باہر آتی ہے تو ہم دونوں کو نہ پا کر
وہ کتنا ڈر جائے گی آپ کو کوئی اندازہ ہے۔۔۔ وہ
پورے راستے مجھ سے کہتی ہوئی آئی ہے کہ ماما مجھے
چھوڑ کر مت جانا اسکول میں۔۔۔ میرے ساتھ ہی
رہنا۔۔۔۔اس کا بھروسہ اٹھ جائے گا مجھ پر

سے---" عائشہ کو تو اب اس کے ناشتے کے

سجیشن پہ بھی غصہ آگیا تھا---کہ وہ کیسے اتنا

لاپرواہ بن سکتا ہے--- جبکہ سچ تو یہ تھا کہ وہ

زیادہ ہائپر ہو رہی تھی---

وہ عورت جس کی اولاد چھن گئی ہو وہ بظاہر آپ کو

نارمل نظر آئے گی---- مگر وہ نارمل نہیں

ہوتی۔۔۔بالکل بھی نہیں۔۔۔اٹھتے، بیٹھتے،

کھاتے، پیتے۔۔۔ہر لمحے اس کی وہ اولاد اس کے

ذہن میں ہوتی ہے۔۔۔جسے کھونے کا غم اسے

اندر ہی اندر کھا رہا ہوتا ہے۔۔۔

عائشہ نے آج تک وہ بیگ کھول کر نہیں دیکھا تھا

جو آخری بار وہ اپنے سابقہ سسرال سے لائی

تھی۔۔۔ جس میں اس کی بیٹی کے چند کپڑے

تھے۔۔۔وہ کبھی تصور بھی نہیں کرپاتی تھی کہ اگر

وہ فیوچر میں اپنی بیٹی سے ملے گی تو کیا کہے

گی۔۔۔اس کا دماغ کام ہی نہیں کرتا تھا۔۔۔

ایسے میں جب اسے دوسری اولاد ملی۔۔۔ تو وہ اسے

لے کے اوور پروٹیکٹو ہو گئی تھی۔۔۔

"اچھا اچھا۔۔۔ میرے باپ کی توبہ جو اب میں ناشتے کی بات بھی کروں ۔۔۔۔جو آپ بولیں گی وہی کریں گے میڈم ۔۔۔" وہ اپنے الٹے ہاتھ سے کان پکڑ کر معذرتی لہجے میں بولا۔۔۔ کیونکہ مزید غصہ نہیں دلانا چاہتا تھا اسے۔۔۔

اور وہ جانتا ہے ثمرہ میں جان بستی ہے اس کی۔۔۔

بیوی اچھی نہیں ہے وہ۔۔۔مگر ماں کمال کی

ہے۔۔۔

درنجف اسے لے کر اب صوفے پر بیٹھ گیا

تھا۔۔۔وہ اتنی نروس تھی۔۔۔کہ اس کے ہاتھ

ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔۔۔

"مقابل نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے ہاتھ مسلتے ہوئے۔۔ انہیں گرمائی دینے کی کوشش کی۔۔۔ پھر اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ کے ساتھ ہی جیکٹ کی پاکٹ میں ڈال لیا۔۔۔

"میں ایک بار اندر جا کے دیکھ لوں ---- کہیں ایسا نہ ہو ناں ---کہ وہ رو رہی ہو--- "اب اس کے کان کے پاس منہ لا کر آہستگی سے کہنے لگی---

اپنی بیٹی کے چکر میں کیسے قریب آ رہی ہے اس کے--- حتی کہ ہاتھ بھی پکڑنے دے رہی

کیوں یہ کرم نوازیاں، یہ معصوم رشوتیں یہ ---ہے

وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا تھیں---

جبکہ سچ یہ تھا کے مقابل اتنی ٹینشن میں تھی

کہ اسے ان چیزوں کا احساس تک نہیں ہو رہا---

تھا---

"ایسا کرنے سے دوسرے بچے ڈسٹرب ہونگے---

اور پھر ثمرہ کے حلق کا اسپیکر بہت لاؤڈ

ہے---اگر وہ روئے گی تو باہر آواز آجائے گی

---ٹینشن نہ لو---"مقابل نے بھی اسی کی طرز

میں--- کان کے پاس منہ لاکر----ردمیں

کہا--- جس پر وہ لٹکے ہوئے منہ کے ساتھ اسے

دیکھنے لگی--

"بس ایک بار دیکھوں گی نا--- پلیز--- میرے دل کو تسلی ہو جائے گی کہ وہ اندر ٹھیک ہے---

" وہ بڑے پیار سے لچکدار لہجے میں مزید قریب آکر--- منتی انداز میں بولی---

پوری دنیا کی خوبصورتی ایک طرف۔۔۔اور اس کی وہ معصومانہ آنکھیں ایک طرف۔۔۔

وہ تو بیچارا اپنا دل سنبھال رہا تھا اب۔۔۔

"میں بتا رہا ہوں۔۔ وہ اندر ٹھیک ہے تبھی تو ابھی تک کوئی آواز نہیں آئی ہمیں اور اس طرح اگر تم بار

بار دیکھنے جاو گی اسے۔۔۔تو وہ بکھر جائے گی تمہیں

دیکھ کر۔۔۔"

"مگر میں پہلی بار دیکھنے جا رہی ہوں ۔۔۔ایک بار تو

دیکھ کر آنے دو۔۔۔دل کو تسلی ہو جائے گی

۔۔۔کے وہ ٹھیک ہے۔۔"اس کی ضد پر۔۔در

نجف نے ایک گہرا سانس لیا۔۔۔ وہ سمجھ گیا تھا

بچی سے زیادہ تو بچی کی ماں کو سنبھالنا پڑے گا۔۔۔۔

"اوکے۔۔۔ جائیں۔۔۔آپ دیکھ کر آجائیں۔۔۔"

اب وہ اتنے پیار سے ضد کرے گی بار بار۔۔۔تو وہ کیسے منع کرے گا۔۔۔آخر کار اجازت دی۔۔کہ دیکھ آؤ۔۔۔وہ بھی فوراً ہی اٹھ کر گئی تھی۔۔۔

"وہ بالکل ٹھیک بیٹھی ہوئی ہے--رو بھی نہیں رہی---بلکہ اتنی کانفیڈنٹ میں بیٹھی ہے---کہ میں تو دیکھ کر حیران ہو گئی---" عائشہ اس کے پاس آکر بیٹھتے ہوئے-- بڑا ایکسائٹڈ ہو کر بتا رہی تھی---اس کے لہجے میں بہت خوشی اور فخر تھا

جیسے پتہ نہیں کون سہ تمغہ ثمرہ نے اپنا نام کر لیا

ہو اندر بیٹھ کر۔۔۔

مقابل اس کی آنکھوں کی چمک دیکھتے ہوئے

مسکرایا ۔ مگر ساتھ ہی فورا ہی اس کا ہاتھ واپس

اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔۔۔ لیکن اس بار احتجاج

میں اس لڑکی نے فورا اپنا ہاتھ کھینچا۔۔۔

ہاں وہ چونکا تھا اس کے ہاتھ کھینچ لینے پر

---لیکن اگلے ہی پل اس نے پھر دوبارہ ہاتھ پکڑا

---اور اس بار پہلے سے زیادہ مضبوطی سے پکڑا تھا

--کہ وہ احتجاج کر کے بھی چھڑا نہ سکی---

"لگتا ہے مسز درنجف کو کل نہیں آنا

اسکول۔۔۔اور نہ ہی یہاں آکر باہر بیٹھنا ہے

صوفے پر۔۔۔ "اس نے بڑے دبے دبے

الفاظوں میں اسے وارننگ دی تھی۔۔۔ جس پر

عائشہ نے اسے حیرت بھری نگاہ سے دیکھا۔۔۔

کیا وہ واقعی اسے بلیک میل کر رہا تھا۔۔۔کہ اگر وہ ہاتھ چھڑائے گی تو وہ کل اسے لے کر ہی نہیں آئے گا اسکول۔۔۔

"ایسے مت دیکھو۔۔۔پیار ہو جائے گا۔۔۔" ابھی وہ حیرت سے دیکھ ہی رہی تھی ۔۔۔ کہ مقابل نے اپنی پیشانی ہلکی سی اس کی پیشانی سے ٹکرا کر

۔۔۔ مسکراتے ہوئے شرارت سے کہا۔۔۔ جس پر وہ بلش کر اٹھی تھی۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"او میرا بچہ" بس ثمرہ کا کلاس روم سے باہر نکلنا

تھا۔۔۔کے عائشہ نے فورا اسے اپنی باہوں کے

حصار میں جکڑ لیا۔۔۔

اس نے ثمرہ کو گود میں اٹھا لیا تھا ۔۔اور بڑے پیار

سے باتیں کرتے ہوئے آگے جا رہی

تھی۔۔جبکہ درنجف اپنے سیدھے ہاتھ میں اپنی

بیوی کا پرس۔۔ اور الٹے کندھے پر ثمرہ کا بیگ لٹکائے۔۔۔ پیچھے آرہا تھا۔۔۔

اس نے کوئی شرم محسوس نہیں کی تھی اپنی بیوی کا پرس پبلکلی پکڑنے میں۔۔ بلکہ وہ تو بڑا خوش خوش پیچھے چل رہا تھا۔۔۔ اور کیونکر خوش نہ ہوتا۔۔ اسے

اپنی فیملی کمپلیٹ ہونے کا احساس ہو رہا تھا

آج۔۔۔

"ماما۔۔۔ہم نانو کے گھر چلیں۔۔۔میں نانو،

نانا۔۔۔ بڑی نانو اور رافع ماموں کو دکھاؤں گی کہ مجھے

سٹار ملا ہے۔۔" وہ بڑا ایکسائٹڈ تھی اپنے گال پر

ملے ہوئے سٹار پر۔۔۔

"ہاں کیوں نہیں" عائشہ بھی خوش ہو کر فورا بولی--- جبکہ در نجف نے ان دونوں ماں بیٹی کو ترچھی نگاہ سے منہ بسور کر دیکھا تھا---

" کبھی گھر میں بھی ٹک جایا کرو تم دونوں ماں بیٹی

---جب دیکھو نانو کے گھر پہنچ جاتی ہو--" وہ چاہ

کر بھی کڑے بغیر نہ رہ سکا---

"مگر پاپا مجھے نانو کو دکھانا ہے--"ثمرہ اب کھڑے

ہوتے ہوئے---اس کی سیٹ پر--اپنا ننھا بازو

ٹکائے بولی---

"تو ویڈیو کال کس مرض کی دوا ہے میری جان

ویڈیو کال پہ دکھا دے ناں۔۔۔ ابھی ہم ناشتہ

کرنے جا رہے ہیں۔۔ کیونکہ مجھے بہت بھوک لگ

رہی ہے۔۔۔ صبح سے اٹھا ہوں۔۔۔ کچھ بھی نہیں

کھایا ہے۔۔۔"

"مگر پاپا موبائل میں کیا مزہ آئے گا رافع ماموں کو چڑھانے میں --- سمجھا کریں ناں ---انہیں نہیں ملا ہوگا اسٹارٹ کبھی اسکول میں ---وہ تو گندے بچے تھے بہت----"

"تو تم سٹار دکھانے جا رہی ہو یا رافع ماموں کو چڑھانے جا رہی ہو؟؟"

"دونوں --" وہ ایکسائٹڈ لہجے میں تیزی سے چیخ کر بولی---

"اچھا چیخو تو مت میرے کان میں---" وہ اپنا کان مسلتے ہوئے جھنجھلایا---

"مگر مجھے نہیں لگتا آپ کی ماما جانا چاہتی ہیں۔۔ان

کا بالکل بھی دل نہیں ہے۔۔پتہ ہے وہ تھکی ہوئی

ہیں۔۔ صبح سے اٹھی ہیں نا آپ کے ساتھ۔۔۔ تو

وہ گھر جا کے سونا چاہتی ہیں۔۔آرام کرنا چاہتی

ہیں۔۔۔آپ ایک کام کرو۔۔۔بعد میں چلی جانا

۔۔۔بلکہ میں کام کروں گا آپ کے رافع ماموں کو

کال کر دوں گا۔۔وہ آکر لے جائیں گے۔۔آپ
پھر دکھا کر آجانا سب کو اپنا سٹار۔۔۔"

آج پہلی بار تو وہ دشمن جان خود سے قریب آئی
تھی۔۔۔ وہ دلی طور پر مچل رہا تھا اس کے نرم ہاتھ
کو پھر سے اپنے ہاتھ میں لینے کے لیے۔۔۔اس کی
انگلیوں سے پھر سے اپنی انگلیوں کو الجھانے کے

لیے۔۔۔یہ تو اپنی بیٹی کا خیال تھا ورنہ وہ ہاتھ پکڑ کر ہی بیٹھا ہوتا اس لمحے بھی۔۔۔

اب وہ عائشہ کے ساتھ اکیلے ٹائم سپینڈ کرنے کے موقع تلاش کر رہا تھا۔۔۔جو تب ہی ممکن تھا جب ثمرہ اپنی نانی کے گھر جائے یا سو جائے۔۔۔سونے والی تو وہ ہے نہیں۔۔۔۔الٹا وہ شیطان کی نانی انہیں

ہی سلا دے گی۔۔۔اس لیے نانی کے گھر بھیج دینا

ہی بیسٹ آپشن تھا اس کے لیے۔۔۔

کیونکہ در نجف نے بڑا سمارٹلی پلے کرتے ہوئے

عائشہ کا احساس جتایا تھا۔۔۔کے وہ تھکی ہوئی

ہے۔۔۔۔جس کے سبب ثمرہ تھوڑی لچک میں

آگئی۔۔۔

"ماما آپ تھک گئی ہو؟؟" ثمرہ نے تصدیق کے لیے پوچھا۔۔۔ کیونکہ بغیر ماں کے جانے کا تصور۔۔۔ اس کے دل کو بھی تھوڑا بوجھل کر گیا تھا۔۔۔ بچے کو تو اپنی ماں کے ساتھ ہی سب سے زیادہ مزہ آتا ہے۔۔۔

"نہیں۔۔۔ میں تھکی ہوئی نہیں ہوں۔۔ میں" اس

نے صاف انکار کیا۔۔۔۔ ساتھ ہی وہ ابھی بول ہی

رہی تھی۔۔کہ درنجف تیزی سے اس کی بات

کاٹتے ہوئے ۔۔۔آنکھیں دکھا کر بولا۔۔۔ "مسز

درنجف آپ تھکی ہوئی ہیں۔۔۔ اگر آپ ثمرہ کی نانی

کے گھر گئیں۔۔۔تو آپ مزید تھک جائیں

گی۔۔۔پھر میں آپ کو کل لے کر نہیں جاؤں گا

اسکول۔۔۔اور نہ ہی آپ کے ساتھ باہر بیٹھوں

گا۔۔۔ "اس نے ایک ایک لفظ جب جتاتے ہوئے

کہا تو آنکھوں میں وارننگ نمایاں تھی۔۔۔ کہ خود منع

کرو جانے سے۔۔۔ ورنہ بھول جانا تمھیں لے کر

جاؤں گا کل ثمرہ کے اسکول۔۔۔

جب وہ ثمرہ کی کلاس کے باہر بیٹھ کر اتنا پریشان تھی۔۔۔تو یہ کہاں ممکن تھا کہ گھر میں سکون پا لے گی۔۔۔وہ تو سوچ کے ہی پاگل ہو جائے گی۔۔۔کہ کہیں اس کی بیٹی اسکول میں رو نہ رہی ہو۔۔

"یہ تو بلیک میلنگ ہے" مانا اب پہلے کی طرح

اسے در نجف سے بہت زیادہ ڈر نہیں لگتا

تھا۔۔۔ لیکن پھر بھی وہ اس خوبرو نوجوان کے ساتھ

اکیلے گھر میں نہیں رکنا چاہتی تھی۔۔۔

وہ بے اختیار بول اٹھی تھی بچوں کی طرح روتی سی

آواز میں۔۔۔ جبکہ مقابل نے اس کے کیوٹ سے

فیس کو دیکھ کر--- بمشکل اپنی ہنسی ہونٹوں میں دبائی تھی---

کیا؟؟"ثمرہ نا سمجھی سے---

"یہی کہ ماما کہہ رہی ہیں---وہ تھکی ہوئی ہیں--
ہے نا ثمرہ کی ماما؟؟" درنجف نے اب اس لڑکی کی
جانب دیکھ--- بڑے پیار سے تصدیق چاہی---

"ہاں--- میں تھک گئی ہوں" مرتا کیا نہ
کرتا---عائشہ کو تصدیق کرنی ہی پڑی تھی---

"اگر مجھے اندازہ ہوتا کہ محترمہ کی گوٹ اس طرح پھنسے گی میرے پاس ---تو میں شادی کے دوسرے دن ہی ثمرہ کو اسکول لگا دیتا---" یہ جملہ زیر لب ادا کرتے ہوئے---ایک دلفریب سی مسکراہٹ تھی اس نوجوان کے چہرے پر---

"چھوڑیں" وہ اپنی فیملی کو لے کر ناشتے کے لیے قریب کے ریسٹورنٹ پہنچ گیا تھا۔۔۔وہاں پہلے اس نے اپنی بیوی کے لیے چیئر کھسکائی ۔۔جب عائشہ بیٹھ گئی تو اپنی ننھی پری کو گود میں اٹھا کر سامنے والی چیئر پر بٹھا دیا اور خود عائشہ کے برابر والی چیئر پر آکر بیٹھا۔۔۔

اپنا آرڈر کرنے کے بعد وہ ابھی ثمرہ کے چہرے پہ

بنے سٹار کو بڑے پیار سے دیکھ ہی رہی تھی جب

اس کے ہاتھ کو ٹیبل کے نیچے سے در نجف نے

بڑی نرمی سے اپنے ہاتھ میں قید کیا۔۔۔

لمحہ بھر کے لیے اس کی آنکھیں حیرت سے

پھیلیں۔۔ اس نے تیزی سے اب در نجف کی

جانب دیکھا --جو بظاہر بالکل نارمل انداز میں اپنا

موبائل ایک ہاتھ سے چلاتا ہوا نظر آرہا تھا---

اس نے بہت ہولے سے کہا تھا--- گزارش کے

انداز میں---

"کیا؟؟" مقابل اس کی جانب دیکھ۔۔۔ نہایت انجان لہجے میں۔۔۔استفسار کرنے لگا

"میرا ہاتھ" اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔ اسکول میں ہاتھ پکڑنے کی بات الگ تھی۔۔۔ اس وقت وہ پریشان تھی اور دماغ اس جانب نہیں تھا ۔۔۔ مگر اب معاملات الگ تھے۔۔اب وہ اس کے

لمس کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں
میں شوخی کو مچلتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"کیا ہوا آپ کے ہاتھ کو؟؟" موبائل رکھ
کر۔۔۔ٹیبل پر اپنی کونی جماتے۔۔۔ پھر ہاتھ کے
پیالے میں اپنا حسین چہرہ ٹکا کر۔۔۔اس کی جانب

محبت بھری نگاہ سے دیکھتے ---وہ انجان لہجے میں

پھر پوچھ رہا تھا---

ثمرہ نے تو ریسٹورنٹ میں بیٹھتے ہی عائشہ کا موبائل

لے لیا تھا --اب اسے ارد گرد کی کوئی پرواہ نہ

تھی---اور نہ ہی وہ اپنے والدین کی کوئی بات

سن رہی تھی---

"آپ کو پتہ ہے "نہایت جھیپ کر جواب دیا۔۔۔

"کیا پتا ہے ؟؟" وہ شرارت سے۔۔۔

"میرا ہاتھ" لچکدار لہجے میں بولی۔۔۔ ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش جاری تھی۔۔۔

"یہی تو میں پوچھ رہا ہوں مسز درنجف۔۔۔ کیا ہوا ہے آپ کے ہاتھ کو؟؟" دنیا جہاں کی معصومیت

چہرے پر سجائے۔۔۔وہ میسنا آہستگی سے پوچھنے لگا۔۔۔

"چھوڑیں ناں"

اس نوجوان کی گہری بولتی آنکھوں کی تپش۔۔۔اس پر سونے پر سہاگہ کرتی لبوں پر بکھرئی شوخ بھری

مسکراہٹ۔۔۔وہی جانتی ہے وہ کیسے اپنے

دھڑکتے دل کو سنبھال رہی تھی ۔۔۔

نظریں حیاء سے جھکاکر۔۔۔ ملتی انداز میں گویا

ہوئی۔۔۔

"کیوں چھوڑوں؟؟..میں نے اپنی بیوی کا ہاتھ

پکڑا ہوا ہے---آپ کو کیا مسئلہ ہے محترمہ؟؟"

وہ جو اس پہ اپنا حق جتا کر--اسے ہی اس سے

بیگانہ کر رہا تھا---کوئی پوچھے عائشہ سے--وہ

اسے کتنا پیارا لگا تھا---

"بلکہ ایک کام کریں۔۔۔دوسرا ہاتھ بھی مجھے پکڑا دیں۔۔۔" وہ نہایت سنجیدگی سے مشورہ دینے والے انداز میں۔۔اس کے کان کے پاس منہ لا کر۔۔۔سرگوشی کرنے لگا۔۔۔

جس پر اس نازک جان کے گال لال ہوئے تھے۔۔۔

"بیچارہ خالی محسوس کر رہا ہے یہ ہاتھ اب۔۔رو رہا ہے۔۔۔کہ میرا کیا قصور ہے۔۔۔ مجھ پہ نظر عنایت کیوں نہیں" ۔۔۔اس خالی رہ جانے والے ہاتھ کی زبان بن کر۔۔۔ شکوہ کر رہا تھا وہ نوجوان۔۔۔

عائشہ کسی کھلتے گلاب کی مانند مسکرا دی تھی اس

کی بات سن ---

وہ مزید کچھ کہتا اس سے قبل ہی ویٹر آرڈر لے آیا

تھا---

عائشہ کو لگا تھا اب وہ اس کا ہاتھ چھوڑ دے گا
----لیکن ایسا نہ ہوا---وہ ایک ہاتھ سے کھانا
کھاتا رہا---اور اسے بھی مجبور کیا کہ ایک ہاتھ سے
ہی کھائے---

"کھاؤ"جب تھوڑی دیر گزر گئی-- اور اس نے
دیکھا وہ ٹھیک طرح نہیں کھا پا رہی---تو اس نے

ہاتھ چھوڑا لیکن اس لیے نہیں چھوڑا تھا ۔۔۔کہ وہ

خود اچھی طرح کھا سکے۔۔اس لیے چھوڑا تھا

۔۔۔تاکہ وہ اچھی طرح اسے کھلا سکے۔۔۔۔۔

اس نے پراٹھے کا انڈے کے ساتھ لقمہ بنا کر اب

اس کے لبوں سے لگایا۔۔۔

درنجف چاہتا تو پہلا لقمہ خود کھاتا کیونکہ ہاتھ باؤنڈ

ہونے کے سبب وہ خود بھی ٹھیک طرح نہیں کھا پا

رہا تھا۔۔۔اور یہ بات عائشہ نے دیکھ لی تھی

۔۔۔مگر اس نوجوان نے پہلا لقمہ جب بنایا تو بجائے

خود کھانے کے۔۔۔اس کے لبوں سے

لگایا۔۔۔اس نے تو حیران ہونا ہی تھا۔۔۔ وہ

آنکھیں حیرت سے پھیلائے اب اسے دیکھ رہی تھی

--

وہ خود سے پہلے اسے رکھ رہا ہے--- یہ بات عائشہ

کے دل کو بہت شدت سے محسوس ہوئی --

اس نے لقمہ منہ میں لیا۔۔۔ ساتھ ہی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔

"کیا ہوا؟؟...رو کیوں رہی ہو اچانک؟؟؟" وہ فورا فکر مند ہو کر پوچھنے لگا۔۔۔

"رو نہیں رہی۔۔۔ کچرا چلا گیا شاید۔۔" کیا بتاتی۔۔۔کے اس کا حسن سلوک دیکھ کر رو رہی ہے۔۔۔

"ارے۔۔۔ میرے ہاتھ چکنے ہیں۔۔۔ ویٹ میں ہاتھ صاف کر لوں پہلے۔۔۔۔" اس نے فورا ہی اب ٹیشو سے اپنے ہاتھ صاف کیے تھے۔۔ کیونکہ

خیال تھا کہ کہیں مزید آنکھوں میں مرچیں نہ لگ

جائیں اس کے ہاتھ لگانے پر--

"نہیں--- ٹھیک ہے" اسے پریشان ہوتا

دیکھ---وہ اب نرمی سے بولی --- ساتھ ہی اپنی

آنکھوں سے آنسو صاف کر لیے تھے---

"پکا؟؟"

"جی جی۔۔۔" اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اسے مطمئن کیا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"ارے۔۔۔ آرہی ہوں۔۔۔۔ رک تو جاؤ جانشیر۔۔۔

کیا ہو گیا؟؟... کیوں بار بار بیل بجا رہے ہو" جانشیر

تو جیسے بیل کے بٹن پر ہاتھ رکھنے کے بعد۔۔۔ ہٹانا

ہی بھول گیا تھا۔۔۔ اس کے یوں مسلسل بیل

بجانے پر۔۔وہ لڑکی جو سو رہی تھی۔۔۔نیند سے اٹھ

کر ہڑبڑی میں تیزی سے دروازے کی جانب آئی

"تم سو رہی تھی؟"

"نہیں۔۔۔ سوتے تو صرف انسان ہیں ۔۔ دی ممی تھوڑی سوتی" اس نے دانت پیستے ہوئے۔۔ نہایت جزبز ہو کر جواب دیا تھا۔۔۔

"ہاں ۔۔۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔۔۔ " وہ طنز کررہی تھی۔۔۔ لیکن مقابل معصوم بن کر۔۔۔ اس کی

بات سے مکمل رضامندی ظاہر کرتا ہوا۔۔۔نہایت

لاپرواہی سے اندر کی جانب چل دیا۔۔۔

"لائک سیریسلی۔۔۔" جس پر وہ منہ پھولا کر۔۔اس

کی کمر کو تکتے۔۔۔ حیرانگی سے بولی۔۔

"کیا مسئلہ ہے ؟؟... کیوں آئے ہو اتنی رات کو؟؟" وہ تو آتے ہی ایل سی ڈی ان کر کے بیٹھ گیا تھا۔۔۔ جس پر زمر الجھ کر استفسار کرنے لگی۔۔۔

"نظر نہیں آرہا۔۔۔ مووی لگا رہا ہوں ۔۔۔ جاؤ پاپ
کارن لے آؤ۔۔۔ ساتھ بیٹھ کے مووی دیکھیں گے
آج رات۔۔۔"

"او۔۔ ہیلو۔۔۔ صبح یونی جانا ہے میں نے۔۔۔ چلو
نکلو یہاں سے۔۔۔ بڑے آئے مووی دیکھیں گے
رات بھر بیٹھ کر۔۔۔ جاؤں کہیں اور جاؤ۔۔ چلو

اٹھو۔۔۔شاباش نکلو، نکلو یہاں سے۔۔۔" یہ سنتے

ہی کہ وہ مووی نائٹ منانے آیا ہے ۔۔۔ فورا ہی

اس کا بازو پکڑ کر کھینچتے ہوئے۔۔۔دروازے کا

راستہ دکھانے لگی

۔۔۔

"زمر پلیز" وہ نازک سی لڑکی مسلسل طاقت لگا رہی

تھی اس کا بازو کھینچ کر اٹھانے کی۔۔۔مگر اٹھنا تو

دور۔۔۔وہ ہلا تک نہیں سکی تھی اسے۔۔۔مگر جب مقابل نے اچانک اس کی کلائی پکڑ کر اپنی جانب کھینچی۔۔۔تو وہ یک دم پوری کی پوری کھنچی چلی آئی تھی اس کے اوپر۔۔۔

لگلے ہی پل۔۔۔زمر نے اپنے چہرے کو اس کے

چہرے کے اتنا قریب پایا تھا۔۔۔کہ اس کی گرم

سانسیں محسوس کر سکتی تھی۔۔۔

ایک دو ثانیوں کے لیے وہ دونوں ایک دوسرے کی

آنکھوں میں جھانکنے لگے۔۔۔اور پھر جانشیر نے

بیزاریت بھرا منہ بناتے۔۔۔یوں ہی اس کے

خوبصورت گال پر اپنے ہاتھ کی پشت رکھ

کر۔۔۔پوری فورس کے ساتھ۔۔۔دھڑام کر کے

اسے اپنے برابر میں صوفے پہ گرایا۔۔۔

ایک لمحے کے لیے وہ پورا ہل کر رہ گئی تھی۔۔

وہ تو اسے ایسے پٹخ رہا تھا جیسے وہ کوئی گڑیا ہو۔۔۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے ؟؟" وہ خود کو سنبھال کر

سیدھی ہو کر بیٹھتے ہوئے۔۔۔ دانت پیس کر

غراتے ہوئے بولی۔۔۔

"زمر پلیز چپ ہو کر بیٹھو۔۔۔ ابھی میرا موڈ نہیں

ہے تم سے لڑنے کا۔۔۔" نہایت کوفت بھرے

لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔۔وہ بھی بغیر اس کی جانب

دیکھنے کی زحمت کیے۔۔۔

"کیا مطلب موڈ نہیں ہے۔۔۔ ایک تو میرے گھر

میں زبردستی رات کے وقت گھسے چلے آئے

ہو۔۔اوپر سے مجھے ایسے اٹھا کے پھینک رہے

ہو جیسے میں کوئی گڑیا ہوں۔۔ تم بدتمیز ہو

نہایت۔۔۔پتہ ہے تمہیں۔۔۔" وہ فورا ہی کھڑے ہو کر۔۔۔دونوں ہاتھ کمر پر ٹکا کر۔۔۔ غصے سے چیخنے لگی تھی۔۔۔

"میرے ساتھ بیٹھ کر مووی دیکھو گی یا کمرے میں پھینک کر آوں تمھیں؟؟" وہ چیخ رہی تھی جبکہ جانشیر کے کان میں تو جوں تک نہ رینگی۔۔۔

اپنی ٹھوڑی مسلتے ہوئے۔۔۔اس کی جانب چہرہ اٹھا کر دیکھ۔۔۔وہ خاصہ بیزاریت سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

"جانشیر تمیز سے بات کرو مجھ سے" اس کا ایٹیٹیوڈ دیکھ۔۔۔ وہ برہمی سے گویا ہوئی۔۔

مانو اس کے کانوں سے دھواں نکل رہا ہو۔۔۔

"محترمہ! اگر اجازت ہو تو ذرا ہمارے ساتھ بیٹھ کر فلم بینی فرما لیجیے...وگرنہ عرض ہے، آپ کو آپ کے حجرے تک بخوشی بدرقہ کر آؤں؟" اس نے کوفت سے ایک گہرا سانس چھوڑا۔۔۔ پھر ضبط سے

مٹھیاں بھینچ کر اس کے جانب دیکھ۔۔۔ نہایت مذہب و شاہستہ انداز میں اپنی بات کہی۔۔۔

جس پر زمر کا غصہ آسمانوں سے باتیں کرنے لگا تھا۔۔۔چہرہ مزید سرخ پڑا۔۔۔

وہ منہ چڑھا کر پاؤں پٹکتی ہوئی

--کمرے میں چلی گئی تھی---

ساتھ ہی اپنے پیچھے دروازہ اتنی زور سے بند کیا تھا---کہ الگ ہی محسوس ہوا---کہ سارا غصہ بے جان دروازے پہ نکالا ہو---

تھا وہ بھی ڈھیٹ۔۔ فل والیوم کر کے آرام سے
بیٹھ گیا۔۔۔

ایک گھنٹہ بھی بمشکل ہی گزرا تھا۔۔ جب وہ پاؤں
پٹختی ہوئی آکر۔۔۔اس کے برابر میں بیٹھی۔۔۔

سونے کی ساری ناکام کوششیں کرنے کے بعد تھک ہار کے ہی آئی تھی وہ ---اور یہ بات مقابل سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا---

اس کے برابر میں آکر بیٹھتے ہی مقابل نے کوئی فاتحانہ مسکراہٹ پاس نہیں کی--- کوئی طنز نہیں کسا---بلکہ الٹا اس کے کندھے پر اپنا سر

رکھ دیا۔۔۔ وہ بھی نہایت تھکے ہارے انداز

میں۔۔۔۔

"کچھ ہوا ہے ؟؟" سامنے اسکرین پر نگاہ

جمائے۔۔۔وہ آہستگی سے پوچھ رہی تھی اب۔۔۔

"کیا ہونا تھا۔۔۔اس نے انکار کر دیا میرے

پرپوزل کو۔۔۔ مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتی

وہ۔۔۔" نظریں اس کی ابھی اسکرین پر جمی

تھیں۔۔۔

یہ جملے ادا کرتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے

لگے۔۔۔ جس کے سبب اب سامنے کی اسکرین

دھندلی نظر آرہی تھی۔۔۔مگر آنسوؤں کو بہہ جانے

دیا۔۔

" کہو تو ایک بار میں اس سے بات کروں ۔۔۔ وہ

سمجھ جاتی ہے میری بات کو۔۔۔ " وہ نرمی سے گویا

ہوئی۔۔۔ کیونکہ محسوس کر سکتی تھی اس کے

کرب کو۔۔۔اس کی اذیت کو۔۔۔اس کے رنج کو۔۔۔اس کے یوں ٹوٹے اور بکھرئے وجود کو۔۔۔

"نہیں۔۔۔ میں اب چیزیں قسمت پر چھوڑ دینا چاہتا ہوں۔۔۔۔ مجھ میں ہمت نہیں ہے اس کا ریجیکشن بار بار سننے کی۔۔۔ میں اتنا مضبوط نہیں ہوں زمر۔۔۔۔ جتنا نظر آتا ہوں۔۔۔" ایک طویل

مسافت کے بعد جب ایک مسافر تھک کر بیٹھتا ہے

--اور پھر اس میں ہمت نہیں بچتی دوبارہ اٹھنے

کی---بس وہی حال تھا اس کا---وہ تھک گیا

تھا سیراب کے پیچھے بھاگتے بھاگتے---وہ تھک

گیا تھا اسے اپنی محبت کا یقین دلاتے دلاتے

---وہ نہیں تھامتی اس کا ہاتھ--وہ نہیں کرتی

اسے معاف---

"وہ دنیا کے کسی بھی مرد کو ملنے کے لیے تیار ہو جائے گی۔۔۔ مگر مجھے پتہ ہے وہ لوٹ کر جانشیر تبریز کے پاس نہیں آئے گی۔۔۔وہ نہیں آئے گی زمر۔۔۔ وہ نہیں آئے گی۔۔۔ "وہ بکھرا ہوا ہے ۔۔۔۔اس کا بے بس لہجہ زمر کا دل کاٹ رہا تھا۔۔۔کے بس نہ چلتا ہو۔۔ابھی فون ملائے اور

بات کرلے۔۔۔اور کہے کہ دیکھ لو ایک بار۔۔۔ کیسے

تڑپ رہا ہے یہ تمہارے لیے۔۔۔ شاید تمہیں ترس

آجائے۔۔۔ شاید تمہیں اس کی محبت پہ یقین آ

جائے۔۔۔

"چلو اٹھو۔۔۔ پاپ کارن بناتے ہیں۔۔۔ میرا

بہت دل چاہ رہا ہے۔۔۔ایسے خالی خالی مووی

دیکھنے میں مزہ نہیں آرہا۔۔۔" وہ اب اسے اٹھا کر۔۔۔اپنے ساتھ کچن میں لے گئی تھی۔۔۔

"یہ سارے تو سادے ہیں ۔۔۔مجھے چیز والا فلیور چاہیے۔۔۔" وہ پاپ کارن کے سارے پیکٹس کو ایک ایک کر کے دیکھتے ہوئے منہ بسور کر

بولا۔۔۔جس پر زمر حیرت سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔

"ابھی کچھ دیر پہلے بیٹھ کے رو رہے تھے تم۔۔۔اور اب تمہیں چیز والا پاپ کارن کھانا ہے واہ۔۔"زمر نے نہایت طنزیہ لہجے میں تالی بجا کر۔۔۔اپنی حیرت کا اظہار کیا تھا۔۔۔

"ہاں تو۔۔ اس زندگی میں خوشیاں سیلیبریٹ

کرنا تو میرے نصیب میں ہے نہیں۔۔ غم ہی

اچھی طرح سیلیبریٹ کر لوں۔۔ وہ کم از کم وہ مجھ

سے وفادار تو ہیں۔۔۔ جب سے میں پیدا ہوا

ہوں۔۔۔ وہ میرے عشق میں پاگل ہیں۔۔۔ میں

نے نہیں دیکھا انہوں نے کبھی مجھے چھوڑا ہو

----"

" واہ شیمپی واہ--- غموں سے عشق کرنا سیکھ لیا

غالب کی طرح تم نے تو" زمر خوب داد دے رہی

تھی اس کی فلاسفی پر---

"اب واہ واہ کرنا چھوڑو۔۔۔اور میرے ساتھ

مارکیٹ چلو۔۔ ہم پاپ کارن لے کر آتے ہیں چیز

فلیور "Cheese flavor" وہ اس کی ۔۔۔

کلائی پکڑ کر اب کھینچتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔

"او۔۔ میں اس حلیے میں مارکیٹ نہیں جا سکتی"

زمر فوراً ہی اس سے اپنی کلائی چھڑانے کی کوشش

کرتے ہوئے بولی

" کیوں ؟؟ .. کیا ہوا تمہارے حلیے کو ؟؟ .. ٹھیک تو

ہے۔۔۔ چلو۔۔ اب ناٹک نہ کرو زیادہ۔۔۔ "

"ارے ناٹک کی بات ہی نہیں ہے --- تم اکیلے جا کر لے آؤ"

"زمر--- رات کے دو بجنے والے ہیں کوئی نہیں دیکھے گا تمہیں ---چلو" وہ ضدی لہجے میں --- اس کے حلیے سے بے نیازی ظاہر کرتے ہوئے گویا ہوا---

"ارے۔۔۔۔ کیا ہو گیا جانشیر۔۔۔کم از کم دو منٹ

تو دو۔۔۔میں نائٹ سوٹ میں ہوں یار۔۔۔" ارادہ

تو یہی تھا کہ نائٹ سوٹ چینج کرنے کے بہانے جا

کر۔۔۔خود کو کمرے میں لاک کر کے ۔۔ سیو کر

لے گی۔۔۔

"ارے اتنی پیاری لگ رہی ہو۔۔ قسم سے ایسا لگ رہا ہے آسمان سے پری اتر کر آگئی ہے ڈائریکٹ نائٹ سوٹ میں۔۔۔ چینجنگ کی کوئی ضرورت نہیں ۔۔۔ بس ایسے ہی چلو۔۔۔" وہ بلیک ٹی شرٹ اور پنک کلر کے ڈھیلے ڈھالے سے پجامے میں ملبوس تھی۔۔۔ بال کھلے ہوئے تھے۔۔۔ جانشیر کے نزدیک بالکل نارمل حلیہ تھا اس کا۔۔۔

خوامخواہ ڈرامے کر رہی تھی وہ بس نہ جانے

کے۔۔۔

"بس بس مکھن نہ لگاؤ تم۔۔۔ میں نہیں جا رہی

ناں یار۔۔ کیوں تنگ کر رہے ہو۔۔۔چپ چاپ

خود چلے جاؤ۔۔" وہ کسی ضدی بچے کی طرح منہ

بسور کر کہہ رہی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ہم ساتھ جائیں گے۔۔۔اب تم چل رہی ہو یا میں اٹھا کے لے جاؤں۔۔۔" اس کی بات سنتے ہی۔۔۔ زمر کو صوفے والا سین یاد آیا۔۔۔ جس پر اس نے سیفٹی کے لیے پاس رکھی کرسی کو پکڑا تھا۔۔۔

"میں نہیں جا رہی---میں نے کہا نا--"

"تمھیں ناں عزت راز ہی نہیں ہے---"یہ کہتے ہوئے وہ فورا ہی قریب آ کر اس کا ہاتھ کرسی سے ہٹانے لگا---جبکہ وہ لڑکی کسی صورت کرسی چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھی---

"یا خدا --- کیا جلاد پیچھے پڑ گیا ہے میرے---"

مانا وہ لاکھ کوشش کر رہی تھی کہ کرسی ہاتھ سے نہ چھوٹے---مگر مقابل بھی ضدی بن کر لگا پڑا تھا کہ کسی طرح اس کا ہاتھ کرسی سے ہٹا دے۔

وہ دونوں کچن میں کھڑے ٹوم اینڈ جیری کی طرح لڑ رہے تھے---

زمر کو جب اپنی پکڑ کمزور پڑتی محسوس ہوئی۔۔۔تو وہ

اوپر کی جانب دیکھتے ۔۔۔۔ نہایت جھنجھلا کر

بولی۔۔

"اب چلو تم۔۔" وہ نازک جان کب تک اس کی

طاقت کا مقابلہ کر سکتی تھی۔۔۔آخر کار جانشیر

جیت گیا تھا۔۔۔اس کا ہاتھ کرسی سے ہٹا

کر۔۔۔اپنے ہاتھ کی قید میں لینے میں کامیاب ہوا

۔۔۔

اور اب اسے کھینچتا ہوا دونوں ہاتھوں سے باہر لے

کے جا رہا تھا۔۔۔

"اچھا اچھا چابی تو لینے دو۔۔۔ ورنہ دونوں گھر سے باہر بند ہو جائیں گے۔۔۔ تمہارا تو پتہ نہیں لیکن میرا کوئی ارادہ نہیں ہے سردی سے جم کے مرنے کا۔۔۔" زمر نے پرزور احتجاج کیا تھا۔۔ جس پر اس نے صرف چابی لینے جتنی مہلت دی اسے۔۔۔

"دیکھو کتنی سردی ہو رہی ہے ---میں کہہ رہی تھی مجھے کپڑے چینج کر لینے دو---حد ہو گئی--"

جیسے ہی مارکیٹ پہنچے اور وہ گاڑی سے باہر نکلی ---سرد ہوا نے اس کے پورے جسم کو چھوا تھا ---جس پر وہ کپکپی لیتے ہوئے جزبز ہو کر جانشیر کی جانب دیکھ بولی--

جانشیر کو سردی کا اتنا احساس نہیں ہو رہا تھا چونکہ ابھی تو سٹارٹ تھا بالکل ۔۔جبکے زمر کی پہلی سردی تھی کوریا میں۔۔تو اسے تو یہ سرد ہوا ہی کلفی جماتی معلوم ہوئی۔۔۔

صرف گاڑی سے اترتے ہی وہ پورا پورا کپکپا رہی تھی اور اس کے دانت بجنا شروع ہو چکے تھے۔۔۔

شاید سردی کا زیادہ اثر اس لیے بھی تھا کیونکہ وہ بہت کمزور تھی۔۔۔

"یہ پہنو۔۔۔۔" جانشیر نے پیچھے سے آکر کہا۔۔۔

پھر اپنے ہاتھوں سے جیکٹ کی دونوں آستینوں میں

اس کے ہاتھ ڈلوائے۔۔۔اور زپ لگائی۔۔۔تاکہ

اس کی سردی کم ہو۔۔۔۔

"کتنے ٹھنڈے ہو رہے ہیں تمہارے ہاتھ تو۔۔۔"

اس نے زمر کا ہاتھ پکڑا تھا مگر جب اس کے ہاتھ

برف کی طرح ٹھنڈے پائے تو نہایت فکرمند ہو

گیا۔۔۔اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے ہاتھ مسلنے لگا۔۔۔تاکہ انھیں گرمائی پہنچے۔۔۔

وہ گرمائی ہاتھوں کو پہنچا رہا تھا لیکن اس کا اثر زمر کے دل تک پہنچتا معلوم ہوا۔۔۔ نہیں جانتی کیوں ۔۔۔وہ بس اسے دیکھے چلی جا رہی تھی۔۔۔۔وہ ہر روز اس کا جیسے ایک نیا چہرہ دیکھتی ہو۔۔ کبھی فکر

کرتا ہوا۔۔ کبھی تنگ کرتا ہوا۔۔۔ کبھی بچوں کی طرح روتا ہوا۔۔۔ کبھی بڑا بن کر سمجھاتا ہوا۔۔۔اور اس کا ہر روپ زمر کو اچھا لگنے لگا تھا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

دوران میٹنگ جب اچانک اس کی نظر اپنے سیل کی اسکرین پر گئی --اور (مائے وائف) کے الفاظ چمکتے دیکھے ----تو لمحہ بھر کے لیے وہ چونکا ---

حیرت و بے یقینی نے جیسے اسے گھیر لیا ہو---بس حسرت ہی رہ گئی تھی اس کی تو----کہ کبھی اس کی بیوی بھی اسے کال کرلئے اور آج

شاید سورج مشرق کی جگہ مغرب سے نکل آیا

تھا۔۔۔کہ اس کی کال آگئ

تھی۔۔۔کیوں؟؟...وہ نہیں جانتا...مگر صرف

اس کی کال دیکھ کر ہی جیسے دل خوشی سے سرشار

ہوچکا تھا...

"میری وائف کی کال آرہی ہے---میں ابھی آتا

ہوں---"اس نے نہایت چہک کر کہا---جس

پر سب اس کی جانب متوجہ ہوئے---

بیوی کی کال نہیں جیسے کوئی جیک پاٹ لگ گیا ہو

اس کے ہاتھ---اس کے لہجے میں اتنی خوشی

تھی---کہ سب ہی مسکرا دیے تھے---

پہلی بار جو دیکھا تھا۔۔۔کوئی اپنی بیوی کی کال پہ اتنا خوش ہو رہا ہے۔۔۔

"ہیلو۔۔۔" میٹنگ روم سے باہر آکر۔۔۔اب اس نے کال ریسیو کی تھی۔۔۔اور سیل کان سے لگایا۔۔۔

"ہیلو۔۔ میں عائشہ بات کر رہی ہوں۔۔۔" اس

لڑکی کے نزدیک مقابل کو کہاں پتہ ہوگا کہ یہ اس

کا نمبر ہے ۔۔۔اس لیے فورا ہی اپنا تعارف دینے

لگی۔۔۔ جبکہ وہ مسکرایا تھا چونکہ نام پر مائے وائف

سیٹ تھا اس کے موبائل میں۔۔۔

"جی بولیں۔۔۔" وہ تھوڑی آواز سے گھبرائی ہوئی معلوم ہوئی تھی مقابل کو۔۔۔اس لیے تیزی سے کہا۔۔۔

"آپ کی امی کی کال آئی تھی۔۔۔انھوں نے کہا آج دعوت میں چلنا ہے۔۔مجھے منع کرنا ٹھیک نہیں لگا تو ہاں کر دی۔۔ کیا آپ جلدی گھر آ

جائیں گے آج؟؟---" نہایت لچکدار لہجے میں

پوچھ رہی تھی وہ--- جیسے ڈر رہی ہو کہ اس کی

اجازت کے بغیر دعوت قبول کرلی ہے کہیں ایسا

نہ ہو وہ غصہ ہو جائے---کہے کہ مجھ سے پوچھ تو

لیتیں کم از کم---میرا آج کام کا دن ہے---

میں کیسے جاوں گا---یا کہے کہ تم کب سے اتنی

بڑی ہو گئیں۔۔۔کہ ڈیسائیڈ کرو کہ کہاں جانا ہے

کہاں نہیں جانا۔۔۔

اسے اچھے سے یاد تھا۔۔۔کہ اس کا سابقہ شوہر

اسے بات بے بات اوقات یاد دلایا کرتا تھا۔۔۔ کہ

تیری اوقات ہے کہ تو تحفے دے لوگوں کو۔۔۔

تیری اوقات ہے کہ تو اس مہنگے ریسٹورنٹ میں کھانا

کھائے۔۔۔۔ نہیں تو اپنی اوقات بھول جائے گی

اگر تجھے زیادہ آزادی دے دی تو۔۔۔یہ اوقات کا

لفظ اس کے دماغ میں جیسے رچ بس گیا

تھا۔۔۔شاید یہی وجہ تھی کہ خوف مزید بڑھا۔۔۔

"جب میرے گھر کی سربراہ نے دعوت قبول کرلی

ہے۔۔ تو کیوں نہیں آئیں گے جلدی۔۔۔ ضرور

آئیں گے۔۔۔۔ دوڑتے ہوئے آئیں گے آپ فکر

نہ کریں۔۔۔ بس آپ تیار رہیے گا مسز

درنجف۔۔۔مجھے تو پانچ منٹ چاہیے ہوتے

ہیں۔۔۔" جہاں وہ غصے اور برہمی کا دماغ بنائے

بیٹھی تھی وہاں سامنے سے جواب بالکل اس کے

برعکس آیا تھا۔۔۔وہ کیسے حیران نہ ہوتی۔۔۔وہ تو

اس کے لفظ (سربراہ) پر ہی چونک گئی تھی بری طرح۔۔۔

ساتھ ہی اس کا فدا فدا لہجے میں یہ کہنا کہ ہم ضرور آئیں گے۔۔۔ ہم کیوں نہیں آئیں گے ہم دوڑ کر آئیں گے عائشہ کو بالکل کسی شہزادی والی فیلنگس

سے متعارف کرا گیا تھا جو پہلے اس نے کبھی محسوس نہیں کی۔۔۔

لگا وہ حق رکھتی ہے اس پہ۔۔۔ وہ اس کا مرد ہے۔۔۔

عورت کو۔۔اپنی عورت کہہ کر پاؤں کی جوتی کا
اسٹیٹس بنانے والے ہزاروں ملتے ہیں۔۔۔مگر خود
کواس کا مرد کہہ کر۔۔اپنے اوپر حق دینے
والا۔۔۔ہزاروں میں ایک ہوتا ہے۔۔۔

"اور کچھ؟؟"

"نہیں۔۔۔"

"ٹھیک ۔۔۔ تو میں راستے سے گجرے لیتا آوں؟؟

"لچکدار لہجے میں استفسار کیا۔۔۔

"آپ کی مرضی۔۔۔"وہ شرماتے ہوئے بولی۔۔۔

"میری مرضی ---دیکھ لیں--- اگر میں گجرے

لاؤں گا تو پہناؤں گا بھی اپنے ہاتھوں سے ہی---

"اس کی بات سنتے ہی وہ سرخ ہوئی---

"اوکے--"خاصہ ہولے سے رضا مند لہجے میں

کہا----

مانا وہ اسے دیکھ نہیں رہا تھا۔۔۔ لیکن امیجن کر سکتا تھا وہ کس قدر لال ہو رہی ہوگی اس لمحے۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

آج وہ یوں ہی بیٹھ کر اپنی سٹوری پہ آنے والی ویوز دیکھ رہا تھا جب طیبہ کی آئی ڈی اس کی نظر میں آئی اور وہ فوراً سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔

پورے چھ مہینے بعد۔۔۔ اس کی بیوی کا کوئی نام و نشان نظر آیا تھا۔۔۔ ورنہ وہ تو جیسے غائب ہو گئی ہو۔۔۔

مانا اس نے صرف ایک سٹوری ویو کی تھی

لیکن اس کا وہ دیکھنا بھی حمزہ کے لیے بہت

تھا۔۔۔ چھ مہینے بعد ہی سہی۔۔کم از کم اس ستمگرِ

جان کو اس کی یاد تو آئی۔۔۔

وہ فورا ہی اب اس کی آئی ڈی کھول کر بیٹھ گیا
تھا۔۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کو بہت پہلے سے
فالو کر رہے تھے ۔۔۔مگر وہ کبھی اس کی آئی ڈی
پہ نہیں آئی ۔۔۔ورنہ حمزہ تو اکثر اس کی آئی ڈی پہ
جاتا رہتا تھا ۔۔۔وہ پوسٹنگ بھی تو نہیں کرتی تھی
کچھ۔۔۔بس پرانی ماڈلنگ کی ریلز ہی تھیں اس
کی۔۔۔ جنہیں دیکھ کر وہ جیتا تھا۔۔۔

وہ ویسے روز سٹوری لگانے کا عادی نہیں

تھا۔۔۔ لیکن اس کے سٹوری ویو کرنے کے بعد

فورا دوسری لگائی۔۔۔۔ کے آیا وہ پھر سے دیکھتی

ہے یا نہیں۔۔۔اور اس نے دیکھی۔۔۔اسٹوری

لگاتے ہی دیکھ لی۔۔۔

"یس" ہاتھ ہوا میں اچھال کر نیچے لاتا۔۔۔وہ خوشی سے بولا تھا۔۔۔

اس کے بعد تو اس نے روز ہی سٹوری لگانا شروع کر دیا تھا۔۔۔موقع ملتے ہی سب سے پہلے وہ اپنا موبائل چیک کرتا کہ سٹوری پر اس ستمگرِ جان کی ویو آئی یا نہیں۔۔۔اور یہ دیکھ۔۔۔کہ اس کی ویو آ

گئی ہے۔۔۔خوشی سے پھولے نہ سماتا۔۔۔۔اس

کے نزدیک ایک خاموش محبت کا آغاز ہوا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری جانب۔۔۔ طیبہ کو لگنے لگا تھا وہ اسے

بھول گیا ہے۔۔۔

وہ لڑکا جسے خاموش محبت کا نام دے رہا تھا۔۔۔

وہ کیا جانے... کہ وہی خاموشی طیبہ کے دل میں

ایک عجیب سی بے چینی بن کر دھڑک رہی تھی۔

وہ ہر رات، ہر صبح... فون ہاتھ میں لیے اس کی

پروفائل کھولتی۔ ایک ایک سٹوری بار بار دیکھتی۔

کبھی معمولی سی حرکت پر رُک جاتی۔۔۔ کبھی اس

کی مسکراہٹ، کبھی اس کی آنکھوں کی روشنی،

کبھی کسی بے مقصد ویڈیو میں اس کی آواز کا دور

سہ عکس۔۔۔

جانے کتنی بار وہ وہی چند سیکنڈز دوبارہ چلا کر

دیکھتی تھی۔

اسے خود بھی نہیں پتا چلتا کہ کب اس کی انگلی بارِ

دگر سکرین پر جا پڑتی ہے---سٹوری ختم ہو جاتی...

وہ پھر سے ری پلے کر لیتی۔

جیسے ہر دفعہ امید ہو کہ اس بار کوئی نیا اشارہ مل

جائے... کوئی نئی بات... کوئی چھوٹی سی

توجہ-- کچھ ایسا---جو اسے یقین دلا دے کہ وہ

اسے یاد ہے---

کبھی وہ فون کو سینے سے لگا کر آنکھیں بند کر
لیتی۔۔۔ تو کبھی اسے دیکھ کر مسکرانے لگتی۔۔۔۔
تو کبھی رونا شروع ہو جاتی۔۔

طیبہ کے نزدیک وہ مشہور ایکٹر کہاں جانتا ہوگا

کہ وہ روز دیوانوں کی طرح اس کی نئی سٹوری---

کا انتظار کرتی ہے اب---

♡*Husny Kanwal*♡

"کیا ہوا؟؟" وہ سو رہا تھا۔۔جب اچانک اسے کسی کے رونے کی آوازیں آنے لگیں۔۔۔ پہلے تو دماغ کام نہ کیا گہری نیند میں جو تھا۔۔مگر پھر یکدم اپنی بیوی کا خیال آیا۔۔۔وہ فورا ہی چونک کر اٹھا ۔۔۔دیکھا تو وہ برابر میں بیٹھ کر رو رہی ہے۔۔۔

"میری بیٹی۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔اسے بھوک لگی ہے ۔۔میں اسے فیڈ کرانا چاہتی تھی۔۔ لیکن ان لوگوں نے مجھ سے چھین لی۔۔۔وہ مجھے نہیں دے رہے۔۔۔میں کیا کروں؟؟" وہ اپنے حواسوں میں معلوم نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

در نجف سمجھ چکا تھا ---کہ وہ خواب دیکھ کر اٹھی ہے---

"ادھر آؤ میرے پاس--- تم نے صرف خواب دیکھا ہے---سب ٹھیک ہے--- کچھ نہیں ہوا--- باپ اپنی بیٹیوں پر جان دیتے ہیں-- تم فکر نہ کرو---وہ تمہارے ساتھ کتنا برا ہی سہی

اپنی بیٹی کو پھولوں کی طرح رکھ رہا ہو گا ۔۔۔وہ بھوکا

نہیں سونے دے گا اسے ۔۔۔ " بہت پیار سے

اس کا بازو پکڑ کر ۔۔۔ اسے اپنے سینے سے

لگاتا ۔۔۔ نرمی سے سمجھانے لگا ۔۔۔

"وہ بھوکی ہے ۔۔۔ وہ رو رہی تھی ۔۔۔ " وہ پہلی بار

درنجف کے اتنے قریب آئی تھی ۔۔۔ لیکن اسے

خوف کا احساس نہیں ہوا بلکہ سیفٹی کا تھا

حفاظت کا تھا۔۔لگ رہا تھا جیسے وہ سمجھے گا۔۔۔

اس کے غم کو۔۔۔

سینے سے منہ ہٹا کر۔۔۔جب اس کی جانب

دیکھ۔۔ڈبڈبائی آنکھوں کے ساتھ بولی۔۔۔تو مقابل

کا دل جیسے پارے پارے ہوا۔۔۔

"نہیں۔۔ وہ صرف خواب ہے۔۔۔ وہ نہیں رو رہی۔۔وہ خوش ہے بہت ۔۔۔" اپنی انگلی کے پوروں سے۔۔۔اس کے آنسو صاف کرتا۔۔۔پیشانی چوم کر۔۔۔ بڑے پیار سے گویا ہوا۔۔۔

"میرے دل کو سکون نہیں آرہا۔۔۔"

"صبر کرو۔۔۔ اللہ آسانی فرمائے گا۔۔۔" وہ بکھرے چلی جارہی تھا۔۔۔ اور وہ بڑے پیار سے اسے سنبھال رہا تھا۔۔۔

یہاں تک کہ اسے چپ کرا کے۔۔۔اپنے ساتھ لے کر لیٹا۔۔۔

تحفظ کا، اطمینانی کا، ایک ہمسفر و سائبان ساتھ ہونے کا احساس تھا اس کی مضبوط باہوں میں۔۔۔یہی وجہ تھی کہ وہ دوبارہ سو گئی تھی۔۔۔

اور وہ معصوم نہیں جانتی کہ اس کی نزدیکی، اس کی قربت، اس کی گرم سانسوں کی مہک، اب کسی اور کو سونے نہیں دے رہی تھی۔

"اف۔۔۔ کتنی گرمی ہو رہی ہے" اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے کمبل خود پر سے مکمل ہٹا دیا تھا ۔۔۔ مگر اس کے باوجود گرمی کا احساس کم نہیں

ہو رہا تھا۔۔۔یہی وجہ تھی کہ اب اس نے فین بھی ان کیا۔۔۔

"نہ کرو مسز درنجف۔۔ورنہ میں نے کل صبح ہی ولیمے کی دیگیں چڑھوا دینی ہیں "فین کے ان کرتے ہی سردی مزید بڑھی کمرے میں ۔۔۔جس کے سبب وہ نازک جان مزید اس سے لگی ۔۔۔گویا

جیسے اس میں سما جانا چاہتی ہو ۔۔ جبکے درنجف اب

گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔۔۔

وہ اسے دیکھ۔۔ معنی خیزی سے زیر لب گویا ہوا

تھا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

ثمرہ کہ اسکول سٹارٹ کرنے کے بعد سے ان ماں
بیٹی کا نانی کے گھر جانا بہت کم ہو گیا تھا۔۔۔

ہر گزرتے دن کے ساتھ وہ دونوں ایک دوسرے
کے قریب آرہے تھے۔۔ اور جتنا وہ قریب سے
عائشہ کو جان رہا تھا اتنا اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ

مغرور نہیں ہے--نہ ہی وہ اسے ناپسند کرتی ہے

----وہ صرف ڈرتی ہے---اور وہ آہستہ آہستہ

اس کے ڈر کو نکال رہا تھا---اپنی انا کو سائیڈ کر

کے اسے خود سے قریب کر رہا تھا---

"میں آرڈر دے آیا ہوں" وہ کچن میں کام کر رہی تھی۔۔۔جب درنجف نے پیچھے سے آکر اعلانیہ کہا۔۔۔

"کس چیز کا آرڈر؟؟" اس نے کام جاری رکھتے ہوئے۔۔۔یوں ہی سرسری انداز میں پوچھا۔۔۔

"ولیمے کی دیگ کا---"اور بس یہ سننا تھا

----کہ اس نے چونک کر اس کی جانب

دیکھا---

خوبصورت آنکھیں حیرت سے پھیلیں تھیں اس

کی---

اسے علم تھا کہ ایسا ہی کوئی ری ایکشن آنا ہے

عائشہ کی جانب سے۔۔۔یہی وجہ تھی کہ ہاتھ باندھ

کر نہایت پر سکون انداز میں کھڑا اس کی حیرت سے

محظوظ ہو رہا تھا۔۔۔

"ولیمے کی دیگ کو مزید انتظار کرانا صحیح نہیں ہے

اب۔۔۔ "در نجف کے اس کے قریب آکر۔۔۔

کان میں بھرائی آواز میں سرگوشی کرتے ہی۔۔۔

عائشہ کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔ مگر ساتھ ہی

چہرے پر اناری رنگ بھی چھا گیا تھا۔۔۔

وہ فورا چہرہ جھکا گئ تھی حیاء سے۔۔

"آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ؟؟" اس کی

ٹھوڑی پکڑ کر اونچی کر۔۔۔اب سنجیدگی سے

استفسار کیا۔۔۔۔وہ بھی آنکھوں میں محبت سے

جھانکتے ہوئے۔۔۔

"میں پیار سے سنبھال لینا چاہتا ہوں تمہیں

اب۔۔۔ اپنے رنگ میں رنگا ہوا دیکھنا چاہتا

ہوں۔۔۔۔۔میں چاہتا ہوں تمہیں اتنا پاس لے

آؤں کہ تمہاری دھڑکن میرے سینے سے ٹکرا

جائے...

اور تمہاری سانسوں کی گرمی میرے وجود کو بے

چین کر دے۔۔۔میں چاہتا ہوں تم میری گرفت

میں آتے ہی اپنی ساری جھجھک بھول جاؤ...اور

بس میرے لمس کی طرف بہتی چلی آؤ۔

تمہاری وہ ہلکی کپکپاتی سی سرگوشی...

تمہاری پلکوں کی لرزش...

اور میرے قریب آتے ہی تمھارا یوں شرما جانا---

یہ سب مجھے پاگل کر دینے کو کافی ہے ---آج

میں چاہتا ہوں تم خود چل کر--- میری باہوں میں

سمٹ آؤ--اتنی قریب...کہ تمہیں محسوس

ہو---کے میں تمہیں کتنی شدت سے چاہتا

ہوں۔۔۔"وہ پورا پورا لال پڑ رہی تھی اس کے

باوجود مقابل اس کی ٹھوڑی نہیں چھوڑ رہا تھا۔۔۔

الٹا خاصہ محظوظ ہوتا دیکھائی دیا۔۔۔ ساتھ ہی اپنے

جذبات نہایت ہولے و بھرائی سی آواز

میں۔۔۔الٹے ہاتھ سے اس کے بالوں سے کھیلتے

ہوئے بتا رہا تھا۔۔۔

عائشہ کی سانسیں گہری ہورہی تھیں۔۔۔اس کے

الفاظ کا لمس اس کے وجود میں ہل چل سی مچارہا

تھا۔۔۔

لگ رہا تھا اب جان نکلی۔۔کے تب جان نکلی۔۔۔

وہ اپنے ہونٹ کس کے چبانے لگی تھی۔۔۔

"بولو میری جان--- کوئی اعتراض تو نہیں؟؟"

اس کے اصرار پر بجائے جواب دینے کے--- اس کا ہاتھ اپنی ٹھوڑی سے ہٹا کر----اس کے کندھے سے اپنی پیشانی لگا کر شرما گئی تھی وہ---جبکہ درنجف اس کی حیاء بھری ادا پہ بھی فدا ہو کر مسکرایا تھا---

اور یہ وہ لمحہ تھا جب دونوں کے دل ایک ہی طرز

میں دھڑک رہے تھے---

♡ *Husny Kanwal* ♡

چار سال بعد:

فلم ریلیز ہونے کے اگلے ہی دن ممبئی کی سڑکوں پر ایک عجیب سہ شور تھا۔ سینما ہالوں کے باہر لمبی قطاریں موجزن تھیں۔۔۔ لوگ ہاتھوں میں پوسٹر پکڑے ایسے بے تاب کھڑے تھے جیسے برسوں سے

اسی لمحے کے منتظر ہوں۔ ہر چہرے پر ایک ہی نام تھا... اُس کا نام۔۔۔روماں احسن شیخ۔۔۔

دوپہر ہوتے ہوتے خبر پھیل گئی کہ فلم نے پہلے دن ہی تمام ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔ سوشل میڈیا سے لے کر نیوز چینلز تک ہر جگہ صرف اسی کا تذکرہ تھا۔

”نیا سپر اسٹار!“

”بالی وڈ کا اگلا شاہکار!“

”پہلے ہی دن دھماکہ!“

سینما سے باہر نکلتے ہوئے عوام کا شور آسمان تک جا رہا تھا۔ لوگ ایک دوسرے کو گلے لگا کر کہہ رہے تھے:

"یار... کیا ایکٹنگ کی ہے!"

"یہ تو آگ لگا دی اس نے!"

ادھر وہ۔۔۔ہیرو۔۔۔اپنی گاڑی کے ساتھ کھڑا تھا۔ جیسے ہی لوگوں نے اسے دیکھا، ہجوم یکدم بے قابو سہ ہو گیا۔ کیمرے آن ہو گئے، موبائلوں کی لائٹس جگمگا اٹھیں۔ لوگ آگے بڑھ بڑھ کر اس کی ایک جھلک پکڑنے کی کوشش میں تھے۔

کچھ فین تو بامشکل اپنی جگہ قائم رہ پا رہے تھے، کچھ اوپر گاڑی پر چڑھنے کی کوشش میں، کچھ اس کا نام ایسے پکار رہے تھے جیسے برسوں سے دبایا ہوا جنون آج باہر نکل آیا ہو۔ پولیس بھیڑ کو روکنے کی کوشش کرتی رہی مگر کامیابی کم... شور زیادہ تھا۔

اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔۔اور وہی مسکراہٹ جو پہلی بار بڑے پردے پر نمودار ہوتے ہی دلوں میں اتر گئی تھی۔ وہ ہاتھ اٹھا کر سلام کرتا تو بھیڑ مزید چیخ اٹھتی۔

یہ صرف شہرت نہیں تھی...

یہ فینز کا جنون تھا، جو بتا رہا تھا کہ بالی وڈ میں ایک نیا طوفان آچکا ہے---

♡*Husny Kanwal*♡

وہ تھکا ہارا اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تھا---

باہر جتنا شور تھا اندر اتنی ہی خاموشی ۔۔۔وہ یوں ہی

آکر گرنے والے انداز میں صوفے پر بیٹھا ۔۔۔اپنا

سر پیچھے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔۔۔ کتنی ہی دیر

اس طرح بیٹھا رہا ۔۔۔یہاں تک کہ اس نے دروازہ

کھلنے کی آواز سنی ۔۔اسے علم تھا کہ اس کا مینیجر

آیا ہوگا۔۔۔اس لیے آنکھ کھولنے کی زحمت تک نہ کی۔۔۔

مینیجر اندر گھسا تو پہلی نظر میں ہی جھنجھلا گیا۔

"آہا۔۔۔سوپر اسٹار صاحب۔۔۔یہ کیا تھکی ہوئی حالت لے کر آئے ہیں آپ؟؟؟۔۔۔فلم ہٹ

ہوئی ہے۔۔۔ جنازہ نہیں نکلا۔۔ پتہ نہیں وہ دن

کب آئے گا جب میں آپ کے چہرے پہ بھی ایک

ریل مسکراہٹ دیکھوں گا"

وہ کوٹ اتار کر کرسی پر پھینکتا اب باتیں شروع

کرچکا تھا۔۔۔۔۔۔

"دیکھیں۔۔۔ سب سے پہلے تو کل صبح ایمرجنسی انٹرویوز۔۔۔پانچ چینلز نے لائن لگا لی ہے۔۔۔میں سب کو ٹائم دے آیا ہوں۔۔۔ کیونکہ ظاہر ہے، میرا کام ہے نا"وہ ایک فائل اس کی گود میں رکھ کر بولا۔۔۔جو مقابل نے کھولنے کی زحمت بھی نہیں کی۔

"اور ہاں، ایک برانڈ ہے جو کل ہی ڈیل فائنل کرنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا۔۔۔ بھائی ذرا وقت دیں... ہمارا ہیرو ابھی فلم کی کامیابی سے سانس تو لے لے۔۔۔۔ مگر وہ نہیں مان رہے۔۔۔ تیسرا۔۔۔ آج رات دس بجے بڑی پارٹی ہے۔ پروڈیوسرز، ڈائریکٹر، میڈیا۔۔ سب ہوں گے۔ اور اندازہ لگائیں وہاں کون شاندار موڈ میں ہونا

چاہیے؟؟---میں؟" وہ خود ہی جواب دیتے

ہوئے---"نہیں جی---آپ---کیونکہ آپ ہی

'ہیرو' ہیں--- میں تو صرف وہ بندہ ہوں جو پوری

دنیا سنبھال کر آپ کے پاس چھوڑتا ہے---اور

پھر آپ کو اسی صوفے میں دفن دیکھتا ہوں"---

وہ ساری باتیں بولے چلے جا رہا تھا۔۔۔مگر مقابل نے اب بھی کہاں آنکھ کھل کر اسے دیکھا تھا۔۔۔ وہ تو جیسے آدم بیزار ہو۔۔۔

"ارے یاد آیا۔۔۔کیا آپ کسی بریرہ کو جانتے ہیں پاکستان سے؟؟ کال آئی تھی آج" اور بس یہ نام سننا تھا کہ وہ فورا ہی آنکھ کھول کر اسے دیکھنے

لگا۔۔۔وہ جس طرح بجلی کی پھرتی سے سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔۔۔وہی بتانے کے لیے کافی تھا۔۔۔کہ وہ کتنی خاص ہے۔۔۔

"تم نے بریرہ کہا ناں ابھی؟؟" وہ جیسے بے یقینی کی عالم میں پوچھ رہا تھا۔۔۔

"جی۔۔۔ بریرہ۔۔۔"

♡♡♡♡♡♡

رنگ برنگی لائٹس میں ناچتے ہوئے بدمست لوگوں میں کھڑا وہ نوجوان۔۔۔اپنے کانوں میں ایک آواز گونجتا محسوس کر رہا تھا۔۔۔

اس کے گرد حسین لڑکیوں کے میلے تھے جو آدھی

برہنہ حالت میں اس کا ہاتھ پکڑ کر ناچنے کی

کوشش کر رہی تھیں۔۔ہر کسی کی یہی آرزو

تھی۔۔کہ ایک بار۔۔۔ بس ایک بار وہ نظر کرلے

اس کی جانب۔۔

کتنی ہی لڑکیوں نے اسے ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لگاتے۔۔۔ سیڈیوس کرنے کی بھی کوشش کی تھی۔۔۔مگر وہ اس لمحے وہاں تھا ہی کب۔۔۔اس کا دماغ تو اس کال میں اٹکا تھا۔۔۔۔

"میں بریرہ کی ساس بات کر رہی ہوں۔۔ تابش کی والدہ۔۔۔۔مجھے تابش نے تمہارا نمبر دیا تھا

-----کہا تھا کہ جب میں نہ رہوں ----تو اس

نمبر پہ رابطہ کر کے بتا دیجئے گا---" وہ ان

لڑکیوں میں سے نکل کر---اس شراب و شباب

کی محفل کو بے دلی سے چھوڑتا--- اب باہر نکل

آیا تھا وہ بھی دوسرے دروازے سے جہاں عوام

کی بھیڑ نہ تھی اس کے لیے---چہرے پہ ماسک

تھا سر پر کیپ--اور وہ بس چلے چلے جا رہا

تھا۔۔۔اس کے گارڈز پیچھے آنا چاہتے تھے لیکن اس نے ہاتھ دکھا کے روک دیا تھا۔۔۔۔وہ آج اکیلے رہنا چاہتا تھا کچھ وقت۔۔

"میرے بیٹے کے انتقال کو تقریبا ساڑھے چار سال گزر چکے ہیں۔۔۔ پہلے میں نے سوچا وہ جذباتی ہو گیا ہے۔۔۔ ورنہ کون اپنی بیوی کے لیے کسی

دوسرے مرد کا نمبر چھوڑ کر جاتا ہے۔۔۔ مجھے لگا

تھا۔۔۔وہ ٹھیک ہو جائے گی میرا بیٹا کچھ زیادہ ہی

پوزیسو ہو رہا ہے اسے لے کر۔۔۔ ورنہ سبھی جینے

لگتے ہیں۔۔۔ سب اپنی زندگیوں میں مگن ہو جاتے

ہیں۔۔۔پھر وہ تو ہے بھی کم عمر کی لڑکی۔۔۔ کچھ

وقت بعد ہی ہمارا کروڑوں کا گھر لے کر پھر ہو

جائے گی۔۔۔"

دل میں بے چینی کی ہلکی سی لہر لیے وہ ایئرپورٹ
کے اندر داخل ہوا۔۔۔لمبے ہال کی روشنیاں اس
کی آنکھوں میں پڑیں مگر اس کا دھیان کہیں اور
تھا۔۔۔صرف اپنے سفر، اپنے مقصد اور اس کی
کمی کی طرف۔۔۔۔ٹرالی دھکیلتے ہوئے وہ سیکورٹی
کی لائن میں کھڑا ہوا۔۔۔پاسپورٹ کی جلدی جلدی

پلٹتی انگلیاں صاف بتا رہی تھیں کہ اس کا دل ابھی سے سفر میں نہیں بلکہ منزل میں الجھا ہوا ہے----

"مگر پھر میں نے وہ حقیقت دیکھی جو میرا بیٹا بہت پہلے محسوس کر چکا تھا---اس نے دوبارہ زندگی کی جانب قدم رکھا ہی نہیں--- وہ تو بے رونق سی

آنکھیں لیے گھومتی ہے--- جیسے زندگی کا مقصد ہی

بھول چکی ہو---وہ بس سانسیں لیتی ہے--- نہ

بولتی ہے--- نہ ہنستی ہے--- وہ کچھ بھی تو

نہیں کرتی---"

گیٹ نمبر کے اعلان پر وہ تیز قدموں سے آگے

بڑھا--- شیشے کے لمبے راستے سے گزرتے ہوئے

اس نے ایک نظر رن وے پر کھڑے جہاز کو
دیکھا۔۔۔وہ جہاز۔۔۔جو اسے ایک سرحد سے
دوسری سرحد تک لے جانے والا تھا۔۔۔مگر
احساس ایک ہی تھا۔۔۔۔بے قراری۔

جہاز میں داخل ہوتے ہی ہلکی سی خوشبو، کم روشنی
اور مسافروں کی سرگوشیاں اس کے اردگرد بکھر

گئیں۔اس نے اپنی سیٹ پر بیٹھ کر گہری سانس
لی۔۔۔۔کھڑکی سے باہر جھانکا تو پورا شہر روشنیوں
میں نہاء کر جیسے نیچے سمایا ہوا تھا۔جہاز کے پہیوں
کے ہلکے سے جھٹکے نے اسے بتایا کہ سفر شروع ہو
چکا ہے۔۔۔دل کی دھڑکن بھی تھوڑی تیز
ہوگئی۔۔۔۔ جیسے وہ بھی اس سفر کے ساتھ چل
پڑی ہو۔۔۔

"کبھی کبھار تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں میں اسے

بھی کھو نہ دوں ---پیار جو کرنے لگی ہوں اس

سے بہت --- وہ ہے ہی اتنی پیاری ----پتا ہے

کبھی کبھی میری گود میں سر رکھ کر لیٹ جاتی

ہے---- کہتی ہے --- مجھے بتائیں ناں---

تابش کیا کہتا تھا بچپن میں --- اور پھر وہی

ہزاروں بار سنی کہانیاں سن کے روتی ہے---

اس نے دن رات محنت کر کے سی ایس ایس کا

امتحان پاس کیا--- پھر ٹریننگ کے بعد آج ڈپٹی

کمشنر کا عہدہ سنبھال رہی ہے--- لیکن میں جانتی

ہوں وہ صرف یہ تابش کی خوشی کے لیے کر رہی

ہے---- اس کی اپنی خوشی کہیں نہیں ہے ان

سب میں---"

لمبا سفر ختم ہوا۔۔۔۔جہاز نے ہلکے جھٹکے کے ساتھ

پاکستان کی سرزمین کو چھوا۔۔۔

اوراس کے دل میں جیسے کوئی چراغ سہ جل

اٹھا۔۔۔۔وہ جہاز سے باہر نکلا۔۔۔گرم ہوا کی ایک

لہراس کے چہرے کو چھو کر گزری۔۔۔

جس میں اجنبیت کم اور اپنائیت زیادہ تھی۔۔۔

امیگریشن کراس کرتے ہی اسے اپنے قدموں میں

عجیب سی مضبوطی محسوس ہوئی۔۔۔

جیسے زمین نے اپنے بیٹے کو پہچان کر تھام لیا

ہو۔۔۔۔اس کے چہرے پر بلیک ماسک تھا۔۔۔

وائٹ ٹی شرٹ پر بلیک شرٹ اور بلیک پینٹ

زیب تن کیے۔۔۔ وہ کافی خوبصورت لگ رہا

تھا۔۔۔بیلٹ سے بیگ اٹھا کر وہ ہجوم کے

درمیان کھڑا ہوا۔۔۔

اس ایئرپورٹ نے بہت بار انہیں ملتے بچھڑتے دیکھا

تھا۔۔۔۔

"جب تابش یہ نمبر چھوڑ کر گیا تھا تب وہ صرف

میری بہو تھی لیکن آج وہ میری بیٹی بن چکی ہے

---میں چاہتی ہوں میری بیٹی بھی جیے--- میں

نے اور میرے شوہر نے بہت کوشش کی--- کہ

اسے واپس زندگی کی جانب لا سکیں مگر وہ تو جیسے

مردہ سی ہو چکی ہے--- دن رات اپنے آپ کو

صرف کام میں مصروف رکھتی ہے---میں اسے اور

اس طرح نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔ میں چاہتی ہوں

اس کی زندگی واپس خوشحال ہو جائے۔۔۔اس کے

لیے کیا میں نے صحیح جگہ رابطہ کیا ہے؟؟"

"بالکل۔۔۔ آپ نے صحیح جگہ رابطہ کیا ہے۔۔۔"

وہ ایئرپورٹ سے باہر آکر سامنے اس ڈھلتے ہوئے سورج کو دیکھ۔۔۔ایک گہری سانس لے کر زیر لب پراعتمادی سے گویا ہوا تھا۔۔۔

جان و دل وار دوں میں۔۔

زندگی ہار دوں میں۔۔

جیسے شمع پہ مرتا ہے پروانہ

آیا تیرے در پہ دیوانہ----

آیا تیرے در پہ دیوانہ----

تیرا دیوانہ--

تیرا دیوانہ --

تیرا دیوانہ--

آیا تیرے در پہ دیوانہ----

وہیں دوسری جانب---

اس کی ویگو جب ڈپٹی کمشنر ہاؤس کے مرکزی

دروازے پر آ کر رکی--- تو پورا عملہ جیسے ایک لمحے

کو محتاط ہو گیا---ڈرائیور نے فوری گاڑی روکی ہی

تھی کہ سامنے کھڑا سیکیورٹی اہلکار سرعت سے آگے

بڑھا اور گاڑی کا ڈور کھول دیا۔۔۔۔ باہر نکلتی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کے ساتھ اس کی موجودگی نے فضا میں ایک الگ سہ رعب بکھیر دیا۔

وہ پرسکون انداز میں گاڑی سے اتری۔۔۔

ایک ہاتھ فائلوں پر، دوسرا لال رنگ کی شال کو سنبھالتے ہوئے۔۔۔ نیچے قدم رکھتے ہی اس کے

ہیلس کی ہلکی سی آواز برآمدے میں گونجی۔۔۔اور یوں لگا جیسے پورا اسٹاف متحرک ہو گیا ہو۔

بریرہ اپنے دفتر کے بڑے دروازے سے گزرتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ صبح کی روشنی کھڑکیوں سے چھن چھن کر اندر آ رہی تھی۔۔۔ اور پورے آفس میں ایک ہلکی سی سرسراہٹ محسوس ہو رہی تھی۔ میز

کے اوپر فائلوں کا ڈھیر لگا تھا۔۔۔ کچھ کاغذات پر دستخط کے انتظار تھے۔۔۔ اور کمپیوٹر کی اسکرین پر اہم نوٹس آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔ دیوار پر وزیراعظم کی تصویر اور شہر کے نقشے اس کے سامنے نظریں جمائے ہوئے تھے۔۔۔ جیسے ہر چیز اس کے کنٹرول میں ہو۔

وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔۔۔مگر لمحے بھر کے لیے اسے
لگا جیسے یہ کرسی صرف ایک آفس کی نہیں بلکہ
پورے ضلع کے فیصلوں کی نشست ہے۔ ACs.
(Assistant Commissioners) اور
سیکریٹریز اس کے گرد جمع تھے۔۔۔اور ہر ایک کی
بات میں احترام اور سنجیدگی جھلک رہی تھی۔

"یہ رپورٹ دیکھو۔۔۔ تعلیم اور صحت کے بجٹ میں کہیں کمی نہیں ہونی چاہیے۔ اور تمام تجاوزات فوری ختم کرو۔" بریرہ کی آواز میں طاقت بھی تھی اور مہربانی بھی۔

"جی میڈم--کل تک نوٹس جاری کر دیا جائے

گا۔" AC نے جواب دیا مگر بریرہ کی آنکھیں ابھی

بھی فائلوں پر جمی ہوئی تھیں---

اتنے میں لوگوں کا انتظار گاہ بھر گیا تھا---بریرہ

اٹھ کر وہاں پہنچی۔ ہر آنے والا شخص تھوڑا سہ ڈرا

ہوا سہ تھا۔۔۔مگر اس لڑکی کی مہربان مسکراہٹ
نے سب کے دلوں میں سکون کی لہر دوڑا دی۔

"پریشان مت ہوں بابا جی۔۔۔آج ہی آپ کا
کیس دیکھ لیں گے۔ فائل یہاں ہے۔۔۔دیکھتے
ہیں کہ عدالت نے کیا کہا تھا۔"پہلا شخص ایک
بزرگ آدمی تھا۔۔۔جو زمین کے کیس کے لیے آیا

تھا۔۔۔ بریرہ نے فائل اٹھائی۔۔۔اس کے صفحات

غور سے دیکھے اور اطمینان دلانے والے انداز میں

بولی۔۔

اگلی دروازے سے ایک عورت اندر آئی۔۔۔ سرکاری

ہسپتال میں بچے کی ویکسین کے لیے

پریشان۔۔۔ بریرہ نے اس کی طرف دیکھا اور کہا

"پلیز تفصیل بتاؤ۔ میں خود ہسپتال سے بات کرتی ہوں۔۔۔یقین دلاتی ہوں کہ کل سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

وہ اسے اپنے چند پاورفل جملوں سے ہی اعتماد میں لے چکی تھی۔۔۔

"میں کل خود مارکیٹ جا کر انسپیکشن کروں گی۔
لوگ قانون کے مطابق رہیں گے۔۔۔اور انصاف
سب کو ملے گا۔۔۔۔"پھر ایک نوجوان
آیا۔۔۔مقامی مارکیٹ میں ناجائز تجاوزات کی
شکایت لے کر۔۔۔بریرہ نے گہرائی سے اس کی
بات سنی۔۔۔ پھر مسکرا کر اپنے پروقار انداز میں
گویا ہوئی۔۔۔

بریرہ نے لمحہ بھر کے لیے کھڑکی کی طرف دیکھا۔ شہر
کی رونق، لوگوں کی ہلچل، اور زندگی کی ہر چھوٹی بڑی
حرکت اس کی آنکھوں کے سامنے تھی۔۔۔۔ ایک
مختصر سہ مسکراہٹ اس کے چہرے پر نمودار ہوئی۔
یہ مسکراہٹ نہ صرف اعتماد کی تھی بلکہ ایک
عورت کے عزم، محنت اور طاقت کی بھی۔

کے دن و راتیں، امتحان کی بے چینی، اور CSS۔

ہر بار گرنے کے بعد خود کو سنبھال کر اٹھ کھڑا

ہونے کی کوشش۔۔۔ وہ ساری محنتیں اب

حقیقت کا روپ دھار چکی تھیں۔۔۔۔ بریرہ صرف

ایک ڈپٹی کمشنر نہیں تھی۔۔۔بلکہ عوام کی حقیقی

ہیروئن بن چکی تھی۔۔۔جس کی ہر بات میں

انصاف اور ہمدردی جھلکتی۔

آفس کی لائن میں کھڑے لوگ ایک دوسرے کو

دیکھ رہے تھے۔۔۔مگر ہر ایک کے دل میں یہی

احساس تھا کہ یہاں انصاف، مہربانی اور طاقت

ایک ساتھ موجود ہے۔۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

اسے سرکاری گاڑی اور گھر سب ملا ہوا تھا لیکن
اس کے باوجود وہ آج بھی تابش کے والدین کے
ساتھ ہی رہتی تھی۔۔۔ اس گھر میں جہاں تابش کی
یادیں بسی تھیں۔۔۔

اس کی ویگو جب دروازے پر آکر رکی۔۔۔ تو فورا ہی اس کے گارڈ نے گاڑی کا ڈور اوپن کیا گیا۔۔

وہ پروقار انداز میں گاڑی سے اترئی ۔۔۔اس کے ساتھ سیکیورٹی موجود تھی ۔۔۔جو دروازے پر آنے

کے بعد رک گئے--- اور وہاں سے وہ اکیلے اندر

داخل ہوئی ----

"بریرہ میم---آپ سے ملنے کوئی آیا ہے---

گیسٹ روم میں بٹھا دیا ہے میں نے انھیں---"

ملازمہ کی بات سننے کے باوجود بھی اس لڑکی نے

کوئی خاص توجہ نہ دی بس لاپرواہی سے اثبات میں

سر ہلایا۔ اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی

---یہ روز کا معمول تھا اس کے لیے---جب

سے وہ ڈپٹی کمشنر بنی تھی--- وہ رشتہ دار جو اسے

اور اس کی ماں کو کبھی پوچھتے تک نہیں تھے-- جو

ان کا مذاق اڑاتے تھے---جو انہیں صدقہ خیرات

کھانے والی کہا کرتے تھے---وہ اب نہایت بے

شرمی سے اس کے گھر میں آکے بیٹھ جایا کرتے

تھے اپنی سفارشیں اور کام لے کر۔۔۔۔

اس نے بہت برے برے وقت دیکھے تھے اپنی

زندگی میں۔۔۔اس لیے یہ لوگوں کی خوش

امدیں۔۔۔۔ مٹھائی کی ٹوکرے و تحفے تحائف۔۔یہ

اسے اب متاثر نہیں کر پاتے تھے۔۔۔

"میم مل لیں ناں پہلے---ورنہ بیچارے انتظار
کرتے رہیں گے---ویسے وہ بہت بڑے سیلیبرٹی
ہیں----انہیں انتظار کی کہاں عادت ہوگی" ابھی
وہ ایک قدم ہی آگے چلی تھی جب اس کی ملازمہ
بڑے ایکسائٹڈ لہجے میں کہنے لگی---

بریرہ نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔۔۔

اس لڑکی کی آنکھوں میں کس قدر چمک اور ایکسائٹمنٹ تھی۔۔۔ یہ بات تو اب نوٹ کی تھی بریرہ نے۔۔۔

"کون سہ سیلیبرٹی؟؟" وہ ایک ابرو اچکاکر کسی تفتیشی افسران کی طرح پوچھ رہی تھی اب---

"روماں-- روماں احسن شیخ--- مجھے نہیں پتہ تھا آپ کے اتنے بڑے بڑے لوگوں سے تعلقات ہیں--- میں ان کی بہت بڑی فین ہوں--- کیا آپ مجھے ان کا آٹوگراف دلوا دیں گی---" وہ

ملازمہ شرمیلی سے مسکراہٹ چہرے پر

سجائے--- خاصہ لچکدار لہجے میں گزارش کر رہی

تھی --- جبکہ بریرہ اس کے منہ سے نام سننے کے

بعد اک دو لمحے کے لیے سن سی کیفیت میں چلی

گئی ---

پھر اس نے اپنے قدموں کو از خود ہی گیسٹ روم

کی جانب بڑھتے دیکھا۔۔۔

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو وہ نوجوان اس کی اہٹ

محسوس کرتے ہی۔۔۔ اس کی جانب متوجہ ہوا

۔۔۔۔

وہ پہلی نظر تھی۔۔۔جب دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔۔کتنے سالوں بعد وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔

وہ لائٹ پنک کلر کے قمیض شلوار میں ملبوس تھی۔۔نہایت پروقار انداز میں اس نے دوپٹہ سر پہ لے

رکھا تھا۔۔۔چہرے پر لائٹ میک اپ تھا۔۔۔اور

کندھے پر لال رنگ کی شال۔۔۔

وہ بالکل کسی پٹھانی کی طرح لگ رہی تھی لمبی

،چوڑی ، خوبصورت ۔۔۔ نہ زیادہ موٹی نہ زیادہ

پتلی۔۔۔

پہلے کے مقابلے رومان کو تو وہ بہت کمزور لگی---

یقیناوہ گھل گئی تھی اپنے شوہر کے غم میں---

اس لڑکے کے حسین چہرے پر نگاہیں
جمائے--وہ چلتی چلی آئی ---یہاں تک کہ اس
کے روبرو آکر کھڑی ہو گئی ---وہ فوراہی اس کے

احترام میں کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔دونوں کتنی ہی دیر
تک ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔۔۔

پہلے اسے لگتا تھا رومان سے ملے گی تو اس کے گلے
لگ کے بہت روئے گی۔۔۔مگر آج جب وہ سامنے
تھا تو رونا نہیں آیا۔۔۔کیونکہ بہت دیر کر دی تھی
اس نے آنے میں۔۔۔سارے جذبات بہت پہلے

ہی ختم ہو گئے تھے۔۔۔اب جو اس کے سامنے

تھی وہ ایک روبوٹ تھی جس میں کوئی جذبہ کوئی

احساس باقی نہیں بچا تھا۔۔۔لیکن ہاں اسے یہ یاد

تھا۔۔۔کہ جب وہ یہاں سے آخری بار گیا تھا تو

بہت تکلیف میں تھا۔۔۔اور وہ اس سے ملنا چاہتی

تھی۔۔۔ایز آ فرینڈ اسے دلاسہ دینا چاہتی تھی۔

اس کے مشکل وقت میں اس کے ساتھ کھڑی۔

ہے یہ بتانا چاہتی تھی۔۔ مگر اس نے تو یہ سب

بھی نہ کیا۔۔ اس نے تو دوستی کا حق بھی ادا نہ

کیا۔۔۔ سب اس کے شوہر کے جنازے میں آئے

لیکن وہ نہیں آیا۔۔۔۔ وہ شکوہ بھی نہیں کر سکتی

۔۔۔ جانتی ہے وہ بہت دور چلا گیا تھا۔۔۔۔

وہ دونوں ہی اب بڑے ہو گئے تھے۔۔ 16 سال

والا لڑکپن اب باقی نہ بچا۔۔۔اب دونوں کے

چہرے پہ سنجیدگی تھی۔۔۔دونوں کی آنکھوں میں

بہت سے شکوے گلے تھے۔۔۔ لیکن دونوں کے

لب کتنی ہی دیر تک خاموش رہے۔۔۔

"کیسی ہو؟؟" بات رومان نے شروع کی۔۔۔

"ٹھیک۔۔۔۔ اور تم؟؟" دونوں کے درمیان ایک اجنبی سی فضا تھی۔۔۔

وہ بریرہ کو پہلی نظر دیکھنے میں پہلے جیسا ہی لگا۔۔۔۔ بس میچور و خوبصورت زیادہ ہو گیا تھا۔۔۔

"دیکھ لو۔۔۔ تمہارے سامنے ہوں۔۔۔" وہ ہلکا سہ مسکرا کر گویا ہوا۔ مگر وہ مسکراہٹ آنکھوں میں جھلملاہٹ لارہی تھی۔۔۔۔ مقابل نے کوئی جواب نہ دیا فقط اس کا چہرہ تکتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

"میں تم سے اتنی فارملٹی میں بات نہیں کر سکتا یار۔۔۔" اس اجنبیت کی دیوار کو توڑتا۔۔۔ وہ جذباتی لہجے میں کہہ کر۔۔۔اس کے گلے آلگا تھا

اگلے ہی پل۔۔۔

ابھی وہ اسے روک پاتی ۔۔۔ اس سے قبل ہی وہ اسے اپنی باہوں میں بھینچ چکا تھا۔۔۔

"ایم سوری۔۔۔ میں تمہارے مشکل وقت میں

تمہارے پاس نہیں تھا۔۔۔ ایم سوری بریرہ۔۔۔"

وہ گلے لگ کر روتے ہوئے معافی مانگنے لگا تھا

۔۔۔اس کی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کی نمی

کو بریرہ اپنے کندھے پر محسوس کر سکتی تھی۔۔وہ

رو رہا تھا۔۔۔

پہلے تو یہی خیال آیا تھا کہ اسے ہٹا دے۔۔۔ لیکن

جس طرح اس نے مضبوطی سے بھینچ رکھا تھا باہوں

کے حصار میں و جس طرح وہ رو رہا تھا۔۔۔ بریرہ ہٹا

نہ سکی۔۔۔

"اٹس اوکے۔۔۔ تمھیں گلٹی فیل کرنے کی

ضرورت نہیں۔۔۔" کچھ لمحے تک۔۔۔ تو وہ بت

بنے کھڑی رہی۔۔۔ پھر جھجک کے ساتھ اس کی

کمر پر ہلکے سے تھپتھپاتے ہوئے بولی۔۔۔

شدید غم انسان کے دل پر ایک تہہ جما دیتے

ہیں۔۔۔ اس کے بھی جم چکی تھی۔۔۔ اس جمی

ہوئی تھی کو آج کتنے ہی سالوں بعد کوئی توڑ رہا

تھا۔۔۔

وہ رومان احسن شیخ تھا۔۔۔وہ اگر صرف اتنا ہی کہہ

دیتا۔۔۔کہ مجھے دکھ ہے بہت۔۔۔تو یہی الفاظ بہت

تھے۔۔۔۔مگر وہ تو گلے لگ کے رونا شروع ہو گیا تھا

بچوں کی طرح۔۔۔ معافیاں مانگ رہا تھا کہ اس

کے ساتھ نہیں تھا مشکل وقت میں----وہ کیسے

اس کی پرخلوص محبت محسوس نہ کرتی---

"تمہیں مجھے کم از کم ایک کال کر کے بتا دینا

چاہیے تھا"

"ہمم" وہ اس کے شکوے پر فقط اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہمم کرنے لگی۔۔۔

"کیا ہمم؟؟.... مجھ پر ناں یہ اپنا ڈپٹی کمشنر والا رعب مت جماو۔۔۔میں بھی ایکٹر ہوں بہت بڑا ۔۔۔۔لوگ ناں لائن لگا کر آٹوگراف لیتے ہیں میرے ۔۔تم ہلکے میں نہ لو مجھے۔۔۔"

والد کی موت، ماں کے جیل جانے کا صدمہ، گھر

چھن جانے کی اذیت، اپنی محبت سے دور رہنے کا

غم۔۔۔۔اور پھر اتنے سال بعد اسے اتنی تکلیف

میں دیکھنا۔۔۔یہ سب وہ برداشت نہیں کر سکا

تھا۔۔۔اس لیے ملتے ہی بکھر گیا۔۔۔مگر اب جب

خیال آیا کہ اسے سنبھالنے آیا ہے نہ کہ خود

بکھرنے۔۔۔تو اپنے آنسو فورا صاف کیے۔۔۔اور

اس کے گلے سے ہٹتا اب اس کی جانب دیکھ

۔۔۔۔نہایت اکڑ کر بولا تھا۔۔

"اوکے "اس نے پھر اثبات میں سر ہلایا۔۔نہ

چہرے پہ کوئی مسکراہٹ نہ آنکھوں میں کوئی

تاثر۔۔۔

"بس اوکے؟؟؟.." وہ حیران ہوکر----

اس نے چھیڑا تھا اسے-- جواب تو کوئی تگڑا ملنے کی امید تھی---یہ فقط جھما ہوا سہ (اوکے) کہاں سے آگیا تھا؟؟؟

"ہاں۔۔ اوکے" وہ نرمی سے ہلکا سہ مسکرا کر بولی۔۔۔اور وہ مسکراہٹ اتنی مصنوعی تھی کہ وہ اس کی آنکھوں تک پہنچی ہی نہیں۔۔۔

"کیا ہو گیا بریرہ؟؟... میں رومان ہوں.. تمھارا رومان۔۔" وہ ڈارک براؤن آنکھیں ان سیاہ آنکھوں

میں جھانکتے ہوئے۔۔۔اپنے ہونے کا احساس جتا رہی تھیں۔۔۔

"مجھے پتا ہے رومان۔۔۔" اس نے اطمینان دلانے والے انداز میں کہا۔۔۔

روماں کو لگا جیسے وہ کسی روبوٹ سے بات کر رہا

ہے---جو اس کی بات کا جواب تو دے رہی

ہے--- لیکن اس کے اندر کوئی فیلنگس

نہیں----

"تم بہت دور سے آئے ہو۔۔۔میں ملازم سے کہہ کر تمہارے لیے کمرہ سیٹ کروا دیتی ہوں" وہ فارملی انداز میں نرمی سے گویا ہوئی۔۔

"نہیں تمھیں اور انکل انٹی کو پریشانی ہوگی۔۔۔میں ہوٹل میں سٹے کر لوں گا۔۔۔کوئی اتنا مسئلہ نہیں ہے"

"جیسے تمہیں سہولت ہو۔۔۔۔" فقط ایک لفظی جملہ رسمی طور پر ادا کر کے۔۔۔وہ پلٹ کر جانے لگی۔۔۔

"بریرہ--- کہاں جا رہی ہو؟؟" اسے جاتا دیکھ---

وہ تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکتے ہوئے

---استفسار کر رہا تھا---

"کھانے وغیرہ کا انتظام دیکھنے---"

"کافی پی لی ہے میں نے-- ویسے بھی میں یہاں

کھانے پینے نہیں آیا---اپنی دوست سے ملنے آیا

ہوں ----" اس نے آخری جملہ خاصہ جتاتے

ہوئے ادا کیا--- ساتھ ہی اسے اپنے ساتھ

صوفے پر لے کر بیٹھا---

"اور کیسا چل رہا ہے سب کچھ۔۔۔ امی کیسی ہیں؟؟؟..." بات اسے ہی شروع کرنی تھی ورنہ مقابل تو ایسے بیٹھی تھی جیسے اسے جانتی بھی نہ ہو۔۔۔۔

"امی؟؟؟" وہ الجھی۔۔۔ وہ کسے اپنی امی کہہ رہا تھا۔۔

"امی یار۔۔۔ اس نے جتایا مگر مقابل کی آنکھوں میں ابھی بھی نا سمجھی کے تاثرات تھے۔۔۔

"رومیسا انٹی۔۔۔" اب اس نے اپنی مراد واضح کی ۔۔۔

"تمہیں بتایا نہیں انہوں نے میں ان سے مل کر

گیا تھا لاسٹ ٹائم ---بلکہ سب گھر والوں سے ملا

تھا---جانے سے پہلے میں نے ان سے اجازت لی

تھی--کہ میں انہیں امی بلا سکتا ہوں تمہاری

طرح---اور انہوں نے دے دی---تب سے

میں انھیں امی ہی بولتا ہوں---"

وہ تو ایسے بول رہا تھا جیسے صبح شام کال پر بات کرتا ہے اس کی ماں سے ۔۔۔بس یہی سوچ کر بریرہ نے اپنا سر ہلکا سہ جھٹکا تھا ۔۔۔

"سب ٹھیک ہیں ۔۔"

وہ برسوں سے ایک دوسرے کو جانتے تھے ۔۔

صبح کی پہلی آہٹ سے لے کر رات کے آخری پہر

تک۔۔۔ایک دوسرے کے چہروں کی تھکن،

دلوں کی دھڑکن، غموں کے بوجھ اور خوشیوں کی

روشنی تک۔۔۔ ہر چیز ان کے درمیان شیئر ہوتی

تھی۔ مگر پھر بھی ایک خاموش، موٹی، بے نام سی

دیوار کھڑی تھی آج ان کے درمیان ۔۔۔ اجنبیت

کی وہ دیوار جسے وہ جتنا نظر انداز کرنا چاہتا۔۔۔اتنی

ہی شدت سے اسے اپنے اور بریرہ کے بیچ محسوس

کرتا۔۔۔

جیسے دو شناسا لوگ۔۔۔

جو سب کچھ جانتے ہوں...

سوائے ایک دوسرے کے دل تک جانے والے

راستے کے۔۔۔

آپ ایک شخص سے کتنی ہی باتیں کر لو گے جو

آپ کے ہر سوال کے جواب میں (ٹھیک ہے)

اور (او کے) سے آگے نہ بڑھ رہا ہو... وہ کوئی بھی

ٹاپک چھیڑے --- جواب اتنا ہی مختصر آ رہا تھا اس

قاتل حسینہ کی جانب سے----

"میں کھانا لگوا دوں ؟؟" ابھی آدھا گھنٹہ بھی نہیں گزرا ہوگا --- کہ وہ پھر بولی ---

"تمھیں اتنی کیا جلدی ہے مجھے کھانا کھلا کر یہاں سے روانہ کرنے کی ؟؟... کہیں جانا ہے تم نے ؟؟؟" اس نے ٹوکنے والے انداز میں پوچھا ---

"نہیں۔۔" ہلکے سے گردن کو نفی میں ہلاتے ہوئے انکار کیا۔۔۔ساتھ ہی اس نے اپنے نچلے ہوٹ کو ہلکا سہ کاٹا تھا۔۔۔ اس کا دل ہی نہیں تھا بات کرنے کا۔۔۔ سامنے سے کہتی تو بہت رُوڈ لگتا۔۔۔ اس لیے کھانے کے بہانے معاملہ نمٹا رہی تھی۔۔۔

" چاہو تو کھانا کھلا سکتی ہو--- مرضی ہے

تمہاری--- لیکن میں بتا دوں---اگر تمہیں لگ رہا

ہے کہ کھانا کھانے کے بعد میں یہاں سے چلا

جاؤں گا---تو یہ تمہاری بھول ہے--- میں انڈیا

سے پاکستان سارا سفر کر کے صرف تمہارے گھر

کے ملازمین کے ہاتھ کا کھانا کھانے نہیں آیا

---اور یہ بات تم جانتی ہو۔"اس نے آخری جملہ مفاہمانہ انداز میں ادا کیا تھا۔۔جس کے اشارے بہت واضح تھے---یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ نہ سمجھ سکے---

"میں کھانا لگوا دیتی ہوں---"پھر وہی بات---

وہ تیزی سے کھڑی ہوئی ---- شاید وہ اب کچھ

سننا بھی نہیں چاہتی تھی ---

" بھاگنا بند کرو بریرہ --- تم اور میں دونوں جانتے

ہیں --- کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں --- " ابھی وہ

دو تین قدم بھی نہ چل سکی تھی -- کہ رومان نے

تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر پوری فورس کے ساتھ اپنی جانب کھینچا۔۔۔

اگلے ہی پل۔۔۔ وہ اس کے کشادہ سینے سے آ ٹکرائی تھی۔۔۔

دونوں کی آنکھیں ملیں۔۔۔

ان سیاہ آنکھوں میں اس اچانک حملے کے سبب

حیرت ابھری ---اور پھر وہ بے تاثر ہو گئیں---

رومان اب بے نور و بے رونق آنکھیں دیکھ رہا تھا

جو دل جلا رہی تھیں اس کا---

اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سنجیدگی سے گویا

ہوا تھا وہ نوجوان۔۔۔

"رومان کھانا کھاؤ۔۔۔اور جاؤ یہاں سے۔۔۔یہ میرا

سسرال ہے۔۔۔یہاں مجھے تمہارا کوئی ڈرامہ نہیں

چاہیے۔۔۔" وہ پتھر دل لڑکی آج بھی اس کی محبت

کا جواب سنگدلی سے دے رہی تھی۔۔۔ وہ کیسے

رنجیدہ نہ ہوتا۔۔۔

"اگر تمہارے نزدیک کسی کو دل و جان سے

چاہنا۔۔ پانچ سال تک اس کا انتظار کرنا۔۔۔اور

پھر اس کے گھر رشتہ لے کر آنا ڈرامہ ہے۔۔۔تو

ڈرامہ ہی سہی۔۔۔ لیکن میں بتا دوں بریرہ

حسن۔۔۔ رومان احسن شیخ اپنی دلہن لیے بغیر اس بار نہیں جائے گا" وہ اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ مگر چھڑا پاتی۔۔۔اس سے قبل ہی مقابل نے اس کی نازک کلائی کو۔۔اسی کی کمر کے پیچھے لے جا کر موڑا تھا۔۔اور اسے خود سے لگایا۔۔۔

وہ چونکی تھی رومان کے اس نئے روپ

پر۔۔۔۔اس کی آنکھوں میں جو جنون تھا وہ کیسے

اسے نظر انداز کر دیتی۔۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال۔۔۔۔ایک ایک

لفظ جتاتے ہوئے ادا کر رہا تھا۔۔

بریرہ کی سانس رکی تھی۔۔۔

دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔۔۔

مقابل کی سانسوں کی گرمی وہ اپنے چہرے پر محسوس کر سکتی تھی۔۔۔

"پچھلی بار تم نے مجھ سے اپنی محبت مانگی۔۔۔ اور
میں نے دلوائی ۔۔۔اس بار میں تم سے اپنی محبت
مانگ رہا ہوں۔۔۔اور تم مجھے خالی ہاتھ نہیں لوٹا
سکتیں۔۔۔تمہیں بھی میرا دامن محبت سے بھرنا
پڑے گا بریرہ۔۔۔"

ایک جنون سہ لیے ہوئے تھا وہ لڑکا۔۔۔ ایک ایک لفظ جتاتے ہوئے ادا کیا۔۔

"مگر میں تم سے محبت نہیں کرتی۔۔۔" وہ انکار میں اعلانیہ دوبدو بولی۔۔۔

"مجھے تم سے بدلے میں محبت چاہیے بھی نہیں
--تمہارے حصے کی بھی میں خود ہی کر لوں
گا-----" وہ پر اعتمادی سے گویا ہوا---

بریرہ اس کی بات سن-- ساکت ہو گئی تھی---

پتہ نہیں یہ مقابل کی نزدیکی کا اثر تھی یا اس کے آنکھوں کی تپش۔۔۔کہ بریرہ کو شدید گرمی کا احساس ہونے لگا۔۔

وہ اس سے اپنی کلائی چھڑانا چاہتی تھی ۔۔ وہ پرزور کوشش بھی کر رہی تھی۔۔مگر مقابل کی مضبوط پکڑ کے آگے وہ ناکام تھی۔۔۔

"رومان... تم میرے سسرال میں کھڑے ہو اس

وقت" وہ دانت پیستے ہوئے --یاد دہانی کرانے

والے انداز میں--- غصے سے جتانے لگی--

"نہیں۔۔۔ میں اپنی ہونے والی سسرال میں کھڑا ہوں اس وقت۔۔" مقابل نے بھی جتاتے ہوئے پراعتمادی کے ساتھ جواب دیا تھا۔۔۔

"رومان ہاتھ چھوڑو میرا۔۔۔کوئی آجائے گا۔۔" وہ اب ڈرتے ہوئے لچکدار لہجے میں بولی۔۔

"اچھا ہے-- میرا ہی کام آسان ہوگا--- "اپنے سرخ ہونٹوں کے کناروں پر---پلے فل مسکراہٹ سجائے--- وہ بھرائی آواز میں گویا ہوا--- جسے سنتے ہی بریرہ کا چہرہ غصے سے اناری ہوا---

"رومان۔۔۔اس وقت تم بدتمیزی کر رہے ہو۔۔"

وہ دانت پیستے ہوئے۔۔۔ خاصہ جزبز

ہوکر۔۔جتاتے ہوئے بولی۔۔۔ ساتھ ہی اپنی کلائی

کواس کے ہاتھ سے آزاد کرانے کے لیے۔۔۔وہ

کسی پرندے کی طرح پھڑپھڑا رہی تھی۔۔۔

"نہیں۔۔۔اس وقت تم بدتمیزی کر رہی ہو بریرہ۔۔۔ پانچ سال کسی کو انتظار کرانے کے بعد بھی۔۔۔ تم بھاگ رہی ہو۔۔۔"

"میں نے تم سے نہیں کہا تھا انتظار کرنے کے لیے۔۔۔" وہ احتجاجاً چیخی تھی۔۔چونکہ انتہا ہوئی تھی اس کے ضبط کی۔۔۔

وہ شخص ہر چیز کا ذمہ دار اسے نہیں ٹھہرا سکتا۔۔۔اس نے تو کبھی نہیں کہا ۔۔۔کہ مجھ سے محبت کرو۔۔۔ کبھی نہیں کہا کہ میرا انتظار کرو۔۔۔۔

"مگر میں نے تو کیا ناں" وہ بھی اتنی ہی زور سے

چیخا تھا ۔۔ اس کا چہرہ بھی اب سرخ ہو چکا

تھا۔۔۔

"تو یہ تمہارا مسئلہ ہے ۔۔۔" بریرہ نے خاصہ

جھنجھلاتے ہوئے بے نیازی سے کہا۔۔۔

"جی نہیں۔۔۔ یہ تمہارا مسئلہ ہے۔۔۔جب میں نے تمہیں تابش دیا تو تمہیں چاہیے تھا تم بھی بدلے میں مجھے کوئی لڑکی دیتیں تاکہ میں بھی سکون سے زندگی گزارتا۔۔۔ تم تو یہاں عیش کرتی رہیں۔۔۔اور میں، میں اندھیروں میں جا گرا۔۔۔ میں نے اپنے تقریبا پانچ سال اکیلے گزارئے۔۔۔اور اب مجھے تم بھی نہیں مل رہی ہو۔۔۔پانچ سال انتظار کرنے

کے بعد بھی۔۔۔واہ تم ہی مزے میں

ہو۔۔۔یار۔۔۔"

"کون سے مزے ؟؟...کیا بکواس کر رہے

ہو؟؟؟" نہایت جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہہ

رہی تھی وہ ۔۔۔ سمجھ جو نہیں آرہی تھی مقابل کی

باتوں کی۔۔۔

"کیوں شادی نہیں ہوئی تمہاری؟؟.. ایک عدد دولہا نہیں ملا تمہیں؟؟..."

"اچھا میرا ہاتھ چھوڑ پھر بات کرتے ہیں---" وہ اس سے کسی طرح اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی بس---

"نہیں ---ایسے ہی کرو---" وہ ضدی سے لہجے میں گویا ہوا------

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے رومان---" وہ جزبز ہو کر بولی---

"دماغ خراب کی کیا بات ہے؟؟-----کیا

شادی نہیں ہوئی تھی تمہاری؟؟... ایک عدد دولہا

نہیں ملا تھا تمہیں؟؟"

"رومان میری شادی ایک سال بھی نہیں چلی

ہے--- میرا شوہر بیمار تھا" اس نے سمجھانے

والے انداز میں کہا ۔۔۔ لیکن لہجے میں جھنجھلاہٹ

پھر بھی آ ہی گئی تھی ۔

"تو کیا ہوا ؟؟ ... شادی تو ہوئی تھی نا .. ایک عدد

دولہا تو ملا نا تمہیں .. مجھے دیکھو ... تھوڑی سی بھی

شادی نہیں ہوئی ہے میری ۔۔۔ کنواری کلی بنے

پھر رہا ہوں ابھی تک میں ۔۔ " دنیا جہاں کی

مظلومیت اپنے چہرے پر طاری کیے۔۔

وہ (تھوڑی سی شادی) کہ لفظ کو خاصہ جتاتے

ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔

"یہ تھوڑی سی شادی کیا ہوتا ہے؟؟۔۔۔ شادی

شادی ہوتی ہے رومان۔۔۔ اور کس نے روکا شادی

کرنے سے تمھیں؟؟۔۔۔" بریرہ کا اس لمحے شدت

سے دل چاہ رہا تھا کہ وہ دیوار سے اپنا سر پھوڑ

لے۔۔۔

آخر یہ شخص کہاں سے آگیا تھا اس کا بلڈ پریشر ہائی

کرنے کے لیے۔۔۔

"تم نے۔۔۔ تم نے روکا ہے مجھے۔۔۔"

"میں نے؟؟؟--- میں نے کب روکا؟؟" وہ نا سمجھی سے الجھ کر پوچھ رہی تھی --- کہ یہ حادثہ کب پیش آیا؟؟...

کیا اسے پاگل کتے نے کاٹا تھا۔۔۔کہ وہ رومان کو شادی کرنے سے روکے۔۔۔وہ بھلا کیوں اسے شادی کرنے سے روکنے لگی؟؟

"کیوں میں نے تمہیں تابش دیا تھا نا۔۔۔تو بدلے میں تمہارا بھی بنتا تھا۔۔۔کہ مجھے اپنی جیسی کوئی لڑکی ڈھونڈ کر دیتیں۔۔مگر تم نے دی؟؟؟.. نہیں

دی نا.....تو میں کہاں سے کر لیتا شادی ؟؟؟..."

وہ دنیا جہاں کی معصومیت و بھولاپن اپنے چہرے

پر سجائے---- خود کو مظلوم ظاہر کرتے ہوئے

کہہ رہا تھا---

"تو تم خود ڈھونڈ لیتے نا "بریرہ کا اب رونے کا دل

چاہ رہا تھا---

الٹے ہاتھ کی مٹھی کو ضبط سے بھینچتے۔۔۔خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کر۔۔۔نرمی سے بولی۔۔۔

"میں کیوں ڈھونڈتا؟؟۔۔۔میں پہلے ہی ڈھونڈ چکا تھا۔۔۔تم نے اینڈ موومنٹ پر منع کیا۔۔۔تو اب تمہارا فرض بنتا تھا کہ تم مجھے ڈھونڈ کر دو۔۔۔میں

بار بار محنت کیوں کروں لڑکی ڈھونڈنے کی ؟؟...

کیا میرے پاس دنیا میں اور کوئی کام نہیں ہے

---"

اس کا جواب سنتے ہی بریرہ کا شدت سے دل چاہا

کہ اپنا سر دیوار سے دے مارے----

"اگر تمہیں شادی کرنی ہے۔۔۔ تو تھوڑی سی محنت کرنے میں کیا قباحت ہے بھلا؟؟"

"واہ بلڈوزر صاحب۔۔۔ تمہارا اچھا ہے۔۔تمہاری بار پر بھی ساری محنت میں نے کی ۔۔۔ تمھیں تمہارے گھر سے بھگا کر لایا۔۔۔ مولوی صاحب کو بھی میں لے کر آیا۔۔۔گواہ بھی میں بنا۔۔۔ پھر بعد میں

سب کی ڈانٹیں بھی میں نے کھائیں۔ اور تم میری

باری پر ہاتھ جھاڑ کے بیٹھی ہوئی ہو۔۔۔ مطلب

تمہاری شادی میں بھی محنت میں کروں۔۔۔اور

اپنی شادی کے لیے بھی محنت میں کروں۔۔۔نہ نہ

نہ۔۔۔ ایسا کوئی سین نہیں ہے بلڈوزر صاحبہ

یہاں۔۔۔ اب تمہاری محنت کرنے کی باری

ہے۔۔۔ اب تم مجھے لڑکی ڈھونڈ کر دو۔۔۔ جب

تک تم مجھے ایک اچھی سی لڑکی ڈھونڈ کر نہیں دو گی۔۔۔میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔۔۔" وہ کسی ضدی بچے کی طرح کہہ رہا تھا۔۔۔

"میں کہاں سے ڈھونڈوں لڑکی تمہارے لیے؟؟"

"کہیں سے بھی ڈھونڈو یہ تمہارا مسئلہ ہے---"وہ
بے نیازی سے گویا ہوا---

"رومان میرے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ میں
لڑکیاں ڈھونڈتی پھروں---"

"تو ٹھیک ہے--- نہ ڈھونڈو--- تم کر لو مجھ سے

شادی---"اس نے جیسے بڑی فرصت سے

سجیشن دیا--- جس پر مقابل حسینہ نے گہرا

سانس لیا-- جیسے خود کو نارمل کرنے کی بھرپور

کوشش کی ہو---

"اچھا پلیز۔۔۔ میرا ہاتھ چھوڑو۔۔۔مجھے واقعی تکلیف ہورہی ہے" وہ خاصہ لچکدار لہجے میں جھم کر بولی۔۔۔

"نہیں۔۔ تم بھاگ جاوگی" اس نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔۔۔

"یہ میرا گھر ہے---میں کہاں جاؤں گی بھاگ کر---"

"پہلے وعدہ کرو---کہ تم میرے ساتھ بیٹھ کر میری شادی کا مسئلہ حل کرو گی---"وہ اب وعدہ لے رہا تھا---

"اچھا اچھا میں کروں گی بس ۔۔۔ پلیز ہاتھ چھوڑو

۔۔۔کوئی دیکھ لے گا ۔۔۔اچھی بات نہیں

ہے ۔۔۔یہ میرا سسرال ہے ۔۔" بریرہ بڑے لچکدار

لہجے میں نرمی سے سمجھانے کی سعی کر رہی تھی

۔۔۔کہ یہ اس کا سسرال ہے ۔۔یہاں وہ اس

طرح بے باکی سے اس کی کلائی نہیں پکڑ

سکتا ۔۔۔۔

"اوکے---بیٹھو یہاں میرے ساتھ---"اس کی حالت پر رحم کھاتے---اب کلائی نرمی سے چھوڑ کر---اسے اپنے ساتھ دوبارہ صوفے پر بٹھا لیا تھا---

"تو اب بولو۔۔۔کب ڈھونڈ کے دے رہی ہو مجھے لڑکی۔۔۔" وہ تو جیسے سر پہ سوار ہو گیا تھا کہ بس ابھی ڈھونڈ کے دو۔۔۔

"رومان میں ناں کوشش کروں گی۔۔۔" وہ اسے صبر دلانے والے انداز میں بولی

"او۔۔۔ کوشش نہیں چاہیے مجھے تمہاری ۔۔لڑکی چاہیے ۔۔۔اور نہیں دے سکتیں۔۔۔تو تم چپ چاپ شادی کرو مجھ سے۔۔۔"مقابل فورا بھڑک کر بولا۔۔۔

"تم مجھے تھوڑا وقت تو دو۔۔۔۔اتنی ہتھیلی پر سرسوں مت جماو۔۔۔۔میں کہاں سے لاؤں گی لڑکی۔۔۔۔"

" بلڈوزر صاحبہ۔۔۔ کان کھول کر سنو میری بات۔۔۔"اس نے انگلی دکھاتے ہوئے

کہا۔۔۔ جیسے ہر لفظ اس کے دل میں ٹھونس دینا

چاہتا ہو۔۔۔

" دس دن بعد میری شوٹ ہے۔۔اس لیے مجھے

واپس جانا ہے ۔۔۔اس دورانیے میں تم مجھے لڑکی

ڈھونڈ کر دو۔۔۔"وہ لمحہ بھر رکا۔۔۔۔پھر دھیرے

سے اس کے چہرے کے قریب جھک کر غرایا۔

"ورنہ۔۔۔ اگر تمہارے سر پر گن رکھ کر مجھے نکاح

کروانا پڑا ناں۔۔۔ تو بھی کروا کے۔۔۔ لے کر

جاؤں گا اپنے ساتھ۔۔۔" اس نے اپنے ہاتھ کی

دو انگلیاں اس کی کنپٹی کے پاس یوں رکھ دیں

جیسے واقعی کوئی بندوق ہو۔۔۔ ساتھ ہی ایک ایک

لفظ جتاتے ہوئے وارننگ آمیز لہجے میں کہا۔۔۔

بریرہ کی آنکھیں ساکت تھیں۔ اس کی جنونی نگاہیں۔۔۔اس کی کھلی دھمکی... اسے لگا جیسے پورا وجود ایک لمحے کو ہوا میں معلق ہو گیا ہو۔۔۔اس نے بمشکل تھوک نگلا۔

"اوکے..."بس ایک لفظی جواب ہی نکل سکا تھا اس کے منہ سے---اپنی آواز میں لرزش خود اس نے بھی سنی---

"ویسے بالوں میں کلر کروایا تم نے---" اچانک موضوع تبدیل کر گیا وہ نوجوان ---

وہ ہاتھ جو اس کی کنپٹی پہ تھا وہی اب آہستہ

آہستہ اس حسینہ کے بالوں میں الجھ رہا تھا۔۔۔

"نہیں تو۔۔۔" اس نے بہت آہستگی سے انکار

کر کے۔۔۔ اس کے ہاتھ کو اپنے بالوں سے

ہٹایا۔۔۔

"بال کٹوائیں ہیں کیا تم نے؟؟"۔اس کی آواز

میں ہلکی سی دلچسپی اور تجسس جھلک رہا تھا۔ یہ

بات نہیں تھی کہ اسے محسوس نہیں ہوا کہ اس

لڑکی نے کتنی تیزی سے اس کا ہاتھ اپنے بالوں

سے ہٹایا تھا۔۔پھر بھی وہ رک نہیں سکا اپنی

انگلیوں کو آہستہ آہستہ اس کے نرم بالوں کے

درمیان پھرتانے سے۔۔۔ساتھ ہی وہ نرمی

استفسار کرنے لگا--- جیسے بالوں کے اس لمس میں چھپی ہوئی کہانی تلاش کر رہا ہو----

"ہاں لیئرز کٹنگ--- تمھیں پتہ تو ہے ----میں بڑے بال نہیں رکھتی--- مجھ سے سنبھالے نہیں جاتے---"بس اس کا آخری جملہ سننا تھا کہ رومان بے اختیار دل میں کہہ اٹھا---" وہ لڑکی جو

اپنے ہی بالوں کو بے دردی سے کٹوا آتی ہے

---وہ تیرا کاٹے گی ہی کاٹے گی رومان--"

اس نوجوان کی گہری نگاہوں کی تپش---بریرہ کو

اپنا چہرہ جھلساتی معلوم ہو رہی تھی---

"میں ---میں کھانا لگوا دیتی ہوں" اس نے پھر راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کی---

"کیوں مجھے بھگانے پہ تولی ہو--- تمہیں یہاں باتیں کرتا ہوا نظر نہیں آرہا میں؟؟" مقابل جیسے بگڑا تھا--- فورا ہی اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا---

"تم باتیں نہیں کر رہے--- تم گھور رہے ہو بیٹھ کر---"اس نے تیزی سے کہا---

"ہاں تو--- غلطی تمہاری ہے---اتنی خوبصورت کیوں ہو؟---" بریرہ کا گمان تھا کہ وہ ٹوکے گی تو مقابل نظر ہٹائے گا شرمندہ ہوکر---مگر اس کی توقع کے بالکل برعکس---وہ ڈھیٹ لڑکا تو صوفے

کے اوپری حصے پر اپنا سر گرا کر۔۔۔اس کے

چہرے کو گہری بولتی نگاہوں سے تکتے۔۔۔۔فدا فدا

لہجے میں کہنے لگا۔۔۔

"میم۔۔ کھانا لگا دوں؟۔۔۔۔" وہ جوابا کچھ

کہتی۔۔ اس سے قبل ہی دروازہ ناک ہوا

تھا۔۔۔اس نے ملازمہ کو اندر آنے کی اجازت

دی۔۔

مانا وہ ملازمہ بات بریرہ سے کر رہی تھی۔۔۔ لیکن

اس کی نظریں۔۔۔وہ تو رومان پر گڑھی

تھیں۔۔۔اس قدر چمکتی اور ایکسائٹمنٹ بھری

آنکھوں سے وہ اسے دیکھ رہی تھی ۔۔ جیسے کوئی

آسمان کا ستارہ زمین پہ آگیا ہو اس کے

سامنے۔۔۔

"امی ابو آ گئے ؟؟"۔۔۔ اس نے سوال کیا

۔۔لیکن وہ ملازمہ تو رومان کے حسین چہرے کو

دیکھنے میں اتنا محو تھی۔۔۔کہ وہ سن ہی نہ

سکی۔۔۔

"میں نے پوچھا۔۔۔امی ابو آگئے؟؟"اس بار اس نے اپنی آواز کو تھوڑا بلند کیا تھا۔۔

"جی ۔۔ نہ ۔۔۔ نہیں جی۔۔۔ "اس کی بلند آواز پر وہ ملازمہ چونک کر حواسوں میں لوٹی۔۔۔

"مگر بڑی میم کی کال آگئی ہے --انہوں نے کہا

بریرہ سے کہو کھانا کھا لے ---ہمیں تھوڑا لیٹ ہو

جائے گا---انتظار نہ کرئے ہمارا---" سمیرا

بیگم مسلسل رومان سے رابطے میں رہی

تھیں---انہیں علم تھا کہ رومان ان کے گھر پر

بیٹھا ہوا ہے اس وقت---یہی وجہ تھی کہ وہ بریرہ

کے آنے سے پہلے پہلے اپنے شوہر کو لے کر فیملی فنکشن کا بہانہ کر کے گھر سے نکل گئی تھیں۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔ تو پھر کھانا لگوا دو۔۔۔"۔۔

کچھ دیر بعد۔۔۔

"ٹھیک طرح کھاؤ۔۔ تم تو کچھ کھا ہی نہیں

رہیں۔۔۔ پلاؤ اور لو۔۔"

"نہیں۔ نہیں۔۔۔ بہت ہے پہلے ہی" اس کا ہاتھ

روکنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔

"کیا بہت ہے----..پلیٹ خالی پڑی ہے
تمہاری--- کچھ کھاتی پیتی نہیں ہو لگتا ہے تم
--- تبھی تو سوکھ رہی ہو--- میں بتا دوں اپنی دلہن
مجھے صحت مند چاہیے---یہ ہڈیوں کا ڈھانچہ لے
جا کے میں نے کیا کرنا ہے---"

اب وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھ کر کھانا کھا رہے

تھے۔۔۔ مہمان وہ تھا۔۔۔ہونا تو یہ چاہیے تھا بریرہ

اس کی پلیٹ بار بار بھرتی۔۔۔ لیکن وہاں بالکل الٹا

نظام چل رہا تھا۔۔۔ اوپر سے رومان کی کھٹی میٹھی

باتیں۔۔۔ سب ملازمین بمشکل اپنے منہ پر ہاتھ رکھ

کر ہنسی روک رہے تھے۔۔۔

"رومان" سب کو ہنستا دیکھ۔۔۔وہ غرائی تھی۔۔۔

"آپ لوگ جائیں... اگر کچھ چاہیے ہوا تو میں خود آواز دے دوں گی۔" وہ نرمی مگر حتمی لہجے میں پیچھے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

وہ ملازمائیں... آخر تھیں تو لڑکیاں ہی نا۔۔۔

رومان احسن شیخ جیسے سپر سٹار کے عین سامنے بیٹھے ہونے پر۔۔۔یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ فوراً پلٹ جاتیں؟؟؟

ان کے چہروں پر تو ایسی چمک تھی جیسے اچانک موسم بدل گیا ہو۔۔۔چمکتے دانت، چوڑی مسکراہٹیں... اور آنکھوں میں کھلا کھلا

تجسس۔۔۔وہ سب تو اسی کے سامنے ٹھہر جانا چاہتی تھیں۔۔۔ جیسے چند لمحے اور اسے دیکھ کر دن پورا روشن ہو جائے گا۔۔۔۔

مگر بریرہ کے ایک جملے نے ان سب کی ہنسی وہیں جمی کر دی تھی۔۔۔وہ دل مسوس کر رہ

گئیں۔۔۔جیسے قسمت نے انہیں ایک سنہرے

منظر سے دھکیل کر باہر کر دیا ہو۔۔۔۔

"بیچاریاں ۔۔۔انہیں بتا دو۔۔میں یہاں آتا رہوں

گا۔۔۔فکر نہ کریں۔۔" اس کی بات سنتے ہی۔۔۔

بریرہ کی آنکھیں ترچھی ہوئیں۔۔۔اور وہ اسے گھور

کر دیکھنے لگی۔۔۔

"تم یہاں کیوں آنے لگے؟؟---اور اتنی فین فالونگ ہے تمہاری---کسی کو بھی پکڑ لو" وہ جھنجھلا کر اسے سجیشن دینے لگی--

"شادی کرنی ہے میں نے---چوزے کا بچہ نہیں پالنا---کہ کسی کو بھی پکڑ لوں---اور تم ناں---پیچھے مت ہٹو اپنے وعدے سے---"

"میں پیچھے نہیں ہٹ رہی اپنے وعدے سے---"بریرہ تیزی سے اطمینان دلانے والے انداز میں بولی---

"گڈ۔۔۔ ویسے میں ہٹنے دوں گا بھی نہیں" وہ بے فکری و پراعتماد کے ساتھ حتمی و ضدی لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

"کھانا کھاؤ تم" بریرہ نے خاصہ جل کر کہا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"میم طلحہ راؤ صاحب کو۔۔آپ کے شوز کی ڈیزائن

بہت پسند آئے ہیں۔۔وہ ہمارے ساتھ ڈیل

کرنے کے لیے تیار ہیں۔۔۔آگے کیا کرنا

ہے؟؟..کیا میں جانشیر سر کو کال کر کے بتا

دوں۔۔۔تاکہ وہ کانٹریکٹ بنوا سکیں" نوال بڑی

پرجوشی سے اس کے کیبن میں آکر کہہ رہی

تھی۔۔۔ ساتھ ہی وہ جانشیر کو کال بھی کرنے لگی

۔۔

"اسے کال مت کرنا۔۔۔اس کی انگیجمنٹ ہے

آج شام کو۔۔۔کام میں بیزی ہوگا وہ بہت۔۔۔"

زمر نے عجلت سے کہا۔۔۔

"اوو۔۔۔ ہاں۔۔۔ آج تو جانشیر سر کی انگیجمنٹ ہے۔۔ بھول کیسے گئی میں۔۔ سوری سوری۔۔ مجھے تنگ نہیں کرنا چاہیے انھیں" وہ اپنے سر پر دھب لگاتے ہوئے بولی۔۔۔

"ہمم۔۔۔تو باہر کلثوم سے بول دو۔۔۔وہ کر دے گی۔۔۔"

"اوکے میم۔۔۔ میں بول دیتی ہوں۔۔۔ ویسے آج کتنا اچھا دن ہے نا۔۔۔آج ہی جانشیر سر کی انگیجمنٹ ہے اور آج ہی ہمیں اتنا بڑا کانٹریکٹ بھی مل گیا ہے۔۔۔سب کچھ کتنا اچھا ہو رہا ہے

نا۔۔۔" نوال خاصہ ایکسائٹمنٹ و خوشی سے سرشار تھی جو اس کے چہرے اور لہجے میں بھی ظاہر تھا۔۔۔

"ہاں۔۔ ایسا ہی ہے۔۔" مگر دوسری جانب سے اس قدر خوشی میں پلٹ کر جواب نہیں آیا تھا جتنا

نوال کو توقع تھی۔۔۔ بلکہ اسے تو زمر بہت بوجھی بوجھی سی دکھائی دے رہی تھی کافی دنوں سے۔۔۔

"میم۔۔۔آپ چھٹی کیوں نہیں لے لیتی کچھ دنوں کی؟؟...ویسے بھی آپ نے دن رات بیٹھ کر ڈیزائن بنائے ہیں۔۔۔ہم سب کو پتہ ہے آپ نے کتنی محنت کی ہے ان ڈیزائنز پر۔۔۔" نوال

کو تو یہی لگا تھا کہ زمر کام کی وجہ سے بہت تھک

گئی ہے۔۔

"نہیں نہیں۔۔ اب اتنا بھی نہیں تھکی ۔۔۔ بہت

کام کرنا ہے مجھے۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔ جا کے کلثوم سے

پوچھو۔۔۔کہ ماڈل کی شوٹ کا کیا ہوا ؟؟... مجھے

اس بار تمام مشہور میگزین میں ہمارے برانڈ

(چیری) کے شوز کی تصاویر کور پہ چاہیے۔۔۔اور

اس معاملے میں، میں اسے ذرا برابر بھی رعایت

نہیں دینے والی ۔۔" بہت ورک ہولک لڑکی تھی

وہ۔۔اور یہ بات سب ہی جانتے تھے۔۔۔ شاید یہی

وجہ تھی کہ بہت سی لڑکیوں کی آئیڈیل بن گئی

تھی وہ۔۔۔

ایک چھوٹے سے کارخانے سے شوز بنانا شروع کیا تھا اس نے۔۔اور آج وہ چیری جیسی برانڈڈ کمپنی کی مالک بن بیٹھی تھی۔۔۔اور یہ کوئی مذاق نہیں تھا۔۔اس نے دن رات محنت کی تھی اس میں ۔۔

اس کے شوز کے ڈیزائنز کی ڈیمانڈ تھی مارکیٹ میں۔۔۔ہر کمپنی ان کے ساتھ کولیبریشن کرنا چاہتی تھا۔۔۔

سبھی اسے عش عش کی نگاہ سے دیکھتے تھے لیکن وہ جانتی تھی کہ یہ سفر کبھی بھی تنہاء نہیں تھا

---جانشیر ہمیشہ اس کی بیک پہ تھا مضبوطی سے اسے تھامے ہوئے---

وہ چاہتا تو اپنی ایک الگ کمپنی بناتا--- اس نے تبریز صاحب سے پیسہ لیا بھی یہی کہہ کر تھا---کہ وہ اپنا خود کا بزنس سٹارٹ کرنا چاہتا ہے--- لیکن

زمر کی قابلیت پہ اعتبار کر کے۔۔۔اس نے اپنا وہ

سارا پیسہ زمر کی کمپنی میں لگا دیا۔۔۔

چیری برانڈ کا چیف کریئیٹو آفیسر ہونے کے ناتے

وہ ہمیشہ کمپنی کے دل کی دھڑکن سمجھا جاتا تھا۔

نئے کلیکشن کے آئیڈیاز ہوں یا تازہ ترین ٹرینڈز پر

گہری نظر، ہر بار وہی پہلے قدم بڑھاتا تھا۔ ڈیزائن

روم میں رکھا اس کا بھرا پڑا اسکیچ پیڈ، اس کی
بے قرار تخلیقیت کا گواہ تھا۔ پروڈکشن ٹیم سے
میٹریل کی سلیکشن تک، ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز وہ
خود دیکھتا—کیونکہ اس کے لیے آرام دہ ہونا بھی اتنا
ہی ضروری تھا جتنا خوبصورت ہونا۔ برانڈ کی مارکیٹنگ
ہو، کسی بڑے لانچ کی تھیم، فوٹو شوٹس کا
کونسیپٹ یا اشتہارات کا زاویہ---ہر جگہ اس کے

ذہن میں ابھرنے والے رنگ، روشنی اور امیجز زندگی پاتے تھے۔ وہ نہ صرف اپنی ڈیزائن ٹیم کو آگے بڑھنا سکھاتا بلکہ اکثر میٹنگز میں زمر کے ساتھ بیٹھ کر کمپنی کے اگلے بڑے قدم کا فیصلہ کرتا۔۔۔

جانشیر کے بغیر یہ برانڈ کبھی مکمل ہی نہ ہوتا۔

لانچ ایونٹس میں جب وہ اس کے ساتھ اسٹیج پر کھڑا

ہوتا۔۔۔تو یوں محسوس ہوتا جیسے تخلیق اور قیادت

ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر زندگی پانے لگی

ہوں۔۔۔۔

"اوکے میں کہہ دیتی ہوں۔۔۔ ویسے آپ کتنے

بجے تک انگیجمنٹ میں جا رہی ہیں؟؟....کیونکہ ہم

سب تو سات بجے پہنچ جائیں گے۔۔۔تو ہم آپ کو پک کریں؟؟...ہم ایک ساتھ جانے کا سوچ رہے ہیں سب۔۔۔"نوال کی بات سنتے ہی ۔۔۔زمر کچھ لمحے کے لیے بالکل پوس ہو گئی۔۔۔

کیسے بتائے اسے ۔۔۔یہ جو تھکن وہ محسوس کر رہی ہے وہ دراصل اس کا دکھ ہے جو چہرے پر آج نہ

چاہتے ہوئے بھی ظاہر ہو رہا ہے بار بار۔۔۔وہ نہیں جا سکتی اس کی منگنی میں۔۔۔۔جب کہ جانا چاہتی ہے۔۔۔مگر اس کے گھر والوں نے ابھی تک اسے قبول کہاں کیا ہے۔۔۔

"نہیں ۔۔۔میں خود آجاؤں گی۔۔۔ مجھے اور بھی کام دیکھنے ہیں ذرا۔۔۔تو وہ نمٹاتے ہوئے آؤں

گی۔۔"اس نے بات بناتے ہوئے انکار کیا۔۔۔

اور کیا کرتی بھلا۔۔۔اپنی عزت بھی تو رکھنی تھی

ناں۔۔۔

نوال کے جانے کے بعد اس نے اپنا سر پیچھے

سیٹ سے ٹکا دیا تھا۔۔۔۔اور آنکھیں موند

لیں۔۔۔آنکھوں سے نسو از خود ہی بہنے لگے تھے

۔۔۔

♡♡♡♡♡

رنگ برنگی لائٹس کی روشنی۔۔۔ارد گرد اڑتا ہوا

دھواں۔۔۔ اسٹیج کے بیچوں بیچ کھڑے وہ

دونوں۔۔۔پورے ہال کی نظروں کا مرکز بنے ہوئے

تھے۔۔۔

ان دونوں نے لوگوں کی بھرپور تالیوں میں ایک

دوسرے کو انگوٹھی پہنائی۔۔۔۔

انگوٹھی ایکسچینج ہونے کے بعد۔۔۔سب سے پہلے تبریز صاحب آئے تھے اسٹیج پر اس کے ساتھ تصویر بنوانے کے لیے۔۔۔۔وہ سب کو یہی شو کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ باپ بیٹے میں بڑی محبت ہے۔۔۔

معظم ہو یا رافع۔۔۔ علشبہ ہو یا عائشہ سبھی دیکھ

سکتے تھے وہ لڑکا کس قدر مصنوعی مسکان چہرے پر

سجائے۔۔۔ان کے ساتھ تصاویر بنوا رہا تھا۔۔۔

دادی تو جانشیر کی منگنی میں آئیں تک نہیں

تھیں۔۔۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ اس بچے کے

ساتھ زیادتی تھی۔۔ پہلے تو کبھی تبریز صاحب کو اس

کی یاد نہ آئی۔۔۔ فیملی عمرے پہ جا رہی ہو یا ورلڈ ٹور

کرنے ۔۔ بنگلہ لے رہے ہوں یا ویگو۔۔۔انہیں

کبھی یاد نہیں آتا تھا کہ ان کا کوئی بیٹا ہے جانشیر

نام کا۔۔۔لیکن جیسے ہی وہ ان کے بزنس کو

پرافٹ دینے کے لائق ہوا۔۔۔۔انہیں اپنا باپ ہونا

یاد آگیا۔۔۔ جانشیر سے بغیر پوچھے ،بغیر اس کی

مرضی جانے انہوں نے یہ منگنی ارینج کر دی تھی۔۔۔

کہاں پوری زندگی نکل گئی اس لڑکے کی اور ایک کمرہ نہیں نکل سکا تبریز صاحب کے گھر میں اس کے لیے ۔۔۔ اور کہاں آج وہ بارہا اسے کہہ رہے تھے کہ جلد از جلد اپنا سامان لے کر ان کے گھر

میں شفٹ ہو جائے۔۔۔ چونکہ نئی دولہن وہ اپنے

گھر میں ہی لائیں گے۔۔۔ اور کیونکر نہ لاتے۔۔۔

اتنے امیر کبیر بزنس مین کی بیٹی، سیاسی خاندان

سے تعلق رکھنے والی۔۔ان کے بزنس کو مزید بلندیوں

پر پہنچانے والی لڑکی کو وہ یہ تھوڑی دکھا سکتے تھے

کہ یہ لڑکا ان کے لیے اہمیت ہی نہیں

رکھتا۔۔۔اسے تو وہ دادی کے گھر پھینک کر رکھتے

ہیں بچپن سے۔۔۔

"علشبہ۔۔۔ علشبہ۔۔۔" وہ اسے اپنی جانب آتا

دیکھ چکی تھی۔۔۔اس کے باوجود مڑ کر چل

دی۔۔۔

"علشبہ۔۔۔ بات تو سنو۔۔۔" چاہتا تو ہاتھ پکڑ لیتا

۔۔مگر اب اسے بغیر اس کی اجازت کے ٹچ نہیں

کرنا چاہتا تھا۔۔۔اس لیے اس کا دوپٹہ پکڑ کر

روکا۔۔

"کیا کام ہے؟؟.." وہ جیسے ہی آگے بڑھی اسے

اپنا دوپٹہ کسی کی گرفت میں محسوس ہوا۔۔ جس پر

نہ چاہتے ہوئے بھی وہ مڑنے پر مجبور ہوئی

تھی۔۔۔

نہایت بیزاریت کے ساتھ استفسار کیا تھا اس نے

۔۔۔لیکن رافع صرف اس کا لہجہ نہیں دیکھ رہا تھا

۔۔۔اس کی آنکھیں بھی پڑھ رہا تھا۔۔۔ جن میں بلا

کی نفرت جھلک رہی تھی۔۔۔

"میں رشتہ بھیجنا چاہتا ہوں تمھارے لیے" اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے۔۔۔ رافع جھمے سے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

"مگر مجھے تمہارے رشتے میں کوئی انٹرسٹ نہیں۔۔۔ اب دوپٹہ چھوڑو میرا۔۔۔" وہ سپاٹ

سے لہجے میں جوابدہ ہوئی۔۔ ساتھ ہی جھٹکے سے اپنا دوپٹہ بھی اس کے ہاتھ سے آزاد کیا تھا۔۔

"اتنے سال ہو گئے ہیں۔۔۔۔اب تو مجھے معاف کر دو۔۔۔" وہ مڑ کر ابھی ایک قدم ہی چل سکی تھی۔۔ کے رافع برق کی پھرتی سے اس کے آگے آکر کھڑا ہوا۔۔۔ جس پر ایک لمحے کے لیے علشبہ

کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں--- اور اگلے ہی پل

ان میں ناگواری چھا گئی---

"رافع تم نے مجھے رئیلٹی چیک دیا تھا---اس لیے

تمہیں معذرت کرنے کی ضرورت نہیں---

میں ایک بند کمرے میں کیمرہ رکھ کر ویڈیو بناتی

تھی... یہ سمجھ کر کہ میں بس اپنی محنت دکھا رہی

ہوں، اپنا شوق پورا کر رہی ہوں۔۔۔مگر جب میں

باہر نکلتی تھی تو لوگ مجھے نام سے نہیں، شخصیت

سے نہیں... بس ''وہ علشبہ، وہ ٹک ٹاکر'' کہہ کر

دیکھتے تھے۔ میں سمجھتی تھی شاید وہ مجھے پسند

کرتے ہیں... مگر تم نے بتایا کہ اُن کی نظر میں

پسندیدگی نہیں تھی، بھوک تھی۔ عزت نہیں تھی،

لالچ تھا۔ وہ مجھے دیکھتے نہیں تھے رافع... وہ مجھے

نوچ کھانا چاہتے تھے۔ تم نے میری آنکھیں کھولیں۔

اسی لیے تم پر ناراض ہونے کا سوال ہی

نہیں۔۔۔ جتنی نفرت مجھے تم سے ہوئی تھی اس

رات اتنی خود سے بھی ہو گئی تھی ۔۔۔ میں نے اللہ

سے سچی توبہ کی۔۔۔اپنا پورا اکاؤنٹ ڈیلیٹ کیا۔۔

اور اپنا پورا فوکس صرف اپنی تعلیم پر لگا دیا۔۔۔"

اس نے گہرا سانس لیا وہ کچھ لمحوں کے لیے رکی

تھی---"میں بہت اندھیروں سے نکل کر آئی ہوں

رافع---اور مجھے لگتا ہے میرا خدا مجھ سے بہت

محبت کرتا ہے اس لیے اس نے مجھے سچی توبہ کی

دنیا کے اندر ہی توفیق دی --- مجھے اس سے بہت

اچھے کی امید ہے ---مجھے نہیں لگتا میرے خدا

نے تم جیسے شخص کے لیے مجھے رکھا ہوگا---"

کچھ الفاظوں کا اپنا ہی لمس ہوتا ہے ایسا لمس جو دل کو جا کر کسی دیمک کی طرح لگ جاتا ہے۔۔۔جو انسان کو اندر ہی اندر کھاتا ہے۔۔۔ویسا ہی لمس چھوڑ کر گیا تھا اس کا وہ آخری جملہ ۔۔۔

رافع ٹھہر گیا تھا اپنی جگہ۔۔۔جب کہ وہ تو جا چکی تھی۔۔۔

اگر لڑک پن میں کی گئی غلطیوں کے سبب اسے وہ لڑکی نہ ملے جس سے وہ بچپن سے محبت کرتا آیا ہے تو یقینا اس کا بڑا خسارہ ہو جانا تھا۔۔۔

"کیا ہوا رافع؟؟...گھر نہیں چلنا کیا؟؟" لوگ تیزی سے اس کے برابر سے گزر رہے تھے۔ ہال

خالی ہو رہا تھا مگر وہ اپنی جگہ منجمد سہ کھڑا رہ گیا

--اس کی آنکھیں پتھریلی تھیں---دل شدید

بھاری--- لگا جیسے اپنے آخری جملے کے ساتھ اس

کی روح نکال کر لے گئی ہو وہ لڑکی----

معظم نے جب اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ہلکا

سہ ہلاتے ہوئے کہا --- تو وہ حواسوں میں لوٹا

تھا۔۔۔اور اپنے بھائی کی جانب ڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔۔۔

"کیا ہوا؟؟۔۔۔ خیری۔۔۔۔۔" ابھی وہ پوچھ ہی رہا تھا کہ رافع کسی ننھے بچے کی طرح "بھائی" کہتا ہوا اس کے سینے سے لگ کے رونے لگا۔۔۔

"مجھے مار لیں۔۔۔ جس طرح آپ نے سالوں پہلے مجھے مارا تھا۔۔۔ لیکن میری محبت دلا دیں۔۔ میں اسے نہیں کھونا چاہتا بھائی۔۔۔۔"

"رافع میرے ساتھ چلو۔۔۔ پانی کی بڑی والی ٹنکی مچان پر رکھی ہے۔۔۔ وہاں سے لے آتے ہیں۔۔۔

"یہ وہ دن تھا جب معظم کے گھر میں تقریب چل رہی تھی نئے گھر کی خوشی میں۔۔۔

"اچھا بھائی چلتا ہوں۔۔۔" وہ جو گلاب جامن کھا رہا تھا۔۔۔اپنی انگلیاں ٹیشو سے صاف کر۔۔ تیزی سے جی حضوری کرتا بھائی کے پیچھے آیا تھا۔۔۔

سارے گھر والے معظم کے گھر پہنچ چکے

تھے۔۔۔دادی کا گھر بالکل خالی تھا۔۔۔اور وہ

صرف ٹنکی لینے پہنچے تھے وہاں۔۔۔

" بھائی۔۔آپ یہاں رکیں۔۔۔ میں جلدی سے

ٹنکی لے آتا ہوں مچان سے اتار کر۔۔۔" جیسے ہی

وہ دونوں بھائی گھر میں داخل ہوئے۔۔ معظم نے

اپنے پیچھے دروازہ بند کیا تھا جبکہ رافع تیزی سے کہتا اندر جانے لگا۔۔۔

"رافع..." ابھی دو تین قدم بھی نہ چلا تھا کہ پیچھے سے اسے معظم کی رعبدار و برہم آواز آئی۔۔۔

"جی بھائی؟؟" وہ مسکراتے ہوئے پیچھے مڑا تھا

۔۔۔ اور اگلے ہی پل ایک زوردار مکہ اس کے چہرے

پر رسید ہوا۔۔۔

اس کا دماغ ہل کر رہ گیا تھا۔۔ ابھی وہ سمجھ پاتا

اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔۔ اس سے قبل ہی

دوبارہ ایک مکہ اس کے چہرے پر رسید ہوا۔۔۔

اس کی ناک سے خون نکلنے لگا تھا۔۔

"میرے چھوٹے بھائی۔۔۔ گھر کی لیڈیز ہماری عزت ہوتی ہے۔۔۔ ہم جانور نہیں ہیں جو کسی پہ بھی منہ مار لیں گے۔۔۔اگر کوئی عورت تمہاری موجودگی میں غیر محفوظ محسوس کررہی ہے تو یہ گالی

ہے میرے نزدیک تمہاری مردانگی پر۔۔۔"ابھی وہ

شاکڈ میں ہی تھا۔۔۔کے معظم نے اس کے

چہرے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر۔۔۔آنکھوں

میں آنکھیں ڈال۔۔۔ایک ایک لفظ جتاتے ہوئے

ادا کیا تھا۔۔۔

"مجھے تو شرم آتی ہے یہ بات سوچ کر بھی۔۔۔کہ ہمارے گھر میں ہماری ہی بہو بیٹیاں محفوظ نہیں ہیں۔۔۔ تم کوئی جانور ہو بتاؤ؟؟ بولو؟؟؟" وہ چیخا۔۔۔ اس سے پہلے رافع نے کبھی معظم کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔۔۔

اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔۔۔

وہ اپنے ہاتھوں سے اس کا چہرہ پورا پورا ہلاتے ہوئے استفسار کر رہا تھا۔۔۔ وہ صرف سوال تو نہ تھا۔۔۔وہ اسکی سوی ہوئی غیرت کو للکار تھی۔۔۔

"کیا کوئی جانور ہو تم؟؟..جو گھر میں کوئی بہو بیٹی آئے گی تو پہلے تمہیں باندھ دیں۔۔۔کہ کہیں ایسا

نہ ہو تم کھلے سانڈ کی طرح ان کے پیچھے پڑ جاؤ---

کسی کے پیچھے رات میں اپنی ہی بہن کے کمرے

میں گھسو---تو کسی کے پیچھے چھت پر پہنچ

جاؤ--- تم دنیا کے واحد مرد ہو جو جوان ہوئے

ہو؟؟؟...ہاں؟؟؟... جانشیر کو دیکھو--اس کی تو

کوئی بہن بھی نہیں ہے اس گھر کے اندر---اس

کے باوجود تم سے زیادہ حیاء ہے اس کی آنکھوں

میں--- وہ بن ماں باپ کا پلا بچہ تم سے زیادہ
غیرت مند ہے--- میں نے کبھی اپنی بیوی کو یہ
کہتے نہیں سنا---کہ جانشیر کی نگاہیں گندی
ہیں--- فیملی میں رہنے والے انسان بنو رافع---
وہ نہ بنو جسے دیکھ کر لوگ اپنی بیٹیوں کو
چھپائیں---"اپنی بات کہتے ہوئے-- اس نے
دونوں ہاتھ اس کے کندھے پہ جمائے---

"اگر آئندہ مجھے کسی سے بھی ذرا سی بھی شکایت

ملی ناں تمہاری رافع۔۔۔تو میں تمہیں گھر سے نکال

دوں گا کیونکہ جنگلی جانوروں کو گھر میں نہیں رکھا

جاتا اپنی ماں بہنوں کے ساتھ۔۔ سمجھے" اس کی

شرٹ کا کالر جو خراب ہو گیا تھا اسے ٹھیک

کرتے ہوئے۔۔۔ معظم سمجھانے والے انداز میں

گویا ہوا

جنگلی جانور کا لفظ اس نے نہایت جتاتے ہوئے

ادا کیا تھا۔۔جو مقابل کے دل پر کسی گہری ضرب

کی طرح لگا۔۔۔۔

"تمہارا موبائل ری سٹارٹ مار دیا ہے میں نے---

"جیسے ہی معظم نے یہ کہتے ہوئے اپنی پاکٹ سے

موبائل نکال کر---اس کے نیلے کورٹ کی جیب

میں رکھا---ویسے ہی اس کے کان کھڑے

ہوئے---

یہ سوچ کر ہی اس کی جان ہوا ہوئی کہ معظم اس کی اسے آئی گرل فرینڈ دیکھ چکا ہے---

"منہ صاف کر کے--- ٹنکی لے کر آجاؤ--" وہ اپنا ہاتھ اسی کے کورٹ سے صاف کرتا--- اپنا حکم صادر کر کے باہر چل دیا تھا--- جبکہ رافع نے

خود کو شرمندگی کی انتہا گہرائیوں میں اترتا ہوا

پایا۔۔۔

وہ جب بیسن کے پاس جا کر کھڑا ہوا اور اپنے ناک

سے نکلنے والا خون صاف کرنے لگا تو اسے دیوار پر

لگے شیشے میں۔۔۔اپنے چہرے کو دیکھ کر بھی

جیسے شرم آرہی تھی۔۔۔یہ سوچ کر ڈوب مرنے

کا دل کر رہا تھا۔ کہ بھابھی نے بھائی کو بتا دیا ہوگا

۔۔۔کہ وہ کیا کیا حرکتیں کرتا رہا ہے۔۔۔ تو کیا وہ

گھر بھی اسی لیے چھوڑ کر گئے ہیں؟؟۔۔۔

وہ جوانی کی دہلیز پہ قدم رکھا ہوا لڑکا جسے نئے نئے

شوق لگے تھے ۔۔۔ جسے نئی نئی گندے کاموں کی

لذت لگی تھی۔۔۔ وہ اپنے نفس کی گناہوں بھری

تسکین میں یہ سوچ ہی نہیں سکا۔۔۔ کہ وہ

دوسروں کے ساتھ کیا کر رہا ہے۔۔۔ اور جب

بھائی نے آئینہ دکھایا تو جیسے اپنے ہی چہرے سے

گھن آرہی ہو۔۔۔

وہ بھائی جو اس کے لیے کسی سیسہ پلائی دیوار کی

طرح کھڑا رہتا ہے ہر معاملے میں۔۔۔جو اس کے

خوابوں کو ایسے دیکھتا ہے جیسے اس کی اپنی آنکھوں کے خواب ہوں۔۔۔ وہ اس کی نظروں میں کس قدر گر گیا ہوگا جب بھابھی نے اس کی شکایت لگائی ہوگی ۔۔۔ جب اس نے علشبہ والا واقعہ سنا ہوگا۔۔۔ جب اس نے اس کے موبائل میں اے ائی گرل فرینڈ دیکھی ہوگی۔۔۔

"یہ سب میں نے کیا کر دیا؟؟...یہ کیا ہوگیا مجھ

سے؟؟" علشبہ نے جب آخری بار اس گھر سے

نکلتے وقت اسے دیکھا تھا۔۔تو اس کی آنکھوں میں جو

نفرت و کدورت تھی جو کراہت تھی۔۔۔وہ اب

اسے شدت سے یاد آ رہی تھی۔۔۔

نفس کی غلامی کرتے کرتے۔۔۔ وہ جانور بن گیا

۔۔۔اور اسے خبر بھی نہ ہوئی۔۔۔

وہ اب بار بار اپنے چہرے پر پانی مار رہا تھا اپنے ہاتھ

دھو رہا تھا ان گناہوں کو دھونا چاہتا تھا جو اس نے

سرزد کیے۔۔۔ان آنکھوں کو صاف کرنا چاہتا تھا جو

دوسروں کو اب صاف غلاظت بھری نظر آنے لگی

ہیں۔۔مگر وہ نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

کتنی ہی دیر وہ کھڑا منہ دھوتا رہا۔۔۔ حتی کہ جب وہ

باہر نکلا تو اس کے کپڑے پورے گیلے تھے۔۔۔

"اپنے نفس کے پیچھے اتنا مت بھاگو۔۔۔کہ وہ
تمہیں پاگل کر دے۔۔۔" یہ آخری جملہ تھا جو اس
کے بھائی نے اس رات اسے سمجھایا تھا۔۔اور وہ
یہ تک پوچھنے کی ہمت نہیں کر سکا تھا۔۔۔کہ کیا
اسے معافی نہیں مل سکتی۔۔۔

آج وہ اسی مار کا ذکر کرتے ہوئے رو رہا تھا۔۔۔

"اچھا تم رونا بند کرو۔۔۔ بڑا اچھا لگ رہا ہے جوان مرد ہو کر رو رہے ہو۔۔۔" معظم نے اسے بڑے پیار سے تھپکی دیتے ہوئے کہا۔۔۔

"بھائی میں نے کھو دیا اسے اپنی بیوقوفیوں سے۔۔۔ وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے۔۔۔"

"اچھا اچھا۔۔۔ بس صحیح ہے۔۔۔ میں امی کو

سمجھاؤں گا۔۔وہ رشتہ لے جائیں گی۔۔۔سب

ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔فکر مت کرو۔۔۔"زمر

کے بھاگ جانے کے بعد سے ان کا رشتہ ثومل

پھوپھو کی طرف سے بہت خراب ہوا تھا جس کے

بعد وہ اپنی ہی ماں کے گھر آنا جانا بالکل بند کر چکی

تھیں۔۔۔ نہ وہ آتی تھیں نہ ان کے بچے۔۔۔اور یہی وجہ تھی کہ رافع کے بہت ضد کرنے کے باوجود بھی طیبہ بیگم کا منہ نہیں پڑ رہا تھا ان کے گھر رشتہ مانگنے جانے کا۔۔۔

"وہ کبھی میرے رشتے کے لیے ہاں نہیں کرئے گی۔۔۔" وہ باربار روتے ہوئے بس یہی جملہ کہہ رہا تھا۔۔۔

"میں بات کرلوں گا۔۔۔کیوں ٹینشن لے رہے ہو۔۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔رونا بند کرو۔۔۔"

اور وہ دونوں بھائی کب جانتے تھے کہ دور کھڑا ایک لڑکا انہیں بڑی حسرت سے دیکھ رہا ہے۔۔۔ اس لمحے جانشیر کے دل میں شدت سے خواہش اٹھی تھی۔۔۔کہ کاش اس کا بھی کوئی بڑا بھائی ہوتا۔۔۔تو وہ بھی اسی طرح اس سے گلے مل کے رو لیتا۔۔۔

اگلے ہی پل۔۔۔وہ اپنی انگلی میں موجود انگوٹھی دیکھنے لگا اور پھر ایک دل جلی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر بکھری۔۔۔وہ نہیں جانتا کیوں لیکن وہ اس منگنی سے بالکل بھی خوش نہیں تھا۔۔۔اس کے دل میں کوئی فیلنگس نہیں تھیں

اپنی نئی منگیتر کو لے کر۔۔۔الٹا وہ اپنے دل کو

شدید بھاری پا رہا تھا۔۔۔

اب وہ کار میں آکر بیٹھا تو ایسا لگا کوئی گھر نہیں

ہے جانے کے لیے۔۔۔ دادی کے گھر پہ رہتا تھا

تو کم از کم وہ انتظار تو کرتی تھیں۔۔ اب تو کوئی

نہیں تھا جو اس کا انتظار کر رہا ہو۔۔۔وہ نہیں جانا
چاہتا تھا اپنے والد کے گھر۔۔۔

کہنے کو اس کے باپ کا گھر تھا لیکن وہ وہاں
ایڈجسٹ نہیں ہو پا رہا تھا۔۔۔اسے اپنی دادی کے
گھر کی عادت تھی۔۔۔۔ اپنی پڑھائی مکمل کرنے

کے بعد جب سے وہ پاکستان لوٹا تھا دادی کے ساتھ ہی رہ رہا تھا۔۔۔

" گاڑی سٹارٹ کرو جانشیر۔۔۔ ساتھ ہی نکلتے ہیں۔۔۔ سنسان علاقہ ہے آگے۔۔۔" معظم کی گاڑی اس کی گاڑی کے پاس آکر رکی ۔۔۔

وہ اپنی گاڑی کا شیشہ نیچے کرتے ہوئے۔۔۔
فکرمند لہجے میں اسے دیکھ کہنے لگا۔۔۔

" بھائی میں کسی کام سے جا رہا ہوں۔۔ تو ٹرن
لوں گا۔۔ ویسے بھی اب میں پاپا کے گھر پر رہتا
ہوں۔۔۔"

"او---میرے تو ذہن سے ہی نکل گئی تھی یہ
بات----ہاں ٹھیک ہے---مگر گاڑی تو
سٹارٹ کرو---یہاں کھڑے کیا کر رہے
ہو؟؟...ڈکیتوں کو دعوت دے رہے ہو کیا؟؟"
اب اس نے ذرا ڈپٹ والے لہجے میں کہا تھا جیسے
ایک بڑا بھائی کہتا ہے---

جانشیر نے یوں ہی نظر اس کی گاڑی کے اندر بیک سیٹ پر بیٹھے رافع پر ڈالی تھی۔۔۔جو بہت گم سم سہ بیٹھا نظر آرہا تھا۔۔۔

اگر وہ ٹھیک موڈ میں ہوتا تو یقینا کہتا کہ آؤ پارٹی کرتے ہیں۔۔۔لیکن اس کا تو اپنا ہی برا حال تھا۔۔۔یہی سوچ اس نے اپنا سر جھٹکا۔۔

اس کی گاڑی اب بلاوجہ سڑکوں پر دوڑ رہی تھی

۔۔۔ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہاں جائے۔۔۔کس

سے بات کرلے۔۔۔کیا تکلیف ہے؟؟...کیوں

دل بھاری ہے؟؟؟..کیا ہے جو نہیں مل رہا

؟؟؟..جس کی تکلیف اسے برداشت نہیں ہو

رہی۔۔۔بظاہر تو کوئی تکلیف نظر بھی نہیں آرہی تھی۔۔۔

اور گاڑی یوں ہی گھومتے گھومتے از خود ہی ایک فلیٹ کے پاس جا کے رک گئی۔۔۔

وہ بے خیالی میں زمر کے فلیٹ کے نیچے آ کے ٹھہر

گیا تھا۔۔۔

اگلے پل ۔۔۔ خود بھی جیسے حیران ہوا کہ وہ یہاں

کیوں آیا ہے اتنی رات کو؟؟..

اسے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔۔

اور پھر اس نے گہری سانس لے کر اپنا سر پیچھے

سیٹ سے ٹکایا۔۔ایک عجیب سہ طوفان تھا اس

کے اندر۔۔۔ایک عجیب سی بے چینی۔۔۔ایک

اضطرابی سی کیفیت۔۔۔

"کیا کر رہی ہو؟؟" پہلی بیل پر ہی اس کی کال ریسیو ہوئی۔۔۔

"فلم دیکھ رہی ہوں۔۔۔ کیوں؟؟" دوسری جانب سے سرسری سہ جواب آیا۔۔۔

"فلم؟؟---اس وقت؟؟... تم کب سے لیٹ نائٹ تک فلم دیکھنے لگیں؟؟؟"اس کے لہجے میں حیرت چھلکی--

" ہاں ---بس دل چاہ رہا تھا--- تم بتاؤ منگنی کا ایونٹ کیسا رہا؟؟... امی ابو آئے تھے؟؟. اور دادی اور معظم بھائی و زینیا بھابھی ---اور

رافع---" وہ جذباتی ہو کر تیزی سے پوچھنے لگی--

جیسے اس سے مزید اب صبر نہ ہو رہا ہو---

" سب بتاتا ہوں--- پہلے دروازہ تو کھولو" اس کا

جواب سنتے ہی وہ الجھی--

"دروازہ کھولوں؟؟..کہاں کا؟؟"

"اپنے گھر کا۔۔۔ دروازے پہ کھڑا ہوں میں"

"کیوں؟؟..." زمر احتجاجی لہجے میں

"کیا مطلب کیوں؟" اسے جیسے ناگوار گزرا۔۔۔

"مطلب۔۔۔ انگیجمنٹ تھی ناں تمہاری آج" وہ جیسے جتا رہی تھی۔۔۔

"اسے ختم ہوئے بھی دو گھنٹے گزر چکے ہیں۔۔" وہ بھی اسی کی طرز میں جتاتے ہوئے گویا ہوا۔۔

"تو انگیجمنٹ کے بعد اپنے گھر جانا تھا نا"

"کیوں تمہارے گھر آنے پر پابندی ہے ؟؟"

"پابندی تو نہیں ہے مگر۔۔۔" زمر جھجھک رہی تھی

اس کے لیے دروازہ کھولتے ہوئے۔۔۔ چونکہ اب

وہ سنگل لڑکا نہیں تھا۔۔اس کی ایک منگیتر تھی

۔۔۔

کوئی لڑکی پسند نہیں کرئے گی کہ اس کا مگیتر رات کے وقت اپنی کزن کے گھر جائے۔۔

"زمر---اپنا یہ اگر مگر بعد میں کر لینا----پہلے دروازہ کھلو آکر---"وہ اب نہایت جھنجھلاتے ہوئے کہہ رہا تھا---

"نہیں---بہتر ہے تم اپنے گھر جاؤ---"

"دماغ خراب تو کرو نہیں میرا اس وقت۔۔۔دروازہ کھولو۔۔۔چلو۔۔۔"وہ جیسے اس کے انکار کو خاطر میں ہی نہیں لایا تھا۔۔۔

"جانشیر میں دروازہ نہیں کھولوں گی۔۔۔ گھر جاؤ اپنے۔۔۔"زمر کو اب شدت سے احساس ہو رہا تھا

کہ اسے اپنے اور جانشیر کے درمیان ایک باؤنڈری

سیٹ کرنے کی سخت ضرورت ہے۔۔۔

"کیا تم میرے ساتھ مذاق کر رہی ہو اس وقت

؟؟... میں کہہ رہا ہوں دروازہ کھولو..."

"تمہاری منگنی ہو گئی ہے--- تمھیں سمجھ کیوں نہیں آرہا؟؟؟..اس طرح تم رات میں میرے گھر نہیں آسکتے" وہ سمجھانے کی سہی کر رہی تھی---

"تو کیا ہو گیا میری منگنی ہو گئی ہے تو؟؟؟--تم کل بھی میری کزن تھیں تم آج بھی میری کزن ہو--- سچ بتاؤ کوئی اندر ہے کیا؟؟--جسے چھپا

رہی ہو تم مجھ سے؟؟" اسے نہیں سمجھ آرہا تھا زمر

بار بار منگنی کو کیوں منشن کر رہی ہے--- کیا ہو

گیا اگر اس کی منگنی ہو گئی تو؟؟..----وہ دونوں تو

کزن ہیں ناں--وہ کیوں نہیں آسکتا اس کے گھر

میں جیسے پہلے آتا رہا ہے---

آخری سوال اس نے نہایت مشکوک لہجے میں کیا تھا۔۔۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟؟...میں کسے چھپاؤں گی اپنے گھر میں؟؟"وہ سیدھی ہو کر بیٹھتے۔۔۔جزبز ہو کر پوچھ رہی تھی۔۔۔

"مجھے کیا پتا۔۔۔ اگر کوئی نہیں ہے تو کھلو دروازہ

۔۔آنے دو مجھے اندر۔۔۔" وہ چیلنجنگ لہجے میں

کہنے لگا۔۔۔ جس پر زمر آگ بگولا ہوتی دروازہ کھولنے

آئی۔۔۔

"دیکھ لو اچھی طرح --" دروازہ کھول کر اب وہ

دعوت دے رہی تھی کہ وہ چیکنگ کر سکتا ہے

جانشیر دیکھ سکتا تھا کس قدر غصہ تھا اس لڑکی کی

آنکھوں میں -- کیسے دانت پیستے ہوئے وہ اس سے

کہہ رہی ہے---مگر ان سب کو اگنور کرتا

---پرسکون انداز میں جا کر لانچ میں صوفے پر ٹک

گیا تھا وہ---

"دروازہ اس لیے نہیں کھولا میں نے --کہ تم

یہاں آکر بیٹھ جاؤ---چیکنگ کرواور جاؤ یہاں

سے..."وہ اب اس کے پاس آکر--ایک ہاتھ کمر

پر ٹکائے---دانت پیستے ہوئے کہہ رہی تھی--

"کیا چیکنگ کرنا ہے مجھے؟؟" دنیا جہاں کی

معصومیت چہرے پر سجائے وہ آنکھیں ٹمٹماتے

ہوئے۔۔۔ معصومانہ سوال پوچھنے لگا۔۔۔

"کہ گھر میں کوئی نہیں ہے" وہ انگارے چباتے

ہوئے جتا کر بولی۔۔۔

"وہ تو مجھے ویسے بھی پتہ ہے کہ گھر میں کوئی نہیں ہے" وہ لاپرواہی سے مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اور اب اس نے آگے جھک کر ٹیبل پر سے ریموٹ اٹھا لیا تھا۔۔

"تو دروازے پر وہ بکواس کیوں کر رہے تھے؟؟"

وہ غصے سے استفسار کر اٹھی۔۔۔

"اگر نہیں کرتا۔۔۔ تو تم دروازہ کھولتیں کیا

میرے لیے؟؟" اب وہ ابرو اچکا کر۔۔۔ اسمارٹ

مسکراہٹ ہونٹوں کے کناروں پر سجائے پوچھ رہا

تھا۔۔۔ جس پر زمر نے پاس رکھا کشن اٹھا کر

۔۔۔اس کے منہ پہ مارا تھا۔۔۔

"دفع ہو۔۔۔"

"کہاں جا رہی ہو؟؟... فلم نہیں دیکھ رہیں؟؟"

اسے جزبز ہو کر پاؤں پٹکتے ہوئے جاتا دیکھ---وہ

پیچھے سے آواز لگا کر پوچھ رہا تھا---

"تمہارے ساتھ نہیں دیکھنی مجھے---اور جب یہ

ختم ہو جائے نا---تو دفع ہو جانا خود ہی---" اس

کی جانب پلٹ کر---دانت پیستے ہوئے بولی---

اور پھر منہ چڑھا کر اپنے کمرے کی جانب جانے لگی۔۔۔

"ٹھیک ہے مت دیکھو میرے ساتھ بیٹھ کر۔۔۔"

وہ نہایت بے نیازی سے گویا ہوا۔۔۔ جس پر زمر نے کان بھی نہ دھرے۔۔۔ اور اپنے کمرے کا دروازہ کھولنے لگی۔۔۔ مگر اگلے ہی پل اس لڑکے

نے جو جملے ادا کرنا شروع کیے۔۔۔وہ اس کے

ہاتھ کو تھما گئے۔۔"میں تو تمہاری ایل سی ڈی کو

اپنے موبائل سے کنیکٹ کر رہا تھا تصاویر وغیرہ

ہیں نا میرے پاس آج کی۔۔۔جن میں بڑے ابو

ہیں۔۔بڑی امی ہیں۔۔۔اور رافع، معظم بھائی،

زینیا بھابھی، عائشہ آپی ان کے شوہر اور ان کی بیٹی

ثمرہ۔۔۔سب ہیں ۔۔۔مگر تمہیں کہاں دیکھنا

ہے۔۔۔ تم جاو۔۔۔ میں اکیلے دیکھ لوں گا۔۔۔"

صرف دو تین لمحے گزرے اور جانشیر نے دیکھا

۔۔۔کہ وہ لڑکی اس کے برابر میں آکر بیٹھ گئی ہے

خاموشی سے۔۔۔

اب وہ اپنے گھر والوں کی تصاویر دیکھتی جا رہی

تھی۔۔۔اور روتی جا رہی تھی۔۔۔

"کیا وہ مجھے کبھی معاف نہیں کریں گے؟؟"

اس کے سوال پر اس نے گہرا سانس لیا پھر اس

کی جانب رخ کیا۔۔۔

اس کی روتی ہوئی آنکھیں اس امید میں تھیں

---کہ وہ ہاں کرئے--- یقین دلائے---کہ وہ

معاف کر دیں گے---

وہ اکیلے رہ رہ کر تھک چکی تھی--- وہ اپنے گھر جانا

چاہتی تھی---اپنے والدین سے ملنا چاہتی تھی

---ان سے معافی مانگنا چاہتی تھی ---مگر ہمت نہیں ہوتی تھی اس کی---

"سب ٹھیک ہو جائے گا---اور رو کیوں رہی ہو دی ممی؟؟...اگر مجھے ذرا آئیڈیا ہوتا نا کہ تم نے رونے دھونے مچانے ہیں---تو میں کبھی تمہیں یہ تصاویر دکھاتا ہی نہیں---" اس کے سیدھے

رخسار پر بہنے والا آنسو صاف کرتا۔۔ وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔۔۔

ابھی اس نے الٹے رخسار پر بہنے والے آنسو صاف کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا۔۔۔کہ جب زمر اچانک سے کچھ یاد آنے پر اپنا چہرہ پیچھے کی جانب

لے گئی۔۔۔اور اس کا ہاتھ ہوا میں معلق رہ

گیا۔۔۔

ایک لمحے کے لیے وہ زمر کے اس عمل پر شاکڈ ہوا

۔۔۔

"کیا؟؟؟" مانا اس نے لبوں سے کچھ نہ کہا تھا۔۔
مگر اس کی آنکھیں سوال کر رہی تھیں۔۔کے
اچانک پیچھے کیوں ہوئیں؟؟...

"تمھاری منگنی ہو چکی ہے۔۔۔ تمھیں گھر جانا
چاہیے۔۔۔" وہ ہولے سے نظر چرا کر گویا ہوئی۔۔۔

"یار کیا طوطے کی طرح تم نے منگنی ہو گئی منگنی ہو گئی کی رٹ لگائی ہوئی ہے؟؟.. کیا ہو گیا منگنی ہو گئی تو؟؟؟..." وہ شدید جھنجھلا کر غصے سے آگ بگولا ہو کر استفسار کر رہا تھا۔۔۔۔

کچھ چیزیں یا عمل ایسی ہوتی ہیں جن سے آپ کو اپنا اختیار سامنے والے شخص پر محسوس ہوتا

ہے۔۔۔زمر کا یوں پیچھے ہو جانا اسے شدید ناگوار گزرا

تھا۔۔دل کو جیسے کوئی دھچکا سہ لگا ہو۔۔۔شاید

یہی وجہ تھی کہ اس کا غصہ آسمانوں سے باتیں کر

گیا تھا اک دو لمحوں میں ہی ۔۔۔کیونکہ اسے لگا جیسے

اس لڑکی نے خود پر اختیار جمانے کا حق چھین لیا ہو

اس سے۔۔۔ خود کو چھونے تک کی اجازت نہیں

دے رہی ہو۔۔۔

وہ ایک اجنبیت کی دیوار کھڑی کر رہی تھی ---اور

وہ نہیں جانتا کیوں--- لیکن اسے وہ دیوار اچھی

نہیں لگ رہی تھی ---

زمر اسے غصہ ہوتے دیکھ--- اپنے لب کاٹنے

لگی-- لیکن منہ سے اب کچھ نہ کہا---

اسے کچھ نہ بولتا دیکھ۔۔۔ مقابل نے غصے سے

اس کے برابر میں صوفے پر زور سے پنچ مارا۔۔ جس

پر وہ چونک کر آنکھیں میچ گئی ایک لمحے کے

لیے۔۔۔

" جا رہا ہوں میں۔۔۔ مرو تم اکیلے یہاں۔۔۔"

دانت پیستے ہوئے کہتا۔۔۔وہ اب اپنی جیکٹ اٹھا

کر۔۔۔وہاں سے چل دیا تھا۔۔۔

زمر نے زور سے دروازہ بند ہونے کی آواز سنی۔۔۔

اور بس دروازے کا بند ہونا تھا۔۔۔ کہ وہ چیخ چیخ

کے رونے لگی۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"ہیلو---ڈپٹی کمشنر صاحبہ ---لڑکی ڈھونڈی؟؟

"ابھی وہ اپنے آفس میں آکر بیٹھی ہی تھی--جب

اس کا سیل رنگ ہوا۔

صبح ہی صبح رومان کی کال دیکھ۔۔۔ اسے لگا ضرور

کوئی اہم کام ہوگا۔۔۔ یہی سوچ اس نے تیزی سے

کال ریسیو کی ۔۔۔مگر دوسری جانب سے جو بات

کہی گئی۔۔۔اسے سنتے ہی اس نے اپنا سر

پکڑا۔۔۔

"رومان کل ہی تو ہماری بات ہوئی ہے.. اتنی جلدی میں لڑکی کہاں سے ڈھونڈوں؟؟.. مجھے کچھ وقت تو دو" وہ لچک دار لہجے میں مہلت مانگ رہی تھی..

"اوکے اوکے۔۔۔ ویسے کیا کر رہی تھی تم؟؟"

اس نے لاپرواہی سے اس بات کو اب جانے دیا تھا۔۔۔ اور نیا موضوع شروع کیا۔۔۔

"کام۔۔۔ میں ابھی بیزی ہوں۔۔۔ بعد میں بات کرتی ہوں" اس نے نرمی سے کہتے کال ڈس کنیکٹ کی۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

" وہ میٹنگ روم میں تھی۔۔۔ اکثر وہ اپنا سیل سائلنٹ پہ لگا دیتی تھی۔۔آج پتہ نہیں کیسے اس کے ذہن سے نکل گیا تھا۔۔۔

اس خاموش کمرے میں اس کے موبائل کی رنگ ٹون جب گونجی ۔۔۔تو وہ تھوڑا جھجک کا شکار ہوئی۔۔۔

"اسکیوز می۔۔۔"آنکھیں میچ کر۔۔ہلکے سے معذتی لہجے میں کہتی۔۔۔وہ اپنا سیل لے کر باہر کی جانب گئی تھی۔۔۔

گمان یہی تھا شاید کوئی کام ہو رومان کو۔۔۔ تبھی دوبارہ کال کر رہا ہے۔۔۔ مگر کال ریسیو کر کے سیل کان سے لگاتے ہی جو دو لفظی جملہ اس کے کانوں سے ٹکرایا۔۔۔وہ اسے شدید جھنجھلاہٹ میں مبتلا کر گیا تھا۔۔۔

"لڑکی ڈھونڈی؟؟"

"رومان۔۔۔ ابھی دو گھنٹے پہلے ہی تو میری تم سے بات ہوئی ہے۔۔۔ مجھے وقت تو دو"

"سوری یار۔۔ ذرا ایکسائٹمنٹ زیادہ ہے نا۔۔۔اس لیے مجھے تو وقت کا پتہ ہی نہیں چل رہا۔۔۔ویسے کیا کر رہی تھی تم؟؟"

"میٹنگ میں ہوں۔۔۔ بعد میں بات کرتی ہوں۔۔۔اوکے" اس نے نرمی سے کہہ کر کال منقطع کی۔

♡*Husny Kanwal*♡

گرمی کی دوپہر میں سڑک کے کنارے ہجوم جمع

تھا۔۔۔چند ریڑھی والے غصے اور بے بسی کے عالم

میں باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں سرکاری

گاڑی آ کر رکی۔ دروازہ کھلا تو ڈپٹی کمشنر بریرہ حسن

پوری دھاک کے ساتھ باہر نکلی---- سنجیدہ، پرسکون اور مکمل اعتماد میں ڈوبی ہوئی۔

"میڈم... ہمارے ٹھیلے یہ لوگ اٹھا کر لے جا رہے ہیں... اور واپس بھی نہیں کرتے... یہ ہمارے ساتھ ناانصافی ہے۔ ہم غریب لوگ کہاں

جائیں؟" ایک ریڑھی والا آگے بڑھا۔۔۔آواز بھرّا
گئی تھی اس کی یہ شکایت کرتے ہوئے۔۔۔

بریرہ نے رکے بغیر اس کی آنکھوں میں سیدھا دیکھا۔

"آپ بیچ روڈ پر ٹھیلا لگاتے ہیں" اُس نے مضبوط
لہجے میں کہا، "جس کی وجہ سے ٹریفک جام ہوتا

ہے۔ ایمبولینس رک جاتی ہے، اسکول کی بسیں

پھنس جاتی ہیں، لوگ گھنٹوں جھلستے رہتے ہیں۔

قواعد سب کے لیے ہوتے ہیں۔"

وہ ایک قدم آگے بڑھ کر اپنی ٹیم کی طرف مڑی۔

"کس نے ٹھیلے ضبط کیے؟ لسٹ نکالیں۔

ابھی۔"

افسر ہلکی بوکھلاہٹ میں فائل نکالنے لگا۔

اس نے دوبارہ ریڑھی والوں کی طرف دیکھا، مگر اس بار اس کے لہجے میں سختی کے ساتھ سمجھ بھی شامل تھی۔

"سنیں... آپ لوگوں کی روزی امپورٹنٹ ہے لیکن شہر کی ٹریفک بھی میری ذمہ داری ہے۔ یوں بیچ سڑک پر کاروبار نہیں ہو سکتا۔ آپ سب کو

ایلاؤڈ زون دیا گیا تھا۔۔۔ لیکن وہاں جانے کے بجائے آپ دوبارہ روڈ بلاک کر دیتے ہیں۔"

"میڈم... وہاں رش نہیں ہوتا... روزی نہیں چلتی... اسی لیے مجبوری میں یہاں آجاتے ہیں۔" ایک دوسرا ریڑھی والا احتیاط سے بولا۔۔۔

"ٹھیک ہے۔ آج سے ہم ایک نیا سسٹم بنا رہے

ہیں۔۔۔آپ کو آفیشل اسپاٹ دیا جائے گا۔ ٹھیلے

ضبط نہیں ہوں گے لیکن جگہ کی خلاف ورزی ہو تو

صرف جرمانہ ہو گا۔۔۔ ضبطی نہیں۔

اور کل سے وہاں فُٹ فال بڑھانے کے لیے

انتظامیہ صفائی اور لائٹنگ کا انتظام کرے

گی۔"بریرہ نے گہرا سانس لیا۔۔۔پھر مضبوط لہجے

میں فیصلہ سنایا۔

ریڑھی والے حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھنے

لگے۔

"اور ہاں۔۔۔اگر کوئی پھر سڑک بلاک کرے

گا... تو سیدھا کارروائی ہو گی۔ سمجھ آگئی؟ قانون

سب کے لیے برابر ہے۔" وہ سختی سے بولی

"جی میڈم۔" سب کے سب سر جھکا کر تیزی سے

گویا ہوئے۔۔۔

اس رعب دار لڑکی نے ہلکے سے سر ہلایا

"بس۔ اب اپنے ٹھیلے لے جائیں۔ اور کل سے

نئ جگہ پر سیٹ ہو جائیں۔۔۔کوئی مسئلہ ہو تو براہِ

راست میرے آفس رابطہ کریں۔"

ابھی وہ بول ہی رہی تھی جب اس کا سیل رنگ ہوا۔۔۔ اس کی نظریوں ہی اسکرین پر گئی۔۔

کال رومان کی آرہی تھی۔۔۔ وہ مڑ کر گاڑی کی طرف جانے لگی۔۔۔۔۔۔پیچھے کھڑے لوگ ایک نئے اعتماد کے ساتھ اپنے ٹھیلے واپس لینے لگے۔

مسئلہ حل ہوا بھی... اور قانون کی عزت بھی برقرار

رہی----

"ہیلو" اس نے گاڑی میں بیٹھتے ہی کال ریسیو کی

اور سیل کان سے لگایا---

"ہیلو--- کیسی ہو---؟"

"جیسی دو گھنٹے پہلے تھی" اس نے خاصہ جتا کر کہا۔۔۔ لہجے میں طنز کی رمک تھی۔۔۔

"اور کیسی تھی آپ دو گھنٹے پہلے ؟؟" اسے لگا تھا وہ ٹوکے گی تو مقابل تھوڑا شرمندہ ہو گا۔۔۔ تھوڑا جھمے گا۔۔۔مگر مقابل ڈھٹائی کا پختہ ثبوت دیتا

---اپنی بات کو کنٹینیو رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

---جیسے معصوم کو اس کا طنز سمجھ ہی نہ آیا ہو--

"رومان" اس نے گہرا سانس لے کر جیسے اپنے

جذبات کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی ہو---

"جی رومان کی جان" وہ تیزی سے دوبدو بولا۔۔۔

ساتھ ہی لہجہ اتنا میٹھا جیسے جان نکال کر ہتھیلی پہ

رکھے بیٹھا ہے اس کے لیے

"رومان آج پانچواں دن ہے۔۔ تم ہر دو گھنٹے بعد

مجھے کال کرتے ہو۔۔۔کیا تمہیں یہ اپنا عمل

ٹھیک لگ رہا ہے؟؟" بریرہ اب اسے احساس

دلانے کی کوشش کر رہی تھی ۔۔۔کہ وہ اسے تنگ

کر رہا ہے ۔۔

" صحیح کہہ رہی ہو یار ۔۔۔ "اس کا اتنا جملہ سنتے

ہی بریرہ نے سکھ کا سانس لیا ۔۔۔کہ چلو اسے

سمجھ تو آئی کہ وہ اسے تنگ کر رہا ہے ۔۔۔ اب وہ

یقینا اسے ہر دو گھنٹے بعد کال کرنا بند کر دے

گا۔۔۔ ابھی وہ یہی سوچ رہی تھی کہ مقابل نے
کہا" دو گھنٹوں میں تو کیا کچھ نہیں ہو جاتا انسان
کی زندگی میں۔۔ مجھے ہر ایک گھنٹے بعد کال کرنی
چاہیے۔۔ صحیح کہہ رہی ہو۔۔۔میں اب ہر ایک
گھنٹے بعد کال کروں گا۔۔۔ تم فکر مت کرو۔۔۔"

"ہاں؟؟"اس کی بات سنتے ہی بریرہ نے اپنے

سر پہ زور سے دھپ ماری--

یہ شخص ہمیشہ اپنے مطلب کی بات ہی کیوں

سمجھتا ہے---

"رومان زیادہ سمارٹ مت بنو تم" اب وہ دانت پیستے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

"اسمارٹ کی بات ہی نہیں ہے یار۔۔ بور ہو رہا ہوں میں ۔۔۔بیوی ہوتی تو اسے چھیڑ لیتا۔۔۔اب نہیں ہے تو تم سے ہی بات کروں گا نا۔۔۔ ایک لڑکی تو ڈھونڈ کے دی نہیں جا رہی لیے ڈی سی

میڈم سے۔۔۔اور مجھے باتیں سنا رہی ہو" وہ
بگڑا۔۔۔تو بریرہ اپنی پیشانی مسلنے لگی۔۔۔

"اچھا۔۔ میں ابھی ذرا بیزی ہوں تمہیں بعد میں
کال کرتی ہوں۔۔۔" اچھے سے جانتی تھی
وہ۔۔کنور سیشن اس سے نہیں جیت سکتی

---اس لیے راۓ فرار اختیار کرنے کو ہی غنیمت

جانا--

اور سچ تھا بھی یہی کہ وہ بہت بیزی تھی اسے

واقعی مشکل پیش آرہی تھی رومان کے یوں ہر دو

گھنٹے بعد کال کرنے پر---رات میں کرتا تو ٹھیک

ہے لیکن جو ورکنگ آورز میں کر رہا تھا اس کی وجہ

سے وہ ڈسٹرب ہو رہی تھی۔۔۔

یہ تو رومان تھا جو وہ اتنا جھم رہی تھی۔۔۔ورنہ کوئی

اور ہوتا تو اب تک اس کا نمبر بلاک لسٹ میں جا چکا

ہوتا۔۔۔

" تم فری ہوتی کب ہو؟؟---رات میں بھی کال کرتا ہوں تو---" وہ بریرہ کی نقل اتارتے ہوئے میٹھی سی آواز نکال کر "رومان میں ذرا کام کر رہی ہوں---"

مانا وہ اسے دیکھ نہیں رہی تھی لیکن امیجن کر سکتی تھی وہ کس طرح بالوں کو کان کے پیچھے کر کے۔۔۔ ایک ادا کے ساتھ اس کی نقل اتار رہا ہوگا

"مطلب یار۔۔۔تمہارے پاس اپنے واحد دوست کے لیے وقت نہیں ہے۔۔۔"اب وہ نہایت جھنجھلا کر شکوہ کر رہا تھا۔۔

"اچھا میں ویک اینڈ پر ٹائم نکالتی ہوں۔۔۔" بریرہ خاصہ جھمے سے لہجے میں بولی۔۔۔

"یہ ویک اینڈ پر تو بورنگ رشتہ دار ملتے ہیں۔ دوستوں کا کوئی ٹائم نہیں ہوتا میری جان۔۔۔ چلو اب اترو گاڑی سے۔۔۔" اس نے تو نوٹ ہی

نہیں کیا تھا کہ وہ جب سے گاڑی میں بیٹھی تھی
ایک ہیوی بائیک مسلسل اس کے ساتھ چل رہی
تھی ۔۔ جیسے ہی رومان نے کہا کہ اترو گاڑی
سے ۔۔اس نے فوری حیرت سے کھڑکی کی جانب
دیکھا ۔۔

بلیک اور وائٹ کلر کی مہنگی ہیوی اسپورٹس

بائیک۔۔۔(جس کا انجن دور سے ہی گرج کر وجود

کا احساس دلاتا تھا) پر بیٹھا وہ لڑکا

جس نے میٹ بلیک ہیلمٹ پہنا ہوا تھا۔۔۔وہ اپنی

دو انگلیوں سے شرارتی انداز میں اسے سلوٹ مار رہا

تھا۔۔۔

چمکتے کروم، چوڑی باڈی، اسپورٹی کٹس اور اونچی پسٹن آواز والی وہ بائیک ---- اور وہ خود اس پر بیٹھا ہوا مزید خوبصورت لگ رہا تھا---- جیسے بائیک اس کی شخصیت کی شان بڑھا رہی ہو----

اس نے اشارہ دیا گاڑی رکوانے کا۔۔۔ مگر

وہ۔۔وہ لڑکی تو صرف اسے دیکھے چلی جا رہی

تھی۔۔۔

اور کیونکر نہ دیکھتی۔۔۔وہ اسے اس کے مرحوم

شوہر کی یاد جو دلا رہا تھا آج۔۔۔

آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی اس کے۔۔۔

وہ ایک بار جب تابش کی یونیورسٹی سے نکل کر آئی تھی۔۔۔ تو تابش بھی اسی طرح موبائل پر اس سے بات کرتے ہوئے۔۔۔ اس کے رکشے کے ساتھ یوں ہی اپنی بائیک چلاتا رہا تھا۔۔۔ جیسے رومان چلا رہا تھا اس وقت۔۔۔

لگا جیسے وقت دہرا رہا ہو خود کو۔۔۔

بارہا اشارے کے باوجود گاڑی نہ روکنے پر رومان کی

بے چینی اُس کے صبر کو چیرتی گئی۔

اُس نے ایک تیز سہ سانس کھینچا۔۔۔پھر اپنی
بائیک کا ہینڈل گھمایا اور لگلے ہی لمحے ایک جھٹکے
سے رفتار بڑھا دی۔۔۔ ہیوی بائیک کی گرجتی آواز
سڑک پر گونجتی گئی جب وہ اسے کراس کرتا ہوا
بالکل گاڑی کے عین سامنے آکر رک گیا۔۔۔اس
نے بائیک کو اس طرح اس کے راستے میں کھڑا کیا
کہ گاڑی ایک انچ بھی آگے نہ بڑھ سکے۔

ہیلمنٹ اتارے بغیر... وہ پورے قد سے بائیک کے

ساتھ کھڑا ہو گیا۔ جیسے واضح اعلان ہو کہ "اب

تمہیں رکنا ہی پڑے گا۔"

DC کی گاڑی کے ساتھ بیٹھے گن مین اگلے ہی سیکنڈ

کا دروازہ دھڑ سے کھلا۔

"Possible threat! Stay سیکشن فور!
back!" دو گن مین فوراً باہر نکل آئے۔

ایک نے رومان پر نظر جما لی۔۔۔دوسرے نے

حفاظتی پوزیشن لے لی۔۔۔ ڈرائیور گھبرا کر بار بار رئیر

ویو میں اسے دیکھ رہا تھا۔

رومان نے دونوں ہاتھ تھوڑے اوپر کر لیے--

"اوئے---آرام سے---میں گولی کھانے نہیں

آیا"

لیکن سیکیورٹی کی آنکھیں نہ ہلیں---نہ زبان---

گاڑی کے پچھلے دروازے کے ہینڈل پر اس کے نازک ہاتھ کا دباؤ پڑا...اگلے ہی پل ڈپٹی کمشنر بریرہ حسن تیزی سے باہر نکلی۔

اس کی آنکھوں میں حیرت، غصہ اور ایک لمحے کی بے چینی صاف جھلک رہی تھی۔۔

"رُکو---ہتھیار نیچے کرو---یہ میرا بندہ ہے"

اس کی آواز اتنی مضبوط تھی کہ سیکیورٹی فوراً جم کر رہ گئی---

گن مین نے ایک لمحہ رومان کو سرتا پاؤں بغور دیکھا---پھر حکم مانتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔

بریرہ نے سخت نظروں سے اسے گھورا۔۔

"تمہیں عقل نہیں ہے؟؟ ڈپٹی کمشنر کی گاڑی روکنا مذاق ہے؟؟؟... سیکیورٹی گولی مار سکتی تھی" اب اس نے ڈپٹ بھرے لہجے میں کہا۔۔۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ جوابا مقابل نے کندھے اچکائے۔۔۔

"اشارہ کیا تھا میں نے۔۔۔۔ پھر بھی تم نہیں رکیں۔۔۔ تو میں رکوانے آگیا۔"

اس کے لہجے میں ضد تھی۔۔ اور بلا کی لاپرواہی۔۔۔

"رومان... کبھی کبھی تم حد پار کر دیتے ہو۔"

بریرہ نے گہری سانس لی---ہاتھ ماتھے پر رکھا---

پھر دانت پیستے ہوئے---اس کی جانب دیکھ---

گویا ہوئی۔

وہ ذرا سہ جھک کر اس کے قریب آیا--

"اور کبھی کبھی تم رکنے کی حد بھول جاتی ہو۔"

بیک گراؤنڈ میں سیکیورٹی اب بھی محتاط کھڑی تھی۔۔۔ لیکن دونوں کے درمیان صرف خاموش دھڑکنیں چل رہی تھیں۔۔۔

وہ دونوں ہی آنکھون ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو اپنا غصہ دکھا رہے تھے۔۔۔

"پیچھے بیٹھو۔۔۔"وہ کوئی گزارش نہیں تھی۔۔بلکہ ایک اتھارٹی کے ساتھ کہا گیا جملہ تھا۔۔۔

بریرہ نے ایک بار اس ہیلمٹ والے نوجوان کو دیکھا اور پھر پیچھے پلٹ کر باقی سب کو۔۔۔

"آپ لوگ جائیں" اس نے نرمی سے حکم صادر کیا---

سب اسے اچھنبے سے دیکھ رہے تھے مگر کچھ کہنے کی جرات نہ تھی --- ان سب کے سامنے ہی وہ رومان کے پیچھے بائک پر بیٹھی---

اور صرف کچھ منٹوں میں اس لڑکے کی بائیک

دھواں اڑاتی ہوئی وہاں سے جا رہی تھی---

"پکڑ کے بیٹھو--- ورنہ گر جاؤ گی---" وہ سیٹ

کے نیچے کے حصے کو پکڑے ہوئے تھی دونوں

ہاتھوں سے --- جب رومان نے ہلکی سی گردن

اس کی جانب موڑتے ہوئے کہا---

"نہیں---ایسے ہی ٹھیک ہے---بلکہ تم بائیک روکو اور مجھے بتاؤ---کام کیا تھا تمھیں مجھ سے جس کے لیے تم اتنا بے صبرے ہو رہے تھے---" وہ ابھی بھی غصے میں معلوم ہو رہی تھی---

"ضروری ہے کام ہوگا تبھی تمہارے پاس آؤں گا

---ہم دوست ہیں بھول گئی ہو کیا؟؟؟..اب

چپ چاپ پکڑو مجھے---"اپنی بات کہتے

ہوئے--- اس نے بریرہ کا ہاتھ خود سے پکڑ کر

اپنے پیٹ پر باندھا---

"کیا کررہی ہو ڈی سی صاحبہ۔۔۔ ڈس بیلنس ہو

جائے گی بائیک۔۔۔دونوں گر جائیں گے روڈ

پر۔۔۔ "وہ ہاتھ ہٹانا چاہتی تھی۔۔ مگر مقابل

ہٹانے کہاں دے رہا تھا۔۔۔ دونوں کی اس لڑائی

میں بائیک ڈس بیلنس ہو رہی تھی۔۔۔ جس کے

سبب رومان تیزی سے چیخا۔۔۔

"تو تم چھوڑ دو نا۔۔۔ کیوں اتنے ضدی بنے ہوئے ہو؟؟۔۔۔"

اگر بائیک ڈس بیلنس ہو رہی ہے تو چھوڑ دے اس کا ہاتھ۔۔۔مگر نہیں۔۔۔ ضدی بنا ہوا ہے بچوں کی طرح۔۔۔

"چھوڑنا تو میں نے تمہیں مرتے دم تک نہیں ہے

میری جان---- یہ بات سمجھ لو تم---" وہ

اعلانیہ گویا ہوا تھا--- مگر ہاتھ اب بھی نہ چھوڑا

---- بھلے بائیک گرتی ہے تو گر جائے---

"ہم گر جائیں گے پاگل" ایک ہاتھ سے اس کا

ہاتھ پکڑے دوسرے ہاتھ سے ہینڈل گھمایا اور لگے

ہی لمحے ایک جھٹکے سے رفتار بڑھا دی۔۔۔ ہیوی

بائیک کی گرجتی آواز سڑک پر گونجتی سنائی دے

رہی تھی اب۔۔ اسپیڈ اس قدر تیز تھی جیسے بائیک

ہواؤں سے باتیں کر رہی ہو۔۔۔ جس پر بریرہ زور

سے چیخی تھی۔۔۔ ساتھ ہی مارے ڈر کے اس نے

اب اپنے دوسرے ہاتھ سے بھی اس کے پیٹ پہ

حصار باندھنا تھا۔۔۔

اس کے پیٹ پر حصار باندھتے ہی رومان کے

چہرے پر بڑی سی مسکان رقصا ہوئی تھی---

بریرہ نے آنکھیں میچیں----

"تم گرنے کا خوف چھوڑو ۔۔اور اس آزادی کو

محسوس کرو۔۔۔ان ٹھنڈی ہواؤں کو۔۔۔ کیا تمہیں

ایسا نہیں لگ رہا تم ہواؤں میں اڑ رہی

ہو؟؟؟....." وہ مسلسل کچھ کہہ رہا تھا لیکن وہ

نہیں سن پا رہی تھی اس کا دل مارے خوف کے

زور زور سے دھک دھک کر رہا تھا ایسا لگ رہا تھا

جیسے باہر نکل آئے گا۔۔۔

اور اچانک اس خوف کے عالم میں۔۔۔ اس کی بند آنکھوں میں وہ لمحہ گھومنے لگا جب وہ تابش کے ساتھ بائیک پر بیٹھ کر اپنا لاسٹ پیپر دینے گئی تھی۔۔۔

اس دن تابش نے بھی اسی طرح بائیک چلائی تھی---

ایک لمحے کے لیے لگا جیسے اس وقت کو دوبارہ جی رہی ہو---

"تابش۔۔۔" رومان نے اسے بھرائی آواز میں کہتے سنا۔۔۔ اور پھر اس نے محسوس کیا کہ اس لڑکی نے اپنا سر اس کے کندھے پہ رکھا ہو۔۔۔

"وہ مجھے چھوڑ کے چلا گیا رومان۔۔۔ وہ مجھے چھوڑ کے چلا گیا" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی

اب۔۔۔۔

" کچھ چیزیں ہمارے اختیار میں نہیں

ہوتیں۔۔۔ان پر ہمیں صبر کرنا ہی پڑتا ہے۔۔۔ اور

مجھے نہیں لگتا تابش کبھی بھی چاہتا۔۔۔کہ تم اس

کے غم میں جینا ہی چھوڑ دو۔۔۔ کیا تم نے نہیں

سنا کہ جب کوئی نیا مردہ قبرستان پہنچتا ہے تو باقی

پرانے مردے اس سے اپنے گھر والوں کا حال

احوال پوچھتے ہیں۔۔۔اسے پہنچتی ہونگی تمہاری

ساری خبریں ۔۔۔وہ کیا سنتا ہوگا کہ تم ہستی نہیں

ہو، بولتی نہیں ہو، کھاتی نہیں ہو۔۔۔ تمہیں لگتا

ہے وہ یہ سن کر خوش ہوتا ہوگا؟؟؟ اسے تسکین

ملتی ہوگی؟؟؟.... نہیں۔۔۔بالکل بھی

نہیں۔۔۔بلکہ وہ تو تکلیف میں آجاتا ہوگا

شاید۔۔۔اسے کیوں تکلیف پہنچا رہی ہو

بریرہ؟؟---تم اس وقت نہ صرف اپنے بلکہ ہر

اس شخص کے ساتھ زیادتی کر رہی ہو جو تم سے

محبت کرتا ہے---زندگی کی جانب واپس آؤ بریرہ

---مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا---

تابش کبھی نہیں چاہتا---کہ تم ایک ایسی زندگی

جیو جس میں تمہاری خود کی روح شامل نہ ہو---وہ

تمہارے ڈی سی بننے کا خواب اس لیے نہیں دیکھتا

تھا کہ اسے ڈپٹی کمشنر جیسی ہائی پروفائل بیوی

چاہیے تھی۔۔۔اس لیے دیکھتا تھا کیونکہ تم نے

اسے بتایا تھا کہ یہ تمہارا خواب ہے۔۔۔تمہاری

آنکھیں چمکتی تھیں اس خواب کو بتاتے ہوئے

۔۔۔تم سمجھتی ہو اس بات کا مطلب۔۔۔ان

شارٹ وہ تمہیں خوش دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔"وہ اسے

بہت پیار سے سمجھا رہا تھا۔۔۔

بائیک اپنی رفتار برقرار رکھے ہوئے تھی مگر اس لڑکی نے پھر ایک لفظ احتجاج میں نہ کہا۔۔۔

وہ کتنی دیر روتی رہی ۔۔۔۔کوئی اندازہ نہیں۔۔۔مگر رومان نے بائیک نہیں روکی۔۔۔پیچھے مڑ کر اسے

نہیں دیکھا۔۔۔۔اسے دل بھر کر رو لینے دیا

آج۔۔۔

وہ دونوں ہاتھ سے بائیک چلا رہا تھا۔۔ آہستہ اہستہ اس نے محسوس کیا۔۔۔کہ بریرہ کا اس کے پیٹ کے گرد ہاتھوں سے باندھا ہوا حصار اب ڈھیلا پڑ رہا ہے۔۔۔

"بریرہ" اس نے ہولے سے آواز دی۔۔۔

"سو گئی؟؟؟" وہ ہنسا تھا۔۔۔ ساتھ ہی بائیک بھی اب آہستہ کرلی تھی۔۔۔

اب وہ الٹے ہاتھ سے اس کے دونوں ہاتھ جو وہ

پیٹ پر باندھے ہوئے تھی انہیں پکڑ کر۔۔۔

سیدھے ہاتھ سے بائیک چلا رہا تھا۔۔۔

اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا اسے اٹھانے کا۔۔۔

کوئی ارادہ نہیں تھا اپنی بائیک روکنے کا۔۔وہ

پرسکون انداز میں اب انجان سڑکوں پر بائیک چلا رہا تھا۔۔۔

جب وہ چھوٹی تھی تو اکثر بائیک پر چہرے پر ہوا لگتے ہی سو جاتی تھی مگر پھر وقت کے ساتھ ساتھ اس کی یہ عادت ختم ہو گئی کیونکہ جو بچپن میں بے فکری تھی وہ بعد میں باقی نہ رہی۔۔۔اور یہ آخری

شرف صرف تابش کو ہی مل سکا تھا کہ اس کے
کندھے پہ سر رکھ کر سوئی ہو۔۔۔مگر آج کہیں
سالوں بعد وہ پھر سے بائیک پر سوئی۔۔۔وہ بھی
بچوں کی طرح بے فکری کی نیند۔۔۔لیکن آج کندھا
تابش کا نہیں تھا۔۔۔کندھا رومان کا تھا۔۔۔

کئی بار الفاظ کی ضرورت نہیں پڑتی۔۔انسان کا
عمل خود بتاتا ہے۔۔۔ وہ بچی نہیں تھی۔۔۔ڈپٹی
کمشنر تھی۔۔۔اس کے باوجود اس کا یوں بے فکری
سے رومان کے کندھے پہ سر رکھ کر سو جانا از خود
گواہ تھا کہ کس قدر اعتبار کا رشتہ ہے اس
سے۔۔۔وہ لڑکا کس قدر خاص ہے اس کے
لیے۔۔۔

جیسے رومان کو لگتا تھا کہ بریرہ اسے خول سے نکال لاتی ہے کھینچ کر۔۔۔ بالکل ویسا ہی آج بریرہ کے ساتھ ہوا تھا۔۔۔ رومان اسے غم، فکر، پریشانی، صدمہ، ذمہ داری ہر چیز سے نکال کے باہر لے آیا تھا۔۔۔

"ہم پہنچ گئے؟؟" اس کی آنکھ کھلی -- تو خود کو بائیک پر بیٹھا پایا--- ایک دو لمحے لگے اس کا دماغ کام کرنے میں--- کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہی ہے---

وہ اپنا سر اس کے کندھے سے ہٹاتے ہوئے پوچھنے لگی---

"ہمیں کہاں پہنچنا تھا؟؟" مقابل کندھے

اچکاتے ہوئے۔۔۔ معصومیت سے استفسار

کرنے لگا۔۔۔

" مطلب ہم اتنی دیر سے وقت ضائع کر رہے ہیں

روڈز پر" وقت کی بڑی پابند لڑکی تھی وہ اور رومان

اس کا ویسے ہی کافی وقت لے چکا تھا۔۔۔اپنی

کلائی پر بندی گھڑی کو دیکھتے ہوئے۔۔۔اس نے

تیزی سے جھنجھلا کر کہا۔۔

"اوو۔۔۔ڈی سی صاحب۔۔۔۔یہ اپنے پرافٹ اور

لاس کی جو تھیوری ہے ناں اسے اپنی جیب میں رکھو

سمجھیں۔۔۔ وقت ضائع کر رہے ہیں" آخری جملہ

وہ زیر لب اس کی نقل اتارتے ہوئے بڑبڑایا۔۔۔

" ہاں تو۔۔۔اسے وقت ضائع کرنا ہی کہتے ہیں

روماں " مانا اس نے بہت آہستگی سے کہا تھا۔۔ وہ

بھی چلتی ہوئی بائیک پر۔۔۔مگر اس کے باوجود بریرہ

کے کانوں تک اس کا جملہ رسائی حاصل کر گیا

تھا۔۔اس لیے وہ اس کے کندھے پر دھب مارتے ہوئے۔۔۔اپنے جملے پر ڈٹ کر بولی۔۔۔

"وقت ضائع کرنا؟؟؟ رئیلی؟؟؟ تمہیں یہ خوبصورت منظر، یہ چلتی ہوئی ہوا، ہمارا ساتھ ہونا، کچھ فیل نہیں ہو رہا؟؟؟...کیا تم زندگی جینا بھی بھول گئی ہو بریرہ؟؟؟" اس کا وہ آخری سوال

جیسے کسی چوٹ کی طرح بریرہ کے دماغ کو جا کر

کلک کیا تھا۔۔۔۔

وہ خاموش ہوگئ تھی بالکل۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"لڑکی ڈھونڈی؟؟" ابھی اس کی آنکھ کھلی ہی تھی
کہ اس کے تکیے کے برابر میں رکھا سیل رنگ ہونے
لگا۔۔۔ وہ سیل کی اسکرین دیکھے بغیر بھی جانتی
تھی۔۔کہ کس کی کال ہوگی اس وقت۔۔۔

بغیر اسے انتظار کرائے۔۔۔اس نے کال پک کی

اور سیل کان سے لگایا۔۔۔

بس کال ریسیو ہونے کی دیر تھی۔۔ دوسری جانب

سے تیزی سے استفسار کیا گیا۔۔۔

" کل لیٹ نائٹ تک تم مجھے اپنے ساتھ روڈز پر آوارہ گردی کراتے رہے ہو۔۔۔ صبح ہوتے ہی اب تمہاری کال آگئی ۔۔۔اس دوران مجھے وقت کہاں سے ملے گا کوئی لڑکی ڈھونڈے گا" وہ جیسے بگڑ کر بولی۔۔۔

"اچھا اچھا اتنا پینک کیوں ہو رہی ہو۔۔۔" مقابل

لاپرواہی سے گویا ہوا

"میں پینک ہو رہی ہوں یا تم بے صبرے ؟؟..."

وہ دو بدو پلٹ سوال میں بولی۔۔۔

"دونوں" دوسری جانب سے ہنستے ہوئے جواب آیا۔۔۔

اسے یوں ہنستے سن۔۔۔ بریرہ نے ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچیں۔۔۔ پھر ایک گہرا سانس لیا۔۔۔ جیسے خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کی ہو۔۔۔

"رومان کوئی کام نہیں ہے تمہارے پاس ؟؟...

جب دیکھو مجھے تنگ کرتے رہتے ہو---" اب وہ

نہایت جھنجھلا کر پوچھ رہی تھی---

کہاں وہ روبوٹ کی طرح کام کرنے والی لڑکی اور

کہاں وہ اس میں احساسات اور جذبات کی ایک نئی

دنیا آباد کر رہا تھا---

"یہی سوال۔۔۔ بالکل یہی سوال میں کئی سالوں سے پوچھنا چاہتا ہوں تم سے۔۔۔ کوئی کام نہیں ہے تمہارے پاس؟؟.."

"کیا؟؟؟؟"بریرہ الجھی۔۔۔

"جب دیکھو مجھے تنگ کرتی رہتی ہو۔۔۔"

"میں؟؟"

"جی میڈم آپ۔۔۔ پہلے تو چلو صرف خوابوں تک محدود تھا معاملہ۔۔مگر اب تو تم گاڑی میں بھی آجاتی ہو۔۔کلب میں آجاتی ہو۔۔۔ پرائیویٹ پارٹیز

میں آجاتی ہو۔۔۔ میرے کمرے میں آجاتی ہو حتی

کے میرے بیڈ تک پر۔۔۔ کوئی کام دھندا نہیں

ہے تمہارے پاس؟؟؟..." وہ خاصہ جھنجھلا کر

کہہ رہا تھا آخری جملہ۔۔۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟؟"

"تمہیں جو بات بکواس لگ رہی ہے نا ۔۔۔وہ میری زندگی کی حقیقت ہے بریرہ حسن "رومان نہایت سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

" کچھ بھی مت بولو۔۔۔میں کیسے آ سکتی ہوں ؟؟ "اس لڑکی کے لہجے میں ابھی بھی نا سمجھی تھی

"تم گئی کب ہو؟؟؟----" دو بدو گمبھیر لہجے

میں استفسار کیا---

وہ سوال نہیں تھا----وہ تو جتا رہا تھا کہ تم کبھی

میری زندگی سے گئی ہی نہیں ہو بریرہ حسن کیونکہ

آنے کا سوال تب اٹھتا ہے---جب کوئی بندہ

جائے---جو گیا ہی نہیں---اس کے بارے میں کیا کہیے---

"تمہیں شاید اندازہ بھی نہیں... تم وہ بلا ہو جو پورے چوبیس گھنٹے میرے ذہن کے کسی نہ کسی کونے میں بیٹھی رہتی ہے--- میں آنکھ کھولتا ہوں تو سب سے پہلے تمہارا چہرہ ابھرتا ہے... میں نوالہ اٹھاتا ہوں

تو یوں لگتا ہے جیسے تم میرے برابر

بیٹھی۔۔ مسکراتے ہوئے مجھے دیکھ رہی ہو۔ میں

شوٹ میں مصروف ہوں تو ہجوم اور روشنیوں کے

بیچ بس تم ہی تم دکھائی دیتی ہو۔۔۔ محفلوں میں،

لوگوں کے شور میں، لڑکیوں کی بھیڑ میں۔۔۔ تم

ہمیشہ سب سے الگ، سب سے نمایاں نظر آتی

ہو۔۔۔

رات کو جب تھکن سے آنکھیں بند کرتا ہوں... تو تم

خاموشی سے میرے بیڈ کے دوسرے کنارے پر

لیٹی ہوتی ہو--- جیسے تم کبھی گئی ہی نہ ہو---

میں تھک گیا ہوں--- خود سے، تم سے، قسمت

سے--- سب سے یہ کہتے کہتے کہ خدارا نکل جاؤ

میرے دماغ سے...

مگر تم ہو کہ جاتی ہی نہیں---

ایک ضدی خیال کی طرح۔۔۔

ایک لگی ہوئی لَت کی طرح۔۔۔

ایک نہ مٹنے والی سزا کی طرح...

تم میرے اندر رہتی ہو۔۔۔۔ "کیا کچھ نہیں تھا

اس لڑکا کے لہجے میں۔۔۔ کرب، بے بسی، غصہ،

جھنجھلاہٹ، دکھ، تھکان۔۔۔ اور سب سے بڑھ کر

محبت۔۔۔ والہانہ محبت۔۔۔

کوئی پتھر بھی ہو۔۔۔تو محسوس کرلئے۔۔۔ وہ کیسے نہ کرتی؟؟۔۔

اس لڑکی نے اپنے دل کو اس کے ادا کیے ہوئے جملوں کے ساتھ دھڑکتا ہوا پایا۔۔۔

"" ہیلو۔۔ ہیلو۔۔۔ کال کیوں کٹ کر دی اچانک؟؟؟" بریرہ نے کال اچانک ہی ڈسکنیکٹ کر دی تھی۔۔ اس کے بعد وہ مسلسل کالز کرتا رہا مگر اس نے ریسیو نہ کی۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

پورے دن اس نے رومان کی کالز کو دانستہ طور پر ریسیو نہیں کیا تھا۔۔۔

اسے لگا وہ خود ہی تھک کر اسے تنگ کرنا چھوڑ دے گا۔۔۔۔

"تم ؟؟"وہ تھکی ہاری اپنے گھر میں داخل ہوئی تھی جب اچانک سامنے سے دو سن فلاور لیے ایک خوبصورت نوجوان اس کے سامنے نمودار ہوا۔۔۔ جسے دیکھ وہ چونکی۔۔۔

"جی بالکل میں۔۔۔ آپ کو کیا لگا تھا ڈی سی صاحبہ۔۔۔ آپ کال ریسیو نہیں کریں گی تو میں پیچھے ہٹ جاؤں گا؟؟؟.."

"نہیں۔۔ ایسا تو کچھ بھی نہیں ہے۔۔میں بہت بیزی تھی نا۔۔۔اس لیے پتہ ہی نہیں چلا تمھاری

کالز کا... کیا تم نے کی تھی آج؟؟" وہ انجان لہجے میں استفسار کرنے لگی---

"تم تو جھوٹ بولنا بھی سیکھ گئی ہو یار--- واو---"

وہ اسمارٹ مسکراہٹ ہونٹوں کے کنارے سجائے کہہ رہا تھا---

"میں جھوٹ نہیں بول رہی "اس نے اپنی بات پہ زور دیا۔۔۔

وہ میں نہ مانو بنی ہوئی تھی ۔۔۔ یہی دیکھ مقابل نے بے بسی سے گہرا سانس لیا۔۔۔۔ اورلگلے ہی پل اس کے ہاتھ سے سیل جھپٹنے والے انداز میں چھینا۔۔۔

" مجھ سے پہلے اور میرے بعد آنے والی ساری کالز ریسیو ہوئی ہیں۔۔۔۔ اور صرف میری ہی کالز کا پتہ نہیں چلا۔۔۔ مگر ڈی سی صاحبہ آپ جھوٹ نہیں بول رہیں۔۔۔ میں اس بات پہ یقین رکھتا ہوں۔۔۔ یہ موبائل ہی جھوٹا ہے۔۔

کمینہ کہیں کا۔۔۔" وہ بریرہ کی کال لسٹ کو بغور سے دیکھتے ہوئے یہ سب کہہ رہا تھا۔۔ اور آخری جملہ بولتے ہی اس نے شرارت سے سر جھٹکا اور ہلکا سا مسکرایا۔۔۔ایسی مسکراہٹ جیسے کسی کی چوری پکڑلی ہو۔۔کسی کی گھبراہٹ کو صاف پڑھ لیا ہو۔

بریرہ کے دل کی دھڑکن ایک پل کو رک سی گئی۔اسے لگا جیسے وہ واقعی رنگے ہاتھوں دھرلی گئی ہو۔۔ اوراس احساس نے اس کے گالوں پر ہلکی سی آگ جلادی تھی۔۔۔ ایک ایسی لالی جو چھپائے نہ چھپے۔۔۔

"فلحال۔۔ میں آپ کو یہ دینے آیا تھا" خاصہ
محظوظ ہوا تھا وہ اس کے گالوں کو لال ہوتا
دیکھ۔۔۔ ساتھ ہی اپنے ہاتھوں میں پکڑے وہ دو
سن فلاور اس نے بریرہ کی جانب بڑھائے تھے۔۔۔
جسے دیکھ۔۔۔وہ لمحہ بھر کے لیے مبہوت ہوئی۔۔۔

♡ ♡ ♡ ♡ ♡

"یہ تمہارے لیے ہیں۔۔۔لو نا" وہ بس ان پھولوں کو دیکھے چلی جا رہی تھی ہاتھ آگے نہ بڑھایا۔۔۔جس کے سبب رومان نے خود اس کے ہاتھوں میں پکڑا دیے۔۔۔

"تمھیں داسن فلاور تھیوری پتہ ہے۔۔۔"

کہنے کو یہ جملہ رومان نے ادا کیا لیکن اس لڑکی کی آنکھوں کے سامنے لمحہ بھر میں اس کا شوہر آ کے کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔

"کہتے ہیں جب کسی کو سن فلاور دو۔۔۔ تو ہمیشہ دو دینے چاہیے۔۔۔ کیونکہ جب دھوپ ہوتی ہے تو یہ روشنی کی طرف رخ کرتے ہیں لیکن جب رات

ہوتی ہے۔۔۔ تو یہ ایک دوسرے کی طرف منہ کر

لیتے ہیں۔۔۔ گویا وہ ایک دوسرے میں روشنی

ڈھونڈتے ہیں۔۔۔۔ تو جب تم کسی کو سن فلاور

دیتے ہو۔۔ تو اصل میں تم کہتے ہو۔۔۔ کے

اندھیرے میں بھی تم ہی میری روشنی ہو۔۔

خوبصورت لگتا ہے نا۔۔۔۔ یہ وہ محبت ہے جو

آسمان پر اندھیرا ہونے سے کبھی کم نہیں

ہوتی۔۔۔ جو کانسٹنٹ سن شائن کی محتاج نہیں

ہوتی ۔۔۔ جو ایک دوسرے کو چننے خاموش کمروں

میں، عام صبحوں میں، ان طوفانوں میں جو رکتے ہی

نہیں، یہ یقین کہ جب دنیا ٹھنڈی لگتی ہے تم ان

کی آنکھوں میں گرماہٹ پاؤ گے۔۔۔ جب زندگی

بھاری لگتی ہے تم ان کا ہاتھ پکڑنے سے پہلے سوچو

گے بھی نہیں۔۔۔ کیونکہ اصلی محبت روشنی کا

پیچھا کرنا نہیں ہوتی۔۔ اصلی محبت تو ایک دوسرے

کی روشنی بن جانا ہوتی ہے۔۔۔" وہ حسین نوجوان

بولتا چلا جا رہا تھا اور بریرہ یادوں کے دریا میں غوطہ

زن ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

وہ سمندر کی لہریں۔۔۔

وہ ہاتھوں میں سن فلاور کا ہونا۔۔۔

تابش کا بڑے پیار سے اس کے بالوں کو کان کے پیچھے کرنا۔۔۔

ٹھنڈی ہوا کا ان کے چہروں کو چھونا۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے اسے یہ تھیوری بتا رہا تھا۔۔۔

اور بریرہ ڈھلتے ہوئے سورج کی روشنی میں اس کا

چہرہ دیکھتے ہوئے۔۔۔ اپنی قسمت پر رشک کر رہی تھی۔۔۔

یہ صرف سن فلاور تو نہ تھے یہ اس لڑکی کی زندگی کی ایک بہت خوبصورت یاد تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں جھلملاٹ اور ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر آئی۔۔۔

وہ جھنجھلاہٹ جو پہلے آشکار تھی وہ مکمل غائب ہو چکی تھی ان سیاہ آنکھوں سے۔۔۔اور ان کی جگہ نرمی نے لے لی تھی۔۔۔

"کیا ہوا ؟؟؟۔۔۔ایسے کیوں دیکھ رہی ہو ؟؟۔۔۔میں نے کچھ غلط کہا کیا ؟؟" اس کے سوال پر وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

رومان اور تابش دونوں کے ساتھ اس نے کافی وقت گزارا ہے ماضی میں اور دونوں کے کردار، شخصیت، جینے کا انداز سب بہت مختلف تھا

---زمین آسمان کا فرق ہو جیسے---پھر اچانک وہ دونوں کیوں اتنا ملنے لگے تھے؟؟...کیوں رومان میں تابش کی جھلک نظر آنے لگی تھی؟؟؟...

"تم --- تم بدلنے کی کوشش کیوں کر رہے ہو خود کو؟؟؟"اس نے اچانک سوال کیا---آواز بھرائی ہوئی تھی---

" کیونکہ میں جانتا ہوں -- میں تمہارا دوست ہوں

صرف --- تم مجھ سے عشق نہیں کر سکتیں --- تو

جس سے تم نے عشق کیا --- میں چاہتا ہوں میں

ویسا بن جاؤں --- کہ شاید تمہیں مجھ سے بھی عشق

ہو جائے --- بدلنا تو ہے --- میں بدل جاؤں

گا --- تم جیسا چاہو گی میں ویسا بن جاؤں گا ---

"آنکھوں میں نمی ہونٹوں پہ مسکراہٹ اور لفظوں میں بلا کی محبت لیے۔۔۔وہ جب اپنی بات کہہ رہا تھا تو بریرہ کو لگا ہر لفظ اس کے دل پہ جا کے لگ رہا ہو ڈائریکٹ۔۔۔

خبر ہی نہ ہوئی کب آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔

"رو کیوں رہی ہو؟؟" اسے روتا دیکھ۔۔۔ وہ فورا ہی اس کے آنسو اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتے ہوئے۔۔۔فکر مند لہجے میں پوچھنے لگا۔۔۔

"رومان۔۔۔یہ سب مت کرو۔۔۔میں تمہیں وہ محبت واقعی نہیں کر سکتی جیسی تم مجھ سے چاہتے

ہو---"وہ بے بسی کے عالم میں کہہ رہی

تھی---

محبت پہ انسان کا اختیار نہیں ہوتا---

وہ نہیں چاہتی تھی رومان تکلیف اٹھائے اس کی جانب سے۔۔۔بار بار ریجیکٹ کرنے کا حوصلہ اس میں بھی نہیں تھا۔۔۔۔

"یاد ہے تم نے مجھ سے کہا تھا۔۔۔ زندگی میں ایک انسان کو تین بار محبت ہوتی ہے۔۔۔" بریرہ اسے

حیرت سے دیکھنے لگی۔۔۔ اسے یہ بات آج تک یاد تھی۔۔۔

"زندگی میں محبت تین بار ہوتی ہے" (Three Times Love Theory) ۔۔۔

1. 💘 پہلی محبت — Innocent Love / Fairy-tale Love

یہ محبت عموماً کم عمری یا نوجوانی میں ہوتی ہے۔

بہت معصوم، بے خوف اور جذباتی ہوتی ہے۔

انسان ہر چیز کو سچ اور ہمیشہ کے لیے مان لیتا

ہے۔

اکثر یہ تجربہ سکھانے کے لیے ہوتا ہے کہ محبت

کتنی خوشی بھی دے سکتی ہے اور تکلیف بھی۔

یہ ہمیں "محبت کی دنیا" سے متعارف کرواتی

ہے۔

Painful Love 💔 2. دوسری محبت —

/ Lesson Love

یہ محبت زیادہ گہری، شدید اور اکثر دکھ دینے والی ہوتی ہے۔

اس میں جھوٹ، ٹوٹنے کا خوف، انا، غلط فیصلے یا غلط رشتہ شامل ہو سکتا ہے۔

یہ محبت انسان کو سب سے بڑا سبق دیتی ہے: کون ہمیں چاہتا ہے، کون استعمال کرتا ہے، ہماری حدود کیا ہیں؟

اس محبت کے ذریعے انسان خود کو سمجھتا ہے۔

3. تیسری محبت — ♡ Unexpected & Real Love

یہ محبت اکثر بغیر توقع، بغیر منصوبہ بندی کے زندگی میں آتی ہے۔

نہ ڈرامہ ہوتا ہے، نہ زبردستی — صرف سکون،
سمجھ، اور حقیقت۔

یہ وہ محبت ہوتی ہے جو انسان کے ساتھ بڑھتی
ہے، اس کے وجود کو سپورٹ کرتی ہے۔

اکثر یہی محبت زندگی میں چلتی ہے----

"تمہیں پتہ ہے جب یہ تین بار محبت ہونے والی

بات تم نے مجھے بتائی تھی۔۔۔اور پھر یہ بھی بتایا

تھا کہ تمہارا کوئی بوائے فرینڈ نہیں ہے۔۔تو میں

تب سے چاہت رکھنے لگا کہ تمہاری ان تینوں محبتوں

کا واحد حقدار میں بن جاؤں۔۔۔بس ایک لالچ

تھا۔۔۔لیکن نہ تو میں تمہاری پہلی بن سکا نہ

دوسری ۔۔۔ لیکن تیسری ۔۔آج بھی بننے کی

خواہش رکھتا ہوں ۔۔۔ مزے دار بات پتہ ہے کیا

ہے ۔۔۔ میری ان تینوں محبت کی واحد ملکہ تم ہی

ہو ۔۔میں تم سے ویسے ہی محبت کرتا

ہوں ۔۔۔ جیسے چاہتا تھا تم مجھ سے کرو ۔۔"اس

لڑکے کے الفاظ جیسے دل کو چھو رہے ہوں ۔۔۔

اس نے اپنے جسم کے روئیں روئیں کو کھڑا ہوتا محسوس کیا۔۔۔

"کیا بریرہ حسن ۔۔۔ رومان احسن شیخ کو ایک موقع دے گی؟" ابھی وہ اس کے جملوں کے سحر سے باہر کہاں نکلی تھی جب اس نے دیکھا کہ رومان گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھا۔۔۔

"رومان۔۔۔ ایسا مت کرو۔۔۔پلیز اٹھو۔۔۔" گھر کے سارے ملازم اب یہ منظر حیرت و بے یقینی سے دیکھ رہے تھے۔۔

وہ تیزی سے بولی۔۔۔ اس کے لہجے میں التجا تھی۔۔۔۔

"میں نہیں اٹھوں گا بریرہ۔۔۔جب تک میری

دلہن ہاں نہیں کرتی۔۔۔"اس نے نرمی سے کہتے

ہوئے۔۔۔ اپنا ہاتھ اس کے آگے بڑھایا تھا۔۔۔

"رومان بچوں کی طرح ضد مت کرو۔۔۔"

"پلیز میرا ہاتھ تھام لو۔۔۔"

"رومان۔۔۔ اس طرح فیصلے نہیں کیے جاتے"

"اسی طرح کیے جاتے ہیں تم ایک بار ہمت کر کے ہاں کرو تو صحیح"

"رومان۔۔۔ تمہیں دنیا کی ہزاروں خوبصورت لڑکیاں

مل سکتی ہیں۔۔۔ پھر" ابھی وہ بول ہی رہی تھی

کہ مقابل تیزی سے اس کی بات کاٹتے ہوئے" وہ

ہزاروں خوبصورت لڑکیاں میرے لیے بریرہ حسن

نہیں ہو سکتیں۔۔۔ کوئی نہیں ہو سکتا۔۔"

وہ لڑکا تو کسی صورت پیچھے ہٹنے کے لیے تیار ہی نہ تھا۔۔۔

"میں نہیں کر سکتی۔۔۔ تم کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔۔ میرے دل میں تمہارے لیے کوئی فیلنگس نہیں ہیں۔۔۔"

"مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ تم دوستی نبھالینا۔۔۔

محبت میں کر لوں گا۔۔۔۔" کتنی سادگی سے اس

لڑکے نے کہہ دیا تھا کہ تم صرف دوست بن کے

رہ لینا محبت کا خاطہ پورا میرا۔۔۔

"اب پلیز جلدی ہاتھ تھامو۔۔۔ گھٹنوں میں درد ہو رہا ہے میرے۔۔"اس کے کہتے ہی مقابل ہلکا سہ مسکرائی۔۔۔

"میں بیوہ ہوں" جتاتے ہوئے بولی۔۔۔ کہ اب بھی وقت ہے پیچھے ہٹ جاؤ

"مجھے فرق نہیں پڑتا"

"میں کراچی چھوڑ کر نہیں جاؤں گی"

"میں کراچی میں ہی گھر لے لوں گا" ہر پرابلم کا سولوشن جیسے زبان پر پہلے ہی موجود تھا

"میں وزن کم نہیں کروں گی۔۔۔ سوچ لو" اس کا

یہ کہنا تھا۔۔۔ کہ رومان کے چہرے پر بڑی سی

مسکراہٹ بکھری

"میں باڈی بنا چکا ہوں۔۔۔ ٹینشن نہ لو" وہ اپنی

بات کہتا۔۔۔ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے چکا

تھا۔۔۔ اور اس نے دیکھا کہ بریرہ نے چھڑوانے کی

کوشش بھی نہ کی تھی۔۔۔ ہلکی سی بھی نہیں۔۔۔

"تم پر مرتا ہوں۔۔۔۔ میں سچ کہتا ہوں۔۔۔

مانگ کے دیکھ لو مجھ سے جان۔۔۔ سنو ناں سنو

ناں۔۔۔۔ سن لو ناں۔۔۔۔ ہم سفر مجھ ہی کو چن

لو ناں۔۔۔۔" اس کا ہاتھ پکڑتے ہی۔۔ رومان نے

اب گانا گاتے ہوئے۔۔ اس کے ہاتھ میں

انگوٹھی پہنائی تھی۔۔

"میں نے ہاں نہیں کہا تھا" جسے دیکھ۔۔۔وہ لمحہ

بھر کے لیے شاکڈ ہوئی اور پھر عجلت سے احتجاجا

بولی۔۔۔

"مگر تم نے نہ بھی نہیں کہا" وہ ایک آنکھ ونگ کرتے ہوئے۔۔۔ شرارت سے گویا ہوا تھا۔۔۔

ابھی وہ مزید کچھ کہتی اس سے پہلے ہی ارد گرد کے سارے ملازمین خوب تالیاں بجانے لگے۔۔۔ ساتھ ہی اس کے اوپر پھولوں کی برسات ہونے لگی تھی۔۔ جس پر وہ چونک کر اوپر کی جانب دیکھنے

لگی۔۔۔ مزید حیرانگی تب بڑھی۔۔۔ جب اس نے

اوپر اپنی ساس اور سسر کو ریلنگ کے پاس کھڑے

دیکھا۔۔۔ ان دونوں کے چہرے پر ایک مطمئن

بھری مسکراہٹ تھی۔۔۔ وہ خوش نظر آرہے

تھے۔۔۔

اور کیونکر وہ خوش نہ ہوتے--- بریرہ ان کی بہو

نہیں تھی ---بیٹی جیسی تھی ---جسے وہ اپنی زندگی

میں ہی اس کے گھر کا کر جانا چاہتے تھے---

"چلو تم بھی جلدی سے انگوٹھی پہنا دو اب---

تاکہ منگنی کی رسم پوری ہو جائے---" وہ دوسری

انگوٹھی اس کے آگے بڑھاتے ہوئے۔۔۔ بڑی

محبت سے گویا ہوا۔۔۔

"بیٹا پہنا دو۔۔۔ "اس کے ساس سسر اب نیچے

اتر کر آچکے تھے۔۔۔۔

سمیرا بیگم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے

کہا۔۔۔

اپنے ساس سسر اور سارے ملازمین کی موجودگی

میں اس نے رومان کے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا دی

تھی۔۔۔

بس انگوٹھی کی رسم کا ادا ہونا تھا کہ رومان تیزی سے اٹھا۔۔۔ اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا۔۔۔ لگا جیسے وہ ساتویں آسمان پر ہو آج۔۔۔

ارشد صاحب کے گلے لگا۔۔۔ تو اس کی آنکھوں میں آنسو جھلک آئے۔۔۔ خوشی کے مارے دل جو بھر آیا تھا اس کا۔۔۔ جسے دیکھ سب حیران

ہوئے۔۔۔اس کے پاس کوئی اپنا نہیں تھا اپنی خوشی شیئر کرنے کے لیے۔۔۔یہی لوگ اس کے اپنے تھے۔۔۔۔جنہوں نے اسے اس کی سالوں پرانی محبت سے ملوایا تھا۔۔۔

"میں شادی جلدی چاہتا ہوں انکل" ارشد صاحب اس کا کندھا تھپک کر حوصلہ دے رہے تھے۔۔۔

جب وہ اپنے آنسو صاف کر۔۔۔ان کے گلے سے ہٹ کر۔۔۔ مسکراتے ہوئے ڈیمانڈنگ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

" بولو۔۔۔تو کل ہی کردیں نکاح ؟؟" سمیرا بیگم نے اسے چھیڑا تھا۔۔۔

"نہ نہ--- مجھے اس لڑکی پہ ذرا اعتبار

نہیں----نکاح آج ہی کردیں آپ --- رخصتی

بھلے کل دے دیجئے گا--- رات میں ڈیرا پھر میں

یہیں ڈال لوں گا--- اس کے کمرے کے باہر"

اس کی بات سنتے ہی سب خوب ہنسے تھے---

جب کہ وہ سیریس تھا---

اس لڑکے کا بے صبرا پن و بے قراری----ہر

چیز اس کی والہانہ محبت کا پتہ دیتی معلوم ہورہی

تھی سب کو----

♡*Husny Kanwal*♡

"ماما اگر کسی سے گناہ ہو جائے تو پھر اس کی معافی نہیں ملتی ؟؟"ثمرہ کے اچانک سوال پر ---وہ چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگی---

"دنیا میں ایسا کوئی گناہ نہیں سوائے شرک کے جس کی معافی خدا نے نہ رکھی ہو---اگر بندہ اللہ سے سچے دل سے توبہ کر لے---تو معافی ضرور ملتی

ہے۔۔۔مگر آپ یہ سوال کیوں کر رہی ہو؟؟"

اب وہ تجسس سے استفسار کر رہی تھی۔۔۔۔

"کیونکہ رافع ماموں بہت رو رہے تھے۔۔۔ مجھے بہت دکھ ہوا۔۔۔"

"ہاں تو ایسے کام کیے ہی کیوں ۔۔ جو رونا پڑ رہا ہے" در نجف کچن میں پانی لینے آیا تھا جب اس کے کان میں ثمرہ کی بات پڑی اور وہ بولے بغیر رہ نہ سکا۔۔۔۔۔۔

"میرا مطلب... ہو جاتا ہے انسان سے گناہ۔۔۔ انسان ہے فرشتہ تھوڑی۔۔۔" ابھی وہ بول کے

خاموش بھی نہ ہوا تھا۔۔۔ کہ اگلے ہی پل اسے خود
پر عائشہ کی چبھتی ہوئی نگاہیں محسوس ہوئیں۔۔۔
جس پر وہ زبان دانتوں میں دباتا ۔۔۔اب بات
بنانے کی کوشش کرتا دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

"میں تو ویسے بھی پانی پینے آیا تھا۔۔۔آپ دونوں
کنٹینیو کرو۔۔۔ میں باہر بیٹھتا ہوں۔۔۔" عائشہ کی

گھورتی ہوئی نظریں دیکھ۔۔۔اس نے وہاں سے
بھاگنے میں ہی اب عافیت جانی۔۔

ویسے بھی ان کے درمیان تھوڑی لڑائی چل رہی
تھی۔۔۔ لڑائی بھی کیا کہیے۔۔۔ بس خفگی تھی
محترمہ کی جانب سے۔۔۔ جانشیر کی منگنی کے
ایونٹ کے بعد وہ اپنے گھر جانا چاہتی تھی رہنے۔۔۔

مگر در نجف نے جانے نہ دیا۔۔۔ صرف ثمرہ کو بھیجا۔۔۔اسے تو اپنے ساتھ ہی واپس لے آیا۔۔۔

اس کے وہاں سے جاتے ہی عائشہ نے اپنا سر جھٹکا ۔۔۔ اور واپس لکڑی کے چمچے سے سالن چلانے لگی۔۔۔

"ہاں تو کیا بتا رہی تھی تم ---رافع کیوں رو رہا

تھا؟؟" عائشہ نے اب دوبارہ موضوع کو کنٹینیو

کیا---

"انھوں نے علشبہ آنی کو تنگ کیا تھا--- اس

لیے علشبہ آنی اب ان سے شادی نہیں کرنا

چاہتیں---"ثمرہ بہت اداس لہجے میں بتا رہی تھی

--آخر اس کے مامو کا دل ٹوٹا ہوا تھا---وہ دیکھ کر آئی تھی---وہ کتنا رو رہا ہے بیچارا---

اسے بہت اٹیچمنٹ تھی رافع سے ----

جب عائشہ سے اس کی بیوٹی چھینی تھی تو صرف ایک ماں سے اس کی اولاد نہیں چھینی گئی تھی

ایک نانی و نانا سے نواسی چھین گئی تھی۔۔۔ایک ماموں و خالا سے ان کی بھانجی چھین گئی تھی۔۔۔

اسی لیے ثمرہ سے سب بہت محبت کرتے تھے۔۔۔ سب کے لیے وہ ایسی ہی تھی جیسے عائشہ کی سگی بیٹی۔۔۔

رافع اور ثمرہ کا باؤنڈ بہت الگ تھا ایک طرف جہاں

وہ ماموں بھانجی کتے بلی کی طرح چھوٹی چھوٹی چیزوں

پر لڑتے ہوئے نظر آتے تھے وہیں دوسری جانب

پیار بھی سب سے زیادہ ایک دوسرے سے ہی

کرتے تھے---

کہ ایسا ممکن ہی نہیں ہوتا تھا کہ رافع کوئی چیز لے

کر آئے اور اس میں ثمرہ کا حصہ نہ رکھے۔۔۔

ثمرہ کی بات سنتے ہی عائشہ کے کان کھڑے ہوئے

تھے۔۔۔"تو علشبہ جھوٹ نہیں بول رہی تھی"وہ

زیر لب بڑبڑاتی۔۔۔منہ پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔۔

حیرت، بے یقینی و دکھ نے جیسے اسے گھیر لیا ہو۔۔۔

اس رات کسی نے بھی علشبہ کی بات پر یقین نہیں کیا تھا۔۔ جن میں سے ایک وہ بھی تھی اور اب اسے شدید پچھتاوا ہو رہا تھا۔۔۔۔

ہمارے یہاں عورت کی ہی غلطی ہوتی ہے---

طلاق ہوگی ؟؟ اسی نے گھر نہیں بسایا ہوگا-- مارا

پیٹا گیا؟؟...اسی نے زبان چلائی ہوگی ریپ ہوا

؟؟...اسی نے غلط کپڑے پہنے ہوں گے---

لڑکے نے مس بیہیو کیا؟؟..اسی نے غلط سگنل

دیا ہوگا---

المیہ تو یہ ہے کہ مرد تو کجا۔۔۔ عورت ، عورت پہ
اعتبار نہیں کرتی۔۔۔اس رات علشبہ چیختی رہی
لیکن کوئی عورت ایسی نہیں تھی جو اس کے حق
میں آگے آئی ہو۔۔۔ عائشہ بھی نہیں جبکہ وہ خود یہ
سب بھگت کر آئی تھی۔۔۔ کہ جب اسے مارا پیٹا
گیا تھا تو رشتہ دار یہ نہیں کہہ رہے تھے کہ اس

لڑکے نے غلط کیا۔۔رشتہ دار کہہ رہے تھے کہ
اس لڑکی نے ہی زبان چلائی ہوگی ۔۔۔

ایسا کیوں ہے کہ ہم پہ ہو رہا ہے ظلم ۔۔۔تو ہم
چاہتے ہیں کہ لوگ اس ظلم کے خلاف آواز
اٹھائیں ۔۔۔مگر ہمارے ہی سامنے کسی اور پر ہو
رہا ہے تو ہم خود خاموش تماشائی بن جاتے ہیں۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

وہ گہری نیند میں تھا جب اس کا سیل رنگ ہوا۔۔۔

نیند میں ہی اس نے سیل اٹھا کر اسکرین دیکھی۔۔۔ بلڈوزر کالنگ جب اسکرین پر چمکتا ہوا

نظر آیا تو اس نے فوری کال ریسیو کی اور سیل کان

سے لگایا۔۔۔

"ہیلو۔۔ خیریت ہے ؟؟" کیونکہ کافی رات کو

کال آئی تھی اس لیے وہ فکر مند لہجے میں استفسار

کر رہا تھا۔۔۔

"نہیں ہے یار۔۔۔" دوسری جانب سے اس کی روندی سی آواز آئی۔۔۔

"کہاں ہو تم؟؟... کیا ہوا ہے؟؟" وہ تیزی سے اپنے بستر سے اترتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔۔

وہ پریشان ہو گیا تھا بہت۔۔۔

"اپنے کمرے میں ---پنگا ہو گیا ہے یار---"

"پنگا؟؟...کیسا پنگا؟؟؟..."اس نے بائیک کی

چابی عجلت سے اپنی جیب میں ڈالی تھی---

"میں تجھے تب بتاؤں گی۔۔۔جب تو صرف دوست بن کر سنے گا۔۔۔ محبت کو بیچ میں نہیں لائے گا۔۔۔"اس کی یہ بات سنتے ہی وہ لڑکا جس کے قدم اب بس کمرے سے باہر نکلنے کو تھے یک دم رکے۔۔۔

"اوکے۔۔۔ کوشش کرتا ہوں۔۔۔"

"میں۔۔۔ میں تابش کو دھوکا نہیں دینا

چاہتی۔۔۔مگر میں رومان کا دل بھی نہیں توڑ

سکتی۔۔۔ مجھ سے نہیں ہوتا بار بار انکار۔۔۔ وہ تو

اب انگوٹھی پہنا کر بھی چلا گیا ہے"

"روමان کو ہاں کرنا۔۔۔تابش کو دھوکہ دینا کیسے

ہوا؟؟؟" وہ الجھ کر استفسار کرنے لگا۔۔۔ساتھ

ہی وہ واپس آ کر بیڈ پر بیٹھا۔۔۔اسے سمجھ آگیا تھا

پریشانی فزیکلی نہیں ہے۔۔۔ایموشنلی ہے۔۔۔

" تم نے بتایا تھا نا۔۔ہمارے مرحومین کو ہماری

خبریں پہنچتی ہیں۔۔۔اسے کیا خبر ملے گی۔۔کہ

میں نے اسے بھول کر رومان سے شادی کر

لی۔۔۔ میں جو زندگی بھر اس کے ساتھ رہنے کی

قسمیں کھاتی تھی اس کے جانے کے بعد پانچ سال

بھی انتظار میں نہ بیٹھ سکی ۔۔۔۔ پھر اس کے

والدین ۔۔۔ وہ میرے بارے میں کیا سوچیں

گے۔۔۔" وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔اسے لگ رہا

تھا جیسے وہ کوئی گناہ کرنے جا رہی ہے--- جیسے
وہ تابش کو دھوکہ دے رہی ہے۔

"تم بہت غلط نظریے سے سوچ رہی ہو بریرہ---
تم خود کو اس کی جگہ رکھ کر سوچو---کیا تم اپنے
مرنے کے بعد چاہتیں---کے تابش زندگی بھر

صرف تمہارے لیے ہی روتا رہے۔ زندگی کی جانب

واپس نہ لوٹے۔۔۔"

"اگر میں ایسا کرتی ہوں تو یہ پھر محبت تو نہ

ہوئی۔۔۔یہ تو پھر خود غرضی ہوئی۔۔"اس نے

جب اس پوری سچویشن میں خود کو تابش کی جگہ

رکھا۔۔ تو وہ از خود اقرار کرنے لگی ۔۔۔کہ وہ کبھی

نہیں چاہتی۔۔کہ تابش اس کے لیے زندگی بھر بیٹھ

کر روتا رہے۔۔۔چونکہ اپنے بعد کسی کو روتا ہوا

دیکھنے کی چاہت محبت نہیں ہو سکتی۔۔۔یہ تو

صرف خود غرضی ہے۔۔۔

"بالکل۔۔۔یہی میں تمہیں سمجھانا چاہتا ہوں" وہ

مطمئن لہجے میں گویا ہوا۔۔۔"میں یہ بات کبھی

بھی ڈی سی صاحبہ کو نہیں بتاتا۔۔۔ لیکن اپنی

دوست کو بتا رہا ہوں۔۔کہ وہ ایکٹر خود ہی آکر نہیں

بیٹھ گیا اس کی زندگی میں دوبارہ۔۔۔۔اسے لایا گیا

ہے ۔۔۔اور اسے لانے والا پتہ ہے کون ہے "

اس نے سوال چھوڑا تھا۔۔۔

"کون؟؟" وہ تجسس سے استفسار کرنے لگی۔۔

"تابش۔۔۔تابش نے بلایا ہے اسے۔۔۔ وہ اپنی ماں کو اس ایکٹر کا نمبر دے کر گیا تھا۔۔۔ اس کی ماں نے ہی اسے کانٹیکٹ کر کے بلایا ہے۔۔۔

"یہ سنتے ہی۔۔۔ بریرہ کی آنکھوں سے جھر جھر موتی بہنے لگے تھے ۔۔۔لیکن لب،لب خاموش تھے ۔۔۔تو اس کے شوہر کی آخری خواہش ہی یہی تھی

کہ وہ شادی کر لے----ورنہ وہ رومان کا نمبر

کبھی دے کر نہ جاتا---

"تابش بہت محبت کرتا تھا تم سے--- اس لیے وہ

تمہارے لیے ایسے شخص کو چھوڑ کر گیا ہے جو اس

کے نزدیک تمہیں اتنی ہی محبت کر سکتا ہے جتنی وہ

کرتا تھا--- اس لیے اپنی ساری نیگٹو سوچوں کو ایک

سائیڈ کرو۔۔۔ اور سکون سے سو جاؤ۔۔۔ کل نکاح میں ملاقات ہوتی ہے۔۔۔ انشاءاللہ۔۔۔" اپنی بات کہنے کے بعد اب وہ انتظار کر رہا تھا۔۔۔ کے اس کی جانب سے بھی (انشاءاللہ) سنے۔۔۔

مگر کوئی جواب آیا ہی نہیں۔۔۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ بیڈ پر واپس لیٹ گیا۔۔۔ سیل بھی کان سے

لگا ہوا تھا۔۔۔دوسری جانب خاموشی ضرور تھی

لیکن سانسوں کی مدھم چلتی ہوئی آواز اس کے

کانوں تک رسائی حاصل کر رہی تھی۔۔۔

"یہ آخری رات ہے۔۔کل سے آپ مسز رومان

ہونگی" کافی لمبی خاموشی کے بعد۔۔۔بریرہ نے

رومان کو کہتے سنا۔۔

"انشاءاللہ" وہ نہیں جانتی کیوں ---لیکن اس کا دل چاہا تھا کہنے کا---

فقط ایک لفظی جواب تھا وہ لیکن رومان کے چہرے پر بڑی سی مسکراہٹ بکھیر لایا--

"انشاءاللہ" اب رومان نے دوبارہ کہا تھا اور اس بار
اس کے لہجے میں بہت خوشی تھی۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

بریرہ تو سادگی سے ہی نکاح چاہتی تھی لیکن رومان
کے ارمان بہت تھے۔۔۔

نکاح کا ہال سفید اور سنہری تھیم میں سجا ہوا تھا۔

چھت سے لٹکتے کرسٹل لیمپس جب روشنی بکھیرتے

تو پورا ماحول روحانی سکون سے بھر جاتا۔

دائیں طرف دلہا کی نشست تھی۔ وہ سفید شیروانی

میں بیٹھا اپنے کیے سجدوں کی عاجزی ساتھ لیے بار

بار ہاتھ مل کر سنبھل رہا تھا۔ اس کے قریب قاضی صاحب اور گواہ نہایت وقار سے بیٹھے کاغذات ترتیب دے رہے تھے۔

بائیں جانب پھولوں کے پردے کے پیچھے دلّہن کی محفل تھی۔۔۔۔ دلہن کا دوپٹہ سامنے پنکھڑیوں کی

طرح بچھا ہوا تھا۔ اس کے چاروں طرف کزنز خاموشی اور خوشی کے ملا جلا اظہار لیے بیٹھی تھیں۔

"بیٹا... نکاح شروع کرتے ہیں۔" مہمانوں کی سرگوشیاں آہستہ آہستہ مدھم ہو گئیں۔ قاضی صاحب نے کاغذ سنبھالا اور دلہے کی طرف دیکھا۔

رومان نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔ پھولوں سے سجے

پردے کے پیچھے بریرہ کا دل بھی اسی لمحے جیسے ایک

دھڑکا چھوڑ گیا۔۔۔

ہال میں سناٹا سہ پھیلا۔۔۔ روشنی، پھول، دعاؤں

کی خوشبو... سب مل کر اس مقدس لمحے کو گواہی

دینے کھڑے ہو گئے۔۔۔

قاضی صاحب کی آواز بلند ہوئی۔۔

"کیا آپ کو نکاح قبول ہے؟"

اور وقت ایک پل کے لیے ٹھہر سہ گیا۔۔۔۔

"قبول ہے

قبول ہے---

دونوں جہان میں قبول ہے---" سالوں کے انتظار

کے بعد آج وہ گھڑی آگئی تھی----- جب ان کے

درمیان ایجاب و قبول ہو رہا تھا-- جب وہ لڑکی

ہمیشہ کے لیے اس کی ہونے جارہی تھی---

قاضی صاحب کے پہلی بار پوچھتے ہی اس نے تین بار کا ایک ساتھ ہی جواب دے دیا۔۔۔

جہاں سب لوگ اس کی بے قراری، بے صبری اور بچّوں جیسی جلد بازی دیکھ کر ہنس رہے تھے... وہیں بریرہ کے لبوں تک کوئی مسکراہٹ نہ آئی۔۔۔بلکے اس کی آنکھیں تو نم ہوئیں۔۔۔

کیوں کہ باقیوں نے صرف اس لڑکے کی گھبراہٹ دیکھی تھی... مگر بریرہ نے اس کا کہا ہوا ایک ایک لفظ محسوس کیا تھا۔۔۔

"دونوں جہان میں قبول ہے"

یہ جملہ عام نہیں تھا۔

اس کے اندر ایک ایسا یقین، ایک ایسی عقیدت

چھپی تھی جو انسان کسی بہت قیمتی رشتے کے لیے

ہی رکھتا ہے----

گرد و پیش قہقہوں سے بھرا تھا--- پر وہ ایک

شخص... بریرہ... اپنی ہی خاموش دنیا میں اس جملے

کی گہرائی میں ڈوبتی جا رہی تھی---

وہ صرف اس عارضی، فانی دنیا میں ہی بریرہ کو اپنے نکاح میں قبول نہیں کر رہا تھا...اس کے لفظوں میں اس سے بھی آگے کی ایک وسعت تھی---

ایسی وسعت جو اس دنیا کی حدوں سے نکل کر اُس جہان تک پھیلتی ہے جہاں حسن کی انتہا سمجھی جانے والی حوریں موجود ہیں---

مگر اس نے کہا تھا "دونوں جہان میں قبول

ہے"۔۔۔ اور یہی وہ جملہ تھا جس نے بریرہ کے

دل کی دھڑکن بدل دی۔۔۔

پہلی بار رومان کے لیے اس کے دل میں کوئی

احساس جاگا۔۔۔

اس نے گویا اقرار کیا تھا کہ۔۔۔اُس دنیا میں بھی۔۔۔ جہاں اسے رب کی سب سے حسین خلقت پیش کی جائے گی۔۔۔ جہاں کوئی مرد کمزور پڑ جائے، بدل جائے، یا خواہش کے پیچھے بہہ جائے۔۔۔ وہاں بھی وہ اپنی پہلی ترجیح، اپنی پہلی امانت، اپنی پہلی بیوی کو ہی چنُنے گا۔۔۔

یعنی وہ صرف نکاح نہیں کر رہا تھا...

وہ اپنی وفا کو قیامت تک کے لیے اس کے نام لکھ رہا تھا---

پہلے شاید وہ تین بار قبول کہنے میں ہچکچاہٹ کا شکار ہوتی ---- کچھ لمحے سوچتی --- گھبراہٹ میں

مبتلا ہوتی ۔۔۔مگر اس ایک جملے کو سننے کے بعد

۔۔۔وہ مکمل اس کی ہو گئی تھی ۔۔۔

"فانی جہاں ہو یا وہ ابد کا نگر...

اس نے مجھے چنُا، یہی میری حقیقی جیت ہے۔۔۔"

نکاح کے بعد ۔۔۔ جب وہ پردوں کو

ہٹاتا۔۔۔اس کے پاس آیا۔۔۔تو بریرہ اسے دیکھ۔۔۔زیر لب گویا ہوئی ۔۔

بھرا ہوا دل ۔۔۔ نم آنکھیں اور چہرے پہ بڑی سی مسکراہٹ لیے۔۔۔۔اب رومان اس کی پیشانی چوم رہا تھا ۔۔۔اور مقابل نے آنکھیں موند لیں۔۔۔آنسوؤں کو بہہ جانے دیا۔۔۔

بس آنکھوں کا بند کرنا تھا ہزاروں یادیں آنکھوں میں

تصاویر کی طرح چلنے لگیں۔۔۔

جب پہلی بار وہ دونوں ملے تھے ۔۔تب ان سے

کوئی کہتا کہ تم دونوں نے آگے جا کر میاں بیوی

بننا ہے ---- تو یقینا دونوں ہی قبول نہ

کرتے---- اور کہنے والے کو پاگل کہتے ---

زندگی بھر ساتھ رہیں گے وہ دونوں جو لمحہ بھر کے

لیے ساتھ نہیں بیٹھ پاتے تھے ---

رومان نے اب اسے اپنے سینے سے لگا لیا تھا---

کتنے ہی لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے وہ لمحہ دیکھتے ہوئے۔۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"علشبہ مجھے تم سے بات کرنی ہے" معظم کے کہتے ہی وہ جھنجھلاہٹ کا شکار ہوئی۔۔۔

"مگر مجھے نہیں کرنی بھائی۔۔۔آپ سب مجھے مل کر فورس کیوں کر رہے ہیں؟؟۔۔ پہلے مامی پھر عائشہ آپی اور اب آپ" وہ اچھے سے جانتی تھی۔۔۔ وہ کیا بات کرنے آیا ہے۔۔۔ کیونکہ جب سے وہ

اس نکاح کی تقریب میں آئی تھی ہر کوئی اسے پکڑ کر رافع کے متعلق ہی بات کر رہا تھا۔۔۔

معظم کو علشبہ کی بات سن کر پتہ چلا۔۔۔کہ اس سے پہلے عائشہ اور طیبہ بیگم بھی اس سے بات کر کے جا چکے ہیں

"علشبہ وہ واقعی تمہیں بہت پسند کرتا ہے--- وہ معافی بھی مانگ رہا ہے-- اس نے اپنے جرم کا اعتراف بھی کیا ہے سب کے سامنے-- تمھیں نہیں لگتا اسے ایک موقع ملنا چاہیے" جب وہ کسی کی نہیں سن رہی تو معظم کو سمجھ آگیا تھا کہ وہ اس کی بھی نہیں سنے گی--- لیکن اپنی جانب سے وہ آخری بار کوشش کر رہا تھا---

"بھائی سچی بات بولوں ---میں اپنے دل کو اس کی جانب مائل ہوتا نہیں پاتی ---اس نے معافی مانگ لی اپنا جرم قبول کر لیا ---واقعی بہت اچھی بات ہے ---مگر میں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی اب ---"ایسا نہیں ہے کہ صرف رافع اس سے محبت کرتا آیا ہے وہ بھی رافع سے محبت کرتی

تھی ایک وقت۔۔۔لیکن اس رات کے بعد رافع

اس کے دل سے ہمیشہ کے لیے اتر گیا۔۔۔اور

اب وہ معافی بھی مانگ رہا ہے تو وہ اسے اپنے اوپر

الزام لگانے اور ان غلط حرکتوں کے لیے معاف کر

سکتی ہے۔۔۔لیکن اپنے پارٹنر کے طور پر اسے

نہیں دیکھ پا رہی۔۔۔

اس نے معذرت کرلی اور معظم آگے سے کچھ نہ

کہہ سکا---

اپنی بات کہنے کے بعد ابھی وہ مڑی ہی تھی جب

اس نے سامنے رافع کو کھڑا پایا---دونوں کی

نظریں ملیں---اگلے ہی پل رافع شرمندگی کے

سبب نظر جھکا گیا اور علشبہ اسے دیکھتے ہوئے برابر

سے گزر کر چلی گئی۔۔۔ جبکہ معظم نے آکر اس

کے کندھے پہ ہلکا سہ تھپتھپایا۔۔۔ساتھ ہی نفی

میں سر ہلانے لگا۔۔۔

ان بھائیوں نے جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں ساری

بات کرلی تھی۔۔۔

معظم اسے دلاسہ دے کر وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔

جب کہ وہ کتنی دیر وہاں اکیلا کھڑا رہا۔۔۔

سورج ڈھلتا جا رہا تھا۔۔۔ایک طرف خوشیاں

تھیں۔۔۔تو دوسری جانب اپنے غلط اعمال کی

سزائیں اور پچھتاوے۔۔۔

رافع نے گہرا سانس لیا۔۔۔اس کا دل شدید بھاری

ہو رہا تھا۔۔۔آنکھوں میں آنسو آرہے تھے جسے وہ

ہاتھ کی پشت سے رگڑ کر صاف کرنے لگا۔۔۔

ابھی وہ دو تین قدم ہی چلی تھی جب اسے اپنا دوپٹہ

کسی کی گرفت میں محسوس ہوا۔۔۔اس نے پلٹ

کر دیکھا تو ایک چھوٹی بچی اسے روتی ہوئی نظر

آئی۔۔۔

"میرے ماموں رو رہے ہیں۔۔۔ آپ کیوں انہیں

معاف نہیں کر رہیں؟؟...وہ کہہ رہے ہیں نا وہ

اب نہیں کریں گے غلطی دوبارہ۔۔آپ انہیں

ایک بار معاف تو کرو۔۔۔امی کہتی ہیں اللہ شرک

کے علاوہ سارے گناہ معاف کر دیتا

ہے۔۔۔جب اللہ معاف کر سکتا ہے تو آپ کیوں

نہیں؟؟؟...کیا آپ سے کوئی گناہ نہیں ہوتا؟؟؟

"وہ ثمرہ تھی جو اپنے ماموں کی جانب سے لڑنے آئی

ہوئی تھی۔۔۔

نہیں دیکھ سکتی تھی وہ اپنے ماموں کو روتے ہوئے---

"بچہ---آپ ابھی بہت چھوٹے ہو باتوں کو سمجھنے کے لیے---" وہ اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیر کر کہنے لگی--

اور اسی لمحے اس کی نظر سامنے کی جانب گئی --

جہاں وہ لڑکا اپنی آنکھوں کو رگڑتے ہوئے نظر آرہا

تھا---

وہ دیکھ سکتی تھی---رافع رو رہا ہے---

"ثمرہ۔۔۔ آنی کو تنگ مت کرو۔۔۔ چلو میرے ساتھ۔۔۔" عائشہ نے اپنی جانب سے علشبہ سے معافی مانگ لی تھی ساتھ ہی رافع کی سفارش بھی کی اسے بتایا بھی کہ وہ بہت رو رہا ہے آج کل ۔۔۔بہت پچھتا رہا ہے ۔۔مگر علشبہ نے اسے بھی معظم کی طرح صاف انکار کردیا تھا۔۔۔

وہ اس کا دوپٹہ ثمرہ کے ننھے ہاتھوں سے آزاد کروا کر۔۔۔اپنی بیٹی کو وہاں سے لے گئی تھی۔۔۔

وہ تو چلی گئی مگر اس بچی کا کہا آخری جملہ ۔۔۔جیسے اس کے ضمیر کو جھنجھوڑ گیا ہو۔۔۔وہ دعوت سے واپس آنے کے بعد بھی رافع کے متعلق ہی سوچتی رہی۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"آج بریرہ کا نکاح تھا۔۔۔تمہیں تو کارڈ آیا ہوگا۔۔۔تم نہیں گئے؟؟" وہ اپنے آفس میں بیٹھ کر۔۔۔اپنے نئے ڈیزائنز کے سکریچ بنا رہی تھی جب جانشیر کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔

اسے دیکھتے ہی وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔۔۔

"کارڈ تو آیا تھا۔۔۔مگر میرا دل نہیں تھا وہاں جانے کا۔۔۔" وہ سنجیدگی سے کہتا۔۔۔۔اس کے سامنے والی چیر کھسکا کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

"تمھیں چھٹی کرنی چاہیے تھی---آفس کیوں آگیئے؟؟"زمر اس کا خیال کرتے ہوئے بولی---

یقینا بریرہ کا نکاح اس کے دل پہ بھاری ہوگا---وہ ٹھیک حالت میں نہیں ہوگا اس وقت---اس لیے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے گھر چلا جائے اور آرام کرئے---

"اور مجھے کیوں چھٹی کرنی چاہیے تھی ؟؟" وہ ایک ابرو اچکا کر اسے دیکھ۔۔۔نا سمجھی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

" کیونکہ مجھے لگا تمہیں دکھ ہوا ہوگا اور۔ ۔۔ " وہ بول نہیں سکی تھی۔۔۔ لیکن اس کی مراد واضح تھی جو مقابل سمجھ سکتا تھا بن کہے بھی۔۔۔

" سچ کہوں۔۔۔ تو مجھے بھی ایسا ہی لگا تھا زمر۔۔۔ کہ مجھے بہت دکھ ہونے والا ہے۔۔۔ میں بہت تڑپوں گا۔۔۔ مگر ایکچول میں جب یہ سب

کچھ ہو گیا تو مجھے کچھ بھی فیل نہیں ہو رہا... مجھے
ذرا بھی درد محسوس نہیں ہو رہا---درد تو دور کی
بات---مجھے کچھ بھی فیل نہیں ہو رہا ہے--" وہ
انجان نہیں بن رہا تھا اسے واقعی زمر کی بات پہلے
سمجھ نہیں آئی تھی--اب جب زمر کی مراد واضح
ہوئی تو وہ فورا سیدھا ہو کر بیٹھتے-- اسے اپنا حال

دل بیان کرنے لگا۔۔۔ جس پر وہ خود بھی حیرت

کا شکار تھا۔۔۔

نکاح کی خبر سنتے ہی اس کی بھی یہی ایکسپیکٹیشن

تھی کہ اسے بہت تکلیف ہونے والی ہے ۔۔۔وہ

بہت تڑپنے والا ہے ۔۔۔وہ بہت رونے والا ہے

لیکن جب وہ وقت آیا۔۔۔نکاح ہوا۔۔۔اسے خبر

ملی ۔۔۔وہ نہیں رویا۔۔۔اسے کچھ بھی فیل نہیں

ہوا۔۔۔اور یہ بات اب اسے بھی عجیب محسوس ہو

رہی تھی۔۔کہ ایسا کیوں ہے؟؟...کیا بریرہ وہ لڑکی

نہیں تھی جسے وہ چاہتے ہوئے آج تک بڑا ہوا

ہے؟؟...جس کی خواہش میں اس نے اپنے

کہیں سال گزارے ہیں؟؟...پھر اس کا دل

کیوں کچھ محسوس ہی نہیں کر پا رہا اس کے نکاح

پر؟؟؟...

زمر نے جب اس کی بات سنی تو اسے شدت سے

اس پہ ترس آیا۔۔۔ اس نے یہی گمان کیا کہ وہ

اتنا زیادہ کرب و تکلیف و صدمے میں چلا گیا

ہے۔۔۔ کہ بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے۔۔۔کہ اسے

فیل ہی نہیں ہو رہا کچھ۔۔۔

"اٹس اوکے ۔۔۔ اللہ سب ٹھیک کر دے گا۔۔۔

" وہ فورا ہی اپنی جگہ سے اٹھ کر آئی اور اس کے

قدموں میں آکر بیٹھی۔۔۔اس کے دونوں ہاتھوں کو

اپنے ہاتھوں میں لے کر۔۔۔ حوصلہ دینے والے

انداز میں کہنے لگی۔۔۔

"دیکھنا۔۔۔ اللہ نے تمہارے لیے اس سے بہتر رکھی

ہوگی۔۔۔جو تم سے محبت کرے گی۔۔۔تمہارا

خیال کرے گی۔۔۔ تم غم نہ کرو اس کا۔۔۔

کبھی کبھار کچھ رشتے کچھ چیزیں ہمارے نصیب

میں نہیں ہوتیں۔۔ تو بہتر یہی ہے سامنے سے

حقیقت کو قبول کرو کیونکہ جتنی دیر تم اسے قبول

کرنے میں لگاؤ گے اتنا ہی تکلیف میں مبتلا رہو

گے۔۔۔" اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بڑی

محبت سے سمجھا رہی تھی۔۔۔

جب کے مقابل اس کے ہاتھوں کے لمس کو۔۔۔

اس کی نزدیکی کو۔۔۔۔ اس کی آنکھوں میں اپنے

لیے دکھنے والی فکر مندی اور محبت کو دیکھ مبہوت

سہ ہوگیا تھا۔۔۔

زمر نے تو غور ہی نہیں کیا۔۔۔کے اس کے ہاتھ پکڑتے ہی جانشیر کے کان لال ہونا شروع ہو گئے ہیں۔۔۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ حوصلہ رکھو۔۔۔ تم بہت بہادر ہو۔۔۔ میں نے تم جیسا لڑکا آج تک نہیں دیکھا جو بن ماں باپ کے پلنے کے باوجود اتنا

اچھا ہو۔۔۔ تمہاری والدہ ہوتیں تو وہ بہت پراؤڈ فیل کرتیں۔۔۔" وہ اس کے رخسار پر اپنا نرم ہاتھ رکھ کر ۔۔۔شاباشی دینے والے انداز میں تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔ جس پر جانشیر کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔۔۔۔

وہ اور بھی کچھ کہہ رہی تھی۔۔۔مگر اب اسے کچھ

سنائی نہیں دے پا رہا تھا اگر وہ کچھ سن پا رہا تھا تو

وہ صرف اپنے دل کی دھڑکنے کی آواز تھی۔۔جو

کسی ڈھول کی طرح بج رہا تھا۔۔۔

اس کے سرخ لب مسلسل ہل رہے تھے۔۔۔اور

وہ بہت اچھے لگ رہے تھے ہلتے

ہوئے۔۔۔پیارے، خوبصورت، دل نشین۔۔۔ایسے

۔۔۔کہ دل نہ چاہے اس پر سے نظر ہٹانے

کا۔۔۔

اس لڑکی نے کیا کیا شاید وہ خود بھی نہیں جانتی

۔۔۔اس نے وہ جو تھپتھپی دی نا۔۔۔وہ بظاہر

صرف ایک تھپتھپی تھی۔۔ لیکن کوئی جانشیر سے

پوچھے۔۔۔وہ کیا تھا۔۔۔وہ اس کی زندگی بھر کی
خواہش تھی۔۔۔کہ کوئی اسے سراہئے۔۔۔ کوئی
اس کی پیٹھ تھپتھپا کر کہے کہ تم نے بہت اچھا
کیا۔۔۔اور یہ تعریف و شاباشی دینے کا عمل اکثر
والدین کرتے ہیں ۔مگر اس کے تو وہ تھے ہی
نہیں۔۔۔باقی کسی نے اس پہ اتنی توجہ بھی نہ
دی۔۔۔کہ اس کے کسی اچھے عمل کو

سرائے۔۔۔ہر کوئی اسے ہمیشہ برا بنا کر پیش کرتا

تھا۔۔۔وہ اپنے باپ پہ گیا ہے، وہ خود غرض ہے،

وہ اپنے چاچا کی میت پہ نہیں آیا۔۔۔۔لوگ اس

کی نیگیٹیوٹی دیکھتے تھے مگر یہ نہیں دیکھتے تھے اسے

خود پیچھے سے کتنا نیگٹو ملتا آیا ہے آج

تک۔۔۔۔زمر پہلی تھی جو اسے شاباشی دے رہی

تھی ۔۔۔ اور بتا رہی تھی کہ اگر اس کی ماں ہوتی تو

بہت فخر محسوس کرتی کہ جانشیران کا بیٹا ہے۔۔۔

"کمنگ" ابھی وہ اسے دیکھ ہی رہا تھا کہ دروازہ

ناک ہوا ۔۔۔ اور وہ جیسے حواسوں میں لوٹا ہو ۔۔۔

کیونکہ وہ دونوں آفس میں تھے اس لیے زمر فورا ہی

اس کے پاس سے تھوڑا ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

بالکل پروفیشنلی انداز میں جیسے کوئی بات چیت کرنے کے لیے کھڑی ہو وہاں---

جبکہ جانشیر اس کا وہ ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہونا دیکھ رہا تھا---اب اسے اپنا ہاتھ خالی نظر آ رہا تھا---جو اسے بالکل اچھا نہ لگا---

زمر اپنی ٹیم سے بات کر رہی تھی لیکن جانشیر کو جھنجھلاہٹ ہو رہی تھی ان سب سے۔۔۔ وہ سب اسے اس وقت صرف کباب میں ہڈی لگ رہے تھے۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔ میں کل سب خود دیکھ لوں گا۔۔۔ تم لوگ جاؤ۔۔۔" اس نے اچانک ہی ان

کی باتوں کے درمیان آکر۔۔۔وائنڈاپ کر دیا تھا

معاملہ۔۔۔

نہ صرف ٹیم بلکہ زمر بھی اسے حیرت سے دیکھنے

لگی۔۔۔

"ٹھیک ہے آپ لوگ جائیں--ہم کل بات کرتے ہیں اس بارے میں---" جانشیر کی بات کا احترام رکھتے ہوئے--- اس نے پھر ٹیم کو جانے کا کہا---

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو---مجھے آج کی چھٹی کرنی چاہیے --"ٹیم کے باہر جاتے ہی ---وہ فورا ہی

کھڑا ہو کر۔۔۔زمر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامتے ہوئے نرمی سے کہنے لگا۔۔۔

"ہمم۔۔۔ گھر جاؤ۔۔۔ بیٹھ کے اچھی سی کوئی مووی دیکھو۔۔۔اور آرام سے چیز والے پاپ کورن کھاو۔۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔"

"اکیلے نہیں رہنا چاہتا اس وقت میں ۔۔۔ تم
میرے ساتھ چلو۔۔۔" اس لڑکے کو اس لمحے
کک فرق نہیں پڑ رہا تھا بریرہ کے نکاح سے۔۔۔مگر
اس کے باوجود اپنے چہرے پر مظلومیت و بلا کی
افسردگی طاری کیے۔۔۔زمر سے فل ٹوٹ ہمدردی
بٹوڑنے اور اس کا ساتھ پانے کی کوشش کر رہا
تھا۔۔۔

ویسے کہے گا کہ میرے ساتھ چلو۔۔۔ تھوڑا ٹائم

سپینڈ کر لو۔۔۔تو وہ بہت نخرے کرلئے گی۔۔۔

ہزاروں بہانے ہوتے ہیں اس لڑکی کے پاس کام

نہ چھوڑنے کے۔۔۔۔ مگر خود کو غمگین ظاہر

کرلئے گا تو اسے اچھے سے علم تھا۔۔۔کہ وہ ساتھ

آلئے گی ہی آلئے گی۔۔۔

"ٹھیک ہے میں نوال سے کہہ دیتی ہوں ---کہ
باقی کی میٹنگز کینسل کر دے---"اس کے
کہتے ہی جانشیر کی آنکھیں چمکیں---مگر وہ فورا چہرہ
نیچے کر گیا تھا---تاکہ آنکھوں میں آنے والی چمک
مقابل دیکھ نہ سکے---

"اوکے" منہ لٹکائے کہا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"یہ لیجیے میڈم۔۔۔آپ کی چائے۔۔۔اور میری کافی" وہ گرما گرم چائے کا کپ اس کی جانب

بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔ ساتھ ہی اپنی کافی لے کر اس کے برابر والی کرسی پر بیٹھا۔۔۔

"اللہ۔۔۔پاؤں بہت دکھ رہے ہیں۔۔۔" وہ کراہ بھرتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

"تو کس نے کہا تھا اتنی اونچی ہیل پہن کر گھومنے کے لیے۔۔۔" وہ ذرا برہمی سے گویا ہوا۔۔۔ ساتھ ہی اس کے پاؤں کو جو نیچے لٹک رہے تھے اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا۔۔۔

"تو اچھا لگتا ہے نا ہمارا کپل۔۔۔ورنہ بہت چھوٹی لگتی ہوں میں آپ سے۔۔۔" وہ اپنی ہیل پہننے کی

وجہ بیان کر رہی تھی ۔۔تاکہ وہ مزید غصہ نہ

کرلے۔۔۔

"مجھے اچھی لگتی ہو۔۔۔ کسی اور کو کیوں دکھانا

ہے؟؟... کتنی تکلیف پہنچائی ہے تم نے اچھا لگنے

کے چکر میں خود کو۔۔۔۔" درنجف ویسے تو بہت

ٹھنڈے مزاج کا تھا لیکن جب بات اس کی

آتی۔۔۔تو وہ اتنا ہی برہم ہو جایا کرتا۔۔۔اور یہ پہلی بار نہیں تھا جب عائشہ نے ہیل والی سینڈل پہنی ہو۔۔۔ اور اب رات میں پاؤں کا درد لے کر بیٹھی ہو۔۔۔ یہ ہر تقریب کے بعد کا عمل تھا۔۔۔

"دیکھنا۔۔۔میں تمہاری ساری ہیل والی سینڈل پھینک دوں گا باہر۔۔۔اب رکھنا ہی نہیں ہے گھر

میں ،میں نے-----کیونکہ تم نے ویسے تو میری

سننی نہیں ہے---پتہ نہیں کیا مل جاتا ہے

تمہیں لوگوں کی تعریفوں سے---میں کہہ رہا ہوں

مجھے تم بہت خوبصورت لگتی ہو۔ میں کہہ رہا ہوں

ہمارا کپل پرفیکٹ ہے---پھر کسی کی فالتوہ کی

بات کو کیوں سننا اور خود کو تکلیف

پہنچانا؟؟---"اب وہ اس کے دونوں پاؤں کو

ایک ایک کر کے دباتا جا رہا تھا اور ساتھ ہی غصے سے بولتا چلا جا رہا تھا----

"اچھا پہلے کافی پی لو--- ٹھنڈی ہو جائے گی---"

"نہیں پینی مجھے --- حلق سے بھی نہیں اترے

گی یہ اب میرے --- " سرخ چہرے کے ساتھ وہ

غصے سے گویا ہوا ---- جس پر مقابل اسے بڑی

پیار سے دیکھنے لگی ----

"اچھا سوری۔۔۔" وہ ایک کان پکڑ کر۔۔۔

معصومانہ چہرہ بنائے۔۔۔معذرتی لہجے میں بول رہی

تھی۔۔۔

"میرے ہاتھ سے پی لو۔۔۔اچھا چلو پیو۔ ٹھنڈی

ہو جائے گی۔۔۔کیا مزہ آئے گا پھر۔۔۔" بڑے

پیار سے اب اس نے اپنے ہاتھ سے اسے کافی پلانا

شروع کی--- جس پر وہ مزید غصہ برقرار نہ رکھ سکا

---اور اس کے ہاتھ سے کافی پینے لگا---

♡*Husny Kanwal*♡

وہ ٹیرس کا دروازہ بند کرنے کے بعد--- اس کے

برابر میں آ کر لیٹی----

وہ بہت تھکا ہوا تھا۔۔۔ صبح آفس پھر بریرہ کے نکاح کی تقریب۔۔۔اب حالت ایسی تھی کہ آنکھ بھی نہیں کھل رہی تھی اس کی۔۔۔۔

لیکن عائشہ نے عادت کے مطابق اس کا بازو اپنے لیے تکیے کی طرح بچھایا۔۔۔ اور پھر اس کے بازو پر

سر رکھ کے لیٹ کر۔۔۔۔اسے دیوانا وار دیکھنے لگی۔۔۔

اس کی آنکھیں والہانہ محبت برسا رہی تھیں اس نوجوان پر۔۔۔۔ وہ تو اب ہر لمحے ہی اس پہ صدقے واری جایا کرتی تھی۔۔۔

وہ بتاتا تھا عائشہ کو اکثر کہ جب اس کی بیوی نے

اس پہ چیٹ کیا تھا۔۔۔تو وہ کس قدر ٹوٹ گیا

تھا۔۔۔ اپنی بیٹی کو پاکستان لے کر آیا تو وہ کتنا

پریشان حالت میں تھا۔۔۔کہ وہ اپنی بچی کو کیسے

اچھی پرورش دے گا۔۔۔ کیسے بناء ماں کے

سنبھالے گا۔۔۔ کیسے سارے معاملات طے ہوں

گے۔۔۔اور پھر اچانک وہ اس کی زندگی میں

آئی۔۔۔اللہ کی رحمت بن کر، کوئی نعمت بن کر،

کوئی دعا بن کر، کہ بس آتے ہی اس پہ اور اس کی

بیٹی پہ چھا گئی۔۔۔اور وہ محرومیاں جو وہ شروع

سے اپنی بیٹی کی پرورش میں دیکھتا تھا۔۔۔وہ سب

اس نے آہستہ آہستہ ختم کر دیں۔۔۔بلکہ اس کی

سگی ماں بھی اس کی کیا پرورش کرتی جو عائشہ نے

کی۔۔۔ ساتھ ہی وہ اس کے زخموں پر مرہم بھی
بنتی چلی گئی...

محبت، مان، اور وہ اعتماد جو کسی ٹوٹے ہوئے مرد
کو دوبارہ کھڑا کرتا ہے۔۔۔ وہ سب عائشہ نے اسے
آہستہ آہستہ لوٹا دیا۔ وہ تو ایسا جلا ہوا دل تھا کہ
چھاچھ بھی پھونک کر پیتا... ہر قدم خوف،
ہر جذبہ شُبہ کے سائے میں لپٹا ہوا۔ مگر عائشہ...

اس کی معصومیت، اس کی سچائی، اس کی نرم سی توجہ نے بہت جلد اس کے دل کی سخت زمین کو پگھلا دیا تھا۔ وہ نا چاہتے ہوئے بھی اس کے قریب کھنچتا چلا آیا۔۔۔ جیسے کسی لمبے سفر کی تھکن کو آخرکار اپنا گھر مل گیا ہو۔۔۔

"میں اکثر سوچا کرتی تھی۔۔۔مجھے خدا نے کیوں

بچایا اس رات۔۔۔ مجھے مار دیتا یہی اچھا ہوتا۔۔۔۔

میری بیٹی چھن گئی، میری شادی ٹوٹ گئی ، کچھ

بھی تو نہیں تھا میرے پاس جو باقی بچا

ہو۔۔۔۔لوگ بھی مجھے ہی برا کہہ رہے تھے، اس

ظالم نے میرا جہیز تک چھین لیا۔۔۔۔اس وقت مجھے

لگتا تھا میری زندگی میں جینے کے لیے کیا باقی رہ گیا

ہے؟ آگے مجھے ملے گا بھی کیا... ؟ میں تو ہار گئی

تھی۔۔۔ ہر محاذ پر، ہر امید پر۔۔۔ لیکن آج...

جب میں تمہیں دیکھتی ہوں، تمہاری ہنسی کی روشنی

اپنے دل تک اترتی محسوس کرتی ہوں، تو سمجھ آتا

ہے کہ وہ وقت میری بربادی نہیں تھا۔۔۔ میری

تراش خراش تھا۔ وہ زخم میرے خاتمے کی علامت

نہیں تھے بلکہ اس باغ تک لے جانے والے راستے

کے کانٹے تھے، جسے میرا رب میرے لیے سجا رہا تھا۔آج تمہیں دیکھ کر یقین ہوتا ہے... ہر چھنی ہوئی چیز، ہر ٹوٹا ہوا رشتہ، ہر گرا ہوا آنسو... دراصل تم تک آنے کی تیاری تھی۔ خدا نے میرے ہاتھ خالی کیے تھے،تاکہ انہیں تمہاری محبت سے بھر سکے۔۔۔"

وہ تو ہمیشہ ہی اپنے محبت کا کھلے الفاظ میں اظہار کرتا تھا لیکن وہ شرمیلی سی تھی کبھی کر ہی نہیں پاتی تھی۔۔۔ آج وہ سو گیا تھا۔۔تو دل میں خیال آیا۔۔۔اور اس کے سینے پر اپنے ہاتھ رکھ کر ۔۔۔اس پہ ٹھوڑی جماتی۔۔۔بڑے پیار سے اس سے اپنے دل کی باتیں کر رہی تھی۔۔۔

"میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں در نجف---"

ابھی اس نے اپنی محبت کا اظہار کیا ہی تھا---

کہ اگلے ہی پل---اس نے اپنے آپ کو اس

حسین نوجوان کے باہوں کے حصار میں پایا۔

وہ چونکی---ابھی کچھ کہہ پاتی اس سے قبل ہی وہ

اسے لے کر تیزی سے پلٹا---

اب وہ بیڈ کی نرمی محسوس کر رہی تھی اپنے کمر کے نیچے۔۔۔ اور اس حسین نوجوان کا بھاری بھرکم وجود اس کے اوپر تھا۔۔۔

"تم تو سو رہے تھے نا؟؟" عائشہ اپنی آنکھیں حیرت سے پھیلائے۔۔۔ معصومیت سے استفسار کر اٹھی۔۔۔

"شکر ہے خدا کا نہیں سویا تھا۔۔۔ ورنہ اپنی بیوی کے پہلے اظہار محبت کو کہاں سن پاتا۔۔۔" اس کی بات سنتے ہی عائشہ سرخ پڑی۔۔

"اچھا چلو--- دوبارہ کہو---کیا کہہ رہی تھی تم---" وہ اس کے منہ سے دوبارہ محبت کا اظہار سننے کے لیے بےتاب نظر آرہا تھا---

"یہی کے آپ بہت اچھے ہو"

"نہیں نہیں وہ جو لاسٹ میں کہا۔"

"یہی تو کہا تھا" دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پر سجائے۔۔۔۔وہ اب اسے تنگ کر رہی تھی۔۔۔

"میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں

درنجف۔۔۔اس طرح کا کچھ کہا تھا شاید"

"نہیں تو۔۔۔ میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا۔۔۔"

اس کی بے تابی دیکھنے کے باوجود۔۔۔وہ صاف مکر

گئی تھی۔۔۔ جس پر در نجف بیچارگی سے روندو سہ

منہ بنا کر بولا"نہ کرو ظالم حسینہ۔۔۔ بددعا لگے گی

تمہیں مجھ معصوم کی"۔۔

اس کی بات سنتے ہی۔۔۔ عائشہ زور سے ہنسی تھی۔

"زیادہ معصوم نہ بنو تم۔۔۔اور ہٹو مجھ پر سے۔۔۔ بہت بھاری ہو" وہ اسے خود پر سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔

"میں اب تم سے ناراض ہوں ---ضرورت نہیں
مجھ سے کوئی بات کرنے کی---" یہ کہتا اس کی
گردن میں چہرہ چھپا گیا تھا--

"اگر ناراض ہو ---تو دور ہو کے لیٹو نا---یہ مجھ
پر لیٹ کر ناراض ہونے کا کیا تک ہے بھلا
؟؟---ہٹو---" عائشہ پھر کوشش کر رہی تھی

اس کے بھاری بھرکم وجود کو خود پر سے کسی طرح

ہٹانے کی مگر وہ نازک جان پوری طاقت لگانے کے

باوجود اسے ہلا تک نہیں سکی تھی۔۔۔

"بات نہیں کرو مجھ سے۔۔۔ میں ناراض ہوں"

"واہ---یہ کیسی ناراضگی ہے؟؟...اچھا مجھ پہ

سے ہٹ کے ناراض ہو جتنا ہونا ہے---" وہ جتنا

اسے خود سے دور ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی

---وہ اتنا ہی زیادہ اس سے قربت بڑھا رہا تھا--

اس کی گرم سانسیں عائشہ کی گردن کو جھلساتی

معلوم ہو رہی تھیں---

وہ سرخ پڑتی جا رہی تھی ہر گزرتے لمحے کے ساتھ۔۔۔

"تھوڑا سہ تو ہٹو۔۔۔" بہت منتی انداز میں کی گئی گزارش تھی وہ۔۔۔

"میں تمہاری نہیں سنوں گا۔۔۔ تم بھی تو میری نہیں سنتی نا۔۔۔"

"توبہ ہے ۔۔۔ کب نہیں سنی میں نے تمہاری؟؟

"

"چلاک حسینہ۔۔۔اپنی باتوں میں مت الجھاؤ مجھے ۔۔۔۔میں ناراض ہوں۔۔۔۔بات نہیں کروں گا تم سے"

"اچھا بات نہیں کرو۔۔۔۔ہٹو تو۔۔۔" وہ ہٹا رہی تھی جبکہ مقابل مزید اسے اپنے حصار میں جکڑ گیا تھا۔۔۔

"اب لیٹنا ہے تو سکون سے لیٹو نا۔۔۔یہ سب کیوں کر رہے ہو؟؟" اب وہ شرارت سے اس کی سفید گردن پر اپنی ناک رگڑنے لگا تھا جس پر وہ کرنٹ سہ کھا کر۔۔۔تیزی سے ٹوکنے والے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔ ساتھ ہی اس کی انگلیاں بھی بے باکیوں کی ابتدا کر چکی تھیں۔۔۔

"میں بہت تھکی ہوئی ہوں "عائشہ نے اس کا ہاتھ
پکڑ کر عجلت سے کہا۔۔۔ اس سے پہلے کہ
معاملات اوور کنٹرول ہو جائیں۔۔۔

"میں بھی بہت تھکا ہوا ہوں --یہ تو تم ہی ہو جو مجھے مجبور کر رہی ہو --"آنکھوں میں شوخی اور لبوں پر معصومیت لیے گویا ہوا تھا وہ---

"میں؟؟" عائشہ احتجاجی لہجے میں---

"تو اور کون؟؟-- کتنے پیار سے بول رہا تھا کہ بتا
دو کیا کہا تھا--- دل ذرا خوش ہو جاتا
میرا----تمہارا کیا جاتا؟؟... سکون سے سوتا میں
--ہاں میری بیوی مجھ سے محبت کرتی ہے سوچ
کر---مگر تم ضدی کہیں کی--- تم سے کہاں
میری خوشی دیکھی جاتی ہے--- مجھے سکون سے
سوتے ہوئے تو دیکھ ہی نہیں سکتی نا تم--- تو

ٹھیک ہے برداشت کرو اب مجھے۔۔۔ میں جاگوں

گا۔۔۔تو یہ کیسے ممکن ہے کہ تمہیں سونے دوں

گا جان من۔۔۔"اس کی باتیں سن۔۔۔عائشہ کو

لگا کے ہتھیار ڈال دینے چاہیے۔۔۔اس سے پہلے

کہ معاملات سنگین صورت اختیار کر لیں۔۔۔

"اچھا میں بتا دوں گی تو پھر تم آرام سے سو جاؤ گے نا؟؟" عائشہ نے بڑی معصومیت استفسار کیا۔۔

"بالکل۔۔۔ میں سو جاؤں گا"

"اوکے" عائشہ اپنے ہونٹوں کو چبانے لگی

تھی--- ساتھ ہی ایک گہرا سانس لیا--- جیسے

ہمت جمع کر رہی ہو اپنے اندر---

وہ بہت شرمیلی سی تھی---

"میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں

درنجف۔۔۔۔ بس اتنا کہا تھا۔۔۔ "وہ نظر جھکائے

شرمیلی اداؤں کے ساتھ بولی۔۔۔

وہ اچھے سے جانتا ہے عائشہ محبت کرتی ہے اس

سے۔۔۔ اس کا ہر عمل خود بتاتا ہے۔۔۔ لیکن

اس کے منہ سے سننے میں۔۔۔الگ ہی خوشی
محسوس کی تھی درنجف نے۔۔۔۔

"اب بول دیا میں نے ۔۔۔چلو ہٹو۔۔۔ "وہ معصوم
واقعی سمجھ رہی تھی کہ معاملہ اب نمٹ جائے گا
۔۔۔یہی دیکھ درنجف شوخی سے مسکرایا۔۔۔

"کیا؟؟...اپ نے خود کہا تھا آپ سوئیں گے" وہ اسے اسی کا دو منٹ پہلے کیا وعدہ یاد دلا رہی تھی---

"ہاں تو سوئیں گے نا--- مگر آرام سے---" وہ ایک آنکھ شرارت سے ونگ کرتا--- مزید اسے کوئی

احتجاج کا موقع دیے۔۔۔کمبل سے دونوں کو کور کرگیا تھا۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"تم کہاں ہو؟؟" جانشیر نے ابھی کال ریسیو ہی کی تھی کہ زمر کی دوسری جانب سے تیزی سے آواز آئی۔۔۔

"اپنے کیبن میں اور کہاں--- تم ابھی تک کیوں
نہیں آئیں؟؟... طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟؟" زمر
کبھی بھی لیٹ آفس نہیں آتی تھی بلکہ اکثر باس
ہونے کے باوجود وہ سب سے پہلے آکر بیٹھی ہوتی
تھی ---- یہی وجہ تھی کہ جانشیر کو لگا شاید وہ

بیمار ہے اس لیے وہ فکر مند لہجے میں استفسار

کرنے لگا۔۔۔

"تم گھر آؤ میرے جلدی۔۔۔ پھر بتاتی ہوں۔۔۔"

زمر عجلت سے گویا ہوئی۔۔۔

"کیا ہوا ہے؟؟ خیریت تو ہے؟؟" وہ مزید پریشان ہوا

"آؤ تو سہی گھر۔۔۔بتاتی ہوں نا۔۔۔جلدی آؤ۔۔"

کیا ہوا ہوگا؟...وہ ٹھیک تو ہو گی نا؟؟...کہیں چوٹ تو نہیں لگ گئی اس کے؟؟...کہیں کچھ ہو

تو نہیں گیا اسے؟؟؟...انگنت وسوسے اپنے ذہن میں لیے وہ تیزی سے چابی اٹھا کر باہر کی جانب دوڑا۔۔۔

پورے راستے وہ بار بار زمر کو کال بھی کرتا رہا۔۔۔ مگر اس لڑکی نے کال پک ہی نہ کی۔۔۔

ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اس کا دل بھاری ہو رہا

تھا۔۔۔

"زمر۔۔۔ تم ٹھیک ہو نا" وہ اس کی پارکنگ سے

بھاگتا ہوا اوپر آیا تھا۔۔ یہی سبب تھا کہ سانس

بری طرح پھول رہا تھا اس کا۔۔زمر کے دروازہ

کھولتے ہی۔۔۔وہ فوراً ہی اسے سر تا پاؤں جائزاتی

نگاہ سے دیکھتے ہوئے۔۔۔فکر مند لہجے میں پوچھنے لگا۔۔۔

"کون آیا ہے زمر؟؟"پیچھے سے کسی کی آواز آئی تھی ۔۔۔ وہ نسوانی آواز تھی۔۔۔

جانشیر اس آواز کو سنتے ہی یکدم تھم سہ گیا۔۔۔

اور پھر اس نے زمر کے پیچھے کسی کو آتے محسوس کیا---

اس خاتون کو دیکھتے ہی اسے لگا --- کہ وہ اگلا سانس نہیں لے سکے گا---

"جانشیر۔۔۔ یہ تم ہو ناں؟؟..." میٹھی سی آواز اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرائی اور وہ بت سہ بن کر بس دیکھتا ہی رہا۔۔۔یہاں تک کہ وہ آکر اس سے لپٹ گئیں۔۔۔

اس کے کبھی پیشانی پر چومتیں۔۔۔تو کبھی گالوں پر۔۔۔ کبھی اس کے ہاتھوں کو چومتیں تو کبھی

اس کے سینے سے لگ جاتیں۔۔۔اور وہ لڑکا صرف

بت بن کر کھڑا تھا۔۔۔اس کا دماغ جیسے پروسیس

ہی نہیں کر پا رہا کہ کیا دیکھ لیا اس نے۔۔۔کس

سے مل لیا وہ آج۔۔۔۔یہ تو وہ خاتون ہے جو صرف

خوابوں میں آتی تھی۔۔۔ جن کی لوریوں کی طلب

میں اس کا بچپن گزر گیا۔۔۔ جنھیں ملنے کی

خواہش ارزو۔۔اور ارزو سے جیسے کبھی ختم نہ ہونے

والا سفر بن گئی۔۔۔اسے لگا تھا وہ شاید مرتے دم

تک انہیں نہ مل سکے گا۔۔۔جب وہ چھوٹا تھا تو

اپنے باپ کی شادی کے کچھ سالوں بعد اسے اپنی

ماں کی دوسری شادی کی خبر بھی آگئی تھی

۔۔۔اس لیے کبھی ہمت ہی نہ کر سکا ان سے ملنے

کی۔۔۔ان کے پاس جانے کی ۔۔۔دادی کہتی

تھیں وہ تجھے پوچھے گی بھی نہیں اب۔۔۔اس کے

پاس اپنا دوسرا شوہر ہے اور یہ اس کے ذہن میں

بیٹھ گیا تھا۔۔اس لیے آج جب وہ سامنے سے آکر

گلے لگیں ۔۔۔تو یہ ایک بہت ان ایکسپیکٹڈ مومنٹ

تھا اس کے لیے۔۔۔ جس پر اس کے دماغ کو

اعتبار کرنے کے لیے بھی وقت درکار تھا۔۔۔

صرف ایک ماں ہی تو چھینی گئی تھی اس کی مگر دنیا میں جیسے اسے تنہاء کر دیا گیا ہو---

"کیا ہوا جانشیر؟؟... کیا ناراض ہو مجھ سے؟؟؟" اس کے چہرے پر اپنے ہاتھوں کا پیالہ بنا کر--بڑے پیار سے پوچھ رہی تھیں حناء خاتون---

"نہیں ماما۔۔۔۔" ان کے استفسار کرتے ہی وہ چھوٹے سے بچے کی طرح تیزی سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔۔۔ جیسے ڈر ہو کہ ہاں بولے گا یا ظاہر کرلے گا کہ ناراضگی ہے۔۔۔تو وہ چھوڑ کے چلی جائیں گی دوبارہ۔۔۔

"ماما-- یہ واقعی آپ ہو...یہ واقعی آپ ہو" کتنے لمحے گزر جانے کے بعد اس لڑکے کو اعتبار آیا تھا--- کہ یہ واقعی اس کی ماں ہے جو اس وقت اسے پیار کر رہی ہے---اسے سینے سے لگا رہی ہے --

اب وہ ان کے وجود کو اپنی باہوں کے حصار میں

جکڑتے ہوئے۔۔۔ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر

رونے لگا تھا۔۔۔

ان ماں بیٹے کو روتا دیکھ۔۔۔زمر کی آنکھوں میں

بھی آنسو آگئے تھے۔۔۔

تھوڑی دیر بعد---

"ماما تمھیں کہاں ملیں؟؟"

"میں اولڈ ہاؤس میں کپڑے وغیرہ دینے گئی تھی

وہیں ملیں-- بات کی تو پتہ چلا کہ ان کے

دوسرے شوہر کے انتقال کے بعد بچوں نے

انہیں اولڈ ہاؤس میں بھیج دیا ہے--- یہ کافی

وقت سے ہیں وہاں--- بس میرا ملنے کا اتفاق آج

ہوا--- تو میں انہیں گھر لے آئی --- میں نہیں

چاہتی انٹی اولڈ ہاوس میں رہیں ---ویسے بھی میرا

گھر بڑا ہے ---وہ آرام سے رہ لیں گی یہاں---"

اس کی بات سننے کے بعد جانشیر اسے مشکور

نگاہوں سے تکنے لگا---- وہ شاید الفاظوں میں

بیان ہی نہیں کر سکتا تھا کہ کس قدر شکر گزار ہے

وہ اس لڑکی کا۔۔۔

کیا؟؟" جانشیر کی نگاہیں اس قدر پر تپش تھیں اس قدر محبت سے لبریز اس قدر مشکور۔۔۔کہ اس کے سامنے سکون سے بیٹھنا زمر کے لیے ممکن نہ رہا تھا

اب۔۔۔۔ وہ ٹوکنے والے انداز میں ایک ابرو اچکا کر استفسار کرنے لگی۔۔۔

"ادھر آؤ تم "اسے واقعی بڑا پیار آرہا تھا زمر پر۔۔۔

"او بھئی۔۔۔ چاچی بھی ہیں گھر میں اب

۔۔۔ عزت سے رہو ذرا تم میرے ساتھ۔۔۔ "وہ ذرا

اترا کر ہاتھوں سے دور رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔

"زمر کافی کہاں رکھی ہے؟؟" اندر سے حنا خاتون کی آواز آئی تھی۔۔۔

"چاچی وہیں رکھی ہے اوپر والے کیبنٹ میں" اس
نے تیزی سے آواز لگائی۔۔۔ ساتھ ہی اٹھ کر کچن
کی جانب جانے لگی۔۔۔ لیکن اس سے پہلے وہ فرار
ہو پاتی۔۔۔ جانشیر نے اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں
لے لیا تھا۔۔۔اور اگلے ہی پل اسے صوفے پر گرا
کر۔۔اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں الجھا کر
۔۔۔انہیں خوب بگاڑنے لگا۔۔۔

" جانشیر ۔۔۔کیا نفسیاتی ہو تم ؟؟... جب دیکھو

میرے بال بگاڑتے رہتے ہو۔۔۔ابھی بنائے تھے

میں نے ۔۔۔ "وہ جزبز ہوکر کہ رہی تھی ۔۔۔ جب

کہ مقابل اس کے بال بگاڑنے کے بعد اب

پرسکون انداز میں بیٹھ کر ۔۔۔پاکٹ سے سیل

نکالنے لگا تھا۔۔۔۔

"میں ذرا ناچاچی کو دیکھ لوں---- پھر بتاتی ہوں تمھیں آکر---"زمر اس کے منہ پر کشن مار کر تیزی سے بھاگتے ہوئے بولی---

زمر اس کی ماں کو کیا گھر لائی--جانشیر نے اس کے گھر کو ہی اپنا گھر بنالیا ہو جیسے--- اب آفس

کے بعد وہ گھنٹوں اپنی ماں کے پاس یہاں آکر بیٹھ جاتا۔۔۔ اکثر تو سو بھی وہیں جاتا تھا۔۔۔

زمر اور وہ کتے بلی کی طرح لڑتے رہتے۔۔۔ حنا خاتون۔۔وہ بیچاری انہیں سلجھانے میں لگی رہتیں۔۔۔۔۔

وہ لڑکا بہت خوش رہنے لگا تھا۔۔۔ مگر زیادہ دیر

اسے خوشیاں کہاں راز آتی ہیں۔۔۔ وہ آفس میں تھا

جب اسے اپنے والد کی کال آئی کہ لگلے ہفتے وہ

اس کی شادی کر رہے ہیں۔۔۔اس لیے کل سے

مایوں مہندی کے فنکشن سٹارٹ کر دیں گے وہ

۔۔۔ سب کو دعوت دے دی ہے۔۔وہ بھی

آجائے۔۔۔

جہاں جانشیر کی زندگی میں اچانک شادی کا بم پھوٹا تھا۔۔۔وہیں کوئی اور بھی تھا جو ایک طوفان سے لڑ رہا تھا

اسٹوڈیو کے باہر کی فضا عجیب کشیدہ تھی۔

کیمرے، مائیک اور رپورٹرز کا ہجوم ایک طوفان کی

طرح اس کے پیچھے دوڑا جا رہا تھا۔ ہر چینل پر

بریکنگ نیوز چل رہی تھی "مشہور فلم اسٹار حمزہ پر

ایک معروف ہیروئن کو ہراساں کرانے کا

الزام۔۔۔ کیس درج"

سوشل میڈیا آگ کی طرح بھڑک چکا تھا۔ لوگ

تبصرے کر رہے تھے، موم بتی مافیا جل رہا تھا، اور

حمزہ کا کیریئر پل بھر میں اندھیروں میں ڈوبتا جا رہا

تھا۔

"اگر آپ بے قصور ہیں تو ڈرنے کی ضرورت

نہیں... لیکن میڈیا آپ کو نہیں چھوڑے

گا۔" حمزہ گاڑی کے شیشے کے پیچھے بیٹھا

تھا۔۔۔دونوں ہاتھ کانپ رہے تھے۔ وہ بار بار
اپنے وکیل کے الفاظ یاد کر رہا تھا

اس نے ایک لمبی سانس لی۔۔۔ موبائل نکالا اور
ایک ہی شخص تھا جو اس کے دل میں آیا اس
لمحے۔۔۔اپنی بیوی طیبہ۔۔۔

اس کے ہاتھوں میں تھرتھراہٹ تھی۔ اس نے

کال ملائی۔۔

ان جدائی کے سالوں میں پہلی بار کال کر رہا تھا وہ

اسے ۔۔۔ نہیں جانتا وہ اٹھائے گی بھی یا نہیں

۔۔۔ خدشہ تھا کے کہیں نمبر نہ چینج کر لیا ہو۔۔۔

فون اٹھتے ہی طیبہ کی گھبرائی ہوئی مگر نرم آواز آئی۔۔"حمزہ... یہ سب کیا ہو رہا ہے؟"

یہ اتفاق نہیں تھا کہ کال فوراً ریسیو ہوئی۔۔۔ طیبہ خود ہمت جمع کر رہی تھی اسے کال کرنے کی آج۔۔۔ اگر وہ کال نہ کرتا تو دو منٹ بعد اس کی آ جاتی۔۔۔

اس لڑکے کے گلے میں جیسے کچھ اٹک گیا ہو۔۔۔

"طیبہ... تم نے نیوز دیکھی ہوگی۔ سب کہہ رہے
ہیں کہ میں نے اسے ہراساں کیا۔۔۔ اور قتل
کرنے کی کوشش کی۔۔۔ میرے خلاف کیس

بھی ہو گیا ہے۔"وہ رک گیا۔۔۔آواز کمزور پڑ گئی۔۔۔

"بس ایک بات پوچھنی ہے..."

خاموشی کے چند ثانیے جیسے اس کی سانس روک رہے تھے۔

"کیا تمہیں مجھ پر یقین ہے؟"

"حمزہ۔۔۔میں تمہیں جانتی ہوں۔"طیبہ نے سانس کانپ کر بھری۔۔۔لیکن اس کے لہجے میں مضبوطی اتر آئی۔

اس لڑکی نے سوچنے کے لیے ایک لمحہ بھی نہ

لیا۔۔۔اسے اتنے سالوں کی جدائی کے بعد بھی

اپنے شوہر پر یقین تھا۔۔۔کہ وہ کسی لڑکی کو ہراسا

کر ہی نہیں سکتا۔۔۔وہ ایسا بندہ ہی نہیں۔۔۔

حمزہ کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔۔۔

"مجھے یقین ہے تم نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ لوگ کچھ بھی کہہ لیں۔۔۔پوری دنیا تم پر الزام لگا دے... مگر میرا ایمان ہے تم بے قصور ہو۔"

حمزہ نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔ جیسے ساری دنیا کا شور ماند پڑ گیا ہو۔

"تمہارے یہ الفاظ ہی میرا سہارا ہیں طیبہ... اگر تم یقین رکھتی ہو تو پھر مجھے کسی کی پرواہ نہیں---"

"میں تمہارے ساتھ ہوں، ہر حال میں۔" دوسری طرف طیبہ کی آواز اور مضبوط ہو گئی---

گاڑی کے باہر کیمرے چمک رہے تھے، رپورٹرز چیخ

رہے تھے، مگر حمزہ کے دل میں ایک عجیب سی

سکون کی روشنی اُتر گئی تھی---

♡*Husny Kanwal*♡

"او۔۔ نو۔۔۔ یہ اچانک بارش کیسے ہو گئی" وہ اپنے کارخانے آئی ہوئی تھی مزدوروں کو دیکھنے۔۔۔ لیکن واپسی پر تیز بارش شروع ہو گئی۔۔۔

اس نے سوچا تھا بارش رکے گی تو وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر آرام سے چلی جائے گی۔۔۔ لیکن

دیکھتے ہی دیکھتے پانی بھرنا شروع ہو گیا---بارش

بھی جیسے رکنے کا نام ہی نہ لے رہی ہو---

وہ وائٹ کلر کی پینٹ اور لائٹ پنک کلر کی شرٹ

میں ملبوس تھی---کیونکہ بارش اچانک ہوئی تھی

اس لیے وہ چھتری بھی ساتھ نہیں لائی

تھی۔۔۔بارش کو نہ رکتے دیکھ۔۔۔اس نے ایسے ہی گھر جانے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔

گاڑی ڈرائیو کر کے وہ تھوڑا آگے ہی پہنچی تھی کہ ٹریفک میں پھنس گئی۔۔۔۔

اب بارش مسلسل ہو رہی تھی۔۔۔ اور بارش کے ساتھ ساتھ روڈز پر پانی بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔یہاں تک کہ لوگوں کی گاڑیوں میں داخل ہونے لگا۔۔۔

بہت سے لوگوں کی گاڑیاں پانی میں بند ہو گئیں۔۔۔ جن میں سے ایک اس کی بھی تھی۔۔۔

وہ پھنس گئی تھی بری طرح ---

اب تو لوگ بارش رکنے کی دعائیں کرنے لگے

تھے ---

وہ اکیلی تھی اوپر سے اس کے کپڑے بہت لائٹ

کلر کے تھے --- اس لیے اس کی جان نکل رہی

تھی یہ سوچ کر۔۔۔کہ وہ کیسے باہر نکلے گی

۔۔۔کیسے گھر پہنچے گی۔۔۔ کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا

تھا۔۔۔۔

اوپر سے کچھ آوارہ لڑکے اپنی بائیک بالکل اس کی

گاڑی سے لگا کر۔۔۔ مسلسل کھڑکی سے اندر جھانک

رہے تھے۔۔۔

ان کی نظریں زمر کو انکمفرٹیبل کر رہی تھیں---

"ہیلو--- جانشیر--- پلیز یہاں پر آؤ--- یہاں
پانی بھر گیا ہے--- میری گاڑی پھنس گئی
ہے---" اسے پریشانی کے عالم میں سب سے پہلے

جانشیر یاد آیا تھا ہر بار کی طرح---جب کہ وہ جانتی تھی کہ آج اس کی مایوں ہے---

"میں آرہا ہوں تم پریشان نہ ہو--- تم بس لوکیشن سینڈ کرو مجھے" ابھی جانشیر بول ہی رہا تھا جب اس کی گاڑی کے شیشے پر کسی نے انگلی سے نوک کیا---

"زرم" کھڑکی پر موجود شخص کو دیکھ زمر حیرت سے
بولی---جو موبائل کی دوسری جانب جانشیر نے
بھی سن لیا تھا---

اتنی مشکل حالات میں اچانک کوئی اپنا نظر آئے تو
ایک لڑکی کیسے خوش نہ ہو---وہ سب کچھ بھول

کر تیزی سے شیشہ نیچے کرنے لگی۔۔۔تاکہ اسے کہے کہ میری مدد کرو۔۔۔

"زرم۔۔۔ میری ۔۔۔"ابھی وہ بولنے ہی لگی تھی جب اس نے زرم کی آنکھوں کو دیکھا۔۔۔وہ آج بھی اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے وہ اس کی گنہگار ہو ۔۔۔

اور یکدم اس کے الفاظ منہ میں کہیں کھو گئے۔۔۔

وہ مشکل کا وقت تھا وہاں تو غیر بھی ایک

دوسرے کی مدد کر رہے تھے۔۔۔وہ کیسے اپنے

خاندان کی لڑکی کو چھوڑ جاتا۔۔۔یہی وجہ تھی کہ

دور سے دیکھنے کے بعد وہ تیزی سے اس کی مدد کرنے خود چلا آیا تھا۔۔۔

بارش ابھی بھی جاری تھی ۔۔۔لوگ یہی کہتے سنائی دے رہے تھے کہ پانی ابھی اور بڑھے گا۔۔۔ ممکن ہے کہ پوری رات لوگ یہیں پھنسے رہیں۔۔۔

"اپنی کار لاک کر کے یہیں چھوڑ دو۔۔۔ اور باہر

نکلو۔۔۔ ہم پیدل چلتے ہیں اس سے پہلے کہ پانی

مزید بڑھے۔۔۔" وہ نرمی سے گویا ہوا جس پر اعتبار

کرتے ہوئے وہ اپنی گاڑی سے نکلنا چاہتی تھی

۔۔۔ لیکن اپنے کپڑوں کے لائٹ ہونے کے سبب

۔۔۔ وہ ہچکچاہٹ کا شکار ہوئی۔۔

"میرے کپڑے" وہ آہستگی سے منمنائی---

جو سیل کی دوسری جانب جانشیر نے بھی سنا---

"یہ پہن لو۔۔۔" اس نے فوراً ہی اپنی شرٹ اتار کر اسے دی۔۔۔

وہ دو شرٹیں پہنا ہوا تھا ایک انر وائٹ کلر کی۔۔۔اور اس کے اوپر چیک والی۔۔۔تو چیک والی اس نے زمر کو پکڑا دی تھی۔۔۔

"جانشیر زرم آگیا ہے تو وہ مجھے گھر چھوڑ دے گا

---تم فکر مت کرو---ٹھیک ہے---بائے"

کال ڈس کنیکٹ کرنے کے بعد اس نے جلدی

سے زرم کی شرٹ پہنی---اور پھر گاڑی کو لاک

کر کے---زرم کا ہاتھ پکڑے اس پانی کے ریلے

کو پار کرتی ہوئی---جیسے تیسے کر کے پاس کے

ہوٹل پہنچی---

کراچی کے بڑے بڑے ہوٹلز نے بارش میں پھنسے

ہوئے لوگوں کے لیے اپنے ہوٹلوں کے دروازے

کھول دیے تھے ۔۔۔ کہ وہاں پر آ کے اپنا موبائل

چارج کر لیں جب تک بارش ہو رہی ہے وہاں بیٹھ

جائیں ۔۔۔یہاں تک کہ فری میں کھانا بھی دے

رہے تھے۔۔۔

بہت سے لوگ تھے وہاں۔۔۔ جن میں وہ دونوں
بھی بیٹھ گئے۔۔۔

جانشیر کی ہر تھوڑی دیر بعد کال آرہی تھی اور زمر
بار بار اسے بتا رہی تھی کہ وہ ٹھیک ہے۔۔اور زرم
اس کے ساتھ ہے۔۔۔تو فکر نہ کرے۔۔۔

اور جانشیر اسے نہیں سمجھا پا رہا تھا کہ ذرم اس کے ساتھ ہے تبھی تو فکر اور بڑھ گئی ہے۔۔۔ تبھی تو بے چینی اور بڑھ گئی ہے۔۔۔ تبھی تو اب ایک پل کا سکون نہیں آ رہا۔۔۔

"سوری---" وہ دونوں صوفے پر بیٹھے ہوئے

تھے--- کتنی ہی دیر گزر گئی تھی مگر دونوں نے

ایک دوسرے سے بات تک نہ کی--- مگر زمر اس

سے معافی مانگنا چاہتی تھی اس لیے اسی نے ہمت

کر کے ابتدا کی---

"کیوں؟؟؟... مجھ سے محبت نہیں کر سکیں اس لیے؟؟... یا مجھے چھوڑ کر بھاگ گئی اس لیے؟؟؟..." وہ مسکرا کر طنزیہ پوچھنے لگا لیکن اس مسکراہٹ کے پیچھے چھپی اذیت کو زمر محسوس کر سکتی تھی--

"دونوں کے لیے" شرمندگی کی انتہا گہرائیوں میں اتر

گئی تھی وہ ---جانتی ہے شروع سے کہ وہ زرم کی

گنہگار ہے ---اس نے تو اپنی جانب سے کبھی بھی

اس منگنی کو نبھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی

تھی ---اور یقینا وہ شوہر بھی بہت اچھا بنتا ---

بس اسی نے اپنی بیوقوفیوں سے اپنے پاؤں پر

کلہاڑی ماری ---

"بہت سال گزر گئے ہیں زمر۔۔۔ اور یہ معافی

بھی تم صرف اس لیے مانگ رہی ہو چونکہ ہم اتفاق

سے مل گئے ہیں۔۔۔"

"نہیں۔۔۔میں ہمیشہ سے مانگنا چاہتی تھی۔۔۔مگر کبھی ہمت نہیں ہوئی" اس لڑکی کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔

"اچھا رو مت پلیز۔۔۔" عجیب بات ہے نا۔۔۔یا شاید اس کے سادگی۔۔۔کہ آج بھی وہ اپنے آپ

کو سب سے گہرا زخم دینے والی کو۔۔۔روتا ہوا نہیں
دیکھ سکتا تھا۔۔۔

"جب ہماری منگنی ہوئی تب میں الریڈی کسی کے
نکاح میں تھی۔۔۔تب ہی میں پوری کوشش کرتی
تھی تمھیں خود سے دور رکھوں ۔۔۔ لیکن تم میرے
اشارے سمجھتے ہی نہیں تھے۔۔۔"

"ہاں ۔۔۔ بیوقوف تھا نا اس لیے" وہ تیزی سے

بولا۔۔۔اور یہ طنز تھا بھی تو زمر کے لیے نہیں تھا

۔۔۔ خود پر تھا ۔۔۔وہ گویا خود کو چوٹ کر رہا تھا

۔۔۔

"ایسے مت بولو۔۔۔ تم بس بہت اچھے ہو۔۔۔اس لیے"

"اچھا تھا مگر اتنا نہیں کہ تمہیں پسند آجاتا" وہ آج بھی یہ دکھ لیے ہوئے تھا اپنے دل میں۔۔۔

"سوری--- تم اچھے ہو--- دیکھنا تمھیں بہت اچھی لڑکی ملے گی---"

"کیا تم نہیں مل سکتیں؟؟؟" وہ معصومیت سے استفسار کرنے لگا--- اس کے سوال پر زمر مکمل شاکڈ میں چلی گئی---

"وہ۔۔ وہ۔۔"اس کے پاس الفاظ ہی نہیں تھے۔۔۔ اسے کچھ نہ بولتا دیکھ۔۔۔۔۔ مقابل زور سے ہنسا۔۔۔

"اگر تم اس لڑکے کے نکاح میں نہ ہوتیں۔۔ تو کیا مجھ سے محبت کرتیں؟؟؟" بہت سال گزر گئے تھے۔۔۔ اس لیے غم و غصہ اب باقی نہ بچا

تھا۔۔۔ مگر رنج و بہت سے سوالات ذہن میں رہ

گئے تھے۔۔۔ جنہیں آج وہ سامنے سے پوچھ رہا تھا۔

۔۔

"پتا نہیں" زمر نے لاعلمی میں کندھے اچکاتے

ہوئے کہا۔۔۔

"دل رکھنے کے لیے ہی ہاں کر دیتیں یار۔۔۔" وہ

دل جلی سی مسکراہٹ چہرے پر لیے گویا ہوا۔۔۔

زمر کے نزدیک وہ اس کے قابل نہیں تھی۔۔۔ وہ

بہت اچھا لڑکا ہے اور بہت اچھی لڑکی ڈیزرو کرتا

ہے۔۔نہ کہ اس جیسی۔۔۔

رات گزرتی رہی۔۔۔ باتیں ہوتی رہیں۔۔۔۔ اور آہستہ آہستہ اسے نیند آنے لگی۔۔۔

اب وہ بیٹھے بیٹھے جھونکے لے رہی تھی۔۔۔

یوں ہی جھونکا لیتے لیتے۔۔۔ اس کا سر زرم کے کندھے پر گرنے ہی لگا تھا۔۔ جب اچانک زرم کے

کندھے اور اس کے چہرے کے درمیان ایک ہاتھ حائل ہوا۔۔۔

"جانشیر؟؟" زرم اسے اچانک اپنے سامنے کھڑا دیکھ چونکا۔۔۔

اس کی تو مایوں تھی نا۔۔۔پھر اتنی بارش میں جہاں سب راستے بند پڑے ہیں۔۔وہ کہاں سے ہوٹل آ گیا تھا؟؟؟...

"تھوڑی سی جگہ ملے گی بیٹھنے کی" وہ چاہتا تو زرم کے برابر میں بیٹھ جاتا۔۔۔لیکن اس نے بیچ میں جگہ مانگی ۔۔۔

زرم کچھ کہتا۔۔۔اس سے قبل ہی جانشیر بے

شرموں کی طرح زبردستی ان کے درمیان گھس کے

بیٹھ گیا تھا۔۔۔زرم کو نہ چاہتے ہوئے بھی سائیڈ

ہونا پڑا۔۔۔

زمر کا چہرہ جو اس کے ہاتھوں پر ٹکا ہوا تھا اس نے

بہت نرمی سے اپنے کندھے پر ٹکا لیا۔۔۔ اور

مطمئن انداز میں معصوت بچوں کی طرح

مسکرایا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

اس کی آنکھ کھلی تو سورج کی روشنی کے ساتھ کچھ لوگوں کی چہ میگوئیاں محسوس کیں۔۔۔اس نے سامنے کی جانب دیکھا تو لوگ اسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔

وہ فورا سیدھی ہونے لگی۔۔۔

مگر اگلے ہی پل ---اپنے برابر میں صوفے سے ٹیک لگا کر--- سوتے ہوئے لڑکے پر نظر پڑی ---اور وہ یک دم چونکی---

"جانشیر-- تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟" اس نے جانشیر کے بازو کو پکڑ کر ہلکا سہ ہلاتے ہوئے سوال کیا--- جس پر اس لڑکے کی آنکھ کھلی-----

"صبح ہو گئی؟؟"اس نے آنکھ کھلتے ہی۔۔۔سب سے پہلے اس کی جانب دیکھ استفسار کیا۔۔۔

"ہاں ہو گئی صبح۔۔۔ زرم کہاں ہے؟؟؟...اور تم یہاں کہاں سے آگئے؟؟؟۔۔۔۔ تمہاری تو مایوں تھی ناں۔۔۔"

"ہاں۔۔ مایوں۔۔۔وہ تو کینسل ہو گئی تھی۔۔۔"

وہ لاپرواہی سے گویا ہوا

" کینسل ہو گئی اچانک۔۔۔ بارش کی وجہ سے؟؟

"اس نے اندازہ لگایا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ بس مجھے کوئی اور لڑکی پسند آگئی اس لیے۔۔۔" نہایت نرمی اور لاپرواہی کے ساتھ بتانے لگا۔۔۔ جیسے موسم کا حال بتا رہا ہو ۔۔۔جب کہ زمر حیرت سے اس کا چہرہ تکنے لگی۔۔۔

"کیا بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو تم ؟؟---"اس کے سر پہ دھب لگاتے ہوئے بولی---یہ گمان کر ---کے شاید وہ نیند میں ہے---اس لیے اس طرح کی باتیں کر رہا ہے---

"سیریس بتا رہا ہوں---مایوں کنسل ہو گئی ہے---اور شادی بھی---"

"مگر کیوں؟؟؟"

"ابھی تو بتایا میں نے۔۔۔ کہ مجھے کوئی اور لڑکی پسند آگئی اس لیے۔۔۔"

"اور چاچا مان گئے ؟؟" وہ خاصہ حیرت سے ---

"تمہیں لگتا ہے ایسا ہو سکتا ہے --- ایک تھپڑ ٹکایا انہوں نے ڈائریکٹ میرے چہرے پر --- پھر غصے سے گھر سے نکل دیا ---- کہنے لگے آئندہ چہرہ مت دکھانا ، جنازے پہ مت آنا ---وغیرہ وغیرہ" دنیا جہاں کی بیزارت یا بے نیازی --- جو چاہے کہیے

اس شخص کے مزاج کو۔۔۔کہ اسے فرق ہی نہیں

پڑھ رہا تھا کہ اس کے باپ نے اسے گھر سے نکال

دیا ہے رات کو۔۔۔۔

نہ صرف گھر سے نکالا ہے۔۔ جینا مرنا تک ختم کر دیا

ہے۔۔۔ مگر بجائے اس کے۔۔۔کے وہ غم

کرلئے۔۔۔دکھی ہو۔۔۔الٹا پرسکون ہوکر سو رہا

تھا۔۔۔

"کیا؟؟؟.... انہوں نے تمہیں مارا اور گھر سے

نکال دیا۔۔۔ اور تم اتنے آرام سے یہاں بیٹھے

ہو؟؟" زمر پینک ہوئی۔۔۔

"تمہیں نہیں لگتا تم مسلسل غلط سوالات پوچھتے

ہوئے غلط ٹریک پہ چڑھ رہی ہو۔۔۔ تمہیں تو پوچھنا

چاہیے وہ لڑکی کون ہے۔۔۔ جسے میں پسند کرتا ہوں

جس کی خاطر میں سب کچھ چھوڑ کر آگیا ہوں۔۔۔"

وہ اسے اب صحیح راہ دکھا رہا تھا سوالات کی۔۔۔۔

"کیوں پوچھوں؟؟..." زمر احتجاجی لہجے میں---

"کچھ نہیں پوچھنا مجھے---اچھی خاصی زندگی چل

رہی ہے تمہاری---اب آرام سے شادی

کرو---گھر بساو---- تمہارا برائٹ فیوچر تمہارا انتظار

کر رہا ہے---جس میں تمہارا ایک اپنا گھر ہو گا

کاروبار ہو گا بیوی بچے ہوں گے---پاگلوں کی طرح

سب چھوڑ کر کیوں آگئے ہو؟؟؟---" خاصہ جل

کر کہنے لگی۔۔۔ جیسے اس کی عقل پہ ماتم کر رہی

ہو۔۔۔

جبکہ مقابل ہنسا تھا۔۔۔ تو وہ جانتی ہے پہلے سے

اس کی پسند کے متعلق۔۔۔

"لائف تو واقعی میری بہت اچھی چل رہی

ہے--اور مزید اس میں چار چاند لگ جائیں گے

اگر وہی لڑکی میرے ساتھ ہو جس سے میں شادی

کرنا چاہتا ہوں----تو پھر جیسا تم نے کہا گھر ہوگا،

کاروبار ہوگا، بچے ہوں گے----اور میں خوش

رہوں گا---اور ان سب کے لیے مجھے اپنے باپ

کی ضرورت نہیں ہے زمر--- میں اپنے پاؤں پر

کھڑا ہوں اس وقت۔۔۔" اپنی بات کہتے ہوئے اس

نے کب زمر کے ہاتھ کو پکڑا۔۔۔کب اس میں

اپنی انگوٹھی پہنائی۔۔۔مقابل کو خبر ہی نہیں

ہوئی۔۔۔وہ تو جب اپنی بات کہنے کے بعد۔۔۔اس

حسین لڑکے نے اس انگوٹھی والے ہاتھ کو اپنے

دل کے مقام پہ لگایا۔۔۔تو انگوٹھی چمکتے

دیکھ۔۔۔۔وہ حیران ہوئی۔۔۔

"تم پاگل ہو گئے ہو کیا؟؟؟... میں ایک طلاق یافتہ ہوں اور۔۔۔" ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ مقابل تیزی سے اپنے لبوں پر انگلی رکھتے ہوئے ۔۔شش شش کی آواز نکالتا اس کے قریب اپنا چہرہ لایا۔۔۔

"زمر پتا ہے بریرہ کی بار پر میری سب سے بڑی
غلطی کیا تھی۔۔۔کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں
یہ ایکسیپٹ کرنے میں، میں نے خود بہت دیر
لگائی۔۔۔ لیکن میں پھر سے اپنی غلطی نہیں دہرانا
چاہتا۔۔۔ جب میں تمہارے گھر آتا ہوں نا... ماما
کی پرسکون آواز، تمہاری موجودگی، تم دونوں کا ماں
بیٹی والا باؤنڈ۔۔ ہماری شرارتیں ۔۔۔مجھے ایسا لگتا

ہے جیسے زندگی کا ادھورا پن اچانک بھر گیا

ہو۔۔۔ایسے جیسے میری فیملی... میری دنیا پوری ہو

گئی ہو۔اُس لمحے مجھے کسی تیسرے شخص کی کمی

محسوس نہیں ہوتی۔۔۔کسی خواہش کی گنجائش باقی

نہیں لگتی۔۔۔۔میں خود کو مکمل پاتا ہوں زمر...

بالکل مکمل۔"زمر کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے

بڑی محبت سے کہہ رہا تھا وہ۔۔۔

اس نے اپنا حال دل لمحہ بھر میں بیان کر دیا چونکہ

اس بار وہ بہت کلیئر تھا۔۔۔کہ وہ کسی صورت

اپنی محبت کو ہاتھ سے جانے نہیں دے گا

۔۔۔اس بار وہ کسی کنفیوژن کا شکار نہیں

ہوگا۔۔۔اس بار وہ صرف اپنے دل کی سننے

گا۔۔۔

"میں بڑی ہوں تم سے" جس طرح وہ خود کو زرم

کے قابل نہیں سمجھتی اس طرح جانشیر کے بھی

نہیں سمجھتی۔۔۔

وہ اب بھی احتجاج کر رہی تھی۔۔۔ گویا عقل دے

رہی ہو۔۔۔کہ ہٹ جاؤ پیچھے۔۔۔

"تو تم زیادہ پیار کر لینا" وہ شرارت سے گویا ہوا

"میں سیریس ہوں جانشیر۔۔ میں بڑی ہوں تم سے"

وہ پھر سنجیدگی سے جتانے لگی۔۔۔

"بڑی ہو کر بھی اتنی پیاری ---یہ تو ان فیئر ہے یار--" وہ فدا فدا لہجے میں----آنکھوں سے محبت کے جال پھینکتے ہوئے کہہ رہا تھا---

"یار تم سیریس کیوں نہیں ہو رہے ہو؟؟..حد ہوتی ہے ---میں کہہ رہی ہوں میں ایک طلاق یافتہ ہوں --اوپر سے عمر میں تم سے بڑی ہوں---تم

سمجھ کیوں نہیں رہے؟؟؟... وی آر ناٹ آ پرفیکٹ میچ" زمراب خاصہ جھنجھلا کر اپنی بات سمجھانے کی کوشش کرنے لگی---

"عمر بڑی ہے، طلاق یافتہ ہو تو کیا ہوا؟ دل تو میرے برابر دھڑکتا ہے نا تمہارا؟ خواب تو میرے جیسے ہی دیکھتی ہو نا؟"

وہ ایک پل کو بھی زمر کو بولنے کا موقع نہیں دیتا پھر۔۔۔ جیسے ہر دلیل اس نے پہلے ہی سوچ کر رکھی ہو۔۔۔

"میچ پرفیکٹ ہونا ضروری نہیں... پارٹنر کا سچّا ہونا ضروری ہے----اور تم میرے لیے اتنی ہی سچّی ہو جتنی میری اپنی سانسیں۔"

لہجہ مزید بھاری ہوا تھا اس کا----

آنکھوں میں رومانیت چھلک رہی تھی۔۔۔ زمر اس قدر اس کی باتوں میں کھو گئی تھی کہ اپنا ہاتھ بھی اس سے چھڑانا بھول بیٹھی۔۔۔

"تمہارا ماضی؟ میں اس کے پیچھے نہیں بھاگ رہا۔۔۔ میں وہ کل بننا چاہتا ہوں زمر۔۔۔ جس کے ساتھ تمہیں دوبارہ ڈر نہ لگے۔"

وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔۔۔ اسے لگا شاید وہ کچھ

بولنا چاہے گی۔۔۔ لیکن اسے کچھ نہ بولتا

دیکھ۔۔۔اس نے اپنی بات مزید کنٹینیو کی۔۔۔وہ

محسوس کر سکتا تھا۔۔۔ کہ اس کا سنگ دل

محبوب پگھل رہا ہے۔۔۔

"عمر کا فرق تمہیں مسئلہ لگتا ہے... ورنہ مجھے تو کبھی محسوس بھی نہیں ہوتا کہ تم مجھ سے بڑی ہو ---پھر طلاق تم پر داغ نہیں ہے یار... تمہارے صبر کی دلیل ہے۔

اور میں وہ بے وقوف نہیں جو دلائل چھوڑ کر لوگوں کی باتیں دیکھے۔" وہ آہستہ مگر پوری یقین دہانی کے ساتھ بولا---

"تم کہتی ہو ہم پرفیکٹ میچ نہیں...

اور میں کہتا ہوں تم وہ عورت ہو جس کے لیے میں

ساری دنیا سے لڑ سکتا ہوں۔۔۔اب بتاؤ... یہ میچ

غلط ہے یا تمہاری سوچ تھکی ہوئی ہے؟"اس نے

سانس بھری۔۔۔ جیسے وہ فائنل وار کر رہا ہو

اب۔۔۔ اور سوال اسی پر الٹ دیا۔۔۔وہ بھی اتنی خوبصورتی سے کہ وہ لاجواب رہ گئی۔۔۔

اور اسے اپنا یہ لاجواب رہ جانا بھی جیت لگ رہا تھا۔۔۔

"ہاتھ چھوڑو لوگ ہمیں ہی دیکھ رہے ہیں۔۔" وہ آہستگی سے بولی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ دیکھ سکتی تھی اردگرد کے لوگوں کی نگاہیں بار بار ان پر آکر جم رہی تھیں۔۔۔ اور کیونکر نہ جمتیں۔۔۔وہ دونوں اتنے خوبصورت تھے کے لوگوں کی نظر نہیں ہٹ پا رہی تھی۔۔۔

وہ لائٹ پنک کلر کے سوٹ میں ملبوس لڑکی کسی

کھلتے گلاب کی مانند تھی ---اس پہ اس کا وائٹ

رنگ بلب کی طرح چمک رہا تھا اور وہ لڑکا جو اس

کے برابر میں بیٹھا ہوا تھا نیوی بلو کلر کی شرٹ

پر--کریمی پینٹ زیب تن کیے نہایت اٹریکٹو لگ

رہا تھا--- اوپر سے اس نے جو اپنا بلیک کوٹ زمر

کے پاؤں پر ڈال کر---انھیں کور کر رکھا

تھا۔۔۔وہی لوگوں کو بتانے کے لیے کافی تھا کہ وہ کتنا کیرنگ ہے اپنی پارٹنر کے لیے۔۔۔

"چلو پھر باہر چلتے ہیں۔۔۔دیکھتے ہیں کیا صورتحال ہے اب۔۔"وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہوئے کھڑا ہوا۔۔

"ویسے زرم کہاں گیا؟؟؟وہ بھی تو یہیں تھا" زمر

پورے ویٹنگ ایریا میں نظر دوڑاتے ہوئے پوچھ رہی

تھی۔۔۔

"میں نے اس سے کہ دیا کل رات۔۔۔کہ ہم

دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے

ہیں۔۔۔اور ہم بہت جلد ایک دوسرے سے شادی

کرنے والے ہیں۔۔۔اس کا یہاں کوئی سین

نہیں بن سکتا۔۔۔تو بہتر یہی ہے کہ دور

رہے۔۔۔ورنہ بعد میں اسے تکلیف ہو گی اور ایس آ

برو میں نہیں چاہتا کہ اسے تکلیف پہنچے۔۔۔اس

نے میری بات تحمل سے سنی۔۔۔اور صبح ہوتے

ہی وہ یہاں سے چلا گیا۔۔۔"

"تم نے واقعی یہ سب کچھ کہا ہے اسے ؟؟"زمر حیرت سے پوچھنے لگی----

"بالکل---جب میں اپنے والد سے یہ سب کچھ کہہ سکتا ہوں---تو اسے کیوں نہیں---"وہ لاپرواہی سے کندھے اچکاتے ہوئے کہہ اٹھا---

"تم نے چاچا کو بھی یہ سب بتایا ہے؟؟"اس کی آنکھیں جیسے باہر ابلنے کو ہوئیں۔۔۔وہ منہ پر ہاتھ رکھ کے ۔۔۔حیرت سے استفسار کر رہی تھی۔۔۔

"بالکل۔۔۔"وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر۔۔۔فخریہ گویا ہوا۔۔۔۔

"تم پاگل ہو گیا ؟؟... میں نے کب کہا میں تم سے محبت کرتی ہوں ۔۔۔۔اب سب کو لگے گا میں تمہارے چکر میں بھاگی تھی ۔۔۔حد ہو گئی یار ۔۔۔"

زمر اپنا سر پکڑ رہی تھی۔

" منی بدنام ہوئی ----ڈارلنگ میرے لیے ---"

وہ بڑا اترا کر --- ایک آنکھ ونگ کر ---دھوپ کا

کالا چشمہ آنکھوں پر لگاتا --- شرارتی لہجے میں گانا

گاتے ہوئے گاڑی کا ڈور کھولنے لگا --- جبکے زمر

دانت پیس رہی تھی ---

♡ *Husny Kanwal* ♡

"طیبہ؟؟" اپنے نئے سینڈلز کی ڈیزائن کی
پروموشن کے لیے اسے خوبصورت ماڈلز درکار
تھیں۔۔۔ جس کے لیے کافی ماڈلز نے ان سے
رابطہ کیا تھا۔۔۔ان میں سے ایک طیبہ بھی
تھی۔۔۔اور وہ یہاں آتے وقت یہ بات نہیں جانتی
تھی۔۔۔کہ یہ زمر کی کمپنی ہے۔۔۔

جب زمر شوٹ دیکھنے کے لیے وہاں آ کر کھڑی ہوئی۔۔۔تو طیبہ کو دیکھ بے ساختہ بڑی مسرت سے اس کا نام پکار اٹھی۔۔۔

"زمر---یہ واقعی تم ہو" طیبہ کا بھی حال زیادہ جدا نہ تھا---وہ بھی بڑے ہی خوش اخلاقی کے ساتھ محبت سے اس کے گلے آلگی تھی---

شوٹ تقریبا ختم پر تھی---تو اس لیے کام وغیرہ نمٹانے کے بعد زمر اسے اپنے آفس میں لے آئی تھی---

"تمہیں پتہ ہے زمر... میں تو ہمیشہ سے تم سے اور صدف طاہرہ سے ملنے کی خواہش رکھتی تھی۔ میں چاہتی تھی کہ کبھی تمہارے سامنے بیٹھ کر خود اپنی زبان سے تمہیں یہ سب بتاؤں... کہ جن مہنگی مہنگی چیزوں کا میں تمہارے سامنے شو آف کرتی تھی، جن بڑے بڑے برانڈز کے نام لیتی تھی...

اُن سب پر مت جانا۔۔۔وہ حقیقت نہیں تھے...

وہ صرف جال تھا۔ ایک خوبصورت سا دھوکہ... جس

میں اکثر ہم جیسی لڑکیاں باآسانی پھنس جاتی

ہیں۔۔۔۔ تمہیں پتہ ہے۔۔۔یہ بات میں نے آج

تک کسی کو نہیں بتائی... کہ طلال مجھے کہاں لے

کر گیا تھا۔۔۔اور پھر کس طرح بیچ دیا گیا تھا

مجھے۔ ''ماڈل'' بنانے کے نام پر وہ مجھ سے وہ

سب کرواتا رہا... جس کا تصور بھی کوئی باعزت

لڑکی نہیں کر سکتی۔۔۔ جتنا پیسہ اُس نے پاکستان

میں مجھ پر لگایا تھا... اُس سے کئی گنا زیادہ وہ

میری ہر سانس، ہر رات سے وصول کرتا

رہا۔۔۔ میں نے جہنم دیکھا ہے زمر... وہ جہنم جس

میں انسان زندہ رہتے ہوئے بھی مر جاتا ہے۔ مگر

پھر ایک دن عقل آئی... جیسے اندھیرے میں

اچانک ایک روشن دان سے کرن اتری----

تب سمجھ آیا کہ ہمارے والدین جو باتیں زندگی

بھر ہمیں سمجھاتے رہتے ہیں

"پاؤں چادر کے مطابق پھیلاؤ"---وہ کوئی پابندی

نہیں ہوتی... ایک ڈھال ہوتی ہے-

کہ جب ہم چادر سے باہر نکلنے کی ضد کرتے ہیں...

تب ہی یہ دنیا کے درندے ہمیں نوچ کھانے کے

لیے تیار کھڑے ہوتے ہیں۔

زمر... اگر اس دن میں نے وہ ضد نہ کی ہوتی،

وہ چمک دمک کی اندھی خواہش نہ پالی ہوتی... تو آج

شاید میں کسی اور زندگی میں ہوتی۔۔۔" اس کی

بات سنتے ہی زمر زخمی سہ مسکرائی۔۔۔ کیا بتاتی

اسے۔۔۔کہ نصیحت کرنے میں بہت دیر کر دی

تم نے جانا۔۔۔ہم تو بھگت آئے سارے سبق

اب۔۔۔

وہ طیبہ کی آنکھوں میں رنج دیکھ رہی تھی پچھتاوے

کے آنسو دیکھ رہی تھی۔۔۔لیکن پھر بھی تسلی کا

ایک لفظ نہ کہہ سکی اسے۔۔۔چونکہ اگر وہ غلط

نصیحت نہ کرتی ---غلط خواب نہ دکھاتی ---تو شاید

وہ بھی کبھی غلط قدم نہ بڑھاتی ---مگر وہ اپنے

عمل کا اسے قصوروار نہیں ٹھہرا سکتی تھی --چونکہ

اپنا عقل و شعور رکھتی تھی وہ--بس یہ کہنا درست

ہوگا کہ لالچ نے اسے اندھا کر دیا تھا---مگر یہ

بات اس نے جان لی تھی کہ اچھے لوگوں کی صحبت

میں رہنا--- کتنا ضروری ہوتا ہے ---برے

دوست و سہیلیاں آپ کا پورا مستقبل تباہ کر دیتے ہیں---

"تو اب پاکستان میں اپنا ماڈلنگ کریئر اسٹارٹ کیا ہے تم نے؟؟" زمر مزید اس ٹاپک کو کنٹینیو نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ وہ دیکھ سکتی تھی کہ وہ دونوں ہی اس ٹاپک پر بات کرتے ہوئے کمفرٹیبل

فیل نہیں کر رہیں۔۔۔دونوں کو ہی اذیت پہنچ رہی

ہے۔۔۔اس لیے اس نے موضوع تبدیل کیا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ ویسے تو میں گھر میں ہی ہوتی ہوں

بھائی اور پاپا کے زیر اثر شہزادیوں والی زندگی ملتی ہے

۔۔۔ضرورت ہی نہیں ہے مجھے کمانے کی ۔۔۔جو

وہ لاتے ہیں وہ صبر و شکر کر کے کھانا سیکھ لیا ہے

میں نے اب ۔۔۔مگر میرے شوہر پر مقدمہ چل رہا

ہے۔۔۔وہ وہاں جیل میں ہے۔۔۔اور میرے گھر

والوں کے پاس اتنا پیسہ نہیں ہے کہ وہ مجھے انڈیا

بھیج سکیں۔۔۔اس لیے یہاں پر آئی ہوں۔۔۔کہ

یہاں سے جو پیسے ملیں گے اس سے اپنے انڈیا

جانے کا بندوبست کروں گی۔۔۔" حمزہ کا ذکر

کرتے ہی طیبہ کا دل جیسے پھٹ رہا ہو۔۔۔ وہاں

اس کا شوہر جیل میں تھا اور یہاں وہ پاکستان میں

پیسے نہ ہونے کے سبب اپنے ہاتھوں کو بندھا ہوا پا

رہی تھی----

بس ایک دو بار ہی بات ہو سکی تھی اس کی حمزہ

سے--- لیکن وہ کافی تھی یہ بتانے کے لیے کہ

وہ آج بھی اسے اپنی بیوی مانتا ہے اور اس کے

انتظار میں بیٹھا ہوا ہے---

کبھی اس ماڈلنگ کے پیشے کی طرف دوبارہ نہ آتی وہ

---اگر اسے پیسوں کی اشد ضرورت نہ ہوتی ---

وہ لڑکی بس کسی طرح اپنے شوہر کے پاس جانا

چاہتی تھی۔۔۔۔اسے ہمت دینا چاہتی

تھی۔۔۔بتانا چاہتی تھی کہ وہ اس کے ساتھ کھڑی

ہے اس مشکل وقت میں۔۔۔

"سن کر بہت دکھ ہوا۔۔۔ تم مجھے بتاؤ۔۔۔کتنے پیسے چاہیے تمہیں ۔۔۔۔آخر ہم دوست ہیں۔۔۔

"زمر تیزی سے بولی۔۔۔۔

زمر بہت خوبصورت تھی پھر اتنے بڑے برانڈ کی مالک۔۔۔۔ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ بڑی مغرور سی ہوتی۔۔۔اسے پہچانتی بھی نہیں۔۔ لیکن وہ بہت

عاجزی سے مل رہی تھی بہت دوستانہ لہجہ تھا اس

کا۔۔۔اور یہ چیز طیبہ نے شدت سے محسوس

کی۔۔۔

طیبہ ابھی سوچ میں ہی تھی کہ وہ مدد لے یا

نہیں۔۔۔کہ زمر کو اچانک رومان کا خیال آیا۔۔۔

"ویسے میری کزن ہے نا بریرہ ---اس کا ہسبینڈ

رومان احسن شیخ انڈیا میں ہی کافی پاپولر ایکٹر ہے

---تم کہو تو میں ان سے بات کروں؟؟..شاید وہ

تمہاری مدد کر سکے اس معاملے میں---"

"ہاں ---ضرور---" طیبہ دوبدو گویا ہوئی---

ابھی کچھ دنوں پہلے ہی اس نے رومان احسن شیخ

کی بریرہ نامی لڑکی سے نکاح کی خبر سوشل میڈیا پر

سنی تھی۔۔۔ اس نے تصویر بھی دیکھی چونکہ اس

نے بریرہ کو کافی وقت پہلے دیکھا تھا۔۔۔اس لیے

اسے یاد نہیں رہی۔۔۔۔

وہ ان کی کپل پک کو دیکھ کر یہی سوچ رہی تھی

کہ اس لڑکی کو کہیں دیکھا ہے--- اب جب زمر

نے اس کا تذکرہ کیا تو اسے یاد آیا--- وہ زمر کی

کزن ہے--- تبھی اتنی دیکھی دیکھی معلوم ہو رہی

تھی---

♡ *Husny Kanwal* ♡

طیبہ بہت زیادہ ڈری ہوئی تھی اور پھر وہ یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ رومان اور حمزہ مسلسل رابطے میں ہیں۔۔۔ رومان کراچی میں بیٹھ کر بھی جتنی ممکن ہوسکے حمزہ کی مدد کر رہا تھا۔۔اور اس کا پلان یہی تھا کہ یہاں میرے نکاح کی تقریب منعقد ہوگی۔۔۔اور وہاں میں حمزہ کے لیے کورٹ پہنچ

جاؤں گا۔۔۔اس معاملے میں اس نے بریرہ کو

مکمل اعتماد میں لے رکھا تھا۔۔۔اسے بتا رکھا تھا کہ

حمزہ اس کا کتنا اچھا دوست ہے اور کیسے اس

کے مشکل وقت میں ساتھ کھڑا رہا ہے ۔۔تو اب

جب اس کا مشکل وقت ہے تو وہ اسے یوں نہیں

چھوڑ سکتا ۔۔اس لیے رخصتی کی تقریب وہ دھوم

دھام سے حمزہ کو جیل سے نکلوانے کے بعد کر لئے گا۔۔۔

رومان نکاح کی تقریب کے فورا بعد ہی انڈیا چلا گیا تھا ۔۔۔۔ اور یہ بات زمر کو بریرہ سے پتہ چلی جب اس نے طیبہ کے کہنے پر رومان سے ہیلپ لینے کے لیے کال کی۔۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

عدالت کے باہر وہی ہجوم، وہی چمکتے کیمرے،

وہی شور۔۔۔

"حمزہ! کیا آپ نے واقعی مس نورا کو ہراساں کیا

اور انھیں قتل کرانے کی کوشش کی؟"

"کیا آپ طاقت کا غلط استعمال کرتے ہیں؟"

حمزہ خاموشی سے اپنے وکیل کے ساتھ اندر چلا گیا۔

دل میں بار بار طیبہ کی بات گونج رہی تھی "مجھے

یقین ہے... تم نے کچھ نہیں کیا۔"

عدالت میں مدمقابل ہیروئن کے وکیل نے دھواں
دار گفتگو کی، آنسو، مظلومیت، کہانیاں...اور ہر
کوئی یہی سمجھ رہا تھا کہ آج حمزہ ڈوب گیا۔

لیکن اچانک۔۔۔ حمزہ کے وکیل نے میز پر ایک
موٹا سہ فائل رکھی

"می لارڈ، حقیقت کچھ اور ہے۔"

اس نے ہاتھ اوپر اٹھایا اور ایک ویڈیو اسکرین پر چل گئی۔

"اگر یہ اسکینڈل بن گیا تو میرے فالوورز ہزاروں سے لاکھوں ہو جائیں گے... ساتھ ہی حمزہ کی

شہرت کو نقصان پہنچے گا اور مجھے ہمدردی ملے گی۔

کیس فائل کرنے کا بندوبست کر دو۔۔۔اسے بھی

پتہ چلنا چاہیے کہ وہ نورا کو ریجیکٹ نہیں کر

سکتا۔۔۔"اس ویڈیو میں وہ ہیروئن اپنے مینجر سے

بات کر رہی تھی۔۔۔۔۔

عدالت میں جیسے بم پھٹ گیا۔

رپورٹرز کی سانسیں رک گئیں۔

نورا کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

اور حمزہ پہلی بار سب کے سامنے سر اٹھا کر کھڑا

ہوا۔

"یہ صاف جھوٹا الزام تھا۔ کیس ختم کیا جاتا ہے... اور مدعیہ کے خلاف جعلسازی کی کارروائی کی جائے گی۔" جج نے نظروں کا عینک کے اوپر سے جائزہ لیا۔۔۔

حمزہ کے قدم جیسے زمین سے آزاد ہو گئے۔ وہ عدالت کے دروازے سے باہر نکلا تو اب کیمرے

اس پر نہیں، بلکہ جھوٹے الزام کے انکشاف پر
چل رہے تھے۔

"جو آج عدالت میں ہوا۔۔۔اس کے بارے میں
آپ کیا کہنا چاہیں گے۔۔۔؟"ایک رپورٹر نے اسے
روک کر استفسار کیا تھا۔۔۔

"بس اتنا کہ... سچ دیر سے سامنے آتا ہے---مگر آتا ضرور ہے-"حمزہ رکا----ہونٹوں پر ہلکی سی فاتحانہ مسکراہٹ ابھری-

وہ اتنا کہہ کر سیدھا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا---جہاں طیبہ کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی---

اس کی آنکھیں طیبہ کو دیکھتے ہی بھر آئیں۔۔مگر چہرے پر فخر تھا۔۔۔

"میرا یقین بننے کے لیے... شکریہ۔"اس کے روبرو آتے ہی وہ پہلا جملہ تشکر کا ہی ادا کر سکا تھا۔۔۔

طیبہ نے اس کے ہاتھ مضبوطی سے تھام

لیے۔۔۔

"میں نے کہا تھا نا... دنیا بدل سکتی ہے۔۔۔ میرا

یقین نہیں۔۔۔ مجھے پتہ تھا میرا شوہر بے گناہ

ہے۔۔۔"اس کا میرا شوہر کہنا حمزہ کو جیسے نئی

زندگی بخش گیا تھا۔۔۔ چہرے پہ بڑی سی مسکراہٹ بکھری۔۔۔اور پھر وہ خود کو روک نہ سکا۔۔۔لگلے ہی پل وہ بڑی گرم جوشی سے طیبہ کے نازک وجود کو اپنے حصار میں جکڑ گیا۔۔۔

"اہم۔اہمم۔۔۔" وہ گلے کی کھنکھارنے کی آواز پر پیچھے کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

"ہم بھی کھڑے ہیں یہاں" رومان شرارت سے

نہایت جتا کر بولا۔۔۔۔ جس پر حمزہ مسکرایا۔۔۔اور

طیبہ سے ہٹ کر۔۔اب اس کے گلے آلگا۔۔۔وہ

بھی بڑی محبت سے۔۔۔

"بیٹا بتا دوں بھابھی سے زیادہ میں نے قربانی دی ہے۔۔۔ اپنی رخصتی چھوڑ کر آیا ہوں صرف تیرے لیے۔۔۔۔"

"میں نے تو کہا بھی تھا کر لے۔۔" حمزہ دوبدو گویا ہوا۔۔۔

کوئی علم نہیں تھا کہ کیس کتنا لمبا چلنے والا ہے

ایسے میں وہ کیسے رومان سے اپنی رخصتی روکے

رکھنے کا کہہ سکتا تھا۔۔۔

"ایسے کیسے اپنے بھائی کے بغیر سہرا سجا لیتا۔۔۔"

وہ اس کی کمر پر تھپتھپاتے ہوئے محبت سے

بولا۔۔۔

"ویسے میری ماں۔۔۔اب تو بھی رخصتی لے ہی

لے۔۔۔ بلکہ کام کرتے ہیں۔۔۔ ایک ہی ساتھ

کر لیتے ہیں خرچہ بچے گا۔۔۔"روما ن اب اس کے

کان میں سرگوشی کرنے والے انداز میں۔۔۔

شرارت سے کہہ رہا تھا۔۔۔

"میرا بھی یہی خیال ہے--- بس میں طیبہ کے

والدین سے بات کر لوں---" طیبہ تھوڑا دور

کھڑی تھی وہ نہیں سن سکتی تھی کہ رومان اور حمزہ

گلے لگ کر---ایک دوسرے سے کیا کانا پھوسی

کر رہے ہیں--- مگر اس نے دونوں دوستوں کے

چہرے پر بڑی خوشی جھلکتی دیکھی تھی---

♡ *Husny Kanwal* ♡

ہال کی روشنیاں مدھم ہوئیں تو یکدم سب کی نظریں دروازے کی طرف اٹھ گئیں۔۔۔ پھولوں کی پتیاں ہوا میں ہلکی ہلکی رقص کرتی ہوئی زمین پر بکھر رہی تھیں۔ اسی لمحے، لال شرارے کی جھلک نے پورے ہال میں ایک سرخ چمک بکھیر دی۔

بریرہ آہستہ آہستہ قدم رکھتی اندر آئی---

ہر قدم کے ساتھ اس کے شرارے پر بنے سنہری دھاگے روشنی کو تھام کر چمکنے لگتے۔ اس کے ہاتھوں کی مہندی، گلابی گلاب کا بکیہ، اور جھجکتے ہوئے اٹھتی نظریں... جیسے صدیوں سے لکھی ہوئی ایک کہانی آج مکمل ہونے کو ہو۔

اس کی انٹری نے لمحوں کے لیے فضا کو خاموش کر دیا تھا، بس سبحان اللہ کی ہلکی سرگوشیاں باقی تھیں۔

اب نظر گئی تو سیدھا اس حسین دولہے پر...

کریمی کلر کی شیروانی میں، سیدھا کھڑا جیسے دنیا کا سب سے قیمتی نظارہ اس کے سامنے ہو۔

اس کے چہرے پر ایک ایسی مسکراہٹ ابھری جو صرف ایک بار زندگی میں آتی ہے۔ جب آدمی پہلی بار اپنی پسندیدہ عورت کو دلہن کے روپ میں دیکھتا ہے۔

جیسے ہی بریرہ قریب آئی۔۔۔رومان کے قدم

بے اختیار آگے بڑھے۔وہ دونوں ایک دوسرے

کے سامنے ٹھہرے تو یوں لگا جیسے رنگ، خوشبو اور

روشنی سب ایک جگہ سمٹ کر انہی دو چہروں پر آ

گئی ہو۔۔۔۔

رومان نے اس کے آگے ہاتھ بڑھایا تو بریرہ نے

مسکراتے ہوئے تھام لیا---

ہال میں ایک دم تالیوں کی آواز گونجی---

پھولوں کا شاور گرایا گیا---

اور فوٹوگرافر نے فلش ماری---

وہ لمحہ ہمیشہ کے لیے قید ہو گیا تھا اب----

"انٹی آخرکار تم نے بچہ پٹا ہی لیا" وہ اس کے کان کے پاس منہ لا کر شرارت سے سرگوشی کر رہا تھا۔۔۔

رومان بھولا نہیں تھا آج تک ---کہ کیسے وہ اس
کی زندگی میں 23 سال کی میچور لڑکی بن کر آئی
تھی ---جبکہ تھی صرف 16 کی ---

کیسے وہ اسے دن رات تنگ کیا کرتا تھا--- کیسے
اسے پیسوں کا لالچ دے کر اپنے والدین سے
جھوٹ بلواتا تھا--- کیسے اس کے ہاتھ سے تھپڑ

کھا کر بھی اسے جاب سے نہیں نکال سکا تھا۔۔۔

کیسے اس سے دور جا کے بھی ایک ڈور میں بندھا رہتا

تھا۔۔۔ کیسے اس سے منسلک رہنے کے لیے

سیلری کو اس کے گھر پہ وقت پر پہنچاتا تھا۔۔۔

اب پیچھے پلٹ کر دیکھتا ہے۔۔۔تو پوری زندگی ایک

خواب سی لگتی ہے۔۔۔

"میں نے پٹایا ہے ؟؟.. صحیح... تم گھر چلو ذرا" وہ ترچھی آنکھیں کر ---اسے گھورتی -- روایتی بیویوں والی دھمکی دینے لگی--- جس پر وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ ہونٹوں میں دبانے لگا---ساتھ ہی مصنوعی ڈرنے کی اداکاری کرتے----اس نے فوراً ہی اپنے کان پکڑ کر معذرت کی تھی ----

"نہیں نہیں ---میں نے تمہیں پٹایا ہے

ناں----اب تم دیکھنا بچو--- نہ سلایا میں نے

بھی تمہیں پوری رات باہر صوفے پر----"چہرے

پر اس کے مسکراہٹ تھی---کیونکہ تصاویر بن

رہی تھیں---لیکن دانتوں کو پیستے ہوئے غرا کر

کہہ رہی تھی وہ اس کے کان میں---

"اچھا اچھا سوری نا۔۔۔منہ سے غلطی سے نکل گیا۔۔۔"پہلے تو مزاق کرلیا۔۔۔لیکن اب وہی مذاق اسے اپنے سارے ارمانوں پر پانی پھیرتا نظر آرہا تھا ۔۔۔اس لیے فوری معذرت پر اترا۔۔۔۔

" سوری کی کیا بات ہے۔۔ میں نے تو پٹایا ہے تمہیں"

"ارے نہیں۔۔۔ میں تو الریڈی پٹا پٹایا تھا۔۔۔

تمہارا پکا پکا والا دیوانہ ہوں میں پہلی نظر سے۔۔۔

"

" زیادہ مکھن نہ لگاؤ تم اب۔۔۔"

"مکھن لگانے کی بات ہی نہیں ہے یار۔۔۔پتہ ہے تمہیں ۔۔۔جب میں پیدا ہوا تھا نا۔۔۔تو نرس نے یہی کہا تھا میرے والدین کو۔۔۔کہ مبارک ہو ۔۔۔بریرہ کا دیوانہ پیدا ہوا ہے۔۔۔" بس یہ سننا تھا کہ بریرہ زور سے ہنسی تھی۔۔۔

ان دونوں کو خوش دیکھ۔۔۔نہ صرف رومیسا خاتون بلکہ سمیرا بیگم بھی پرنم آنکھیں لیے مسکرائی تھیں۔۔۔

"امی۔۔۔"ایک ہلچل سی مچ گئی تھی ہال میں۔۔۔ جب خاندان والوں نے جانشیر کے ساتھ زمر کو آتے دیکھا۔۔۔

وہ لوگ کوئی بدمزگی نہیں چاہتے تھے نہ ہی کوئی تماشہ ---اس لیے منہ موڑ کر ایسے بیٹھ گئے جیسے زمر کو جانتے ہی نہ ہوں ---جب کہ جانشیر زمر کا ہاتھ پکڑے اسے بالکل طیبہ بیگم کے سامنے لے آیا تھا---

"امی۔۔۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔۔۔پلیز مجھے معاف کر دیں۔"زمران کا ہاتھ پکڑ کر۔۔۔ بچوں کی طرح روتے ہوئے۔۔۔ منتی لہجے میں بولی۔۔۔

"اس سے کہو جانشیر ہٹ جائے میری نظروں کے سامنے سے۔۔۔ کوئی تماشہ نہ کرلے"وہ اپنا ہاتھ

اس کے ہاتھ سے چھڑانے کی کوشش کرتی ---

سخت لہجے میں گویا ہوئیں----

"امی پلیز---- مجھ سے غلطی ہو گئی--- مجھے

معاف کردیں"

"بڑی امی معاف کر دیں ناں۔۔۔ وہ واقعی بہت پچھتا رہی ہے" بریرہ اس کی سفارش کے لیے تیزی سے سٹیج سے اتر کر آ گئی تھی۔۔۔ اور اب وہ بھی طیبہ بیگم کا دوسرا ہاتھ پکڑے منتی لہجے میں کہنے لگی۔۔۔

" جو کچھ عائشہ آپی کے ساتھ ہوا اس وجہ سے یہ
بہت ڈر گئی تھی۔۔۔۔آپ کو پتہ ہے یہ مجھے
کہاں ملی تھی ۔۔۔ہمارے ہی گھر کی چھت پر
۔۔۔خود کشی کرتی ہوئی۔۔۔میں نے اسے بڑی
مشکل سے سنبھالا تھا۔۔۔یہ کسی کے ساتھ بھاگی
نہیں تھی۔۔۔یہ میرے ساتھ رہی ہے معظم
بھائی جانتے ہیں اس بارے میں۔۔۔۔ نہ صرف

بھائی بلکہ پاپا بھی-- پاپا اس کی فیس بھرتے رہے
ہیں-- اس کے اپارٹمنٹ کا کرایہ دیا ہے---یہ
مسلسل پاپا کی پروٹیکشن میں تھی---یہ کسی غیر
کے پاس نہیں تھی---" جانشیر نے سارہ سہراتبریز
صاحب کو پہنایا---تاکہ ایسا ظاہر کر سکے---کہ
زمرا اتنے وقت سے اپنے چاچا کے پاس تھی---بیچ
میں سے اس کے نکاح اور طلاق کی بات کو وہ

مکمل ہضم کر گیا تھا۔۔۔ کیونکہ اس کے نزدیک لوگوں کو یہ بتانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔۔۔

وہ اس کی ہونے والی بیوی تھی۔۔۔ اور وہ اپنی بیوی کا پردہ رکھنا جانتا تھا۔۔۔

"امی آپ چلو یہاں سے" معظم نے جب زمر

جانشیر اور بریرہ کو ایک ساتھ طیبہ بیگم کو گھیرے

دیکھا ---تو فوراً آگیا انہیں وہاں سے نکالنے کے

لیے---

"بھائی--- بھائی سوری--- مجھ سے غلطی ہو گئ

--" معظم نے جانشیر کی ساری بات سن لی تھی

---اور اس کے پاس کوئی وجہ نہیں تھی اس پہ
اعتبار نہ کرنے کی ---کیونکہ نکاح والی رات
جانشیر کی کال آئی تھی اسے---اور وہ سمجھ گیا تھا
کہ وہ اسے یہی بتانا چاہ رہا ہے---کہ زمر اس کے
ساتھ ہے---

اس کے علاوہ بھی جب جانشیر نے زمر کو کراچی

میں اپارٹمنٹ دلایا تھا تو تبریز صاحب نے باتوں ہی

باتوں میں معظم کو یہ بات جتا دی تھی۔۔۔

کافی سال گزر چکے تھے سب کے غصے بہت حد تک

ٹھنڈے ہو گئے تھے۔۔۔اور پھر خون خون کو دیکھ

کر جوش مارتا ہی ہے۔۔۔زمر کا رو رو کر مافیاں

مانگنا۔۔۔اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ لینا۔۔۔یہ کیسے

ممکن تھا کہ معظم اسے معاف نہ کرتا۔۔۔اس کے

سر پہ ہاتھ نہ رکھتا۔۔۔اس کے نزدیک شاید وہ

واقعی ڈر گئی تھی۔۔۔بچی تھی ڈر سکتی ہے۔۔۔جو

کچھ عائشہ کے ساتھ ہوا اس کے بعد زمر کا شادی

سے ڈر جانا اسے سمجھ آتا ہے۔چونکہ وہ خود بھی

بہت ڈر گیا تھا۔۔۔

معظم نے کچھ نہ کہا۔۔۔صرف اس کے سر پہ ہاتھ رکھ دیا۔۔۔جو یہ بتانے کے لیے کافی تھا کہ اس کی جانب سے معافی ہے۔۔۔وہ مزید اپنی بہن سے اب دور رہنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

معظم کا معاف کر دینا ایسا ہی تھا جیسے پورے گھر کا معاف کر دینا۔۔ طیبہ بیگم نے بھی اسے گلے لگا لیا تھا۔۔۔۔

"آنی مجھے بھی گلے لگاؤ نا۔۔۔ ورنہ میں بھی معاف نہیں کروں گی۔۔" سب زمر کو گلے لگا رہے تھے۔۔۔ تو ثمرہ فورا ہی آکر۔۔۔ اپنی دونوں ننھی

باہیں اس کی جانب پھیلاتے ہوئے ۔۔ معصومیت سے بولی۔۔۔

"نہیں جانی ایسا نہیں کرنا۔۔۔ آپ کی معافی تو خالا کے لیے سب سے زیادہ اہم ہے۔۔۔" وہ بڑے پیار سے ۔۔۔ نیچے بیٹھ کر اس کے گلے لگتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔

عائشہ زمر بریرہ تینوں ایک ساتھ گلے ملی تھیں----

وہ تینوں بہنیں زمر کے کراچی آنے کے بعد سے

رابطے میں ہی تھیں---

"میں بھی آسکتی ہوں ؟؟" وہ علشبہ کی لچکدار آواز تھی جس پر ان تینوں نے سامنے کی جانب دیکھا----

"نیکی اور پوچھ پوچھ---جلدی آؤ" عائشہ تیری سے بولی---

ان تینوں نے مسکراتے چہروں کے ساتھ اس کا ویلکم کیا تھا۔۔۔اور پھر اب وہ چاروں ایک ساتھ ایک دوسرے کے گلے لگی تھیں۔۔۔ جس خوبصورت لمحے کو کیمرا مین نے قید بھی کیا۔۔۔

"بہت بہت مبارک ہو آپ دونوں کو۔۔۔ سوری تھوڑا لیٹ ہو گئے آنے میں۔۔۔ محترمہ تیار ہونے

میں اتنا وقت لگاتی ہیں ---کہ بس نہ پوچھو" حمزہ

نے دیر سے آنے پہ فوری معذرت کی تھی

---ساتھ ہی اپنے کان کو پکڑتے ہوئے---

شرارتی انداز میں اپنی بے بسی ظاہر کرنے لگا---

جس پر طیبہ نے اسے گھور کر دیکھا تھا---

"میں تو بچ گیا---مگر اس کا پکا ہے---کہ یہ صوفے پر سوئے گا آج رات" حمزہ نے طیبہ کی رخصتی بہت سادگی سے لے لی تھی---اور وہ دونوں صرف آج کی تقریب اٹینڈ کرنے کے لیے کراچی میں رکے ہوئے تھے---

طیبہ کے حمزہ کو گھورتے ہی رومان بریرہ کے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔۔۔۔ وہ نہایت پر اعتماد ہو کر حمزہ کا مذاق اڑا رہا تھا۔۔

"تم سے کس نے کہا کہ تم بچ گئے ؟؟... تم بھی صوفے پر ہی سو گے" وہ خاصہ جتاتے ہوئے

بولی۔۔۔ جس پر رومان کے چہرے پر چھائی
مسکراہٹ لمحہ بھر میں فق ہوئی۔۔۔

"یار ہمارا مسئلہ تو حل ہو گیا تھا نا۔۔۔" دنیا جہاں
کی مظلومیت و معصومیت آنکھوں میں سجائے۔۔
وہ لچکدار لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔۔

"کس نے کہا؟؟"وہ انجان بنتے ہوئے۔۔۔

"یار تم ہنسی تھیں۔۔۔اور ہنسی تو پھنسی۔۔۔"

"بس بس۔۔۔"

"یار۔۔۔آج رات کے بڑے ارمان ہیں

میرے۔۔۔آج رات نہیں پلیز۔۔۔۔" وہ منت

کررہا تھا اب۔۔۔ جبکہ بریرہ کے لیے مشکل ہو رہا تھا

اپنی ہنسی کو ہونٹوں میں دبانا۔۔۔ وہی جانتی ہے

کیسے وہ اپنی ہنسی کنٹرول کرتے ہوئے رومان کو

اپنے پیچھے پوری تقریب میں نچارہی تھی۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

"آج کچھ نہیں کہنا تم نے---" وہ سب سے
الگ تھلگ باہر کی جانب کرسی پر بیٹھا ہوا تھا---
جب اچانک علشبہ سامنے آکر بیٹھی---

"کیا بولوں ؟؟... مجھے منع کر دیا، میری والدہ کو منع کر دیا، میرے بھائی کو بھی منع کر دیا، میری بہن کو بھی منع کر دیا حتی کے میری بھانجی کو بھی منع کر دیا---میری پاس اب کوئی نہیں بچا--- جسے تمہارے پاس بھیج کر اپنی سچائی کا اعتبار دلا سکوں---اس لیے اب کچھ نہیں کہنا مجھے تم سے---"ٹیبل پر رکھے ہوئے گلاب کے پھول

کو لے کر۔۔۔۔ اس کی ایک ایک پنکھڑی توڑ کر

نیچے ٹیل پر ڈالتا۔۔۔وہ مرجھائے ہوئے چہرے

کے ساتھ گویا ہوا۔۔۔۔۔

"ہمم۔۔۔ تمھیں ایک بار اور کوشش کرنی چاہیے

تھی۔۔۔کیا پتا میں مان جاتی۔۔۔" بس اس کا

جملہ کانوں کی سماعت سے ٹکرانا تھا کہ رافع یکدم

چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا۔۔۔

"ویسے بھانجی کو بھیج کر پروپوزل بھیجنے کا طریقہ

بہت خطرناک تھا۔۔۔وہ ایک منٹ میں آئینہ دکھا

کر چلی گئی۔۔" کہنا تو وہ یہی چاہتی تھی کہ اوقات

دکھا کر چلی گئی مگر کہہ نہ سکی۔۔۔ الفاظوں کو

تھوڑا خوبصورت رہنے دیا۔۔۔ورنہ سچ یہی تھا کہ اس بچی کا بولا ہوا آخری جملہ اس کے دل کو لگ گیا تھا۔۔۔

"اندر سن کر آرہی ہوں۔۔۔ جانشیر اور زمر اس فرائیڈے کو نکاح کر رہے ہیں۔۔۔ آگے تمہاری مرضی۔۔۔"وہ معنی خیزی سے اشارہ دیتی وہاں

سے اٹھ کر چلی گئی تھی۔۔۔ جبکہ رافع منہ کھولے

اسے حیرت سے تکتا کا تکتا رہ گیا تھا۔۔۔۔

♡*Husny Kanwal*♡

اُن دونوں کے قدم جیسے ہی اپارٹمنٹ کے بڑے صحن میں داخل ہوئے... ماحول خود بخود رُک سا گیا۔

بریرہ لال شرارے میں۔۔۔۔ناز سے چلتی ہوئی...

اور رومان اُس کے ساتھ۔۔۔

آنکھوں میں ایک ایسا سکون جیسے برسوں کی دعائیں قبول ہو گئی ہوں۔

پورا گھر پھولوں سے مہک رہا تھا۔ سفید اور گلابی پھول چھتوں سے لے کر سیڑھیوں تک لڑیاں بنا کر لٹکائے گئے تھے۔ کینڈلز کی روشنی دیواروں پر نرم سہ سنہری عکس ڈال رہی تھی۔۔۔ جیسے ہر شمع ان

دونوں کے نام سے جل رہی ہو۔۔۔ ہلکی سی خوشبو،
ہلکی سی موسیقی... اور ہر طرف رومانوی خاموشی کا
ایک جادو تھا۔

وہ دونوں جیسے ہی سیڑھیوں کے قریب پہنچنے
لگے۔۔۔۔وہ ایک لمحہ رک گیا۔۔۔ بریرہ نے نظریں
جھکائیں۔۔ہاتھ تھوڑا سہ کانپ گیا۔۔۔

اسے نہیں لگا تھا وہ کبھی رومان سے شرمائے گی یا

ہچکچاہٹ کا شکار ہوگی یا اس کا دل دھڑکے گا یا

اس کی سانس پھولے گی مگر یہ سب ہو رہا تھا

وہ کافی الگ پا رہی تھی اپنے جذبات کو آج---

"چلو..." رومان نے آہستہ سے کہا۔۔۔انداز ایسا

کہ دل خود مسکرا دے۔۔۔۔

اگلے ہی لمحے اس حسین دولہے نے جھک کر اُسے

اپنی باہوں میں اٹھا لیا۔

اس کی سانسیں بریرہ کے کان کے قریب گدگدی کر رہی تھیں اب----

اپنے دولہے کی گردن پر باہوں کا ہار مضبوطی سے ڈالے وہ مسکرائی---جیسے دنیا کی ہر حفاظت اُسی ایک لمحے میں سمٹ آئی ہو۔

وہ پھولوں سے سجی راہداری سے گزرتے ہوئے اوپر کی جانب بڑھے۔ ہر قدم کے ساتھ کینڈلز کی روشنی اُن کے چہروں کو اور نرم بنا رہی تھی۔

کمرے کا دروازہ جیسے ہی کھلا۔۔۔ بریرہ نے ہلکی سی حیرت سے آنکھیں اٹھا کر دیکھا۔

کمرہ... مکمل طور پر گلابوں سے بھرا ہوا۔۔۔

بیڈ پر پھیلے لال گلاب، دیواروں سے لٹکتے سفید

گلاب، اور چھت سے آہستہ آہستہ گرتی گلاب کی

پتیاں... جیسے پورا کمرہ محبت کا ایک خاموش

اعتراف بن گیا ہو۔

وہ اسے آہستگی سے بیڈ کے کنارے پر

بٹھا کر۔۔۔۔اس کے دوپٹے پر ناگہانی سے گری

ہوئی پتیوں کو اٹھاتا۔۔۔ ہلکا سہ مسکرایا۔۔۔۔ پھر

انھیں ہاتھ میں رکھ کر۔۔ بریرہ کی جانب پھونک مار

کر۔۔۔اس کے چہرے پر اڑانے لگا۔۔۔

وہ گلاب کی پتیاں جب اس کے چہرے سے

ٹکرائی۔۔۔ تو اس نے لمحہ بھر کے لیے آنکھیں بند

کر لیں۔۔۔مگر وہ احساس بہت خوبصورت تھا۔۔۔

"میں شیروانی اتار دیتا ہوں۔۔۔" مسکرا کر کہتا۔۔

فوراً ہی اٹھ کر اپنی شیروانی اتارنے گیا تھا۔۔۔بریرہ

اسے کنکھیوں سے تکتی رہی اس دوران۔۔۔۔

وہ بہت خوبصورت تھا اس بات کا احساس بریرہ کو

اس لمحے ہوا جب وہ بھی شیروانی اتار کر سادہ سے

سفید کرتے میں آکر اس کے برابر میں بیٹھا۔۔۔

"میں ہاتھ پکڑ لوں؟؟---پکڑ ہی لیتا ہوں---"

وہ نروس تھا----بہت زیادہ نروس---اتنا کہ

اس کے ہاتھ برف ہو رہے تھے---

رومان نے جب اپنے اور بریرہ کے نکاح کی تصویر

سوشل میڈیا پر ڈالی---تو جیسے پورے انٹرنیٹ کو

آگ لگ گئی۔چند ہی لمحوں میں وہ تصویر ہر جگہ

گردش کرنے لگی۔۔۔لیکن ساتھ ہی ایسا بے

رحمانہ بیک لیش آیا کہ خودرومان بھی چند سیکنڈ

کیلئے ساکت رہ گیا۔

آدھے سے زیادہ تبصرے تو اسی ایک سوال پر اٹک

گئے تھے کہ "آخر اس نے بریرہ میں کیا دیکھا؟"

کوئی کہہ رہا تھا "لڑکی میں وہ کشش ہی نہیں جو رومان جیسے بندے کے ساتھ جچے۔"

کوئی لکھ رہا تھا "نہ وہ فیشن ایبل لگ رہی ہے، نہ پتلی، نہ ہی ماڈرن... رومان نے یہ کیسا فیصلہ کر لیا؟"

اور کچھ تو اتنے آگے نکل گئے کہ یہاں تک کہہ دیا

سے رومان کے angle کہ "یہ لڑکی تو کسی بھی

معیار کے آس پاس بھی نہیں لگتی..."

وہ لوگ جو برے کمنٹس کر رہے ہیں۔ باتیں بنا

رہے ہیں ---- کیا وہ لوگ جانتے ہوں گے کہ

رومان احسن شیخ جو بڑی بڑی ہیروئنز و ماڈلز کے

ساتھ کام کرتے ہوئے کبھی ہچکچاہٹ کا شکار
نہیں ہوا وہ اس لڑکی کے آگے کیسے بھیگی بلی بن
کے بیٹھا ہے۔۔۔کیسے اس سے بات کرنے کی
ہمت نہیں کر پا رہا۔۔کتنا نرس فیل کر رہا
ہے۔۔۔کے ہاتھ تک برف پڑ رہے ہیں۔۔یہ
صرف جذبات کی بات ہے۔۔۔۔وہ جو بریرہ کے
لیے محسوس کرتا ہے ، وہ جس نظر سے بریرہ کو دیکھتا

ہے۔۔وہ دنیا دیکھ ہی نہیں سکتی۔۔۔ لوگ صرف

چہرے اور باہری خوبصورتی پر جج کر رہے ہیں

۔۔۔جبکہ وہ جانتا ہے بائے نیچر وہ لڑکی کیسی

ہے۔۔۔

رومان نے کیپشن میں کچھ نہیں لکھا تھا سوائے

اس کے ۔۔۔(مائی وائف مائی لائف) اس لیے

لوگ کافی خراب کمنٹس کرتے رہے--- مگر پھر سوشل میڈیا پر ہی کچھ لوگوں نے بریرہ کی الگ سے تصاویر اپلوڈ کیں--- جن میں اس کی ڈی سی کی ڈیوٹی دیتی ہوئی پروقار انداز میں تصاویر تھیں جنہیں دیکھنے کے بعد لوگوں کو پتہ چلا کہ وہ لڑکی کوئی عام لڑکی نہیں ہے--- وہ کراچی کی ڈپٹی کمشنر ہے---

سوشل میڈیا پر رومان اتنا ایکٹو تھا بھی نہیں اور نہ

ہی وہ لوگوں کی باتوں یا کمنٹس کو سیریسلی لینے کا

عادی تھا۔۔۔اور پھر اپنی چند نکاح کی تصاویر اپلوڈ

کرنے کے بعد وہ حمزہ کے کیس میں لگا ہوا

تھا۔۔۔ اس لیے دوبارہ کھول کر بھی نہیں

دیکھا۔۔۔ اسے نہیں خبر تھی کہ لوگ کیا کمنٹس

کر رہے ہیں۔۔۔ جبکہ بریرہ نے دیکھ رکھا تھا۔۔۔

لیکن اس نے کمنٹس سے زیادہ صرف اپنے شوہر

کے ایموشنز پر توجہ دی۔۔۔ کہ اس نے کتنی محبت

سے اور کتنی مصروفیات میں ہونے کے باوجود اپنی

اور اس کے نکاح کی چند تصاویر کو اپلوڈ کیا

ہے۔۔۔وہ بھی کیوٹ سے کیپشن کے ساتھ۔۔۔

وہ کافی میچور تھی ---- سوشل میڈیا پر ہونے والی
غلط باتیں ہاں اسے بری لگ سکتی تھیں بلکے لگی
تھیں --- لیکن وہ جانتی ہے وہ لوگوں کے نظریے
کو نہیں بدل سکتی -- اس لیے اس نے توجہ نہ
دی --- وہ اور اس کا شوہر خوش ہیں --- یہ کافی
ہے اس کے لیے ---

"ہاتھ کتنے ٹھنڈے ہو رہے ہیں تمہارے---"

بریرہ فورا ہی اب ہلکا سہ اس کے جانب مڑ کر بیٹھی---ساتھ ہی اس کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے آہستگی کے ساتھ مسلنے لگی----تاکہ وہ گرم ہوں---

"تم جتنی ہاٹ لگ رہی ہو ۔۔۔ میں اتنا ہی ٹھنڈا پڑتا جا رہا ہوں" وہ شوخی سے اس کے چہرے کو تکتے ۔۔۔۔ذو معنی لہجے میں گویا ہوا۔۔۔ جس پر وہ حیاء سے لال ہوئی۔۔۔

"اچھا چلو باتیں مت بناؤ۔۔اور میری منہ دکھائی دو۔۔۔ "اس کی نظریں اس قدر گہری ہوتی جا رہی

تھیں۔۔۔کہ بریرہ کو اپنے چہرے سے آگ نکلتی

محسوس ہونے لگی۔۔۔

سب کچھ جیسے پگھل رہا ہو اس کے اندر۔۔۔

اسے لگا تھا کہ منہ دکھائی کے تحفے کا ذکر چھیڑ کر

شاید اس سے کچھ وقت لے لے گی... وہ باہر

جائے گا تو تھوڑا سانس لے سکے گی۔۔۔ خود کو

سنبھال سکے گی۔۔۔ اپنے باولے ہوتے دل کو

تھوڑا نارمل کر سکے گی۔۔۔ مگر نہیں۔۔۔وہ تو جیسے

پوری تیاری کے ساتھ آیا تھا۔

بریرہ کے ہلکے سے یاد دلانے پر اس نے فوراً اپنی

سائیڈ والی دراز کھولی۔۔۔ جیسے اسے پہلے سے پتا ہو

کہ یہ لمحہ آنے والا ہے۔

وہاں سے اس نے ایک چھوٹی سی مخملی۔۔ گہری
لال رنگ کی ڈبیا نکالی... جس کا لمس ہی شاہانہ
تھا۔ ڈبیا کھلتے ہی اندر چمکتی ہوئی سلور کی نازک سی
پائل جگمگا اُٹھی۔۔۔ جیسے روشنی نے اس میں اپنی
جان ڈال دی ہو۔

رومان نے بنا کچھ کہے وہ پائل نکالی...

اور پھر آہستگی سے بریرہ کے قدموں کے پاس

جھکا---

اس کے جھکنے کے انداز میں نہ غرور تھا، نہ

دکھاوا... بس ایک احترام... ایک خاموش

محبت... جس نے بریرہ کا دل ایک لمحے کو روک سہ

دیا۔

وہ اس کے پاؤں کو بڑی نرمی سے اپنے ہاتھوں

میں لے کر دیکھنے لگا... جیسے پہلی بار کسی چیز کو

چھو رہا ہو جس کے ٹوٹ جانے کا خوف ہو۔۔۔۔ پھر

وہ پائل اس کے نازک ٹخنے کے گرد پہنانے لگا۔۔۔

اتنی احتیاط، اتنی توجہ، جیسے وہ صرف زیور نہیں...

اس کی پوری محبت اس لمحے میں رکھ رہا ہو---

رومان مزید جھکا---اتنا قریب کہ اس کی گرم

سانس بریرہ کی جلد کو چھو کر گزر گئی--

اور پھر اس نے پہلے ایک پاؤں پر ہونٹ رکھے... پھر دوسرے پر... ہر بوسہ ایسے جیسے وہ اس کے وجود کو اپنے دل پر ثبت کر رہا ہو۔

بریرہ کی ساری ہمت جیسے گھل گئی۔

دل بے ترتیب ہوا، ہاتھ کانپے، سانس لرزی...

اس کی نظریں خود بخود جھک گئیں مگر دل میں

عجیب سی میٹھی آگ بھڑک اٹھی۔

کمرے میں جلتی موم بتیوں کی ہلکی سنہری

روشنی۔۔۔

گلابوں کی مہک سے بھرا ہوا ماحول۔۔۔

اور اس کے سامنے رومان...

جو اس کے قدموں پر جھکا تھا۔۔

جیسے وہ ہی اس کی زندگی ہو۔۔

جیسے وہی اس کی ہر دعا کا جواب ہو۔۔۔

"تمہیں اندازہ نہیں۔۔۔ میں تم سے کتنا مُسحور ہوں۔۔۔ بریرہ۔۔۔ تم نے مجھے مکمل طور پر اپنا بنا لیا ہے۔" اس نے ایک لمحے کو رک کر۔۔۔ پائل

پھنے ہوئے اس کے ٹخنے کو اپنی انگلیوں سے چھوا

---اور دبی آواز میں گویا ہوا--

بریرہ کا دل دھڑکا...

چہرہ لال ہوا، سانس گہری...

اور دونوں کے درمیان فضا ایسی ہو گئی

جیسے وقت بھی رک کر

ان کے عشق کو دیکھنے لگا ہو۔۔۔

رومان نے آہستہ سے بریرہ کے پاؤں چھوڑے۔۔

جیسے اس لمحے کو دل کے اندر کہیں محفوظ کر رہا

ہو۔۔۔پھر وہ بڑے سکون سے سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔

مگر اس کی آنکھوں میں شدت و چاہت... پہلے سے
کہیں زیادہ تھی---

اس نے انگلیوں کے سرے سے بریرہ کا ہاتھ
چھوا---ہلکا سہ---نازک سہ لمس...
جس میں ایک عجیب سی بجلی دوڑی---
بریرہ کی سانس بے اختیار اٹک گئی۔

رومان نے اس کا ہاتھ پوری نرمی سے تھاما

اور پھر بہت آہستہ... بڑی محبت کے ساتھ...

اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔

بریرہ کو جیسے اپنی ہی دھڑکن پر قابو نہ رہا ہو۔۔۔اور

اگلے ہی پل ۔۔۔وہ رومان کے سینے سے چند

سانسوں کے فاصلے پر تھی۔۔۔

اس نے اپنی انگلیاں بریرہ کے ہاتھ کے پیچھے پھسلا

کر۔۔اسے اپنے دل والی جگہ پر رکھا۔۔۔

جہاں اس کے دل کی دھڑکن تیز چل رہی تھی۔

"سن رہی ہو؟" وہ سرگوشی میں بولا۔۔۔

"یہ ہر دھڑکن... تمہارا نام لے رہی ہے۔"

بریرہ کی پلکیں جھک گئیں۔۔۔ سانس لرز گیا۔۔۔

اور اس کے دل کے اندر کوئی نرم سی گرمی پھیل گئی۔۔۔۔

رومان نے اس کی ٹھوڑی کو بڑی نرمی سے اوپر

کیا۔۔تاکہ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ

سکے۔۔۔۔ان ڈارک بروان آنکھیں میں ایسی شدت،

ایسی محبت تھی۔۔۔کہ بریرہ کی ہمت جیسے پگھلنے

لگی۔۔۔۔

وہ پوری سرخ ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

رومان نے اس کے چہرے کے قریب آتے ہوئے

نرمی سے اس کی کھلتی لٹوں کو سمیٹا۔۔

جیسے ہر بال کو بھی اپنے لمس میں باندھ لینا چاہتا

ہو۔

بریرہ کی تھمی ہوئی سانس، لرزتی پلکیں...

اور اس کے دولہے کا اتنے قریب ہونا---

لمحہ خود ہی شدت سے بھر گیا۔

"تم نہیں جانتیں بریرہ..."اس نے مدھم---مگر گھری آواز میں کہا---اس کے لہجے میں لرزش تھی، محبت کی، بے تابی کی--

"...میں نے اپنی امیجنیشن میں جانے کتنی بار تمہارا ہاتھ تھاما--- تمہیں اپنے قریب محسوس کیا--- تم سے رومانس کیا...ہر بار سوچتا تھا کہ اگر

تم حقیقت میں میرے سامنے ہوئیں۔۔۔تو میں کیسا محسوس کروں گا..." وہ ایک لمحے کو رکا۔۔اس کی نظریں بریرہ کے چہرے پر ٹک گئیں۔۔۔ جیسے یقین کرنے کی کوشش کر رہا ہو کہ یہ خواب نہیں۔۔۔

"لیکن اب..." وہ اس کے اور قریب جھکا۔۔۔

بریرہ کا سانس سینے میں گم ہوگیا ہو جیسے---

"...جب تم ریئل میں... میری باہوں میں ہو---

قسم سے بریرہ...یہ لمحہ---یہ حقیقت... میرے

لیے کسی قیامت کی شدت سے کم نہیں۔میں نے

کبھی سوچا بھی نہیں تھا---کہ تمہیں

چھونے، تمہیں دیکھنے،

تمہیں اپنے پاس پانے کا احساس اتنا طاقتور و دلفریب ہوگا..."اس نے آہستہ سے اس کے گال کو چھوا۔۔۔ جیسے اس لمس سے وہ خود بھی کانپ گیا ہو۔۔۔

"میں نے تمہارے بارے میں بہت کچھ تصور کیا تھا... لیکن جو تم ہو...جو یہ لمحہ ہے...

وہ میرے ہر خواب، ہر خیال، ہر خواہش سے زیادہ خوبصورت ہے۔" وہ اس کی پیشانی کو شدت محبت سے چومتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔

بریرہ کو اندازہ ہی نہیں ہوا۔۔ کب وہ اسے اپنی محبت کے رنگ میں رنگتا چلا گیا۔۔ کب وہ اپنی

باہوں کے حصار میں قید کر گیا۔۔۔کب وہ خود کو

بھول کر اس کی ہوتی چلی گئ۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

رومان یہ چیک رکھ لو۔۔۔" وہ باہر کی جانب جا رہا

تھا جب"

وہ ایک چیک پکڑاتے ہوئے بولی۔۔

اس نے چیک پکڑنے سے پہلے ایک ابرو اچکاکر۔۔۔سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

"وہ۔۔۔تم مجھے پیسے بھیجتے رہے تھے جبکہ میری سیلری نہیں بنتی تھی۔۔۔میں ہمیشہ خود کو ان

پیسوں کی وجہ سے گلٹ میں پاتی ہوں ---تو بس

یہ وہی ہیں---میں واپس کرنا چاہتی

ہوں---ویسے تو زیادہ بنیں گے---لیکن ابھی

میرے پاس اتنے ہی ہیں --- میں آہستہ آہستہ

مزید بھی واپس کر دوں گی" وہ نرمی سے گویا

ہوئی---تو رومان نے وہ چیک اس کے ہاتھ سے

لے لیا---

"اوکے۔۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے قبول کیا تو بریرہ کے چہرے پر بڑی سی مسکراہٹ بکھری۔۔۔

ایک گلٹ تھا اس کے اندر شروع سے۔۔۔وہ ان پیسوں کو ادا کرنے کے بعد۔۔۔ جیسے اتر گیا

تھا۔۔۔اور وہ کافی پرسکون و پر اعتماد محسوس کر رہی تھی۔۔۔

"یہ میری دولہن کا صدقہ ہے"

ابھی وہ مسکرا ہی رہی تھی کے اگلے ہی لمحے۔۔۔
اس کی مسکراہٹ کو بریک لگا اور سیاہ آنکھیں حیرت

سے پھیلیں۔۔۔جب رومان نے وہ چیک اس کے

اوپر سے اتار کر پاس کھڑی ملازمہ کو پکڑا دیا۔۔۔۔

"رومان وہ 30 لاکھ کا چیک ہے" وہ احتجاجا اور

اعتراضا تیزی سے جتاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

"30 کروڑ بھی ہوتے تو میں دے دیتا۔۔۔ مجھے
ویسے بھی رات کو تمہارا صدقہ اتارنا تھا۔۔دماغ سے
نکل گئی بس ۔۔۔ حالت ہی ایسی کردی تھی تم
نے میری۔۔۔" وہ اپنی حالت کا ذمہ دار اسے
ٹھہراتے ہوئے۔۔۔ شوخی سے گویا ہوا۔۔۔

"رومان ٹاپک مت چینج کرو۔۔۔ 30 لاکھ ہیں یار"

وہ پھر جتا رہی تھی۔ کہ کتنی بڑی رقم ہے۔۔ مگر

مقابل نے کوئی توجہ نہ دی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر

سوئمنگ پول کے ایریا کی جانب لے گیا۔۔۔

♡ *Husny Kanwal* ♡

"قبول ہے۔۔۔

قبول ہے۔۔۔

قبول ہے۔۔۔"

جانشیر اور زمر کا نکاح بہت سادگی کے ساتھ زمر کے اپارٹمنٹ میں ہوا تھا۔۔۔ کیونکہ حنا خاتون جانشیر کے ددھیال میں نہیں جانا چاہتی تھیں۔۔۔ وہ اپنے گھر میں رہتے ہوئے نکاح کرنا

چاہتی تھیں جیسے ایک بیٹی کی ماں یا ایک بیٹے کی

ماں کرتی ہے۔۔۔ جانشیر ہو یا زمر دونوں ہی ان

کے بچے تھے۔۔۔

تبریز صاحب اس کے دعوت دینے کے باوجود نکاح

میں نہیں آئے تھے لیکن اس کا اسے کوئی غم

نہیں تھا۔۔۔اس کی ماں، اس کی دادی، اور اس

کی بیوی۔۔۔تینوں بے لوث محبت کرنے والے

اس کے ساتھ موجود تھے۔۔۔اور وہ بہت خوش اور

مطمئن تھا آج۔۔۔

اس ناول میں بہت سے سبق ہیں ہمارے سیکھنے

کے لیے۔۔۔ کچھ خاموش اور کچھ روشن۔۔۔اب

یہ آپ پر ہے۔۔۔آپ نے کتنا سمجھ کر

پڑھا🦋

#Happy_Ending♡

اس ناول میں موجود تمام کردار حادثات واقعات

سب فرضی تھے۔ ان کا حقیقی زندگی سے کوئی تعلق

نہیں اگر بالفرض وہ کسی حقیقی چیز سے ملتے بھی

ہیں تو یہ صرف ایک اتفاق ہوگا۔ میرا مقصود صرف

انٹرٹین کرنا تھا کسی کی دل آزاری نہیں۔۔ اور اگر

بالفرض ہوتی ہے کسی کی دل آزاری ۔۔تو شدید

معذرت 😔🙏۔۔

غصہ زیادہ آئے۔۔۔تو دو روٹی زیادہ کھالیں 😂